سسپنس ڈائجسٹ کا مقبول سلسلہ
بتیسواں حصہ

سسپنس کا مقبول ترین سلسلہ

وہ سب گورنر ہاؤس سے نکل کر ایک بڑی سی وین میں بیٹھ گئے۔ پھر انٹیلی جنس کی عمارت کی سمت جانے لگے۔ الپا نے کہا "ٹبک برادرز! یہ سربراہ ہمیں ملاقات کے لیے تاجکستان بلا رہا تھا۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ فرہاد سے اس کا دوستانہ ہو؟"

"نہیں۔ اگر فرہاد سے دوستی ہوتی تو وہ فرہاد جیسے پہاڑ کو اپنے پیچھے چھپائے رکھتا مگر وہ تو چاہتا تھا کہ ہمارے ذریعے فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے والوں کو بھی اس کی اصلیت معلوم ہو جائے۔ پھر یہ کہ ہم یہودی ہوں یا سپر ماسٹر جیسا عیسائی' سب ہی تبریزی صاحب کے ایمان اور سچائی کو تسلیم کرتے ہیں۔ جب تبریزی صاحب نے ایم آئی ایم سے لاعلمی ظاہر کی ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ فرہاد وغیرہ بھی اس تنظیم کے سربراہ کو نہیں جانتے ہیں۔"

اس خفیہ یہودی تنظیم کا ایک سربراہ ایکسرے مین اور دوسرا سربراہ منڈولا ان کے اندر تھا۔ وہ دونوں بھی تسلیم کرتے تھے کہ ابھی فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے والے بھی ایم آئی ایم کے سربراہ سے کوئی رابطہ نہیں رکھتے ہیں۔ منڈولا ان کے درمیان رہنے والے پارس کے دماغ میں جاتا تھا اور اسے مائیک ہرارے سمجھ کر سوچنے لگتا تھا کہ اس ہرارے کو پھر ایک بار تنویمی عمل کے لیے اس طرح سحر زدہ کرنا ہوگا کہ وہ بڑی رازداری سے یہودی تنظیم کو اور ملک اسرائیل کو چھوڑ کر مایا کے کھنڈر میں اس پراسرار ہستی کے پاس کل رات تک پہنچ جائے۔

داؤد منڈولا اس مقصد کے لیے چپ چاپ برین آدم' الپا اور ٹیری آدم اور ایکسرے مین مارٹن کے دماغوں میں جا کر یہ خیال قائم کر رہا تھا کہ کل رات تک کسی بھی ایم آئی ایم کے سربراہ سے ملاقات کا وقت مقرر نہ کیا جائے۔

خفیہ یہودی تنظیم کے افراد پارس کے ساتھ انٹیلی جنس کے ایک خفیہ چیمبر میں پہنچ گئے۔ اب وہ پارس ان کے لیے قابل اعتماد مائیک ہرارے تھا۔ اور سلمان اس کے اندر رہ کر ان یہودیوں کی سرگرمیوں کو دیکھ رہا تھا اور ابھی سلمان کی طرح ہم سب اس بات سے بے خبر تھے کہ وہ شی تارا جو دراصل ڈی تھی' وہ بھی پارس کے اندر بڑی خاموشی سے رہتی ہے۔

چیمبر میں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نے انہیں مخاطب کیا' الپا ریسیور اٹھا کر بولی "میں ہوں الپا!"

"اور میں ایم آئی ایم کا سربراہ ہوں۔ وعدے کے مطابق فون پر مخاطب کر رہا ہوں۔"

"آپ کا شکریہ۔ آپ وقت کے پابند ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ جلد سے جلد ہماری ملاقات ہو۔ ہم دو دنوں تک بہت مصروف ہیں۔ کیا آپ چوتھے دن ملاقات کرنا پسند کریں گے؟"

"آپ نے تو بڑی لمبی تاریخ بڑھا دی' میں تو سمجھ رہا تھا کہ ایم آئی ایم کے سربراہ کو روبرو دیکھنے اور اس کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے آپ لوگ بے چین ہوں گے۔"

"یقین کریں کہ ہم واقعی آپ سے ملاقات کرنے کے لیے بہت ہی بے چین ہیں۔ ہم آپ کی خاطر بڑے سے بڑے اہم معاملات کو نظرانداز کرسکتے ہیں لیکن ہمارے چند دشمن بے حد پریشان کررہے ہیں۔ اگر ہم دو دنوں میں انہیں ختم نہیں کریں گے تو وہ آپ تک بھی پہنچ جائیں گے۔ پھر رازداری سے ہماری اور آپ کی ملاقات نہیں ہوسکے گی۔"

"اگر ایسی بات ہے تو میں صبر کرلوں گا۔ اور چوتھے دن آپ کے شہر تل ابیب رازداری سے پہنچوں گا اور چاہوں گا کہ ہماری خفیہ ملاقات کسی پر ظاہر نہ ہو۔"

"کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ ملاقات کے دوران ہم کس معاملے کو زیادہ اہمیت دیں گے؟"

"اس موضوع پر گفتگو ہوگی کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہمیشہ سے زیادہ دوری رہی ہے۔ کیا ہم کچھ قریب آسکتے ہیں؟ اور قریب آنے کے لیے کیا ہم امریکا پر بھروسا کرسکتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے معاملے میں سپرماسٹرز نے ایک فراڈ سربراہ آپ کے پاس بھیج کر زبردست دھوکا دیا ہے۔"

"ہاں۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ سپرماسٹر نے آپ کی خفیہ یہودی تنظیم کے اندر پہنچنے کے لیے ایسی چال چلی تھی۔ ویسے اب سپرماسٹر اپنی حرکتوں پر شرمندہ ہے۔ اگر کوئی اپنی غلطی پر شرمندہ ہو تو اسے معاف کردینا چاہیے۔"

"آپ لوگ معاف کرسکتے ہیں۔ میں ایک بار دودھ سے جل جانے کے بعد پھر کبھی گرم دودھ نہیں پیتا۔ اس دودھ کو ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا کردیتا ہوں۔ اگر ہماری خفیہ ملاقات کے دوران کوئی بھی امریکی نمائندہ چھپ کر آئے گا یا میرے معاملات میں مداخلت کرے گا تو آپ لوگوں سے ہم ایم آئی ایم والوں کی دشمنی ایسی بڑھے گی کہ پھر کبھی کم نہیں ہوگی۔ اب میں چوتھے دن کی صبح رابطہ کروں گا۔ او کے سوفار..."

دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوگیا۔ داؤد منڈولا کو اطمینان ہوا کہ اس کے اپنے ماتحتوں کے ذریعے ایک سربراہ کی ملاقات کو عارضی طور پر ملتوی کردیا گیا ہے۔ امریکا میں خفیہ یہودی تنظیم کے کئی جاسوس تھے۔ وہ تمام جاسوس آدم برادرز کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ کبھی ایکسرے مین مارٹن اور کبھی منڈولا انہیں اپنے کوڈورڈز بتا کر ان سے کام لیا کرتے تھے۔

منڈولا نے اپنے ایک امریکی جاسوس کے دماغ پر قابض ہوکر اسے غائب دماغ بنا کر اس سے فون کے نمبر ڈائل کرائے۔ ادھر انٹیلی جنس کے خفیہ چیمبر کے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ الپا نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو۔"

امریکا میں رہنے والے یہودی جاسوس نے کوڈورڈز استعمال کیے۔ پھر کہا "میں اپنے چیف برین آدم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

الپا نے برین آدم کو ریسیور دیتے ہوئے اس یہودی جاسوس کے متعلق بتایا۔ برین آدم نے ریسیور کان سے لگا کر اسے مخاطب کیا، وہ بولا "سر! ایک بہت ہی اہم اور چونکا دینے والی اطلاع ہے۔ یہاں میکسیکو کے مشرقی حصے میں مایا کے کھنڈرات ہیں۔ ان میں سے ایک کھنڈر کی زمین کے نیچے ہیرے جواہرات کے علاوہ یورینیم کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔"

"اتنے بڑے خزانے کا راز تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"سر! ایک ماہر آثار قدیمہ مجھے نشے کی حالت میں ملا تھا۔ میں نے اسے اس کے کاٹیج میں پہنچایا۔ وہ راستے میں اس خزانے کے متعلق بڑبڑا رہا تھا۔ میں نے سوچا، وہ نشے میں بڑبڑا رہا ہے۔ اس کے باوجود میں نے اس کے کاٹیج میں پہنچ کر اس کی ڈیلی رپورٹ کی ڈائری پڑھی تو اس میں اسی خزانے کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہوا تھا۔ وہ ماہر چاہتا تھا کہ کسی طرح امریکی حکومت کی لاعلمی میں وہ خزانہ حاصل کرے اور وہ اس کے لیے کئی دنوں سے منصوبے بنا رہا تھا۔ میں کل رات اس کے کاٹیج میں ٹھہر گیا۔ دوسری صبح جب وہ بیدار ہوا تو ہوش و حواس میں تھا۔ میں نے اس کی ڈائری اسے دکھا کر کہا۔ اس ملک سے باہر جہاں کہوگے میں وہ خزانہ پہنچادوں گا۔ مگر اس میں ہمارا برابر کا حصہ ہوگا۔ وہ راضی ہوگیا۔ اس نے مجھے کھنڈر میں لے جا کر تہ خانے میں پہنچنے کا راستہ دکھایا۔ میں نے خود تہ خانے میں جا کر جو خزانہ اور یورینیم کا جو ذخیرہ دیکھا اسے میں لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا۔ میں نے اس ماہر آثار قدیمہ کو وہیں قتل کردیا ہے۔ اب یہ راز صرف ہم جانتے ہیں۔"

برین آدم نے اسے ہولڈ آن کے لیے کہا۔ پھر ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر الپا اور ٹیری آدم کو دیکھا۔ ٹیری نے کہا "ہم اس جاسوس کے دماغ میں تھے۔ اس کے چور خیالات بتا رہے ہیں کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔"

الپا نے کہا "اس کے خیالات سے پتا چلا ہے کہ دوسرے ماہرین آثار قدیمہ بھی اس کھنڈر میں جاتے ہیں، لیکن کل اتوار ہے اور سنڈے کو ماہرین آثار قدیمہ چھٹی کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں کل شام تک وہاں ضرور پہنچنا چاہیے۔"

ٹیری آدم نے کہا "اس مقتول ماہر کی ڈائری میں لکھا ہے کہ تہ خانے میں اتنا یورینیم ہے کہ سیکڑوں ایٹم بم اور دوسرے بے شمار ایٹمی ہتھیار بنائے جاسکتے ہیں۔"

برین آدم نے فون پر جاسوس سے کہا "تم نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ ہم کل چھٹی کا دن ضائع نہیں کریں گے۔ شام تک گوئٹے مالا کے ائرپورٹ پر ہماری ٹیم پہنچنے والی ہے۔ وہاں تم سے ملاقات ہوگی اور تم اس کھنڈر تک ہماری رہنمائی کروگے۔"

اس نے ریسیور رکھ کر کہا "یہ ہم نے اچھا کیا کہ اس سربراہ سے کل ملاقات کا وقت مقرر نہیں کیا۔ کل شام سے پہلے ہماری ٹیم کو اس کھنڈر میں پہنچ جانا چاہیے۔ میں ٹیم کے لیے خصوصی طیارے کا بھی انتظام کرتا ہوں۔ تم خیال خوانی کرنے والے چھ

کمانڈوز، دو سراغ رساں اور ایک نہایت ذہین، حاضر دماغ اور شاطر قسم کے شخص کا انتخاب کرو۔"

منڈولا الپا کے دماغ میں آگیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بولی "ہمارے پاس یہ زیرو زیرو ون (پارس) ہے۔ یہ شطرنج کا عالمی چیمپئن ہے حاضر دماغ ہے۔ کسی بھی نازک اور خطرناک مرحلے میں بازی پلٹ سکتا ہے۔"

منڈولا پھر برین آدم کے اندر آیا۔ وہ منڈولا کی مرضی کے مطابق بولا "واقعی زیرو زیرو ون ہماری اس مہم کے لیے موزوں رہے گا۔ یہ ہمارے تجربہ کار سراغرسانوں اور کمانڈوز کے ساتھ رہے گا تو اس کی گم شدہ یادداشت واپس آسکتی ہے۔"

وہ فون کے ذریعے خصوصی طیارے کا انتظام کرنے لگا۔ خیال خوانی کرنے والے کمانڈوز اور سراغ رسانوں کے سلسلے میں اپنے فرائض ادا کرنے لگے۔ اگر کوئی اور موقع ہوتا تو داؤد منڈولا جیسا کٹر یہودی سربراہ شاطر مائیک ہرارے کو اسرائیل سے باہر جانے نہ دیتا۔ مگر وہ پراسرار ہستی ایک آسیب کی طرح اس کے اعصاب پر سوار تھی۔ اور وہ اپنی یہودی تنظیم کے ہر خیال خوانی کرنے والے کے اور تمام آدم برادرز کے دماغوں اور اعصاب پر سوار ہوگیا تھا اور مائیک ہرارے (پارس) کو اس اجنبی ہستی کے حوالے کرکے اپنی پوری یہودی خفیہ تنظیم کو اور خود کو اس بلا سے بچانے کے انتظامات کرچکا تھا۔ پھر اس ایک مائیک ہرارے کے عوض عظیم الشان خزانہ ملنے والا تھا اور پوری دنیا میں اسرائیل سپرپاور بننے والا تھا۔

یہ سب کچھ بڑی رازداری سے ہورہا تھا۔ اس کے باوجود رازداری نہیں تھی۔ ایک طرف سلمان اور دوسری طرف شی تارا کو یہ تمام معلومات حاصل ہورہی تھیں۔ سلمان نے مجھے مخاطب کرکے وہاں کی تمام باتیں سنائیں۔ میں اور سلمان پارس کے اندر رہ کر خفیہ یہودی تنظیم کے سربراہ سے لے کر ہر فرد کی باتیں اور ان کے منصوبے معلوم کرسکتے تھے اور داؤد منڈولا کی آواز اور لہجہ اختیار کرکے ان سب کے دماغوں میں پہنچ جاتے تھے۔ لیکن ہمیں ان کے دماغوں میں پہنچنے کے باوجود اس پراسرار ہستی یعنی اصل شی تارا کے متعلق معلوم نہ ہوسکا۔ کیونکہ یہ بات صرف منڈولا جانتا تھا اور ہم اس کے دماغ کے اندر پہنچ کر بھی اصل معاملات کو نہیں سمجھ سکتے تھے۔

میں نے سلمان سے کہا "یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ہمارا پارس ان کے لیے مائیک ہرارے ہے اور ان کے لیے بہت اہم ہے۔ پھر وہ پارس کو اسرائیل سے باہر کیوں بھیج رہے ہیں۔ جبکہ دوسرا کوئی یہودی خیال خوانی کرنے والا نہیں جارہا ہے۔"

سلمان نے کہا "واقعی یہ بات قابل غور ہے۔ وہ پارس کو نہایت شاطرانہ چال چلنے والا مائیک ہرارے سمجھتے ہیں تو اسے اسرائیل میں اپنے پاس رکھ کر خیال خوانی کے ذریعے دوسرے کمانڈوز اور سراغ رسانوں کی راہنمائی کرسکتے ہیں۔"

میں نے کہا "سلمان! یہ داؤد منڈولا کوئی بڑا کھیل کھیل رہا ہے۔ تم پارس کے پاس رہو۔ جب آرام کرنا چاہو تو میں بیٹے کے اندر رہ کر منڈولا کا اصل کھیل معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔"

سلمان پارس کے پاس چلا گیا۔ شی تارا تل ابیب کے اسی ہوٹل کے کمرے میں تھی۔ اس نے معلوم کیا تھا کہ پارس ایک خصوصی ٹیم کے ساتھ خصوصی طیارے میں پہلے نیویارک جائے گا۔ وہاں سے گوئٹے مالا کے لیے دوسرے طیارے میں پرواز کرے گا۔ اور جب اسرائیل کا خاص طیارہ امریکا پہنچے گا تو وہاں کے تمام امریکی سراغ رساں اس طیارے میں آنے والے تمام یہودیوں پر گہری نظر رکھیں گے۔ ان کی خفیہ نگرانی کریں گے۔ ایسے وقت تمام یہودی خیال خوانی کرنے والے ان سراغ رسانوں کو گمراہ کرکے اس ٹیم کو میکسیکو تک پہنچائیں گے۔

شی تارا پارس کے جانے کے بعد تل ابیب میں تنہا نہیں رہ سکتی تھی۔ اس لیے وہ امریکا جانے کے لیے خیال خوانی کے ذریعے ایک طیارے میں اپنی سیٹ ریزرو کرا رہی تھی۔ وہ اسرائیل میں موجود رہ کر بھی پارس کے دماغ میں چھپ کر یہ معلوم کرسکتی تھی کہ وہ یہودی مایا کے کھنڈر میں پہنچ کر کس طرح مطلوبہ خزانہ حاصل کرتے ہیں لیکن محبوب جسمانی طور پر وہاں جارہا تھا۔ اس لیے وہ بھی جسمانی طور پر اس سے زیادہ دور رہنا نہیں چاہتی تھی۔

اپنے پارس کو جیتنے والی اور اس کے دماغ کے اندر تک پہنچنے والی شی تارا کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ اصلی نہیں ہے۔ ایک ڈمی ہے اور جو اصلی ہے وہ اپنی ڈمی کی آواز اور لہجہ اختیار کرکے اس ڈمی کے دماغ کو اپنے قابو میں رکھتی ہے۔ اور اسے اس خوش فہمی میں مبتلا رہنے دیتی ہے کہ وہی اصلی شی تارا ہے۔ پہلے دائی ماں کے ساتھ رہتی آئی تھی، اب اپنے پارس کے ساتھ رہنے لگی ہے۔

اور مایا کے کھنڈر کے تہ خانے میں وہ شی تارا اپنے بھگوان شیو شنکر کی مورت کے سامنے پالتھی مارے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔ اور خیال خوانی کے ذریعے تل ابیب میں رہنے والی اپنی ڈمی کو اسی طور سوچنے پر مائل کررہی تھی کہ وہ اپنے پارس کے ساتھ مایا کے کھنڈر میں تعاقب کرتی آئے گی اور جب منڈولا تنویمی عمل کے ذریعے پارس کا مذہب تبدیل کرے گا، اسے ہندو بنائے گا تو ڈمی شی تارا منڈولا کے عمل میں مداخلت نہیں کرے گی۔

پھر اسے پارس کے تعاقب میں اس لیے مایا کے کھنڈر تک آنا تھا کہ پارس اپنا دھرم بدلنے کے بعد اصلی شی تارا کا پتی دیو بننے والا تھا۔ ایسے وقت ڈمی شی تارا کا وہ کردار ختم ہونے والا تھا، یعنی اب وہ پارس کی محبوبہ کا کردار ادا کرنے والی نہیں تھی۔ اصلی شی تارا آئندہ ڈمی شی تارا کو کوئی دوسرا کردار سونپنے والی نہیں تھی۔

برین آدم نے وہاں سے روانہ ہونے والی ٹیم کو بتایا کہ خصوصی طیارہ رات کے گیارہ بجے تل ابیب سے پرواز کرے گا۔

اس وقت شام کے پانچ بجنے والے تھے۔ پارس نے برین آدم سے کہا "میں کچھ تھکن سی محسوس کررہا ہوں۔ کچھ آرام کرنا چاہتا ہوں۔"

برین آدم نے کہا "ضرور آرام کرنا چاہیے۔ میرے بیڈ روم میں جاکر لیٹ جاؤ۔ بلکہ رات آٹھ بجے تک نیند پوری کرلوگے تو خود کو تازہ دم محسوس کروگے۔"

پارس بیڈ روم میں چلا گیا۔ داؤد منڈولا اپنے ایک ایک یہودی خیال خوانی کرنے والوں کے اندر جارہا تھا اور ان کی سوچ میں یہ فیصلہ نقش کررہا تھا کہ جب تک مائیک ہرارے (پارس) سوتا رہے گا' تب تک کوئی اس کے دماغ میں نہیں جائے گا۔ ایکسرے مین مارٹن رسل' الپا' ٹیری آدم' ٹالبوٹ اور مونارو وغیرہ سب ہی منڈولا کے زیر اثر تھے۔ اس لیے رات آٹھ بجے تک کوئی پارس کے خوابیدہ دماغ میں جانے والا نہیں تھا۔

وہ بیڈ روم میں آکر لیٹ گیا۔ داؤد منڈولا کو پورا یقین تھا کہ اب شاطر مائیک ہرارے کے اندر کوئی نہیں آئے گا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے تھپک تھپک اپنی دانست میں مائیک ہرارے کو سلادیا۔ جب وہ گہری نیند میں ڈوب گیا تو منڈولا اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔

اس نے خوابیدہ دماغ سے پوچھا "ہیلو۔ کیا مجھے پہچان رہے ہو؟"

پارس کی خوابیدہ سوچ نے کہا "ہاں' پہچان رہا ہوں۔ آپ میرے عامل ہیں؟ میرے عامل داؤد منڈولا۔"

"ابھی میں نے تمہارے چور خیالات پڑھے ہیں اور یقین کیا ہے کہ تم میرے معمول اور تابعدار ہو اس کے باوجود پوچھتا ہوں کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟"

"میں یہودی ہوں' آپ کا تابعدار یہودی ہوں۔"

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ پھر ایک بار اپنا مذہب تبدیل کرو۔ اور اپنے ذہن سے یہ بات مٹادو کہ تم یہودی' عیسائی یا مسلمان ہو۔ تمہارا دھرم ہندو ہے۔ تم ایک ہندو برہمن ہو۔"

اس کی خوابیدہ سوچ نے کہا "میں نے اپنے ذہن سے یہودی' عیسائی اور دین اسلام جیسے مذاہب مٹادیئے ہیں۔ اب میرے ذہن میں ایک ہی ہندو دھرم نقش رہے گا۔ میں ایک ہندو برہمن رہوں گا۔"

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جس ٹیم کے ساتھ امریکا جارہے ہو' ان پر اپنا ہندو دھرم ظاہر نہیں کروگے اور نہ ہی خفیہ یہودی تنظیم کے کسی فرد کو مذہب کی تبدیلی کے متعلق بتاؤگے۔"

"میں آپ کے حکم پر کسی کے سامنے اپنے مذہب کی تبدیلی کا ذکر نہیں کروں گا۔"

"بس... میں یہی حکم تمہارے ذہن میں نقش کرنے آیا تھا۔ اپنا دھرم یاد رکھو اور آٹھ بجے تک تنویمی نیند سوتے رہو۔"

پھر خاموشی چھاگئی۔ پارس سکون سے سوتا رہا۔ اس وقت سلمان نہیں تھا۔ میں اپنے بیٹے کے اندر تھا اور بڑی حیرانی سے سوچ رہا تھا کہ داؤد منڈولا جیسے کٹر یہودی نے مائیک ہرارے کو اپنے یہودی مذہب سے کیوں نکال دیا ہے۔ اور اسے ہندو مذہب اختیار کرنے کا حکم کیوں دیا ہے؟"

میں بڑی ہیرا پھیری کرتا ہوں اور اکثر دشمنوں کے مقابلے میں الجھی ہوئی چالیں چلتا ہوں۔ لیکن منڈولا کی یہ چال سمجھ میں نہیں آئی۔ اگر میں یہ فرض کرلیتا کہ شی تارا کا منڈولا سے کوئی خفیہ سمجھوتا ہوچکا ہے اور وہ شی تارا کی دلی خواہش کے مطابق اسے ہندو بناچکا ہے تب بھی عقل یہ تسلیم نہیں کرتی تھی کہ منڈولا ایک اہم خیال خوانی کرنے والے مائیک ہرارے کو ہندو بناکر شی تارا کے حوالے کردے گا۔

میں ایسا سوچنے کے دوران اپنے بیٹے کے اندر شی تارا کی سوچ کی لہروں کو سن کر چونک گیا۔ ہمارے لیے یہ بھی چونکا دینے والی بات تھی کہ شی تارا ہم سب سے چھپ کر پارس کے اندر آنے کا راستہ بناچکی ہے۔ وہ خوش ہوکر کہہ رہی تھی۔ "اوہ' پارس! میں ایک عرصہ سے جو چاہتی تھی' وہ ارادہ اب پورا ہورہا ہے۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ ایک یہودی نے تمہارے ذہن میں ہمارا ہندو دھرم نقش کیا ہے؟ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ ایسا تو میں آئندہ موقع دیکھ کر کرنے والی تھی۔ اس سے پہلے ہی میرا کام بن گیا۔"

وہ بہت خوش تھی اور کہہ رہی تھی "تم دراصل میرے معمول اور تابعدار ہو۔ میں نے پہلے بھی تم سے کہا تھا کہ مجھ سے پہلے جتنے عاملوں نے تم پر تنویمی عمل کیا ہے۔ ان کے مطابق تم ان کے تابعدار رہو لیکن میں تمہاری آخری اور فائنل عاملہ ہوں۔ میں حکم دیتی ہوں کہ عامل داؤد منڈولا کے حکم کے مطابق بدستور ہندو برہمن رہوگے اور حقیقت کبھی ظاہر نہیں کروگے کہ تمہارے دل اور دماغ کی اصلی مالکہ صرف میں ہوں' اب تم آرام سے تنویمی نیند سوتے رہو۔ میں آٹھ بجے کے بعد آؤں گی۔"

اس کے بعد خاموشی چھاگئی۔ شی تارا ہوٹل کے کمرے میں دماغی طور پر حاضر ہوکر حیرانی سے سوچنے لگی کہ یہودی منڈولا نے اس کے پارس کو ہندو کیوں بنایا ہے۔ یہ کس قسم کی چال ہے جو سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ میں بھی اس چال کو سمجھ نہیں پارہا تھا۔ ہم ابھی یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہمارے علم میں جو شی تارا ہے' وہ ڈمی ہے اور جو اصلی ہے' وہ منڈولا کو ایسی چال چلنے پر مجبور کررہی ہے۔ اور کمال یہ بھی تھا کہ خود منڈولا اس تہ خانے والی پراسرار ہستی کو ہندو تو سمجھ رہا تھا مگر شی تارا نہیں سمجھ رہا تھا کیونکہ اس کی معلومات کے مطابق شی تارا اپنے پارس کے ساتھ تھی اور تہ خانے والی نے کسی پارس کو نہیں مائیک ہرارے کو ہندو بنانے کے لیے کہا

تھا اور وہ اسے بناچکا تھا۔

پارس رات کے آٹھ بجے بیدار ہوگیا۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر ایک اٹیچی میں اپنا ضروری سفری سامان رکھنے لگا۔ ایسے وقت الپا نے خیال خوانی کے ذریعے کوڈ ورڈز ادا کرکے مخاطب کیا "ہیلو زیرو زیرو ون! کیا سفر کے لیے تیار ہوچکے ہو؟"

"ہاں تیار ہوں۔ بائی دی وے۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی میرے اندر آکر گفتگو کرے۔ پلیز فون استعمال کرو۔"

وہ چلی گئی پھر اس نے فون کے ذریعے مخاطب کرکے پوچھا "اب خوش ہو؟"

"بات خوشی کی نہیں' اصول کی ہے۔ میں دو ایک روز میں خیال خوانی کے قابل ہوجاؤں گا تو کیا اپنے دماغ میں آنے دیا کروگی؟"

وہ بولی "بگ برادرز کی ہدایت ہے کہ بہت زیادہ ضرورت کے وقت ہم ایک دوسرے کے اندر آکر صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ فون پر رابطہ کیا جائے۔ اسی لیے ابھی تمہارے اندر سے نکل کر فون پر بول رہی ہوں۔"

"شکریہ۔ میں ابھی بگ برادر کے ہی بنگلے میں ہوں اور ان کے ساتھ ہی ائرپورٹ جاؤں گا۔ کیا تم کوئی خاص بات کہنا چاہتی ہو؟"

"اپنے ذاتی احساسات بیان کرنا چاہتی ہوں۔ بہت عرصہ پہلے فرہاد علی تیمور کا بیٹا میری زندگی میں آیا تھا۔ میں نے اس کے ساتھ کئی دن اور کئی راتیں گزاری ہیں۔ یہاں تم سخت پہرے میں زیر علاج رہے۔ آج پہلی بار گورنر ہاؤس میں تمہارے قریب آنے کا موقع ملا تو ایسا ہی لگا جیسے میں تمہارے نہیں بلکہ پارس کے قریب چلی آئی ہوں۔"

"میں اپنی پچھلی زندگی کی بہت سی باتیں بھولا ہوا ہوں۔ یہ تم ہی بتاسکتی ہو کہ تم نے مجھے پارس کی طرح محسوس کیوں کیا؟ کیا واقعی میں پارس ہوں؟ کیا ہمیں یہ بات بگ برادرز کے علم میں لانا چاہیے؟"

"نہیں' ابھی نہیں۔ مجھ سے غلطی ہوسکتی ہے۔ وہ کم بخت پارس ابھی تک میرے حواس پر چھایا ہوا ہے۔ وہ جب قریب آتا تھا تو اس کے بدن سے ایک عجیب سی زہریلی مگر پرکشش حرارت محسوس ہوتی تھی۔ وہی حرارت آج میں نے تمہارے قریب سے گزرتے ہوئے محسوس کی تھی۔ جب تم امریکا سے واپس آؤگے تو میں ایک بار تنہائی میں تم سے ملنا چاہوں گی۔"

"تم ایک نہیں ہزار بار مل سکتی ہو۔ مگر مجھے تاکید کی گئی ہے کہ ہر کام بگ برادر سے پوچھ کر کیا جائے۔"

"بے شک۔ میں بگ برادر سے اجازت حاصل کرکے ہی ایک بار تمہاری تنہائی میں آؤں گی۔ اچھا اب ریسیور رکھتی ہوں۔"

شی تارا جانتی تھی کہ وہ آٹھ بجے تنویمی نیند پوری کرکے بیدار ہوگا۔ اسی وقت کے مطابق وہ اس کے اندر خاموشی سے آگئی تھی۔ کیونکہ داؤد منڈولا یا سلمان وغیرہ اس کے اندر آسکتے تھے اس لیے وہ پارس کے اندر خاموشی اختیار کیے رہتی تھی۔ ایسے ہی وقت اس نے الپا اور پارس کی فون پر ہونے والی گفتگو سنی اور جل بھن گئی۔ وہ کبھی برداشت نہیں کرسکتی تھی کہ الپا کبھی اس کے پارس کی تنہائی میں آئے۔ اس نے طے کرلیا کہ وہ آئے گی تو اسے پارس کے ذریعے اعصابی کمزوری کی دوا کھلا کر اس کی ایسی کی تیسی کرے گی اور اپنی معمولہ اور تابعدار بناکر رکھے گی۔

یہ کامیابی اطمینان بخش تھی کہ اس نے پارس کے دماغ میں جگہ بنالی تھی اور اس کے خیالات پڑھ کر آئندہ ہر آنے والی سوکن کا راستہ کاٹ سکتی تھی۔ اور اب تو یہ سوچ رہی تھی کہ آئندہ تنویمی عمل کرنے کا موقع ملے گا۔ پاپا اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اور خفیہ یہودی تنظیم کے خیال خوانی کرنے والے پارس کے اندر نہیں ہوں گے۔ سب اپنی اپنی جگہ مصروف رہیں گے اور میدان صاف رہے گا تو وہ تنویمی عمل کے ذریعے اس کے ذہن میں یہ نقش کردے گی کہ وہ آئندہ اپنی شی تارا کے علاوہ دنیا کی کسی لڑکی سے نہ دلچسپی لے گا اور نہ ہی کسی لڑکی سے تنہائی میں باتیں کرنا گوارا کرے گا۔

پارس رات کے گیارہ بجے اس طیارے سے روانہ ہوا' جس میں کمانڈوز اور سراغ رساں موجود تھے۔ برین آدم نے تمام یہودی خیال خوانی کرنے والوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ رات کو آرام کریں۔ جب وہ صبح بیدار ہوں گے تو ان کا خصوصی طیارہ نیویارک پہنچ چکا ہوگا۔ طیارے کے مسافر یعنی مائیک ہرارے اور کمانڈوز وغیرہ کے ہوٹل میں قیام کے دوران امریکی سراغ رساں خفیہ طور سے ان کی نگرانی کریں گے۔ ایسے وقت خیال خوانی کرنے والے ان کے کام آئیں گے۔ انہیں ہوٹل سے نکال کر بڑی رازداری سے مایا کے کھنڈرات تک پہنچائیں گے۔

داؤد منڈولا خیال خوانی کے ذریعے اس طیارے میں موجود رہا اور اپنی ٹیم کو بحفاظت سفر کرتے دیکھتا رہا۔ پھر مطمئن ہوکر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور کو کان سے لگاکر کہا "ہیلو؟"

دوسری طرف سے پروفیسر ایزک نے کہا "میں ہوں۔ اور تو کوئی آپ کا فون نمبر نہیں جانتا۔"

"اس وقت تم بول رہے ہو۔ یا تمہارے پیچھے وہ بول رہی ہے؟"

"ہاں وہی ہے۔ باتیں اس کی ہیں اور زبان میری ہے۔ وہ تم سے خوش ہے۔ تم بڑی خوش اسلوبی سے اس کی ہدایات پر عمل کررہے ہو۔"

"کیا وہ دیکھ رہی ہے کہ میں کیا کرتا پھر رہا ہوں؟ اور کیا اسے معلوم ہے کہ میری ایک ٹیم یہاں سے روانہ ہوچکی ہے؟"

"ہاں وہ جانتی ہے کہ آپ کی ٹیم کل شام تک مایا کے کھنڈر

میں پہنچنے والی ہے۔ وہ منتظر ہے۔ آپ کی ٹیم وہاں پہنچے گی اور اس ٹیم میں مائیک ہرارے موجود ہوگا تو ان سب کے لیے تہ خانے کا چور دروازہ کھول دیا جائے گا۔"

"یہ سب تو ہو جائے گا۔ اس ہستی کو اس کا مائیک ہرارے مل جائے گا اور ہمیں یقین ہے کہ تہ خانے کا تمام خفیہ خزانہ ہمارے حوالے کر دیا جائے گا۔ وہ پراسرار ہستی اپنے تمام وعدے پورے کرے گی۔ پھر بھی میں اپنی تسلی اور اطمینان کے لیے پوچھ رہا ہوں کیا میں آئندہ بھی خفیہ یہودی تنظیم کا گمنام سربراہ رہوں گا؟"

"بے شک آپ ہی گمنام سربراہ رہیں گے' اس ہستی نے وعدہ کیا تھا کہ اسے مائیک ہرارے مل جائے گا تو وہ آپ کے اور خفیہ یہودی تنظیم کے کسی معاملے میں کبھی مداخلت نہیں کرے گی۔"

"میں تمہاری اس پُراسرار ہستی کی مٹھی میں ہوں۔ مجھے یقین کرنا ہی ہوگا کہ وہ میرے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرے گی۔ اور یقین نہ بھی کروں تو اسی کے رحم و کرم پر رہنا ہوگا۔"

پروفیسر ایزک نے کہا "اب یہ آپ دونوں کا معاملہ ہے۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میرا اپنا تجربہ تو یہی ہے کہ اس نے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ آپ بھی اس کی ہدایات پر عمل کر رہے ہیں' اس لیے وہ آپ کو بھی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اچھا میں فون بند کر رہا ہوں۔ کل شام کو کھنڈر کے تہ خانے میں لین دین کے بعد وہ میرے ذریعے پھر آپ سے گفتگو کرے گی۔"

پروفیسر سے فون کا رابطہ ختم ہو گیا۔ منڈولا بڑی فکر میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اگرچہ مائیک ہرارے کو اس کے حوالے کر کے اتنا کچھ پانے والا تھا کہ ننھی سی مملکت اسرائیل کو امریکا سے بڑھ کر سپر پاور بنانے والا تھا مگر غلامی کا احساس اسے مارے ڈال رہا تھا۔ وہ یقین کرنے کے لیے تیار نہیں تھا کہ وہ اس کے اندر آتی جاتی نہیں ہوگی۔ جسے دماغ میں جگہ مل جائے اور جسے ملک اسرائیل کی خفیہ تنظیم کا راز معلوم ہو جائے' وہ بھلا لاتعلق کیوں رہے گی؟ پہلی بار اس نے مائیک ہرارے کو حاصل کرنے کے لیے منڈولا کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا۔ آئندہ پھر کسی ضرورت کے تحت بلیک میل کر سکتی ہے۔

وہ سر پکڑ کر سوچنے لگا۔ "میری بھی کیا قسمت ہے؟ میں بڑے بڑے مَردوں کو اور بڑے ملکوں کو فریب دیتا ہوں مگر عورتوں سے زیر ہو جاتا ہوں۔ میں نے بڑی مشکلوں سے ثانی سے پیچھا چھڑایا تھا۔ اب یہ ایک نئی بلا آ گئی ہے۔ میں کیا تدبیر کروں کہ اس پُراسرار ہستی سے نجات حاصل کروں؟ اپنے ذہن کو اور کس قدر حساس بناؤں کہ وہ آئے تو میں اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لوں اور اسے اپنے اندر سے بھگا دوں؟"

کوئی راستہ نہیں تھا۔ بیچ سمندر میں کشتی جائے تو کوئی بچانے والا نہیں ہوتا اور نہ ہی ڈوبنے والا تیر کر ساحل تک پہنچ سکتا ہے۔ مقدر ناراض ہو اور دور تک تاریکی ہی تاریکی ہو تو روشنی کے لیے ماچس کی ایک ڈبیا بھی نہیں ملتی۔

دوسری صبح تمام یہودی خیال خوانی کرنے والے مصروف ہو گئے۔ الپا' ٹیری آدم' ٹالبوٹ اور موتارو کے علاوہ ایکسرے مین مارٹن اور منڈولا بھی درپردہ موجود تھے۔ پارس نے چھ کمانڈوز اور دو سراغرسانوں کے ساتھ نیویارک کے ایک ہوٹل میں کمرے حاصل کرنے کے بعد ان سب کے ساتھ میک اپ کیا تھا اور اپنے چہرے بدل لئے تھے تاکہ اب وہ ہوٹل سے باہر جائیں تو امریکی سراغ رساں انہیں پہچان نہ پائیں۔ لیکن وہ امریکی سراغ رساں ان کے کمروں کے قریب ہو سکتے تھے۔ انہیں کہیں جانے سے روک ٹوک سکتے تھے اور طرح طرح کے سوالات کر سکتے تھے۔

لیکن انہوں نے پہلے پلاننگ تیار کر لی تھی صرف سراغ رسانوں کو راستے سے ہٹانے کی بات تھی۔ اس مقصد کے لیے خیال خوانی کرنے والوں نے ہوٹل کے عملے کے دماغوں پر قبضہ جمایا۔ ان کے ذریعے ریموٹ کنٹرولر سے بلاسٹ ہونے والے بم چھپا کر کچن میں اور تیسرے فلور میں رکھے۔ پارس وغیرہ تیسرے فلور کے مختلف کمروں میں تھے۔ خیال خوانی کرنے والوں نے عملے کے چند ملازموں کے ہاتھوں میں ریموٹ کنٹرولر پکڑا دیئے تھے۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے ان کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی پہلے کچن میں دھماکے ہونے لگے۔ صبح کے وقت لرزہ خیز دھماکوں نے صرف ہوٹل والوں کو ہی نہیں آس پاس کی عمارتوں کو بھی وہشت زدہ کر دیا۔ سب کے سب اپنی جان بچانے کے لیے جدھر منہ پڑا' اُدھر ہی بھاگنے لگے۔

جو امریکی سراغ رساں پارس اور یہودی ٹیم کی نگرانی پر مامور کئے گئے تھے۔ ان میں سے کئی بھاگ گئے ان میں سے بھی کچھ ثابت قدم رہنا چاہتے تھے۔ لیکن تیسرے فلور پر بھی دھماکے ہونے لگے تو سب ہی کو وہاں سے بھاگنا پڑا۔ ان بھاگنے والوں میں پارس اور یہودی ٹیم کے افراد بھی تھے۔ لیکن ان سب کے چہرے بدلے ہوئے تھے اس لیے انہیں اب پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ پھر ایسے دھماکے ہو رہے تھے کہ کون کس سمت جا رہا ہے' یہ معلوم کرنے کا ہوش کسی کو نہیں رہا تھا۔

اس ٹیم نے یہ پلاننگ کی تھی کہ جسے جہاں سے موقع ملے گا' وہاں سے فرار ہوگا۔ پھر مختلف ٹیکسیوں میں بیٹھ کر اسکیٹنگ کلب کے سامنے پہنچے گا۔ وہاں ایک بڑی سی وین ہوگی۔ وہ سب آ کر اس وین میں بیٹھیں گے اور ایک پرائیویٹ ہیلی پورٹ کی طرف جائیں گے۔ ان کے نئے میک اپ اور نئی شخصیات کے مطابق شناختی کارڈز اور دیگر اہم کاغذات تیار ہو چکے تھے اور ایک ہیلی کاپٹر بھی کرائے پر حاصل کر لیا گیا تھا۔ جس میں سوار ہو کر وہ سب مایا کے کھنڈر تک پہنچ سکتے تھے۔

ان سب نے پلاننگ پر عمل کیا۔ الگ الگ ٹیکسی میں بیٹھ کر اسکیٹنگ کلب کے سامنے آئے اور اس وین میں بیٹھ گئے۔ بڑی بے چینی سے پارس یعنی اپنے مائیک ہرارے کا انتظار کرنے لگے۔ ایسے وقت ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ وقت کی پابندی لازمی تھی۔ جب تک جاسوس اور پولیس والے ہوٹل کے اندر ہونے والے دھماکوں کی تحقیقات کرتے اور خصوصی طیارے سے آنے والے یہودیوں کو تلاش کرتے رہتے تب تک وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے نیویارک سے دور نکل جاتے۔ وین میں بیٹھے ہوئے ایک یہودی سراغ رساں نے جھنجلا کر کہا "پتا نہیں یہ ہرارے کہاں رہ گیا ہے؟"

الپا اور ٹیری آدم نے مائیک ہرارے کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی لیکن انہیں اپنے مطلوبہ مائیک ہرارے کا دماغ نہیں ملا۔ یہ بڑی حیرانی کی بات تھی۔ اس کے نہ ملنے سے یہی خیال آ رہا تھا کہ وہ مر چکا ہے یا کسی نے اسے ٹریپ کر کے اپنے قابو میں کر لیا ہے اور اس کے اندر آواز اور لہجے کو بدل کر اس کی شخصیت بدل دی ہے۔

لیکن عقل یہ تسلیم نہیں کرتی تھی کہ صرف آدھے گھنٹے کے اندر اس پر تنویمی عمل کر کے اسے یہودی ٹیم سے بے گانہ بنا دیا گیا ہو انہوں نے باری باری پارس کو خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کرنا چاہا۔ لیکن مخاطب کرنے کے لیے مائیک ہرارے کی آواز اور لہجے کو بار بار دہرا رہے تھے۔ جبکہ وہ مائیک ہرارے کبھی نہیں تھا۔

صرف میں اور سلمان وغیرہ اس کی اصلیت کو جانتے تھے۔ پھر پچھلی شام میں نے ثی تارا کو چوری چھپے اپنے بیٹے کے اندر پہنچتے دیکھا اور یہ معلوم کیا کہ اس نے سب سے آخر میں اپنے محبوب کو تنویمی عمل سے اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔

ثی تارا دوسری فلائٹ سے نیویارک پہنچی ہوئی تھی۔ وہ سائے کی طرح اس کے ساتھ رہنے کا ارادہ کر چکی تھی تاکہ الپا اس سے رابطہ نہ کر سکے۔ اس نے بھی مائیک ہرارے کے اس لب و لہجے کو اپنی گرفت میں لیا' جس لب و لہجے کو اختیار کر کے سب ہی نے پارس کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا۔ ایسے وقت وہ بھی ناکام رہی۔ اسے اپنا محبوب نہیں ملا۔

چونکہ وہ اصلیت جانتی تھی کہ وہ ہرارے نہیں ہے اس لیے اس نے پارس کے لب و لہجے کو اختیار کیا اور کامیاب ہو گئی مگر وہ ادھوری کامیابی تھی کیونکہ پارس نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی تھی۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر حیرانی سے سوچنے لگی "یہ کیا ہو گیا؟ پاپا اور ان کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے پارس کو تنویمی عمل کے ذریعے تبدیل کر دیا تھا۔ اسے مکمل طور پر مائیک ہرارے بنا دیا تھا اور ہرارے کا لب و لہجہ بھی اس کے ذہن میں نقش کر دیا تھا۔ یہودیوں سمیت سب ہی ہرارے کے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر پارس کے اندر پہنچتے تھے۔ میں نے خود اس نئے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر پارس کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا اور وہ بن چکا تھا۔ پھر یہ اچانک کیا ہو گیا ہے۔ وہ میری خیال خوانی کی گرفت سے کیسے نکل گیا ہے؟"

وہ ڈوبتے ہوئے دل سے سوچ رہی تھی "کیا میں اسے اپنا معمول اور تابعدار بنانے میں ناکام رہی ہوں؟ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ اس کے دل و دماغ سے میری حکمرانی ختم ہو چکی ہے۔"

اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی پھر جلدی سے کہا "سانس نہ روکنا۔ میں تمہاری ثی تارا ہوں۔"

اس نے پوچھا "کون سی ثی تارا؟ وہ جو مجھے دل و جان سے چاہتی تھی۔ یا وہ جو مجھے اپنا غلام بنانا چاہتی ہے؟"

"مم.... مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں تو تمہاری کنیز ہوں۔"

"یہ تمہاری جیسی عورتوں کی خوبی ہے کہ زبان سے خود کو کنیز کہتی ہو مگر چالبازیوں سے مرد پر حکمرانی کرتی ہو۔"

"میں اپنے سچے پیار کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ تمہیں صرف اپنا بنا کر رکھنے کے لیے تم پر تنویمی عمل کیا تھا۔"

"سچا پیار کرنے والیاں اپنے چاہنے والوں پر تنویمی عمل یا جادو ٹونے نہیں کرتی ہیں۔ اور جو کرتی ہیں' ان کی اصلیت کیسے کھلتی ہے' یہ تو تم دیکھ ہی رہی ہو۔"

"پارس! میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ تمہیں یہودی خیال خوانی کرنے والوں سے بچائے رکھنے کے لیے تم پر عمل کیا تھا۔"

"کیا تم میرے پاپا اور انکل سلمان سے زیادہ میری حفاظت کر سکتی ہو؟ کیا ان کی طرح ایسی حکمت عملی اختیار کر سکتی ہو' انہوں نے صرف یہودیوں کے نہیں' تمہارے تنویمی عمل کو بھی پانی کر دیا؟"

"میں اپنی غلطی مانتی ہوں مگر مجھے اپنے دل سے سمجھو' میں نے محبت کے جنون میں ایسا کیا تھا۔"

"وہ محبت جو جنون میں بدل جائے' وہ انسان کو نارمل نہیں رہنے دیتی اور میں کسی ایب نارمل سے دور کی محبت کر سکتا ہوں' اسے قریب بلا کر اپنی سلامتی خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔"

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ اسے دور کر دیا۔ اس نے پھر خیال خوانی کے ذریعے آنا چاہا۔ مگر پارس نے سانس روک لی۔ اسے اپنے اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ وہ ایک دم سے رو پڑی۔ اگر ایک بار بازی جیت کر ہار جاتی تو نہ روتی بلکہ نئے حوصلے سے دوسری بار بازی جیتنے کی کوشش کرتی لیکن وہ تو ماضی میں کئی بار اسے جیت کر ہار چکی تھی۔ اس بار تو چالبازی کی حد کر دی تھی۔ جس سے محبت کرتی تھی' اسے اپنی دانست میں تابعدار بنا لیا تھا۔ اسے اپنے اشاروں پر چلانے والی تھی۔ ایسی چالبازی کا بھید کھلنے کے بعد اب پارس اس کے سائے سے بھی دور رہنے والا تھا۔

اس کے مقدر نے اسے آنسو بہانے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ اور یہودیوں کا مقدر برین آدم کو سر پیٹنے پر مجبور کر رہا تھا۔ الپا اور ٹیری آدم یہ رپورٹ پیش کر چکے تھے کہ نیویارک کے ہوٹل میں بم

کے دھماکوں کے باعث جہاں کی جانیں گئی ہیں' وہاں شاید مائیک ہرارے بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ کیونکہ خیال خوانی کرنے والوں کو اس کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔ سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آ رہی ہیں۔

یہی داؤد منڈولا سوچ رہا تھا کہ مائیک ہرارے بم کے دھماکوں میں مارا گیا ہے۔ وہ اور اس کے دوسرے خیال خوانی کرنے والے اس ہوٹل کے منیجر اور تفتیش کرنے والے پولیس افسروں کے دماغوں میں پہنچے ہوئے تھے اور جو لاشیں ہوٹل سے باہر لائی جا رہی تھیں' ان کے متعلق معلوم کر رہے تھے کہ وہ کن افراد کی لاشیں ہیں لیکن کچھ لاشوں کے تو چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ وہ بے چارے مرنے والے ناقابل شناخت تھے اور یہ بے چارے تمام یہودی خیال خوانی کرنے والے یہی رائے قائم کر رہے تھے کہ مائیک ہرارے کے جسم اور چہرے کے بھی چیتھڑے اڑ چکے ہیں۔

اسرائیلی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران برین آدم پر ناراض ہو رہے تھے اور پوچھ رہے تھے "آپ نے اتنے زبردست شاطر اور ٹیلی پیتھی جاننے والے مائیک ہرارے کو اسی ملک میں کیوں جانے دیا' جس ملک سے ہم نے اسے جبراً حاصل کیا تھا؟"

برین آدم نے کہا "میں انٹیلی جنس کا چیف ہوں۔ میرے اتنے اختیارات نہیں ہیں کہ میں کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنے ملک سے باہر جانے کی اجازت دوں۔ ہمارے ملک کی خفیہ یہودی تنظیم کی طرف سے خفیہ طور پر حکم صادر کیا گیا تھا کہ مایا کے کھنڈر تک جانے والی ٹیم میں مائیک ہرارے کو بھی شریک ہونا چاہیے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

دوسری طرف سے ایکسرے مین مارٹن نے کہا "میں خفیہ یہودی تنظیم کا سربراہ بول رہا ہوں۔ آپ لوگ مسٹر برین آدم کا محاسبہ نہ کریں۔ ہم نے مائیک ہرارے کو ایک ٹاپ سیکرٹ مہم پر بھیجا تھا۔ ہرارے کے بغیر وہ مہم سر نہیں ہو سکتی تھی۔ مگر افسوس کہ ہم اور آپ پیش آنے والے حادثات کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔ مقدر کو ماننا پڑتا ہے۔ ہرارے جس طرح اچانک مقدر سے ملا تھا' اسی طرح مقدر اسے ہم سے چھین کر لے گیا۔ دیٹس آل۔"

فون سے رابطہ ختم ہو گیا۔ داؤد منڈولا اپنی رہائش گاہ میں دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر صوفہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس پُراسرار ہستی کا مطالبہ پورا نہیں کر سکتا تھا۔ مائیک ہرارے کو اس کے سامنے پیش کر کے خزانے حاصل کرنے کے علاوہ ایک چھوٹی سی امید یہ بھی تھی کہ وہ ہستی آئندہ اس کے بعد یہودی تنظیم کے معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی۔ وہ چھوٹی سی کمزور سی امید بھی ٹوٹ گئی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا۔ اب کیا ہو گا؟ وہ گمنام ہستی تو ہرارے کو حاصل کرنے کی وجہ سے مداخلت نہ کرنے کا وعدہ کر رہی تھی۔ جب اس کا مطلوبہ شخص نہیں ملے گا تو وہ سر چڑھ کے بولے گی۔ ہو سکتا ہے اسے ماتحت بنا کر خود یہودی تنظیم کی سربراہ بن جائے۔

اس نے فون کے ذریعے پروفیسر ایزک سے رابطہ کیا پھر کہا "میں بول رہا ہوں۔ کیا وہ پراسرار ہستی تمہارے اندر ہے۔"

"میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔ مجھے تو پتا بھی نہیں چلتا کہ وہ کب تک میرے اندر رہتی ہے۔ ہاں مگر اس کی آمد کا یوں پتا چلتا ہے کہ میں بے اختیار آپ کا فون نمبر ڈائل کرنے لگتا ہوں۔ پھر آپ سے وہی باتیں کرتا ہوں' جو وہ چاہتی ہے۔"

"اس نے پچھلی بار کہا تھا کہ جب ہماری ٹیم مایا کے کھنڈر میں پہنچے گی تو وہ تمہارے ذریعے مجھ سے گفتگو کرے گی۔"

پروفیسر نے کہا "تو پھر پریشانی کیا ہے۔ وہ وقت مقررہ پر ضرور رابطہ کرے گی۔"

"ہماری ٹیم اس کھنڈر میں شام تک پہنچنے والی تھی۔ مگر نہیں پہنچے گی۔ کیونکہ اس کا مطلوبہ مائیک ہرارے نیویارک کے ایک ہوٹل میں تھا۔ وہاں بم کے دھماکے میں مارا گیا ہے۔ اس خبر کو اس ہستی تک پہنچانا چاہیے۔"

"آپ جانتے ہیں' اس سے رابطہ کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ وہ اپنی مرضی سے آتی جاتی ہے۔"

پھر وہ چونک کر بولا "ذرا ایک منٹ۔ وہ... وہ آ گئی ہے۔ اور وہ کہہ رہی ہے۔ اسے ہوٹل والے سانحے کی اطلاع مل چکی ہے۔"

منڈولا نے جلدی سے کہا "اسے یہ بھی معلوم ہوا ہو گا کہ میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں اس کی ہدایات پر عمل کرتا رہا ہوں۔"

"ہاں وہ جانتی ہے اور کہہ رہی ہے کہ یہ سب کچھ تمہارے دشمنوں کی سازش سے ہو رہا ہے؟"

"دشمنوں کی سازش سے کیسے؟ جبکہ ہوٹل میں بم کے دھماکے ہم نے کرائے تھے۔"

"ابھی تم اپنی یہودی تنظیم کے کسی فرد کے دماغ میں جاؤ گے تو معلوم ہو گا کہ تمہارے وہ چھ کمانڈوز اور دو سراغ رساں جو اسکیٹنگ کلب کے سامنے ایک وین میں بیٹھے ہوئے تھے' انہیں امریکی کمانڈوز نے گھیر کر حراست میں لے لیا ہے اور ان کے چہروں سے میک اپ اتار کر یہ ثبوت حاصل کیا ہے کہ وہ لوگ اسرائیل کے خصوصی طیارے سے آنے والے جاسوس ہیں۔"

"یہ تو اور بُرا ہوا۔ ہمارے زیر حراست لوگوں کو اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کر کے معلوم کیا جائے گا کہ وہ مایا کے کھنڈر میں جانے والے تھے اور وہاں سے بہت بڑے خزانے کے علاوہ یورینیم بھی حاصل کرنے والے تھے۔"

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ سپر ماسٹر کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ سب کچھ معلوم کر چکے ہیں اور اب امریکی ٹیم اس خزانے کا سراغ لگانے اس کھنڈر کی سمت جانے والی ہے۔"

منڈولا نے کہا "یہ کیسی بد قسمتی ہے کہ اس مہربان ہستی کو ہرارے نہ مل سکا اور اب ہم خزانے سے محروم ہو رہے ہیں۔"

"خزانہ اس امریکی ٹیم کو بھی نہیں ملے گا۔ اس ہستی کی مرضی کے بغیر کوئی جادوگر بھی اس خزانے تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اس مائیک ہرارے کے گم ہوتے ہی اس ہستی نے تمام خزانے کو دوسری جگہ منتقل کر دیا ہے۔ جب ہرارے ملے گا تو وہ خزانہ بھی اپنی جگہ واپس آ جائے گا۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ہرارے تو مر چکا ہے۔ وہ واپس کیسے آئے گا؟"

"یہ میں نہیں' وہ ہستی کہہ رہی ہے کہ ہرارے زندہ ہے۔ اور وہ زندہ ہے اسی لیے وہ ہستی تم سے رابطہ کر رہی ہے۔ اگر وہ جان سے جاتا تو وہ آپ کی جان نہ چھوڑتی کیونکہ آپ کی پلاننگ غلط تھی۔ آپ نے بلاسٹ کراتے وقت یہ نہیں سوچا کہ اپنا بھی کوئی آدمی مارا جا سکتا ہے؟"

منڈولا نے خوش ہو کر کہا "میں ہزار بار اپنی غلطی کو تسلیم کرتا رہوں گا۔ یہ خوش خبری مجھے نئی زندگی دے رہی ہے کہ ہرارے زندہ ہے۔"

"فی الوقت خوشی کو بھول جائیں اور اس پہلو پر غور کریں کہ دشمنوں نے مائیک ہرارے کو کیوں اغوا کیا ہے؟ اور اسے کہاں لے گئے ہیں؟ اور انہی دشمنوں نے مخبری کر کے آپ کے چھ کمانڈوز اور دو سراغ رسانوں کو گرفتار کرایا ہے۔"

"ہاں' اب تو اس معاملے کی سنگینی کو سمجھنا اور دشمنوں کو پہچاننا ہو گا۔ میں اس پُراسرار ہستی سے التجا کرتا ہوں کہ وہ میری کچھ راہنمائی کرے۔ وہ تو خیال خوانی کے ذریعے چند سیکنڈ کے لیے یوگا کے ماہرین کے اندر بھی پہنچ جاتی ہے۔"

"ہاں وہ وہاں بھی پہنچ سکتی ہے جہاں آپ کے ہرارے کو لے جایا گیا ہے لیکن وہ روحانی ٹیلی پیتھی کی زد میں نہیں آنا چاہتی۔ یہ اندیشہ رہتا ہے کہ اتفاق سے یا مقدر کی خرابی سے وہ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس کی روپوشی کا علم ہو گا تو جو بازی وہ جیتنا چاہتی ہے' وہ ہار جائے گی۔"

"اس ہستی کے اندیشے سے اندازہ ہوتا ہے کہ بابا صاحب کے ادارے والوں نے مائیک ہرارے کو ہم سے چھین لیا ہے۔"

"آپ کا اندازہ بڑی حد تک درست ہے۔ لیکن یہ ہستی کہتی ہے کہ اس سلسلے میں اس ادارے کے کسی فرد اور فرہاد علی تیمور کی فیملی کے کسی ممبر کے قریب نہیں جائے گی۔"

"اگر وہ ہستی درپردہ میری کچھ مدد کرے تو میں بڑی خاموش حکمت عملی سے مائیک ہرارے کو حاصل کر کے اس کے پاس پہنچا دوں گا۔"

"فی الحال وہ ہستی تمہیں اتنا ہی بتا سکتی ہے کہ مائیک ہرارے کی شخصیت اب تبدیل کی جا رہی ہے۔ جب اس سلسلے میں مکمل معلومات حاصل ہوں گی تو وہ آپ کو بہت کچھ بتا سکے گی۔"

"اس ہستی سے کہو کہ میں اس کا تابعدار ہوں۔ میں صرف ہرارے کے معاملے میں ہی نہیں' دوسرے تمام معاملات میں بھی اس ہستی کی خدمت کرتا رہوں گا۔"

"اس ہستی کو یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نہیں چاہیں گے' تب بھی اس کی خدمت کرتے رہیں گے۔ اب وہ جا رہی ہے۔ اس لیے فون بند کر رہا ہوں۔"

اُدھر سے فون خاموش ہو گیا۔ منڈولا اندر ہی اندر اس توہین کے احساس سے پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ وہ نہیں بھی چاہے گا تب بھی اس پراسرار ہستی کی خدمت کرتا رہے گا۔ وہ ایک بہت ہی پراسرار یہودی تنظیم کا سربراہ ہو کر کسی روپوش رہنے والی دوشیزہ کا خدمت گار بن گیا تھا۔

اب سے پہلے ایکسرے مین مارٹن یہودی تنظیم کا ایک گمنام اور پراسرار سربراہ تھا۔ داؤد منڈولا نے ایک سنہری موقع پا کر اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا اور ایکسرے مین سے اونچا مقام حاصل کیا تھا۔ خود گمنام پراسرار سربراہ بن گیا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ روپوشی کی زندگی گزارنے والی اصلی ثمی تارا ہے' جو آتما شکتی سے اس جیسے کسی بھی یوگا کے ماہر کے اندر چلی آتی ہے۔ یہ نہ جاننے کے باوجود یہ توہین آمیز فکر لاحق ہو گئی تھی کہ وہ پراسرار ہستی یہودی تنظیم کی شاید اسی طرح سربراہ بن گئی ہے' جس طرح وہ ایکسرے مین کی لاعلمی میں سربراہ بنا ہوا تھا۔

یہ ایسی بے بسی تھی کہ وہ تلملاتا رہتا مگر اس نامعلوم دوشیزہ کا کچھ نہ بگاڑ پاتا۔ اسے خوش رکھ کر اپنی ہی خفیہ یہودی تنظیم کے تمام افراد سے اور دوسرے تمام دشمنوں سے خود کو چھپا کر رکھ سکتا تھا۔

میں نے اصل مائیک ہرارے کو کچھ مشورے دے کر آزاد چھوڑ دیا تھا پھر میں اپنے معاملات میں مصروف ہو گیا تھا۔ سلمان سے بھی کہہ دیا تھا کہ اسے اپنے طور پر زندگی گزارنے دیا جائے۔ اگر کبھی وہ اپنے ملکی مفاد کی خاطر ہم میں سے کسی کو نقصان پہنچانے کی حماقت کرے گا' تب ہم اسے سبق سکھائیں گے کہ اونٹ کو پہاڑ سے نیچے ہی رہنا چاہیے۔

ابھی تو وہ جیسے میرا مرید ہو گیا تھا۔ ایک تو میں نے اسے خود اس کے سپر ماسٹر اور اعلیٰ فوجی افسران کے اس منصوبے سے نجات دلائی تھی کہ اسے بھی تھری ڈی کی طرح جان نثار ہونا چاہیے۔ پھر میں نے اسے یہودیوں کی طرف سے کی جانے والی برین واشنگ سے محفوظ رکھا اس کی مائیک ہرارے کی شخصیت برقرار رکھی تھی۔ اسے یہودی بننے نہیں دیا تھا اور ان کی قید سے رہائی دلائی تھی۔ وہ ایسے تمام مراحل میں میرے خلوص اور نیک نیتی کو دل سے تسلیم کرتا رہا تھا۔ پھر میں نے اسے آزادانہ زندگی گزارنے اور روپوش رہ کر اپنے ملک و قوم کی خدمت کرنے کا مشورہ دیا چونکہ وہ سپر ماسٹر

سے بدظن ہوگیا تھا۔ اس لیے امریکا واپس نہیں گیا۔ اپنی شخصیت اور اپنا نام تبدیل کرلیا۔ پھر میں نے کہا کہ یہودیوں نے اس کی جگہ جس ڈمی مائیک ہرارے کو امریکا بھیجا ہے۔ اس ڈمی کے ذریعے یہودی تنظیم والے بہت سے امریکی راز معلوم کرتے رہیں گے۔ بہتر ہے کہ اس ڈمی ہرارے کو ختم کردیا جائے۔

مائیک ہرارے میرے مشوروں سے بہت خوش تھا اور اب اسی ایک مشورے پر عمل کرتے ہوئے اس ملٹری ہیڈ کوارٹر کے ایک ماتحت افسر کے دماغ میں پہنچا تھا' جہاں سپر ماسٹر اور اعلیٰ فوجی افسران کے بنگلے اور دفاتر تھے۔ وہاں کبھی مائیک ہرارے کا بھی بنگلا تھا اور اب اس بنگلے میں ڈمی ہرارے رہنے لگا تھا۔

منڈولا نے ڈمی ہرارے پر تنویمی عمل کرکے اس کے دماغ کو لاک کردیا تھا تاکہ کوئی اس کے دماغ میں نہ آئے۔ صرف یہودی خیال خوانی کرنے والے چار چار گھنٹے کے وقفے سے اس کے اندر آتے تھے اور سپر ماسٹر وغیرہ کے سامنے خیال خوانی کا مظاہرہ کرتے تھے تاکہ سپر ماسٹر اور تمام فوجی افسران اسے ٹیلی پیتھی جاننے والا شاطر مائیک ہرارے سمجھتے رہیں اور یہودی اس کے اندر رہ کر وہاں کے فوجی راز معلوم کرتے رہیں۔

اصل مائیک ہرارے نے ایک فوجی ماتحت افسر کے اندر رہ کر معلوم کیا کہ وہاں ڈمی پر شبہ کیا جارہا ہے یا اسے اصلی تسلیم کیا جارہا ہے؟ پتا چلا کہ وہاں سبھی اس ڈمی سے دھوکا کھا رہے ہیں۔ میں نے ہرارے سے کہا تھا۔ "جب بھی اس ڈمی کے دماغ میں جانا چاہو تو ایک آواز اور لہجے کو ذہن نشین کرلو۔ تم اس کے ذریعے ڈمی کو ٹریپ کروگے تو یہودی خیال خوانی کرنے والے تمہیں اس کے اندر رہنے سے روک نہیں سکیں گے۔"

میں نے اسے داؤد منڈولا کی آواز اور لہجہ ذہن نشین کرادیا مگر اسے یہ نہیں بتایا کہ اس آواز اور لہجے والے کا نام داؤد منڈولا ہے اور وہ خفیہ یہودی تنظیم کا ایک روپوش سربراہ ہے۔ مائیک ہرارے نے پہلے ماتحت فوجی افسر کے ذریعے معلوم کیا کہ ڈمی ہرارے کو سپر ماسٹر نے اپنے دفتر میں طلب کیا ہے۔ ایسے وقت اصل مائیک ہرارے نے آزمائش کے طور پر منڈولا کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی تو بڑی آسانی سے ڈمی ہرارے کے اندر پہنچ گیا۔

وہ ڈمی سپر ماسٹر کے دفتر میں پہنچ گیا تھا۔ فوج کے دو اعلیٰ افسران بھی موجود تھے۔ سپر ماسٹر نے کہا۔ "مسٹر ہرارے! بیٹھ جاؤ۔ تمہیں ایک اہم معاملے میں گفتگو کرنے اور تم سے مشورہ لینے کے لیے یہاں بلایا گیا ہے۔"

وہ بیٹھتے ہوئے بولا "شکریہ۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ آپ حضرات میرے مشوروں کو اہمیت دیتے ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "تم شطرنج کے ناقابل شکست کھلاڑی ہو۔ تمہارا ذہن تیزی سے سوچتا ہے۔ ابھی ہمیں اطلاع ملی ہے کہ مایا کے کھنڈر میں کہیں ایک تہ خانہ ہے۔ اس تہ خانے میں بیش بہا خزانوں کے علاوہ یورینیم کا ذخیرہ بھی ہے۔"

"آپ کو یہ اطلاع کہاں سے ملی ہے؟"

"نیویارک میں آٹھ یہودی گرفتار کیے گئے ہیں۔ ہمارے دو خیال خوانی کرنے والوں نے ان کے چور خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ وہ مایا کھنڈر میں یورینیم کے ذخیرے کو حاصل کرنے جارہے تھے۔ امریکی سراغ رسانوں کو دھوکا دینے کے لیے انہوں نے ہوٹل میں بم کے دھماکے کیے لیکن اس دھماکے میں ان کا ایک اہم ٹیلی پیتھی جاننے والا مارا گیا ہے۔ وہ آٹھوں یہودی اس مرنے والے کا نام نہیں جانتے ہیں۔ اسے زیرو زیرو ون کہتے ہیں۔"

ڈمی ہرارے نے پوچھا "اب کیا مسئلہ ہے؟"

"مسئلہ یہ ہے کہ وہ زیرو زیرو ون ہی انہیں کسی چور راستے سے تہ خانے میں لے جانے والا تھا اور وہ مرچکا ہے۔ باقی ہماری قید میں جو آٹھ یہودی ہیں' وہ چور راستہ نہیں جانتے ہیں۔"

سپر ماسٹر نے کہا "کھنڈرات کی کھدائی کے لیے ایک حد مقرر ہے۔ ہر جگہ کھدائی کرکے ماضی کے آثار کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ کسی ہنرمندی سے وہ چور راستہ دریافت کرنا ہوگا۔ ہماری ایک ٹیم وہاں جاچکی ہے۔ ہم چاہتے ہیں دوسری ٹیم کے ساتھ تم جاؤ۔"

ڈمی نے کہا "مجھے آثار قدیمہ کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ پھر بھی آپ کا حکم ہے' میں ضرور وہاں جاؤں گا۔"

مائیک ہرارے نے اسے دوبارہ بولنے پر مجبور کیا' وہ بولا "مگر میں نہیں جاؤں گا۔ آپ نے صرف آٹھ یہودیوں کو گرفتار کیا ہے۔ ان کی بھی دوسری ٹیم وہاں ضرور پہنچے گی۔ یہودی اور اسرائیلی ٹیموں کا وہاں جھگڑا ہوگا۔ یہ بات اخبارات والوں کو معلوم ہوگی۔ ریڈیو اور ٹیلی وژن کے ذریعے ساری دنیا میں ہمارا جھگڑا دیکھا جائے گا۔ اسلامی ممالک والے یہ رائے قائم کریں گے کہ امریکا' اسرائیل کا ساتھ چھوڑ رہا ہے۔ اب تنہا اسرائیل اسلامی ممالک پر کبھی غالب نہیں آئے گا۔"

سپر ماسٹر نے کہا "امریکا اور اسرائیل کئی معاملات میں ایک دوسرے سے شکایت کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ناراض ہوتے ہیں۔ مگر یہ سب کچھ عارضی طور پر ہوگا۔"

ٹیری آدم ڈمی ہرارے کے اندر موجود تھا۔ اس نے ڈمی کی زبان سے کہا "ٹھیک ہے' میں جاؤں گا۔"

اصل ہرارے نے فوراً ہی ڈمی کی زبان سے کہا "نہیں' میں نہیں جاؤں گا۔"

سپر ماسٹر اور فوجی افسران حیرانی سے گھور کر اسے دیکھنے لگے۔ اصلی ہرارے نے کہا "آپ حضرات مجھے یوں نہ دیکھیں۔ میں یہودیوں کا وفادار ہوں اور یہ چاہوں گا کہ مایا کے کھنڈر سے یورینیم کا ذخیرہ یہودی لے جائیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر ہرارے! تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔ کبھی اس کھنڈر میں جانے کے لیے راضی ہوتے ہو اور کبھی انکار کرتے ہو' یہ تو پاگل پن ہے۔"

ٹیری آدم نے اس کے ذریعے کہا "سر! میں معافی چاہتا ہوں۔ دراصل میری طبیعت ناساز ہے۔"

اصلی ہرارے نے کہا "میری طبیعت ناساز نہیں ہے۔ میں بالکل صحت مند اور نارمل ہوں۔ اپنے پورے ہوش و حواس میں کہہ رہا ہوں کہ میں مائیک ہرارے نہیں ہوں اور نہ ہی ٹیلی پیتھی جانتا ہوں اور......"

ٹیری آدم نے اسے آگے کہنے سے روک دیا۔ اصل ہرارے نے کہا "بھئی تم میرے دماغ میں گھس کر مجھے سچ بولنے سے کیوں روک رہے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ان لمحات میں تمہارے علاوہ اصلی مائیک ہرارے بھی میرے اندر موجود ہے۔ اس بے چارے کو تم لوگوں نے زیرو زیرو ون کا کوڈ نیم دیا تھا۔ مگر وہ تم یہودیوں کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔ تم سب اسے مُردہ سمجھ رہے ہو۔ اور وہ یہاں اپنی ڈمی کے دماغ میں زندہ ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "مسٹر ہرارے! یہ تم ہمارے سامنے بیٹھے کیسی بکواس کررہے ہو؟ کیا ہم تمہیں پاگل سمجھیں؟"

"تو سر! آپ اپنے دو معتبر خیال خوانی کرنے والوں کو بلا کر اپنے سامنے بیٹھے ہوئے اس مائیک ہرارے کے چور خیالات پڑھنے کا حکم دیں۔ جب وہ دونوں چور خیالات پڑھیں گے تو میں اس کے اندر رہنے والے ایک یہودی کو مداخلت نہیں کرنے دوں گا۔ پلیز' آپ فوراً اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو بلائیں۔"

سپر ماسٹر ریسیور اٹھا کر حکم دینے لگا "فوراً پوجا اور پاشا کو مائیک ہرارے کے چور خیالات پڑھنے کے لیے کہا جائے اور ہمیں حقیقت بتائی جائے۔"

خفیہ یہودی تنظیم کا کوئی فرد سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس طرح مداخلت ہوگی۔ ٹیری آدم نے ڈمی کے دماغ میں سوچ کے ذریعے پوچھا "کیا تم واقعی اصلی مائیک ہرارے ہو؟"

"ہاں' میں اصلی ہوں۔ میں نے صرف اپنی آواز اور لہجہ بدل دیا ہے اور تم یہودیوں کے تنویمی عمل سے آزاد ہوکر اینٹ کا جواب پتھر سے دے رہا ہوں۔"

ٹیری آدم نے کہا "یہ کیسے ممکن ہے۔ ہم نے مائیک ہرارے کو تنویمی عمل کے ذریعے بالکل تبدیل کردیا تھا۔ اور ہم اپنے عمل میں کامیاب رہے تھے۔ تم مائیک ہرارے نہیں ہو۔ کوئی اور ہو اور مائیک ہرارے بن کر کوئی چال چل رہے ہو۔"

"میں قیامت کی چال چل رہا ہوں۔ اس وقت پوجا اور پاشا ڈمی ہرارے کے چور خیالات پڑھنے کے علاوہ ہماری یہ سوچ کے ذریعے ہونے والی گفتگو سن رہے ہیں۔ اگر تم گفتگو چھوڑ کر پوجا اور پاشا کو ڈمی کے چور خیالات پڑھنے سے روکوگے تو میں انہیں بتاؤں گا کہ کس طرح تم لوگوں نے مائیک ہرارے کو یہودی بنانا چاہا اور کتنی چالاکی سے اس ڈمی ہرارے کو یہاں بھیجا ہے۔ تم لاکھ کوشش کرو۔ بھید کھل رہا ہے' حقیقت سامنے آرہی ہے۔"

ٹیری آدم کے لیے مشکل ہوگیا تھا۔ وہ چور خیالات پڑھنے والوں کو روک نہیں سکتا تھا۔ اس نے الپا کے پاس آکر ڈمی ہرارے کے دماغ میں ہونے والی باتیں بتائیں۔ الپا نے بگ برادر یعنی برین آدم کو ان حالات سے آگاہ کیا۔

برین آدم نے کہا "ایسی بات ہے تو ڈمی ہرارے کا بھانڈا پھوٹ چکا ہے۔ حیرانی اس بات پر ہے کہ اصل مائیک ہرارے کو ہم مُردہ سمجھ رہے تھے۔ وہ زندہ ہے' تم جاؤ... مجھے سوچنے دو۔"

الپا چلی گئی۔ برین آدم ایکسرے مین مارٹن کو ہی اپنی تنظیم کا سربراہ سمجھتا تھا۔ اس نے فون کے ذریعے اصلی اور ڈمی ہرارے کے متعلق بتایا۔ ایکسرے مین مارٹن نے کہا "میں نے پوری توجہ سے ٹیری آدم کو مائیک ہرارے پر تنویمی عمل کرتے دیکھا تھا۔ پھر میں نے بھی اپنے طور سے اس پر عمل کیا تھا۔ مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ ہماری ڈمی کے اندر ہمارا اصل تابعدار مائیک ہرارے ہمارے خلاف بول رہا ہے۔ بہرحال میں ابھی ڈمی ہرارے کے اندر جاکر دیکھتا ہوں کہ وہاں کیا ہورہا ہے؟"

ایکسرے مین مارٹن ڈمی ہرارے کے اندر پہنچا۔ وہ سپر ماسٹر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ فوج کے دو اعلیٰ افسران کے علاوہ وہاں پوجا اور پاشا بھی آگئے تھے' پوجا کہہ رہی تھی "میں نے اس کے چور خیالات پڑھے ہیں۔ یہ ڈمی ہے۔ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے چار چار گھنٹے کے وقفے سے باری باری اس کے دماغ میں موجود رہتے ہیں تاکہ ہم یہی سمجھتے رہیں کہ یہ ڈمی ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

پاشا نے کہا "اور اس کے دماغ میں دو افراد کی سوچ کی لہریں ایک دوسرے سے بول رہی ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک یہودی ہے اور دوسرا اصلی مائیک ہرارے ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "میں اپنے اصل مائیک ہرارے کو خوش آمدید کہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ہرارے ہم سے براہ راست گفتگو کرے۔"

وہ بولا "میں ضرور آپ سے باتیں کروں گا لیکن ابھی اس ڈمی کے اندر یہودی موجود ہیں۔ آپ اس ڈمی کو یہاں سے رخصت کریں۔ یہ جاسوسی کے لیے ہمارے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں آیا ہے۔ اسے گولی مارنا چاہیے۔ میں دوسرے افسر کے ذریعے ابھی آپ کے دفتر میں آرہا ہوں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے فوجی جوانوں کو بلا کر کہا "اس ڈمی ہرارے کو لے جاؤ اور فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا کرکے گولی ماردو۔"

وہ فوجی جوان ڈمی کو پکڑ کر وہاں سے لے گئے۔ اس کے جانے کے بعد ایک ماتحت افسر اجازت لے کر دفتر کے اندر آیا۔ پھر

سیلوٹ کرکے سپر ماسٹر سے بولا "سر! میں مائیک ہرارے ہوں۔ اس افسر کی زبان سے گفتگو کرنے آیا ہوں۔"

"مسٹر ہرارے! ہمیں خوشی ہے کہ تم ہمیں پھر واپس مل گئے ہو۔ تم نے بڑی خوبی سے ڈمی ہرارے کو بے نقاب کیا ہے۔ بائی دی وے تم ابھی کہاں ہو؟"

"میں آپ حضرات سے بہت دور ہوں۔ اور آئندہ بھی دور رہوں گا۔ آپ حضرات نے تھری ڈی پر جان نثاری کا تجربہ کیا تھا۔ وہ تینوں مشکل اوقات میں جان پر کھیل گئے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو میری طرح دشمنوں کے چنگل سے نکل کر پھر اپنے وطن کی خدمت کرتے رہتے۔"

"تم شاطر ہو۔ اس لیے یہودیوں کی گرفت سے نکل آئے۔ تھری ڈی تمہاری طرح چالیں چلنا نہیں جانتے تھے۔"

"میں اگر تھری ڈی کے دماغوں میں جاتا رہتا تو انہیں کبھی مرنے نہ دیتا۔ لیکن آپ کی دوسری پالیسی بھی غلط تھی کہ ہم میں سے کسی خیال خوانی کرنے والے کو ایک دوسرے کے دماغوں میں نہیں جانا چاہیے۔ صرف موبائل فون سے رابطہ کرنا چاہیے۔ آپ نے یہ سوچا کہ ایک دوسرے کے دماغوں میں رہنے سے دشمن خیال خوانی والوں کو بھی چھپ کر آنے کا موقع ملتا ہے۔ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ ہم خیال خوانی کرنے والے ایک دوسرے سے دور ہو کر اپنی اپنی جگہ تنہا ہو گئے اور تنہا شخص پر حملہ کرنے کے لیے دشمنوں کے لیے آسانیاں پیدا کردیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا "کیا تم ان شکایات کے باعث ہم سے دور ہو؟ کیا یہاں نہیں آؤ گے؟"

"میں ملک سے باہر رہ کر بھی ملک اور قوم کی خدمت کرسکتا ہوں۔ جیسا کہ ابھی میں نے ایک یہودی جاسوس کو بے نقاب کیا ہے۔ آئندہ بھی آپ کے احکامات کی تعمیل کرتا رہوں گا۔ لیکن آپ لوگوں کے زیر سایہ نہیں رہوں گا۔"

"کیا ایسی بات کہہ کر تم اپنے سینئر افسران کی توہین نہیں کررہے ہو؟"

"آپ حضرات نے بھی مجھے ہیڈ کوارٹر کے بنگلے میں نظربند رکھ کر میری توہین کی تھی۔ مجھے جبراً جان نثار بنانا چاہا تھا۔ لیکن میں اپنی حکمت عملی سے بچ نکلا۔ مجھے افسوس ہے کہ کبھی آپ حضرات کے روبرو نہیں آؤں گا۔ دور رہا کروں گا اور آپ حضرات کو غلط پالیسیوں پر عمل کرنے نہیں دوں گا۔ جہاں غلطی کریں گے' وہاں ٹوک دوں گا۔"

"ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ مگر تم باغیانہ انداز اختیار کررہے ہو۔ ہم سینئر کی حیثیت سے حکم دیتے ہیں' واپس آجاؤ۔"

"سوری سر! میں آپ کو نیک مشورہ دے رہا ہوں۔ پوجا اور پاشا کو بھی اپنا پابند بنا کر نہ رکھیں۔ انہیں دوبارہ ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر ان کے ذہن سے جان نثاری کا جذبہ ختم کردیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہم وطن کے لیے جان قربان کردیں۔ اگر ہم زندہ رہیں گے تو آخری سانس تک اپنی صلاحیتوں سے وطن کے کام آتے رہیں گے۔"

"ہم تمہارے مشورے پر غور کریں گے۔ پہلے تم واپس آجاؤ۔"

"سر! آپ کسی بچے سے نہیں' ایک شاطر سے گفتگو کررہے ہیں۔ میں نے آپ کو بھلا برا سمجھا دیا ہے۔ اب مجھے جانا چاہیے۔"

"ٹھہرو۔ ابھی نہ جاؤ' اگر واقعی محب وطن ہو تو بتاؤ مایا کے کھنڈر سے کس طرح یورینیم کا ذخیرہ حاصل کیا جاسکتا ہے؟"

وہ ہنس کر بولا "یہ تو کوئی "خزانے کی تلاش" والی کہانی معلوم ہوتی ہے۔ جس یہودی ٹیم کو آپ نے گرفتار کیا ہے ان کے چور خیالات بتاتے ہیں کہ ان کی ٹیم میں کوئی زیرو زیرو ون تھا' جو دھماکے میں مرگیا۔ پھر میں نے ڈمی ہرارے کے اندر رہ کر ایک یہودی خیال خوانی کرنے والے سے گفتگو کی تو وہ حیران تھا کہ اصل مائیک ہرارے زندہ ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان یہودیوں نے کسی شخص کو مائیک ہرارے سمجھ کر اس پر تنویمی عمل کیا اور اسے زیرو زیرو ون بنادیا اور یہ سمجھ لیا کہ وہ زیرو زیرو ون والا شخص بم کے دھماکے میں چل بسا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جسے زیرو زیرو ون کہا جارہا تھا' اسے کیسے معلوم ہوگیا کہ ایک کھنڈر کے تہ خانے میں خزانے چھپے ہوئے ہیں؟"

"ان یہودیوں نے خاص ذرائع سے تصدیق کی ہوگی۔ تب ہی تو ایک ٹیم کو یہاں بھیجا گیا تھا۔"

"پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کن ذرائع سے تصدیق کی گئی تھی۔ یا آپ حضرات اگر طے کرچکے ہیں کہ تصدیق کے بغیر خزانہ تلاش کیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں اس ٹیم کے افراد کے دماغوں میں رہ کر تہ خانے تک پہنچنے کا راستہ تلاش کروں گا۔"

سپر ماسٹر نے ایک کیسٹ ریکارڈر کے ذریعے اسے ایک شخص کی آواز سنائی پھر کہا "یہ ٹیم کا لیڈر ہے۔ تم اس کے اندر جاسکتے ہو؟"

"اس کا مطلب ہے ٹیم کا وہ لیڈر یوگا کا ماہر نہیں ہے؟ کیا دوسرے افراد ماہر ہیں؟"

"نہیں۔ مگر یہ تمام لوگ بڑے باصلاحیت' ہنرمند اور تجربہ کار ہیں۔"

"خواہ وہ کتنے ہی تجربہ کار ہوں۔ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں میں آسانی سے جاتے رہیں گے اور خفیہ خزانے کے سلسلے میں معلومات حاصل کرتے رہیں گے۔"

"تم درست کہتے ہو۔ لیکن ہزاروں میں چند لوگ یوگا کے ماہر ہوتے ہیں اور جو یوگا کے ماہر ہوتے ہیں وہ آثار قدیمہ کی کھدائی اور چور راستوں کی تلاش کرنے کے سلسلے میں اناڑی ہوتے ہیں۔"

"ضروری نہیں کہ یہ سب اناڑی ہوں۔ آپ کو ہوشیار افراد بھی ملیں گے۔ انہیں تلاش کریں۔"

"ایسے افراد کو تلاش کریں گے تو دیر ہوجائے گی۔"

"دیر ہو مگر اندھیر نہ ہو۔ ایسی کوششوں کا کیا فائدہ کہ جب کامیابی ہوتی رہے تو یہودی اس کامیابی سے فائدہ اٹھالیں۔ اور آپ کی ٹیم خالی ہاتھ واپس آجائے۔"

"اچھی بات ہے۔ ہم جلد سے جلد یوگا کے ماہرین کی ایک ٹیم بنا رہے ہیں تم شام تک ہم سے رابطہ کرو۔"

مائیک ہرارے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ اسے کسی خزانے سے دلچسپی نہیں تھی۔ وہ سپر ماسٹر وغیرہ کی تسلی کے لیے ان کا یہ کام کرنے والا تھا۔ فی الوقت وہ سوچ رہا تھا "میں نے اس ڈمی ہرارے کے اندر جانے کے لیے کسی اجنبی کی آواز اور لہجہ اختیار کیا تھا۔ آخر وہ آواز اور لہجہ کس کا ہوسکتا ہے۔ وہ بھی کوئی عامل ہوگا۔ جس کی سوچ کی لہروں کو ڈمی نے محسوس نہیں کیا تھا اور پھر سوچ کی لہروں کو سن کر ڈمی نے سانس نہیں روکی تھی۔ یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ اجنبی عامل کون ہے؟"

وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے اسی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچا پھر واپس آگیا۔ اُدھر داؤد منڈولا نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی تھی۔

وہ آرام سے صوفہ پر تھا۔ ہڑبڑا کر بالکل سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ یہ اس کے لیے حیرانی اور پریشانی کی بات تھی کہ جس مخصوص لہجے کو اختیار کرکے وہ یہودی تنظیم کے افراد کے اندر جاتا ہے۔ وہی لہجہ ابھی کون اختیار کرکے اس کے اندر آنا چاہتا تھا؟

چند سیکنڈ کے بعد پھر اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ کسی نے کہا "سانس نہ روکنا۔ میں کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

لیکن منڈولا نے سانس روک کر اسے بھگادیا۔ اس بار اس نے بولنے والے کی آواز اور لہجے کو پہچان لیا کہ مائیک ہرارے ہے۔ اس نے ہرارے پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اس لیے آسانی سے پہچان گیا۔ اب مزید حیرانی کی بات یہ تھی کہ مائیک ہرارے کو اپنے عامل داؤد منڈولا کی آواز اور لہجہ کیسے یاد رہ گیا۔ جبکہ معمول تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد اپنے عامل کو بھول جاتا ہے۔

ایسے وقت یہ سمجھ میں آرہا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے والوں نے مائیک ہرارے کو اغوا کیا ہے۔ وہاں جو روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں انہوں نے مائیک ہرارے کو داؤد منڈولا کی مخصوص آواز اور لہجے سے آشنا کرادیا ہے۔

یہ بڑی تشویش کی بات تھی کہ اسے گوشہ گمنامی سے نکالنے کے لیے پہلے وہ پُراسرار ہستی آئی۔ اب روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے آگئے تھے۔

یہ سب کچھ منڈولا اپنے طور پر سوچ رہا تھا۔ جبکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے جناب تبریزی صاحب اور آمنہ فرہاد عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ دنیاوی معاملات میں اسی وقت توجہ دیتے تھے' جب قدرت کی طرف سے کوئی اشارہ ملتا تھا۔

منڈولا کی بدقسمتی یہ تھی کہ پورے اسرائیل کا بے تاج بادشاہ بننے کے بعد اسے کہیں سکون نہیں مل رہا تھا۔ اسے موت نہیں آرہی تھی۔ لیکن اس پر مصیبتیں چلی آرہی تھیں۔ پہلے سونیا ثانی' پھر اصلی ثی تارا' پھر روحانی ٹیلی پیتھی اور ابھی تو وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ میں اور سلمان وغیرہ اس کی آواز اور لہجے کے ذریعے اسے یہودی تنظیم کے سربراہ کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ صرف چہرے سے نہیں پہچانتے اور نہ ہی اس کا پتا ٹھکانا جانتے ہیں۔ مگر اسے اتنا ہی معلوم ہوجاتا کہ میں اس کے مخصوص لہجے کو پہچانتا ہوں تو مارے دہشت کے اس کی آدھی جان نکل جاتی۔

ادھر مائیک ہرارے نے مجھے مخاطب کرکے پوچھا "آپ نے کس شخص کی آواز اور لہجہ مجھے یاد کرایا تھا۔ میں اس کے ذریعے ڈمی ہرارے کے اندر پہنچ گیا تھا۔ لیکن وہ شخص مجھے اپنے اندر نہیں آنے دے رہا ہے جس کی یہ آواز اور لہجہ ہے۔"

میں نے پوچھا "تم یہ معلوم کرکے کیا کرو گے؟"

"دیکھئے آپ میرے لیے اتنے محترم ہوگئے ہیں کہ اب میں آپ کو فرہاد صاحب نہیں بلکہ سر کہنا چاہتا ہوں اور سر! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ مجھے بہت پسند کرتے ہیں اسی لیے مجھے بڑی بڑی مصیبتوں سے نجات دلائی ہے۔"

"میری پسندیدگی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تم مجھ پر اعتماد کرکے میرے مشوروں پر عمل کرتے ہو۔"

"آپ پر اس لیے اندھا اعتماد کرتا ہوں کہ آپ کے مشورے مجھے ہمیشہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔"

"اندھا اعتماد اسے کہتے ہیں کہ جس کے مشوروں سے فائدے اٹھا رہے ہو' اس سے کبھی نقصان پہنچے تو دل میں میل پیدا نہ ہو۔ اعتماد متزلزل نہ ہو۔ کیونکہ تمہاری طرح میں بھی انسان ہوں۔ مجھ سے بھی کہیں غلطی ہوسکتی ہے۔"

"اول تو میں نہیں مانتا کہ آپ جیسے عظیم انسان سے غلطی ہوسکتی ہے اور اگر آپ جیسے مخلص انسان سے کبھی کوئی نقصان پہنچے تو بائی گاڈ میرے اندر کا انسان کبھی یہ نہیں سوچے گا کہ ایک مسلمان نے ایک عیسائی کو دھوکا دیا ہے۔"

"جب تم اتنے اعتماد اور سچائی سے کہہ رہے ہو تو میں دو بڑے انکشافات کررہا ہوں کہ جو آواز اور لہجہ میں نے تمہیں یاد کرایا ہے' وہ داؤد منڈولا کا ہے۔"

"کیا؟" اس نے چونک کر پوچھا "کیا وہی داؤد منڈولا جو ہمارے ملک کی ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرکے

ہماری قوم کو دھوکا دے کر گیا ہے؟"

"ہاں، میں اسی منڈولا کا ذکر کر رہا ہوں۔ اگر تم جوش اور جذبات سے پرہیز کرو تو میں دوسرا انکشاف کروں گا۔"

"میں آپ کا عقیدت مند ہوں۔ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جوش اور جذبات سے کام نہیں کروں گا۔"

"تو سنو۔ خفیہ یہودی تنظیم کا گمنام اور روپوش رہنے والا سربراہ یہی داؤد منڈولا ہے۔"

مائیک ہرارے تھوڑی دیر تک ساکت رہا اور خود کو یقین دلاتا رہا کہ جو کچھ مجھ سے سن رہا ہے، وہ غلط نہیں ہو سکتا۔ لیکن منڈولا کس طرح اسرائیل پہنچ کر آہنی پردوں میں چھپی ہوئی یہودی تنظیم کا سربراہ بن گیا ہے؟

میں نے کہا "ابھی تمہیں یقین آ جائے گا۔ پہلے یہ سنو کہ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کس طرح تم پر تنویمی عمل کر کے تمہیں کٹر یہودی بنانا چاہا۔ پہلے ٹیری آدم نے تم پر تنویمی عمل کیا اور تمہیں تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد ایکسرے مین مارٹن رسل نے تمہارے اندر آ کر تمہیں اپنا معمول اور تابعدار بنایا۔"

ہرارے نے کہا "میں نے مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والوں کی فہرست میں مارٹن رسل کا نام پڑھا ہے۔"

"ضرور پڑھا ہو گا۔ مارٹن رسل کو یہ خوش فہمی ہے کہ وہ خفیہ یہودی تنظیم کا ایک گمنام اور روپوش سربراہ ہے، جسے یہودی تنظیم کے اہم افراد نے نہ کبھی اسے دیکھا ہے اور نہ اس کا نام سنا ہے۔ لیکن ایکسرے مین مارٹن رسل نہیں جانتا کہ داؤد منڈولا نے ایک موقعے سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔ اس حساب سے منڈولا ان سب کا سربراہ ہے۔"

"واقعی منڈولا بہت چالباز ہے۔ کیا اس نے بھی مجھ پر تنویمی عمل کیا تھا؟"

"ہاں۔ ٹیری آدم اور ایکسرے مین مارٹن کے بعد منڈولا نے تمہارے اندر آ کر عمل کیا تھا۔ لیکن میں اپنے ایک خاص عزیز سلمان کے ساتھ تمہارے اندر مسلسل موجود رہا اور ان سب کے تنویمی عمل کا توڑ کرتا رہا۔"

"سر! آپ نے مجھ پر ایسے ایسے احسانات کیے ہیں، جنہیں میری آئندہ نسلیں بھی نہیں بھلائیں گی۔"

"بار بار احسانات کا ذکر نہ کرو۔ اب تم پھر منڈولا کے پاس جا کر کہو کہ وہ تمہارے دماغ میں آئے۔"

"میں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا۔ لیکن وہ میرے اندر آ کر چور خیالات پڑھے گا۔"

"میں تمہارے دماغ کے چور خانے پر قبضہ جمائے رہوں گا۔ وہ ہزار کوششوں کے باوجود یہ بھی نہیں معلوم ہو سکے گا کہ تم کس ملک اور کس شہر میں ہو۔"

ہرارے کو مجھ سے حوصلہ ملا۔ اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر منڈولا کے سانس روکنے سے پہلے ہی بولا "میرے اندر آؤ۔"

منڈولا نے سانس روک لی۔ وہ اس سلسلے میں خود بے چین تھا۔ سوچ رہا تھا کہ جس مائیک ہرارے کو نیویارک میں مُردہ سمجھا جا رہا تھا، وہ زندہ ہے اور بار بار اس سے رابطہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر ایک دھڑکا سا لگا تھا کہ ہرارے کی پشت پر بابا صاحب کے ادارے والے ہوں گے تو ہرارے کے ساتھ اس کے دماغ میں آ جائیں گے۔ اس لیے بار بار سانس روک رہا تھا۔ جب ہرارے نے اسے اپنے دماغ میں بلایا تو یہ دعوت اس کی خواہش کے مطابق تھی۔ وہ کسی طرح ہرارے کے صحیح حالات معلوم کر کے کسی چالاکی سے اسے کھنڈر والی روپوش ہستی تک پہنچانا چاہتا تھا۔

وہ سوچ کے ذریعے اس کے اندر پہنچ کر بولا "تم نے اپنے پاس بلا کر دانش مندی کا ثبوت دیا ہے۔ اب میں مطمئن ہو کر تفصیلی گفتگو کرتا رہوں گا۔ سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ تمہیں میری یہ مخصوص آواز اور لہجہ کیسے یاد رہا؟"

"ایسے کہ میں شاطر ہوں۔ تنویمی عمل کے دوران جس بستر پر میں لیٹا ہوا تھا وہاں میں نے ایک سوئی رکھ دی تھی۔ وہ سوئی تمام وقت میری پشت میں تھوڑی تھوڑی سی چبھتی رہی۔ پہلے ٹیری آدم نے آ کر مجھ پر تنویمی عمل کیا اور میں نے دماغ کی گہرائیوں سے یہ ظاہر کیا کہ اس کا معمول بنتا جا رہا ہوں۔ اس کے بعد ایکسرے مین مارٹن آیا۔ مارٹن کے بعد داؤد منڈولا یعنی تم آئے اور تم سب کے سب خوش فہمی میں مبتلا ہو کر چلے گئے کہ میں تم لوگوں کا معمول اور تابعدار بن چکا ہوں۔"

منڈولا نے کہا "بائی گاڈ! تم واقعی شطرنج کے عالمی چیمپئن ہو۔ ہم نے اس پہلو کو نظر انداز کیا تھا کہ تمہارے جیسا شاطر اپنے بچاؤ کے لیے ضرور کوئی تدبیر کرے گا۔"

"میری ذہانت کی تعریف نہ کرو۔ یہ سوچو کہ تم لوگوں کی حماقت سے میں نے خفیہ یہودی تنظیم کے بارے میں بہت کچھ جان لیا ہے۔"

جب ہرارے سوچ کے ذریعے بولتا تھا تو ایسے وقت منڈولا چپکے سے اس کے چور خیالات پڑھنا چاہتا تھا۔ وہ ایسا دو بار کر چکا تھا اور ناکام رہا تھا۔ اس نے پوچھا "کیا تم بتاؤ گے کہ ہمارے بارے میں کیا کچھ جان چکے ہو؟"

ہرارے نے کہا "یہ نہ پوچھو۔ ہم سب ٹیلی پیتھی کے جنگ باز ہیں اور ٹیلی پیتھی کے لیے ذہانت لازمی ہوتی ہے۔ میں نے اپنی ذہانت سے کیا کچھ معلوم کیا ہے، یہ تم اپنی ذہانت سے سمجھو۔"

"میں فی الوقت یہ سمجھ رہا ہوں کہ تمہاری پشت پر کچھ اور لوگ ہیں۔ تم تنہا نہیں ہو۔"

"کیا تم تنہا نہیں تھے؟ کیا تم نے ایک اچھے موقعے سے فائدہ اٹھا کر خود کو اسرائیل کا بے تاج بادشاہ نہیں بنایا ہے؟ اپنی مثال سامنے رکھ کر سوچو کہ میں تم سے بڑا چالباز ہوں اور تنہا ہوں۔ مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"لیکن مایا کے کھنڈر میں روپوش رہنے والی ہستی کہہ رہی تھی کہ نیویارک کے ہوٹل میں جو بم بلاسٹ ہوئے تھے وہاں سے تمہیں روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے بچایا ہے۔ تمہاری پشت پر بابا صاحب کے ادارے والے ہیں۔"

ہرارے نے ہنستے ہوئے کہا "میں کٹر عیسائی اور امریکی ہوں۔ آخری سانس تک کبھی مسلمانوں سے دوستی نہیں کروں گا اور نہ ہی ان کا کوئی احسان اٹھاؤں گا۔ پھر یہ کھنڈر میں رہنے والی ہستی کون ہے، جو تمہیں الو بنا رہی ہے۔"

"مائنڈ یور لینگویج۔ تم مجھے الو کہہ رہے ہو۔"

"اگر الو کی توہین ہو رہی ہو تو اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ مجھے اس الو بنانے والی ہستی کے متعلق بتاؤ۔"

"تمہیں اپنی ذہانت اور شطرنجی چالوں پر ناز ہے۔ خود اس کے بارے میں معلوم کرو۔"

"میری ذہانت یہ ہے کہ ابھی تک میں نے تمہاری یہودی تنظیم کے سربراہ ہونے والی بات صرف اپنی ذات تک محدود رکھی ہے۔ سپر ماسٹر کو بھی نہیں بتائی ہے۔ کیونکہ میں بھی تمہاری طرح ایک آزاد زندگی گزارنے کے لیے امریکا سے نکل آیا ہوں اور تمہاری ہی طرح اپنی ایک الگ تنظیم بنانے والا ہوں۔"

"ہاں۔ یہ مانتا ہوں، تمہارے جیسا شاطر سپر ماسٹر یا اور کسی کا تابعدار بن کر نہیں رہے گا۔ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ تم نے ابھی تک مجھے اور یہودی تنظیم کو بے نقاب نہیں کیا ہے۔ لیکن صرف اتنا بتا دو کہ وہ روپوش رہنے والی تمہیں کیوں حاصل کرنا چاہتی ہے۔"

مائیک ہرارے کو حیرانی ہوئی۔ میں نے بھی حیران ہو کر سوچا کہ مایا کے کھنڈر میں ایسی کون ہے جو ہرارے کو حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ہرارے نے تعجب سے کہا "یہ میرے لیے حیرانی کی بات ہے کہ مجھے کوئی روپوش رہنے والی حاصل کرنا چاہتی ہے اور تمہیں یہ الٹی بات بھی سمجھاتی ہے کہ میں بابا صاحب کے ادارے کے زیر اثر ہوں۔ آخر وہ کون ہے؟"

"میں کیا جواب دوں۔ اب تو میں بھی الجھ گیا ہوں کہ تم اسے نہیں جانتے اور وہ تمہاری دیوانی ہے۔ اس نے اپنی آتما شکتی سے میرا پتا اور فون نمبر معلوم کیا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں تنویمی عمل کے ذریعے تمہیں ہندو بنا کر اس کے حوالے کر دوں تو وہ بیش بہا خزانوں کے علاوہ ہمیں یورینیم کا ذخیرہ بھی دے گی۔"

منڈولا کی یہ باتیں سن کر میں چونک گیا۔ میں تھوڑی دیر کے لیے بھول گیا تھا کہ پارس، مائیک ہرارے بن کر اور ہندو بن کر مایا کے کھنڈر تک جانے کے لیے نیویارک گیا تھا۔

میرے اندر یہ سوال چیخنے لگا، وہ کون ہے جو پارس کو ہندو بنا کر حاصل کرنا چاہتی ہے۔

یہ ہمیں معلوم تھا کہ شی تارا اپنا دھرم بدلنا نہیں چاہتی اور ماضی میں یہی کوششیں کرتی رہی ہے کہ پارس کا مذہب بدل ڈالے۔ وہ شی تارا پارس کے ساتھ تل ابیب میں تھی۔ پھر اس کے تعاقب میں نیویارک گئی تھی۔ جب ایک شی تارا ہماری نظروں میں تھی تو پھر مایا کے کھنڈر والی کون تھی؟

جو شی تارا ہماری نظروں میں تھی۔ اسے میں ڈمی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی تھی اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے درمیان ایک نمایاں مقام حاصل کر چکی تھی۔

اب اس معاملے پر بعد میں غور کیا جا سکتا تھا۔ اس وقت مائیک ہرارے منڈولا سے پوچھ رہا تھا "تم نے یہ کیسے یقین کر لیا کہ اس کھنڈر والی کے پاس خزانے کے علاوہ یورینیم بھی ہے۔"

"اس ہستی کا ایک نمائندہ یہاں تل ابیب میں ہے۔ میں اس کے چور خیالات پڑھ کر اس کھنڈر کے تہ خانے کے متعلق بہت کچھ معلوم کر چکا ہوں۔ اور تم جانتے ہو کہ چور خیالات ہمیشہ سچے ہوتے ہیں۔"

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کسی پر تنویمی عمل کر کے اس کے دماغ کے چور خانے میں جو جھوٹی باتیں ٹھونس دی جاتی ہیں، معمول کے چور خیالات وہی جھوٹ دوسرے خیال خوانی والوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔"

"ہم نے یورینیم کا ذخیرہ حاصل کرنے کے لالچ میں اس پہلو پر غور نہیں کیا تھا۔ بے شک وہ کھنڈر والی اپنے ایک معمول کے دماغ میں خزانے اور یورینیم والی باتیں ٹھونس کر یعنی تمہارے الفاظ میں

مجھے الو بنا کر میرے ذریعے تمہیں حاصل کرنا چاہتی ہے۔"

"مسٹر منڈولا' اگر ہم حکمت عملی سے کام لیں تو اس کے جھوٹ اور سچ کو سمجھ سکتے ہیں۔"

"وہ حکمت عملی کیا ہوگی؟"

"تم کہتے ہو کہ وہ میری دیوانی ہے' اس سے کہو کہ مائیک ہرارے واپس آگیا ہے اور تم ہرارے کو اس کے حوالے کرسکتے ہو اور وہ چاہے تو میرے دماغ میں آکر مجھ سے گفتگو بھی کرسکتی ہے۔"

"یہ حکمت عملی کام نہیں آئے گی۔ میں کہہ چکا ہوں کہ وہ آتما شکتی کے ذریعے مجھ جیسے یوگا جاننے والے کے اندر چند سیکنڈ کے لیے آتی ہے اور چور خیالات سے سچائی معلوم کرلیتی ہے۔ تمہارے چور خیالات بھی اس سے چھپے نہیں رہیں گے۔"

"میرے چور خیالات میں محبت ہو یا مکاری' وہ میری دیوانی ہے۔ مجھے ہر حال میں قبول کرے گی۔ تم اس سے رابطہ کرکے خوشخبری سناؤ کہ اس کا محبوب مل گیا ہے۔"

"میں اس سے رابطہ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ اپنی آواز نہیں سناتی ہے۔ اپنے ایک معمول کی زبان سے مجھے مخاطب کرتی ہے اور وہ معمول بھی اس سے رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں جانتا ہے۔"

"تو پھر ہم دونوں صبر کریں گے۔ جب وہ تمہیں مخاطب کرے تو اسے میرے دماغ میں پہنچا دینا۔"

"اس کا رابطہ اپنے معمول کے ذریعے تم سے ہوگا تو پھر اسے میری ضرورت نہیں رہے گی۔ وہ مجھے یورینیم کے ذخیرے تک نہیں پہنچائے گی۔"

"ہوش کے ناخن لو۔ کھنڈرات میں صدیوں پرانی ٹوٹی پھوٹی چیزیں اور ہڈیوں کے ڈھانچے ملتے ہیں۔ دنیا کے کسی قدیم کھنڈر سے آج تک یورینیم نہیں نکلا۔ اگر اس تہ خانے میں جاکر دفن ہونا چاہتے ہو تو میں اپنی اس اجنبی محبوبہ سے کہوں گا کہ وہ تمہیں اپنے ساتھ لے چلے' فی الحال میں چلتا ہوں۔"

"ذرا ٹھہرو۔ ہم تو اس روپوش رہنے والی کی باتیں کرتے رہے۔ ہم نے یہ طے نہیں کیا کہ ہمارے تمہارے تعلقات کیسے رہیں گے؟"

"جیسے ابھی ہیں۔ میں تمہاری یہودی تنظیم کے تمام افراد کو جانتا ہوں۔ مگر دشمنی نہیں کررہا ہوں آئندہ بھی مجھے دشمنی پر مجبور نہ کرنا۔"

"میں ہمیشہ دوست بن کر رہوں گا۔ مگر اتنا تو بتادو کہ تم میرے اور تنظیم کے بارے میں کیا جانتے ہو؟"

"یہ سوچ کر مطمئن رہو کہ جتنا تم میرے بارے میں جانتے ہو اتنا ہی میں تمہارے متعلق جانتا ہوں۔ بعض اوقات انسان بالکل سامنے کی سچائی کو سمجھ نہیں پاتا اور اپنی نادانی سے اپنا بھید کھول دیتا ہے۔ جیسے تم میری شطرنجی چالوں کو مانتے ہوئے بھی یہ نہ سوچ سکے کہ میں کسی چالبازی کے ذریعے تمہارے تنویمی عمل سے بچ نکلوں گا اور عمل کے دوران تمہاری مخصوص آواز اور لہجے کو سن کر تمہاری اصلیت تک پہنچ جاؤں گا۔ ہم تم اور دوسرے انسان ایسے ایسے حالات سے گزرتے ہیں' جن کا علم پہلے سے نہیں ہوتا۔ اور وہ اچانک پیش آنے والے حالات ہمیں روپوش رہنے والوں کے متعلق بہت کچھ بتادیتے ہیں۔"

"تمہاری باتیں مدلل ہیں۔ پھر بھی تم باتیں بنا کر یہ حقیقت چھپا رہے ہو کہ ہمارے متعلق کیا کچھ جانتے ہو؟"

"میں نے جو کہا' اس پر غور کرو تو بہت کچھ سمجھ لوگے۔ اب میں سانس روک رہا ہوں۔ جب وہ روپوش رہنے والی ہستی سے تمہارے رابطہ ہو تو پھر مجھ سے بھی رابطہ کرنے کے لیے دوبارہ میرے اندر آسکتے ہو۔ اچھا گڈبائی۔"

اس نے سانس روک لی۔ منڈولا اس کے دماغ سے نکل گیا۔ میں نے کہا "اس نے تم سے گفتگو کے دوران کئی بار تمہارے چور خیالات پڑھنے کی کوششیں کیں لیکن میں اس کی سوچ کی لہروں کے آگے خاموش دیوار بنا رہا۔ اس طرح وہ خیالات پڑھنے میں ناکام رہ کر گیا ہے۔"

"سر! آپ بہت اچھے ہیں۔ میں نے ڈی ہرارے کے اندر رہ کر ٹیری آدم کی آواز سنی ہے۔ اس کا لہجہ بھی مجھے یاد ہے۔ کیا میں اس کے روپوش سربراہ منڈولا کا لہجہ اختیار کرکے ٹیری آدم کے اندر پہنچ سکتا ہوں؟"

"ہاں منڈولا بڑی خاموشی سے تمام آدم برادرز اور یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر پہنچتا ہے۔ وہ سب اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتے ہیں اور وہ ان تمام ماتحتوں کی سوچ کے ذریعے انہیں بے اختیار اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے پر مائل کرتا ہے۔"

"سر! اس طرح تو میں پوری خفیہ یہودی تنظیم کے افراد کے اندر جاکر ان کے راز اور ان کی مصروفیات کے متعلق بہت کچھ معلوم کرسکتا ہوں۔"

"بے شک اس یہودی تنظیم کا دوسرا روپوش سربراہ ایکسرے مین مارٹن ہے۔ وہ منڈولا کو نہیں جانتا ہے اور خود کو سربراہ سمجھ کر اپنی تنظیم کے افراد کے دماغوں میں جاتا رہتا ہے۔ ایکسرے مین کو صرف برین آدم جانتا ہے۔ میں اس ایکسرے مین مارٹن کی آواز اور لہجہ سنا رہا ہوں۔ تم منڈولا کی سوچ کی لہریں اپنا کر اس کے اندر ابھی جاؤ اور اسے بھی بتاؤ کہ تم نیویارک کے ہوٹل والے بم کے دھماکے سے بچ نکلے ہو۔"

میں نے اسے ایکسرے مین مارٹن کی آواز اور لہجے کو ذہن نشین کرایا اس نے خود کو داؤد منڈولا بنا کر خیال خوانی کی پرواز کی تو بڑی آسانی سے ایکسرے مین مارٹن کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے اپنے اندر منڈولا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ جب کہ وہ منڈولا نہیں تھا۔

تب ہرارے نے ایکسرے مین کو مخاطب کیا "ہیلو مارٹن! کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ میں کون ہوں؟"

ایکسرے مین بوکھلا سا گیا۔ کبھی منڈولا نے بھی اس کے اندر آکر اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔ اور وہ ہمیشہ اس خوش فہمی میں رہا کہ اس کے اندر کوئی خیال خوانی کرنے والا نہیں آتا ہے۔ اس نے شدید حیرانی اور پریشانی سے پوچھا "تم کون ہو؟ اور مجھے کیسے جانتے ہو؟ اور یہ خیال خوانی کی کون سی تکنیک ہے کہ مجھ جیسے یوگا کے ماہر کے اندر آگئے ہو؟"

"یہ تکنیک میں نے تمہاری حماقت سے سیکھی ہے۔ تم نے مائیک ہرارے کو تنویمی عمل کے ذریعے کٹر یہودی بناتے وقت یہ نہیں سوچا کہ شطرنج کا یہ عالمی چیمپئن کسی تدبیر سے خود کو تمہارا تابعدار بننے سے بچا سکتا ہے۔"

"کیا تم مائیک ہرارے ہو؟"

"ہاں۔ جب تم مجھ پر عمل کررہے تھے تب میں نے تمہاری مخصوص آواز اور لہجے کو ذہن نشین کرلیا تھا۔"

"لیکن میں تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس کیوں نہیں کررہا ہوں؟"

"ایک شطرنج کا کھلاڑی اپنی چال مخالف کھلاڑی کو کبھی نہیں بتاتا۔ تم سانس روک کر مجھے بھگا دو۔"

ایکسرے مین نے سانس روک لی۔ ایسے وقت اصل داؤد منڈولا خاموشی سے چھپا رہتا تو وہ بھی اس کے دماغ سے نکل جاتا۔ لہٰذا مائیک ہرارے بھی نکل آیا۔ اس دوران اس نے چور خیالات کے ذریعے اس کا موبائل فون نمبر معلوم کرلیا تھا۔

ایکسرے مین کو موبائل فون نے متوجہ کیا تو وہ چونک گیا۔ اس نمبر پر صرف برین آدم اس سے رابطہ کرتا تھا۔ اس نے ریسیور کا بٹن دبا کر اسے کان سے لگاتے ہوئے کہا "ہیلو برین! کوئی خاص بات ہے؟"

مائیک ہرارے نے اپنی آواز میں کہا "میری آواز سن کر خاص بات کا اندازہ کرو اور ابھی برین آدم کو ایک طرف رکھ دو۔"

وہ ایک دم سے گھبرا کر بولا "تم؟ تم مائیک ہرارے ہو؟ میرا یہ فون نمبر جانتے ہو؟"

"میں تو تمہاری رہائش گاہ کا پتا بھی جانتا ہوں۔ اگر تل ابیب میں ہوتا تو ابھی تمہارے دروازے پر پہنچ جاتا۔"

اس پر سکتہ سا طاری ہوگیا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جسے تنویمی عمل کے ذریعے یہودی اور اپنا تابعدار بنائے گا' وہ خود اسے نہ سمجھ میں آنے والی چالبازی سے اپنا تابعدار بنا لے گا۔ ہرارے نے کہا "مسٹر مارٹن! تم نے سانس روک کر مجھے دماغ سے نکالا۔ اب فون بند کرنے کی حماقت نہ کرنا۔ ورنہ میں کسی راہ چلتے کے دماغ میں گھس کر اسے اپنا آلہ کار بناؤں گا۔ وہ آلہ کار کسی وقت بھی تمہاری رہائش گاہ میں پہنچ کر تمہیں گولی مار دے گا۔ پھر جانتے ہو کیا ہوگا؟ یہ شاطر تمہاری جگہ ایکسرے مین مارٹن بن کر یہودی تنظیم کا بھی سربراہ بن جائے گا۔"

ایکسرے مین مارٹن کی جیسے کھوپڑی گھوم گئی۔ عقل تسلیم کررہی تھی کہ مائیک ہرارے جیسا کہہ رہا ہے' ویسا بڑی آسانی سے کر گزرے گا۔ اور وہ ہرارے کو کسی تدبیر سے روک نہیں سکے گا۔ اگر وہ فون اور رہائش گاہ تبدیل کرے گا تو وہ شاطر چپکے سے اس کے دماغ میں گھسا رہے گا اور اس کی ہر نئی چال کو سمجھتا رہے گا۔

ہرارے نے کہا "تمہاری یہ خاموشی کہہ رہی ہے کہ بُری طرح اُلجھ گئے ہو۔ کوئی بات نہیں ایسا ہوتا ہے۔ آرام سے بیٹھ کر سوچو' ابھی میں کوئی دشمنی نہیں کررہا ہوں۔ فون بند کررہا ہوں۔ بعد میں رابطہ کروں گا۔"

اس نے فون بند کرکے پوچھا "سر! میں ٹھیک جا رہا ہوں؟"

"جا نہیں رہے ہو۔ ٹھیک دوڑ رہے ہو۔ تم نے منڈولا اور مارٹن کی نیندیں حرام کردی ہیں۔ ویسے تم ایک بات بھول گئے۔ ایکسرے مین مارٹن کو یہ بتاؤ کہ تم سپر ماسٹر سے بدظن ہوگئے ہو اور اپنی ایک الگ تنظیم قائم کررہے ہو۔ اس طرح مارٹن کو یہ اطمینان ہوگا کہ تم محب وطن امریکی نہیں رہے ہو اور امریکا پر یہودی تنظیم کا بھید نہیں کھولوگے۔ اسے خوش فہمی میں مبتلا رکھو۔ پھر وہ یہودی تنظیم تمہارے ملک و قوم کے خلاف جو چالیں چلے گی وہ تم سے چھپی نہیں رہیں گی اور تم خاموشی سے ان چالوں کا توڑ کرتے رہوگے۔"

"سر! آپ بہت گریٹ ہیں۔ میرے ملک اور قوم کے مفاد میں بڑی شاطرانہ چالیں سمجھا رہے ہیں۔ آپ مجھ سے بڑے شطرنج کے کھلاڑی ہیں۔ میں آپ کی ہدایت کے مطابق بڑی خاموشی سے کام کرتا رہوں گا۔"

اس نے پھر فون پر ایکسرے مین سے رابطہ کیا اور اسے بتانے لگا کہ وہ سپر ماسٹر سے بدظن ہوگیا ہے۔ امریکا چھوڑ چکا ہے اور اب اپنی ایک علیحدہ تنظیم بنا رہا ہے۔

میں نے اسے مارٹن سے گفتگو کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ پھر سلمان کے پاس آکر اسے مائیک ہرارے کے متعلق بتایا۔ اس نے پوچھا "بھائی جان! آپ نے اس امریکا کے وفادار ہرارے کو یہودی تنظیم کے اندر کیوں پہنچایا ہے؟"

"اس لیے کہ اس وفادار کو یہ معلوم ہوتا رہے کہ اس کے اپنے امریکا کے ناجائز بیٹے اسرائیل کی خفیہ یہودی تنظیم والے اپنے باپ امریکا سے کس طرح ناجائز فائدے اٹھاتے ہیں اور کن ہتھکنڈوں سے امریکا کے ٹاپ سیکرٹ معاملات تک پہنچتے ہیں۔"

"میں سمجھ گیا۔ آپ نے اسرائیل کے خلاف ایک امریکی شاطر کو محاذ بنانے پر مائل کیا ہے یعنی ہم یہودی تنظیم سے براہ راست نہیں ٹکرائیں گے۔ اس مقصد کے لیے ہرارے کو استعمال کرتے رہیں گے۔"

"ہاں۔ ہم خاموش تماشائی رہیں گے۔ تم، جوجو اور باربرا وقفے وقفے سے یہودی تنظیم کے افراد کے اندر آتے جاتے رہوگے۔ اگر داؤد منڈولا اپنی آواز اور لہجہ تبدیل کرے گا اور نئے سرے سے نئے مخصوص لہجے سے یہودی تنظیم پر حکمرانی کرے گا تو تم سب اس نئی آواز اور لہجے کو بھی یاد رکھو گے۔"

"میں ابھی جوجو اور باربرا کے پاس جاکر انہیں بتاؤں گا کہ کس طرح یہودی تنظیم کے افراد کی نگرانی کرنا ہے۔"

میں سلمان کے پاس سے آگیا۔ اس سلسلے میں صرف داؤد منڈولا ایسا تھا جس کے دماغ میں ہم چپکے سے نہیں جاسکتے تھے۔ چونکہ منڈولا اپنی تنظیم کے افراد کے دماغوں میں جاتا تھا اس لیے اس کا لہجہ اختیار کرکے ہم تمام آدم براورز اور تمام یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے اندر پہنچ کر ان کے خیالات پڑھ کر ان کے چھوٹے بڑے منصوبوں کو سمجھ سکتے تھے۔

میں آرام سے بستر پر لیٹ کر سونا چاہتا تھا۔ مگر اس سے پہلے یہ بات کھٹک رہی تھی کہ مایا کے کھنڈر میں وہ ہستی کون ہے جو پارس کا مذہب بدل کر اور اسے اپنے دھرم میں لاکر اپنا بنانا چاہتی تھی۔ مذہب بدلنے کی ضد کرنے والی تو ثی تارا تھی۔ اس ثی تارا نے پارس سے سمجھوتا کرلیا تھا اور دوست بن کر اس کے ساتھ رہنے لگی تھی۔ کیا اور کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی اور آتما شکتی کی صلاحیت رکھنے والی کوئی پیدا ہوگئی ہے جو پارس کو اپنے دھرم میں لانے کے لیے داؤد منڈولا سے کام لے رہی ہے؟"

پھر یہ خیال آیا کہ ثی تارا دہری چال نہ چل رہی ہو۔ ایک طرف پارس کی محبوبہ بن کر رہتی ہوگی اور دوسری طرف دوسرے کے ذریعے اسے ہندو بنانے کی کوششیں کررہی ہوگی۔ جب ہم پارس کو دشمنوں کے تنویمی عمل سے بچارہے تھے اور اسے مائیک ہرارے بنارہے تھے۔ تب ثی تارا بھی پارس کے اندر چھپی ہوئی تھی۔ ہم سب کے بعد اس نے آخر میں پارس پر تنویمی عمل کیا تھا اور اپنی برسوں کی آرزو کے مطابق اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ جناب تبریزی صاحب نے پارس کے دماغ پر ایسا روحانی عمل کیا ہے جس کے نتیجے میں کسی کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ میں نہیں آسکتی تھیں۔ اگر آتیں تو اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتی تھیں۔ اگر اس پر تنویمی عمل کیا جاتا تو وہ عمل بے اثر ہوجاتا۔

ہم نے بھی اس پر تنویمی عمل نہیں کیا تھا۔ چونکہ زخمی بازو کے باعث وہ ذرا کمزوری محسوس کررہا تھا اس لیے ہم مائیک ہرارے سے متعلق چند خاص باتیں اسے ذہن نشین کرارہے تھے۔ ثی تارا اپنی دانست میں اس کے اندر چھپ کر یہودیوں کا اور ہمارا عمل دیکھ رہی تھی۔ اس کے مطابق اس نے آخر میں اپنے طور پر تنویمی عملی کیا تھا۔ اس بے چاری کو نیویارک پہنچ کر پتا چلا کہ جس پارس کو اپنا تابعدار بنایا تھا، وہ پہلے کی طرح آزاد ہے اور کہیں روپوش ہوگیا ہے۔

ان تمام باتوں کے پیش نظر یہ خیال آرہا تھا کہ اب ثی تارا مایوس ہوکر داؤد منڈولا کے ذریعے پھر پارس کو ٹریپ کرنا چاہتی ہے وہ پارس کے اندر رہ کر منڈولا اور مارٹن وغیرہ کی آوازیں سن چکی تھی۔ اسی لیے منڈولا تک پہنچ گئی تھی اور منڈولا کو خزانے اور یورینیم کا لالچ دے رہی تھی۔

میں کئی منٹ تک اسی خیال پر قائم رہا۔ پھر دوسرے پہلو پر غور کیا تو سوال یہ پیدا ہوا کہ ثی تارا کو منڈولا کی خفیہ رہائش گاہ کا اور فون کا نمبر کیسے معلوم ہوا جبکہ ہم میں سے بھی کوئی منڈولا کے اندر جاکر اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتا تھا۔

منڈولا نے ہرارے سے کہا تھا کہ کھنڈر والی ہستی کا کوئی آلہ کار اس سے فون پر باتیں کرتا ہے۔ یقیناً منڈولا نے بھی اس آلہ کار کے چور خیالات پڑھ کر تصدیق کی ہوگی کہ واقعی کھنڈر کے تہ خانے میں خزانہ اور یورینیم کا ذخیرہ ہے۔ اس نے پوری طرح یقین کرنے کے بعد ہی اپنی یہودی ٹیم کو مایا کے کھنڈر کی طرف روانہ کیا تھا اور بڑا نقصان اٹھایا تھا۔

وہ میرے آرام سے سونے کا وقت تھا اور میں کھنڈر والی ہستی کے متعلق سوچ کر بے چین ہورہا تھا۔ آخر بے چینی دور کرنے کے لیے خیال خوانی کی پرواز کی پھر آمنہ کے پاس پہنچ کر پوچھا "یہ کیا بھید ہے۔ وہ ہستی کون ہے جو ہمارے بیٹے کا مذہب تبدیل کرنا چاہتی ہے؟"

وہ بولی "آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں مراقبے میں ہوں۔ آپ کے لیے صرف اتنا اشارہ کافی ہے کہ تبریزی صاحب کی پیش گوئی جو ثی تارا کے متعلق ہے، وہ درست ثابت ہوگی۔"

وہ پھر سانس روک کر مراقبے میں پہنچ گئی۔ میں دماغی طور پر اپنے بستر پر حاضر ہوگیا۔ ساتھ ہی دماغ بھی روشن ہوگیا۔ جناب علی اسداللہ تبریزی نے فرمایا تھا کہ ثی تارا سات برس تک روپوش رہے گی۔ کوئی اس کی اصلی آواز کو نہ سن سکے گا، نہ اس کا اصلی چہرہ دیکھ سکے گا۔ میری اور سونیا کی بیٹی اعلیٰ بی بی جونیئر اس ثی تارا کو بے نقاب کرے گی۔

بات سمجھ میں آگئی کہ جو ثی تارا اب تک پارس کے ساتھ رہتی آئی ہے، وہ ٹیلی پیتھی تو جانتی ہے مگر اصلی نہیں ہے۔ اور جو اصلی ہے، اس نے اسے ڈمی ثی تارا بناکر پارس کے پاس چھوڑا ہوا ہے۔ اور اس ڈمی کے ذریعے پارس کی پوری خبر رکھتی ہے۔ اب یہ اچھا ہی ہوا تھا کہ پارس نیویارک پہنچنے کے بعد موجودہ محبوبہ یعنی ڈمی ثی تارا سے ہر طرح کا رابطہ ختم کرکے روپوش ہوگیا تھا اور اصلی ثی تارا کے لیے فکرمندی کا باعث بن گیا تھا۔ کیونکہ وہ اصلی بھی پارس کی مرضی کے بغیر اپنی آتما شکتی کے باوجود اس کے اندر نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اور خود کو روحانی ٹیلی پیتھی سے دور رکھنے اور محفوظ رکھنے کے لیے ہمارے کسی خیال خوانی کرنے والے کے پاس بھی نہیں آتی تھی۔ اسی لیے اس نے مسلمانوں کو چھوڑ کر یہودی داؤد منڈولا کو آلہ کار بنایا ہوا تھا۔

میری بے چینی ختم ہوگئی۔ میں نے اطمینان کی سانس لی پھر دماغ کو ہدایات دے کر سوگیا۔

○☆○

فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ ثانی اور علی صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ثانی "را" کی جاسوس شیبا کی حیثیت سے پاکستان آئی تھی۔ اب وہ حیثیت ختم کرچکی تھی ایک نئے روپ میں تھی اور علی کے ساتھ حشمت بیگ کے مکان میں تھی۔ وہ بولی "یہ فون کی گھنٹی حشمت بیگ کو پکار رہی ہے۔ یہاں ہم دونوں کو کوئی نہیں جانتا ہے۔"

علی نے ریسیور اٹھاکر کان سے لگاتے ہوئے حشمت بیگ کی آواز میں پوچھا "ہیلو میں حشمت بول رہا ہوں۔"

"میں ایم آئی ایم کے سربراہ کی پرسنل سیکریٹری بول رہی ہوں۔ مسٹر علی یا مس سونیا ثانی سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"مس ثانی اور مسٹر علی دونوں موجود ہیں۔ آپ ان سے گفتگو کرسکتی ہیں، یہ لیجیے۔"

ثانی علی کے اندر رہ کر دوسری طرف کی باتیں سن رہی تھی۔ علی نے آواز بدل کر کہا "ہیلو، میں علی بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے ہولڈ آن کرنے کے لیے کہا گیا پھر ایک شخص کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی "مسٹر علی! یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں آپ سے ہم کلام ہوں۔ میں آپ کے والد صاحب کے احسانات کا بدلہ کبھی نہیں چکا سکوں گا۔ جب میں نے پہلی بار اپنے مجاہدین کے ذریعے ایک امریکی طیارے کو اغوا کرایا تو میری یہ پلاننگ تھی کہ میں اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس مشن میں کامیاب ہوجاؤں گا۔ مگر میں حیران رہ گیا جب چند نامعلوم خیال خوانی کرنے والوں نے میرے مجاہدین کے لیے ڈھال بن کر سرماسٹر اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ناکام بنادیا۔ اس مشن کے دوران ہی مجھے پتا چل گیا کہ وہ تمام خیال خوانی کرنے والے آپ کے والد محترم سے تعلق رکھتے ہیں۔"

علی نے کہا "مجھے بھی خوشی ہورہی ہے کہ میں ایک ایسی تنظیم کے سربراہ سے ہم کلام ہوں، جو نہایت ہی مختصر سے عرصے میں دشمنوں کے حواس پر چھاگئی ہے۔"

"اس کامیابی کا سہرا آپ ہی لوگوں کے سر ہے۔ آپ تمام مسلمان بھائیوں نے اس بات کی چھان بین نہیں کی کہ میں کون ہوں؟ یہ ایم آئی ایم تنظیم اچانک کہاں سے پیدا ہوگئی؟ آپ سب نے صرف ہمارے نیک مقاصد اور اسلامی جذبے کو سمجھا اور اس قدر آگے بڑھ بڑھ کر ایم آئی ایم کے نام سے کئی کارنامے، انجام دیئے اور ادھر میں ایک پراسرار سربراہ بن کر محض ایک تماشائی بن کر بیٹھا رہ گیا۔"
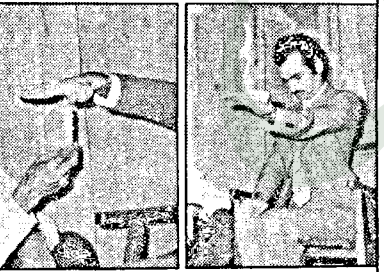
علی نے سوال کیا "ہم نے آپ سے آپ کے متعلق کچھ نہیں پوچھا لیکن آپ نے خود کبھی ہمارے پاپا سے رابطہ کیوں نہیں کیا۔"

"اس کی چند وجوہات ہیں۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ پہلی بار میں شبہ میں مبتلا رہا کہ جناب فرہاد صاحب کی آڑ لے کر دوستی کا فریب دے کر کوئی ہماری جڑوں تک پہنچنا چاہتا ہے۔ پھر دمشق میں، میں نے اپنی جگہ ہڈیوں کے ایک ڈھانچے کو دشمنوں کے پاس بھیجا اور اس ملاقات اور مذاکرات کی جو ویڈیو فلم آپ لوگوں نے ٹھوس ثبوت کے طور پر تیار کی اور میرے ایک مجاہد کے حوالے کی تو میرا شبہ دور ہو گیا۔ دشمنوں کے خلاف اتنا بڑا کارنامہ ہمارے لیے کوئی دوست ہی کر سکتا ہے۔"

"شبہ دور ہونے اور ہم پر بھروسا ہونے کے بعد آپ نے رابطہ کیوں نہیں کیا؟"

"میری بدقسمتی کے دس دنوں تک میں بستر علالت پر پڑا رہا۔ ایسے میں خیال خوانی کے بھی قابل نہیں رہا۔ میں نے سوچا موت کا کوئی بھروسا نہیں ہے۔ اگر میں مر جاؤں گا تو آئی ایم تنظیم کا کیا بنے گا؟ اسلامی ممالک کو یہودی لابی میں جانے سے صرف آپ کے پاپا روک سکتے ہیں۔ میں خیال خوانی کے قابل ہوتے ہی سب سے پہلے ان سے رابطہ کروں گا اور اپنی یہ تنظیم ان کے حوالے کر دوں گا۔"

"کیا اب آپ صحت یاب ہو چکے ہیں؟"

"جی ہاں۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں آپ کے پاپا سے رابطہ کرتا، تل ابیب میں یہ انکشاف ہوا کہ سپر ماسٹر کا خاص ٹیلی پیتھی جاننے والا میری جگہ فراڈ سربراہ بن کر آیا تھا اور اس نے بازو میں گولی کھائی ہے۔ میں نے فوراً ہی اس کے چور خیالات پڑھے لیکن پھر اسے بے ہوش کر دیا گیا۔ ایسے وقت میں نے سوچا کہ ایم آئی ایم کے نام سے فراڈ شروع ہو گیا ہے۔ مجھے اس نئے فراڈ کا انجام معلوم ہونے تک انتظار کرنا چاہیے۔"

پھر وہ ایک ذرا توقف سے بولا "میرا خیال ہے، فون پر اتنی طویل گفتگو مناسب نہیں ہے۔ آپ اپنے کسی خیال خوانی کرنے والے کو زحمت دیں۔ وہ میرے دماغ میں آئے۔ میں سختی سے روپوش رہنے والا سب سے پہلے محترم فرہاد صاحب کے خیال خوانی کرنے والوں کو اپنے اندر آنے کی دعوت دے رہا ہوں۔ اس طرح گفتگو بھی ہوتی رہے گی اور خیال خوانی کرنے والے میرے چور خیالات پڑھ کر میری پوری ہسٹری معلوم کر سکیں گے۔"

علی نے ریسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر پوچھا "کیوں ثانی! کیا خیال ہے؟"

وہ بولی "جو شخص خود کو کتاب کی طرح کھول کر پڑھنے کو کہتا ہے، وہ سچا اور کھرا ہوتا ہے۔ میں اس کے اندر جا رہی ہوں۔"

علی نے ریسیور کو کان سے لگا کر کہا "اس سے پہلے کہ ہم آپ کی سچائی پر کسی طرح کا شبہ کرتے، آپ نے خود کو ٹیلی پیتھی کی عدالت میں پیش کر دیا ہے۔ آپ کے پاس سونیا ثانی آ رہی ہے۔"

اس نے فون کا رابطہ ختم کیا۔ ثانی نے ایم آئی ایم کے سربراہ کے اندر جا کر اسے سلام کیا پھر پوچھا "آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ ہم حشمت بیگ کے مکان میں رہتے ہیں۔"

اس نے کہا "میں کوئی جواب نہیں دوں گا۔ تم میرے دماغ میں آ گئی ہو، خود ہی میرے خیالات پڑھتی رہو۔ میں بالکل خاموش بیٹھا رہوں گا۔"

ثانی نے دیکھا۔ وہ ایک آرام دہ صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے سینٹر ٹیبل پر دونوں پاؤں پھیلائے اور زیادہ آرام سے نیم دراز ہو گیا تھا اور دماغ کے دروازے کھول دیئے تھے۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ اس کا سابقہ نام جوڈی نارمن تھا۔ لیکن اب اس کا نام ضیاء الاسلام ہے۔

یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب ابتدا میں ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے پاپ ہوپ کن، ٹیٹو سنتانا، جورا جوری کے علاوہ جوڈی نارمن کو بھی ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا گیا تھا۔ جوڈی نارمن اور جورا جوری ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ پھر ان کی شادی ہو گئی۔ وہ جورا جوری کو دل و جان سے چاہتا تھا۔ لیکن وہ ایک اسپتال میں ایک بچے کو جنم دینے کے دوران مر گئی۔ نارمن اس کی جدائی میں نیم پاگل سا ہو گیا۔ اس کی دیوانگی میں بھٹکتا ہوا اس وقت کے سپر ماسٹر سے دور امریکا چھوڑ کر چلا گیا۔

اسے ہوش نہیں رہا کہ دن، مہینے اور سال کس طرح گزرتے رہے۔ وہ اسپین پہنچ گیا۔ ایک دن میڈرڈ کی گلیوں میں بھٹک رہا تھا کہ ایک نہایت امیر کبیر شخص سے سامنا ہو گیا۔ وہ شخص ایک قیمتی کار میں بیٹھنے جا رہا تھا۔ لیکن گریبان چاک کر کے گھومنے والے جوڈی نارمن کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ وہ ادھیڑ عمر کا شخص تھا اس نے قریب آ کر اس چاک گریبان ننگے سینے کو دیکھا پھر اس کے دونوں بازوؤں کو تھام کر پوچھا "تم..... تم ضیاء الاسلام ہو..... تم..... تم۔"

وہ بات ادھوری چھوڑ کر اس دوسرے شخص سے بولا جو قیمتی کار سے نکل کر آ رہا تھا۔ "دیکھو ناصر پاشا! یہ میرا بیٹا ہے۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میرے بیٹے کی ایک واضح شناخت ہے۔ اس کے سینے پر کئی تل ہیں اور وہ تمام تل اس ترتیب سے ہیں کہ ان تلوں سے عربی زبان کا لفظ ضیا بنتا ہے، اسی لیے میں نے اپنے بیٹے کا نام ضیاء الاسلام رکھا تھا۔ اس کے چاک گریبان کو دیکھو۔ اس کے سینے پر تمام تل اسی ترتیب سے ہیں۔"

قریب آنے والے ناصر پاشا نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیر کر اچھی طرح اطمینان کیا اور پھر کہا "واقعی قدرتی تل ہیں۔ اور صاف طور سے سینے پر تلوں سے لکھا ہوا ضیا پڑھا جا رہا ہے۔ یہ قدرتی نشانی ثابت کر رہی ہے کہ یہی آپ کا گمشدہ بیٹا ضیاء الاسلام ہے۔"

پھر اس سے پوچھا گیا کہ وہ اس طرح میلا کچیلا کیوں بھٹک رہا ہے؟ کہاں سے آ رہا ہے؟ لیکن وہ نیم دیوانگی کے عالم میں تھا۔ انہیں کوئی جواب نہ دے سکا۔

جب اس کی دیوانگی ختم ہوئی اور اس نے خود کو نارمل پایا تو جیسے ایک نئی زندگی مل گئی۔ وہ ایک نئی دنیا میں داخل ہو گیا۔ اس نے خود کو ایک عالی شان محل میں پایا۔ وہ ایک شاہانہ بستر پر لیٹا ہوا تھا اور ایک ڈاکٹر اس کا معائنہ کر رہا تھا۔ دو نرسیں بستر کے پاس کھڑی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر نے تھپک کر کہا "یو آر آل رائٹ۔ اب تم بالکل نارمل ہو۔ دیکھو یہ تمہارے والد مسٹر نور الاسلام ہیں۔"

اس نے بستر کے سرے پر بیٹھے ہوئے اس شخص کو دیکھا جو اس کا باپ ہونے کا دعوے دار تھا۔ اس نے کہا "میں ایک عیسائی ہوں، میرا نام جوڈی نارمن ہے۔"

باپ نے کہا "جو تمہیں سمجھایا گیا، وہ تم سمجھ رہے ہو۔ اب سے بائیس برس پہلے میں ایک مفلس اور محتاج شخص تھا۔ میں اور تمہاری ماں کبھی دو وقت اور کبھی دو دو دن کے فاقے کرتے۔ ایسے میں تم پیدا ہوئے۔ فاقوں کے باعث تمہاری ماں کمزور تھی، مجھ سے یہ وعدہ لے کر مر گئی کہ میں تمہیں مرنے نہیں دوں گا۔ میں نے وعدہ کر لیا۔ مگر مفلسی میرا مذاق اڑا رہی تھی۔ میں روٹی کے لیے ریڈ کراس سوسائٹی کے کیمپ میں گیا۔ وہاں تمہیں دودھ ملنے لگا۔ راہبہ اور راہب تمہاری پرورش کرنے لگے۔ مجھے مائل کرنے لگے کہ میں بیٹے کی زندگی چاہتا ہوں تو اسے عیسائی مشنری میں رہنے دوں۔ آخر میں تمہیں زندہ رکھنے کی خاطر عیسائی مشنری میں چھوڑ کر چلا گیا۔"

باپ نے ایک سرد آہ بھری پھر کہا "میں تنہا رہ گیا۔ میں نے ایک سوداگر کے ہاں نوکری کی۔ وہیں سے میرے دن پھرنے لگے۔ میں نے تجارت کے گُر سیکھے۔ چند برسوں میں خود ایک بڑا تاجر بن گیا۔ میرا کاروبار یورپ سے امریکا تک پھیل چکا ہے۔ ہر ملک، ہر شہر میں میرے عالیشان محل، بے شمار گاڑیاں اور بے حد و حساب دولت ہے۔"

وہ بیٹے کا ہاتھ تھام کر بولا "اس دوران میں نے تمہیں تلاش کیا۔ وہ عیسائی مشنری والے پتا نہیں کس ملک میں تمہیں لے گئے تھے۔ ہزار تلاش کے باوجود تم نہیں ملے۔ قدرت کے بھید سمجھ میں نہیں آتے۔ تمہارے سینے پر یہ قدرتی نشان اس لیے تھا کہ ایک دن میں تمہیں پہچان لوں اور میں نے پہچان لیا ہے۔ تم جوڈی نارمن نہیں، ضیاء الاسلام ہو۔"

ثانی اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ ضیاء الاسلام کے باپ نے اسے اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لیے کئی معلم رکھے۔ خود اس کے ساتھ دن رات رہ کر سمجھانے لگا کہ یہودی، عیسائی اور ہندو کس طرح سیاسی چالوں سے مسلمانان عالم کو ایک دوسرے سے متنفر کر رہے ہیں اور اسلامی ممالک کو کبھی متحد نہیں ہونے دیتے ہیں۔

چند برسوں میں ضیاء الاسلام نے دنیا کی بساط پر کھیلی جانے والی یہودیوں، ہندوؤں اور عیسائیوں کی سیاسی ہیرا پھیری کو اچھی طرح سمجھ لیا اور یہ عہد کیا کہ دنیا کے تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر لائے گا اور اسلامی ملکوں کے سربراہوں کو یہودیوں کے فریب میں آ کر اسرائیل کو تسلیم کرنے سے باز رکھے گا۔

اس نے اپنے والد نور الاسلام کی وفات کے بعد روپوشی اختیار کر لی اور خیال خوانی کے ذریعے ہر ملک اور ہر شہر میں جان نثار مجاہدین کی فوج بنانے لگا۔ یوں تو اسلامی ممالک تیل کی دولت اور مختلف قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں لیکن ان میں ایک پاکستان ہی ایسا ملک ہے جو ایٹمی قوت کے معاملے میں پراسرار ہے۔ یہ ملک ایٹمی قوت رکھتا ہے یا نہیں؟ اس کی تصدیق نہیں ہو سکی۔ ایم آئی ایم کے سربراہ ضیاء الاسلام کو یقین تھا کہ یہ راز معلوم کرنے کے لیے یہودی اور بھارتی جاسوس بڑی تعداد میں ہوں گے۔ اس لیے ضیا نے اسلام آباد میں مجاہدین کو بھیجا تھا اور ان مجاہدین کے دماغوں میں رہ کر روپوش رہنے والے دشمنوں کا سراغ لگاتا تھا۔ ایسے ہی وقت اسے پتا چلا کہ اس شہر میں ثانی اور علی بھی موجود ہیں اور ان کی موجودگی اسے حشمت بیگ کے ذریعے معلوم ہوئی۔

حشمت بیگ بابا صاحب کے ادارے کا جاسوس تھا۔ لیکن یوگا کا ماہر نہیں تھا۔ سربراہ ضیاء نے اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا تھا کہ ثانی اور علی کس طرح اس ملک کی حکمران پارٹی اور اپوزیشن پارٹی کو ایک دوسرے سے لڑا کر ان تمام سیاست دانوں کی وطن دشمنی کے ٹھوس ثبوت حاصل کر رہے ہیں۔

ثانی نے بڑے صاحب کی تجوری سے اور جیری نے اپوزیشن لیڈر کے سیف سے ایسی اہم دستاویزات حاصل کی تھیں کہ وہ دستاویزات منظر عام پر آ جاتیں تو ملک کے عوام دونوں پارٹیوں کا سیاسی بائیکاٹ کر دیتے۔

جب ثانی نے یہاں تک خیالات پڑھ لیے تو سربراہ ضیا نے کہا "اس ملک کے عوام ناخواندہ بھی ہیں اور مختلف سیاسی پارٹیوں میں تقسیم ہو کر رہ گئے ہیں۔ یہ متحد ہو کر ملک کے مقدّر کو خوشگوار نہیں بنا سکیں گے۔ پھر یہ کہ سپر پاور امریکا کی نت نئی چالیں ان پاکستانیوں کو اور زیادہ پسماندگی کی طرف لے جائیں گی۔"

ثانی نے کہا "آپ درست فرماتے ہیں۔ ہم نے جو اہم دستاویزات حاصل کی ہیں۔ ان سے ہمیں پاکستانی عوام کو زبردست فائدہ پہنچانا چاہیے۔"

"اس کی ایک ہی صورت ہے۔ پچھلی بار دمشق میں آپ کے خیال خوانی کرنے والوں نے ویڈیو کیسٹ کی صورت میں امریکا اور اسرائیل کی اسلام دشمنی کے بارے میں ٹھوس ثبوت ہمارے حوالے کیا تھا۔ اس کا یہ فائدہ ہوا کہ اردن اور شام نے ہمارے خوف سے اسرائیل کو تسلیم کرنے کا معاہدہ نہیں کیا۔"

"بے شک ان کی کمزوریاں جب تک ایم آئی ایم کے یعنی آپ کے ہاتھوں میں رہے گی تب تک وہ بڑی طاقتیں آپ کے دباؤ میں رہیں گی۔"

سربراہ ضیا نے کہا "اسی طرح آپ نے جو اہم دستاویزات حاصل کی ہیں' وہ بھی ایم آئی ایم کی تحویل میں رہیں گی تو پاکستان سے منفی اور ظالمانہ سیاست کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

"میں مانتی ہوں۔ وہ تمام دستاویزات علی کے پاس ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ دمشق میں ہونے والے مذاکرات کی طرح ان دستاویزات کے سلسلے میں ساری دنیا کے سامنے نااہل سیاست دانوں کا پول کھولا جائے کہ وہ سب کس طرح بڑی طاقتوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے ہیں۔"

"تم میرے خیالات پڑھ کر سمجھ سکتی ہو کہ یہ انتظامات میں کر چکا ہوں۔ کل عمان میں پھر وہاں کے مسلمان اکابرین' اسرائیل کے بڑے عہدے داروں اور امریکی نمائندوں نے مجھے مدعو کیا ہے۔ وہاں میرا ایک آلہ کار میری جگہ سربراہ بن کر جائے گا اور آپ کی حاصل کردہ اہم دستاویزات کو ویڈیو کیمروں کے سامنے رکھ کر ساری دنیا کے ٹی وی اسکرین پر پیش کرے گا۔"

"آپ کے خیالات بتا رہے ہیں کہ آپ ابھی اسپین میں ہیں۔ کل دوپہر کو اردن کے شہر عمان پہنچیں گے۔ یہ بتائیں کہ ہم وہ اہم دستاویزات کس طرح آپ تک پہنچائیں؟"

"بات صرف دستاویزات کی نہیں ہے۔ میری درخواست ہے کہ دمشق کی طرح آپ خیال خوانی کرنے والے عمان میں بھی میرا ساتھ دیں اور دشمنوں سے مذاکرات کے دوران میرے آلہ کار کے دماغ میں رہیں۔ میں اس آلہ کار کو سربراہ ضیاء الاسلام بنائے رکھوں گا۔ اسلام آباد میں میرے کئی مجاہدین ہیں۔ ابھی ایک گھنٹے کے اندر میرا ایک مجاہد آپ کے پاس آئے گا۔ پہلے آپ اس کے خیالات پڑھ کر اطمینان کریں پھر وہ اہم دستاویزات اس کے حوالے کر دیں۔ وہ یہ چیزیں لے کر کل شام تک عمان پہنچ جائے گا۔"

"اچھی بات ہے۔ ہم یہاں موجود ہیں' آپ کسی مجاہد کو بھیج دیں۔"

"بھیج رہا ہوں۔ مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ فرہاد صاحب کے بیٹے اور ہونے والی بہو بہت محتاط رہنے کے عادی ہیں۔ پھر آپ سے یہ غلطی کیوں ہو رہی ہے کہ اس شخص کے مکان میں قیام کیا ہے' جو یوگا کا ماہر نہیں ہے۔ کوئی بھی دشمن خیال خوانی کرنے والا اس کے اندر پہنچ کر آپ کی رہائش گاہ کا محاصرہ کر سکتا ہے اور آپ دونوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

"آپ ہماری غلطی بیان کر کے دوستی کا حق ادا کر رہے ہیں۔ یہاں ہم مجبوراً پرسوں تک رہیں گے۔ حشمت بیگ کو پرسوں تک نہ گھر سے باہر جانے دیں گے اور نہ ہی کسی کا ٹیلی فون اٹینڈ کرنے دیں گے۔"

"لیکن پرسوں تک ایسی کیا مجبوری ہے؟"

"ہم اپنے پاپا کی ہدایات پر ہر حال میں عمل کرتے ہیں۔ پاپا پرسوں یہاں اسلام آباد آنے والے ہیں۔ وہ آئیں گے تو ہم ان کے ساتھ کسی دوسری جگہ منتقل ہو جائیں گے۔"

"یہ تو میرے لیے بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں آپ لوگوں کے ذریعے ان سے بھی گفتگو کر سکوں گا۔"

"ہم ضرور پاپا سے آپ کی گفتگو کرائیں گے۔ اب میں جاتی ہوں' آپ کسی مجاہد کو بھیج دیں۔"

ثانی دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ وہ اب تک خیال خوانی کے دوران زبان سے علی کو وہ تمام باتیں سنا رہی تھی' جو سربراہ ضیاء الاسلام کے خیالات نے اسے بتائے تھے۔ اس نے سب کچھ سننے کے بعد مسکرا کر ثانی کو دیکھا پھر کہا "ہوں' تو پرسوں ہمارے پاپا یہاں آ رہے ہیں۔"

○☆○

پہلے اردن کے اکابرین اس بات پر آمادہ نہیں تھے کہ ایم آئی ایم کا پراسرار سربراہ ان کے شہر عمان میں آئے۔ ان سب نے دمشق میں اس سربراہ کی ہڈیوں کا چلتا پھرتا اور بولتا ہوا ڈھانچا دیکھا تھا۔ اس ڈھانچے نے اردن اور اسرائیل کے درمیان ہونے والے معاہدے کو روک دیا تھا اور ایک ویڈیو فلم میں ان دونوں ملکوں کی بہت سی کمزوریاں ریکارڈ کر لی گئی تھی۔ اب وہ مسلمان اکابرین اس سربراہ سے دھوکا نہیں کھانا چاہتے تھے۔

امریکی اور اسرائیلی نمائندوں نے ان اکابرین کو سمجھایا کہ اس بار وہ سربراہ کسی حد تک دوست بن کر آ رہا ہے۔ اس نے اپنے رویے میں لچک پیدا کر لی ہے۔ شاید وہ کچھ شرائط پیش کرے گا۔ اگر ہم ان شرائط کو قبول کر سکیں گے تو پھر وہ اسرائیل اور دوسرے اسلامی ممالک کے درمیان ہونے والے دوستانہ معاہدوں کے سامنے دیوار نہیں بنے گا۔

پھر یہ طے ہو گیا کہ ایم آئی ایم کے سربراہ کی شرائط قابل قبول ہوں گی تو انہیں ضرور قبول کیا جائے گا اور اس سربراہ کو بھی ان شرائط میں لچک پیدا کرنے پر مائل کیا جائے گا۔

رات کے آٹھ بجے ملاقات کا وقت مقرر ہوا تھا۔ ایک محل نما عالیشان عمارت میں بڑے سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے تھے۔ اس عمارت سے دو سو گز کے فاصلے پر ایسے کیمرے نصب کیے گئے تھے کہ وہ سربراہ جس راستے سے گزر کر آتا' وہاں کے مناظر عمارت کے اندر دور افتادہ حصوں میں کئی ٹی وی اسکرین پر دیکھے جا سکتے تھے۔ اس طرح وہ لوگ یہ صاف طور پر دیکھ سکتے تھے کہ آنے والا انسان ہی ہے یا پہلے کی طرح ہڈیوں کا ڈھانچا ہے۔ اور اگر انسان ہے تو پھر وہ عمارت میں داخل ہونے سے پہلے جس کاریڈور سے گزرے گا وہاں ایکسرے مشین اور دیگر سراغ رساں آلات ہوں گے اور یہ انکشاف کریں گے کہ وہ سربراہ نہتا ہے یا ان اکابرین کو جانی نقصان پہنچانے والا اسلحہ یا بارود چھپا کر لا رہا ہے۔ ایسے انتظامات دیکھ کر اسرائیل سے معاہدہ کرنے والے مسلمان اکابرین مطمئن ہو گئے تھے۔ پھر ان کی پشت پر سپر ماسٹر تھا۔ انہیں خدا پر رسمی بھروسا تھا مگر امریکا پر مکمل اعتماد تھا۔

اُدھر ایم آئی ایم کے سربراہ ضیاء الاسلام نے اپنے اس آلہ کار کے دماغ میں ثانی کو پہنچا دیا تھا' جو ڈمی سربراہ بن کر اس محل نما عمارت میں جا رہا تھا اور وہ تنہا جا رہا تھا۔ اپنی کار خود ڈرائیو کر رہا تھا۔

اس نے ایک ہاتھ سے کار کی اسٹیئرنگ سنبھالتے ہوئے' دوسرے ہاتھ سے پاس رکھے ہوئے موبائل فون کو اٹھایا پھر ایک اسرائیلی نمائندے سے رابطہ کرنے کے بعد کہا "میں آ رہا ہوں۔ وقت مقررہ کے مطابق ٹھیک آٹھ بجے آپ لوگوں کے درمیان پہنچ جاؤں گا۔ ابھی آٹھ بجنے میں بیس منٹ ہیں۔ صرف بیس منٹ انتظار کریں۔"

اسرائیلی نمائندے نے کہا "ہم بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔ باہر احاطے کا دروازہ آپ کے لیے اور آپ کے مجاہدین کے لیے کھلا رہے گا۔"

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میرے ساتھ کوئی مجاہد نہیں ہے' میں بالکل تنہا اور نہتا آ رہا ہوں۔ آپ لوگوں نے خواہ مخواہ بڑے محتاط رہ کر حفاظتی انتظامات کیے ہیں۔ میری ذات سے کسی کو نقصان نہیں پہنچے گا۔"

اس محل نما عمارت کے اندر بڑے سے ہال میں اردن کے مسلمان اکابرین' اسرائیل کے اعلیٰ عہدے دار اور امریکی وزارت خارجہ کے بھی نمائندے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سیٹلائٹ کے ذریعے تمام دنیا کے ٹی وی اسکرین پر دیکھے جا رہے تھے۔ ثانی اور علی بھی ایک ٹی وی کے سامنے بیٹھے اردن' امریکا اور اسرائیل کے تمام اہم افراد کو دیکھ رہے تھے۔ وہاں مائیک اور اسپیکر کے ذریعے فون پر ہونے والی گفتگو سن رہے تھے۔ ثانی انہیں اسکرین پر دیکھ رہی تھی اور خیال خوانی کے ذریعے سربراہ ضیاء الاسلام کی ڈمی کے اندر پہنچی ہوئی تھی۔

ڈمی سربراہ نے فون بند کر دیا۔ وہ پندرہ منٹ کا راستہ طے کر چکا تھا۔ اب صرف پانچ منٹ رہ گئے تھے۔ ذرا سے فاصلے پر وہ عمارت نظر آ رہی تھی اور اس کے احاطے کا آہنی گیٹ کھلا ہوا تھا۔ لیکن وہ اس گیٹ کے قریب نہ پہنچ سکا۔ اچانک کار کے اندر زبردست دھماکا ہوا۔ وہاں پہلے ہی کسی نے ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے بلاسٹ ہونے والا بم چھپا کر رکھا تھا۔ دھماکا اتنا زبردست تھا کہ کار کے ساتھ ڈمی سربراہ کے بھی چیتھڑے اڑ گئے تھے۔

ثانی اور اعلیٰ ایک دم سے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ یہ کیا ہو گیا؟ وہ کار آہنی گیٹ کے قریب آ کر بم سے بلاسٹ ہوئی تھی اس لیے تمام ٹی وی اسکرین پر دیکھی جا رہی تھی۔ عمارت کے اندر بیٹھے ہوئے تینوں ممالک کے اکابرین میں سے کچھ تو حیرانی سے اچھل کر کھڑے ہو گئے تھے اور کچھ پر سکتہ سا طاری ہو گیا تھا۔ فوراً ہی یہ بات دماغ میں آ رہی تھی کہ سربراہ کے چیتھڑے اڑنے کے باعث اب ایم آئی ایم کے مجاہدین ان تمام اکابرین کے چیتھڑے اڑا دیں گے۔

ثانی نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ وہ ڈمی سربراہ کی ایسی دردناک ہلاکت کے بارے میں اصل سربراہ ضیاء الاسلام سے باتیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے دماغ میں پہنچتے ہی اس نے سانس روک لی۔ ثانی نے پھر اپنی سوچ کی لہروں کو اس کے اندر پہنچاتے ہوئے کہا "پلیز سانس نہ روکیں۔ میں سونیا ثانی بول رہی ہوں۔"

سربراہ نے کہا "ابھی چند منٹوں میں کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے اندر آتے رہے ہیں اور میں انہیں باہر نکالتا رہا ہوں۔ اس بھیڑ میں دوست اور دشمن کو پہچاننا ممکن نہیں ہے۔ میں فی الوقت معذرت چاہتا ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے پھر سانس روک لی۔ ثانی نے ٹی وی کی طرف دیکھتے ہوئے علی سے کہا "دشمن خیال خوانی کرنے والے بھی ضیاء الاسلام کے اندر آ کر تصدیق کر رہے ہیں کہ اصل سربراہ ہلاک ہو چکا ہے یا زندہ ہے؟ دشمنوں کو اپنے اندر آنے سے روکنے کے لیے وہ میری آمد پر بھی سانس روک رہا ہے۔"

علی نے کہا "اس کی احتیاطی تدبیر اپنی جگہ مناسب ہے۔ تم دشمنوں میں سے کسی کے اندر پہنچ کر معلومات حاصل کرو۔"

ثانی نے میرے پاس آ کر وہاں کے مختصر حالات بتائے پھر کہا "آپ جمیلہ رازی کے ساتھ عمان میں رہ کر یہاں کے اکابرین کے اندر پہنچے ہوئے تھے' مجھے شاہ کے پرسنل سیکریٹری کے اندر پہنچا دیں۔"

میں نے دوسرے ہی لمحے میں خیال خوانی کی پرواز کی اور پرسنل سیکریٹری کے اندر پہنچ گیا۔ ثانی میرے دماغ سے نکل کر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ سیکریٹری اس عمارت میں اسرائیل اور امریکی عہدے داران کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور ایک اسرائیلی نمائندے سے کہہ رہا تھا "آپ سب نے اس بات کی ضمانت دی تھی کہ دمشق کی طرح ہمارے اس شہر میں کوئی گڑبڑ نہیں ہوگی۔ ایم آئی ایم والے دوست بن کر آ رہے ہیں۔ مگر ہمارے ملک میں اس تنظیم کے سربراہ کی ہلاکت کی ذمے داری ہم پر ڈالی جائے گی۔"

اسرائیلی نمائندے نے کہا "ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔ ہمارے ایک خیال خوانی کرنے والے نے بم کے دھماکے میں ہلاک ہونے والے کی موت کی تصدیق کی تو پتا چلا کہ وہ سربراہ زندہ ہے اور ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی آمد پر سانس روک لیتا ہے۔ جو شخص سربراہ بن کر ہم سے فون پر باتیں کر رہا تھا اور اب ہلاک

ہوگیا ہے' وہ کوئی فریبی تھا۔"
ایسے وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ایک اسرائیلی نمائندے نے ریسیور اٹھایا' آواز آئی "میں ایم آئی ایم کا سربراہ بول رہا ہوں۔ زندہ سلامت ہوں۔ ابھی جو شخص ہلاک ہوا ہے' وہ ایک فریبی تھا۔ میں اپنے راستے سے اس کانٹے کو نکال کر ابھی آپ حضرات کے پاس آرہا ہوں۔"
ثانی نے اس اسرائیلی نمائندے کے اندر رہ کر سربراہ ضیاء الاسلام کی باتیں سنیں۔ پھر علی سے کہا "وہ اصلی سربراہ انہیں فون کے ذریعے بتارہا ہے کہ ہلاک ہونے والا ایک فراڈ تھا اور وہ اصلی سربراہ ابھی اس عمارت میں پہنچنے والا ہے۔"
علی نے کہا "کمال ہے۔ سربراہ ضیاء الاسلام نے تمہیں اس ہلاک ہونے والے کے دماغ میں پہنچا کر کہا تھا کہ وہ ڈمی سربراہ کو اس عمارت میں بھیج رہا ہے۔ تم اس عمارت میں پہنچنے کے لیے اس ڈمی کے دماغ میں تھیں۔ اسے ہلاک کردیا گیا اور اب ضیاء الاسلام اس اسرائیلی نمائندے سے کہہ رہا ہے کہ وہ ہلاک ہونے والا فریبی تھا جبکہ فریبی نہیں تھا۔"
"ہاں۔ وہ اپنے طور پر سوچ سمجھ کر چالیں چل رہا ہے اور ٹی وی کے ذریعے ساری دنیا کو ایک نیا تماشا دکھانے والا ہے۔"
انہوں نے اسکرین کی طرف دیکھا۔ ایک کار احاطے کے آہنی گیٹ سے داخل ہو کر اس محل نما عمارت کے پورچ میں آکر رکی۔ اس کا دروازہ کھلا۔ ایک شخص ایک بریف کیس لیے کار سے باہر آیا۔ پورچ سے اس عمارت کے کاریڈور تک مسلح فوجی کھڑے ہوئے تھے۔ وہ تنہا آیا تھا۔ کاریڈور سے گزرنے کے دوران ایکسرے مشین بتارہی تھی کہ اس نے لباس میں کچھ نہیں چھپایا ہے اور بریف کیس میں کاغذات اور ایک ویڈیو کیسٹ اور فلم وغیرہ رکھے ہوئے ہیں۔
ایک مسلح گائیڈ نے اس سربراہ کو بڑے شاندار ہال میں پہنچایا۔ وہاں تینوں ممالک کے اکابرین بیٹھے ہوئے تھے۔ اسے دیکھ کر استقبال کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا "میں نے ابھی فون پر اپنی آمد کی اطلاع دی تھی۔ لیکن ابھی تک میرا تعارف نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا یہ بتادوں کہ میں دہری شخصیت کا حامل ہوں۔ یعنی ایک عیسائی جوڈی نارمن بھی ہوں اور ایک مسلمان ضیاء الاسلام بھی ہوں اور مجھے ایم آئی ایم کا عارضی سربراہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔"
ایک اسرائیلی نمائندہ وہاں کے تمام اکابرین کا تعارف اس سے کرانے لگا۔ وہ سب مختلف صوفوں پر بیٹھ گئے۔ اردن کے ایک مسلمان عہدے دار نے پوچھا "یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ دہری شخصیت کے مالک کیوں ہیں؟ یہ بالکل نئی اور انوکھی بات ہے کہ آپ عیسائی بھی ہیں اور مسلمان بھی۔"
وہ بریف کیس کو سامنے میز پر رکھ کر بولا "میں چہرے بدل کر' نام بدل کر اور مذہب بدل کر دشمنوں کی بدلتی ہوئی چالوں کو اور چالاکیوں کو سمجھتا رہتا ہوں۔ اس طرح ایم آئی ایم کے دو نام اور دہرے مقاصد ہیں۔ اس وقت ہمیں ساری دنیا میں دیکھا جارہا ہے۔ پہلے ہم نے دنیا والوں کو بتایا کہ ایم آئی ایم کے معنی ہیں' مجاہدین اسلامک مشن' لیکن اس کے اصل دوسرے معنی ہیں' ماسٹر آف انٹرنیشنل مین کائنڈ۔ میں عالمی انسانیت کا ماسٹر ہوں' استاد ہوں یا ماہر ہوں۔ میں ایک انسان ہوں اور سب کو انسان دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی یہودی ہے تو اپنے معبد میں رہے' کوئی عیسائی ہے تو اپنے کلیسا میں جائے' کوئی ہندو ہے تو مندر میں پوجا کرے اور مسلمان ہے تو مسجد میں نماز پڑھے۔ اپنی اپنی عبادت گاہوں سے باہر نکل کر ہم سب کو انسان ہونا چاہیے اور ساری دنیا میں انسانی برادری اور محبت کو عام کرنا چاہیے۔"
امریکی' اسرائیلی اور اردنی اکابرین سب واہ واہ کرنے لگے۔
ایک یہودی عہدے دار نے کہا "آپ ایک عظیم انسان ہیں' آپ تمام مذاہب کے ماننے والوں کو محبت کے ایک پلیٹ فارم پر لانا چاہتے ہیں۔ ہم سب آپ کو سلام کرتے ہیں۔"
ایک امریکی نمائندے نے کہا "آپ نے پہلے خود کو جوڈی نارمن کہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ امریکی ہیں اور آپ نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا ہے۔"
"بے شک میں وہی ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ عیسائی' یہودی اور مسلمان سب آپس میں دوست ہوں۔ میں نے ایم آئی ایم (ماسٹر آف انٹرنیشنل مین کائنڈ) کے مقاصد کو پورا کرنے سے پہلے یہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے والے اور فرہاد کے تمام فیملی ممبر میرے راستے کی دیوار بنیں گے۔ اسی لیے میں نے ایم آئی ایم کے معنی مجاہدین اسلامک مشن ظاہر کیے اور اپنے تمام کارکنوں کو مجاہدین کے نام سے مشہور کیا۔"
وہاں کے تمام اکابرین بڑی توجہ اور دلچسپی سے سن رہے تھے۔
اس نے کہا "میں نے اپنے کارکنوں سے امریکی طیارے کو اغوا کرایا اور اس سے پہلے اغوا کرنے والے کارکنوں پر تنویمی عمل کرکے ان کے ذہنوں میں یہ نقش کردیا کہ وہ مسلمان مجاہدین ہیں۔ اس طرح فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کارکنوں کے دماغوں میں رہ کر انہیں مجاہدین سمجھ کر ان کی مدد کرتے رہے۔ میں پوری طرح فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اعتماد حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے لیے دمشق میں اپنی جگہ ہڈیوں کے ایک ڈھانچے کو آپ حضرات کے پاس بھیجا۔ آپ لوگوں کو دنیا والوں کے سامنے دشمن بنایا لیکن نیک مقاصد کے لیے بنایا۔ وہاں جو ویڈیو فلم تیار کی گئی' وہ اس وقت میرے بریف کیس میں ہے۔"
اردن کے ایک مسلمان عہدے دار نے کہا "آپ واقعی باکمال ہیں۔ لیکن آپ کو یہ اندیشہ نہیں ہے کہ فرہاد اور اس کے تمام فیملی ممبر اسکرین پر ہمیں دیکھ رہے ہوں گے اور اپنے خلاف آپ کی باتیں سن رہے ہوں گے۔"
"میں اپنی باتیں آپ کو اور صرف دنیا والوں کو نہیں' بلکہ فرہاد اور اس کی تمام فیملی کو سنارہا ہوں۔ وہ اب مجھ سے دشمنی نہیں کرسکیں گے۔ میں انہیں بھی اپنا اور آپ سب کا دوست بنانا چاہتا ہوں۔"
ایک یہودی عہدے دار نے کہا "ہم فرہاد جیسے مسلمانوں کو انتہا پسند کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اسلامی قوانین اور اصولوں سے ہٹ کر کم از کم ہم یہودیوں سے کبھی دوستی نہیں کریں گے۔"
"کریں گے' میں نے فرہاد کے غبارے سے ہوا نکال دی ہے۔ ان لمحات میں اس کا جان سے عزیز بیٹا علی تیمور اور خیال خوانی کرنے والی سونیا ثانی اسلام آباد کے جس مکان میں بیٹھے ہیں اس مکان کے ہر کمرے اور ہر گوشے میں ریموٹ کنٹرولر سے بلاسٹ ہونے والے بموں کا جال سا بچھا ہوا ہے۔"
وہاں بیٹھے ہوئے تمام اکابرین کے چہرے خوشی سے کھل گئے۔
جوڈی نارمن نے کہا "اگر فرہاد یا اس کے کسی خیال خوانی کرنے والے نے ہماری انسانیت کو نہیں سمجھا اور کوئی چال چلنے کی کوشش کی تو وہ سونیا ثانی اور علی تیمور کی موت کا سبب بنیں گے۔ اور یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ فرہاد اپنے بیٹے اور ہونے والی بہو سے محروم نہیں ہونا چاہے گا۔"
ایک نے کہا "ماسٹر آئی ایم! آپ نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ فرہاد جیسے مسلمانوں کی انتہا پسندی ختم کرنے اور انہیں صحیح طور سے انسان بنانے کا یہی ایک راستہ رہ گیا تھا۔"
نارمن نے کہا "آپ حضرات جانتے ہیں کہ پاکستانی حکمران بھی ہمارے ہم خیال ہیں۔ وہ بھی عالمی انسانی برادری کے ناتے اسرائیل کو تسلیم کرنا چاہتے ہیں لیکن فرہاد کی طرح پاکستانی علما اور مذہبی جماعتیں رکاوٹیں بنی ہوئی ہیں۔ ثانی اور علی نے وہاں کے حکمرانوں کے اہم راز اور دیگر اہم دستاویزات کو چرایا تھا تاکہ انہیں بلیک میل کرسکیں اور انہیں ہمارا ہم خیال بننے سے باز رکھ سکیں۔ لیکن میں نے بڑی حکمت عملی سے ان دونوں کو بے وقوف بنا کر وہ تمام دستاویزات حاصل کرلی ہیں اور وہ سب اسی بریف کیس میں ہیں۔"
تمام اکابرین خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ ایک ملازم شراب کی ٹرالی لے کر آیا۔ ٹرالی کے اوپری حصے پر شراب کی بھری ہوئی بوتلیں اور خالی گلاس تھے۔ اس کے نچلے حصے میں بھنے ہوئے گوشت کی ڈشیں رکھی ہوئی تھیں۔ جو کامیابیاں حاصل کی گئی تھیں' ان کی خوشی میں اب پینے اور موج منانے کا وقت آگیا تھا۔
ملازم نے ٹرالی کو ان تمام اکابرین کے درمیان لا کر روک دیا۔ جھک کر نچلے حصے سے گوشت کی تمام ڈشوں سے ڈھکن ہٹادیئے۔ پھر ادب سے جھکتا ہوا ذرا پیچھے جاکر کھڑا ہوگیا۔ شاہ کے پرسنل سیکریٹری نے کہا "میں ماسٹر آف آئی ایم کے لیے پہلا ڈرنک بنا کر پیش کروں گا۔"
وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹرالی کے قریب آیا پھر ٹھٹک گیا' حیرانی سے بولا "ان ڈشوں میں گوشت نہیں ہے۔ اس میں تو.... اس میں تو...."
ملازم نے اپنے لباس سے ایک ریموٹ کنٹرولر نکال کر دکھاتے ہوئے کہا "ان تمام ڈشوں میں اتنے طاقتور بم رکھے ہوئے ہیں کہ ایک بٹن دباتے ہی تم سب کے ساتھ یہاں کے در و دیوار ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔ اور تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ میری انگلی اس کنٹرولر کے بٹن پر ہے۔"
سب کے چہرے زرد پڑگئے۔ کچھ لرزنے لگے' کچھ دہشت زدہ نظروں سے اس ملازم کو دیکھنے لگے۔ ایک نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے پوچھا "تم کون ہو؟"
وہ بولا "میں ہوں اصل سربراہ۔ یہ ایم آئی ایم کوئی جھوٹ یا مذاق نہیں ہے۔ مجاہدین اسلامک مشن ایک حقیقت ہے اور اس کا سربراہ تمہارے سامنے کھڑا ہوا ہے۔"
سونیا ثانی نے ٹی وی اسکرین کی طرف گھونسا دکھاتے ہوئے کہا "آگیا شیطان...."
میں داستان گو فرہاد علی تیمور ابھی کچھ نہیں کہوں گا۔ میرے قارئین اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ ثانی کس شیطان کو محبت سے شیطان کہا کرتی ہے۔

وہ جشن کا سماں بڑا ہی قابلِ دید ہوتا ہے۔ جب بہت بڑی غیر متوقع کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ چوہا اگر شیر کا گلا دبوچ کر مار ڈالے تو یہ اس کا حق بنتا ہے کہ اس دلیری اور کامیابی کی مسرتوں میں وہ دنیا والوں کے سروں پر ناچنا کودنا شروع کردے۔

یہ ایک غیر معمولی کامیابی تھی کہ جوڈی نارمن ایم آئی ایم کا سربراہ بن کر سونیا ثانی اور علی کو بے وقوف بنا کر پاکستانی حکمرانوں کو مجرم سیاستدان بنانے والی دستاویزات بڑی چالاکی سے لے آیا تھا۔ ان دستاویزات کے ہاتھ آنے کے بعد آئندہ پاکستانی حکمران یا اپوزیشن پارٹی والے سب ہی امریکا اور اسرائیل کے زیر اثر رہتے۔

جوڈی نارمن کی دوسری کامیابی یہ تھی کہ جب پہلی بار ایم آئی ایم کا سربراہ ڈھانچا بن کر آیا تھا اور امریکا' اسرائیل اور چند اسلامی ممالک کے خلاف ایک مکمل وڈیو کیسٹ تیار کرکے لے گیا تھا۔ وہ کیسٹ بھی جوڈی نارمن واپس لے آیا تھا۔

اور تیسری اہم اور بنیادی کامیابی یہ تھی کہ جوڈی نارمن عیسائی تھا اور امریکی باشندہ تھا۔ بالکل اپنا آدمی تھا' اسے تو پوری قوم سر پر بٹھانے والی تھی۔ فی الوقت عمان کی اس عمارت میں جشن منانے کے لئے شباب' شراب اور کباب ہی تھے۔ ایک بڑی سی ٹرالی میں قیمتی شراب کی بوتلیں اور خالی نازک سے جام تھے۔ ٹرالی کے نچلے حصے میں بھنے ہوئے گوشت وغیرہ کی ڈشیں تھیں' شراب پلانے کے لئے حسین ترین عورتیں ساقی بننے آرہی تھیں اور وہ عیش و عشرت کے سامان سے بھری ٹرالی ایک ملازم لے کر آیا تھا۔

ایسے میں شاہ کے پرسنل سیکریٹری نے کہا "مسٹر جوڈی نارمن نے جو کارنامہ انجام دیا ہے اس کی خوشی میں پہلا پیگ میں بنا کر پیش کروں گا کیونکہ میں اس ملک میں ان کا میزبان ہوں۔"

وہ آگے بڑھ کر ٹرالی کے پاس آیا۔ ایک بوتل اٹھانے کے لئے ٹرالی پر جھکا تو ایک دم سے ٹھٹک گیا۔ ٹرالی کے دوسرے حصے میں جہاں گوشت کی ڈشیں رکھی ہوئی تھیں وہاں کی چند ڈشوں کے ڈھکن کھلے ہوئے تھے اور صاف نظر آرہا تھا کہ ان ڈشوں میں گوشت نہیں بلکہ جدید ساخت کے بم رکھے ہوئے ہیں۔ وہ ایک دم سے گھبرا کر پیچھے ہٹا پھر بولا "اس میں تو ایک نہیں کئی بم رکھے ہوئے ہیں۔"

ٹرالی لانے والے ملازم نے اپنے لباس میں سے ایک ریموٹ کنٹرولر نکال کر کہا "ان تمام بموں کا کنٹرولر میرے ہاتھ میں ہے اور اس بٹن پر میری انگلی ہے' جسے دباتے ہی صرف یہاں نہیں' اس عمارت کے باہر دور تک دھماکوں سے عمارتیں لرزتی رہیں گی۔ ہمارا تمہارا تو قیمہ بھی نہیں ملے گا۔"

وہ سب خوف سے لرزنے لگے۔ کتنے ہی کراہنے لگے۔ اپنی جوانی کے تحائف پیش کرنے والی عورتیں چیخنے اور رونے لگیں۔ ملازم نے کہا "اپنی جگہ سے اٹھنے یا ذرا بھی ہلنے والے کا انجام تنا عبرت ناک نہیں ہوگا' ایک ہلے گا تو سب فنا ہو جائیں گے۔"

سونیا ثانی اور علی اپنی رہائش گاہ میں بیٹھے ٹی وی اسکرین پر یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ ثانی نے اسکرین کی سمت گھونسا دکھاتے ہوئے کہا "آگیا شیطان۔"

اور صرف ثانی ہی ایک ایسی تھی جو بے انتہا محبت سے پارس کو شیطان کہتی تھی اور وہ شیطان ایک ملازم کے روپ میں ریموٹ کنٹرول لئے امریکا' اسرائیل اور چند اسلامی ممالک کی سازشوں کو کنٹرول کررہا تھا۔

اس داستان کو ترتیب سے بیان کرنے کے لئے لازمی ہے کہ پہلے جوڈی نارمن کے فراڈ کو پھر پارس کی آمد کے واقعات کو بیان کردیا جائے۔

○☆○

یہ ان دنوں کی بات ہے جب پہلے پہل امریکا میں ٹرانسفارمر مشین بنائی گئی تھی اور تجربات کے طور پر نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے جارہے تھے۔ انہیں حتی الامکان بڑی زبردست ٹریننگ دی گئی۔ خیال تھا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی مختصر سی فوج کے ذریعے امریکا پوری دنیا پر چھا جائے گا' ان دنوں روس بھی سپر پاور کہلاتا تھا۔ سپر ماسٹر کی خواہش تھی کہ صرف اس کا ملک تمام دنیا پر حاوی رہے اور تمام دنیا معاشی' سیاسی اور مالی اعتبار سے اس کے سامنے پابہ زنجیر رہا کرے۔

سپر ماسٹر کی یہ خواہش تو پوری ہو رہی ہے۔ روس رفتہ رفتہ سپر سے صفر بنتا جارہا ہے لیکن روس کے زوال میں کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کا کمال نہیں ہے۔ یہ گردشِ حالات ہیں کہ کچھ روس کے تکبر اور غلط پالیسیوں نے اور کچھ امریکا کی سیاسی حکمتِ عملی نے اس کا بیڑا غرق کردیا ہے۔ یہاں اس ذکر کا مقصد تمام مسلمانوں کو یہ یاد دلانا ہے کہ امریکا نے روس کو منہ کے بل گرانے کے لئے پاکستانی مسلمانوں اور افغانی حریت پسندوں کے کاندھوں پر بندوقیں رکھ کر چلائی تھیں۔ حالاتِ حاضرہ کا بغور مطالعہ اور مشاہدہ کیا جائے تو یہ دہشت کھلی ہوئی کتاب کی طرح سامنے آئے گی کہ امریکا اور اسرائیل اپنی حکمتِ عملی کے مطابق زیادہ سے زیادہ اسلامی ممالک کے حواس پر چھا کر اپنی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑ رہے ہیں۔

یہ داستان اسی نہج پر چل رہی ہے کہ ہماری دنیا میں مسلمانوں کا کردار کیا ہے؟ وہ اپنے اعمال سے عروج کی طرف جارہے ہیں یا زوال کی طرف؟ اگر سفر زوال کی طرف ہے تو کیا تمام مسلمانانِ عالم کو اپنی کم فہمی یا غفلت کا احساس نہیں ہورہا ہے؟ اگر آٹے میں نمک کے برابر مسلمان باشعور' باایمان اور انقلابی ہیں تو اللہ کرے ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔

بہرحال ان دنوں ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے خاصی تعداد میں امریکی باصلاحیت افراد کو ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا جارہا تھا۔ ان میں

جوڈی نارمن' جورا جوری' تیتو سنتانا' مارٹن رسل' شلپا اور مرینا ڈی فونزا جیسی اور بے شمار ہستیاں تھیں۔ ان میں مرینا سب سے زیادہ چالاک اور تیز طرار تھی۔ اپنے ملک امریکا کی وفادار تھی لیکن سپر ماسٹر وغیرہ سے بغاوت کرکے صرف اپنے مقاصد کے مطابق کام کرتی تھی۔ اس نے مجھے اور بابا صاحب کے ادارے کو بھی بارہا نقصان پہنچانے کی ناکام کوششیں کیں۔ پارس کو بھی کئی ہتھکنڈوں سے ٹریپ کرنا چاہا۔ آخر آج کل شکست خوردہ انداز میں ایک عام سی گھریلو زندگی گزار رہی ہے۔

مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والے کبھی حالات کے تحت واضح طور پر فنا ہوتے رہے اور کبھی گوشۂ گمنامی میں ایسے گئے کہ پھر اب تک ان کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ میں ایسے ہی ایک گمنام رہ جانے والے شخص کو پیش کررہا ہوں۔

اس کا نام وارنر ہیگ تھا۔ وہ اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے دوست کے ساتھ فرار ہوا تھا۔ وہ دونوں سپر ماسٹر اور امریکی افواج کے اعلیٰ افسران کی پابندیوں سے نجات حاصل کرکے آزاد زندگی گزارنا چاہتے تھے۔ وہ دونوں امریکا سے فرار ہو کر لندن پہنچے' وہاں سے لبنان کی طرف آتے وقت ایک دوسرے سے بچھڑ گئے۔ ان میں سے جو ساتھی بچھڑنے کے بعد اسرائیل پہنچا' وہ وہاں قیدی بن کر رہ گیا۔ یہودیوں کے لئے اپنے ٹیلی پیتھی کے علم کو استعمال کرتا رہا پھر ایک دن موت کی آغوش میں چلا گیا۔ دوسرا شخص وارنر ہیگ نسبتاً ذہین تھا۔ اس نے اپنے ٹیلی پیتھی کے علم کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔ کبھی بہت زیادہ ضرورت پیش آئی تو خیال خوانی کرلیتا تھا ورنہ ایک عام سا شخص بنا رہتا تھا۔

اس نے کسی بڑے ملک یا بڑے شہر کا انتخاب نہیں کیا۔ اسرائیل کے مغرب اور لبنان کے جنوب ایک چھوٹا سا جزیرہ پوٹویا ہے۔ اس نے وہاں جا کر پناہ لی اور بڑی حد تک محفوظ رہنے لگا۔ دشمن اسے تلاش کرتے کرتے مایوس ہوگئے اور یہ سمجھ لیا کہ وہ کہیں مر کھپ گیا ہے۔

جزیرے کی آبادی کم ہوتی ہے۔ وہاں لوگ ایک دوسرے کو دور سے پہچان لیا کرتے ہیں۔ اس نے وہاں کے لوگوں کو احساس نہیں ہونے دیا اور بہت ہی چپکے چپکے خیال خوانی کے ذریعے اپنے لئے جگہ بناتا رہا اور وہاں کے لوگ اسے دل سے اپنا مانتے رہے۔

جہاں تک دماغ پر اثر کرنے یا اس پر قبضہ جمانے والی بات ہے تو ایسی دماغی قلابازیوں کی یہ داستان چل ہی رہی ہے لیکن دل پر اثر کرنے کے لئے کسی ٹیلی پیتھی یا جادو ٹونے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ وارنر ہیگ نے جب پہلی بار حمائلہ کو دیکھا تو جیسے ٹیلی پیتھی بھول گیا۔ وہ بستی کی اس گلی میں اس کی پڑوسن تھی۔ وہ حسینۂ عالم نہیں تھی۔ کسی کے دل میں سما جانے کے لئے حسین ترین ہونا نہیں' بلکہ دل نشین ہونا ضروری ہے۔ وہ بڑی ہی دل نشین تھی۔ پہلی ہی نظر میں دل کے اندر بیٹھ جاتی تھی۔ کوئی چیز اپنی قیمت رکھتی ہو تو اسے لوٹنے والے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کچھ اوباش قسم کے لوگوں نے اسے حاصل کرنا چاہا لیکن وارنر ہیگ نے بظاہر اپنی جسمانی قوت سے اور بہ باطن ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان بدمعاشوں کو اس سے دور رہنے پر مجبور کردیا۔ اس طرح وہ اور حمائلہ ذہنی اور دلی طور پر ایک دوسرے کے قریب آگئے۔ لیکن مذہبی اعتبار سے دونوں میں فاصلہ تھا۔ وہ مسلمان تھی اور یہ عیسائی۔ دونوں ایک دوسرے کو دور سے دیکھتے تھے' چاہتے تھے لیکن حمائلہ کبھی اسے انگلی پکڑنے کا موقع بھی نہیں دیتی تھی۔ اس جزیرے میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تھی۔ وارنر ہیگ ان کے رسم و رواج اور زندگی گزارنے کے طور طریقے دیکھتا تھا۔ کچھ یہ باتیں اسے متاثر کرتی تھیں کچھ حمائلہ کا جادو سر چڑھ کر بولتا رہتا تھا۔

مجھے اس بات کا علم تھا کہ وارنر ہیگ نے اس جزیرے میں پناہ لی ہے اور میں حمائلہ کے دل کا حال بھی جانتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ دونوں ہی کچے دھاگے سے بندھے آئیں گے لیکن دونوں میں سے کسی ایک کو' دوسرے کا مذہب قبول کرکے ازدواجی زندگی کی ابتدا کرنی ہوگی۔

حمائلہ اپنے دین سے پھرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتی تھی۔ اس کی بستی' اس کا معاشرہ اسلامی تھا جبکہ وارنر ہیگ جوانی میں وہاں آکر اس اسلامی معاشرے سے متاثر ہوتا جارہا تھا۔ آخر اس نے دل سے اسلام قبول کرلیا۔ حمائلہ کو اپنا شریک حیات بنالیا۔ ایسے ہی وقت دشمنوں کو سراغ مل گیا تھا کہ وارنر ہیگ نے جزیرہ پوٹویا میں پناہ لی ہے۔

میں نے انہیں کسی کے ہاتھ لگنے نہیں دیا۔ ان دونوں کو جزیرے سے بخیریت نکال کر پہلے لبنان اور پھر انقرہ پہنچادیا۔ وہاں وہ دونوں ایک محفوظ جگہ پہنچ گئے تھے۔ اس لئے میں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ مجھے بابا صاحب کے ادارے سے ہدایت کی گئی کہ میں ان دونوں سے آئندہ کوئی رابطہ نہ رکھوں۔ یہی وجہ ہے کہ میری داستان میں ان دونوں کا ذکر کبھی نہیں آیا تھا۔

اب ان کا ذکر لازمی ہوگیا ہے۔ وہ انقرہ میں فرانسیسی سفیر کی نگرانی میں تھے لیکن کسی پر مستقل بوجھ نہیں بننا چاہتے تھے۔ ایک دن وہاں سے استنبول کی طرف روانہ ہوگئے۔ ان کے پاس سفر کے لئے ایک گاڑی' کچھ کھانے پینے اور پہننے کا سامان تھا۔ وارنر ہیگ کا نام اب ذاکر علی ہوگیا تھا۔ اس نے کہا "حمائلہ! ہمارے پاس جینے کا کچھ سامان نہیں ہے مگر بہت کچھ ہے۔ میں محنت مزدوری کروں تو روکھی سوکھی مل جایا کرے گی اور ٹیلی پیتھی سے کام لوں تو دنیا کی ساری دولت ہمارے قدموں میں ہوگی۔ تم کیا چاہتی ہو؟"

وہ بولی "ہمارے دین میں قناعت پسندی کی تاکید کی گئی ہے۔ اپنے علم' اپنی قابلیت اور محنت کے مطابق جو ملتا ہے اس پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے۔"

"لیکن میرے پاس تو ایسا علم ہے جس کے پیش نظر قناعت

پسندی والی بات ہی نہیں رہ جاتی ہے‘ میں اپنے علم پر جتنا بھی خدا کا شکر ادا کروں وہ کم ہے۔"

"تم اپنے علم کو خلق خدا کی بھلائی کے لئے بھی استعمال کرسکتے ہو اور اس ٹیلی پیتھی کو شیطانی راہوں پر بھی لگا سکتے ہو۔"

وہ بولا "خدا نہ کرے ہمیں کبھی شیطان گمراہ کرے۔ ہم استنبول پہنچ کر کوئی چھوٹا موٹا سا مکان کرائے پر لیں گے۔ عام انسانوں کی طرح معمولی سی زندگی گزارتے ہوئے کسی ایک راہ کا تعین کریں گے جس پر چلنے سے خدا کی خوشنودی حاصل ہو۔"

وہ دونوں ترکی کے بڑے شہر استنبول پہنچ گئے۔ استنبول شہر دو حصوں میں منقسم ہے۔ اس کا ایک حصہ مشرقی یورپ میں ہے اور دوسرا حصہ ایشیا میں ہے۔ دونوں کے درمیان دریائے باسفورس کی سنہری لہریں بہتی رہتی ہیں۔

شہر استنبول میں مشرق کی شرم و حیا اور مغرب کی بے حیائیاں دونوں ہی دیکھنے میں آتی ہیں۔ اسکرٹ پہنے اپنے مردوں سے بغلگیر ہونے والی آزاد عورتیں بھی ہیں اور برقع چادر میں محفوظ کی ہوئی مشرقی تہذیب بھی ہے۔ یہاں حد نظر تک مسجدوں کے گنبد اور بلند و بالا مینار دور تک دکھائی دیں گے۔ دنیا کے بدترین جواری‘ نوسرباز اور اسمگلرز کے علاوہ دین دار مسلمان کثرت سے نظر آتے ہیں۔ اذان ہوتے ہی نمازیوں کا ہجوم مسجدوں کا رخ کرتا ہے۔ مسجد سلیمانیہ اور مسجد احمد جیسی بے شمار مسجدوں میں کئی علوم کے کالج‘ یونیورسٹی‘ لنگر خانے اور طلبہ کے ہوسٹل وغیرہ ہیں۔ حمائلہ اور ذاکر علی (دارنزہیک) نے "تقسیم" کے علاقے میں قیام کیا پھر سب سے پہلے ترکی زبان کی تعلیم حاصل کی۔

اگرچہ مغربی استنبول کے راستے سے مغربی تہذیب نے پوری طرح ترکی پر اثر انداز ہونا چاہا لیکن آج نوّے فیصد لوگ مسلمان ہیں اور ایسے محب وطن ہیں کہ صرف اپنی ترکی زبان بولتے ہیں۔ وہاں جانے والے سیاحوں کو گفت و شنید کے لئے ایسے گائیڈ کی خدمات حاصل کرنی پڑتی ہیں جو انگریزی اور ترکی بھی جانتا ہو۔ اسی لئے حمائلہ اور ذاکر علی نے کئی ماہ کی محنت کے بعد ترکی زبان پر بڑی حد تک قدرت حاصل کرلی۔

ذاکر علی ملکی اور غیر ملکی اخبارات پڑھا کرتا تھا اور یہ پڑھ کر کڑھتا رہتا تھا اور حمائلہ کو بتاتا رہتا تھا کہ دنیا کے مسلمان کس طرح اپنی خوبیوں اور صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے بجائے ذلت کے اندھیروں کی طرف بڑھتے جارہے ہیں۔

وہ کہتی تھی "ہمیں اپنے دین کے لئے‘ اپنی قوم کے لئے کچھ کرنا چاہئے؟"

"مگر کیا کرنا چاہئے؟ فرہاد بھائی جان ٹیلی پیتھی کے ماسٹر ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے کی دھاک یہاں سے امریکا تک بیٹھی ہے۔ قاہرہ یونیورسٹی الازہر کے معیار اور علمیت کا ساری دنیا میں چرچا ہے۔ کتنے ہی مجاہدین سر پر کفن باندھ کر کفر سے مقابلہ کرتے ہیں لیکن شیطانی چالیں ازل سے جاری ہیں‘ ان کا مکمل طور پر توڑ نہیں ہوتا۔"

"ایمان اور کفر کی جنگ تاقیامت جاری رہے گی۔ ہم کفر کو نابود نہیں کرسکتے لیکن جھکا تو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی برتری قائم تو رکھ سکتے ہیں؟"

وہ دونوں ایک رات فری اسٹائل کشتیاں دیکھنے ایک اسٹیڈیم میں گئے‘ وہاں لوگوں کا ہجوم تھا۔ دو پہلوان رنگ میں کھڑے ہوئے تھے اور اناؤنسر حاضرین سے ان کا تعارف کرا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کشتی جیتنے والے پہلوان کو دس ہزار ڈالر دیئے جائیں گے۔ یہ کشتی کی ابتدا ہے‘ آگے چل کر جو پہلوان جیتتا جائے گا اس کے انعام کی رقم بڑھتی جائے گی اور وہ پانچ لاکھ ڈالر تک حاصل کرسکے گا۔

کشتی شروع ہونے والی تھی۔ اس سے پہلے ہی ریسلنگ بورڈ کے ڈائریکٹر نے اعلان کیا کہ یہ کشتی روک دی جائے۔ ابھی معائنہ کرنے والے ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ جواد خیری نام کا جو پہلوان مقابلے کے لئے رنگ میں کھڑا ہوا ہے اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے۔ وہ بھوکا ہے۔ دو روٹیاں حاصل کرنے کے لئے لڑنے آیا ہے مگر اپنے مقابل کا ایک ہاتھ کھاتے ہی بے ہوش ہوجائے گا یا مرجائے گا۔ یہ اعلان سنتے ہی تمام اسٹیڈیم میں کھلبلی سی پیدا ہوگئی۔ تماشائی ایک دوسرے سے چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ رنگ میں کھڑے ہوئے دوسرے پہلوان نے مائیک ہاتھ میں لے کر ہنستے ہوئے کہا "یہ بے وقوف! کشتی کو مذاق سمجھ کر میرے مقابلے پر آیا ہے جبکہ یہ جانتا ہے کہ میں ایک چیمپئن ہوں۔"

حمائلہ نے ہمدردی سے پہلوان جواد خیری کو دیکھ کر کہا "ذاکر! یہ پہلوان کیسی حماقت کررہا ہے۔ دو روٹیوں کے لئے لڑنے آیا ہے۔"

ذاکر علی نے کہا "یہ تو بھوک کی خاطر لڑنے آیا ہے۔ بہت سے لوگ تو بھوک سے مجبور ہوکر کہیں مرنے چلے جاتے ہیں۔"

کتنے ہی تماشائی رنگ کی طرف سکے اور کرنسی نوٹ اچھال رہے تھے اور کہہ رہے تھے "واہ‘ بھیک مانگنے کا خوب نرالا ڈھنگ نکالا ہے۔ ہماری ہمدردیاں حاصل کررہا ہے۔ لو اٹھاؤ یہ سکے اور جاکر روٹیاں کھاؤ۔"

اس بات پر بہت سے لوگ قہقہے لگا رہے تھے۔ جواد خیری نے ریفری کے ہاتھ سے مائیک لے کر ایک ہاتھ اٹھایا۔ لوگوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر کہا "آپ سب تماشا دیکھنے والے بڑے مہربان ہیں‘ مجھے روٹی کھانے کے لئے بھیک دے رہے ہیں اور یہ بھول رہے ہیں کہ یہاں سے باہر سڑکوں کے کنارے بھی بھیک مل جاتی ہے اس لئے میں یہاں بھیک مانگنے نہیں آیا ہوں۔"

ذاکر علی اس پہلوان جواد خیری کے اندر پہنچ گیا۔ وہ کہہ رہا تھا "میں یہاں بھیک مانگنے نہیں‘ دس ہزار ڈالر لینے آیا ہوں اس۔

ریسلنگ بورڈ کے ممبران اور ڈائریکٹر سے کہتا ہوں کہ مجھے مقابلہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ اگر میرا مقابل مجھے ایک ہاتھ میں مار دے گا تو میں ہار مان کر چلا جاؤں گا۔"

ایک بھوکے کو بھلا ایک ہاتھ مارنا کون سی بڑی بات تھی۔ اس لئے ریسلنگ بورڈ نے اجازت دے دی۔ مقابلہ شروع ہوگیا۔ دونوں ایک دوسرے کے سامنے آئے۔ اس وقت ایک بچہ بھی جانتا تھا کہ مقابلہ آسان ہے۔ ابھی وہ بھوکا مار کھا کر بھاگے گا۔ یہی مقابل نے بھی سوچا۔ اس نے ایک ہاتھ مارنا چاہا مگر ہاتھ خالی گیا۔ اس نے دوسرا ہاتھ مارا‘ وہ بھی خالی گیا۔ جواد خیری ہلکا سا ڈاج دے کر بچ رہا تھا۔ مقابل نے چالاکی دکھائی۔ تیسرا ہاتھ مارنے کا صرف بہانہ کیا مگر اس پر چھلانگ لگادی تاکہ دبوچ کر اس بھوکے کا کچومر نکال دے لیکن چھلانگ لگاتے ہی وہ جواد کے دونوں ہاتھوں میں آگیا۔ جواد نے چشم زدن میں اسے اپنے سر پر سے اچھال کر رنگ کے باہر پھینک دیا۔

یہ ایسی طاقت کا مظاہرہ تھا کہ چاروں طرف سے تالیوں کا شور برپا ہونا چاہئے تھا لیکن پورے اسٹیڈیم میں خاموشی چھاگئی تھی۔ سب ہی کو آنکھوں سے دیکھ کر یقین نہیں آرہا تھا کہ ایک بھوکے نے چار من کے پہلوان کو رنگ کے باہر پھینک دیا ہے۔

باہر اونچائی سے گرنے کے بعد بڑی سخت چوٹیں آتی ہیں۔ مقابل کی ہڈیاں دکھ رہی تھیں مگر اپنا بھرم قائم رکھنے کے لئے وہ بڑی مشکلوں سے اٹھ کر لڑکھڑاتا ہوا رنگ کے اندر آیا۔ آتے ہی جواد نے فلائنگ کک ماری‘ وہ دوسری بار رنگ کے رسّوں کے درمیان سے گزر کر باہر جا پڑا۔ ریفری نے گنتی کی۔ گنتی پوری ہونے کے بعد بھی وہ زمین سے اٹھ نہ سکا۔ ریفری نے جواد کا ہاتھ اٹھا کر اس کی جیت کا اعلان کردیا۔ چاروں طرف تالیوں کا شور گونجنے لگا۔ جواد نے مائیک ہاتھ میں لے کر کہا "بے شک میں بھوکا ہوں مگر بھکاری نہیں ہوں۔ ابھی ایک برگر کھالوں گا تو بھوک ختم ہوجائے گی لیکن میں یہ سن کر آیا ہوں کہ آخری مقابلے تک پانچ لاکھ ڈالر ملیں گے۔ میں وہ رقم حاصل کرنے آیا ہوں۔"

ایک جوان لڑکی دوڑتی ہوئی آئی۔ اس نے برگر کا ایک پیکٹ اور پانی کا تھرماس دیا۔ وہ کھاتے ہوئے بولا "جمناسٹک ہال اور گرین روم میں جتنے پہلوان مقابلے کے منتظر ہیں‘ میں ان سب سے کہتا ہوں کہ وہ صرف ایک بار پانچ لاکھ ڈالر کی شرط لگا کر میرے مقابلے میں پانچوں ایک ساتھ آجائیں۔ میں اپنا اور ان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔"

اس کے ایسے چیلنج پر ریسلنگ بورڈ والوں کو اعتراض ہوسکتا تھا لیکن اسٹیڈیم کے تمام تماشائی اس کی تائید میں کہنے لگے کہ ایسا مقابلہ ہونا چاہئے۔ وہ سب ایک جواد خیری کو پانچ پہلوانوں سے لڑتے دیکھنا چاہتے تھے پھر ایسے وقت پانچوں پہلوان بھی جواد کے چیلنج کا جواب دینے آگئے۔

ان کے آنے پر فیصلہ یہ ہوا کہ ایک ایک پہلوان باری باری رنگ کے اندر مقابلہ کرنے جائے گا پھر ایک کے چت ہونے کے بعد دوسرا مقابلے پر آئے گا۔ اس فیصلے کو تسلیم کرنے کے بعد کشتی شروع ہوگئی۔ ذاکر علی‘ جواد کے خیالات پڑھ چکا تھا۔ یہ معلوم کرچکا تھا کہ جواد خیری طاقتور نہیں ہے بلکہ بڑی حاضر دماغی سے دشمنوں کے خلاف طرح طرح کے داؤ پیچ استعمال کرتا ہے۔

اور وہاں یہی تماشا ہو رہا تھا۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اس کے مقابلے میں بری طرح پٹ رہا تھا۔ جب چوتھے پہلوان کی بھی اچھی طرح پٹائی ہوگئی تو کشتی کے اصولوں کے خلاف وہ پانچوں اس پر پل پڑے۔

ایسے وقت جواد نے ذرا مار کھائی مگر ان کی بھی پٹائی کرتا رہا۔ ذاکر علی نے بھی مدد کی۔ اپنی جگہ خاموشی سے بیٹھ کر ایک ایک پہلوان کے دماغ میں گھس کر انہیں وہاں سے بھاگنے پر مجبور کرتا رہا۔ ان کے بھاگنے پر تمام تماشائی تالیاں بجانے اور خوش ہوکر شور مچانے لگے۔

ریسلنگ بورڈ کے ڈائریکٹر نے رنگ میں آکر مائیک کے ذریعے کہا "لیڈیز اینڈ جنٹلمین! آج کا مقابلہ اگرچہ مختصر سا ہوا مگر بڑا ہی دلچسپ ہوا۔ مسٹر جواد خیری نے حیرت انگیز فن پہلوانی کا مظاہرہ کیا۔ یہ پہلے مقابلے کے دس ہزار ڈالر اور دوسرے پانچ مقابلوں کے پانچ لاکھ ڈالر کے حقدار ہیں۔ میں آپ سب کے سامنے مسٹر جواد خیری کو پانچ لاکھ اور دس ہزار ڈالر کا چیک دے رہا ہوں۔"

اس نے جواد کو چیک دیئے۔ پورا اسٹیڈیم تالیوں کے شور سے گونجنے لگا۔ جواد نے مائیک ہاتھ میں لے کر حاضرین کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر کہا "معزز حاضرین! میں ایک ترک باشندہ ہوں۔ ویسے کسی بھی ملک کا باشندہ ہوتا تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ میں مسلمان ہوں۔ دنیا کے جس حصے میں جاؤں گا مسلمان ہی رہوں گا اور کسی دوسرے مسلمان کے لئے دل میں درد محسوس کروں گا۔" وہ ایک ذرا توقف سے بولا "میں دن رات کھاتا ہوں مگر آج صبح سے بھوکا ہوں۔ آج صبح اٹھتے ہی میں نے اخبار میں بوسنیا کے ایک ننھے سے بچے کی تصویر دیکھی‘ وہ بچہ ماں کی چھاتی سے منہ لگا کر مردہ ہوچکا تھا۔ کیونکہ ماں بھی بھوکی تھی اور بچے کے لئے جوئے شیر نہیں لاسکتی تھی۔"

پورے اسٹیڈیم میں گہری خاموشی اور سناٹا چھاگیا۔ اس نے کہا "میں نادان تھا‘ سمجھ رہا تھا کہ بے شمار ممالک بوسنیا کے مسلمانوں کی جان و مال‘ عزت و آبرو کی حفاظت کررہے ہوں گے لیکن اس مردہ بچے کی تصویر دیکھ کر احساس ہوا کہ مسلمان اور بڑے حکمران کچھ نہیں کریں گے‘ صرف مومن کرے گا۔ اور مومن سوائے خدا کے کسی اور پر تکیہ نہیں کرتا۔ اس لئے میں نے تنہا صرف خدا پر بھروسا کیا اور قسم کھائی کہ میرے یہ دو ہاتھ بوسنیا‘ صومالیہ اور کشمیر تک اگر ایک روٹی یا ایک ہتھیار بھی پہنچا سکتے ہیں

تو میں پہنچاؤں گا۔ ابھی میں نے یہ پانچ لاکھ دس ہزار ڈالر حاصل کیئے ہیں' میں کل تک اس رقم سے بھوکے مسلمانوں تک روٹی اور نہتے مسلمانوں تک اسلحہ پہنچاؤں گا اور جہاں جاؤں گا تمام ماؤں سے کہوں گا' مسلمان پیدا کرو مگر انہیں مومن بناؤ۔"

وہ رنگ سے نکل کر جانے لگا۔ تمام تماشائی ایک دوسرے پر گرتے پڑتے اس کے قریب آرہے تھے اور اس سے مصافحہ کررہے تھے۔ وہ جلدی جلدی مصافحہ کرتا ہوا اسٹیڈیم سے باہر چلا گیا۔ حمائلہ نے ذاکر سے کہا "اس کی باتوں نے مجھے صرف متاثر ہی نہیں کیا ہے بلکہ شرمندہ بھی کیا ہے۔ ہم کیسے مسلمان ہیں کہ دوسرے مظلوم مسلمانوں کی تصویریں اخبارات میں دیکھ کر محض دیکھنے اور دیکھ کر بھول جانے والی تصاویر سمجھ کر بھول جاتے ہیں اور ان کی دردناک داستانیں سن کر یا پڑھ کر انہیں' اپنی پُرامن اور خوشیوں بھری زندگی میں نظرانداز کرجاتے ہیں۔"

ذاکر نے کہا "ہاں ہم کمانے کھانے والے لوگ صرف اپنے مسائل کو سوچتے ہیں اور مظلوم مسلمانوں کے مسائل اسلامی خوش حال ممالک پر چھوڑ دیتے ہیں اور دیگر اسلامی تنظیموں سے توقع کرتے ہیں کہ وہ مسلمانانِ عالم کے اجتماعی مسائل حل کریں گے۔ لیکن اس مردِ مومن جواد خیری نے ایک ہی فقرے میں سب کو جھنجوڑ دیا کہ مومن صرف خدا پر تکیہ کرتا ہے اور وہ یہ کشتیاں جیت کر ثابت کرچکا ہے کہ تنہا مومن بڑی سے بڑی فوج کے برابر ہوتا ہے۔"

"کیا تم اپنے غیر معمولی علم کے ذریعے اس مردِ مومن کی قوت نہیں بنوگے؟"

"کیوں نہیں؟ جب وہ پہلی بار بھوکا رہ کر ایک پہلوان سے مقابلہ کررہا تھا تب میں نے اس کا پتا ٹھکانا اور فون نمبر معلوم کرلیا تھا پھر ایک جوان لڑکی نے اسے برگر کھانے کے لئے دیا اور اس میں پہلے سے زیادہ توانائی آئی تو اس کے دماغ نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس روک لی۔ اس کے بعد میں اس کے اندر نہیں گیا بلکہ اس کے ہاتھوں زخمی ہونے والے پہلوانوں کے اندر گھس کر انہیں بھاگنے پر مجبور کرتا رہا۔"

وہ دونوں آدھی رات کے بعد اپنی رہائش گاہ میں آئے۔ ذاکر نے آتے ہی جواد خیری کے نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ جلد ہی ہوگیا۔ جواد نے کہا "میں سونے سے پہلے پلگ نکال دیا کرتا ہوں تاکہ نیند میں خلل نہ پڑے' ابھی میں پلگ نکالنے ہی والا تھا۔ فرمایئے آپ کون ہیں؟ اور کیا چاہتے ہیں؟"

ذاکر نے کہا "یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں نے عین وقت پر فون کیا ورنہ صبح تک انتظار کرنا پڑتا۔ میں نے آج اسٹیڈیم میں تمہارا کمال دیکھا ہے۔ کمال سے زیادہ اس بات نے متاثر کیا کہ تم ایک حساس دل رکھنے والے سچے مومن ہو۔ تمہیں جو چیک دیا گیا ہے وہ کل کیش ہوگا۔ شاید تم پرسوں تک کسی ذریعے سے بوسنیا کے مسلمانوں تک وہ تمام رقم پہنچا سکو۔ اس کے علاوہ دوسری اتفاقیہ رکاوٹیں پیدا ہوسکتی ہیں' تمہارا کیا خیال ہے کیا ایسا نہیں ہوسکتا؟"

"ہاں ایسا ہوسکتا ہے۔ میں نے بھرے اسٹیڈیم میں بوسنیا کے مسلمانوں کی امداد کا حوصلہ پیدا کرنے کے لئے بہت کچھ کہا تھا۔ وہاں کافر دشمنوں نے بھی یہ سنا ہوگا' مجھے بوسنیا تک یہ رقم پہنچانے میں شاید دیر لگے لیکن میں اپنی دُھن کا پکا ہوں۔ میری محنت کا ثمر وہاں کے مسلمانوں کو ضرور ملے گا۔"

"کیا بوسنیا میں تمہارے عزیز رشتے دار یا دوست وغیرہ ہیں؟ اگر ہوں تو ان سب کے نام اور پتے بتاؤ۔ ان کے فون نمبر بھی ضروری ہیں' کل صبح تک وہاں کے مسلمانوں تک دس کروڑ ڈالر پہنچ جائیں گے۔"

"دس کروڑ ڈالر؟" جواد نے حیرانی سے چیخ کر پوچھا "کون ہو تم؟ کیا میرے مذہبی جذبے کا مذاق اڑا رہے ہو؟"

"مسٹر جواد! اتنی بڑی دنیا میں تم تنہا ایک ہی مومن نہیں ہو۔ تم نے اسٹیڈیم میں میرے جیسے نہ جانے کتنے مسلمانوں کی مذہبی غیرت کو جھنجوڑا ہوگا اب تمہارا فرض ہے کہ مجھے رقم پہنچانے کی جگہ بتاؤ۔ کل دوپہر یا شام تک تم یہ تصدیق کرسکتے ہو کہ وہاں امداد پہنچ چکی ہے یا نہیں؟"

"خدا کرے کہ تم میرے مومن بھائی ثابت ہوسکو مگر کوئی دشمن بھی اس طرح چالاکی سے میرے ان ساتھیوں کا پتا اور فون نمبر معلوم کرسکتا ہے جو بوسنیا میں موجود ہیں۔"

"تمہارا یوں محتاط رہ کر سوچنا اور مجھ پر شبہ کرنا ایک فطری امر ہے۔ یوں کرو کہ بوسنیا کے کسی دو چار عام مسلمانوں کے نام' پتے اور فون نمبر بتادو۔ اگر میں دشمن ہوا تو ان کے ذریعے تمہارے خاص ساتھیوں تک نہیں پہنچ سکوں گا۔"

جواد خیری نے قائل ہوکر تین مسلم گھرانوں کے پتے اور ان کے گھر کا فون نمبر بتادیا۔ ذاکر علی نے کہا "اب آرام سے فون کا پلگ نکال کر سوجاؤ۔ کل صبح کسی وقت فون کروں گا۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ حمائلہ نے پوچھا "تم نے جواد کو اپنا نام وغیرہ کیوں نہیں بتایا۔ ہمیں ایسے شہ زور آدمی سے دوستی رکھنی چاہئے۔"

"دوستی ضرور رہے گی لیکن ایک بات گرہ میں باندھ لو کہ [illegible] بھی ہمارے کام کا بندہ ہوگا' اس کے سامنے ہم کبھی ظاہر نہیں ہو[illegible] گے۔ ہوسکتا ہے جو آج دوست ہو کل دشمن بن جائے۔ یا [illegible] دوست ہمارے دشمنوں کی قید میں اذیتیں برداشت نہ کرسکے او[illegible] ہمارا بھید کھول دے۔ لہٰذا ہم دونوں احتیاطاً گمنام رہنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ اب تم آرام سے سوجاؤ۔ میں جارہا ہوں۔"

"اتنی رات کو کہاں جاؤ گے؟"

"میں اپنی رہائش گاہ سے فون کروں گا تو یہ فون کال فوراً ٹریس ہوجائے گی کہ استنبول کے کس گھر سے بوسنیا فون کیا جا [illegible] ہے لہٰذا مجھے کسی دوسرے کا فون استعمال کرنے کے لئے باہر جانا ہوگا۔"

"میں تمہارے بغیر یہاں تنہا نہیں رہوں گی۔ مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ مگر ہاں' ہمارے پاس ٹیلی فون ڈائریکٹری ہے اس میں سے کسی کا نمبر لے کر دنیا کے کسی بھی حصے میں فون کیا جاسکتا ہے۔"

ذاکر علی نے ڈائریکٹری اٹھائی' ایک بہت بڑے سوداگر کے دو عدد فون نمبر نوٹ کئے پھر ایک نمبر پر رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے نیند بھری آواز سنائی دی "کون ہے بھائی! یہ کوئی فون کرنے کا وقت ہے؟"

ذاکر ریسیور رکھ کر اس سوداگر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ بڑبڑا رہا تھا "فون جتنا باعثِ رحمت ہے اتنا ہی باعثِ زحمت بھی ہے۔ پتا نہیں کس بدمعاش نے فون کیا تھا۔"

ذاکر نے اس کے دماغ پر قبضہ جماکر بوسنیا کا وہ مطلوبہ نمبر وہاں کے کوڈ نمبر کے مطابق ڈائل کرایا۔ چند سیکنڈ میں رابطہ ہوگیا۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا "ہیلو کون ہے؟ میں حماس بول رہا ہوں۔ فرمایئے؟"

ذاکر نے سوداگر کے ہاتھ سے ریسیور رکھوادیا۔ اسے سونے کے لئے چھوڑ دیا پھر حماس کے اندر پہنچ گیا۔ حماس کا مکان سرحدی علاقے میں تھا۔ وہاں سے کچھ فاصلے پر سرب فوجی موجود تھے اور بوسنیا کے مسلمانوں پر حملے کرتے رہتے تھے۔ اس وقت بھی رات کے اس حصے میں سرب فوجیوں نے بوسنیا کے رہائشی علاقے پر حملہ کیا تھا۔ مسلمانوں کے پاس ہتھیار نہ ہونے کے برابر تھے۔ ہتھیار تو بڑی چیز ہیں کھانے کے لئے راشن بھی ضرورت کے مطابق نہیں ہوتا تھا۔

ایسی حالت میں سربوں نے حملہ کرکے ایک مخصوص علاقے پر قبضہ جمالیا تھا۔ اس علاقے میں حماس کا بھی مکان تھا۔ وہ اور اس کے بیوی بچے قیدی بنالئے گئے تھے۔ انہیں بری طرح مار پیٹ کر ایک کمرے میں بند کردیا گیا تھا۔ حماس کی ایک جوان اور خوب صورت بیٹی تھی' وہ سرب فوج کے ایک میجر کو پسند آگئی تھی۔ اس لئے وہ شراب پی رہا تھا اور اس حسین لڑکی کو دوسرے کمرے میں لے جاکر اس کی عزت سے کھیل رہا تھا۔

ذاکر علی نے جب حماس کے ایسے خیالات پڑھے تو شرم سے سر جھک گیا۔ ایک بوڑھا باپ اپنی جوان بیٹی کو کسی کی بھی ہوس کا نشانہ بننے سے بچا نہیں سکتا تھا۔ گھر کے افراد کو جس کمرے میں بند کیا گیا تھا اس کے بند دروازے کے باہر مسلح فوجی کھڑے ہوئے تھے۔ ذاکر نے حماس کے ذریعے بند دروازے کو پیٹ کر کہا "میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں کوئی ہے تو مجھ سے بات کرے۔"

باہر سے ایک فوجی نے ڈانٹ کر کہا "یو شٹ اپ۔ کچھ بولو گے تو گولی ماردی جائے گی۔"

ذاکر اس بولنے والے فوجی کے اندر پہنچ گیا۔ اس مکان کے اندر چار فوجی تھے۔ پانچواں ایک میجر تھا جو دوسرے کمرے میں ایک مجبور اور بے بس لڑکی کی عزت سے کھیل رہا تھا۔ مکان کے باہر دور دور تک دشمن فوجی مختلف مکانوں میں گھسے ہوئے تھے یا چھت پر چڑھے ہوئے تھے۔ ذاکر ایک ایک کرکے ہر فوجی کی آوازیں سننے اور ذہن نشین کرنے لگا پھر اس نے ایک آلۂ کار کو میجر والے کمرے کے دروازے پر پہنچا کر دستک دی اور کہا "ہم یہاں حملہ کرنے آئے تھے اور تم یہاں منہ کالا کررہے ہو؟ بڑے شرم کی بات ہے باہر نکلو۔"

میجر نشے میں تھا۔ غصے سے بولا "گدھے کے بچے! تو اپنے افسر سے ایسی باتیں کررہا ہے۔ میری انسلٹ کررہا ہے۔ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ غصے میں گن لے کر دروازہ کھولتے ہوئے باہر آیا پھر آتے ہی وہاں کھڑے ہوئے سپاہی کو گولی ماردی۔ دوسرے سپاہیوں نے حیرانی سے یہ تماشا دیکھا مگر سب خاموش رہے۔ میجر نے گھر سے باہر آکر اپنے ماتحت افسر کو آواز دی۔ پھر حکم دیا "یہاں ہماری جتنی گاڑیاں ہیں انہیں فوراً سپاہیوں کے ساتھ لے جاؤ۔ ہمارے بیرک میں جتنا راشن اور اسلحہ ہے وہ سب ان گاڑیوں میں بھر کرلے آؤ۔ کمانڈر سے کہو جس گودام میں لوٹی ہوئی دولت اور نقد کرنسی ہے وہ سب یہاں لے آئے۔"

اس کے احکامات کی تعمیل ہونے لگی۔ تقریباً پچاس گاڑیاں سرب فوج کے بیرک میں آئیں۔ وہاں کا ایک سینئر افسر ان بے تکے احکامات کی تعمیل پر اعتراض کرنا چاہتا تھا لیکن ذاکر نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا پھر وہی ہوا جو ذاکر چاہتا تھا۔ وہ گاڑیاں لاکھوں کا راشن' کروڑوں کا اسلحہ اور بے شمار دولت واپس بوسنیا کے علاقے میں لے آئیں۔ اس کے بعد بڑے ہی مضحکہ خیز انداز میں فائرنگ شروع ہوگئی۔ سب سے پہلے اس عیاش میجر نے اپنے ماتحت افسر کو گولی ماری پھر اپنے سینئر افسر سے کہا "اب تم مجھے گولی مارو ورنہ میں تم پر فائر کردوں گا۔"

سینئر افسر نے غصے سے پوچھا "کیا تمہارا دماغ چل گیا۔ تم نے لاکھوں کروڑوں ڈالرز کا سامان منگوایا۔ ہم نے سمجھا کہ بوسنیا میں دور تک کا علاقہ فتح ہوگیا ہے اس لئے اب یہ سامان وہاں منتقل کیا جارہا ہے مگر تم نے تو بہت زیادہ نشہ کرلیا ہے۔ ایک اہم افسر کو مار ڈالا ہے۔ میں حکم دیتا ہوں گن پھینک دو۔"

اس نے نہیں پھینکی۔ اپنے سینئر کا نشانہ لیا۔ سینئر نے خود کو بچانے کے لئے اسے گولی ماردی۔ دو گولیاں دونوں طرف سے چلیں اور دونوں کا کام تمام ہوگیا۔ اس کے بعد ذاکر ایک ایک فوجی کے اندر جانے لگا۔ وہ اپنے ساتھیوں پر فائرنگ کرنے لگے۔ دوسروں نے بھی فائرنگ سے بچنے کے لئے اپنے حملہ آور ساتھیوں کو نشانہ بنایا۔ جو بے یار و مددگار مسلمان قیدی بنے ہوئے تھے ان کی سمجھ

میں یہی آیا کہ بوسنیا کے دوسرے علاقے سے مسلمان ان کی امداد کو پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے باہر نکل کر دیکھا تو سرب دشمنوں کی لاشیں ہی لاشیں نظر آرہی تھیں۔ انہوں نے مردہ فوجیوں کے ہتھیار اٹھالئے پھر جو زندہ بچے تھے ان پر فائرنگ کرنے لگے۔ ویسے بھی زندہ بچے ہی کتنے تھے؟ ان میں کچھ مرے اور کچھ جان بچاکر بھاگ گئے۔

ذاکر پھر بوڑھے حماس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کی جوان بیٹی کی جو دولت چھین لی گئی تھی وہ واپس لائی نہیں جاسکتی تھی لیکن میجر اور سرب فوج کو یہ شیطنت بہت مہنگی پڑی تھی۔ سب جان سے گئے تھے اور جان دینے سے پہلے بے شمار مال و دولت وہاں چھوڑ گئے تھے۔ ذاکر نے بوڑھے حماس کی زبان سے کہا "یہ جس قدر راشن' اسلحہ اور دولت ہے ان سب کو ابھی بوسنیا کے اندرونی علاقے میں لے چلو۔ یہ سب کچھ وہاں محفوظ رہے گا۔ یہاں سرحدی علاقے میں پھر ہم سے چھین لیا جائے گا۔"

وہاں کے مسلمان سامان سے لدی ہوئی گاڑیوں کو ڈرائیو کرکے دوسرے علاقے میں لے جانے لگے۔ یہ ایسی طویل کارروائی تھی کہ استنبول میں صبح ہونے لگی۔ ذاکر علی نے دماغی طور پر حاضر ہوکر دیکھا' حمائلہ اس کا انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی۔ وہ مسکرا کر بڑی محبت سے تھوڑی دیر تک اسے دیکھتا رہا پھر اپنے دماغ کو ہدایات دے کر سو گیا۔ اس نے دوسرے دن ایک بجے جواد خیری کو فون کیا۔ جواد نے آواز پہچان کر کہا "برادر! یہ تم ہو؟"

"ہاں میں وہی ہوں' جس نے رات کو تمہیں پریشان کیا تھا۔ صبح بھی فون کرنے والا تھا پھر سوچا تم لاکھوں روپے کا چیک کیش کرانے پھر وہ رقم بوسنیا پہنچانے کے سلسلے میں مصروف ہوگے۔ اس لئے ابھی مخاطب کررہا ہوں۔"

"کیا تم کو معلوم ہے کل رات بوسنیا اور سربیا کی سرحد پر کیا ہوا تھا؟"

"وہی ہوا' جو تمہارے بوسنیا کے ساتھیوں نے بتایا ہوگا۔ لاکھوں کا راشن' کروڑوں کا اسلحہ اور مال و دولت سب کچھ وہاں پہنچ گیا ہے۔ سرحدی علاقے میں سرب فوجیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔"

"تم یہ سب کیسے جانتے ہو جبکہ کل رات سے اس شہر میں ہو۔ یہ تو معجزہ سا لگ رہا ہے۔"

"بھئی آپس میں لڑنے کا نتیجہ مرنا ہے اس لئے وہ شراب پیتے رہے' لڑتے رہے اور مرتے رہے اور اپنی جائداد مسلمانوں کے لئے چھوڑ گئے۔"

"میں یہی تو پوچھ رہا ہوں کہ تم کیسے جانتے ہو؟"

"جب تمہارے بوسنیا کے ساتھی تمہیں بتاسکتے ہیں تو کیا مجھے نہیں بتاسکتے؟ میرے بھی وہاں ذرائع ہیں۔"

"میں تم سے ابھی ملنا چاہتا ہوں۔"

"کاش! میں تم سے مل سکتا' یا تم مجھ سے مل سکتے۔ میرا روپوش رہنا ضروری ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں گوشۂ گمنامی سے نکل کر تم سے ملنے آؤں اور مارا جاؤں۔"

"ہرگز نہیں' ایسی بات ہے تو نہ ملو مگر دشمنوں کے نام اور تعداد بتادو۔ میں ان سے نمٹ لوں گا۔"

"میرے دشمن وہ امریکی اور یہودی ہیں جو مسلمانوں کو ذلت کی پستیوں میں لے جارہے ہیں۔"

"برادر! میں بھی ان کو دشمن سمجھتا ہوں مگر ان کی سازشیں دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے ہیں اور میں اکیلا ہوں۔"

"کل اسٹیڈیم میں تم اکیلے نہیں تھے۔ آج ہم دو ہوگئے ہیں پھر دو سے دو ارب ہوجائیں گے۔"

"تم مجھے راستہ بتاؤ۔ میں اس پر عمل کروں گا۔"

"مجھے تمہارے جیسے بہترین فائٹر' بہترین نشانہ باز' ذہین اور حاضر دماغ مجاہدین کی ضرورت ہے۔ میرے پاس اتنی دولت ہے کہ میں دنیا کے ہر ملک اور ہر بڑے شہر میں خفیہ اڈے بنا سکتا ہوں۔ ہر مجاہد خوش حال زندگی گزارے گا لیکن جان سے جانے کا موقع آئے تو جان پر کھیل جائے گا۔ کیا ایسے مجاہدین ہر جگہ پیدا کرسکتے ہو؟"

"میں آج ہی سے کوششیں شروع کررہا ہوں۔ انشاء اللہ ایسے مجاہدین کی جماعتیں ہر شہر میں بناؤں گا کہ جن کے کارنامے اور جن کی جاں نثاری دیکھ کر دشمن لرزنے لگیں گے۔"

اس کے بعد یہ منصوبے زیر بحث رہنے لگے کہ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے مجاہدین سے کس طرح رابطہ رکھا جائے گا اور جو اسلامی ممالک یہودیوں سے یا اسرائیلی مملکت سے دوستی اور سفارتی تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں' انہیں کس طرح ایسی سیاسی حماقتوں سے روکا جاسکتا ہے۔ جواد نے کہا "اللہ نے چاہا تو کوئی دشمن' کوئی سپر پاور نہ تو ہمیں زیر کرسکے گی اور نہ ہی بڑے سے بڑا لالچ دے کر خرید سکے گی لیکن برادر! ہم دونوں کو ملاقات کرنا چاہئے۔ ہمیں صورت شکل سے ایک دوسرے کو پہچاننا چاہئے تاکہ ہم کبھی مشکل وقت میں ایک دوسرے کے کام آسکیں۔"

"ہاں ایک دوسرے پر اعتماد کرنے کے لئے آپس میں میل محبت اور ملاقات ضروری ہے لیکن ایک خفیہ تنظیم قائم کرنے والے سربراہ کے لئے لازمی ہے کہ وہ روپوش رہے۔ سربراہ کے دست راست اور خاص ماتحت خواہ کتنے ہی سخت جان اور وفادار رہیں' دشمن مختلف طریقۂ کار کے ذریعے دماغی کمزوری میں مبتلا کردیتے ہیں اور ان سے سربراہ کا سراغ لگالیتے ہیں۔"

"یہ درست ہے لیکن ہنگامی حالات میں آپ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے مجاہدین سے کیسے رابطہ کریں گے؟"

"میں جب چاہوں گا تم میں سے ہر ایک کے پاس فون وغیرہ کے ذریعے پہنچ جاؤں گا۔ کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی فریبی میری علالت یا عدم موجودگی میں تم سب کو گمراہ کرے۔ اس مقصد کے لئے تم سے اور دوسرے مجاہدین سے الگ الگ کوڈ ورڈز مقرر کئے جائیں گے۔ ان کوڈ ورڈز کے ذریعے بھی دھوکا ہوگا تو میں اس کا بھی توڑ کرلوں گا۔"

"فرض کرو۔ کوئی مجھے اچانک ٹریپ کرے۔ کہیں اغوا کرکے کسی خفیہ اڈے میں لے جائے تو پھر مجھے کیسے پاؤ گے؟"

"ایک طرح سے یہ بے تکا سوال ہے۔ دنیا میں کتنے ہی لوگوں کے جان سے عزیز رشتے دار اغوا کئے جاتے ہیں۔ انہیں پولیس کی مدد سے بازیاب کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں' ویسے آج شام کے بعد تمہیں کوئی دشمن اغوا نہیں کرسکے گا۔ تم پر خدانخواستہ کوئی مصیبت آئے گی تو مجھے علم ہوجائے گا اور تم اس مصیبت سے نجات حاصل کرلوگے۔"

"آپ ایسی باتیں کررہے ہیں جیسے آپ کو غیب کا علم ہوجاتا ہے؟"

"ہمارا آپس کا روحانی تعلق ہے۔ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ ایمان کی پختگی قائم رکھے۔ میں فون بند کررہا ہوں بھوک لگ رہی ہے' کیا تم کسی ہوٹل میں کھانا کھاتے ہو؟"

"جی ہاں' اس علاقے میں ایک ہوٹل جاوداں ہے۔ میں ابھی وہیں جارہا ہوں۔ کاش آپ سے ملاقات ہوسکتی اور میں آپ کو کھانے کی دعوت دیتا۔"

"کوئی بات نہیں۔ جو نہ ملنے پر مجبور ہوتے ہیں انہیں تقدیر کسی موڑ پر ملا دیتی ہے۔ شاید ہم کبھی کسی ایک دسترخوان پر کھائیں۔"

اس نے فون بند کردیا۔ ذرا دیر بعد ہوٹل جاوداں کا ایک فون نمبر ڈائل کیا۔ دوسری طرف سے آواز آئی "فرمایئے یہ ہوٹل جاوداں ہے۔"

ذاکر علی ریسیور رکھ کر بولنے والے استقبالیہ کلرک کے اندر پہنچ گیا۔ ایک ہی منٹ بعد ہوٹل میں شور مچا کہ استنبول کا جیداز پہلوان جواد خیری آرہا ہے۔ وہاں کھانے پینے والے خوشیوں سے تالیاں بجانے لگے۔ کتنی ہی عورتیں اور بچے اس سے آٹوگراف لینے لگے۔ کلرک نے ایک ملازم سے کہا "بیگ! تم جواد صاحب کے لئے کھانا لے جاتے ہو۔ پوچھو' آج کیا کھانا پسند کریں گے۔"

"جی آقا! وہ میری خدمات سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ میں ابھی جارہا ہوں۔"

وہ اس ملازم بیگ کے اندر پہنچ گیا۔ وہ ملازم تمام مردوں' عورتوں اور بچوں سے کہہ رہا تھا "پلیز! آپ اپنی میزوں پر تشریف رکھیں۔ جس ہستی سے آپ لوگ محبت کرتے ہیں اس کی بھوک پیاس کا خیال رکھیں۔ ملاقاتیں تو ہوتی ہی رہیں گی۔"

سب لوگ اپنی میزوں پر چلے گئے۔ ملازم بیگ نے جواد کے کھانوں کا آرڈر نوٹ کیا پھر تعمیل کے لئے کچن میں چلا گیا۔ ایسے وقت ذاکر علی کا ارادہ تھا کہ اس کے کسی کھانے میں کمزوری کی کوئی دوا ملائے گا۔ اسے اس حد تک کمزور کرے گا کہ وہ اسے اپنے اندر محسوس کرکے سانس نہ روک سکے پھر وہ تنویمی عمل کے ذریعے اس کے ذہن میں یہ بات نقش کردے گا کہ آئندہ وہ ذاکر علی کی آواز اور لہجے کو کبھی محسوس نہ کرسکے۔

ایسا کرنے سے ہی وہ جواد خیری جیسے مومن اور دلیر شخص کی ہمہ وقت نگرانی کرسکتا تھا اور اسے ناگہانی مصائب سے محفوظ رکھ سکتا تھا لیکن ذاکر علی نے جو سوچا وہ نہیں ہوا۔ اس کے کسی کھانے میں کسی کمزوری کی دوا ملانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اس ہوٹل میں اچانک دو مسلح غنڈے آئے اور آتے ہی جواد پر فائر کیا۔ ایک گولی اس کے بازو کا تھوڑا سا گوشت ادھیڑتی ہوئی گزری۔ وہ فوراً ہی میز کے دوسری طرف الٹ کر زمین پر گر پڑا۔

دوسرا غنڈا ہوائی فائر کررہا تھا تاکہ دوسرے لوگ دہشت سے قریب نہ آئیں۔ ایک غنڈے نے کہا "جواد! مجھے پتا ہے ابھی تم زندہ ہو' زمین پر ہو لیکن میں تمہیں زمین کے اندر پہنچاؤں گا۔"

اس نے جواد کا نشانہ لیا۔ اس کا آٹوگراف لینے والے' اس دلیر کے قدموں میں بچھنے والے سب کے سب سہمے کھڑے تھے۔ اگرچہ اسے چاہتے تھے مگر اس کی جان بچانے کے لئے غنڈے کے قدموں پر بھی گر جاتے تو موت بن کر آنے والا موت بن کر ہی جاتا۔

ذاکر علی نے اس کی گن کا رخ موڑ دیا۔ گولی چلی اور اس کا دوسرا ساتھی چیخ مار کر پیچھے کی طرف لڑکھڑاتا ہوا ایک میز سے ٹکرایا اور زمین پر گرا پھر تڑپتا ہوا ٹھنڈا پڑ گیا۔ اب وہاں پولیس پہنچنے والی تھی۔ وہ فائر کرنے والا غنڈا پہلے تو حیران ہوا کہ اس نے اپنے ہی ساتھی کو کیوں قتل کیا ہے؟ مگر سوچنے کا نہیں پولیس سے بچنے کا وقت تھا۔ وہ وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔

ذاکر نے معلوم کرلیا تھا کہ جواد کی حالت تشویش ناک نہیں ہے۔ اس کے چاہنے والے اسے اسپتال پہنچادیں گے۔ اس لئے وہ اس غنڈے کے اندر رہا جو اپنے ہی ساتھی کو گولی مار کر بھاگ رہا تھا۔ گلی میں ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اس کا پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ گاڑی وہاں سے چل پڑی۔ ڈرائیور کے پاس بیٹھے ہوئے شخص نے پوچھا "تمہارا ساتھی کہاں ہے؟ کیا ناکام ہوکر آئے ہو؟"

وہ بولا "پوری کامیابی نہیں ہوئی۔ جواد خیری زخمی ہوگیا ہے۔ میں اسے دوسری گولی مارنا چاہتا تھا مگر میرا ساتھی نادانی سے سامنے آگیا اور ہلاک ہوگیا۔ میں زیادہ دیر ٹھہر نہیں سکتا تھا اس لئے بھاگ کر چلا آیا۔"

پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے دوسرے شخص نے کہا "یہ تو بہت برا ہوا۔ جواد سے مار کھانے والے پانچ پہلوانوں نے اسے جان سے مار ڈالنے کے لئے ہمیں پچاس ہزار ڈالر دیئے تھے۔"

"میرا خیال ہے جواد میری پہلی گولی سے تھوڑی دیر زندہ رہے

گا پھر مرجائے گا۔"

"یہ تمہارا خیال ہے اور دشمن گولی سے مرتا ہے خیال سے نہیں مرتا۔ ہمیں ایڈوانس کے پچیس ہزار ڈالر واپس کرنے ہوں گے' تمہارے اناڑی پن سے ہم سب کو پچاس ہزار ڈالر کا نقصان ہورہا ہے۔"

ایک نے کہا "اب یہ ماسک چہرے سے اتار کر پھینکو۔ کیا ہمیں پھنسوانا چاہتے ہو؟"

وہ ماسک اتار کر کھڑکی سے باہر پھینکتے ہوئے پریشانی سے بڑبڑایا "سمجھ میں نہیں آتا میں نے دوسری گولی اپنے ساتھی کو کیوں ماردی۔"

"تم تو کہہ رہے ہو وہ تمہارے سامنے آگیا تھا؟"

"یہی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ وہ میرے سامنے آگیا تھا یا میں اس کی طرف گھوم کر سامنے ہوگیا تھا۔"

"کیا بکواس کررہے ہو؟ کیا اب دن کے وقت بھی پینے لگے ہو؟"

سامنے ڈرائیور کے پاس بیٹھا ہوا شخص ان کا باس تھا۔ اس نے کہا "گدھے کے بچے! میں پچاس ہزار ڈالر کا نقصان برداشت نہیں کروں گا۔ تمہیں ماسک میں کسی نے پہچانا نہیں ہے۔ یہاں اتر جاؤ۔ کہیں لباس تبدیل کرو اور ہوٹل جاکر معلوم کرو کہ جواد زندہ ہے یا مرچکا ہے؟ اگر زندہ ہے تو اسے کس اسپتال میں پہنچایا گیا ہے۔ اسے اسپتال سے زندہ واپس نہیں آنا چاہئے۔"

ایک جگہ گاڑی روک دی گئی۔ قاتل گاڑی سے اتر گیا۔ باس نے کہا "ہم پہلوان اشارم ارتھ کے بنگلے میں رہیں گے۔ وہاں ہم سے ٹیلی فون پر رابطہ رکھو اور اس کی موت کی خوش خبری سناؤ۔"

وہ گاڑی آگے بڑھ گئی۔ ذاکر نے پہلے جواد کی خبر لی' اس کی حالت تشویش ناک نہیں تھی۔ بازو کا تھوڑا گوشت ادھڑ جانے کے باعث وہ بے حد کمزوری محسوس کررہا تھا اور اس کی سوچ کی لہروں کو بھی اس نے محسوس نہیں کیا تھا۔ اسے ایک قریبی اسپتال میں پہنچادیا گیا' جہاں توجہ سے اس کی مرہم پٹی ہورہی تھی۔

اس نے اس غنڈے قاتل کے پاس آکر دیکھا۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ملبوسات کی دکان میں آیا۔ وہاں سے ایک جوڑا لے کر اسے پہنا پھر ایک ماسک خریدا۔ ماسک کیا تھا لمبی باریک جرابیں تھیں جنہیں چہرے پر چڑھالینے سے باہر سب کچھ نظر آتا تھا صرف ماسک پہننے والے کا چہرہ قابلِ شناخت نہیں رہتا تھا۔

ذاکر قاتل کے دماغ پر سوار رہا۔ اس نے ایک ٹیلی فون بوتھ کے ذریعے پہلوان اشارم ارتھ کے فون نمبر ڈائل کئے۔ پہلوان کا نام کچھ اور تھا لیکن اکثر عالمی چیمپئن کہلانے والے اپنا نام تبدیل کرکے عرفیت میں کچھ اور کہلاتے ہیں۔ اشارم ارتھ کے معنی ہیں زمین کا طوفان اور اس طوفان نے اپنی زندگی میں ایک یا دو کشتیاں ہاری تھیں' باقی کشتیاں جیتتا ہوا عالمی چیمپئن بن گیا تھا۔ اس کے چار ساتھی پہلوان بھی اس کے بنگلے میں موجود تھے اور پچھلی رات جواد سے ہار جانے کے بعد اپنی ایسی توہین محسوس کررہے تھے کہ اسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہتے تھے اسی لئے کرائے کے قاتلوں کے ذریعے اسے موت کی نیند سلا دینا چاہتے تھے۔

قتل کا ٹھیکا لینے والے باس نے اشارم ارتھ کے بنگلے میں آکر بتایا کہ قتل کا معاملہ ادھورا رہ گیا ہے' جواد خیری صرف زخمی ہوا ہے لیکن اس کا ایک قاتل ابھی اسپتال کی طرف گیا ہے اسے ہمیشہ کے لئے ختم کردے گا۔

فون کی گھنٹی بجنے پر اشارم ارتھ نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو' میں اشارم ارتھ بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے اس قاتل نے ذاکر کی مرضی کے مطابق کہا "اچھا تم وہی زمین کے طوفان ہو جسے جواد نے زمین کی مٹی چٹادی تھی؟"

وہ غصے سے بولا "کون ہو تم؟ میرے سامنے آؤ۔ میں تمہاری گردن توڑدوں گا۔"

"ناراض کیوں ہوتے ہو۔ میں وہی قاتل ہوں جو جواد کو قتل کرنے اسپتال پہنچا ہوا ہے۔"

"کیا تم نے اس کا کام تمام کردیا ہے؟"

"ابھی نہیں کیا ہے۔ وہ اسپتال کے ایک بیڈ پر پڑا ہوا ہے۔ میں نے یہ مشورہ لینے کے لئے فون کیا ہے کہ اسے مارڈالوں یا خود کو پولیس کے سامنے پیش کرکے یہ بیان دے دوں کہ تم پانچ پہلوانوں نے جواد کو قتل کرنے کے لئے ہمارے باس سے پچاس ہزار ڈالر میں سودا کیا ہے؟"

"ابے کیا بکتا ہے؟ کیا پاگل ہوگیا ہے۔ یہ لے اپنے باس سے باتیں کر۔"

پہلوان اشارم ارتھ نے کرائے کے قاتلوں کے باس کو ریسیور دیتے ہوئے غصے سے کہا "زبیری! تم نے کس پاگل کے بچے کو اس کام پر لگایا ہے۔ وہ ہم سب کے جرم کا اعتراف کرنے پولیس اسٹیشن جانا چاہتا ہے۔"

باس زبیری نے ریسیور کان سے لگا کر پوچھا "یہ تم ہماری پچاس ہزار کی پارٹی سے کیسی بکواس کررہے ہو؟"

ادھر سے آواز آئی "میں نے ہوٹل میں اپنے ساتھی کو گولی ماری تو احساس ہورہا ہے کل کوئی دوسرا مجھے گولی ماردے گا۔ پرسوں کوئی تیسرا آپ کو ختم کردے گا' کیا آپ حرام موت مرنا چاہتے ہیں؟"

"گدھے کے بچے! یہ کیا بکواس کررہا ہے۔ کام کی بات کیوں نہیں کررہا ہے؟"

"کام کی بات یہ ہے کہ آپ پارٹی سے پچیس ہزار پیشگی لے چکے ہیں۔ اگر ان کی تجوری سے کچھ اور ملے تو لے لیجئے۔ ہم سب پولیس کے ریکارڈ میں ہیں۔ اگر آپ نہیں چاہتے کہ میں پولیس

اسٹیشن جاؤں تو ابھی ان پانچوں پہلوانوں کو اس طرح گولی ماریں کہ وہ ہمیشہ کے لئے اپاہج ہوجائیں۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ فوراً یہاں واپس آجاؤ۔ یہ کام میں دوسرے قاتل سے کراؤں گا۔"

"میں واپس نہیں آؤں گا۔ سیدھا پولیس والوں کے پاس جاؤں گا۔ آپ کی بھلائی اسی میں ہے کہ ایڈوانس کے پچیس ہزار بھی رکھ لیں اور ان پانچوں کو اپاہج بنادیں۔ اس طرح فائدے میں رہیں گے ورنہ تھانے کچہری کے چکر میں پڑجائیں گے۔"

ذاکر علی باس زبیری کے سر پر سوار ہوگیا۔ زبیری نے لباس میں سے ریوالور نکال کر کہا "آئندہ کے لئے پہلوانی چھوڑ دو اور ہمیشہ کے لئے اپاہج بن جاؤ۔"

وہ پانچوں پہلوان اچھل کر کھڑے ہوگئے۔ اشارم ارتھ نے پریشان ہوکر پوچھا "کیا اپنے کارندے کی طرح تمہارا بھی دماغ چل گیا ہے۔ یہ ریوالور سامنے سے ہٹاؤ۔"

باتوں کے دوران ایک پہلوان وہاں سے کھسکنا چاہتا تھا۔ باس زبیری نے اس کی ٹانگ پر گولی ماری' وہ لڑکھڑا کر فرش پر گر پڑا پھر مزید چار گولیاں چلیں۔ وہ پانچوں فرش پر گرے ہوئے کراہ رہے تھے۔ زبیری نے دوبارہ ریوالور کو لوڈ کرکے کہا "ابھی ایک ایک پیر میں لگی ہے دوسرے پیر باقی ہیں۔"

پھر پانچ فائر یکے بعد دیگرے ہوئے' اب وہ تمام پہلوان تکلیف سے چیخ رہے تھے اور رحم کی بھیک مانگ رہے تھے۔ اب تو وہ پہلوانی کے قابل نہیں رہے تھے۔ آئندہ انہیں رحم کی بھیک سڑک کے کنارے یا لنگر خانوں میں ہی ملنے والی تھی۔

ذاکر علی نے اس قاتل کو پولیس کے ایک اعلیٰ افسر کے پاس پہنچا کر اس سے سچا بیان دلادیا۔ جب پولیس پارٹی اس قاتل کے ساتھ ان پہلوانوں کی طرف جانے لگی تو وہ جواد کے دماغ میں آگیا۔ جواد بڑی قوت برداشت کا مالک تھا۔ گولی کے زخم کو مسکراتے ہوئے برداشت کرلیا۔ ڈاکٹر نے بڑی اچھی طرح مرہم پٹی کی پھر اسے نیند کا ایک انجکشن لگادیا۔ اگر انجکشن نہ لگایا جاتا تو وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے تھپک کر سلادیتا۔ بہرحال اس نے خوابیدہ دماغ پر تنویمی عمل کیا۔ کسی بری نیت سے اسے اپنا معمول اور تابعدار نہیں بنایا۔ اس کا محافظ بن کر رہنے کے لئے ذہن میں یہ نقش کردیا کہ وہ جواد کبھی اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔

تقریباً دو ہفتوں میں بازو کا زخم بھر گیا۔ ذاکر اکثر فون پر اس کی خیریت معلوم کرتا تھا اور اسے بتاچکا تھا کہ اس نے پانچ پہلوانوں سے اور کرائے کے قاتلوں سے انتقام لیا ہے۔ جواد نے کہا "آپ ایک عجیب انسان ہیں' میں تو ان دشمنوں کو جان سے مارڈالتا لیکن آپ انہیں زندہ رکھ کر اپاہجوں کی زندگی گزارنے پر مجبور کررہے ہیں۔ ویسے آپ سے شکایت ہے۔ میں زخمی ہوا' اسپتال میں رہا۔ اجنبی چاہنے والے مجھ سے ملنے آتے رہے لیکن آپ میری عیادت کے لئے نہیں آئے۔"

"جواد! آتا وہ ہے جو دور ہوتا ہے۔ میں تو ہمیشہ تمہارے قریب رہتا ہوں۔ زندگی کا کچھ وقت ایسا ہوتا ہے جب تم سے دور ہوتا ہوں ورنہ اب بھی قریب ہوں۔"

"آپ کا یہ مذاق سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ میرے پاس ہیں اور میں آپ کے پاس نہیں ہوں۔"

ذاکر علی نے پوچھا "یہ تم خواہ مخواہ اخبارات پر لکیریں کیوں بناتے رہتے ہو؟ قلم رکھ دو۔"

وہ شدید حیرانی سے بولا "آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ میں قلم ہے اور میں لکیریں ڈال رہا ہوں' کیا آپ کھڑکی سے دیکھ رہے ہیں۔"

"تم تیسری منزل پر ہو اور تمہارے سامنے والی کھڑکی بند ہے۔ دروازہ بھی بند ہے۔ اب خواہ مخواہ سر نہ کھپاؤ' یہ بری عادت ہے۔"

وہ حیرانی سے خلا میں تکنے لگا۔ ذاکر نے کہا "تم بالکل تندرست ہوچکے ہو۔ آج سے نگر نگر گھومنا اور سچے مومنوں کو تلاش کرنا شروع کردو۔ ہمارے جو مجاہدین ہوں وہ کسی نہ کسی ہنر میں باکمال ہوں۔ تم جس ملک' جس شہر میں جاؤ گے وہاں تمہیں ضرورت سے زیادہ رقمیں ملتی رہیں گی اور تم تمام مجاہدین کی بہترین رہائش کے انتظامات کرتے رہو گے۔ ہم مکمل تیاریاں کرنے کے بعد ایک نئی تنظیم کی صورت میں منظر عام پر آئیں گے۔"

ذاکر علی اور حمائلہ نے کبھی کسی مجاہد کے سامنے خود کو پیش نہیں کیا۔ ذاکر علی نے کبھی کسی کے سامنے ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ وہ میاں بیوی سیدھی سادی زندگی گزارتے تھے اور مختلف لائبریریوں میں کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے تھے۔ انہیں جواد خیری کی طرح اور بھی کئی باصلاحیت' سچے اور کھرے مسلمان ملتے رہے اور ذاکر انہیں اہم ذمے داریاں سونپتا رہا۔ ان میں سے ہر ایک پر تنویمی عمل کرتا رہا تاکہ کسی برے وقت میں ان کے کام آتا رہے اور ان کی نیک نیتی کو بھی سمجھتا رہے۔

اس طرح طویل عرصے کی جدوجہد کے بعد اس تنظیم ایم آئی ایم (مجاہدین اسلامک مشن) کی تکمیل ہوئی۔ حمائلہ نے ایک بار ذاکر سے پوچھا "کیوں نہ ہم بابا صاحب کے ادارے سے منسلک ہوجائیں؟"

اس نے جواب دیا "ہماری تنظیم میں صرف مسلمان ہیں جبکہ بابا صاحب کے ادارے میں مسلمان اور عیسائی وغیرہ بھی ہیں۔ وہ ادارہ پیرس کے مضافات میں ہے' فرانسیسی حکومت سے کسی حد تک وابستہ ہے۔ اگرچہ وہاں مسلمانوں کا بول بالا ہے تاہم ہمیں ادھر کا رخ ابھی نہیں کرنا چاہئے' جب قدرت کو منظور ہوگا تو ہم ادھر کا رخ کریں گے۔"

ان کی تنظیم ایم آئی ایم دنیا کے ہر بڑے شہر میں تھی۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ استنبول کی مساجد کی بڑی بڑی لائبریریاں اور "تقسیم" کے علاقے میں ان میاں بیوی کا ایک معمولی سا گھر ہی ان کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ ذاکر علی کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس نے گھر یا مسجد کی چار دیواری کے باہر کبھی بھول چوک سے بھی ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ اسی لئے وہ اب تک کامیاب رہا تھا اور کوئی دشمن آج تک اس کا سراغ نہیں لگا سکا تھا۔

اسے منظر عام پر لانے کے لئے ایم آئی ایم کے کتنے ہی فراڈ سربراہ بن کر آئے اور ناکام رہے۔ خود ذاکر علی کو یہ توقع نہیں تھی کہ جب وہ اپنے مجاہدین کے ذریعے پہلی بار امریکی طیارے کو اغوا کرائے گا تو ان مجاہدین کی حفاظت کے لئے اسی طیارے سے مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے مل جائیں گے۔

ذاکر نے سوچا تھا کہ طیارے کو اغوا کرنے کے بعد وہ خود ہی ٹیلی پیتھی کے ذریعے سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نمٹ لے گا لیکن وہ خاموشی سے تماشا دیکھتا رہا اور سونیا ثانی اپنی خیال خوانی کرنے والی ٹیم کے ساتھ ان مجاہدین کی حفاظت کرتی رہی اور ان کے مطالبات منواتی رہی۔ ایسے وقت حمائلہ نے کہا "ان حالات میں ہمیں اب فرہاد بھائی جان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔"

وہ بولا "ہم بڑے خلوص سے ان کا شکریہ ادا کرسکتے ہیں لیکن تمہیں یہ نہیں معلوم ہے کہ جناب تبریزی صاحب نے ساری دنیا سے کہا ہے کہ وہ کسی ایم آئی ایم تنظیم سے نہ کوئی تعلق رکھتے ہیں اور نہ ہی ایسی تنظیم کے متعلق کچھ جانتے ہیں لہٰذا جناب تبریزی صاحب کے ان بیانات کو قائم رہنا چاہئے۔"

کچھ عرصے بعد یہ اعلان ہوا کہ ایم آئی ایم کا سربراہ دمشق میں امریکا، اسرائیل، شام اور اردن کے اکابرین سے ملاقات کرے گا۔ ذاکر نے کہا "دیکھو حمائلہ، ہم نے ایسا کوئی اعلان نہیں کیا ہے۔ یہ کوئی سازش ہے۔ شاید دشمن ہمیں کسی طرح منظر عام پر آنے کے لئے مجبور کر رہے ہیں۔"

ایم آئی ایم کے جو اصلی مجاہدین دمشق میں تھے انہیں ذاکر علی نے محتاط رہنے کے لئے کہہ دیا اور یہ سمجھا دیا کہ جب تک کوئی خاص سگنل نہ ملے کوئی حرکت میں نہ آئے۔

پھر ذاکر علی نے سوچا کہ سازش کرنے والوں کے ساتھ سازش ضرور کرنا چاہئے۔ وہ بڑا باصلاحیت بھی تھا اور طرح طرح کے ہتھکنڈے جانتا تھا اس لئے کسی فراڈ سربراہ کے پہنچنے سے پہلے ہی ہڈیوں کے ایک ڈھانچے کو دمشق کے حاکم محل میں پہنچا دیا اور تمام مسلمانوں سے کہہ دیا کہ یہ محض ایک ڈھانچا نہیں ہے بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا مستقبل ہے۔

وہ دمشق میں حمائلہ کے ساتھ کہاں چھپا ہوا تھا اور کس طرح ایک ڈھانچے کو کنٹرول کر رہا تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ اسی طرح وہ بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کس طرح اس کی لاعلمی میں مدد کر رہے ہیں۔ اس رات حاکم محل میں جو واقعات ہوئے اس کی ایک پوری وڈیو فلم تیار ہوگئی تھی جسے دشمنوں نے چھپانا چاہا تھا لیکن پارس نے ذاکر علی کے بتائے ہوئے پتے پر اس کیسٹ کو پہنچا دیا تھا۔ یہ شبہ تھا کہ ذاکر علی کے جس پتے پر اس کیسٹ کو پہنچایا جائے گا اس پتے کے ذریعے پارس وغیرہ ذاکر علی کا سراغ لگائیں گے لیکن اسے تعجب ہوا کہ میرے بیٹے نے نیکی کی اور دریا میں ڈال دی پھر پلٹ کر ادھر نہیں گیا۔ حمائلہ نے کہا "بھائی جان اور ان کے بیٹے بہت عظیم ہیں۔ انہوں نے پلٹ کر معلومات حاصل نہیں کیں کہ ہم کون ہیں؟"

ذاکر نے کہا "بھائی جان کا یہ اطمینان اور خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ معلوم ہوتی ہیں۔ وہ اچانک کسی دن آکر ہم دونوں کے کان پکڑیں گے۔"

اس نے مسکرا کر کہا "ہمارے بھائی جان ہیں، آپ کان پکڑنے کی بات کرتے ہیں وہ ہمیں غصہ دکھائیں اور چپت لگائیں تب بھی کم ہے۔ یہ بات میں تمہارے لئے کہہ رہی ہوں، مجھے تو وہ پیار کریں گے۔"

"مجھے بھی کریں گے۔ میں کوئی جرم نہیں کر رہا ہوں۔ ساری دنیا میں اسلام کی بالادستی کے لئے جدوجہد کر رہا ہوں۔"

پھر ایک بار اعلان ہوا کہ ایم آئی ایم کا سربراہ یہودیوں کو گلے لگانے تل ابیب آرہا ہے۔ یہ بھی خوب مذاق تھا۔ ذاکر علی پی ایل او کے یاسر عرفات کے خلاف تھا، جس نے غزہ کی پٹی کو قبول کرکے پورا اسرائیل یہودیوں کے پاس رہنے دیا تھا۔ ذاکر علی اردن کے بھی خلاف تھا جو یہودیوں سے دوستانہ معاہدہ کر رہا تھا۔ گویا ابتدا میں جس مملکت اسرائیل کے قیام کی مخالفت کی گئی تھی اس مملکت کو تسلیم کیا جا رہا تھا۔ حمائلہ نے پوچھا "ذاکر! آخر یہ کون لوگ ہیں جو خواہ مخواہ ایم آئی ایم کے سربراہ بن کر چلے آرہے ہیں؟"

"دوست ہرگز نہیں ہوں گے۔ دشمن ہیں۔ سیٹلائٹ کے ذریعے ساری دنیا کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ یہودیوں کی مخالفت کرنے والا ایم آئی ایم کا سربراہ خود یہودیوں کو گلے لگانے آرہا ہے۔"

"ہمیں ان کی سیاسی حکمت عملی کو ناکام بنانا چاہئے؟"

"ضرور بنائیں گے، ذرا دیکھ تو لیں کہ یہ دوسرا فراڈ ایم آئی ایم کا سربراہ تل ابیب پہنچ کر کس طرح دوستانہ معاہدے کرتا ہے۔ جب وہ معاہدے ہو جائیں گے تو دوسرے دن ہمارے مجاہدین ان معاہدوں کے ساتھ اس فراڈ سربراہ کی بھی ایسی کی تیسی کردیں گے۔"

ذاکر علی واقعی دوسرے دن اس فراڈ سربراہ سے نمٹنا چاہتا تھا لیکن اس کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ اس فراڈ سربراہ کے تل ابیب پہنچتے ہی کسی نے گولی مار کر اسے زخمی کردیا۔ تمام خیال خوانی

والے اس زخمی کے اندر پہنچے تو یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ وہ شطرنج کا عالمی چیمپئن اور ٹیلی پیتھی جاننے والا مائیک ہرارے ہے اور اسے سپر ماسٹر نے بھیجا ہے۔ اس مائیک ہرارے کو ایک انجکشن دے کر اس پر طویل بے ہوشی طاری کردی گئی تھی تاکہ دشمن اس کے چور خیالات نہ پڑھ سکیں۔

ایسے میں ذاکر علی یہی سمجھ سکتا تھا کہ یہ امریکا اور اسرائیل کی ملی بھگت ہے۔ وہ مائیک ہرارے کو فراڈ سربراہ بنا کر اس کے ذریعے اسرائیل سے دوستی کا معاہدہ کرکے دنیا کو دکھا سکتے تھے کہ پی ایل او پھر اردن اور پھر ایم آئی ایم نے بھی اسرائیل کو تسلیم کرلیا ہے اور اپنے بعد دنیا کے تمام اسلامی ممالک کے لئے یہودیوں سے دوستی کی راہیں کھول دی ہیں۔

لیکن یہ ڈراما بھی کامیاب نہ رہا۔ دوست اور دشمن سبھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے مائیک ہرارے کے دماغ میں جاکر ساری حقیقت معلوم کرلی تھی۔ حمائلہ نے کہا "ذاکر! یہ کیا ہو رہا ہے؟ تم کوئی جوابی کارروائی کیوں نہیں کر رہے ہو؟"

وہ مسکرا کر بولا "جوابی کارروائی کی کیا ضرورت ہے۔ تم ذرا غور کرو۔ ان کی الٹی سیدھی حرکتوں سے ہماری ایم آئی ایم کی کتنی پبلسٹی ہو رہی ہے۔ اسرائیلی حکمرانوں کو مجبوراً اعتراف کرنا پڑا کہ ایم آئی ایم کا سربراہ سچا اور کھرا ہے۔ ان یہودیوں کو دھوکا دینے ایک فراڈ شخص آیا تھا۔ اس طرح ہماری شہرت اور سچائی میں اضافہ ہو رہا ہے اور دنیا والوں پر ظاہر ہو رہا ہے کہ ایم آئی ایم کو بدنام کرنے کے لئے دشمن مذموم حرکتیں کر رہے ہیں۔"

"اور اگر وہ کبھی انہی حرکتوں کے ذریعے کامیاب ہوگئے تو؟"

"تمہارا کیا خیال ہے، کیا ہم خاموش تماشائی بنے رہیں گے؟ ایسے وقت دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔"

دیکھا جائے تو واقعی محض تماشا دیکھنے کی بات تھی۔ اصل سربراہ ذاکر علی بڑے اطمینان سے عبادت اور ریاضت میں مصروف تھا۔ امریکا، اسرائیل اور کسی بھی اسلامی ملک سے... فی الوقت کوئی رابطہ نہیں کر رہا تھا۔ اس کے مجاہدین بھی اپنے اپنے شہروں میں گوریلا جنگ وغیرہ کی ٹریننگ حاصل کرتے رہتے تھے۔ جب تک ذاکر علی کی طرف سے مخصوص سگنل نہ ملتا، وہ کبھی حرکت میں نہ آتے۔

ایک بار پھر دھوم دھام سے اعلان ہوا کہ اس بار ایم آئی ایم کا اصلی سربراہ اپنے تمام مخالفین سے ملاقات کرنے عمان پہنچنے والا ہے۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں تھا کہ اصلی سربراہ کون ہے ثبوت یہی ہوتا کہ جو سربراہ دوست بن جاتا پھر اسلامی ممالک اور اسرائیل کے درمیان ہونے والے معاہدوں کی حمایت کرتا، وہی ساری دنیا میں ایم آئی ایم کے سربراہ کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا۔

اس بات کا دوسرا رخ یہ ہے کہ دوست تسلیم کئے جانے کے بعد اصل سربراہ ذاکر علی ان سب کی مخالفت کے لئے میدان میں اتر آتا تو سارا معاملہ کھٹائی میں پڑ جاتا۔ یہ تسلیم کرنا پڑتا کہ اصلی وہی ہے جس کے مجاہدین نے امریکی طیارے کو ایک بار اغوا کیا تھا اور یہ لوگ مغربی اصطلاح میں بنیاد پرست مسلمان ہیں۔ کلام پاک کے مطابق اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ یہودی تاقیامت مسلمانوں کے دشمن رہیں گے لہٰذا اسے انتہا پسندی اور بنیاد پرستی کہا جائے یا ایمان محکم کہ ایم آئی ایم والے ہمیشہ یہودیوں کے سائے سے دور رہیں گے۔

داستان کے اس موڑ پر جوڈی نارمن کی اصل ہسٹری کو بیان کرنا ضروری ہے۔ اس نے اسلام آباد میں ایک بار فون کے ذریعے اور دوسری بار خیال خوانی کے ذریعے ثانی اور علی تیمور کو اپنی داستان حیات سنائی تھی جس کا ذکر پچھلے باب میں ہو چکا ہے لیکن بات جھوٹی پڑ جائے تو اس سے تعلق رکھنے والے تمام معاملات جھوٹے پڑ جاتے ہیں۔ اصل قصہ یہ ہے کہ وہ عیسائی تھا اور عیسائی ہی رہا۔ اپنا مذہب تبدیل کرنے اور خود کو جوڈی نارمن کے بجائے ضیاء الاسلام بنانے والا قصہ اس نے اس لئے سنایا تھا کہ ثانی اور علی اسے مسلمان تسلیم کرکے اس سے متاثر ہوں گے اور پاکستانی حکمرانوں اور اپوزیشن لیڈروں کے خلاف جتنی دستاویزات ہیں وہ سب جوڈی نارمن کے حوالے کردیں گے۔

ثانی اور علی بے شک اس سے متاثر ہوئے تھے لیکن وہ تو اپنے سائے سے بھی محتاط رہنے والے تھے۔ علی نے ان تمام اہم دستاویزات کی مائیکرو فلم تیار کرلی تھی اور اس کے بعد وہ سب کچھ جوڈی نارمن کے ایک ماتحت کے حوالے کردیا تھا۔

جوڈی نارمن کبھی ٹیلی پیتھی جاننے والی جورا جوری کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارتا تھا۔ جب وہ مرگئی تو اس کے بغیر تنہا بھٹکنے لگا۔ اس دور کے کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح وہ بھی سپر ماسٹر اور اعلیٰ فوجی افسران کی پابندیوں سے نکل آیا تھا اور یہ ارادہ کر رہا تھا کہ ٹیلی پیتھی کے غیر معمولی علم سے کوئی بہت بڑا فائدہ اٹھائے گا۔ کوئی ایسا ادارہ قائم کرے گا جس کی دہشت ساری دنیا پر طاری رہے اور وہ اس ادارے کا سربراہ بن کر رہے۔

اس نے اس سلسلے میں کئی بار کوششیں کیں مگر ناکام رہا۔ اسے کام کے آدمی نہیں ملے۔ اچھے منصوبہ باز، اچھے جنگ باز اور اچھے وفاداروں کی کمی نہیں تھی لیکن انسانی فطرت وقت کے ساتھ بدل جاتی ہے۔ آج جو وفادار ہیں کل کسی مخصوص حالت کے تحت بے وفا بن جاتے ہیں۔ لالچ اور منافع خوری ایمان بدل دیتی ہے۔

لہٰذا وہ ایک عرصے تک تنہا گمنامی کی زندگی گزارتا رہا جب کبھی موقع ملتا تو امریکا اور اپنی قوم کے لئے کوئی بڑا کارنامہ انجام دے دیتا۔ ایسے وقت واشنگٹن کے ریکارڈ کیپر انچارج سے کہتا کہ ایسے جو کارنامے رازداری سے انجام دیئے جائیں اس پر مسٹر جے کا نام لکھا جائے۔ کبھی ضرورت پیش آئے گی تو میں خود کو ظاہر کروں گا۔

←

وہ خیال خوانی کے ذریعے مختصر سی گفتگو کرتا تھا۔ امریکی اکابرین نے اس سے کئی معاملات میں استدعا کی کہ وہ فلاں اہم معاملے میں ان سے تعاون کرے۔ اس نے جواب دیا "مجھے افسوس ہے کہ میں کسی کی فرمائش پر کوئی اہم کام نہیں کرتا۔ حالانکہ محب وطن ہوں' مطلوبہ کام کرکے اپنی امریکی قوم کو فائدے پہنچا سکتا ہوں لیکن میں پابندیوں کا قائل نہیں ہوں لہٰذا آپ لوگ اپنی طرف سے کوئی فرض انجام دینے کی فرمائش نہ کریں۔ یہ یقین رکھیں کہ جب تک زندہ ہوں اپنی فرض شناسی اور وطن کی محبت کو کبھی فراموش نہیں کروں گا۔"

دراصل وہ مجھ سے اور میری فیملی سے کتراتا تھا۔ اس کی کوشش یہی ہوا کرتی تھی کہ وہ ایسے کسی معاملے میں ملوث نہ ہو جس میں ہمارا عمل دخل رہتا ہے۔ اس نے یہ طے کرلیا تھا کہ ہم سے جتنی دور رہے گا اتنا ہی محفوظ اور گمنام رہ کر بخیریت زندگی گزارتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ساتھ موت دی ہے اور یہ موت مختلف حیلوں بہانوں سے آتی ہے۔ آدمی ہزاروں برس کی دنیا کو دیکھ کر اور دنیا کی ہر فانی شے کو دیکھ کر آج بھی یہ سوچتا ہے کہ وہ کسی طرح موت سے بچ پائے گا یا کم از کم اپنی طبعی عمر کو ذرا طویل بنالے گا۔ موت تو اٹل ہے۔ آدمی تو شامتِ اعمال سے بچ نہیں پاتا۔ یہی شامت اسے رفتہ رفتہ موت کی طرف لے جاتی ہے۔

کچھ عرصے بعد اس کی زندگی میں ایک نہایت حسین و جمیل دوشیزہ آئی۔ اس میں ایسی دلکشی تھی کہ اس نے پہلی بار جورا جوری کی یاد بھلادی۔ تہذیب کے حوالے سے عورت ماں ہے' بہن ہے اور بیٹی وغیرہ ہے لیکن مصائب کے حوالے سے دیکھا جائے تو شامت ہی شامت ہے اور جوڈی نارمن کی زندگی میں آنے والی اس لئے بھی شامت تھی کہ وہ ایک خوبرو یہودی دوشیزہ تھی۔ وہ پہلی ملاقات میں ہی اس پر ہزار جان سے عاشق ہوگیا تھا۔ اگرچہ وہ اس سے کچھ زیادہ متاثر نہیں ہوئی تھی۔ اس نے چور خیالات پڑھے تو معلوم ہوا کہ وہ یہودی ہے اور بڑی محتاط رہنے والی ہے' کسی بھی مرد سے کتراتی ہے۔ آئندہ کسی ایسے شخص سے شادی کرنا چاہتی ہے جو ساری دنیا کی خوشیاں اس کے قدموں میں ڈال دے۔

یہ جوڈی نارمن کے لئے معمولی سی بات تھی۔ وہ اپنے علم کے ذریعے اسے ملکۂ عالم بنا کر رکھ سکتا تھا۔ اس کا باپ ایک خبطی سائنس داں تھا' اگرچہ سائنس داں خبطی نہیں ہوتے لیکن بعض سائنس داں ایسے مسئلے پر ریسرچ کرتے ہیں جو بظاہر عقل سے بعید ہوتے ہیں۔ لوگ کبھی ان کی تحقیقات کی کامیابی پر یقین نہیں کرتے اس لئے انھیں خبطی کہتے ہیں۔

اس حسینہ کا نام ایمونا تھا۔ ایمونا ڈوان۔ وسکی ڈوان اس کے باپ کا نام تھا۔ جب وہ دس برس کی تھی تب ڈوان نے اس موضوع پر سوچنا اور تحقیقات کرنا شروع کیا تھا کہ ایک چیز جو روشنی میں نظر آتی ہے وہ اندھیرے میں کیوں نظر نہیں آتی۔ یا جو اندھیرے میں نظر نہیں آتی ہے وہ روشنی میں کیسے نظر آجاتی ہے۔

یہ عمل قدرتی ہے اور سائنس داں قدرتی عوامل پر ہی اپنا سر کھپاتے رہتے ہیں۔ ڈوان کی کوشش یہ تھی کہ جو چیز اندھیرے میں نظر نہیں آتی' کیا وہ روشنی میں بھی نظروں سے اوجھل رہے گی یا پھر کسی سائنسی عمل سے اتنی ہی واضح ہوجائے کہ تاریکی میں کسی حد تک نظر آئے گی۔

ڈوان کے دماغ میں یہ خیال ایک پرانی فلم "دی انوزی بل مین" یعنی نادیدہ شخص دیکھ کر آیا تھا۔

اس فلم نے یہ واضح کیا کہ جس پر دھند چھا جائے تو وہ نظر نہیں آتی اور دھند کے ہٹنے کے بعد وہ پھر نظر آنے لگتی ہے۔ اس فلم نے بتایا کہ جو شخص نگاہوں کے سامنے موجود تھا اور اب نظر نہیں آرہا ہے وہ نظر نہ آنے کے باوجود وہاں موجود ہے۔ تصدیق کے لئے آگے بڑھ کر ہاتھ بڑھا کر دیکھا تو ہاتھوں کے لمس سے محسوس ہوا کہ وہ موجود ہے اور اس نے اپنی زبان سے کہا' ہاں یہ میں ہی ہوں۔ تم سب کو دیکھ رہا ہوں مگر تم میں سے کوئی مجھے دیکھ نہیں سکتا۔

یہ ایک فلمی خیال تھا جو ہنوز ایک خیال ہی ہے کہ سامنے کھڑا ہوا شخص دیکھتے ہی دیکھتے نگاہوں سے اوجھل ہوجائے۔

لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ داستانیں لکھنے والے دور کی کوڑی لاتے ہیں' کبھی ایسی بے تکی باتیں کرتے ہیں جو سراسر مضحکہ خیز ہوتی ہیں مگر اتنی دلچسپ ہوتی ہیں کہ پڑھنے والے بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے چلے جاتے ہیں مثلاً داستان الف لیلہ لکھنے والے نے اپنے کرداروں کو ایک قالین پر آسمان کی بلندیوں میں اڑتے ہوئے دکھایا۔ اس زمانے میں کوئی شاید سوچتا بھی نہ ہوگا کہ انسان بغیر پر کے پرواز کبھی کرسکے گا' آج یہی انسان ہوائی جہاز میں پروازیں کرتا ہے اور راکٹ کے ذریعے دوسرے سیاروں کی طرف جارہا ہے۔ یوں دیکھا جائے تو لکھنے والے کو قدرت کے مشاہدات سے یہ شہ ملتی ہے کہ وہ ایک بات کو بڑھا چڑھا کر لکھ دے۔ وہ قلم پکڑ کر سوچتا ہے کہ انسان مکھی اور مچھر سے گیا گزرا نہیں ہے۔ جب وہ ننھی سی ہستیاں پرواز کرسکتی ہیں تو پھر ہم کیوں نہیں کرسکتے۔ یہی سوچیں اور حوصلے انسان کو سائنسی ترقیوں کی طرف لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے الو کی آنکھیں ایسی بنائی ہیں کہ وہ رات کی گہری تاریکی میں بھی دیکھ لیتا ہے۔ اب سائنسی ایجاد نے اینٹی ڈارک لینس تیار کئے ہیں جنھیں آنکھوں پر چڑھا کر تاریکی میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ایسی بے شمار سائنسی ایجادات ہیں جو پہلے کسی زمانے میں مضحکہ خیز سمجھی جاتی تھیں مگر آج وہ سب ناقابلِ تردید حقیقت ہیں۔

ایمونا کا باپ وسکی ڈوان اس نظریے پر کام کررہا تھا کہ جب انسان کا سایہ سر سے پاؤں تک زمین پر یا دیوار پر نظر آتا ہے تو پھر اس کا ٹھوس چلتا پھرتا جسم بھی سایہ کیوں نہیں بن سکتا؟ یعنی ایسا کامیاب تجربہ ہو کہ آدمی جو سراپا گوشت پوست کا نظر آرہا ہے وہ

سراپا تحلیل ہو کر صرف سایہ بن جائے پھر جب چاہے سائنسی کمال سے پھر سائے کے بجائے گوشت پوست کا انسان نظر آجائے۔ وہ جس سرکاری سائنس لیبارٹری کا ایک ماہر سائنس داں تھا وہاں دوسرے سائنس دانوں نے اس کا مذاق اڑایا۔ ایک نے کہا "یہ شعبہ ایسا ہے کہ کوئی سا بھی بے تکا خیال دماغ میں چلا آتا ہے پھر وہی خیال ایک دن قابل عمل ہوتا ہے لیکن جو سائنسی عمل ہو اس کے نتیجے میں انسانوں کو فائدہ پہنچنا چاہئے۔ ایک اچھے خاصے گوشت پوست کے انسان کو سائے میں بدلنے کا فائدہ کیا حاصل ہوگا؟"

وسکی ڈوان نے کہا "بڑے فائدے ہیں۔ کیا تم ایک سائے کو لاٹھی سے' تلوار سے یا گولی سے مار کر زخمی کرسکتے ہو؟"

ایک نے جواب دیا "یہ تو بچہ بھی جانتا ہے کہ سائے کو مارتے رہو' زمین پر گڑھا پڑتا رہے گا' دیواریں ٹوٹتی رہیں گی لیکن سایہ اپنی جگہ سر سے پاؤں تک پہلے کی طرح محفوظ رہے گا۔"

ڈوان نے کہا "اگر میں تمہارے گوشت پوست کے جسم کو سائے میں تبدیل کردوں تو کیا تمہیں کسی دشمن کی گولی لگے گی؟ کوئی راکٹ' میزائل یا ایٹم بم اس سائے کو فنا کرسکے گا۔ جہاں سائے پر بم گرے گا وہاں کئی فٹ کی گہرائی تک گڑھے پڑجائیں گے' بلند و بالا عمارتیں ملبہ بن جائیں گی' ہوائیں متعفن ہوجائیں گی مگر سایہ اپنے انسانی قد تک کسی گڑھے میں جاکر کسی ملبے کے اوپر رہ کر پھر کسی ہموار جگہ واپس آجائے گا۔"

دوسرے سائنس داں نے کہا "تمہاری یہ بات معقول ہے۔ سائے کو کوئی چیز مار نہیں سکتی مگر اس سائے کا جسم کہاں رہے گا؟"

ڈوان نے کہا "میں اسی پروسس پر کام کرنا چاہتا ہوں کہ سایہ ہمارے گوشت پوست کے بدن سے نکلتا ہے اور باہر راستے پر آجاتا ہے تو پھر ہمارا بدن اس سائے کے اندر کیوں نہیں جاسکتا؟ ہم ہوا کو سانسوں کے ذریعے اندر بھی لاتے اور باہر بھی کردیتے ہیں۔ سایہ ہمارے بدن کے اندر رہتا ہے جو روشنی کی قوت سے باہر آتا ہے۔ کیا سائنسی قوت سے ہمارا جسم سائے کے اندر پہنچ کر باہر کی بلاؤں سے محفوظ نہیں رہ سکتا؟"

یہ بحث لمبی تھی اور ناقابلِ قبول تھی۔ کسی نے وسکی ڈوان کے اس نظریے کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی اس سلسلے میں اس سے عاون کیا۔ اس کی ان بے تکی کوششوں پر سرکاری طور پر بھی ہمت فزائی نہیں ہوئی۔ ایسے وقت جوڈی نارمن نے ڈوان سے شناسائی یدا کی۔ اس نے ایمونا کو حاصل کرنے کے لئے بتایا کہ اس کے س بے انتہا دولت ہے' وہ ایمونا کے باپ کے لئے دنیا کی سب سے بڑی سائنسی لیبارٹری قائم کرسکتا ہے۔

ایمونا نے پوچھا "تمہارا کاروبار کیا ہے۔ تم کروڑوں ڈالر کی لت سے کس طرح لیبارٹری قائم کروگے؟"

وہ بولا "اگر تم اپنے باپ کو ایک کامیاب سائنسی تجربہ کرتے دیکھنا چاہتی ہو اور میرے ساتھ شادی کرکے دنیا کا تمام عیش و آرام حاصل کرنا چاہتی ہو تو مجھ سے کبھی یہ سوال نہ کرنا کہ میں کن ذرائع سے دولت حاصل کرتا ہوں۔"

وسکی ڈوان نے پوچھا "اگر ہم ناجائز دولت کے باعث قانونی گرفت میں آجائیں گے تو مجھ جیسا معروف سائنس داں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا۔"

"میں فی الحال زبان سے یقین دلا سکتا ہوں کہ ہم میں سے کوئی کبھی قانونی گرفت میں نہیں آئے گا' مجھ پر بھروسا کرسکتے ہو تو کرو ورنہ تمہارا وہ انوکھا سائنسی تجربہ کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا۔"

اس نے باپ بیٹی کو زبان سے بھی سمجھایا اور خیال خوانی کے ذریعے ان کے دماغوں پر بھی اثرانداز ہوتا رہا' اس طرح جوڈی نارمن نے کروڑوں ڈالر خرچ کئے۔ وسکی ڈوان کی ہر ضرورت پوری کی اور ایمونا کو اپنا بنالیا۔ وہ جو چاہتی تھی اس سے اتنا زیادہ ملنے لگا کہ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ ایسے میں تجسس بڑھتا جاتا ہے۔ وہ کہتی تھی "میں نے وعدہ کیا تھا کہ تم سے کبھی آمدنی کے ذرائع کے متعلق سوال نہیں کروں گی لیکن اب تو میں بیوی ہوں۔ تمہاری رازدار ہوں' مجھ سے تو کچھ نہ چھپاؤ۔"

"مجھے تم پر بھروسا ہے اس لئے نہیں چھپاؤں گا۔ میرا ایک بہت بڑا گینگ ہے' وہ گینگ بینک میں ڈاکے ڈالتا ہے۔ منشیات اسمگل کرتا ہے اور دوسرے ملکوں کے راز چراتا ہے۔"

وہ غصے سے بولی "تم نے کہا تھا کہ ہم کبھی قانونی گرفت میں نہیں آئیں گے' کیا چور کبھی پکڑا نہیں جاتا ہے؟ کیا قانون کے محافظ ہمارے دروازے تک اور ڈیڈی کی لیبارٹری تک نہیں پہنچیں گے؟"

"جس طرح اب تک تمہیں میری اصلیت معلوم نہیں تھی اسی طرح قانون کے کسی محافظ کو بھی نہ معلوم ہے اور نہ معلوم ہوگی۔ ویسے سنا ہے عورتیں پیٹ کی ہلکی ہوتی ہیں' اب میرا راز اس وقت کھلے گا جب تمہارے پیٹ میں درد ہوگا۔"

"میں پیٹ کی ہلکی نہیں ہوں مگر تم نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ جھوٹ کہا ہے' میری محبت کی قسمیں کھاتے ہو کیا یہی محبت ہے کہ جھوٹ بول کر شادی کی جائے؟"

ایسے وقت وسکی ڈوان نے آکر کہا "مجھے امید ہے میں اپنے تجربے میں کامیاب ہوجاؤں گا۔"

"کیا واقعی آپ گوشت پوست کے جسم کو سائے کے اندر پہنچا کر اسے محفوظ کرسکتے ہیں؟"

"ابھی پوری طرح کامیابی حاصل نہیں ہے مگر ایسی جھلکیاں نظر آرہی ہیں۔ میں اپنے ایک ماتحت پر یہ تجربہ کررہا ہوں۔ وہ تھوڑی دیر کے لئے نظروں سے اوجھل ہوتا ہے لیکن پھر اپنے سائے سے باہر نکل آتا ہے۔"

وہ خوش ہوکر بولی "ڈیڈی! پھر تو آپ کا تجربہ ضرور کامیاب

رہے گا۔ آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ کہاں خرابیاں رہ گئی ہیں‘ جو غلطیاں اور خرابیاں ہیں انہیں آپ ضرور دور کرلیں گے۔“

”وہ تو میں ضرور کروں گا مگر اس کامیابی کا سہرا جوڈی نارمن کے سر ہے‘ مجھے اتنے مہنگے آلات اور دوائیں نہ ملتیں تو میں کبھی کامیابی کے اس مرحلے تک نہ پہنچ پاتا۔“

ڈوان خوش ہو کر پھر لیبارٹری کی طرف چلا گیا۔ جوڈی نارمن نے پوچھا ”اب کیا خیال ہے‘ میں جھوٹا اور فریبی ہوں؟“

وہ گلے میں بانہیں ڈال کر بولی ”وہ تو ہو مگر اب میرے ڈیڈی کو وہ شہرت ملے گی جو آج تک کسی سائنس داں کو نہیں ملی۔“

”نہیں۔ یہ ظاہر نہیں ہونا چاہئے کہ تمہارے باپ کو کامیابی حاصل ہو رہی ہے‘ جو فارمولا تیار ہو رہا ہے وہ کسی دوسرے تک نہیں پہنچنا چاہئے ورنہ اس دنیا میں چھپ کر واردات کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ جو بھی مجرم ہوگا وہ تمہارے باپ کے فارمولے کو استعمال کرے گا‘ اپنے مطلب کا جرم کرے گا پھر شریفانہ انداز میں سائے سے نکل کر اپنے گوشت پوست کے جسم میں واپس آجائے گا۔“

وہ تھوڑی دیر تک چپ رہی پھر بولی ”ہاں‘ دنیا میں ہتھیار پہلے اپنی حفاظت کے لئے بنائے گئے پھر لوگ اس ہتھیار سے اپنے چاہنے والوں کو بھی مارنے لگے۔ میں ڈیڈی سے کہوں گی کہ وہ اپنی ہونے والی کامیابی کو راز میں رکھیں۔“

جوڈی صرف باتیں نہیں کرتا تھا چور خیالات بھی پڑھتا تھا۔ ایمونا کے خیالات کہتے تھے کہ جوڈی نے ضرور فائدہ پہنچایا ہے مگر جھوٹا‘ فریبی اور کسی گینگ کا خطرناک لیڈر ہے۔ اگر اسے سائے میں تبدیل ہونے والا فارمولا مل جائے گا تو یہ اور بڑی وارداتیں بھی کرے گا اور ہم باپ بیٹی کو بھی ختم کردے گا۔ اس کی حرکتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے میرے ڈیڈی سے یہ اہم فارمولا تیار کرانے کے لئے ہی کروڑوں ڈالر خرچ کئے ہیں پھر اس سے پہلے کہ میرے ڈیڈی عالمگیر شہرت حاصل کریں‘ یہ ہمیں مار ڈالے گا یا کسی ذاتی قید خانے میں پہنچادے گا اور تنہا اس فارمولے سے فائدہ اٹھاتا رہے گا۔

اس نے سوچ رکھا تھا کہ جب ضرورت سمجھے گا ایمونا پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنے مزاج کے مطابق ڈھال لے گا۔ اس رات اس نے ایمونا کو اپنا معمول اور تابعدار بنالیا۔ اس سے پہلے وہ وسکی ڈوان اور اس کے دو ماتحتوں کو اپنے زیر اثر لاچکا تھا اور ڈوان کے ذہن سے معلوم کرتا رہتا تھا کہ وہ کس طرح کام کر رہا ہے اور بتدریج کس طرح کامیابی کی طرف بڑھنے کے لئے فارمولوں میں تبدیلیاں کرتا رہتا ہے۔

ڈوان کو پہلی کامیابی یہ حاصل ہوئی تھی کہ جیتے جاگتے جسم کو اس کے سائے میں روپوش کرنے لگا تھا۔ وہ جسم جلد ہی سائے سے نکل کر نگاہوں کے سامنے دکھائی دینے لگتا تھا۔ ایسے ہی تجربات کے نتیجے میں جسم اپنے سائے کے اندر کئی کئی گھنٹے‘ پھر کئی کئی دن اور ہفتے رہنے لگا۔

دوسرے مرحلے میں ڈوان نے اپنے ماتحت کے سائے کو ایک بار لاٹھی سے اور ایک بار کلہاڑی سے مارا۔ جب وہ جسم اپنی مخصوص مدت کے بعد سائے سے باہر آیا تو وہ لاٹھی یا کلہاڑی سے زخمی نہیں تھا۔ جس طرح سائے کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا‘ اسی طرح وہ جسم بھی محفوظ تھا۔

جس ماتحت پر وہ فارمولا آزمایا جارہا تھا‘ اس کی رپورٹ یہ تھی کہ سائے میں مدغم ہونے کے بعد وہ خود کو دنیا والوں سے قدرے دور محسوس کرتا ہے‘ اپنے آس پاس والوں کی آوازیں بہت دھیمی سی سنائی دیتی ہیں۔ اس نے ایک ہاتھ میں قلم پکڑا تھا۔ سائے میں تبدیل ہوتے ہی قلم ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔ یعنی سائے کی انگلیوں میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ ایک قلم کو تھام کر رکھ سکتا۔ اس کے ہونٹ ہلتے تھے وہ کچھ بولتا تھا مگر سنائی نہیں دیتا تھا۔ باقی جسم متحرک ہوتا تھا۔ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاسکتا تھا۔ ہاتھوں کے اشاروں سے کچھ کہہ بھی سکتا تھا۔

واقعی انوکھا تجربہ تھا۔ سائے کے اندر زندگی ہوتی تھی۔ وہ زندگی نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتی تھی اور نہ کوئی اسے نقصان پہنچا سکتا تھا۔ پہلے اس بات کا حساب نہیں ملتا تھا کہ سائے میں گم ہوجانے والا جسم کتنی دیر بعد واپس آئے گا پھر ایک ایک دوا کے لئے علیحدہ حساب سے ایک مکمل فارمولا تیار ہونے لگا۔

فارمولے کے مطابق ایسی گولیاں تیار کی گئی تھیں جو مختلف مدت کے لئے تھیں۔ ایک گولی ایسی تھی جس کے استعمال کے بعد پورے چوبیس گھنٹوں تک سائے کے اندر رہنے کے بعد جسم ظاہری صورت میں آتا تھا۔ ایک گولی ایسی تھی جو ایک ماہ تک جسم کو سائے کے اندر جکڑ کر رکھ سکتی تھی۔

یہ ایک دن اور ایک ماہ کا فارمولا ہی کافی تھا۔ جوڈی نارمن نے ان تیار شدہ گولیوں کے علاوہ ان کے فارمولوں کو بھی اپنے پاس حفاظت سے رکھ لیا۔ ان کے بارے میں چھوٹی سے چھوٹی بڑی سے بڑی باتیں معلوم کرلیں۔ وسکی ڈوان کے دماغ میں اس سلسلے کا کوئی راز رہنے نہیں دیا۔ اس کے بعد سائنس داں ڈوان سمیت اس کے دونوں ماتحتوں کو ہلاک کردیا۔ وہ دو ماتحت مختلف شہروں میں حادثوں کا شکار ہوئے تھے اور وسکی ڈوان لیبارٹری میں مردہ پایا گیا۔ ایمونا نے روتے ہوئے پوچھا ”یہ کیسے ہوگیا؟“

وہ بولا ”تمہارے باپ نے غلط تجربات کئے۔ غلط دوائیں بنائیں‘ انہیں استعمال کیا اور اپنی غلطیوں کے نتیجے میں مرگیا۔“

”تم جھوٹے مکار ہو۔ تم نے میرے ڈیڈی کو مار ڈالا ہے۔“

”چلو یہی سہی۔ کوئی سوچتا ہے اور دشمن کا کام تمام کردیتا ہے اور کوئی سوچتا ہے مگر سوچتا ہی رہ جاتا ہے۔ اب تم صاف گوئی سے کام لو اور اپنے دل کی باتیں بیان کرو کہ میرے خلاف کیا کچھ سوچتی رہتی تھیں؟“

کوئی اپنے اندر کا بھید نہیں بتاتا پھر یہ کہ جو باتیں وہ جوڈی کے خلاف سوچتی تھی انہیں کبھی زبان پر لا نہیں سکتی تھی لیکن جس کے خلاف تھی اس کی معمولہ اور تابعدار بھی تھی اس لئے جوڈی کی مرضی کے مطابق بے اختیار بولتی چلی گئی۔

جب وہ بول چکی تو اس نے کہا ”بس اب چلو تمہارے باپ کا ماتم کریں اور اس کی آخری رسومات ادا کردیں۔“

آخری رسومات کے دوران ایمونا روتی رہی اور قبرستان میں آنے والوں سے جوڈی کی مرضی کے مطابق بولتی رہی کہ وہ کل اسرائیل چلی جائے گی پھر ایک ماہ کے بعد اپنے شوہر جوڈی نارمن کے پاس واپس آئے گی۔

وہ اپنے بیان کے مطابق دوسرے دن چلی گئی پھر کبھی واپس نہیں آئی۔ جوڈی یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ زندہ رہے اور متحرک جسم کو سائے میں تبدیل کرنے والی کامیابی کا ذکر اپنے باپ کے حوالے سے کرے۔ لہٰذا اس نے اسے بھی باپ کے پاس پہنچادیا۔

ان حالات میں جتنا بھی عرصہ گزرا‘ وہ اپنے ملک امریکا کے لئے بھی کام کرتا رہا اور جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے وہ جب بھی کوئی کارنامہ انجام دیتا تھا‘ اسے واشنگٹن کے ریکارڈ روم میں مسٹر جے کے نام ریکارڈ کرادیا جاتا تھا۔ سپر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران سے کہہ دیتا تھا کہ وہ ان میں سے کسی کے احکامات پر عمل نہیں کرے گا۔ اپنی مرضی سے اور آزادی سے ملک و قوم کے لئے کام کرتا رہے گا۔ پھر اس نے دیکھا کہ ایک نئی تنظیم ایم آئی ایم نے پہلے ایک امریکی طیارہ اغوا کیا پھر اسرائیل اور چند اسلامی ممالک کی دوستی کی راہوں میں اس تنظیم کا سربراہ دیوار بنا ہوا ہے اور اس سلسلے میں اہم بات یہ ہے کہ دنیا کی کوئی سراغرساں ایجنسی اب تک یہ معلوم نہ کرسکی کہ ایم آئی ایم کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے۔ اس کے مجاہدین کتنے ملکوں اور شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کا سربراہ کون ہے؟ جوڈی نارمن کے پاس دو علوم تھے‘ ایک تو وہ ٹیلی پیتھی جانتا تھا دوسرا یہ کہ وہ اپنے گوشت پوست کے جسم کو سائے میں چھپا سکتا تھا اور یوں خود کو چھپا کر ایم آئی ایم کے ایک ایک مجاہد اور سربراہ کا سراغ لگا سکتا تھا۔

لیکن دنیا مل جاتی ہے‘ دولت مل جاتی ہے‘ غیر معمولی علوم مل جاتے ہیں‘ ان سب کے باوجود مقدر نہ ملے تو سب کچھ مل کر بھی کچھ نہیں ملتا۔ جوڈی کو ایک بار معلوم ہوا کہ ایم آئی ایم کا سربراہ دمشق آرہا ہے۔ وہ حاکم محل میں رات کے نو بجے وہاں کے اکابرین سے ملاقات کرے گا۔ یہ معلومات حاصل کرنے کے بعد جوڈی کی عقل نے سمجھایا کہ وہ سربراہ بڑے سخت انتظامات کے ساتھ آئے گا‘ کسی غیر کو پاس پھٹکنے نہیں دے گا۔ ایسے میں اگر وہ محض ایک سایہ بن کر رہے تو کوئی اسے دیکھ نہیں سکے گا۔ وہ سایہ ایم آئی ایم کے سربراہ کی کار میں یا کار کی چھت پر رہے گا تب بھی کسی کو نظر نہیں آئے گا۔ یہ سوچ کر اس نے ایک گولی کھالی۔ جسمانی طور پر روپوش ہوگیا مگر ایک سایہ بن کر رہا۔ چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے سایہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ حاکم محل کے پاس رہا پھر یہ دیکھ کر غصہ آیا کہ وہاں سربراہ کی جگہ انسانی ہڈیوں کا ڈھانچا آیا تھا۔ جوڈی نے خود کو سمجھایا کوئی بات نہیں وہ ڈھانچا جس کنٹرول روم سے متحرک رکھا جارہا ہے واپسی میں اس کنٹرول روم کی طرف ضرور جائے گا اور اس سائے کو نہیں دیکھ سکے گا لیکن پھر مایوسی ہوئی۔ وہ ڈھانچا مذاکرات کے بعد اس حاکم محل کے اندر ایسے پگھل کر نابود ہوگیا تھا جیسے ہڈیوں کا نہیں موم کا بنا ہوا ہو۔ ڈھانچا تو ختم ہوگیا تھا مگر جوڈی نے جو گولی کھائی تھی اس کے نتیجے میں اسے چوبیس گھنٹے تک ایک سایہ بن کر رہنا پڑا۔ اب وہ دن کے وقت جہاں سے بھی گزرتا‘ سارا شہر حیران ہو کر دیکھتا کہ کسی کا وجود نظر نہیں آرہا ہے مگر ایک انسانی سایہ مختلف مقامات سے گزرتا جارہا ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ انسانی جسم کا ایک سائے میں روپوش رہنے والی بات دنیا کو معلوم ہو‘ لہٰذا وہ تمام دن ہوٹل کے ایک..... کمرے میں چھپا رہا۔

اس گولی کے اثر کے مطابق وہ دوسری رات آٹھ بجے سائے سے نکل کر اپنے وجود میں آسکتا تھا۔ دن کے وقت ہوٹل میں ایک آدھ بار ملازم نے آکر دستک دی لیکن وہ ایسے خاموش رہا جیسے سو رہا ہو۔ ویسے بھی ملازم خود آکر دستک نہیں دیتے ہیں۔ بلائے جانے پر آتے ہیں۔ جوڈی کو اس کمرے میں کوئی فون کرنے والا بھی نہیں تھا اس لئے وہ محض سائے کی حیثیت سے کسی کی نظروں میں نہ آسکا۔ اس دنیا میں سیر پر سوا سیر ہیں۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ خود سایہ بن کر آئے گا تو اس کا مخالف ڈھانچا بن کر مذاکرات کے لئے آئے گا اور سب کو الو بنا کر جائے گا۔

جوڈی نارمن کی ٹیلی پیتھی اور سایہ بن جانے کی تکنیک کام نہیں آئی۔ لوگ بھول جاتے ہیں کہ دنیا میں صرف عقل کام آتی ہے اور محض عقل ہی سے انسان دوستوں اور دشمنوں کو پہچانتا ہے۔

دوسری بار جوڈی نے طے کیا کہ سایہ بننے والی گولی نہیں کھائے گا۔ بہت زیادہ مشکلات میں گرفتار ہوگا تو سایہ بنے گا ورنہ سایہ بننے کے بعد وجود والوں کی دنیا میں بڑے مسئلے پیدا ہوجاتے ہیں۔ اس غیر معمولی فارمولے کے مطابق جو گولیاں بنائی گئی تھیں ان میں پچھلے دو سال سے بہت آہستہ آہستہ تبدیلیاں آرہی تھیں۔ پہلے سایہ دھیمی دھیمی سی آوازیں سن سکتا تھا اب پوری طرح سن لیتا تھا اور بول بھی سکتا تھا۔ پہلے کی طرح اس کے ہونٹ صرف ہلتے ہی نہیں تھے کلام بھی کرتے تھے۔ ایسی تبدیلیوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ ان گولیوں کے اثر میں توانائی زیادہ پیدا ہو رہی ہے۔ اگر توانائی اسی طرح بڑھتی رہے گی تو سایہ اپنے انسانی وجود کی طرح دوسری چیزوں کو پکڑ بھی سکے گا اور ان چیزوں کو اپنے طور پر استعمال

بھی کرسکے گا۔

اس میں شبہ نہیں کہ جوڈی نارمن کے ہاتھ ایک نہایت ہی غیر معمولی فارمولا لگا تھا لیکن اس میں جو تبدیلیاں آرہی تھیں ان کے پیش نظر یہ لازمی ہوگیا تھا کہ وہ دنیا کے کسی نہایت ذہین اور تجربہ کار ماہر سے دوبارہ اس فارمولے کا تجزیہ کرائے اور یہ معلوم کرے کہ وہ غیر معمولی گولیاں توانائی کی کس انتہا کو پہنچتی ہیں۔

فی الوقت کسی نہایت تجربہ کار ڈاکٹر کو ٹریپ کرکے اسے اپنا غلام بناکر اس سے مطلوبہ معلومات حاصل کرنے کا موقع نہیں تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ جلد ہی ایم آئی ایم کے اصل سربراہ کی شہ رگ تک پہنچ جائے گا' اس کے بعد اپنے پاس رکھے ہوئے فارمولے کی نئی تبدیلیوں کے متعلق معلومات حاصل کرے گا۔

دوسری بار ایم آئی ایم کا سربراہ تل ابیب آیا تھا اور وہاں پہنچتے ہی یہ بھید کھل گیا تھا کہ وہ سربراہ نہیں بلکہ سپرماسٹر کا ٹیلی پیتھی جاننے والا شطرنج کا عالمی چیمپئن مائیک ہرارے ہے۔ ایک تنظیم کا سربراہ جب دوبار فراڈ یا مکار ثابت ہوا تو جوڈی نے سوچا کہ دوسرے ملکوں اور تنظیموں کے لوگ ایسی ہی فریب کاریوں سے اصل سربراہ کو بے نقاب کرنا چاہتے ہیں۔

اس سلسلے میں ابتدا سے یہ رائے قائم کی جارہی تھی کہ ایم آئی ایم میں ایک نہیں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ جناب تبریزی صاحب نے بیان دیا تھا کہ وہ ایم آئی ایم اور اس کے سربراہ کے متعلق نہیں جانتے ہیں۔ دشمن بھی ان کی سچائی اور ایمان کو تسلیم کرتے تھے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس نئی تنظیم کے کام آرہے ہیں یا نہیں؟ ایسا بیان نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ یہ دنیاوی معاملات تھے اور وہ دنیا داری سے دور اپنے حجرے میں عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ یہ معلوم نہیں کرتے تھے کہ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کیا کرتے پھر رہے ہیں۔ جب قدرت کی طرف سے کوئی اشارہ' کوئی آگہی ملتی تھی تو وہ آمنہ اور سونیا وغیرہ سے رابطہ کرتے تھے۔

جوڈی نارمن نے یہ طے کیا کہ ایم آئی ایم کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سراغ لگایا جائے۔ اس نے معلومات کے مختلف ذرائع اختیار کئے تو معلوم ہوا پاکستان کے شہر اسلام آباد میں ایم آئی ایم کے ٹیلی پیتھی جاننے والے حکمرانوں کے لئے مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔ اس نے اسلام آباد کی حکمران پارٹی اور اپوزیشن پارٹی کے دماغوں میں برابر آنا جانا شروع کیا تو بابا صاحب کے ادارے کے ایک جاسوس حشمت بیگ کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے اندر پہنچنے کے بعد ہی یہ بھید کھلا کہ سونیا ثانی اور علی تیمور نے حشمت بیگ کے ہاں رہائش اختیار کی ہے۔

اب جوڈی کو اتنا آسان راستہ مل گیا تھا کہ وہ اس راستے سے ٹیلی پیتھی جاننے والی ثانی اور علی کی تمام مصروفیات پر نظر رکھ رہا تھا اور یہ منصوبہ بنا رہا تھا کہ ایم آئی ایم کے اصل سربراہ سے کوئی بھی واقف نہیں ہے۔ اگر اس بار وہ خود سربراہ بن کر عمان پہنچے گا تو کئی فائدے پہنچیں گے۔ اوّل تو ثانی اور علی کو اپنے سربراہ ہونے کا یقین دلاتا اور ان کا اعتماد حاصل کرنا آسان تھا۔ دوسرے یہ کہ پاکستان میں عوام کے اعتماد کو دھوکا دینے والی اور اہم دستاویزات چھپاکر رکھنے والی حکومت کا وہ ساتھ دے سکے گا اور وہ دستاویزات جو ثانی وغیرہ نے حاصل کی ہیں انہیں حاصل کرسکے گا۔

اور اس نے یہی کیا تھا۔ بڑی چالبازی سے ثانی اور علی کا اعتماد حاصل کرکے وہ اہم اور خفیہ دستاویزات حاصل کرچکا تھا۔ اس سلسلے میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ وہ ایم آئی ایم کا سربراہ بن کر عمان پہنچتا تو ثانی اور علی بھی اس کے اصل سربراہ ہونے کی تصدیق ضرور کرتے پھر یہ کہ ثانی اور علی دھوکا کھاچکے ہوں تو اس کا مطلب یہی تھا کہ جوڈی نارمن نہایت چالاکی سے کامیاب ہورہا تھا۔ مگر ایک دلچسپ کھیل شروع سے کھیلا جارہا تھا اور کھیلنے والے نامعلوم مختلف لوگ تھے اور وہ کھیل یہ تھا کہ جسے دیکھو وہ ایم آئی ایم کا سربراہ بن کر چلا آرہا تھا۔ یہ پورے یقین سے نہیں کہا جاسکتا تھا کہ اصل کون ہے؟

ایسے وقت پارس نے پھر ایک بار شی تارا (ڈی) سے دھوکا کھایا تھا۔ وہ شی تارا اسے اپنا معمول اور تابعدار بناکر رکھنے کی خواہش پوری کرنا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لئے اس نے پارس پر ناکام تنویمی عمل بھی کیا تھا۔ بہرحال اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر شی تارا سے علیحدگی ہوگئی۔ میں نے پارس سے کہا "بیٹے! اس بار تم بھی ا! آئی ایم کے سربراہ ہونے کا ڈراما پلے کرو۔ عمان جاؤ اور دیکھو کہ وہاں جو سربراہ آنے والا ہے وہ کس حد تک سچا ہے۔"

پارس میری ہدایت پر عمل کرنے لگا۔ اس کے بعد ثانی نے مجھ سے رابطہ کیا اور بتایا کہ اصل سربراہ ضیاء الاسلام عرف جوڈی نارمن سے رابطہ ہوچکا ہے اور اس نے تمام اہم دستاویزات ضیا الاسلام کے ایک نمائندے کے حوالے کردی ہیں۔ میں نے کہا "بیٹی! کوئی بات نہیں ہے۔ وہ سربراہ اصل ہے' اس کے پاس اہم دستاویزات پہنچ جانے دو۔ اب تک سربراہ کے سلسلے میں بڑے فراڈ ہوتے رہے ہیں۔ اس لئے ہم کسی پر بھی مکمل بھروسا نہیں کریں گے۔ ہمارا پارس بھی وہاں موجود رہے گا۔ اگر کوئی بات بگڑے گی تو وہ انشاءاللہ نمٹالے گا۔"

بات تو بگڑنے والی تھی۔ فراڈ سربراہ کا کھیل جو ایک عرصے سے کھیلا جارہا تھا اس کے پیش نظر یہ احتیاطی تدبیر کام آئی تھی۔ وہاں اب جھوٹ کھل رہا تھا۔

○☆○

یہ داستان یہاں تک پہنچی تھی کہ جوڈی نارمن فراڈ سربراہ بن کر عمان کی ایک شاہی عمارت میں پہنچ گیا تھا۔ وہاں امریکا، اسرائیل کے نمائندوں کے علاوہ چند اسلامی ممالک کے اکابرین تھے جو مسلمانوں کی انتہا پسندی کے خلاف خوب بولتے جا رہے تھے۔ انہیں بولنے کا حوصلہ جوڈی نارمن نے دیا تھا۔

اس نے وہاں کے تمام میزبان اکابرین کو چند باتیں بتائی تھیں۔ پہلی بات تو یہ کہ وہ کوئی مسلمان ضیاء الاسلام نہیں بلکہ جوڈی نارمن ہے' اپنے ملک امریکا کا وفادار ہے اور یہ کہ مسلمانوں اور یہودیوں کو متحد کرے گا۔

جوڈی نارمن نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ فرہاد یا بابا صاحب کے ادارے کے لوگ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہونے والے معاہدے کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکیں گے کیونکہ فرہاد کا لاڈلا بیٹا اور ہونے والی بہو سونیا ثانی اسلام آباد کے اس مکان میں بیٹھے ہوئے ہیں جہاں بارود کا جال بچھا ہوا ہے۔ صرف ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن دبانے سے بیٹے اور بہو کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔ پھر اس نے یہ خوش خبری سنائی کہ پاکستان جو ہمارا دوست ملک ہے وہاں کے سیاستدانوں کی اہم خفیہ دستاویزات بھی وہ ثانی اور علی کو بے وقوف بناکر لے آیا ہے۔

یہ تمام کامیابیاں ایسی تھیں کہ اس خوشی میں جشن منانا لازمی ہوگیا تھا۔ ایسے ہی وقت پارس ایک ملازم کی حیثیت سے شراب و کباب سے بھری ہوئی ٹرالی دھکیلتا ہوا ان تمام اکابرین کے درمیان لے آیا۔

اور وہ موت کی ٹرالی تھی۔ ٹرالی کے اوپری حصے میں شراب سے بھری بوتلیں اور خالی گلاس تھے اور اس کے نچلے خانے میں گوشت کی ڈشوں کے اندر ایسے بم رکھے ہوئے تھے جو ریموٹ کنٹرول کے ایک ہی بٹن کے دبنے سے اس طرح پھٹ پڑتے کہ وہ پوری شاہی عمارت ریزہ ریزہ ہوجاتی اور تمام حاضرین کا شاید قیمہ بھی نہ ملتا۔ جب وہاں کے تمام اکابرین پر انکشاف ہوا کہ موت ان کے چاروں طرف ہے تو سب کے چہرے زرد پڑگئے' کچھ لرزنے لگے کچھ دہشت زدہ نظروں سے اس ملازم کو دیکھنے لگے۔ ایک نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے پوچھا "تت...... تم کون ہو؟"

وہ بولا "میں ہوں اصلی سربراہ۔ یہ ایم آئی ایم کوئی جھوٹ یا مذاق نہیں ہے۔ مجاہدین اسلامک مشن ایک حقیقت ہے اور اس کا سربراہ تمہارے سامنے کھڑا ہوا ہے۔"

سب لوگ اسے بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔ پارس نے کہا "لعنت ہے تم لوگوں کے نصیبوں پر۔ دنیا کی ساری دولت تمہارے پاس ہے مگر ایک طویل عرصے سے تمہیں وہ ایک اصلی شخص نہیں مل رہا ہے جو ایم آئی ایم کا اصلی سربراہ ہے۔"

"م...... مگر تم تو خود کو اصلی کہہ رہے ہو؟"

"ہاں کہہ رہا ہوں۔ بھلا کوئی اپنا مال نقلی کہتا ہے؟ یہاں آنے سے پہلے میں نے کتنے ہی زاویے سے آئینہ دیکھا۔ بار بار اس سے پوچھا' آئینہ یہی کہتا رہا کہ میں اصلی ہوں۔ پتا نہیں کتنا درست کہہ رہا تھا۔ وہ تو بوڑھی عورت کو بھی جوان دکھاتا ہے۔"

جوڈی نارمن نے کہا "دیکھو' تم جو کوئی بھی ہو مگر دشمن ہو۔ ریموٹ کنٹرول کے بٹن پر تمہاری انگلی ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ انگلی ہٹالو۔ ہم وعدہ کرتے ہیں اپنی جگہ اسی طرح بیٹھے رہیں گے۔"

"ماں باپ نے بچپن میں یہی سکھایا ہوگا کہ ادب سے بیٹھے رہا کرو۔ افسوس جوانی میں یہ سبق یاد آرہا ہے۔"

"ہماری بات مان لو۔ بٹن سے انگلی ہٹالو۔ شاید تم نے نہیں سنا ہے کہ فرہاد کا بیٹا علی اور سونیا ثانی ان لمحات میں ایسی جگہ بیٹھے ہیں جہاں چاروں طرف بارود ہے۔ ایک دھماکا ہوگا اور ان کی بھی ہنستی بستی زندگی موت میں بدل جائے گی۔"

پارس نے کہا "کیوں اُلو بناتے ہو۔ فرہاد تو تیشہ لے کر پہاڑ کاٹنے اور دودھ کی نہر نکالنے گیا ہے۔ شیریں پیاسی بیٹھی ہے اور فرہاد صاحب کو اتنی عقل نہیں ہے کہ دودھ پہاڑ نہیں دیتا' بھینس دیتی ہے۔"

"تم عجیب آدمی ہو۔ ہم بات کچھ کہتے ہیں اور تم جواب کچھ دیتے ہو۔"

"عجیب تو تم ہو کہ ماں باپ نے تمہیں عیسائی پیدا کیا اور تم ایک اسلامی تنظیم کے سربراہ ضیاء الاسلام بن کر آگئے ہو۔ الٹی حرکتیں کروگے تو الٹا سیدھا ردعمل ملے گا' نتائج بھی الٹے ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے' ہم نے غلطی کی۔ ہم اس کی تلافی بھی کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ اس بریف کیس میں جتنی اہم چیزیں ہیں' تم انہیں واپس لینا چاہوگے اور شاید اپنی کچھ شرائط منواؤ گے؟"

"مجھے ایسا کرنا چاہئے۔ اس بریف کیس میں تمہاری محنت اور کامیابیاں ہیں۔ بھلا ایسی چیزیں کون چھوڑتا ہے۔ میں تو اسلامی ممالک کے اکابرین کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ پتا نہیں یہودیوں سے دوستی کئے بغیر ان امیر کبیر مسلمانوں کے پیٹ میں درد کیوں ہوتا رہتا ہے؟ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ میں بھی اصلی سربراہ نہیں ہوں اس لئے میں......"

جوڈی اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور یہ طے کرچکا تھا کہ اب اسے اپنے بچاؤ کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ اس نے پارس کی بات کاٹ کر کہا "تم اعتراف کررہے ہو کہ اصلی نہیں ہو۔ میں بھی نہیں ہوں' ہم دونوں سے پہلے آنے والے بھی فراڈ سربراہ تھے۔ جب ہم ایک ہی کشتی کے سوار ہیں تو پھر آپس کے جھگڑے میں کشتی کو ڈبونا دانشمندی نہیں ہے۔"

ایک اسرائیلی نمائندے نے کہا "واقعی دانش مندی یہ ہے کہ آپ دونوں ہمیں یا ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے بجائے ان مقاصد پر نظر رکھیں جن کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں اور جن مقاصد کے لئے آپ دونوں ایم آئی ایم کے سربراہ کا رول ادا کررہے ہیں۔"

"ہمارے مقاصد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ تم سب کا

یادی مقصد ایم آئی ایم کو ہمیشہ کے لئے کچل ڈالنا ہے جبکہ میں اس کا تحفظ چاہتا ہوں۔ میں اس سربراہ کو نہیں جانتا' اس کے مجاہدین کو میں نے کبھی نہیں دیکھا مگر ان کے نیک مقاصد کو تو سمجھتا ہوں۔"

"میں نے اسلام آباد میں یہ معلوم کرلیا ہے کہ ثانی کے علاوہ کوئی اور ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی ایم آئی ایم کے لئے کام کررہا ہے۔ پھر یہ کہ علی بھی ثانی کے ساتھ ہے اس لئے ظاہر ہوتا ہے کہ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس پراسرار سربراہ کے لئے کام کررہے ہیں۔"

"جوڈی! تم ان باتوں میں بھول رہے ہو کہ اسلام آباد میں تمہاری بچھائی بارود کے ڈھیر پر ثانی اور علی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہاں دھماکا کروں گا تو وہاں انہیں موت آئے گی' بہتر ہے کہ پہلے تم ان دونوں کو ختم کردو پھر ہم باتیں کریں گے۔"

وہ بولا "تم لوگ بہت چالاک ہو۔ تھوڑی دیر پہلے میں نے خیال خوانی کے ذریعے ثانی اور علی کے اندر پہنچنا چاہا تو علی نے کہا کہ وہ ثانی کے ساتھ مرنے کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے یعنی انہیں معلوم ہے کہ ہم نے ان کے گرد موت کا جال بچھا رکھا ہے۔ اب وہ ایسے احمق تو نہیں ہیں کہ انہوں نے ہماری پلاننگ کو ناکام نہیں بنایا ہوگا۔"

"چلو وہ احمق نہیں ہیں۔ تمہیں بھی عقل آگئی کہ ہم میں سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکو گے اور یہ جو بریف کیس ہے اسے' تمہیں اور یہاں کے چند اہم اراکین کو میں گن پوائنٹ پر لے جاؤں گا۔"

جوڈی نے اپنے کوٹ کی اوپری جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ پارس نے للکار کر کہا "اسٹاپ۔ میں نے ہاتھ پاؤں ہلانے سے منع کررکھا ہے۔"

وہ پریشان ہوکر بولا "ہاں' مگر جب میں ڈپریشن کا شکار ہوتا ہوں تو اس ڈبیا میں سے ایک گولی نکال کر کھاتا ہوں۔ مجھے فوراً آرام آجاتا ہے۔"

پارس نے گھور کر ڈبیا کو دیکھا پھر پوچھا "یہ کیسی دوا ہے؟ اس ڈبیا پر کسی دوا کے لیبل کا نام نہیں لکھا ہے؟"

"وہ بات یہ ہے کہ..... کہ وہ' وہ جو میرا فیملی ڈاکٹر ہے۔ اس نے خاص طور پر میرے لئے یہ دوا تیار کی ہے۔"

"میری انگلی بڑی دیر سے اس کنٹرولر کے بٹن پر ہے۔ تب سے تم نارمل رہ کر گفتگو کررہے تھے' کوئی پریشانی' کوئی ڈپریشن نہیں تھا۔ اب میں بلاسٹنگ بموں کے سائے میں تم سب کو لے جانا چاہتا ہوں تو تم اچانک یہ ڈبیا نکال چکے ہو۔ مجھے اتنی تو عقل ہے کہ اس ڈبیا کی اور اس کے اندر رکھی ہوئی چیزوں کی خاص اہمیت ہوگی۔"

"میں ابھی کھول کر دکھاتا ہوں۔ اس میں صرف دوا ہے۔"

"میں یہاں کے تمام زندہ رہنے والوں سے کہتا ہوں کہ جیسے ہی یہ ڈبیا کھولے گا' میں بٹن دبا دوں گا۔"

تمام ممالک کے اکابرین خوف زدہ ہوکر بولے "تو مسٹر جوڈی! ہم سب محفوظ رہنا چاہتے ہیں' تمہیں بھی خطرے کو سمجھنا چاہئے۔ پلیز اسے جیب میں واپس رکھ لو۔"

پارس باتوں میں الجھاتا اور اپنا کام کرگزرنا جانتا تھا۔ ان کی باتوں کے دوران ہی اس نے جوڈی کے ہاتھ پر ایک لات ماری۔ ڈبیا ہاتھ سے نکل کر فضا میں اچھلتی ہوئی اوپر گئی پھر نیچے آنے سے پہلے ہی پارس نے اچھل کر اسے دوسرے ہاتھ سے کیچ کرلیا۔ ایسے وقت سب پر سکتہ طاری ہوگیا تھا۔ سب کے اندر یہ خوف تھا کہ اچھلنے اور کیچ کرنے کے باعث کنٹرولر کا بٹن نہ دب جائے۔ جب ایسا نہیں ہوا تو وہ سب اطمینان کی گہری گہری سانسیں لینے لگے۔ یہ زندگی کتنی قیمتی اور عزیز ہوتی ہے۔ وہاں کا ہر سیاستدان' ہر دولت مند اور ہر ملک کا نمائندہ زندہ رہنا چاہتا تھا اور اب تو جوڈی کے ہاتھ سے بھی زندہ بچ رہنے کا سامان نکل گیا تھا۔

اس نے سوچا تھا کہ ڈبیا سے گولی نکال کر کھاتے ہی سایہ بن جائے گا تو پھر بم کے دھماکے بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ وہ دھماکے تمام وجود والوں کو فنا کردیں گے لیکن سایہ مٹی میں مل کر بھی سایہ رہتا ہے' وہ دنیا کے کسی ہتھیار سے نہیں مرتا۔ جوڈی بھی یہی چاہتا تھا کہ صرف ایک گولی کھالے۔ گولی حلق سے اترتے ہی وہ سایہ بنے گا تو پارس کا ریموٹ کنٹرولر اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

اس وقت جوڈی نارمن کے کوٹ کی جیب میں دو طرح کی گولیوں کی ڈبیاں تھیں۔ ایک ڈبیا کی گولی چوبیس گھنٹے تک سایہ بنائے رکھتی تھی اور دوسری ڈبیا کی گولیاں ایک ماہ تک انسانی وجود کو سائے کے اندر گم رکھتی تھیں۔ جوڈی کو یاد نہیں آرہا تھا کہ اس نے جیب سے طویل مدت یا مختصر سی مدت والی گولیوں کی ڈبیا نکالی تھی۔ ابھی ایک ڈبیا اس کی جیب میں موجود تھی' اس کی گولی خواہ کتنی ہی مدت کی ہوتی وہ فی الوقت اس کے ذریعے اپنی جان بچا سکتا تھا لیکن دوسری ڈبیا کو جیب سے نکالتے ہی پارس اسے بھی اس سے چھین لیتا۔ ایسا بعض اوقات ہوتا ہے' جان بچانے کا ذریعے ہوتے ہوئے بھی آدمی موت سے بچ نہیں پاتا۔

پھر یہ کہ ان گولیوں کو تیار کرنے والا فارمولا بھی اس کے پاس تھا۔ اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا ہوا تھا۔ وہ اس فارمولے کو بھی پارس پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے عاجزی سے کہا "میں قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اندر سے بیمار ہوں۔ خود کو ذہنی طور پر نارمل رکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے ایک گولی اس ڈبیا میں سے دے دو۔"

پارس نے کہا "تم اندر سے بیمار ہو یا نہیں' یہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہی سمجھا جاسکتا ہے لہٰذا اپنے دماغ کا دروازہ کھلا رکھو۔ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی تمہارے اندر کی بات مجھے بتادیں گے۔"

وہ مصیبت میں پڑ گیا مگر اپنے اندر کسی خیال خوانی کرنے والے کو آنے دیتا تو گولی کی کرامت ظاہر ہوجاتی۔ یہ بھی معلوم ہوجاتا کہ اس کی جیب میں دوسری ڈبیا کے علاوہ ان گولیوں کو تیار کرنے کا فارمولا بھی رکھا ہوا ہے۔

وہ بولا "یہ سب ہی جانتے ہیں کہ ایک خیال خوانی کرنے والا دوسرے خیال خوانی کرنے والے کو کبھی اپنے اندر نہیں آنے دیتا۔ میں بھی مجبور ہوں مگر تم موٹی عقل سے بھی سمجھ سکتے ہو کہ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ ان بموں سے مرنا نہیں چاہتا اور اس ڈبیا میں رکھی ہوئی گولیاں زہر نہیں ہیں۔ یہ مجھے نارمل رکھتی ہیں اس لئے صرف ایک گولی کھانا چاہتا ہوں۔ پلیز یہی سمجھ لو کہ تمہارے ہاتھوں سے مرنے سے پہلے میری آخری خواہش یہی ہے کہ میں ایک گولی نگل کر نارمل ہوجانے کے بعد تمہارے رحم و کرم پر رہوں۔"

پارس نے تائید میں سر ہلا کر کہا "ہاں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اس ڈبیا میں کوئی نقصان دہ چیز نہیں ہے۔ اسی لئے تم ایک گولی ابھی میرے سامنے کھانا چاہتے ہو اور مجھے تمہارے نارمل ہونے پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔"

اس نے ڈبیا کھول کر ایک گولی نکالی پھر ڈبیا کو بند کرکے اس گولی کو سمجھنے کی کوشش کرنے کے انداز میں دیکھنے لگا۔ اس نے اسے ناک سے لگا کر سونگھا پھر ایک ذرا سا زبان پر رکھ کر اسے چکھا۔ وہ پھیکی سی تھی لیکن اس میں نقصان پہنچانے والے اثرات نہیں تھے۔ اس نے دو تین بار چکھنے کے بعد یقین کیا کہ گولی مضر نہیں ہے پھر وہ اسے چوس کر دیکھنے لگا۔

جوڈی نہیں چاہتا تھا کہ گولی کا راز ظاہر ہو۔ وہ پریشان ہوکر بولا "یہ..... یہ آپ کیا کررہے ہیں' یہ صرف ڈپریشن کے علاج کے لئے ہے اگر یونہی کھایا جائے تو نقصان پہنچتا ہے۔"

پارس نے پوچھا "کیا تم مجھے نقصان نہیں پہنچانا چاہتے؟"

"نہیں' تم یقین کرو۔ اسے تھوک دو۔ میں تمہاری بھلائی کے لئے کہہ رہا ہوں۔"

"پھر تو مجھے اسے کھانا چاہئے' تھوکنا نہیں چاہئے۔ دشمن کبھی بھلائی نہیں چاہتا پھر تم دشمن ہوکر میری بھلائی کیوں چاہنے لگے ہو؟ معاملہ کیا ہے؟"

معاملہ کیا ہوتا؟ اتنی دیر میں وہ گولی منہ کے اندر گھل کر حلق سے اتر چکی تھی۔ اچانک پارس کے ہاتھ سے وہ ریموٹ کنٹرولر چھوٹ کر فرش پر گر پڑا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سب کی نگاہوں سے اس کا وجود گم ہوگیا تھا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ ان غیر معمولی گولیوں کی توانائیوں میں اضافہ ہورہا تھا۔ پارس کا سایہ جھک کر ریموٹ کنٹرولر کو اٹھا سکتا تھا لیکن وہ سچویشن جوڈی کے ہاتھ میں آگئی۔ اس نے صوفے پر سے چھلانگ لگائی پھر فرش پر جھک کر ریموٹ کنٹرولر کو اٹھالیا۔ تمام لوگوں سے دور ہوکر بولا "خبردار! کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔ اب اس کے بٹن پر میری انگلی ہے۔"

اس بڑے ہال میں جتنے اکابرین اور مسلح گارڈز تھے وہ سب ساکت و جامد کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے جوڈی کے اس چیلنج پر توجہ نہیں دی کہ کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے۔ وہ لوگ شدید حیرانی سے اس جگہ کو دیکھ رہے تھے جہاں پارس کھڑا ہوا تھا اور اب نظر نہیں آرہا تھا' صرف اس کا سایہ قالین پر ذرا دور تک پھیلا ہوا سا دکھائی دے رہا تھا۔

دوسری طرف ثانی اور علی اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے تھے۔ شدید حیرانی سے ٹی وی اسکرین پر دیکھ رہے تھے۔ ابھی ابھی نظر آنے والا پارس انہیں بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اچانک ہی نظروں سے اوجھل ہوگیا تھا۔ علی نے تعجب سے پوچھا "ثانی! یہ کمبخت اچانک ہی غائب کیسے ہوگیا؟ ہمیں نظر نہیں آرہا ہے؟"

حیران اور پریشان وہ بھی تھی۔ اس نے کہا "مجھے بھی یقین نہیں آرہا ہے' میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ سایہ سایہ ہوتا ہے وہ جہاں پہنچی' وہاں سیاہی سی یا اندھیرا سا دکھائی دیا۔ اس کی سوچ کی لہروں نے اسے پکارا "پارس! تم کہاں ہو؟ نظر کیوں نہیں آرہے ہو؟ کیا تم میری سوچ کی لہروں کو محسوس کررہے ہو؟"

جواب میں ہلکی ہلکی سی آوازیں سنائی دیں۔ الفاظ واضح نہیں تھے' اس کے دماغ کی لہریں کچھ بول رہی تھیں۔ ثانی نے علی کے بازو کو تھام کر کہا "وہ ہے' موجود ہے۔ پر نہیں ہے۔ میں اس کی سوچ کی لہروں کو خوب پہچانتی ہوں۔ جب اس کا دماغ زندہ ہے تو پھر وہ بھی زندہ ہے مگر وہ نظر کیوں نہیں آرہا ہے؟"

"اس کی سوچ کی لہریں کیا بول رہی ہیں؟"

"کچھ بول رہی ہیں مگر محض آواز ہے۔ اس کی جانی پہچانی آواز ہے۔ وہ یقیناً میری سوچ کی لہروں کا جواب دے رہا ہے لیکن الفاظ بالکل مبہم سے ہیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔"

ثانی نے فوراً میرے پاس آکر یہ حالات بتائے۔ حیران میں بھی ہوا۔ یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی' کسی نے اسے چھپایا نہیں' کسی نے اسے ہلاک نہیں کیا۔ اس کے باوجود وہ نابود ہوگیا۔ ویسے نابود نہیں کہنا چاہئے۔ ہماری دنیا میں وہ زندہ تھا مگر نادیدہ ہوگیا تھا۔ مجھے بھی اس کی سوچ کی لہریں سنائی دے رہی تھیں لیکن بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی تاہم مبہم سی سوچ کی لہریں اس کی زندگی کا یقین دلا رہی تھیں۔ یہ تو شبے والی بات تھی۔ آثار کہہ رہے تھے کہ وہ زندہ ہے لیکن جو نظر نہ آئے اس زندگی کا کیسے یقین کیا جائے؟ میں نے آمنہ (رسونتی) کے پاس آکر کہا "پلیز تھوڑی دیر کے لئے مراقبے سے نکل آؤ۔ ہمارا بیٹا پارس نظروں سے اوجھل ہوگیا ہے۔"

وہ بولی "ہمارا بیٹا بخیریت ہے' اس کے ساتھ جو ہورہا ہے وہ

طبی سائنس کا ایک کامیاب تجربہ ہے' اب مداخلت نہ کرو۔ جاؤ۔"

میں نے ثانی اور علی کے پاس آکر انہیں پارس کی خیریت سے آگاہ کیا پھر خود اس معاملے میں دلچسپی لینے لگا۔ اس کے نادیدہ ہونے میں طبی سائنس کا کیا کمال تھا؟ یہ بات صرف جوڈی نارمن سے معلوم کی جاسکتی تھی۔

وہاں کے تمام اکابرین کی بھی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ وہ سب بڑی دیر تک گم صم رہے تھے پھر ایک نے پوچھا "یہ... یہ غائب کیسے ہوگیا ہے؟"

دوسرے نے کہا "معلوم ہوتا ہے وہ جادو جانتا تھا۔ اچانک فرار ہوگیا ہے۔"

تیسرے نے کہا "کیسی باتیں کرتے ہو۔ وہ ہماری مخالفت کے لئے آیا تھا بلکہ آسانی سے ہماری جانیں لے سکتا تھا۔"

ایک اور نے کہا "یہی تو سوچنے کی بات ہے' اس کے ہاتھ میں جو ریموٹ کنٹرولر تھا اسے پھینک کر اچانک غائب ہوگیا ہے۔"

"یہ تو اطمینان ہے کہ ہم سب کی جان بچ گئی۔ اب یہ کنٹرولر جوڈی صاحب کے پاس ہے۔ اب ہم بے خوف و خطر مذاکرات جاری رکھیں گے۔"

جوڈی نارمن نے کہا "سوری' یہ اجلاس ختم کیا جائے۔ دشمن خیال خوانی کرنے والے ہمیں ٹی وی اسکرین پر بھی دیکھ رہے ہوں گے اور پتا نہیں آپ حضرات میں سے کتنوں کے دماغوں میں گھسے ہوئے ہوں گے۔"

مجھے ثانی نے بتایا تھا کہ پارس نے جوڈی نارمن سے کوئی ڈبیا لی تھی اور اس کی ایک گولی کھائی تھی لیکن ہم میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ جوڈی کے پاس ایسی ایک اور ڈبیا اور فارمولا بھی ہے۔ ہم اس کے دماغ میں پہنچ کر اس گولی کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ وہ سیدھی طرح ہمیں اپنے اندر نہ آنے دیتا۔ میں شاہ کے پرسنل سیکریٹری کے اندر تھا۔ اس کے ذریعے جوڈی کو زخمی کرکے اس کے چور خیالات پڑھ سکتا تھا۔ میں نے یہی کیا۔ پرسنل سیکریٹری نے میری مرضی کے مطابق اپنے لباس سے ایک پستول نکالا پھر اس کا نشانہ لیا مگر دیر ہوگئی۔ اس سے پہلے ہی جوڈی نارمن دوسری ڈبیا سے ایک گولی نکال کر کھا چکا تھا۔ سیکریٹری نے گولی چلائی لیکن جوڈی کے پیچھے کھڑے ہوئے ایک مسلح گارڈ کو وہ گولی لگی کیونکہ جوڈی بھی سایہ بن چکا تھا۔ سب ہی پر حیرتیں نازل ہورہی تھیں۔ ان کی جاگتی آنکھوں کے سامنے پارس کے بعد جوڈی بھی نادیدہ ہوگیا تھا اور اس کا سایہ نیچے قالین پر نظر آرہا تھا۔ وہ تمام اکابرین قریب آکر قالین پر جھک کر اس سائے کو دیکھ رہے تھے۔ کچھ اسے آوازیں دے رہے تھے۔

"جوڈی! مسٹر جوڈی! مسٹر جوڈی نارمن! یہ کیا تماشا ہے' آپ آپ کہاں گم ہوگئے ہیں؟"

کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ جوڈی کا سایہ قالین پر یوں سرک رہا تھا جیسے وہ ان سب کے درمیان موجود ہو اور وہاں سے چلتا ہوا بڑے ہال سے باہر جارہا ہو۔ اور وہ جارہا تھا۔ میں خیال خوانی کے ذریعے معلوم کررہا تھا۔ ثانی اور علی اسکرین پر دیکھ رہے تھے۔ اکابرین کے علاوہ مسلح گارڈز بھی اس سائے کو قالین پر دیکھتے جارہے تھے۔ وہ اس عمارت کے کئی حصوں سے گزر رہا تھا۔ جہاں جگہ تنگ ہوتی تھی وہاں وہ سایہ کسی دیوار پر نظر آنے لگتا تھا۔ اس طرح وہ عمارت کی اس دیوار پر آیا جہاں مین سوئچ لگا ہوا تھا۔ پھر سب نے دیکھا' اس سائے کا ایک ہاتھ سوئچ کی طرف بڑھا پھر دوسرے ہی لمحے میں وہاں گہری تاریکی چھاگئی۔

پوری عمارت کے اندر اور باہر کا حصہ گہری تاریکیوں میں ڈوب گیا تھا۔ وہاں کچھ دیر تک سکوت رہا جیسے کوئی نہ ہو۔ شاید سب ہی اس انتظار میں تھے کہ کوئی آگے بڑھ کر سوئچ آن کرے گا پھر سب نے سیکریٹری کے ذریعے سیکورٹی افسر کو حکم دیا "تم کہاں ہو؟ کم آن۔ سوئچ آن کرو۔"

حکم کی تعمیل ہوگئی۔ سوئچ آن ہوگیا۔ ہر سو روشنی ہی روشنی ہوگئی۔ سب ایک دوسرے کو نظر آنے لگے لیکن جوڈی نارمن کا سایہ نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ تاریکی کے دوران کہیں چلا گیا تھا۔

ہم خیال خوانی کرنے والوں کے بھی راستے بند ہوگئے۔ ہم کبھی پارس کو آواز دیتے تو جواباً اس کی سوچ کی لہریں سنائی دیتی تھیں۔ جوڈی نارمن کی آواز نہیں ملتی تھی۔ وہ یقیناً پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتا ہوگا۔ میں نے پارس سے کہا "بیٹے! تمہاری گفتگو واضح نہیں ہے۔ ہمارے لئے یہ بات تسلی بخش ہے کہ تم زندہ ہو اور ہماری سوچ کی لہروں کو قبول کررہے ہو۔ ہم بار بار تمہیں کچھ کہنے پر مجبور نہیں کریں گے۔ گھنٹے دو گھنٹے میں تمہاری خیریت معلوم کرتے رہیں گے۔"

اس نے جواب میں کچھ کہا پھر خاموشی چھاگئی۔ ثانی نے بھی کہا "پارس! میرا دل ڈوب رہا ہے' میں تم سے بہت لڑتی تھی مجھے معاف کردو۔ مجھے معاف کررہے ہو نا؟"

اسے جواب میں آواز سنائی دی "ہا' ہاہا۔ ہا' ہا' ہا" آواز کا یہ انداز ہنسنے کا تھا۔ وہ خوش ہوکر بولی "علی! ہمارا پارس ہنس رہا ہے۔"

علی نے کہا "ہمارا نہیں' تمہارا۔ وہ میرا کوئی نہیں ہے۔ تمہارا ہی ہے اس لئے تو لڑتی رہتی تھیں۔ واہ بڑا مزہ آئے گا اگر وہ اسی طرح نادیدہ رہے اور تمہیں نظر نہ آئے۔"

ثانی اسے دونوں ہاتھوں سے مارنے لگی اور مسکرانے لگی۔

جوڈی نارمن اس عمارت کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر وہاں سے دور چلا آیا تھا۔ اگرچہ اسے جان کا خطرہ نہیں تھا۔ نہ اسے کسی کی گولی لگ سکتی تھی اور نہ ہی اس سائے کو تلوار سے کاٹا جاسکتا تھا۔ تاہم وہ اپنے سائے کو بھی چھپانا چاہتا تھا تاکہ کوئی اس کا تعاقب نہ کرے اور نہ ہی اس کی موجودہ قیام گاہ تک پہنچے۔

پھر رات بھی تھی۔ ایسے معاملے میں رات مہربان تھی۔ رات کی سیاہی میں سائے کی سیاہی گھل مل گئی تھی۔ عمان روشنیوں کا شہر ہے اس کے باوجود تنگ گلیوں اور چند علاقوں میں اندھیرا سا تھا۔ وہ ایسے ہی راستے سے گزر رہا تھا۔

اس نے عمارت کے مین سوئچ کو آف کیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ سایہ بننے کے بعد کسی چیز کو گرفت میں لے سکتا تھا۔ اس سے پہلے پارس کے ہاتھ سے ریموٹ کنٹرولر چھوٹ کر قالین پر گر پڑا تھا۔ حالانکہ اس کے سائے میں بھی کسی چیز کو پکڑنے کی توانائی تھی۔ اس کنٹرولر کے چھوٹنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ پہلی بار سائے میں تبدیل ہوتے وقت ایک ذرا سا بدحواس ہوگیا تھا۔ اپنی تبدیلی کو سمجھنے کے دوران اس نے ریموٹ کنٹرولر کو یاد نہیں رکھا تھا اسی لئے وہ بے خیالی میں ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

پارس بدحواس ہونا نہیں چاہتا تھا لیکن سائے میں تبدیل ہونے والا عمل نہایت عجیب و غریب تھا۔ اس کے باوجود وہ فوراً ہی سنبھل گیا تھا۔ اس کی ایک غلطی سے ریموٹ کنٹرولر جوڈی کے ہاتھ میں چلا گیا تھا مگر اس نے دوسری غلطی نہیں ہونے دی۔ اس کا سایہ جو فرش پر پڑا ہوا تھا وہ آہستہ آہستہ کھسکتا رہا۔ حتیٰ کہ سینٹر ٹیبل کے پاس پہنچ گیا جس پر بریف کیس رکھا ہوا تھا۔ اگرچہ وہاں سب اس سائے کو دیکھ رہے تھے لیکن جلد ہی ان سب کی توجہ جوڈی نارمن پر مرکوز ہوگئی تھی کیونکہ اس نے بھی ایک گولی کھاکر خود کو سائے میں تبدیل کرلیا تھا۔ ایسے ہی وقت پارس نے اس بریف کیس کو اٹھالیا۔ اب اس کا وجود اٹھا ہوا تو نہیں تھا کہ بریف کیس بھی اس کے ہاتھ میں اٹھ کر لٹک جاتا اور ہاتھ میں جھولتا جاتا۔ اس لئے وہ بریف کیس بھی فرش پر سائے کی مٹھی میں رہ کر گھسٹتا چلا گیا پھر مین سوئچ آف ہونے کے بعد اس نے بھی تاریکی سے فائدہ اٹھایا اور عمارت سے دور چلا آیا۔

جہاں تک سائے کے چلنے کا تعلق ہے اس سائے کا نادیدہ وجود عام انسانوں کی طرح دونوں پیروں سے چلتا تھا۔ چونکہ نظر نہیں آتا تھا' اس لئے زمین پر یا دیواروں پر چلتا ہوا یا کھسکتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ پارس اسی طرح زمین کی ناہموار سطح پر اور کبھی اونچی نیچی دیواروں پر سے گزرتا ہوا سڑک کے کنارے ایک کار کے پاس رک گیا۔ ایک شخص اس کار کی طرف آرہا تھا۔ اس نے چابی سے اسٹیئرنگ سیٹ کا دروازہ کھولا پھر سیٹ پر بیٹھ کر چابی لگائی۔ اسی وقت ٹھٹک گیا' چابی سے کار اسٹارٹ کرنا بھول گیا۔ شدید حیرانی سے اور سوالیہ نظروں سے اپنے پاس والی سیٹ کے دروازے کو دیکھنے لگا۔ وہ دروازہ خودبخود کھل گیا تھا۔ کار کے اندر تاریکی تھی اس لئے وہ سائے کو نہ دیکھ سکا لیکن ایک بریف کیس آپ ہی آپ اندر آنے لگا تو وہ سہم کر اپنی طرف کے دروازے سے لگ گیا' آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ کوئی آنے والا نظر نہیں آرہا تھا مگر بریف کیس چلا آرہا تھا۔ اسے اپنی بینائی پر شبہ ہوا۔ اس نے اندر کی روشنی آن کی۔ واقعی ایک بریف کیس نظر آیا۔ وہ سیٹ کے سامنے نیچے یوں رکھا تھا جیسے کسی بیٹھنے والے نے اسے نیچے پیروں کے پاس رکھا ہو پھر جدھر بریف کیس رکھا ہوا تھا' ادھر کا دروازہ خودبخود بند ہوگیا۔

اب کار کی اندرونی روشنی میں ایک انسانی سایہ سا نظر آرہا تھا۔ وہ سایہ روشنی کے زاویے کے مطابق ڈیش بورڈ اور ونڈ اسکرین پر آڑا ترچھا پھیلا ہوا تھا۔ ایسی چویشن میں بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو جرأت سے کام لے کر غیر متوقع یا ناقابل فہم حالات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ کار والا بزدل تھا۔ دوسری طرف کا دروازہ خودبخود بند ہوا تو وہ ایک چیخ مارتا ہوا اپنی طرف کا دروازہ کھول کر وہاں سے بھاگنے لگا۔ وہ بھاگتا ہوا زیادہ دور نہیں گیا۔ راستے میں دو سپاہیوں نے اسے روک لیا۔ ایک نے پوچھا "کیا ہوا؟ اس طرح کیوں بھاگ رہے ہو؟"

وہ رک کر ہانپتے ہوئے بولا "وہ ادھر میری کار میں کوئی جن یا بھوت ہے۔"

سپاہیوں نے ادھر دیکھا۔ وہ کار اسٹارٹ ہوکر جارہی تھی۔ ایک سپاہی نے گھور کر کہا "کیا ہمیں اُلو بنا رہے ہو؟ جس کی کار ہے وہ ڈرائیو کرکے لے جارہا ہے۔"

وہ گھگیا کر بولا "میں سچ کہہ رہا ہوں۔ وہ کار اس کی نہیں میری ہے۔ پلیز اسے پکڑو۔ وہ کوئی جن ہے۔"

"وہ جن نہیں ہوسکتا مگر تم نے ضرور جن (شراب) پی ہے۔ اپنا منہ ادھر لاؤ۔"

وہ ذرا اور قریب آیا۔ ایک سپاہی نے اس کا منہ سونگھ کر کہا "ہوں' میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ تم نشے میں ہو۔"

وہ بولا "ہاں مانتا ہوں۔ میں نے پی ہے مگر نشے میں نہیں ہوں' میں نے بہت تھوڑی سی پی ہے۔"

دوسرے سپاہی نے اس کی کلائی کو مضبوطی سے گرفت میں لے کر کہا "پولیس اسٹیشن چلو۔ وہاں معلوم ہوجائے گا کہ کتنی مقدار میں پی ہے۔"

ایسے وقت جوڈی نارمن کا سایہ ایک دیوار پر تھا۔ وہ وہاں رکا ہوا اس کار والے کی باتیں سن رہا تھا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ اس کار کو ڈرائیو کرکے لے جانے والا وہی مخالف سایہ ہوگا۔ وہ پارس کو نہیں جانتا تھا' اس کی معلومات اسی حد تک تھیں کہ ایک اجنبی اس کی طرح پہلے ایم آئی ایم کا سربراہ بن کر آیا پھر اس سے گولیوں کی ایک ڈبیا چھین کر سایہ بن چکا ہے۔ چند قدموں کے فاصلے پر ان سپاہیوں کی ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اس شرابی کار والے کو پکڑ کر لارہے تھے لیکن گاڑی کے قریب پہنچتے ہی ٹھٹک گئے۔ اس کی اسٹیئرنگ سیٹ کا دروازہ خودبخود کھلنے کے بعد بند ہوگیا تھا۔ کوئی بے جان چیز بھی خودبخود کھل کر بند نہیں ہوتی۔ ابھی وہ اس مسئلے پر غور کرہی رہے تھے کہ وہ گاڑی اسٹارٹ ہوکر آگے بڑھنے لگی۔

وہ سپاہی اسے اسٹارٹ ہوتے وقت اسے روک سکتے تھے' ڈرائیو کرنے والے کو للکار سکتے تھے لیکن کسے للکارتے؟ وہاں تو کوئی ڈرائیو کرنے والا نظر ہی نہیں آرہا تھا اور گاڑی خود بخود چلتی ہوئی ان کے سامنے سے گزر کر تیز رفتاری سے چلی جارہی تھی۔

جوڈی کو ایک تو اس بات کا تجسس تھا کہ ایم آئی ایم کا دوسرا سربراہ بن کر آنے والا کون ہے اور اس دوسرے نے اعتراف کیا تھا کہ وہ اصل نہیں ہے۔ پھر دوسری فکر یہ تھی کہ وہ بریف کیس لے گیا تھا جس میں ایک وڈیو کیسٹ اور اہم دستاویزات تھیں۔ یہ بھی معلوم کرنا تھا کہ وہ کہاں جارہا ہے اور اس نے کہاں رہائش اختیار کی ہے۔ اسی لئے وہ پولیس والوں کی گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا آگے جانے والے سائے کا تعاقب کررہا تھا۔

جوڈی نے اندر کی لائٹ بجھادی تھی تاکہ ٹریفک پولیس کا کوئی آدمی اندر توجہ سے نہ دیکھ سکے۔ وہ تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا پارس کے قریب پہنچ سکتا تھا۔ رات کے وقت زیادہ ٹریفک نہیں ہوتا لیکن وہ گاڑیاں ایک مصروف شاہراہ سے گزر رہی تھیں۔ اس لئے دونوں کے درمیان کئی اور گاڑیاں بھی چل رہی تھیں پھر ایک موڑ پر پارس کو ذرا سی دیر کے لئے رکنا پڑا' کچھ لڑکیاں راستہ پار کررہی تھیں۔ وہ لڑکیاں بھی رک گئیں' انہوں نے قریب آکر دیکھا۔ ایک نے کہا "ارے اسے تو کوئی نہیں چلا رہا ہے۔"

دوسری نے کہا "عقل کی بات کرو۔ یہ پہلے سے رکی ہوئی تھی۔"

"ہرگز نہیں۔ یہ ہماری وجہ سے رک گئی تھی' ایسا لگتا ہے یہ خودکار گاڑی ہے۔ خود چلتی ہے خود رک جاتی ہے۔"

ایک لڑکی نے کہا "بحث کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں اپنے اپنے گھروں تک جانے کے لئے یہ مل گئی ہے' چلو آؤ بیٹھو۔"

اس بولنے والی حسینہ نے اسٹیئرنگ سیٹ کا دروازہ کھولا۔ یعنی وہ گاڑی چلانا چاہتی تھی' ایسے میں پارس اس سیٹ سے ہٹ کر ساتھ والی سیٹ پر جانا چاہتا تھا۔ اسی وقت دوسری لڑکی دوسری طرف سے آکر اس سیٹ پر بیٹھ گئی۔ تیسری اور چوتھی لڑکیاں پچھلی سیٹ پر چلی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ڈرائیو کرنے والی حسینہ اسٹیئرنگ پر آئی گویا پارس کی گود میں آکر بیٹھ گئی۔

کوئی سائے کو چھولے تو وہ محسوس نہیں ہوتا۔ سائے کو پکڑنا چاہے تو وہ مٹھی میں نہیں آتا۔ اسی طرح اس لڑکی نے پارس کی آغوش میں بیٹھ کر بھی اسے محسوس نہیں کیا۔ ہاں اگر پارس چاہتا تو وہ اسے محسوس کرلیتی۔ جس طرح وہ بریف کیس پکڑ کر لایا تھا اسی طرح اپنی اسی جسمانی قوت کو کام میں لاتا' جو سائے کے اندر تحلیل ہوچکی تھی تو وہ حسینہ کا ہاتھ بھی پکڑ سکتا تھا اور اسے گلے سے بھی لگا سکتا تھا لیکن وہ گم صم بیٹھا رہا۔

گم صم بیٹھنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ حسینہ کے بدن کی حرارت اور اس کی نرمی اور گداز کو محسوس نہیں کررہا تھا۔ وہ تو جذبوں میں جکڑا جارہا تھا اور جذبات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کررہا تھا۔ اس کے برعکس سائے میں نہ گرمی ہوتی ہے' نہ سردی ہوتی ہے۔ وہ دکھائی دیتا ہے مگر چھونے میں نہیں آتا۔ اس ڈرائیو کرنے والی حسینہ کی سہیلی نے کہا۔

"سیلی! یہ تمہارے ساتھ ایک اور سایہ کیسے نظر آرہا ہے؟"

سیلی نے کہا "میں ابھی یہی سوچ رہی تھی۔ شاید کار کی اندرونی روشنی میں کچھ گڑبڑ ہے۔ اسی لئے ڈبل سایہ دکھائی دے رہا ہے۔"

ایک نے کہا "لیکن ہمارے سب کے ایک ہی سائے ہیں۔"

پاس بیٹھی ہوئی لڑکی نے کہا "اور یہ میرے سامنے ایک بریف کیس رکھا ہوا ہے۔"

"اوہ بریف کیس کو مارو گولی۔ یہ اسی کا ہوگا جس کی یہ کار ہے لیکن یہ سایہ کس کا ہے؟"

پارس نے بیٹھنے کے انداز میں ذرا سی تبدیلی کی تو اس کا سایہ اپنے اوپر لدی ہوئی حسینہ کی پرچھائیں سے مل کر ایک ہوگیا' اب وہاں دو نظر نہیں آرہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا "وہ نظروں کا دھوکا تھا' اب دیکھو ڈبل نہیں ہے سیلی کا سایہ ایک ہی ہے۔"

دوسری نے کہا "کام کی بات کرو۔ اس بریف کیس میں بڑا مال ہوسکتا ہے۔"

تیسری نے کہا "مال ہوگا تو گاڑی والا ہمیں نہیں چھوڑے گا۔ ہوسکتا ہے کسی ٹیکسی میں ہمارا پیچھا کررہا ہو۔"

کئی لڑکیاں پیچھے پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگیں۔ ان کے پیچھے کئی گاڑیاں تھیں۔ اتفاق سے کوئی ٹیکسی نظر نہیں آرہی تھی مگر وہ جوڈی نارمن ان کے تعاقب میں تھا۔ پہلے تو اس نے آگے جانے والی پارس کی گاڑی کو ایک موڑ پر رکتے دیکھا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ گاڑی سے اتر کر کسی گلی کے اندھیرے میں گم ہونا چاہتا ہے لیکن چار لڑکیوں نے اس گاڑی کو گھیر لیا تھا۔

جوڈی اس سے آگے نہ دیکھ سکا کیونکہ اس کی اپنی گاڑی کے آگے والی گاڑیاں رک رہی تھیں۔ وہ سب سگنل کے باعث رکنے لگی تھیں۔ مجبوراً جوڈی کو بھی رکنا پڑا۔ وہ بے چین سا ہوگیا۔ اس نے دور سے دیکھا' وہ لڑکیاں آپس میں کچھ بحث کرنے کے بعد اس کار کے چاروں دروازے کھول کر بیٹھ رہی تھیں اور ان کے آس پاس اس سائے کی جھلک نظر نہیں آرہی تھی' اس کا مطلب یہی ہوسکتا تھا کہ وہ سایہ بھی اسی کار میں اب تک موجود ہے اور لڑکیوں سے چھپ رہا ہے۔

پھر سگنل نے آگے بڑھنے کی اجازت دی۔ پارس والی کار بھی آگے بڑھ چکی تھی۔ پارس کے متعلق جوڈی کا خیال تھا کہ پارس' اگرچہ فراڈ سربراہ ہونے کا اعتراف کرچکا ہے تاہم ایم آئی ایم سے بہت ہی خاص دلچسپی رکھتا ہے' یا تو اس تنظیم کے لئے کام کرتا ہے یا پھر اس ایم آئی ایم کے خلاف کوئی ایسی کارروائی کررہا ہے جس کے ذریعے ایم آئی ایم پر برتری حاصل کرکے اس کے اصل سربراہ

سے ٹکرانا چاہتا ہو۔ بہرحال وہ (پارس) جو کوئی بھی ہوگا مسلمان ہوگا۔ اسی لئے اس نے امریکا' اسرائیل اور چند اسلامی ممالک کے اس دوستانہ اجلاس کو ناکام بنادیا تھا اور بریف کیس لے کر فرار ہورہا تھا۔ ان حالات میں جوڈی کے لئے لازمی ہوگیا تھا کہ وہ کسی بھی طرح اس سایہ بن جانے والے کا نام اور پتا وغیرہ معلوم کرے۔ آگے جانے والی کار ایک مکان کے سامنے رک گئی تھی۔ اس میں سے دو لڑکیاں نکل کر اس مکان میں جارہی تھیں۔ جوڈی نے اپنی گاڑی روک کر غور سے دیکھا' ان لڑکیوں کے ساتھ کوئی تیسرا سایہ نظر نہیں آرہا تھا۔ وہاں لڑکیاں بڑے سائز کی چادروں کو برقع نما بنا کر اپنے جسموں کو ڈھانپ لیا کرتی تھیں لیکن کار سے اترنے والی وہ دونوں بلاؤز اور اسکرٹ میں تھیں' عیسائی وغیرہ ہوں گی۔ ان کے ہاتھوں میں بریف کیس نہیں تھا۔

پارس کی کار آگے بڑھ گئی۔ اب پچھلی سیٹ پر دو لڑکیوں کی کمی ہوگئی تھی۔ اگلی سیٹ پر دو موجود تھیں۔ ان میں سے ایک پارس کی گود پر قبضہ جمائے ہوئے تھی۔ بڑا حسین و جمیل قبضہ تھا۔ آدمی کبھی بار برداری کا جانور بننا گوارا نہیں کرتا مگر وہ سواری ایسی تھی کہ اسے ایک گدھا بھی اٹھائے پھرتا۔ لیکن پارس کی عجیب حالت تھی۔ وہ اسے محسوس نہیں کررہی تھی اور وہ کررہا تھا۔ کیونکہ محض سایہ نہیں تھا' اس سائے کے اندر ایک پورا زندہ انسان ہی نہیں بلکہ پورے انسانی جذبات بھی سمائے ہوئے تھے۔

حالات کا تقاضا تھا کہ اس کے اندر جو انسانی توانائی ہے' اسے سایہ ہی بنا کر رکھا جائے۔ ایسا نہ کرنے سے کام بگڑ سکتا تھا۔ اگر وہ اسے محسوس کرلیتی تو مارے دہشت کے چیخیں مار کر اس کار کو کہیں ٹکرا دیتی اور یہ ظاہر ہوجاتا کہ وہ کسی اجنبی کی آغوش میں بیٹھی اب تک کار ڈرائیو کررہی تھی۔

اس کے پاس بیٹھی ہوئی لڑکی نے کار کے ریڈیو کو آن کردیا۔ اس میں سے آواز ابھرنے لگی "ایک بار پھر اعلان سنیں۔ ابھی ایک اور نئی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ ہم نے پہلے انفارم کیا تھا کہ اس شہر میں ایک عجیب واقعہ ہوا ہے۔ ایک شخص نے دو پولیس والوں کو بیان دیا تھا کہ کوئی نادیدہ شخص اس کی کار ڈرائیو کرکے لے گیا ہے۔ ان پولیس والوں نے جب اس کار کا پیچھا کرنا چاہا تو پولیس کی گاڑی کو ایک اور نادیدہ شخص لے کر فرار ہوگیا ہے۔ تمام شہر کی پولیس اور ٹریفک پولیس الرٹ ہے اور ایسی دو گاڑیوں کو تلاش کررہی ہے۔"

پارس کی کار ڈرائیو کرنے والی سیلی نے کہا "یہ تو عجیب اور ناقابلِ یقین بات ہے بھلا کوئی نادیدہ شخص ہوسکتا ہے؟"

ریڈیو سے اعلان ہورہا تھا۔ کہا جارہا تھا "تازہ ترین اطلاع کے مطابق ان دو نادیدہ سایوں میں سے ایک حکومت کا دوست ہے اور ایک سایہ دشمن ہے۔ اس دشمن کی پہچان یہ ہے کہ اس کے پاس سرخ رنگ کا بریف کیس ہے...."

اتنا سنتے ہی سیلی کی سہیلی نے چیخ ماری "یہ.... یہ میرے پیروں کے پاس وہی سرخ رنگ کا بریف کیس ہے۔ گاڑی روکو۔"

سیلی نے کہا "پاگل ہوئی ہو۔ کیا پورے شہر میں یہی ایک سرخ رنگ کا بریف کیس ہے' ایسے ہزاروں لاکھوں ہوں گے۔"

"تم بھول رہی ہو۔ ہمیں یہ کار ایک جگہ کھڑی ہوئی ملی تھی۔ کوئی نادیدہ چور اسے یہاں رکھ کر گیا ہے۔ گاڑی روکو اور یہاں سے بھاگو ورنہ ہم تھانے کچہری کے چکر میں پڑ جائیں گے۔"

بات معقول تھی۔ سیلی نے کار کو روکنا چاہا لیکن اس کا ایک پیر بریک پر سے یوں ہٹ گیا جیسے کسی نادیدہ قوت نے ہٹایا ہو۔ اس نے دوسری بار پھر بریک پر پیر رکھنا چاہا تو احساس ہوا کہ اس کے پیر پر کسی جوتے والے پاؤں کا بوجھ ہے۔ اس کے کانوں میں یہ اطلاع گونجنے لگی کہ کوئی نادیدہ شخص گاڑی چلا رہا ہے۔

وہ ایک دم سے لرز گئی۔ کچھ بولنا چاہتی تھی لیکن دہشت کے مارے منہ سے آواز نہیں نکلی۔ ایسے ہی وقت پولیس کی دو گاڑیاں سامنے سے آرہی تھیں۔ سیلی بہت ڈرپوک تھی' اس کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی مگر اس کی سہیلی چیخنا چاہتی تھی۔ پارس نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ کو تھام رکھا تھا تاکہ سیلی ڈرائیونگ کے درمیان کوئی مسئلہ پیدا نہ کرے۔ اس نے دوسرا ہاتھ اس سہیلی کے منہ پر رکھ دیا۔ اس نے ایک نادیدہ ہاتھ کو اپنے منہ پر محسوس کیا تو شدید حیرانی سے اس کے دیدے پھٹے رہ گئے۔ وہ بھی کچھ کہنا بھول گئی۔ اتنی دیر میں پولیس کی دونوں گاڑیاں ان کے قریب سے گزر گئیں کیونکہ سیلی ڈرائیو کرتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ جبکہ وہ پولیس والے کسی نادیدہ شخص کی تلاش میں تھے۔ ایسی گاڑی کو تلاش کررہے تھے جسے کوئی ڈرائیو نہ کررہا ہو اور وہ خود بخود چل رہی ہو۔

ظاہر ہے اس کی تلاش اب مشکل نہیں رہی تھی کیونکہ جوڈی تعاقب میں آرہا تھا اور وہ گاڑی کسی ڈرائیور کے بغیر چلتی دکھائی دے رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی پولیس کی دونوں گاڑیاں رک گئیں۔ دونوں نے فوراً ٹرن لیا۔ بڑی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی گئیں اسے اوورٹیک کیا پھر سامنے آکر اسے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ جوڈی کے لئے یہ بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ وہ فوراً ہی دروازہ کھول کر گاڑی سے نکل کر بھاگتا چلا گیا۔

اگرچہ اس نے بھی ریڈیو سے اعلان سنا تھا کہ ان میں سے ایک سایہ حکومت کا دوست ہے' ایسے میں پولیس والے اس کے سائے کو گھیر کر اپنے ساتھ لے جاتے تو وہ بعد میں رہا کردیا جاتا مگر وہ رہائی مہنگی پڑتی کیونکہ جہاں مذاکرات ہورہے تھے وہاں امریکی نمائندے تھے۔ اس شہر میں امریکی سفارت خانہ تھا اس لئے اسے سپر ماسٹر کے حکم سے امریکا پہنچا دیا جاتا۔ جبکہ وہ بہت عرصہ پہلے ہی سپر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران کی پابندیوں سے نجات حاصل کرکے اپنے ملک کو چھوڑ چکا تھا۔ وہ محب وطن ہونے کے باوجود

پابندیاں برداشت نہیں کرتا تھا۔

آدمی بدحواسی میں عقل سے سوچنا سمجھنا بھول جاتا ہے۔ وہ بھول گیا تھا کہ سائے کو کوئی گرفتار نہیں کرسکتا۔ اسے ہتھکڑیاں پہنا سکتا ہے' نہ آہنی سلاخوں کے پیچھے قید کرسکتا ہے اور نہ ہی باریک سے باریک جال میں لپیٹ کر رکھ سکتا ہے' لہٰذا اسے بھاگنا نہیں چاہئے تھا لیکن وہ دو ہی باتیں سوچ رہا تھا' ایک تو اسے سپر ماسٹر کی تحویل میں نہ جانا پڑے اور دوسری بات یہ کہ پولیس والوں نے اسے آگے بڑھنے سے روک دیا تھا۔

اس کے بھاگنے پر سپاہیوں نے کبھی زمین پر اور کبھی دیواروں اور درختوں پر سے گزرتے ہوئے سائے کو دیکھتے ہوئے اس کا تعاقب کیا' اسے للکارا کہ وہ رک جائے لیکن شاہراہ کی تیز روشنیوں میں کتنے ہی سائے گڈمڈ ہوگئے۔ وہاں صرف بھاگنے اور پکڑنے والے کے ہی نہیں دوسرے راہ گیروں' گاڑیوں اور عمارتوں کے بھی بے شمار سائے پھیلے ہوئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جوڈی گم ہوگیا' وہ اسے پا نہ سکے۔

پارس کی کار بہت دور نکل چکی تھی اور ایک جگہ رک گئی تھی۔ سیلی اور اس کی سہیلی اتنی خوف زدہ تھیں کہ اب اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کررہی تھیں۔ جو کچھ ہورہا تھا وہ ڈراؤنا خواب سا لگ رہا تھا کیونکہ اب پارس کا سایہ اس انسانی توانائی سے کام لے رہا تھا جو اس کے سائے میں چھپی ہوئی تھی۔ اس نے سیلی کو اپنی آغوش سے ہٹا کر اس کی سہیلی کے پاس بٹھایا پھر اس بریف کیس کو اٹھا کر سیلی کے زانو پر رکھا' اسے کھولا۔

اس میں نوٹوں کی گڈیاں تھیں۔ گڈیوں کے اوپر ایک وڈیو کیسٹ اور کاغذات کا پلندہ رکھا ہوا تھا۔ ان لڑکیوں نے دیکھا کاغذات کا وہ پلندہ آپ ہی آپ بریف کیس کے اندر سے اٹھا اور ایک طرف پہنچ کر روپوش ہوگیا۔ دراصل پارس نے ان کاغذات کو اٹھا کر اپنے لباس کے اندر چھپا لیا تھا۔

اسے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ محض سایہ نہیں تھا بلکہ ایک لباس پہنی ہوئی ہستی تھی۔ ہست تھا بود نہیں تھا' بے لباس نہیں تھا۔ لباس پہنے ہوئے تھا پھر یہ کہ کاغذات کا یا کسی چیز کا بھی سایہ ہوتا ہے۔ کوئی سی بھی ٹھوس چیز پارس کے جسم کی طرح لباس کے اندر چلی جائے تو وہ بھی سائے کی صورت میں روپوش ہوگئی۔

دوسری بار وہ ویڈیو کیسٹ بریف کیس سے نکل کر اس کے لباس میں چھپ گیا۔ دونوں لڑکیاں حیرانی سے یہ ناقابلِ فہم تماشے دیکھ رہی تھیں اور خوف سے لرز رہی تھیں۔ ان میں اتنا حوصلہ نہیں رہا تھا کہ کسی بھوت کی موجودگی میں وہاں سے بھاگنے کی جرأت کرتیں۔ دماغ یہی کہہ رہا تھا کہ وہ بھوت کو چھوڑیں گی مگر بھوت انہیں نہیں چھوڑے گا۔

پارس نے اس بریف کیس کی تمام نوٹوں کی گڈیاں ان لڑکیوں کے اوپر الٹ دیں۔ اس بریف کیس کو خالی کرکے بند کیا پھر اسٹیئرنگ سیٹ کی طرف کا دروازہ کھل گیا۔ وہ بریف کیس سیٹ پر سے پھسلتا ہوا دروازے کے پاس آکر زور سے فضا میں اچھلتا ہوا بہت دور چلا گیا یعنی پارس نے اسے دور پھینک دیا تھا۔

آخر میں اس نے کار کی چابی نکال کر کہیں اندھیرے میں پھینک دی۔ ان لڑکیوں نے دیکھا' وہ سایہ کھسکتا ہوا باہر چلا گیا تھا پھر ذرا دور تک فٹ پاتھ کے اندھیرے میں گم ہوگیا تھا۔ سیلی نے دیدے پھاڑ کر ادھر دیکھتے ہوئے کہا "وہ... وہ بھوت.... چلا گیا ہے۔"

دوسری نے کہا "میرا بھی یہی خیال ہے۔ مم۔ مگر یہ اتنی دولت' اتنے نوٹ ہمیں دے گیا ہے۔"

"ہمیں یہاں سے فوراً بھاگنا چاہئے۔ تھوڑی دیر پہلے ہمارے قریب سے پولیس کی گاڑیاں گزری تھیں۔ وہ لوٹ کر آسکتی ہیں۔"

دونوں نے اپنے اپنے حصوں کے نوٹوں کی گڈیاں کچھ لباس میں اور کچھ اسکارف وغیرہ میں چھپائیں پھر کار سے نکل کر بھاگنے کے انداز میں تیزی سے چلنے لگیں۔ ایک نے کہا "تمہارا بنگلا یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے اور مجھے بہت دور جانا ہوگا۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے' راستے میں کتنے ہی روکنے ٹوکنے والے ملیں گے اور.... اور وہ بھوت پھر مل سکتا ہے۔"

بھوت فٹ پاتھ کی نیم تاریکی میں ان کے ساتھ ہی چل رہا تھا۔ اس نے سن لیا تھا کہ سیلی کی رہائش گاہ زیادہ دور نہیں ہے۔ اسے بھی پناہ گاہ کی ضرورت تھی' تمام شہر میں دو سایوں کو تلاش کیا جارہا تھا ایسے میں وہ سیلی کے ہاں رات گزار سکتا تھا۔ سیلی نے تیزی سے چلتے ہوئے کہا "سنا ہے بھوت نقصان پہنچاتے ہیں مگر اس نے تو ہمیں مالا مال کردیا ہے۔ پھر یہ کہ ریڈیو کی اناؤنسمنٹ میں انہیں بھوت نہیں سایہ کہا جارہا ہے۔"

"مگر اس سائے کو حکومت کا دشمن کہا جارہا ہے جس کے پاس سرخ بریف کیس تھا اور اب اس کا مال ہمارے پاس ہے۔"

سیلی نے کہا "اگر وہ دشمن یا لالچی ہوتا تو تمام دولت ہمیں دے کر نہ جاتا۔"

"ہاں مگر چند کاغذات اور ایک ویڈیو کیسٹ لے گیا ہے۔ یہی چیزیں حکومت سے تعلق رکھتی ہوں گی۔"

"ہمیں یہاں کی حکومت سے کیا لینا ہے۔ ہم امریکی ہیں۔ ہمیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ کیا کھویا ہے اور کیا پایا ہے۔"

"ہم نے تو پایا ہی پایا ہے۔ ہاں اگر وہ سایہ ظاہر ہوتا تو ہمیں زندہ نہ چھوڑتا۔"

وہ امریکن تھیں۔ حسین دوشیزائیں تھیں۔ ایسی دوشیزائیں بعض اسلامی ممالک میں آتی جاتی رہتی تھیں۔ وہاں کے امیر و کبیر مسلمانوں کو پھانسنا ضروری نہیں تھا۔ وہ صرف ان کی نظروں میں آجاتیں تو وہ عیاش مسلمان خود ہی پھنس جاتے تھے۔

سیلی اور اس کی سہیلی مارتھا پچھلی رات عمان آئی تھیں۔ ان کے لئے الگ الگ بنگلوں اور کاروں کا انتظام تھا۔ ان کی اور دو

سیلیاں پہلے سے اس شہر میں موجود تھیں' چاروں نے پروگرام بنایا تھا کہ آج وہ اپنی کاریں استعمال نہیں کریں گی بلکہ مختلف ٹیکسیوں میں بیٹھ کر اس شہر کے اہم علاقوں کی سیر کریں گی اور وہاں کے نائٹ کلبوں کے طور طریقے معلوم کریں گی۔ یوں ٹیکسیوں میں سیر کرنے اور فٹ پاتھ پر پیدل چلنے کے باعث پارس کی وہ کار ان کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ سیلی نے اپنے بنگلے کے پاس پہنچ کر ایک ہاتھ سے اپنے سر کو تھام لیا' ذرا رک گئی۔ مارتھا نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ بولی "پتا نہیں آج دوپہر سے میرا ارادہ بار بار کیوں بدلتا رہتا ہے۔ میں چاہتی تھی کہ تم میرے ساتھ رات گزارو مگر اب تنہا رہنا چاہتی ہوں' تم کچھ خیال نہ کرنا۔ یہاں سے میری کار لے کر چلی جاؤ۔ تمہارے پاس اپنے کاغذات ہیں' کوئی پولیس والا تم پر شبہ نہیں کرے گا۔"

وہ بنگلے کے احاطے میں داخل ہو گئیں۔ مارتھا نے کہا "کار کی چابی دو۔ میں چلی جاؤں گی مگر سچ بتاؤ' کسی یار کو ٹائم تو نہیں دیا ہے؟"

"فضول باتیں نہ کرو۔ تم جانتی ہو۔ ہم صرف سرکاری مال ہیں' خاص طور پر مسلمان اکابرین کے راز اگلوانے کے لئے امپورٹ کی جاتی ہیں۔ یہ لو چابی اور جاؤ۔"

وہ چابی لے کر کار ڈرائیو کرتی ہوئی چلی گئی۔ سیلی وہاں سے بنگلے کے دروازے پر آئی۔ اس دروازے کو دوسری چابی سے کھولنا چاہا تو پتا چلا وہ دروازہ پہلے سے غیر مقفل ہے' وہ صرف ہینڈل دبانے سے کھل گیا تھا۔

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ دروازہ مقفل کرکے گئی تھی پھر یہ بھی سوچ رہی تھی کہ شاید اسے لاک کرنا بھول گئی ہو۔ اس کے لباس کے اندر اور اسکارف میں نوٹوں کی بہت سی گڈیاں تھیں' وہ زیادہ دیر باہر کھڑی نہیں رہ سکتی تھی اس لئے اندر آکر سوئچ آن کرکے دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ پارس اس روشن کمرے سے فوراً ہی ہٹ کر دوسرے تاریک اسٹور روم میں چلا گیا اور اس کے دروازے کو ایک ذرا سا کھلا رکھا تاکہ وہ نظر آتی رہے۔ ادھر وہ الماری کھول کر نوٹوں کی گڈیاں رکھ رہی تھی۔

ایسے وقت پارس نے دیکھا' اس نے پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھام لیا تھا اور کہہ رہی تھی "یہ مجھے کیا ہو رہا ہے؟ ایسا لگتا ہے جیسے میرے اندر کوئی دوسری عورت بھی بول رہی ہے۔"

وہ پریشان ہو کر ایک صوفے پر بیٹھ گئی تھی اور بے یقینی سے کہہ رہی تھی "کیا تم...... تم واقعی کوئی دوسری عورت ہو؟ کیا میں یہ سمجھوں کہ تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو اور ابھی میرے دماغ میں بول رہی ہو؟"

وہ جواب سن کر حیرانی سے اِدھر اُدھر دیکھتی ہوئی بولی "کیا سچ کہہ رہی ہو یعنی کہ صرف میرے دماغ میں نہیں اس بنگلے میں بھی ہو؟"

سیلی چند لمحوں تک کچھ سنتی رہی پھر بولی "یہ تم نے اچھا کیا۔ پہلے سے میرے اندر آکر بتادیا۔ اب سامنے آؤ گی تو نہیں ڈروں گی۔ ویسے بھی ڈرنا یا تمہاری موجودگی پر اعتراض کرنا میرے بس میں نہ ہوتا۔ تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرا منہ بند رکھتیں تو میں کچھ بولنے کے قابل نہیں رہتی۔ پلیز آجاؤ۔ تم کہاں ہو؟"

ایک دوسرے کمرے کی لائٹ روشن ہو گئی پھر اس کا دروازہ کھل گیا۔ وہاں وہ کھڑی ہوئی تھی۔

پارس کو اندازہ تھا کہ وہ کون ہوگی؟ ہمیشہ اس کا پیچھا کرنے والی بھلا اور کون ہو سکتی ہے۔ پچھلے دنوں پارس نے اس سے کہا تھا کہ کُتے کی دُم ٹیڑھی ہی رہے گی' ہزار دل و جان سے چاہنے کے باوجود وہ اس پر تنویمی عمل کرکے اپنا تابعدار بنا کر اسے رکھنا چاہتی ہے لٰہذا دونوں کے راستے آئندہ الگ رہیں گے' اب وہ اسے بھی نہیں پائے گی۔ ایسا کئی بار ہوا تھا۔ پارس نے اس پر ایک حد تک بھروسا کیا تھا پھر جب بھی اس نے حد پار کرنے کی حماقت کی تو اس نے دوری اختیار کرلی۔ اس بار بھی شی تارا کو یقین تھا کہ وہ پارس کی بے اعتمادی ختم کرکے اس کا دل جیت لے گی۔

اسے پارس کا یہ پروگرام معلوم تھا کہ وہ ایم آئی ایم کے سربراہ تک پہنچنے اور اس سلسلے میں مختلف چالیں چلنے میں مصروف ہے۔ اس لئے وہ تل ابیب گیا تھا۔ وہاں اسے ڈی مائیک ہرارے بنایا گیا تھا چونکہ یہ راز شی تارا وغیرہ پر کھل گیا تھا اس لئے اب ڈی مائیک ہرارے نہیں رہا تھا۔ پھر شی تارا کو معلوم ہوا تھا کہ آئی ایم کا سربراہ عمان میں ملاقات اور مذاکرات کے لئے ہے۔ اس معلومات سے ہی شی تارا کو یقین ہو گیا تھا کہ اس شہر پارس ضرور آئے گا اور سربراہوں کے اجلاس میں اگر ایم آئی کا سربراہ اصلی نہ ہوا تو وہ ضرور گڑبڑ کرے گا' ایسے وقت وہ پارس کے قریب پہنچنے کی کوشش کرے گی۔

سیلی نے دوسرے کمرے کے کھلے ہوئے دروازے پر اسے دیکھ کر پوچھا "تم کون ہو؟"

وہ کمرے میں اس کے قریب آتی ہوئی بولی "میں کوئی بھی ہو سکتی ہوں' فی الحال تمہاری سہیلی ہوں۔"

"تم نے میرے بنگلے کا دروازہ کیسے کھولا تھا؟ چابی تو میرے پاس ہے۔"

"نادانی کی باتیں کر رہی ہو۔ میں تمہارے دماغ کا دروازہ کھول سکتی ہوں تو یہ بنگلا کیا چیز ہے؟ میں نے کل شام کو تمہیں ائرپورٹ پر دیکھا تھا۔ تمہارے خیالات پڑھے تھے۔ تمہارے ساتھ ایک مارتھا بھی تھی' وہ دوسرے بنگلے میں ہے۔ میں نے طے کیا تمہارے بنگلے میں قیام کروں گی۔ میرا تجربہ کہتا ہے کہ میں جس کی تلاش میں آئی ہوں' وہ تمہاری ہی جیسی غیر معمولی کشش والیوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔"

"تمہارے خیال میں میرے سراپا میں ایسی کیا غیر معمولی کشش ہو سکتی ہے؟"

"تمہیں ہزاروں لاکھوں میں سے منتخب کرکے امریکا سے یہاں امپورٹ کیا گیا ہے۔ میں جس کی بات کر رہی ہوں' وہ زہریلا ہے اور زہریلی کشش کے اثر میں ضرور آتا ہے۔"

"تم میری سہیلی بن رہی ہو' کیا اپنے اور اس کے متعلق نہیں بتاؤ گی؟"

"کوئی اپنی اصلی بات کسی کو نہیں بتاتا۔ تم بھی کسی کو نہیں بتاؤ گی کہ یہاں کن سرکاری مقاصد کے لئے آئی ہو۔ بہتر یہ ہے کہ ہم یہاں دو چار دن دوست بن کر رہیں پھر جدا ہو جائیں۔"

"کیا تمہیں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ میں تمہیں دھوکا دے سکتی ہوں۔"

"بالکل نہیں۔ ابھی تم سونے جا رہی ہو۔ میں تم پر تنویمی عمل کروں گی پھر تم کبھی میرے خلاف کوئی حرکت نہیں کرو گی۔"

"یہ تو زیادتی ہے۔ تم دوست بن رہی ہو۔ میرے گھر میں پناہ لے رہی ہو اور مجھے اپنا تابعدار بھی بنا رہی ہو۔"

"مجھے افسوس ہے' میں جس کی تلاش میں آئی ہوں' وہ مجھے یہاں کے اکابرین کے اجلاس میں نظر نہیں آیا۔ صرف دو فراڈ سربراہوں کی آوازیں سنتی رہی اور اپنے ایک آلۂ کار کے ذریعے انہیں دیکھتی رہی۔ میں نے ایسا ناقابلِ فہم تماشا پہلی بار دیکھا ہے کہ وہ دونوں سربراہ سایہ بن کر اس اجلاس سے غائب ہو گئے تھے۔"

سیلی نے کہا "تم نے ان کی آوازیں سنی ہیں' انہیں خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کر سکتی ہو۔"

"میں ایسا کر چکی ہوں مگر مجھے کوئی جواب نہیں مل رہا ہے۔ اتنا پتا چل رہا ہے کہ وہ دونوں سائے والے زندہ ہیں۔ بہرحال اب تم بستر پر لیٹ جاؤ۔ میں تم پر تنویمی عمل کروں گی۔"

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس پر عمل کیا جائے لیکن شی تارا نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے بستر پر لیٹنے پر مجبور کردیا پھر کہا "اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دو اور آنکھیں بند کرلو۔"

سیلی نے آنکھیں بند کیں پھر شی تارا کی چیخ سن کر فوراً ہی آنکھیں کھول دیں۔ اس سے پوچھا "کیا ہوا؟"

شی تارا خوف زدہ ہو کر پلنگ کے سرے پر بیٹھ گئی تھی اور کہہ رہی تھی "یہ...... یہ ابھی کسی نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے۔"

سیلی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ اس کی سمجھ میں کچھ آ رہا تھا' اس نے تصدیق کے لئے پوچھا "طمانچہ؟"

شی تارا حیران بھی تھی' پریشان بھی تھی پھر انکار میں سر ہلا کر بولی "نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ میرا وہم تھا۔ اور تم؟ تم اٹھ کر کیوں بیٹھی ہو؟ آرام سے لیٹ جاؤ۔ میں تمہاری طرف سے مطمئن رہ کر اس ہرجائی کو تلاش کرنے کے ذرائع استعمال کروں گی۔"

سیلی اس کے حکم کے مطابق لیٹ گئی۔ اسے دیکھنے لگی' اس نے پوچھا "مجھے کیا دیکھ رہی ہو؟ آنکھیں بند کرو۔"

اس سے پہلے کہ سیلی آنکھیں بند کرتی تڑاخ کی آواز کے ساتھ شی تارا کا منہ ایک طرف گھوم گیا' وہ اپنا توازن قائم نہ رکھ سکی۔ فرش پر گر پڑی پھر جلدی سے سر اٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اس بار ذرا زور کا طمانچہ پڑا تھا مگر مارنے والا نظر نہیں آ رہا تھا۔ ویسے سیلی نے سامنے والی دیوار پر ایک ہلکا سا سایہ دیکھ لیا تھا۔ خوش ہو کر اٹھ بیٹھی تھی۔

شی تارا نے فرش پر سے اٹھتے ہوئے پوچھا "کون ہے؟ یہاں کون ہے؟ سچ سچ بتاؤ۔ تم بھی کوئی علم جانتی ہو؟"

پھر وہ خود ہی انکار میں سر ہلا کر بولی "نہیں' تم کوئی علم نہیں جانتی ہو۔ وہ وہی سایہ ہے۔ تم اسے دوست بنا کر لائی ہو۔ دیکھو مجھ سے کچھ نہ چھپاؤ۔ ہم آپس میں دوست بن جائیں گے۔"

سیلی نے ہنس کر کہا "تم نے تھوڑی دیر پہلے کہا تھا کہ کوئی کسی کو اپنی اصل بات نہیں بتاتا پھر میں کیوں بتاؤں۔ ہاں اگر وہ بتانا چاہے تو تم اس سے پوچھ لو۔"

وہ پھر چاروں طرف دیکھنے لگی۔ اس بار اسے دیوار پر سایہ نظر آیا۔ پہلے تو وہ سہم کر پیچھے ہٹ گئی پھر بولی "مم..... میں نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تم دو آدمیوں کو سایہ بنتے دیکھا تھا۔ پلیز مجھ سے دشمنی نہ کرو۔ میں تمہارے بہت کام آؤں گی۔ پہلے اتنا بتادو کہ اس اجلاس میں جو ڈی نارمن بن کر آئے تھے یا بم بلاسٹ کرنے والا دشمن؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ وہ محسوس کر رہی تھی جیسے کسی نے اس کی زلفوں کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا ہے۔ سیلی نے سامنے والی دیوار پر اس اجنبی کے ساتھ شی تارا کا بھی سایہ دیکھا۔ وہاں صاف نظر آ رہا تھا کہ اجنبی نے شی تارا کی زلفوں کو مٹھی میں جکڑ رکھا ہے پھر وہ اسے کھینچتا ہوا دوسرے کمرے میں لے جانے لگا۔ ویسے سیلی کی آنکھوں کے سامنے شی تارا تکلیف سے کراہتی ہوئی جا رہی تھی۔ صرف سائے کا انسانی وجود نظر نہیں آ رہا تھا۔ دیوار کے اختتام پر سایہ بھی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ سیلی اپنے بستر سے اٹھ کر دوسرے کمرے کے دروازے پر آئی۔ وہاں اس نے دیکھا' شی تارا فضا میں ایسے بلند ہو گئی تھی جیسے اسے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا گیا ہو پھر وہ ایک جھٹکے سے بستر پر جا کر گر پڑی۔ یعنی پارس نے اسے اٹھا کر بستر پر پھینک دیا تھا۔ وہ وحشت سے لرز رہی تھی' اس کے دیدے پھیل گئے تھے۔ پارس نے اس کی دونوں طرف کی کنپٹی کی رگوں کو اپنی انگلیوں سے دبایا۔ یہ ایسا عمل تھا کہ شی تارا کی آنکھیں بند ہونے لگیں پھر وہ دیکھتے ہی دیکھتے بے ہوش ہو گئی۔

سیلی دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی سہمی ہوئی سی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اگرچہ دل میں یہ اطمینان تھا کہ وہ سایہ اس پر مہربان ہے' اس نے دولت دی ہے' ایک دشمن عورت کے تنویمی عمل سے محفوظ رکھا ہے اور ابھی اسے مار ڈالا ہے یا بے ہوش کردیا ہے۔ تاہم اجنبی خواہ کتنا ہی مہربان ہو' وہ پرایا سا اور پریشان کن رہتا ہے

تاوقتیکہ کسی حد تک شناسائی نہ ہو۔

وہ تھوڑی دیر کھڑی شی تارا کو بستر پر بے حس و حرکت پڑا دیکھتی رہی۔ یہ پتا نہیں چل رہا تھا کہ سایہ کہاں چلا گیا ہے۔ وہ اس کمرے میں نہیں تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی شی تارا کے پاس آئی۔ اسے اندیشہ تھا کہ وہ مرگئی ہوگی تو اس اجنبی ملک میں اس پر قتل کا کیس ہوگا اور وہ قانونی شکنجے میں آجائے گی۔

اس کے سوچنے کے دوران ایک کاغذ اس کے سامنے آیا۔ وہ ہوا میں معلق تھا اور اس سائے کا کچھ حصہ فرش پر اور کچھ بستر کے سرے پر تھا۔ سلی نے اس کاغذ کو اپنے ہاتھ میں لے کر پڑھا۔ اس پر لکھا ہوا تھا "اگر تم مجھ سے خوف زدہ نہیں ہو اور مجھے دوست سمجھتی ہو تو اپنے بیڈ روم کی میز پر آؤ۔"

وہ سائے کو دیکھ کر بولی "میں تمہاری احسان مند ہوں۔ تمہیں دوست سمجھتی ہوں آؤ ہم بیڈ روم میں چلیں۔"

کاغذ اس کے ہاتھ سے نکل گیا یعنی سائے نے اسے لے لیا۔ وہ دونوں بیڈ روم میں آئے۔ کاغذ ایک میز کی سطح پر ٹھہر گیا' وہاں رکھا ہوا ایک قلم خود بخود اٹھا اور کاغذ پر لکھنے لگا۔ وہ تحریر کہہ رہی تھی "کیا میرے چند سوالوں کے جواب دو گی؟"

"ہاں میں پڑھ رہی ہوں۔ تمہاری تحریر کے مطابق جواب دوں گی۔"

قلم اور کاغذ نے پوچھا "تم امریکی مشن پر آئی ہو۔ یقیناً سپر ماسٹر کی محکوم ہو' کیا اس نے تمہاری حفاظت کے لئے اپنے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو تمہاری حفاظت پر مامور نہیں کیا ہے؟"

"سپر ماسٹر نے ایسا کیا ہے لیکن وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمیشہ میرے دماغ میں نہیں رہتا ہے۔ اگر ابھی ہوتا تو وہ اس ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت کو مجھ پر عمل کرنے سے پہلے ہی روک دیتا۔"

"وہ کون ہے جو تمہارے دماغ میں آتا جاتا رہتا ہے؟"

وہ ذرا پریشان ہوئی پھر بولی "میں بتا سکتی ہوں لیکن وہ کسی وقت میرے اندر آکر یہ معلوم کرلے گا کہ میں نے ایک نادیدہ شخص سے دوستی کی ہے' اس کے متعلق تمہیں بتادیا ہے اور ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت اس بنگلے میں موجود ہے۔"

کاغذ نے تحریر کی زبان سے کہا "بے شک وہ بہت کچھ معلوم کرسکتا ہے لیکن میں چاہوں تو کچھ بھی معلوم نہیں کرسکے گا۔"

وہ بولی "مجھے یقین ہوتا جارہا ہے کہ تم ایک باکمال سائے ہو۔ تم نے مجھ پر مہربانیاں کی ہیں' ایک عورت کی تابعداری سے محفوظ رکھا ہے۔ تم مجھے ٹیلی پیتھی جاننے والے پاشا سے بھی محفوظ رکھ سکتے ہو۔ یہ بتاؤ کہ میں تمہارے لئے کیا کرسکتی ہوں؟"

"میں یہاں پناہ لینا چاہتا ہوں۔ ابھی حکومت کی تمام مشینری میری تلاش میں ہوگی۔"

"مجھے تمہارے رہنے سے بہت خوشی ہوگی۔ میں خود کو ہر طرح محفوظ سمجھوں گی۔ تم مجھ سے تحریر کے ذریعے گفتگو کررہے ہو' کیا زبان سے بول نہیں سکتے ہو؟"

"میں ابھی اپنے متعلق زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ تو میرے ابا حضور بھی نہیں جانتے تھے کہ میں ایک ٹھوس جسم سے ایک سائے میں تبدیل ہوجاؤں گا۔ یہ میرے لئے نیا اور انوکھا تجربہ ہے۔ شاید وہ دوسرا سایہ اس تجربے کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ جہاں تک میرے بولنے کا تعلق ہے تو میں محسوس کررہا ہوں کہ قوتِ گویائی کسی حد تک ہے مگر الفاظ صحیح طور سے ادا نہیں ہورہے ہیں۔ پتا نہیں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ ویسے جو کچھ بھی ہو' زندگی اسی کو کہتے ہیں۔ جب تک موت نہیں آتی' کچھ نہ کچھ ہوتا رہتا ہے۔"

"تم بہت اچھی باتیں کرتے ہو۔"

"کرتا نہیں لکھتا ہوں۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "تم نے یہ نہیں بتایا کہ مجھے سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کیسے محفوظ رکھو گے؟"

"اس کے لئے میرا کوئی خیال خوانی کرنے والا تمہارے دماغ کو حساس بنادے گا۔ تم کسی بھی پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرسکو گی' کوئی بھی دشمن تمہارے اندر آئے گا تو تم فوراً محتاط ہوجایا کرو گی۔"

"اس کا مطلب ہے تمہارا کوئی آدمی مجھ پر تنویمی عمل کرکے میرے دماغ کو حساس بنائے گا' بات تو وہی ہوگی۔ میں ایک کے عمل کے اثر سے نکل کر دوسرے کے اثر میں آجاؤں گی۔"

"درست کہہ رہی ہو۔ تم پر مزید تنویمی عمل نہیں ہونا چاہئے۔ تم نئی الجھنوں میں پڑجاؤ گی۔ ایسا کرو' اپنے ملک کے سفیر کو فون کرکے وہ تمام حالات بتادو جو اب تک تمہارے ساتھ پیش آ[illegible] ہیں۔ اس عورت کے متعلق بھی بتادینا جو دوسرے کمرے میں [illegible] ہوش پڑی ہے۔ میرے متعلق بھی ایک ایک بات بتا سکتی ہو' [illegible] ابھی یہاں سے جارہا ہوں۔"

"پلیز مجھے شرمندہ نہ کرو۔ میرے اتنے اچھے دوست بننے [illegible] بعد' میری حفاظت کے اتنے انتظامات کرنے کے بعد مجھے تنہا چھو[illegible] کرنہ جاؤ۔"

"میں یہاں رہوں گا تو تمہارے ٹیلی پیتھی والے تمہیں غدا[illegible] اور میرا دوست سمجھیں گے۔"

"کچھ بھی ہو۔ تم مجھ سے زیادہ ذہین اور چالاک ہو۔ یہاں جانے کی کوئی صورت نکالو۔ میں نے تمہیں دیکھا نہیں ہے اور [illegible] کی صورت نہیں اس کی صلاحیتیں اور کارنامے دیکھے جاتے ہیں [illegible] تمہیں دیکھے بغیر میرا دل تمہارے لئے بے تحاشا دھڑک رہا ہے۔"

پارس سوچ میں پڑگیا پھر اس نے کہا "ایک صورت ہے۔ [illegible] دوست بن کر نہیں دشمن بن کر رہ سکتا ہوں۔ اکثر پسماندہ ممالک میں عورتوں پر جن سوار ہوجاتے ہیں۔ یعنی پہلے عاشق ہوتے ہیں سوار ہوتے ہیں۔ انہیں بھگانے کے لئے تعویذ گنڈے کئے جا[illegible]

ہیں' جنتر منتر پڑھے جاتے ہیں پھر بھی وہ جن کبھی بھاگتا ہے کبھی چپک کر رہ جاتا ہے۔"

"ہاں' میں نے بھی کتابوں میں پڑھا ہے' تم جن بن سکتے ہو۔"

"پھر تو بات بن گئی۔ میں رات گزاروں گا' صبح تم سفیر کو فون پر بتادینا کہ رات بھر ایک ایسا جن تمہیں پریشان کرتا رہا جو سائے کی طرح نظر آرہا تھا صبح وہ کہیں گیا ہے اس لئے تم سفیر کو اطلاع دے رہی ہو۔"

بات طے ہوگئی۔ پارس نے لکھا "اب تک میں نے جو کچھ لکھا ہے ان تمام کاغذات کو ابھی جلادو تاکہ ہماری تحریری گفتگو کا کوئی ثبوت نہ رہے۔"

سلی نے وہ تمام کاغذات لئے پھر انہیں ایک ایک کرکے لائٹر سے جلانے لگی۔ جیسے جیسے کاغذات کی آگ بھڑکتی جارہی تھی ویسے ہی ویسے سایہ زیادہ صاف دکھائی دے رہا تھا مگر وہ سایہ تھا' جتنا بھی صاف نظر آتا' سایہ ہی نظر آتا۔

○☆○

جوڈی نارمن کا اپنا ایک مسئلہ تھا۔ وہ پولیس والوں کے نرغے سے نکل آیا تھا۔ روشنیوں اور تاریکیوں سے گزر کر ایک جگہ تاریکی میں کھڑا ہانپ رہا تھا۔ بڑی دیر سے بھاگنے دوڑنے کے باعث یہ سوچنے اور کسی نتیجے پر پہنچنے کی مہلت نہیں ملی تھی کہ آئندہ اسے کرنا کیا ہے؟ ایک سیدھی سی بات یہ تھی کہ دوسرے سائے کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیا جائے۔ بڑی مشکلوں اور محنتوں سے اس نے ویڈیو کیسٹ اور وہ پاکستانی اہم کاغذات ثانی اور علی سے حاصل کئے تھے اور وہ تمام اہم چیزیں ہاتھوں سے نکل گئی تھیں۔ اب وہ اس بات پر کڑھ رہا تھا کہ دوسرا سایہ نظروں سے اوجھل ہوکر کہیں دور نکل گیا تھا پھر عقل نے سمجھایا کہ وہ سایہ ہاتھ آجاتا تو وہ اپنی مطلوبہ چیزیں اس سے کیسے چھین سکتا تھا۔ وہ دوسرا نادان تو نہیں ہوگا' اس نے ویڈیو کیسٹ اور اہم دستاویزات نکال کر کہیں چھپادیئے ہوں گے یا اپنے خاص بندوں کے پاس پہنچادیئے ہوں گے' اب ان چیزوں کو حاصل کرنا ممکن نہیں رہا تھا۔

اس سلسلے میں جو ایک اور بڑا مسئلہ تھا' وہ سایہ بن کر رہنا تھا۔ اس کی جیب میں دو طرح کی ڈبیاں تھیں اور ان گولیوں کا ایک مکمل فارمولا کاغذات پر لکھا ہوا تھا۔ جوڈی اگرچہ جانتا تھا کہ کون سی ڈبیا میں ایسی گولیاں ہیں جو چوبیس گھنٹوں تک آدمی کو سایہ بنا کر رکھتی ہیں اور کون سی ڈبیا کی گولیاں ایک ماہ تک سایہ ہی بنائے رکھتی ہیں' اس سائے کو گوشت پوست کا آدمی نہیں بننے دیتیں۔

جوڈی دونوں ڈبیوں کے متعلق جانتا تھا لیکن پارس کے ہاتھ میں بم بلاسٹ کرنے والا ریموٹ کنٹرولر دیکھ کر بدحواس ہوگیا تھا فوری طور پر خود کو بچانے کے لئے اس نے کون سی ڈبیا نکالی' یہ اسے یاد نہیں رہا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ کب تک سایہ بنا رہے گا؟ اس نے ابھی رات کے تقریباً دس بجے ایک گولی کھائی تھی۔ اگر اس کا اثر چوبیس گھنٹے تک رہتا تو وہ اگلی رات کے نو بجے پھر گوشت پوست کا انسان بن جاتا۔

اور وہ اگلی رات بہت دور تھی۔ ابھی تو یہی پہلی رات وبال جان بنی ہوئی تھی۔ وہ تاریکی میں بیٹھ کر کبھی سوچتا رہا اور کبھی خیال خوانی کے ذریعے ان امریکی' اسرائیلی اور اسلامی ممالک کے اکابرین کے دماغوں میں جاتا رہا اور ان کے خیالات پڑھتا رہا کہ وہ سب آج کے واقعات کے بارے میں کیسی کیسی رائے قائم کررہے ہیں۔

کسی کے خیالات پڑھنے پھر آئندہ کے منصوبے بنانے کے لئے تنہائی اور خاموشی ضروری ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ایک مکان کی چھت پر چڑھ کر بیٹھ گیا تھا۔ ایسے میں موسم سرد ہوتا' گرم ہوتا یا بارش ہوتی تو سائے کے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سایہ بارش میں بھیگ کر کسی سائبان تلے آئے تو پھر بھیگا نہیں رہتا۔ جیسا پہلے خشک تھا ویسے ہی خشک رہتا ہے۔

جوڈی پہلے اپنے امریکی ایک نمائندے کے پاس گیا۔ وہاں تین نمائندے تھے اور امریکی سفیر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر باتیں کررہے تھے۔ وہ اجلاس کی ناکامی پر مایوس تھے لیکن اس بات پر خوش تھے کہ جوڈی نارمن ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے اور سب سے زیادہ اس بات پر خوش تھے کہ جوڈی نارمن کے پاس ایسی حیرت انگیز گولیاں ہیں جنہیں کھانے والا گوشت پوست کے جسم کے بجائے ایک سایہ بن جاتا ہے۔ یہ حیرت انگیز' ناقابلِ فہم اور ناقابلِ یقین ایجاد تھی۔ جنہوں نے ٹی وی اسکرین پر دو آدمیوں کو سائے بنتے دیکھا ہوگا' وہی یقین کریں گے۔ امریکا میں بیٹھے ہوئے سپر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران نے یہ سب کچھ دیکھا تھا اور خوش ہوکر ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے کہ ان کے ایک امریکی باشندے نے لاجواب گولیاں تیار کی ہیں۔

اردن اور شام وغیرہ میں جتنے امریکی جاسوس اور سیکرٹ ایجنٹ تھے انہیں حکم دیا جارہا تھا کہ وہ جوڈی کو تلاش کریں اور اس کی ہر طرح مدد کریں۔ ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ کے ذریعے ہر پندرہ منٹ کے بعد جوڈی نارمن کو مخاطب کرکے کہا جارہا تھا کہ وہ عمان میں فوراً امریکی سفیر کی پناہ میں پہنچ جائے' اسے بخیریت واشنگٹن پہنچادیا جائے گا۔ لیکن جوڈی کو امریکا عزیز تھا۔ غلامی یا پابندی منظور نہیں تھی پھر یہ کہ اس کے پاس سائے میں تبدیل ہونے والی گولیاں تھیں۔ فارمولے بھی تھے۔ اگر وہ اپنوں کے پاس تحفظ کے لئے جاتا تو سپر ماسٹر اور فوجی افسران اس سے وہ گولیاں اور فارمولے اپنی تحویل میں لے لیتے پھر وہ پہلے کی طرح ایک محکوم ٹیلی پیتھی جاننے والا رہ جاتا۔

اس نے اپنے لئے ایک الگ راستے کا تعین کیا تھا۔ وہ اپنی قوم کے لوگوں کے دماغوں سے نکل کر ان یہودی نمائندوں کے اندر پہنچا جو اس اجلاس میں موجود تھے۔ وہاں امریکیوں کے برعکس

مایوسی تھی۔ وہ گولیوں والی ایجاد دھماکا خیز تھی۔ یہی ایجاد کوئی یہودی پیش کرتا تو مملکت اسرائیل کے وارے نیارے ہوجاتے۔ وہ بھی پیتے پلاتے، رقص کرتے اور جشن مناتے۔ فی الوقت خون کے گھونٹ پی رہے تھے۔ منڈولا، ایکسرے مین مارٹن، برین آدم، الپا اور ٹیری آدم وغیرہ سب ہی اسکرین پر یہ سب کچھ دیکھ چکے تھے۔ اب خفیہ یہودی تنظیم کے تمام آدم براورز کیا رائے قائم کررہے تھے، کیسی پلاننگ کررہے تھے، یہ جوڈی نہیں جانتا تھا لیکن جاننے کا ذریعہ یہ بنا تھا کہ جوڈی جس یہودی نمائندے کے اندر تھا وہاں کبھی کبھی منڈولا آتا تھا۔ اگرچہ وہ اپنی آواز میں نہیں بولتا تھا تاہم جوڈی جیسا خیال خوانی کرنے والا سمجھ رہا تھا کہ اسرائیلی ہیڈکوارٹر سے اس نمائندے کا رابطہ ہے۔

منڈولا نے اپنے نمائندے سے پوچھا "کیا جوڈی نارمن نے ایک گولی کھائی تو اس کے پاس بھی ایک ڈبیا تھی جیسا کہ پہلے سایہ بننے والے نے ایک ڈبیا چھین لی تھی؟"

نمائندے نے کہا "جی ہاں دونوں سایوں کے پاس ایک ایک ڈبیا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم انہیں قابو میں نہ کرسکے۔ ایک کے پاس بم بلاسٹ کرنے والا کنٹرولر تھا اور دوسرے کو ہم دوست سمجھ رہے تھے۔"

منڈولا نے کہا "یہی تم لوگوں سے غلطی ہوئی۔ تم میں سے کوئی بھی جوڈی کی جیب سے دوسری ڈبیا نکال لیتا تو آج بہت بڑی بازی ہمارے ہاتھ میں ہوتی۔"

"لیکن سر! ہم میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ جوڈی کے پاس دوسری ڈبیا بھی ہوگی پھر وہ دوست بن کر آیا تھا۔"

"دوستی گئی جہنم میں۔ کوئی بڑا منافع حاصل کرنے کے لئے صرف اپنا مفاد دیکھا جاتا ہے۔ امریکا ہمارا گہرا دوست اور سب سے بڑا سرپرست ہے لیکن اپنی قوم پرستی کا تقاضا ہے کہ امریکا جیسے محسن سے بھی غیر معمولی ایجاد چھین لی جائے۔"

"سر آئندہ ایسی غلطی نہیں ہوگی۔ ہمارے تمام جاسوس ان دونوں سایوں کو تلاش کررہے ہیں، وہ جیسے ہی نظر آئیں گے ہم انہیں قابو میں کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔"

"وہ دونوں سائے ابھی عمان شہر میں کہیں چھپے ہوں گے۔ جیسا کہ معلوم ہوا ہے کہ سرکاری سطح پر پورے شہر کی ناکا بندی کردی گئی ہے۔ وہ رات کے وقت کتنی ہی جگہ چھپ سکتے ہیں لیکن دن کو ان کے سائے صاف نظر آئیں گے۔"

"سر! ایک عرض ہے۔ وہ جوڈی نارمن ٹیلی پیتھی جانتا ہے، کیا وہ ہماری باتیں سن رہا ہوگا؟"

"اگر سن رہا ہے تو یہ ہماری خوش قسمتی ہے۔ ہم اسے دوستی کا یقین دلاتے ہیں، وہ ہمارے ساتھ رہ کر ویسا غلام نہیں رہے گا جیسا کہ سپر ماسٹر وغیرہ اسے بنا کر رکھنا چاہتے تھے۔ وہ ہمیشہ آزاد رہے گا، اپنی مرضی کا مالک رہے گا صرف ہمارا دوست رہے گا۔"

"کاش ایسا ہوجائے کہ وہ میرے اندر آئے اور ہماری دوستی اور خلوص کو سمجھے۔ بائی دی وے، میڈم جوسنا کل رات کی فلائٹ سے وہاں پہنچنے والی ہیں۔ میں کل صبح ان کے بنگلے میں ٹکٹ پہنچادوں گا۔"

جوڈی جس نمائندے کے اندر تھا، وہاں خاموشی چھاگئی۔ منڈولا چلا گیا تھا۔ جوڈی نے میڈم جوسنا کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ وہ نمائندہ صرف اتنا جانتا تھا کہ میڈم اسرائیلی انٹیلی جنس کی ایک ذہین آفیسر ہے۔ ایم آئی ایم کے سربراہ کی آمد پر جو اجلاس ہورہا تھا اس سلسلے میں کوئی اہم رول ادا کرنے آئی تھی اور کل رات کی فلائٹ سے تل ابیب جانے والی تھی۔

جوڈی نارمن اس مکان کی چھت پر سے اتر آیا۔ یہ معلوم کرچکا تھا کہ میڈم جوسنا اپنے بنگلے میں تنہا ہے، ایسی جگہ وہ رات گزار سکے گا۔ وہ ایک تاریک گلی سے باہر آیا۔ راستے میں ایک کار اسٹارٹ ہورہی تھی۔ وہ دوڑ کر اس کی چھت پر لیٹ گیا تاکہ دوسرے گزرنے والوں کو سایہ نظر نہ آئے۔ وہ کار ایک بنگلے کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ وہ وہاں سے اتر کر ایک طرف جانے لگا۔ ذرا فاصلے پر اسے دوسری گاڑی میں لفٹ مل گئی۔ اس طرح وہ تین گاڑیاں بدل کر میڈم جوسنا کے بنگلے میں پہنچ گیا۔

رات کے دو بج رہے تھے۔ ایسے وقت لوگ دروازے اندر سے بند کرکے سوتے ہیں۔ جب وہ بنگلے کے احاطے میں پہنچا تو ایک کتا بھونکنے لگا۔ سایہ زمین پر کھسکتا جارہا تھا، کتے نے اس پر چھلانگ لگائی، اسے کاٹنا چاہا تو اس کے منہ میں مٹی آئی۔ کسی انسان کے گوشت کا لوتھڑا نہیں آیا۔ وہ غرانے لگا۔ پہلے سے زیادہ جنونی انداز میں بھونکنے لگا۔ اندر سے میڈم جوسنا نے پوچھا "ویل ٹامی! کیا بات ہے؟ اس طرح کیوں بھونک رہے ہو؟"

یہ آواز سنتے ہی جوڈی نارمن نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ میڈم کے دماغ میں پہنچا پھر دوسرے ہی لمحے باہر نکل آیا۔ غلطی کا پتا چل گیا۔ وہ میڈم جوسنا یوگا کی ماہر تھی۔ وہ کڑک کر بولی "باہر کون ہے؟ جواب دو، باہر کون ہے؟"

وہ بھلا کیا جواب دیتا۔ بنگلے کے تمام دروازے اور کھڑکیاں اندر سے بند تھیں البتہ ایک روشندان تھا جس میں سے شاید ایک بلی کا بچہ گزر سکتا تھا اور سائے کو تو گزرنے کا راستہ بنانا نہیں پڑتا۔ روشنیوں کے مختلف زاویوں سے سایہ کہیں موٹا اور بھدا اور کہیں دبلا پتلا اور لانبا سا ہوجاتا ہے، کہیں سے بھی گزرنے کے لئے کوئی سی بھی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ وہ بھی روشندان سے گزر کر بنگلے کے اندر پہنچ گیا۔ پہلے ایک ڈرائنگ روم تھا پھر ایک کاریڈور، اس کے بعد ایک بیڈروم تھا۔

وہ دروازے کو اندر سے بند کئے ہاتھ میں پستول لئے بستر کے سرے پر بیٹھی تھی۔ محتاط نظروں سے بند دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ اب کتے کی آواز نہیں آرہی تھی۔ کتے کو سایہ نظر نہیں آرہا

تھا اس لئے اس نے بھونکنا بند کردیا تھا۔ میڈم جوسنا کو اطمینان ہورہا تھا کہ جو بھی آیا ہوگا وہ بھاگ گیا ہوگا لیکن یہ تجسس باقی تھا کہ ابھی اس نے کس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا؟ کیا جسے کتا دیکھ کر بھونک رہا تھا، وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے؟ وہ پستول ہاتھ میں لئے بستر پر سے اتر کر دروازے کی طرف آئی، باہر ڈرائنگ روم کا بھی دروازہ بند تھا۔ کوئی اندر نہیں آسکتا تھا۔ اس لئے وہ بے باکی سے بیڈروم کا دروازہ کھول کر آئی پھر جتنی دیر میں کاریڈور کی لائٹ آن کرتی اس سے پہلے ہی جوڈی اس کے بیڈروم کے اندر چلا گیا۔

ادھر میڈم نے ڈرائنگ روم میں آکر اس کی کھڑکی کا پردہ ذرا سا ہٹا کر باہر دیکھا۔ وہ کتا ٹامی برآمدے میں آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ اس کتے کے اطمینان نے سمجھادیا کہ خطرہ ٹل گیا ہے۔ وہ اپنی خواب گاہ کی طرف جانے لگی۔ اسے یہ بات پریشان کررہی تھی کہ اتنی رات کو اسے کون خیال خوانی کے ذریعے یاد کررہا تھا؟ اگر کوئی اپنا ہوتا تو وہ دماغ میں آتے ہی کوڈورڈز ضرور ادا کرتا۔

وہ سوچتی ہوئی بستر پر آئی۔ اس نے پستول کو تکیے کے نیچے رکھا پھر اپنی زلفوں کو ایک طرف سمیٹ کر لیٹنا ہی چاہتی تھی کہ وہ پستول خودبخود تکیے کے نیچے سے نکل کر اس کی نگاہوں کے سامنے آگیا۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

اس نے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔ سامنے اپنا ہی پستول موت کی دھمکی دے رہا تھا اور پستول پکڑنے والا نظر نہیں آرہا تھا۔ البتہ ایک سایہ آدھا اس کے حسین بدن پر پڑ رہا تھا اور آدھا سایہ بستر کے سرے اور قالین پر تھا۔

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ بولی "میں سمجھ گئی۔ تم وہی سائے ہو، جس سے ہماری پوری یہودی قوم دوستی کرنا چاہتی ہے۔ آج تم جس اجلاس میں تھے وہاں میں بھی سیکرٹ ایجنٹ کی حیثیت سے موجود تھی۔ پلیز یہ پستول سامنے سے ہٹالو۔"

وہ پستول ہٹنے لگا۔ وہاں سے ذرا دور ایک میز کی طرف جانے لگا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ میز کی ایک دراز کھل رہی تھی، اس میں سے ایک لیٹرپیڈ اور ایک قلم نکلا پھر وہ قلم اس لیٹرپیڈ کے کاغذ پر کچھ لکھنے لگا۔ وہاں جو کچھ بھی لکھا گیا اسے میڈم جوسنا کے سامنے لایا گیا۔ اس نے کاغذ لے کر پڑھا۔ اس پر لکھا تھا "تم اپنے دماغ کا دروازہ خود کھولوگی یا پستول سے زخمی کیا جائے؟ میرے ان دو سوالوں کے بعد کسی بحث کی گنجائش نہ نکالنا۔ پانچ سیکنڈ بعد دماغ میں جگہ نہ ملی تو گولی چل جائے گی۔"

میڈم کے ہاتھ سے کاغذ چھوٹ گیا۔ پانچ سیکنڈ کے اندر ہی دماغ میں جگہ مل گئی۔ اس کے خیالات نے کہا "میرا نام الپا ہے۔ میں میڈم جوسنا کے نام سے یہاں آئی ہوں۔ ابھی میرے اندر میرے ساتھی بھی ہیں۔ وہ تم سے ضروری باتیں کرنا چاہتے ہیں۔"

جوڈی کی سوچ نے کہا "پہلے میں تمہارے چور خیالات پڑھ لوں پھر تمہارے ساتھیوں سے باتیں کروں گا۔"

ٹیری آدم نے کہا "تم یقیناً جوڈی نارمن ہو۔ میرا نام ٹیری آدم ہے۔ ابھی الپا نے ہمیں خیال خوانی کے ذریعے بتایا ہے کہ تم اس بیچاری کو دشمن سمجھ کر آئے ہو جبکہ ہم سب تمہارے بہترین دوست ہیں۔"

"صرف زبان سے کہا جائے تو دوستی نہیں ہوتی۔ اس کا عملی ثبوت دو۔ فی الوقت میرے اور الپا کے درمیان آکر مجھے اس کے چور خیالات پڑھنے سے مت روکو۔ میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ باتوں سے بہلایا جاؤں۔"

"مسٹر جوڈی! اس وقت الپا تمہارے رحم و کرم پر ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ تم اسے نقصان پہنچاؤ۔ ہماری درخواست ہے کہ پہلے ہم آپس میں اعتماد قائم کرلیں۔ ایک طریقۂ کار کے مطابق رفتہ رفتہ ایک دوسرے کے دل و دماغ کی باتیں معلوم کریں۔"

"طریقۂ کار کا تعین تب ہوتا ہے جب اندر کی باتیں چھپی ہوتی ہیں۔ مجھ سے طریقۂ کار کی باتیں نہ کرو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں، اگر میرے تین گننے تک تم اس کے دماغ سے نہ گئے تو میں اسے زخمی کردوں گا۔"

اس نے ایک سے لے کر تین تک گنا پھر کہا "الپا! مجھے یقین ہے کہ تم خاموش بیٹھی رہوگی اور میں خیالات پڑھتا رہوں گا۔ مجھے اس سے غرض نہیں ہے کہ ٹیری آدم تمہارے اندر چھپا ہوا ہے یا نہیں؟ مگر میں مداخلت پسند نہیں کروں گا۔"

وہ گم صم بیٹھی رہی اور وہ اس کے خیالات پڑھتا رہا۔ ایسے وقت منڈولا اور ایکسرے مین مارٹن وغیرہ بھی وہاں خاموشی سے موجود تھے اور سب ہی بے بس ہوگئے تھے۔ الپا ان کی بہت اہم خیال خوانی کرنے والی تھی۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتی تو وہ اسے مرجانے دیتے لیکن اپنی خفیہ یہودی تنظیم کا راز کھلنے نہ دیتے۔

ویسے اب وہ یہودی تنظیم پہلے کی طرح خفیہ نہیں رہی تھی۔ منڈولا کو سب سے پہلے تو یہ معلوم ہوا تھا کہ مایا کے کھنڈر کے تہ خانے میں رہنے والی اس کے اندر آتی جاتی رہتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ منڈولا کے دماغ سے یہودی تنظیم کے تمام راز معلوم کرچکی ہے۔ دوسری بار یہ معلوم ہوا کہ مائیک ہرارے کو بھی اس تنظیم کا علم ہوچکا ہے۔ ہرارے نے صاف طور سے ایکسرے مین مارٹن کو بتادیا کہ جب وہ لوگ اس کا برین واش کرنے کے لئے تنویمی عمل کرنے کے لئے باری باری آرہے تھے تو اس نے ٹیری آدم اور ایکسرے مین مارٹن کے علاوہ ایک اور تنویمی عمل کرنے والے کو سنا تھا، وہ منڈولا تھا۔ (حالانکہ ابھی وہ منڈولا کا نام نہیں جانتا تھا) تیسری بات یہ کہ ہم نے بھی پارس کے ذریعے اس تنظیم کو بہت دور تک سمجھ لیا تھا اور اس تنظیم کے بڑے بھی سمجھ گئے تھے کہ اب ان کا کوئی خیال خوانی کرنے والا ان کے مخالفین سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ اس سلسلے میں صرف ایکسرے مین مارٹن اور منڈولا کے بارے میں مکمل معلومات نہیں تھیں کہ وہ کہاں اور کس

روپ میں رہتے ہیں' یہ صرف زیرِ زمین رہنے والی اصلی شی تارا جانتی تھی۔

منڈولا کی مجبوری یہ تھی کہ وہ خفیہ طور پر اس یہودی تنظیم کی تشکیل از سرِ نو نہیں کرسکتا تھا کیونکہ اس کے اندر آنے والی شی تارا سے اس کی کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی تھی حتیٰ کہ وہ ان سب کے اندرونی رازوں کو سمجھ رہی تھی۔ اس کے برعکس ہم صرف الپا' ٹیری آدم' مونا رو اور ٹالبوٹ جیسے خیال خوانی کرنے والوں کو سمجھ گئے تھے۔ کسی وقت انہیں کسی بھی طرح ٹریپ کرسکتے تھے۔ صرف ایکسرے مین مارٹن اور منڈولا کی شناخت کے باوجود ان کا پتا ٹھکانا معلوم نہیں کرسکتے تھے۔

جب الجھے ہوئے دھاگے کا سرا کھلتا ہے تو پھر کھلتا ہی چلا جاتا ہے۔ اس الجھی ہوئی خفیہ یہودی تنظیم کا دھاگا بھی اس طرح کھلتا چلا گیا کہ اب جوڈی نارمن نے الپا کے چور خیالات کے ذریعے ان کے تمام اندرونی راز معلوم کرلئے پھر اس نے کہا "الپا! تم تو بڑے کام کی چیز ہو۔ تم نے اپنی یہودی تنظیم کے لئے بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں۔ تمہارے خیالات سے میں نے تمام آدم برادرز کے بارے میں معلوم کرلیا ہے۔ افسوس کہ تم برین آدم کو یہودی تنظیم کا بگ برادر کہتی ہو مگر کسی سربراہ کے بارے میں نہیں جانتی ہو جب کہ سربراہ کے بغیر کوئی بھی تنظیم منظم نہیں ہوتی۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ تم لوگوں کا کوئی ایک گمنام سربراہ ضرور ہے اور وہ ٹیلی پیتھی ضرور جانتا ہے۔ اس لئے تمہارے جیسے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بڑی رازداری سے کنٹرول کررہا ہے۔"

جوڈی نارمن کا سایہ پارس کی طرح بول نہیں سکتا تھا لیکن سوچ کی لہروں سے کام لے سکتا تھا۔ الپا نے سوچ کے ذریعے کہا "میں نے اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ رکھا ہے' اب تم سے کوئی بات چھپی نہیں رہی ہوگی۔ ہماری تنظیم کے کسی فرد نے آج تک یہ نہیں سوچا کہ ہمارا کوئی گمنام اور پراسرار سربراہ ہوسکتا ہے۔ ہمارے بگ برادر برین آدم اتنی ذہانت سے ہماری تنظیم کو قائم رکھے ہوئے ہیں کہ ان کے بعد ہمیں کسی سربراہ کی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے۔"

جوڈی نے کہا "پھر تو میں بگ برادر برین آدم سے ابھی باتیں کروں گا' مجھے ان کے اندر پہنچاؤ۔"

وہ اس کی کسی بات سے انکار نہیں کرسکتی تھی پھر یہ کہ منڈولا اور ایکسرے مین اس کے اندر چھپے ہوئے تھے۔ بگ برادر برین آدم کا رابطہ ایکسرے مین مارٹن سے رہتا تھا اور وہ مارٹن کو ہی خفیہ سربراہ سمجھتا تھا۔ ان میں سے کوئی منڈولا کو نہیں جانتا تھا۔

جوڈی آخر الپا کے اندر رہ کر برین آدم کے اندر پہنچ گیا۔ الپا نے کہا "بگ برادر! آپ کو ابھی میرے خالات کا علم ہورہا ہے۔ میں جوڈی نارمن کے ہر حکم کی تعمیل پر مجبور ہوں۔ اس لئے اس وقت جوڈی ہمارے درمیان ہے اور آپ کے چور خیالات پڑھ رہا ہے۔"

وہ شکست خوردہ انداز میں بولا "ہاں ہم مجبور ہیں۔ مگر مسٹر جوڈی کو ہر معقول شرط پر دوست بنانا چاہتے ہیں' انہیں امریکا میں سپر ماسٹر وغیرہ نے پابندیوں میں رکھا تھا۔ وہ ہمارے دوست بن کر مکمل آزادی سے اپنی مرضی کے مطابق کام کرسکیں گے۔ وہ صرف ہمیں ایک بار آزما کر دیکھ لیں۔ اگر کبھی شکایت کا موقع ملے تو وہ صرف الپا کو نہیں ہم سب کو گولی مار دیں۔"

جب تک برین آدم بولتا رہا جوڈی اس کے چور خیالات پڑھتا رہا۔ اس طرح معلوم ہوا کہ اس یہودی تنظیم کا خفیہ سربراہ ایکسرے مین مارٹن رسل ہے۔ چونکہ برین آدم صرف اسے ہی خفیہ سربراہ سمجھتا تھا اور کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ منڈولا ان کا اصل بگ باس ہوگا اس لئے جوڈی نے جہاں تک چور خیالات سے سچائی کو سمجھا اس پر یقین کرلیا لیکن وہ بھی بڑا چالباز تھا' اس نے الپا اور برین آدم سے گفتگو کرنے اور ان کے خیالات پڑھنے کے دوران ہی یہ منصوبہ بنالیا تھا کہ وہ جوڈی نارمن سے ایک فرضی مسلمان ضیاء الاسلام بن سکتا ہے تو پھر ایک امریکی عیسائی سے فرضی یہودی بن کر ان یہودیوں کی تنظیم میں اپنا نمایاں مقام بنا سکتا ہے۔ اس نے برین آدم کے خیالات پڑھنے کے بعد ہنستے ہوئے کہا "یہ تو کمال ہوگیا۔ مارٹن رسل تو میرا دوست ہے۔ ہم دونوں نے ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے سے پہلے اور بعد میں چھ ماہ تک ایک ہی ٹریننگ سینٹر میں تربیت حاصل کی تھی' اس سے میری بات کراؤ۔ تم آج مجھے دوست بننے کو کہہ رہے ہو' ہم تو مدتوں سے دوست رہے ہیں۔"

جوڈی کی باتیں اس حد تک درست تھیں کہ انہوں نے ایک ہی ٹریننگ سینٹر میں دوستوں کی طرح زندگی گزاری تھی۔ اس کی ان باتوں نے برین آدم وغیرہ کے لئے امید کی روشنی پیدا کی کہ اس طرح دوستی مزید آگے بڑھے گی۔ ایکسرے مین مارٹن رسل یہ تمام باتیں برین آدم کے اندر رہ کر سن رہا تھا۔ اس نے کہا "ہیلو جوڈی! میں تمہارا دوست مارٹن رسل بول رہا ہوں۔ کیا مجھے آواز سے پہچان رہے ہو؟ حالانکہ ہمیں جدا ہوئے مدت گزر گئی ہے۔ ہماری آوازوں میں ہی نہیں چہروں پر بھی عمر کا اثر پڑ رہا ہے۔"

اس نے کہا "مارٹن! ہم ہمیشہ گہرے دوست رہے لیکن اب تم پر غصہ آرہا ہے' تم نے مجھ سے یہ کیوں چھپایا تھا کہ تم ایک یہودی ہو۔"

"اصل بات یہ ہے کہ میں وہاں خود کو یہودی ظاہر کرتا تو مجھے کبھی ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سیکھنے نہیں دی جاتی۔ اس لئے میں نے ایک یہودی ہونے کے باوجود ایسے جعلی کاغذات تیار کرائے تھے جو مجھے عیسائی ثابت کرتے تھے۔ ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کے بعد میں نے کئی بار سوچا کہ تم میرے بہترین دوست ہو' تمہیں اپنا راز بتادوں اور شاید میں بتا بھی دیتا لیکن ان

دنوں تم جورا جوری کے عشق میں گرفتار تھے پھر اچانک ہی میرا وہاں سے ٹرانسفر ہوگیا۔"

جوڈی نے کہا "اگر تم ان دنوں اپنی حقیقت بتادیتے تو یہ معلوم کرکے خوشی سے اچھل پڑتے کہ دراصل میں بھی یہودی ہوں۔"

"کیا؟" سب ہی ایک دم سے چونک پڑے۔ حالانکہ جوڈی اور مارٹن رسل ایک دوسرے سے برین آدم کے اندر رہ کر باتیں کررہے تھے لیکن برین آدم کے اندر الپا' ٹیری آدم اور منڈولا وغیرہ سب ہی موجود تھے۔ اس بات نے سب ہی کو خوشی سے اچھال دیا تھا کہ سایہ بن جانے والا' غیر معمولی علم جاننے والا ان کا ہم قوم یہودی ہے۔ جوڈی نارمن نے مارٹن رسل سے کہا "میرا معاملہ تم سے مختلف ہے' میں نے تمہاری طرح یہودی سے عیسائی بننے کے لئے جعلی کاغذات تیار نہیں کرائے تھے۔ مجھے تو ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے تک کبھی اپنی اصلیت کا پتا ہی نہیں چلا۔ بس اتنا معلوم تھا کہ ایک عورت نے مجھے پیدا کرنے کے بعد ایک عیسائی مشنری کے حوالے کردیا تھا۔ وہیں میری تعلیم اور تربیت ہوتی رہی۔ وہ عورت چار چھ ماہ میں ایک بار مجھے دیکھنے آتی تھی۔ مجھے پیار کرتی تھی' روتی تھی پھر چلی جاتی تھی۔ میں ہمیشہ امتحانات میں اے گریڈ پوزیشن حاصل کرتا تھا اس لئے مجھے سرکاری سرپرستی میں لے لیا گیا۔ وہاں سے فوجی ٹریننگ میں چلا گیا۔ میری ذہانت اور حاضر دماغی کے پیش نظر مجھے ٹرانسفارمر مشین سے گزارا گیا اور ٹیلی پیتھی کا یہ علم عطا کیا گیا۔ وہ جو میری ماں تھی' ہمیشہ کی طرح ہر اس جگہ پہنچ جاتی تھی جہاں میرا تبادلہ ہوتا تھا۔ ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کے بعد میں نے اپنی ماں کے خیالات پڑھے تو ایک نیا انکشاف ہوا۔"

جوڈی نارمن کی باتیں سب غور سے سن رہے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا "میری ماں عیسائی تھی لیکن اسے ایک یہودی سے محبت ہوگئی تھی۔ میری ماں کے والدین اور خاندان والے یہودیوں کے دشمن تھے۔ جب ماں نے مجھے جنم دیا تو سب ہی دشمن ہوگئے۔ اس دشمنی میں انہوں نے میرے باپ کو قتل کردیا اور ماں سے کہا کہ اگر وہ مجھے عیسائی مشنری میں نہیں دے گی تو مجھے بھی میرے باپ کی طرح مار ڈالا جائے گا۔ تب ماں نے مجبور ہوکر مجھے زندہ رکھنے کے لئے عیسائی مشنری میں پہنچا دیا۔ افسوس ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کے بعد بھی میں نہ ماں کے کام آسکا اور نہ ہی اپنے باپ کے قاتلوں سے انتقام لے سکا۔ وہ قاتل پہلے ہی مرچکے تھے اور حقیقت معلوم ہونے کے تیسرے ہی دن میری ماں کا بھی انتقال ہوچکا تھا۔" جوڈی نارمن نے ایک سرد آہ بھر کر کہا "میری ماں نے میرے لئے بہت دکھ اٹھائے اور میں نے اس کی وفات سے پہلے یہ معلوم کرلیا کہ میں عیسائی نہیں یہودی ہوں۔ میری رگوں میں میرے یہودی باپ کا خون گردش کررہا ہے۔"

یہ ایک من گھڑت مگر پُراثر داستان تھی جسے سب ہی سن کر متاثر بھی ہوئے اور دل سے بھی تسلیم کیا کہ جوڈی ایک یہودی باپ کا بیٹا ہے۔ لہٰذا پیدائشی یہودی ہے۔

ایکسرے مین مارٹن نے کہا "میں کبھی نہیں چاہتا تھا کہ میری تنظیم کے افراد بھی مجھے اپنے سربراہ کی حیثیت سے کبھی پہچان سکیں۔ میرے پراسرار رہنے کے باعث دشمن ہمیشہ بھٹکتے رہے اور کبھی ہماری تنظیم کے افراد تک نہ پہنچ سکے۔ آج میں ظاہر ہوگیا ہوں۔ مجھے اس بات کا دکھ ہونا چاہئے لیکن آج کا دن ہم سب کے لئے کامیابیوں' کامرانیوں اور مسرتوں کا سب سے اہم اور یادگار دن ہے۔ آئندہ جوڈی نارمن میری جگہ ایسا پراسرار اور نامعلوم سربراہ رہے گا کہ کوئی اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکے گا۔ اسے دیکھ بھی نہیں سکے گا۔ اسے چھو بھی نہیں سکے گا۔"

جوڈی نے کہا "تم لوگوں نے مجھ سے نہیں پوچھا کہ میں اس خفیہ یہودی تنظیم کا کوئی کام کروں گا یا نہیں؟ کیونکہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہودی خواہ کسی ملک سے تعلق رکھتا ہو وہ اوّل اور آخر صرف اپنے ملک اسرائیل کے لئے جیتا اور مرتا ہے۔ مجھے سربراہ بننے کی تمنا نہیں ہے۔ میں ایک معمولی کارکن بن کر بھی اپنے ملک اور قوم کے لئے کام کرتا رہوں گا۔"

سب لوگ اپنی اپنی جگہ خوش ہوکر تالیاں بجا رہے تھے۔ منڈولا بھی خوش تھا کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا نادیدہ یہودی اپنی تنظیم میں شامل ہوگیا ہے۔ اس کے ذریعے بڑے اہم مسائل حل کئے جاسکتے تھے لیکن وہ ابھی تک یہودی تنظیم کا پراسرار نامعلوم سربراہ تھا۔ اصلی شی تارا کے سوا کوئی اس کی اصلیت نہیں جانتا تھا اور اس کی یہ دلی آرزو تھی کہ ہمیشہ اسی طرح سربراہ بنا رہے لیکن جوڈی نارمن جیسا سایہ اس کے حواس پر چھا رہا تھا۔ یہ اندیشہ پیدا کررہا تھا کہ کسی دن وہ سایہ اس کی اصلیت کو بھی نہ سمجھ لے۔

بہرحال ابھی یہ چکر چل رہا تھا کہ جوڈی نارمن نے عیسائی ہوکر خود کو یہودی ثابت کردیا تھا اور پوری یہودی تنظیم کا اعتماد حاصل کرلیا تھا۔ اسی طرح منڈولا' مارٹن رسل' برین آدم' الپا اور ٹیری آدم وغیرہ تمام آدم برادرز جوڈی کو اپنا بنا کر خوش اور مطمئن ہوگئے تھے۔

جوڈی کے سائے نے الپا کو پستول دیتے ہوئے کہا "یہ اپنی امانت لو۔ میں بھی اپنی قوم کی امانت کے طور پر تھا اب تمہارے ساتھ اسرائیل جاکر رہوں گا۔"

وہ پستول لے کر مسکراتی ہوئی بولی "تم میری موت بن کر آئے تھے مگر اب زندگی سے بھی زیادہ زندگی دے رہے ہو۔ کاش میں تمہیں دیکھ اور چھو سکتی۔"

وہ بولا "جب گولی کا اثر ختم ہوجائے گا تو میں دوبارہ گوشت پوست کے انسانی جسم میں نظر آؤں گا۔ اگرچہ سائے کو کوئی چھو نہیں سکتا لیکن میرے سائے میں زندہ انسان کی توانائیاں چھپی ہوئی ہیں۔ میں چاہوں تو ہم ایک دوسرے کو چھو سکتے ہیں۔"

الپا نے اس بات پر حیرانی ظاہر کی۔ جوڈی نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ کو پکڑا تو وہ ایک دم سے گھبرا گئی۔ اس نے کہا "یہ میں ہوں۔ تمہیں چھو رہا ہوں' اس وقت صرف میں نے تمہارا ہاتھ نہیں' تم نے بھی میرا ہاتھ پکڑا ہوا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ تم میرے ہاتھ کو نہیں' ہاتھ کے صرف سائے کو دیکھ سکتی ہو۔"

وہ اس کے سائے کو دیکھ دیکھ کر چھونے اور اسے پکڑنے لگی' وہ بھی جواباً یہی کر رہا تھا۔ وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی "میں تمہیں نہ دیکھ کر بھی پا رہی ہوں' یہ نہایت ہی عجیب و غریب تجربہ ہے۔"

منڈولا' الپا کے اندر چھپا ہوا تھا۔ سمجھ رہا تھا کہ نیگیٹو اور پازیٹو ملے ہیں تو سلگتے ہی رہیں گے لہٰذا اس نے الپا کو اس کی مرضی کے مطابق چھوٹ دے دی لیکن الپا کی زبان منڈولا کی مرضی کے مطابق بولنے لگی۔ وہ بولی "تمہاری اس گولی کا اثر کب تک رہے گا؟ میں تمہیں کب دیکھ سکوں گی؟"

"شاید اگلی رات کے آٹھ نو بجے تک یا پھر ایک ماہ کے بعد....."

وہ حیرانی سے بولی "ایک ماہ کے بعد؟ کیا تم خود نہیں جانتے کہ کب تک ظاہر ہو سکو گے؟"

"ہاں' ابھی میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ میرے پاس دو قسم کی گولیاں تھیں۔ ایک گولی کا اثر چوبیس گھنٹوں تک اور دوسری کا اثر ایک ماہ تک رہتا ہے۔ یہ دو طرح کی گولیاں دو مختلف ڈبیوں میں تھیں۔ وہاں اجلاس میں جو نوجوان ریموٹ کنٹرولر لے کر آیا تھا اس نے پتا نہیں کون سی ڈبیا مجھ سے چھین لی تھی۔ میں نے بم کی بلاسٹنگ سے بچنے کے لئے دوسری ڈبیا نکال کر ایک گولی کھالی تھی۔"

منڈولا نے الپا کے ذریعے پوچھا "کیا تمہارے پاس وہ دوسری ڈبیا موجود ہے؟"

"ہاں' میری جیب میں ہے لیکن دونوں ڈبیاں ایک جیسی ہیں اور گولیاں بھی ایک جیسی ہیں اس لئے ابھی یہ جاننا مشکل ہے کہ ہم دونوں میں سے کس نے مختصر مدت کی اور کس نے طویل مدت کی گولیاں کھائی ہیں۔"

"کیا میڈیکل سائنس سے تمہارا تعلق ہے؟ یہ گولیاں تم نے بنائی ہیں یا کسی کی خدمات حاصل کی ہیں؟"

"میں دواؤں کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتا ہوں۔ ایک بار خیال خوانی کرتے کرتے ایسے سائنس داں کے دماغ میں پہنچ گیا' جو یہ گولیاں تیار کر رہا تھا۔ یہ قصہ بڑا طویل ہے بس یوں سمجھو کہ میں نے اس سائنس داں کو کامیاب تجربہ کرتے دیکھا۔ اس کے پاس ایسی دس دس گولیوں کی دو ڈبیاں تھیں۔ میں نے اس سے یہ حاصل کرلیں۔"

منڈولا نے پھر الپا کے ذریعے سوال کیا "اس سائنس داں نے ان گولیوں کا فارمولا تو ضرور لکھ کر رکھا ہوگا اور تم نے وہ فارمولا بھی حاصل کیا ہوگا۔"

جوڈی نارمن بھی باتیں بنانے میں ماہر تھا۔ اس نے کہا "ہاں' وہ ایک ڈائری میں ان گولیوں کے متعلق لکھتا رہتا تھا۔ میں نے اس کے سیف سے دونوں ڈبیاں چرانے کے بعد سوچا' ابھی ڈائری کو نہیں چرانا چاہئے۔ وہ اپنے لئے مزید گولیاں تیار کرنے کے لئے پھر ڈائری کا مطالعہ کرے گا۔ اس ڈائری میں لکھی ہوئی دوائیں اور ان کے اوزان وغیرہ میری سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ اس لئے بھی میں نے وہ ڈائری اس کے پاس چھوڑ رکھی تھی تاکہ وہ مال تیار کرتا رہے اور میں وہ مال چراتا رہوں لیکن دوسری بار چوری کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ پتا نہیں لیبارٹری میں کس طرح آگ لگ گئی تھی' میں اس روز دوسرے شہر میں تھا۔ واپسی پر معلوم ہوا کہ وہ سائنس داں اس ڈائری سمیت جل مرا ہے۔"

الپا نے پھر منڈولا کی مرضی کے مطابق پوچھا "یعنی فارمولا ختم ہوچکا ہے۔ تمہارے پاس دس گولیاں رہ گئی ہیں۔"

"اب دس نہیں رہیں' میں نے بہت پہلے آزمائش کے طور پر ایک کھائی تھی دوسری آج کھائی ہے۔ اس طرح اب میرے پاس آٹھ ہیں۔ دوسری ڈبیا میں نو گولیاں تھیں' آج اس نوجوان نے ایک کھائی ہے یعنی اس کے پاس بھی صرف آٹھ گولیاں ہوں گی۔"

"کیا ہماری یہودی تنظیم میں کسی کو گولی کی ضرورت پڑے گی تم اسے استعمال کرنے دو گے؟"

"دے سکتا ہوں لیکن ہمارے کسی یہودی ساتھی کو ضرورت ہی کیوں پڑے گی؟ جب سایہ بن کر' روپوش رہ کر کوئی بہت ہی ٹاپ سیکرٹ کام کرنا ہوگا تو میں ایک گولی کھا کر وہ کارنامہ انجام دے سکوں گا۔ میں موجود ہوں تو کسی اور کو گولی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔" منڈولا نے سمجھ لیا کہ جوڈی ایک یہودی کی حیثیت سے کام کرے گا۔ ہر قربانی دے گا مگر ایک گولی بھی کسی ساتھی کو نہ دے گا۔ جوڈی نے الپا سے کہا "ہمیں اس دوسری ڈبیا کی فکر کرنا چاہئے پتا نہیں وہ کون تھا جو مجھ سے وہ ڈبیا چھین کر لے گیا ہے۔"

الپا نے کہا "ہمارے تمام جاسوس اس دوسرے سائے کو تلاش کر رہے ہیں۔ اگر وہ ہمارے آدمیوں کے قابو میں آجائے تو وہ دوسری ڈبیا بھی ہمیں مل جائے گی۔"

جہاں فریب اور جھوٹ ہوتا ہے وہاں بے شمار مسائل ہوتے رہتے ہیں۔ جوڈی نے جھوٹ بول کر' فریب دے کر یہودی منوالیا تھا۔ ارادہ تھا کہ اس یہودی تنظیم میں رہ کر وہاں کے اندرونی راز معلوم کرتا رہے اور اپنے ملک امریکا کے کام آتا رہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ کامیاب ہو رہا تھا لیکن دوسری طرف سے اندیشہ تھا کہ یہودی تنظیم والے اس کے پاس چھپے ہوئے فارمولے کو اور گولیوں کو کسی نہ کسی بہانے حاصل کرنا چاہیں گے لہٰذا یہ چیزیں ایسی جگہ چھپائی جائیں کہ دوسرا کوئی وہاں تک نہ پہنچے۔

منڈولا سوچ رہا تھا کہ الپا اسے اپنے حسن و شباب کے جال میں پھانس کر اسرائیل لے آئے۔ جوڈی جب گوشت پوست میں ظاہر ہوگا اور تل ابیب میں قریب ہی رہے گا تو مختلف ہتھکنڈوں سے ان گولیوں کو حاصل کیا جائے گا اور یوں جوڈی کی سایہ بننے والی صلاحیت کو ختم کرکے اپنی تنظیم کا محض ایک خیال خوانی کرنے والا بنا کر رکھا جائے گا۔ الپا اپنی لاعلمی میں منڈولا کی معمولہ اور کنیز تھی۔ اس کی مرضی کے مطابق جوڈی کو اپنی خواب گاہ میں دیوانہ بناتی رہی پھر بولی "میں کل شام چھ بجے کی فلائٹ سے اسرائیل جارہی ہوں' میرے ساتھ چلو گے نا؟"

وہ بولا "تم نے تو ایسا دل خوش کیا ہے کہ تمہیں چھوڑ نہیں سکتا لیکن میں کل نہیں شاید پرسوں آؤں گا۔ اس دوسرے سائے کو یہاں تلاش کرنا بہت ضروری ہے۔ اگرچہ ہمارے جاسوس اسے ڈھونڈ رہے ہیں لیکن میں سایہ بن کر زیادہ کامیابی حاصل کرنے کی توقع رکھتا ہوں۔"

الپا تھوڑی دیر تک ضد کرتی رہی کہ وہ جوڈی کو اپنے ساتھ لے جائے گی لیکن وہ دوسری گولیوں کی ڈبیا حاصل کرنے کے لئے بضد رہا۔ اس ضد کے پیچھے یہ منصوبہ تھا کہ وہ پہلے چوبیس گھنٹے اس شہر میں گزارے گا اور گولی کے اثر کی مدت معلوم کرے گا' دوسری بات یہ کہ چھوٹے چھوٹے آٹھ عدد خالی کیپسول خرید کر ہر کیپسول میں ایک ایک گولی رکھے گا اور ہر کیپسول کو مختلف جگہ لے جا کر دفن کرے گا۔ چونکہ وہ آئندہ تل ابیب میں رہے گا اس لئے الپا کو چھوڑ کر تنہا دوسرے بھیس میں وہاں پہنچے گا اور مناسب جگہ دیکھ دیکھ کر ان گولیوں کو زمین میں چھپاتا رہے گا۔

اس طرح وہ اسرائیل کے مختلف پہاڑی علاقوں میں جائے گا اور ہر پہاڑ کی کسی چٹان پر فارمولے کا ایک حصہ کندہ کرے گا' کسی دوسرے علاقے کے پہاڑ کی دوسری چٹان پر فارمولے کا دوسرا حصہ کندہ کرے گا' اس طرح کوئی یہ سمجھ نہیں پائے گا کہ چٹانوں پر کس دوا کے نام اور اوزان کندہ کئے گئے ہیں۔ وہ فارمولے جب تک یکجا نہیں ہوں گے تب تک کوئی ڈاکٹر یا سائنس داں بھی انہیں سمجھ نہیں پائے گا۔ ایسا کرنے کے بعد اس کی جیب میں جو فارمولے لکھے ہوئے رکھے ہیں وہ ان کاغذات کو جلا ڈالے گا۔

○☆○

مجھے معلوم ہوا تھا کہ شی تارا (ڈی) نے بھی پارس پر اس وقت تنویمی عمل کیا تھا جب یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے پارس کو مائیک ہرارے سمجھ کر اسے اپنا تابعدار بنا رہے تھے۔ شی تارا بھی یہی حرکت کر رہی تھی' اپنی برسوں کی آرزو کے مطابق پارس کو اپنا تابعدار بنا کر رکھنا چاہتی تھی۔ اس حرکت نے ثابت کردیا تھا کہ کتے کی دُم لاکھ سیدھی کرو وہ ٹیڑھی ہی رہتی ہے۔ اس کے بعد پارس نے اس سے قطع تعلق کرلیا تھا۔

میں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ عمان چلا جائے اور وہاں جو اجلاس ہونے والا ہے اسے ناکام بنائے۔ ثانی اور علی کو اسلام آباد چھوڑ کر تل ابیب جانے کے لئے کہہ دیا کیونکہ سلمان نے وہاں مائیک ہرارے یا پارس کی برین واشنگ کے دوران خفیہ یہودی تنظیم کے بہت سے اہم افراد کو اور کئی رازوں کو جان لیا تھا۔ اس طرح جتنی معلومات حاصل ہوئی تھیں ان سے اب ثانی اور علی فائدے اٹھا سکتے تھے اور وہ دونوں اپنی صلاحیتوں سے اس تنظیم کے اندر بہت دور تک پہنچ سکتے تھے۔ ان دنوں مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ منڈولا اصلی شی تارا کے زیر اثر آگیا ہے۔ وہ اس فکر میں تھا کہ کسی طرح اس زیر زمین رہنے والی بلا سے نجات حاصل کرے۔ ایسے میں جوڈی نارمن ایک نئی مصیبت بن کر آگیا تھا۔ ایک تو وہ ٹیلی پیتھی جانتا تھا دوسرے یہ کہ سایہ بن کر روپوش اور محفوظ رہ سکتا تھا اور آثار بتا رہے تھے کہ منڈولا نے احتیاطی تدابیر نہ کیں تو جوڈی جس طرح مارٹن رسل تک پہنچ گیا تھا اسی طرح منڈولا تک پہنچ کر اس کے بھی خفیہ سربراہ ہونے کا انکشاف کرسکتا تھا۔

منڈولا اس طرح جکڑا ہوا تھا کہ وہ کئی ہتھکنڈوں سے جوڈی نارمن کو زیر کرسکتا تھا لیکن اصلی شی تارا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ وہ تو کسی روک ٹوک کے بغیر دماغ میں گھس آتی تھی' یوگا کی مہارت اسے روک نہیں سکتی تھی۔ ایسی بلا کے آگے وہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور تھا۔ اس نے پروفیسر ایزک سے فون پر رابطہ کیا پھر کہا "میں بڑی مشکلات میں گرفتار ہوں۔ اس زیر زمین رہنے والی دیوی سے کسی بھی طرح رابطہ کرو۔ مجھے اس کی مدد کی سخت ضرورت ہے۔"

پروفیسر ایزک نے کہا "میں رابطہ قائم رکھنے کے سلسلے میں دیوی جی سے کہہ چکا ہوں کہ آپ اکثر ان سے ضروری معاملات پر گفتگو کرنے کے لئے مجھے مخاطب کرتے رہتے ہیں' لہٰذا کوئی ایسی صورت نکالی جائے کہ آسانی سے رابطہ ہو سکے۔"

منڈولا نے کہا "پروفیسر! تم بہت اچھے ہو۔ واقعی دیوی جی سے رابطے کا کوئی آسان راستہ نکالو۔"

"یوں سمجھئے کہ راستہ نکل گیا ہے۔ دیوی جی نے کہا ہے کہ جب آپ ان سے رابطہ کرنا چاہیں تو ٹیلی فون کے پاس بیٹھ کر دس عدد اگربتیاں جلائیں' پلتھی مار کر بیٹھ جائیں پھر آنکھیں بند کرکے دونوں ہاتھ جوڑ کر اپنی زبان سے "ہری اوم ہری اوم" کہتے رہیں۔ ایسا کرنے سے ذرا سی دیر میں دیوی جی مجھ سے رابطہ کریں گی پھر میں ان کا پیغام آپ تک پہنچایا کروں گا۔"

وہ خوش ہو کر بولا "اگر ایسے رابطہ ہوجائے تو پھر مشکلیں آسان ہوتی رہیں گی۔ میں ابھی ایسا کرتا ہوں۔"

پروفیسر نے کہا "پہلے آپ میری پوری باتیں سن لیں۔ دس بار ہری اوم کہنے کے بعد آپ دس بار ہرے راما' ہرے کرشنا کہیں گے۔ کیا پوجا کے یہ تمام الفاظ یاد رہیں گے؟"

"بالکل یاد رہیں گے۔ میں یہ تمام الفاظ کبھی نہیں بھولوں گا۔ اور کچھ کہنا چاہتے ہو؟"

”ہاں۔ وہ مہادیو شیو شنکر کی پجارن ہیں۔ اس لئے آپ تیسری بار دس مرتبہ جے شیو شمبھو کہیں گے‘ اس کے بعد ہی آپ کی خواہش کے مطابق رابطہ ہو جائے گا۔“
”اچھی بات ہے۔ میں فون بند کرتا ہوں اور ابھی کسی دکان سے اگربتیاں خرید کر لاتا ہوں‘ تم نے جیسا سمجھایا ہے میں بالکل اسی طرح پوجا کروں گا اور ہمیشہ اس دیوی کا پجاری رہوں گا۔“
وہ رابطہ ختم کر کے فوراً اپنی رہائش گاہ سے نکل کر قریبی بازار کی طرف جانے لگا اور زیر لب ”ہری اوم‘ ہرے راما‘ ہرے کرشنا اور جے شیو شمبھو کے الفاظ زیر لب دُہرانے لگا تاکہ اچھی طرح ازبر ہو جائیں اور وہ پوجا کے وقت ایک لفظ بھی نہ بھولے۔ راستے میں اس کے قریب سے گزرنے والے اسے بڑبڑاتے ہوئے سن رہے تھے۔ جو صحیح الدماغ ہوتے ہیں وہ اپنی تنہائی میں بھی زیر لب بھی کچھ نہیں کہتے‘ ایسا پاگل کرتے ہیں یا مجذوب قسم کے حضرات اپنے دین دھرم کے مطابق اپنے اپنے رب کے لئے کلمات پڑھتے جاتے ہیں۔ اس علاقے میں بہت سے لوگ اسے ایک نہایت شریف‘ مہذب اور سمجھ دار شخص کی حیثیت سے جانتے تھے۔ وہاں وہ وان جان کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ ایک شخص نے اس کا راستہ روک کر پوچھا ”مسٹر وان! آپ کی طبیعت ٹھیک ہے‘ آپ اپنے آپ سے باتیں کر رہے ہیں۔“
منڈولا نہایت اہم سبق یاد کر رہا تھا۔ یہ مداخلت اسے ناگوار گزری۔ وہ بولا ”میرے گاڈ نے مجھے زبان دی ہے‘ بولنے کی قوت دی ہے۔ میرے بولنے پر آپ کو کیا اعتراض ہے؟“
وہ شخص بولا ”معافی چاہتا ہوں۔ میری سمجھ میں یہ آیا تھا کہ آپ بے حد پریشانی کے باعث بے اختیار کچھ بول رہے ہیں۔“
منڈولا ”ہری اوم‘ ہری اوم“ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ وہ ٹوکنے والا شخص اسی جگہ کھڑا حیرانی سے سوچتا رہ گیا کہ یہ ”ہری اوم“ کس زبان کے الفاظ ہیں؟ وہ یہودی تھا ہندی کے الفاظ نہیں سمجھ سکتا تھا۔
اب وہ دوسرا سبق ”ہرے راما‘ ہرے کرشنا“ کے الفاظ یاد کرتا جارہا تھا۔ کچھ راہ گیر اسے دیکھ رہے تھے اور زیر لب مسکراتے جارہے تھے‘ منڈولا کو کسی کی پروا نہیں تھی وہ ہر حال میں یہودی تنظیم کا سربراہ اور مملکت اسرائیل کا بے تاج بادشاہ بن کر رہنا چاہتا تھا۔ جوڈی نارمن نے اس کے لئے بڑے خطرات پیدا کر دیئے تھے وہ ایک سائے کا فی الحال کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا۔ بس ایک ہی امید تھی کہ دیوی جی کی مدد سے شاید وہ جوڈی پر قابو پا سکتا تھا۔ اس لئے راستے میں بھی زیر لب پوجا کے الفاظ یاد کرتا جارہا تھا۔
جب وہ اسٹور میں داخل ہوا تو تیسرا سبق جے شیو شمبھو یاد کر رہا تھا۔ دکان میں اور بھی کئی گاہک تھے‘ اس نے سیلزمین سے کہا ”مجھے ایک پیکٹ شیو شمبھو دو۔“
سیلزمین نے تعجب سے پوچھا ”مسٹر! یہ کیا چیز ہوتی ہے؟ ہماری دکان میں نہیں ہے۔“
وہ کاؤنٹر پر ہاتھ مار کر بولا ”تمہارے پیچھے ریک پر کتنے ہی پیکٹ شیو شم بھو... بھو... بھو......“
اسے غلطی کا احساس ہوا۔ وہ بولا ”سوری مجھے ایک پیکٹ اگربتی چاہئے‘ میں اپنی دُھن میں غلط بول گیا تھا۔“
وہاں سونیا ثانی شاپنگ میں مصروف تھی۔ منڈولا کی آواز سنتے ہی چونک گئی۔ وہ قاہرہ میں کئی بار اس کی آوازیں سن چکی تھی۔ بعد میں منڈولا مصنوعی آواز میں بولنے لگا تھا۔ اسی لئے دوسری بار جب ایم آئی ایم کے مجاہدین نے طیارے کو اغوا کیا تھا اور کسی بات پر منڈولا کو زخمی کیا تھا تو ثانی نے ہی اس کے زخم کی مرہم پٹی کی تھی یعنی دوسری بار بھی وہ ثانی کی گرفت میں آتے آتے بچ کر نکل گیا تھا۔ اب تیسری بار وہ منڈولا کو اپنی اصلی آواز میں بولتے ہوئے سن کر چونک گئی۔ اس نے اپنی کہنی سے علی کو ٹھوکا دیا۔ علی نے اسے دیکھا تو اس نے آنکھ کا اشارہ کیا پھر اس کے دماغ میں آکر بولی ”وہ شخص جو اگربتی کا پیکٹ خرید رہا ہے‘ داؤد منڈولا ہے۔ کیا اس کی گردن دبوچ لوں؟“
علی نے اگربتی خریدنے والے کو دیکھا پھر سوچ کے ذریعے کہا ”گردن دبوچنے کی ایسی جلدی بھی کیا ہے؟ ہمیں دیکھنا اور معلوم کرنا چاہئے کہ یہ اس شہر میں کس مقصد سے آیا ہے۔ ہم جس بہروپ میں ہیں اس میں یہ ہمیں نہیں پہچان سکے گا۔“
وہ اگربتی کا پیکٹ خرید کر جانے لگا۔ ثانی اور علی نے اس کا پیچھا کیا۔ علی نے کہا ”تم اپنی کار میں رہو اور میرے اندر رہ کر معلوم کرتی رہو کہ میں اس کے پیچھے کہاں پہنچ رہا ہوں۔ اگر اس کے پاس بھی کار ہوگی تو تم فوراً اپنی کار لے کر چلی آنا۔“
وہ اپنی کار کی طرف چلی گئی۔ علی منڈولا کے پیچھے فاصلہ رکھ کر چلنے لگا۔ اگر وہ فاصلہ نہ بھی رکھتا تو منڈولا کو کسی خطرے کا احساس نہ ہوتا کیونکہ وہ واپسی میں بھی پوجا کے الفاظ یاد کرتا جارہا تھا۔
ثانی علی کے اندر رہ کر معلومات حاصل کر رہی تھی۔ پتا چلا کہ وہ اسی علاقے کے ایک بنگلے میں رہتا ہے۔ اس نے بنگلے کے اندر پہنچ کر دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔ علی اندر نہیں جاسکتا تھا مگر کسی بھی مکان میں گھسنے کا راستہ چور ڈاکو بھی نکال لیتے ہیں۔ علی چور تو نہیں تھا تاہم ایسے ہتھکنڈے جانتا تھا۔
اس وقت رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا۔ وہ بنگلے کے پیچھے گیا پھر ایک پائپ کے سہارے چھت پر پہنچ گیا۔ وہاں ایک زینہ تھا جو اندر کی طرف جاتا تھا۔ علی نے دبے قدموں زینے کے راستے اندر آکر ایک کمرے میں دیکھا۔ منڈولا فرش پر پالتی مار کر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے ایک ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔ اس فون کے پاس دس عدد اگربتیاں سلگ رہی تھیں۔ وہ آنکھیں بند کئے اپنے دونوں ہاتھ جوڑے ہری اوم اور ہرے راما جیسے الفاظ ادا کرتا جارہا تھا۔ ثانی علی کے اندر رہ کر یہ تماشا دیکھ رہی تھی‘ اس نے کہا ”علی! یہ منڈولا تو یہودی ہے مگر ایک ہندو کی طرح پوجا کیوں کر رہا ہے؟“
علی نے سوچ کے ذریعے جواب دیا ”میں خود حیران ہوں۔ یا تو یہ واقعی پوجا کر رہا ہے یا پھر کوئی جنتر منتر والا عمل کر رہا ہے۔“
ان کی گفتگو کے دوران فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ منڈولا نے خوش ہو کر آنکھیں کھول دیں پھر ریسیور اٹھا کر بولا ”ہیلو‘ میں منڈولا ہوں۔ آپ کا غلام ہوں۔ آپ دیوی جی بول رہی ہیں نا؟“
دوسری طرف سے جواب ملا ”میں پروفیسر ایزک بول رہا ہوں۔ یوں سمجھو کہ تمہارا عمل کامیاب رہا۔ میرے اندر دیوی جی بول رہی ہیں۔“
ثانی اور علی یہ نہیں سن سکتے تھے کہ دوسری طرف سے کون بول رہا ہے اور کیا بول رہا ہے؟ لیکن منڈولا کی باتوں سے بہت کچھ سمجھ میں آرہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا ”پروفیسر! یہ میری خوش قسمتی ہے کہ دیوی جی تمہاری زبان سے بول رہی ہیں۔ میں ان سے ہاتھ جوڑ کر التجا کرتا ہوں کہ میری مدد کریں۔ میں بہت مشکل میں ہوں۔ شاید کل تک وہ شخص اس شہر میں پہنچ جائے گا۔ اس کا نام جوڈی نارمن ہے‘ وہ ٹیلی پیتھی بھی جانتا ہے اور اس کے پاس کچھ ایسی کراماتی گولیاں ہیں جن میں سے ایک کو نگلنے کے بعد وہ سایہ بن جاتا ہے۔“
پروفیسر نے کہا ”تمہیں یہ اندیشہ ہے کہ وہ تم پر غالب آجائے گا اور جب تک وہ سایہ بن کر رہے گا تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اور وہ تمہاری جگہ یہودی تنظیم کا سربراہ بن جائے گا‘ تم اقتدار سے محروم ہونا نہیں چاہتے؟“
”ہاں ہاں‘ یہی بات ہے۔ ہماری دیوی جی بہت گُن والی ہیں۔ وہ تو یوگا میں مہارت رکھنے والوں کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتی ہیں۔ میں تو ان کے قدموں کی خاک ہوں۔ انہوں نے میرے دماغ سے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کا توڑ کریں ورنہ وہ کمبخت یہاں آکر مجھے بے نقاب بھی کرے گا اور میری سربراہی بھی چھین لے گا۔“
پروفیسر نے کہا ”دیوی جی کہہ رہی ہیں کہ عمان میں ان کی ایک آلۂ کار عورت ہے۔ اس سائے نے اسے طمانچے مارے پھر اسے ایک بستر پر پھینک کر بے ہوش کر دیا۔ یہ پچھلی رات کی بات ہے۔ اب دیوی جی کی آلۂ کار عورت ہوش و حواس میں ہے اور اس سائے کو مار ڈالنے کے لئے اسے تلاش کر رہی ہے۔“
زیر زمین رہنے والی شی تارا دراصل اپنی ڈی شی تارا کی بات کر رہی تھی جسے پارس نے بے ہوش کر دیا تھا۔ منڈولا نے کہا ”دیوی جی کی آلۂ کار کو تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے‘ وہ سایہ پچھلی رات سے اسی بنگلے میں ہے۔ اس نے ہماری ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کے ساتھ رات گزاری تھی اور اس نے ہماری پوری یہودی تنظیم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ کل یہاں تل ابیب آئے گا۔“
”یہاں مغالطہ ہو رہا ہے۔ اس سائے نے الپا کے ساتھ نہیں بلکہ سیلی نامی ایک امریکی لڑکی کے ساتھ رات گزاری تھی۔“
”میں دیوی جی کی بات کو جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ وہ ابھی الپا کے اندر جا کر حقیقت معلوم کر سکتی ہیں۔“
منڈولا کو انتظار کرنے کے لئے کہا گیا۔ وہ ریسیور کان سے لگائے بیٹھا رہا۔ ذرا دیر بعد ہی پروفیسر ایزک نے کہا ”دیوی جی کی طرح آپ کی بات بھی درست ہے‘ دراصل دیوی جی کو صرف اس سائے کا علم تھا جس نے ان کی آلۂ کار پر ظلم کیا تھا۔ ابھی پتا چلا کہ عمان میں ایک نہیں بلکہ ایسے دو سائے تھے‘ وہ دونوں ہزار تلاش کے باوجود ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے ہیں۔“
”جی ہاں میں بھی اپنی پریشانی میں یہ بتانا بھول گیا کہ وہاں کل رات دو گوشت پوست کے انسان سائے میں تبدیل ہو گئے تھے۔ ان میں سے ایک جوڈی نارمن ہے‘ اس نے خود اپنا تعارف کرایا تھا مگر وہ دوسرا جو اجلاس کو ناکام بنانے آیا تھا اس کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ کون تھا مگر مسلمانوں کا حامی تھا۔“
”دیوی جی کے لئے یہ مشکل ہے کہ وہ سایہ بولتا نہیں ہے یا شاید سایہ بن جانے کے بعد بولنے کی قوت ختم ہو گئی ہے۔“
”یہ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ جوڈی نارمن سایہ بن جانے کے بعد سوچ کی لہروں کے ذریعے بولتا رہتا ہے۔“
”شاید وہ جوڈی ٹیلی پیتھی کی قوت سے بولتا ہے۔ زبان سے نہیں بولتا ہوگا اور دیوی جی جس سائے کی بات کر رہی ہیں اسے شاید ٹیلی پیتھی نہیں آتی ہے ورنہ وہ سوچ کی لہروں کی زبان استعمال کرتا۔“
”دیوی جی درست فرماتی ہیں‘ وہ دوسرا سایہ خیال خوانی سے محروم ہے اسی لئے گونگا بنا رہتا ہے یا پھر بہت چالاک ہے۔ ہم جیسے لوگوں کو اپنے دماغ میں آنے سے روکنے کے لئے خاموش رہتا ہے۔“
”تمہاری طرح دیوی جی بھی اس کے نہ بولنے سے پریشان ہیں اس کمبخت نے ان کی آلۂ کار پر ظلم کیا تھا۔ جب سے وہ آلۂ کار ہوش میں آئی ہے وہ اس کے ذریعے اس گونگے سائے کو تلاش کر رہی ہیں۔“
”میں اس سلسلے میں اپنی خدمات پیش کرتا ہوں۔ اگر مجھے دیوی جی کی آلۂ کار کی آواز سنا دی جائے تو میں اس کے اندر رہ کر اس دوسرے کو ضرور ڈھونڈ نکالوں گا۔“
”ان کی آلۂ کار خود ٹیلی پیتھی جانتی ہے‘ یوگا کی ماہر ہے۔ تمہیں اس امریکن لڑکی سیلی کی آواز سنائی جارہی ہے‘ غور سے سنو اور اسے تلاش کا ذریعہ بناؤ۔“
چند سیکنڈ بعد دوسری طرف سے سیلی کی آواز آنے لگی۔ دراصل اصلی شی تارا اس امریکن سیلی کی آواز اور لہجے میں منڈولا کے اندر بول رہی تھی پھر وہ پروفیسر کی زبان سے بولی ”تم اس جوڈی نارمن کی آواز سناؤ۔ دیوی جی اسے تل ابیب پہنچنے سے پہلے دوسری

دنیا میں پہنچادیں گی۔"

منڈولا ریسیور کان سے لگائے جوڈی کی آواز اور لہجے میں بولنے لگا پھر پروفیسر نے کہا "انتظار کرو' ابھی بات کی جائے گی۔"

وہ پھر ریسیور پکڑے انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد پروفیسر نے کہا "تم نے جو آواز اور لہجہ سنایا ہے اس میں کچھ گڑبڑ ہے یا پھر وہ جوڈی آواز تبدیل کرکے اب تک تم لوگوں سے باتیں کرتا رہا ہے' اس کی اصل آواز کا کیسٹ حاصل کرو۔"

"میں پوری کوشش کروں گا مگر یہ چالاکی بتارہی ہے کہ جوڈی نارمن ہم تمام خیال خوانی کرنے والوں سے محفوظ رہنے کے لئے آواز بدل کر بات کررہا ہے۔ جب اپنی اصل آواز پیش نہیں کررہا ہے تو یہ سوچا جاسکتا ہے کہ کل یہاں تل ابیب میں بھی اصل جوڈی نارمن نہیں آئے گا' اپنی کسی ڈمی کو بھیجے گا۔"

"تمہارا خیال بڑی حد تک درست معلوم ہوتا ہے۔ وہ اپنے تحفظ کے لئے ابتدا سے ایسی چالیں چل رہا ہے۔"

"دیوی جی سے درخواست ہے کہ کسی بھی طرح اصلی جوڈی کی شہ رگ تک پہنچیں ورنہ وہ اپنے آلۂ کار کو جوڈی بنا کر یہاں بھیجے گا اور ہمیں بے وقوف بناتا رہے گا۔ مجھے اپنی فکر ہے' مجھے اس سے کس طرح بچ کر رہنا چاہئے؟"

"فی الحال دو چار روز تک سربراہی چھوڑ دو۔ ایکسرے مین مارٹن کو ہی خفیہ اور پراسرار سربراہ رہنے دو اور جو آلۂ کار جوڈی نارمن بن کر آرہا ہے اس کے ذریعے ہم اصل تک ضرور پہنچیں گے۔"

"میں یہی کروں گا لیکن بہت زیادہ سہما ہوا ہوں' سونیا ثانی سے دوبار جان چھڑا چکا ہوں' دوسرا یہ کمبخت آرہا ہے۔"

"آنے دو۔ جو حالات پیش آتے ہیں ان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حالات مخالف ہوں تو ان کا رخ بدلنا پڑتا ہے۔ دیوی جی کہتی ہیں' تمہیں نقصان نہیں پہنچنے دیں گی۔ تم بھی سیلی کے ذریعے اس گونگے سائے کو تلاش کرو۔ دیٹس آل۔"

فون کا رابطہ ختم ہوگیا۔ علی دبے قدموں چلتا ہوا بنگلے کے مختلف حصوں سے گزر کر بنگلے کے سامنے کا دروازہ کھول کر واپس جانے لگا۔ بعد میں جب منڈولا کسی کام سے باہر جانا چاہتا تو یہ دیکھ کر سوچ میں پڑجاتا کہ اس نے تو بنگلے میں آکر دروازے کو اندر سے بند کیا تھا پھر وہ کھلا کیسے رہ گیا؟

ثانی نے علی سے کہا "میں کار میں بیٹھی انتظار کررہی ہوں تمہارے یہاں آنے تک پارس کے پاس جارہی ہوں۔"

وہ پارس کے پاس آئی پھر کوڈ ورڈز ادا کرکے بولی "میں نے کل رات اسی طرح تم سے رابطہ کیا تھا مگر تمہاری سوچ کی لہریں واضح نہیں تھیں' تم مجھے جواب دے رہے تھے مگر الفاظ واضح نہیں تھے۔"

جواب میں پھر پارس کی دھیمی دھیمی سی بے معنی سی آوازیں سنائی دیں۔ الفاظ واضح نہیں تھے اس لئے بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ ثانی نے کہا "پارس! میرے سامنے آؤ گے تو سر توڑ دوں گی۔ مجھ سے چالبازی نہ کرو۔ وہ دوسرا سایہ بننے والا جوڈی' سوچ کی لہروں سے واضح گفتگو کرتا ہے پھر تم کیوں نہیں کرسکتے؟"

پارس کی پھر ویسی ہی بے ربط آوازیں سنائی دیں۔ وہ جھنجلا کر بولی "تم سنجیدہ معاملات میں مجھے غصہ نہ دلایا کرو۔ گدھے کہیں کے' یہ دیوی جی کون ہے' جس کی آلۂ کار کو تم نے پچھلی رات بے ہوش کرکے سلادیا تھا؟ وہ تمہیں قتل کرنے کے لئے ڈھونڈ رہی ہے۔"

چند سیکنڈ تک خاموشی رہی۔ اب یقین ہوگیا کہ وہ سنجیدگی سے جواب دے گا لیکن ایک کیسٹ سے غزل کا ایک شعر سنائی دیا۔ کوئی گا رہا تھا۔

"کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ۔ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا۔"

وہ "شٹ" (لعنت) کہہ کر دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ اسی وقت علی کار کا دروازہ کھول کر اس کے پاس بیٹھ گیا پھر اس نے پوچھا "پارس سے بات ہوگئی؟"

وہ غصے سے کار اسٹارٹ کرتی ہوئی بولی "میرے سامنے اس شیطان کا نام نہ لیا کرو۔"

"ابھی تم خود ہی کہہ رہی تھیں کہ اس کے پاس جارہی ہو۔ اب غصہ کیوں آرہا ہے؟"

"وہ کسی بات کا جواب سیدھی طرح کیوں نہیں دیتا ہے؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ دیور بھابی کا معاملہ ہے۔ کار ذرا آہستہ چلاؤ' کھڑکی کا شیشہ کھولو اور غصہ باہر تھوک دو۔"

"اب تم میرا مذاق اڑانے کی کوشش نہ کرو۔"

"تم خود مذاق اڑانے کا موقع دے رہی ہو۔ کیا اس شیطان کے اسٹائل کو سمجھتی نہیں ہو۔ اس کی شرارت اور مذاق کے پیچھے بھی کوئی اہم مقصد ہوا کرتا ہے۔"

"لیکن کل اس کا وجود اچانک غائب ہوگیا تھا جیسے اچانک موت واقع ہوگئی ہو۔ ایسے وقت میری خیال خوانی کے جواب میں وہ ہمیں تسلی دے سکتا تھا کہ خیریت سے ہے لیکن وہ بھدی سی آواز میں کل بھی نہ سمجھ میں آنے والی باتیں کررہا تھا اور اب بھی یہی حرکتیں کررہا ہے۔"

"میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ تمہاری ذہانت کے آگے اچھے اچھے مات کھاجاتے ہیں لیکن پارس تمہاری ذہانت کو استعمال کے قابل نہیں رہنے دیتا۔ تمہیں اس بات کا غصہ ہے کہ وہ مذاق اڑا رہا ہے لیکن یہ بھول گئیں کہ ٹی وی اسکرین پر دوست اور دشمن خیال خوانی کرنے والے اسے دیکھ رہے تھے۔ تمہاری طرح سب ہی نے متجسس ہوکر اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کرنا چاہا ہوگا کہ وہ اگر زندہ ہے تو کس حال میں ہے اور کہاں ہے؟ ان سب نے

پارس کے دماغ میں تمہاری باتیں اور اس کی بھدی آواز میں بے ربط باتیں بھی سنی ہوں گی اور اس طرح کسی کو اس کا سراغ نہیں ملا ہوگا لیکن اس نے شرارت کے باوجود ہماری تسلی کردی کہ زندہ ہے اور خیریت سے ہے۔"

ثانی نے اطمینان کی ایک گہری سانس لی پھر کہا "پتا نہیں کیوں مجھے اس شیطان سے اتنا پیار ہوگیا ہے۔ جی چاہتا ہے ہمیشہ اس سے لڑتی رہوں۔ ابھی میں اسے خطرے سے آگاہ کرنا چاہتی تھی کہ کوئی نامعلوم دیوی اس کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔"

"تم تو اس سے محبت کی انتہا میں اسے بچہ سمجھنے لگتی ہو۔ اس کی حفاظت کی فکر میں لگ جاتی ہو۔ اس موضوع پر دوسرے پہلو سے باتیں کرو۔ ابھی ہم نے داؤد منڈولا کی رہائش گاہ بھی دیکھ لی اور فون پر ہونے والی اس کی باتیں بھی سن لیں' اس پر تبصرہ کرو۔"

وہ بولی "سب سے پہلی بات یہ کہ کوئی دیوی ہے' جو براہ راست منڈولا سے باتیں نہیں کرتی ہے' کسی پروفیسر کے ذریعے رابطہ رکھتی ہے۔ رابطے کا طریقہ ہندوانہ ہے۔ شاید وہ اپنی آواز بھی نہیں سناتی ہوگی' پروفیسر کی آواز میں بولتی ہوگی۔"

"ہاں' ہم دوسری طرف سے ہونے والی پروفیسر کی باتیں نہیں سن سکتے تھے۔ صرف منڈولا کی جوابی گفتگو سے سمجھ رہے تھے کہ وہ جوڈی نارمن کی آمد سے پریشان ہے اور وہ دیوی ہمارے پارس کو اس لئے تلاش کررہی ہے کہ اس نے دیوی کی آلۂ کار کی پٹائی کی تھی اور اسے بے ہوش کردیا تھا۔"

"علی! تم عورتوں کا معاملہ پوری طرح نہیں سمجھ پاؤ گے۔ میرا دل کہتا ہے کہ اس دیوی کو پارس سے کوئی خاص لگاؤ ہے۔ میری اس بات کو یوں سمجھو کہ کچھ دنوں پہلے یہودی تنظیم والے پارس کو مائیک ہرارے سمجھ کر مایا کے کھنڈر میں لے جارہے تھے۔ یہودیوں کی یہ ٹیم نیویارک میں گرفتار ہوگئی تھی۔ پارس بچ کر نکل گیا تھا۔ وہاں سپر ماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس یہودی ٹیم والوں کے اندر گھس کر معلوم کیا تھا کہ کھنڈر کے تہ خانے میں ایک حسینہ ہے۔ اس کے پاس بے شمار ہیرے جواہرات ہی نہیں یورینیم کا ذخیرہ بھی ہے۔ اگر وہ یہودی مائیک ہرارے (پارس) کو اس کے حوالے کریں گے تو اس کے عوض وہ تمام خزانہ انہیں دے دے گی۔"

علی نے تائید میں سر ہلا کر کہا "ہوں' میں اس پہلو کو بھول گیا تھا۔ اس سلسلے کی ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ وہ دیوی پارس کو ہندو بنانا چاہتی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ مائیک ہرارے کا برین واش کرکے اس کا دھرم بدل دیا جائے۔ یعنی وہ جانتی تھی کہ مائیک ہرارے دراصل پارس ہے۔"

"یہ بات ایک معما بن گئی ہے۔ ہم تو شروع سے یہ دیکھتے آئے ہیں کہ شی تارا اپنے دھرم پر قائم رہ کر پارس کو اپنا ہندو پتی بنانا چاہتی تھی اور پچھلی بار اس نے ناکام تنویمی عمل سے یہی کرنا چاہا تھا۔ اب شی تارا کی جگہ یہ کون سی دیوی آگئی ہے؟"

"ایک دن یہ معما بھی حل ہوجائے گا۔ اب یہ بتاؤ کہ منڈولا تمہارا شکار ہے' اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔"

"اسے اس لحاظ سے ڈھیل دینا چاہئے کہ ہم نے اس کی رہائش گاہ دیکھ لی ہے' آگے چل کر یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ پروفیسر کون ہے؟ کہاں رہتا ہے اور اس کا فون نمبر کیا ہے؟ اور یہ بھی معلوم کرتے رہنا چاہئے کہ اس نامعلوم دیوی سے منڈولا کی اور کیا باتیں ہوتی ہیں اور کیسے کیسے منصوبے بنائے جاتے ہیں؟ لیکن کسی وقت بھی اچانک منڈولا نے وہ رہائش گاہ چھوڑ دی تو پھر ہم اسے کہاں ڈھونڈتے پھریں گے؟"

"ہوں' فی الحال تو یہ کیا جاسکتا ہے کہ آج رات میں کسی وقت اس کے ٹیلی فون میں ڈینیٹو آلہ لگادوں گا' اس طرح وہ دیوی یا پروفیسر سے جو باتیں کرے گا انہیں ہم اپنے فون پر سن سکیں گے لیکن تمہاری یہ بات قابلِ غور ہے کہ وہ اچانک اپنی جگہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ نہ چلا جائے۔ پھر اسے ڈھونڈنا محال ہوجائے گا۔"

ثانی نے کار روک دی پھر کہا "ہم واپس چلیں اور یہ معلوم کریں کہ اس کے بنگلے کے سامنے یا پڑوس میں کوئی اور بنگلا کرائے کے لئے خالی ہے یا نہیں؟ اگر اس کے قریب رہنے کا موقع ملے گا تو پھر اسے ہم نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیں گے۔ اس کے بیرونی دروازے پر ایک ایسا خفیہ الارم لگائیں گے کہ جب بھی وہ باہر جانے کے لئے دروازہ کھولے گا اس کا الارم ہمارے بنگلے میں بجنے لگے گا۔"

وہ منڈولا کو اپنی نظروں سے گم نہیں ہونے دینا چاہتے تھے اس لئے طرح طرح کی پلاننگ کررہے تھے۔ حالانکہ کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں گھسنے کے لئے سیدھا سا راستہ یہی ہوا کرتا ہے کہ اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کردیا جائے۔ یا وہ خود بیمار پڑجائے۔ یا پھر اسے زخمی کیا جائے۔ منڈولا کے ساتھ بھی یہی کیا جاسکتا تھا لیکن فون پر ہونے والی گفتگو سے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ دیوی ٹیلی پیتھی میں ایسی حیرت انگیز مہارت رکھتی ہے کہ یوگا کے ماہرین کے دماغوں کے اندر پہنچ جاتی ہے۔

اگر ایسے میں منڈولا کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے ثانی اس پر تنویمی عمل کرتی اور دیوی کو خبر ہوجاتی تو وہ ثانی اور علی وغیرہ کے دماغوں میں بھی گھسی چلی آتی۔ اسی لئے وہ منڈولا پر نظر رکھنے کے لئے کوئی دوسری حکمتِ عملی اختیار کرنا چاہتے تھے۔

اس روز شام کو یہودی تنظیم کا ایک اہم اجلاس ہورہا تھا۔ اس میں یہ طے کیا جارہا تھا کہ آئندہ یہودی تنظیم کو برقرار رکھنا چاہئے یا نہیں؟ سب ہی "نہیں" کہہ رہے تھے۔ کیونکہ اب یہ پراسرار تنظیم نہیں رہی تھی۔ پہلے تو وہ لوگ مایا کے کھنڈر میں جانے کے لئے مائیک ہرارے کو اپنے ساتھ امریکا لے گئے تھے۔

وہاں ہوٹل میں بم کے دھماکے ہوئے تو مائیک ہرارے روپوش ہوگیا۔ اگرچہ وہ روپوش ہونے کے بعد ایکسرے مین مارٹن رسل وغیرہ کو اپنی وفاداری اور امریکا سے بے زاری کا یقین دلا رہا تھا لیکن ان کے سامنے نہیں آرہا تھا' کہیں روپوش رہ کر کام کرنا چاہتا تھا۔ ایسے میں یہودی تنظیم کا کوئی فرد اس پر بھروسا کرنے کو تیار نہیں تھا۔

پھر دوسرا شخص جوڈی نارمن تھا جس نے الپا کو یرغمال بنا کر اس تنظیم کے ایک ایک فرد کو جانتے ہوئے ان کے ایک پراسرار سربراہ ایکسرے مین مارٹن تک پہنچ گیا تھا۔ اگرچہ وہ مارٹن رسل سے بھرپور دوستی کا اظہار کررہا تھا اور خود کو یہودی ثابت کرکے یہودی تنظیم کے لئے کام کرنے آرہا تھا لیکن اصل پراسرار سربراہ تو داؤد منڈولا تھا۔ وہ جوڈی کو برداشت نہیں کررہا تھا۔ تمام آدم برادرز کے دماغوں میں خاموشی سے رہ کر جوڈی نارمن کے لئے بے اعتباری پیدا کررہا تھا۔

جوڈی نارمن پر پوری طرح بھروسا نہ کرنے کا مطلب یہی تھا کہ یہودی تنظیم کو ختم کرکے کوئی دوسری خفیہ تنظیم قائم کی جائے۔ وہ لوگ اپنے طور پر درست سمجھ رہے تھے۔ ابھی تک انہیں یہ نہیں معلوم ہوا تھا کہ ہم نے ان کے پاس مائیک ہرارے کی جگہ پارس کو پہنچایا تھا۔ یوں ہم لوگ بھی اس خفیہ تنظیم سے اچھی طرح واقف ہوگئے تھے اور صرف ہم ہی نہیں ثی تارا (ڈی) نے بھی ان کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرلیا تھا۔

خفیہ یہودی تنظیم میں سب سے اہم وہ ریکارڈ روم تھا جہاں اپنے ملک کے علاوہ دیگر کئی ممالک کے اہم راز آڈیو' ویڈیو اور تحریری دستاویزات کی صورت میں موجود تھے۔ ایکسرے مین مارٹن نے کہا "ہم سب سے پہلے ریکارڈ روم سے وہ تمام اہم چیزیں نکال کر دوسری جگہ منتقل کردیں گے۔"

ایسے وقت منڈولا نے اس کے دماغ میں آکر کہا "مسٹر مارٹن! تم اب تک پراسرار سربراہ بنے ہوئے تھے اور میں نے ہی تمہیں بنا رکھا تھا آج یہ سمجھ لو کہ تم سے اوپر میں ہوں۔"

مارٹن رسل نے پریشان ہوکر اجلاس کے حاضرین تمام آدم برادرز سے کہا "میرے اندر کوئی بول رہا ہے اور دعوے کررہا ہے کہ ہماری تنظیم کا سربراہ میں نہیں ہوں' وہ ہے۔"

منڈولا وہاں باری باری الپا' ٹیری آدم' برین آدم اور دوسرے آدم برادرز کے دماغوں میں پہنچ کر بولا "تم میں سے کوئی سانس روک کر مجھے بھگا سکتا ہے تو بتلائے ورنہ تسلیم کرلے کہ اس تنظیم کا اصل سربراہ میں ہوں اور اس کا دوسرا ثبوت یہ ہے کہ میں نے ریکارڈ روم کی تمام خفیہ اہم دستاویزات دوسری جگہ منتقل کرادی ہیں۔ تم میں سے کوئی ابھی ریکارڈ روم کے انچارج کو فون کرکے حقیقت معلوم کرے۔"

برین آدم نے فون کیا پھر انچارج کو مخاطب کرکے پوچھا "کیا ہمارا ریکارڈ روم محفوظ ہے؟"

انچارج نے کہا "جی ہاں' آپ نے ریکارڈ روم کو دوسری جگہ منتقل کرنے کو کہا' میں نے کردیا ہے۔"

"یونان سنس۔ میں نے کب تمہیں تبدیل کرنے کو کہا تھا؟ اور تم نے وہ تمام ریکارڈز کہاں لے جاکر رکھے ہیں؟"

انچارج نے کہا "سر! آپ نے حکم دیا' میں نے تعمیل کی۔ اس کے بعد اب تک یاد نہیں آرہا ہے کہ میں نے وہ تمام ریکارڈز کس جگہ لے جاکر رکھے ہیں۔ حالانکہ میں نارمل ہوں۔ میری یادداشت اچھی ہے مگر میں نئے ریکارڈ روم کی جگہ بھول گیا ہوں۔"

برین آدم نے ریسیور رکھ کر اجلاس کے حاضرین کو وہ تمام باتیں بتائیں پھر کہا "واقعی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسٹر مارٹن رسل کے اوپر بھی ہمارا کوئی پراسرار سربراہ ہے جس نے ہماری تنظیم کی بھلائی کے لئے سب سے پہلے ریکارڈ روم کو منتقل کیا ہے۔"

مارٹن رسل نے کہا "میں بھی جانتا ہوں۔ ہمارا یہ سربراہ ہم سب یوگا جاننے والوں کے اندر آتا رہا لیکن ہمیں کبھی نقصان نہیں پہنچایا۔ ہمارے لئے سب سے اطمینان کی بات یہ ہے کہ ایک پراسرار سربراہ کی نگرانی کے باعث اب ہماری تنظیم ختم نہیں ہوگی۔"

منڈولا نے ایک آدم برادر کی زبان سے کہا "میں چاہتا ہوں کہ اس اجلاس میں ایکسرے مین مارٹن' برین آدم' الپا' ٹیری آدم ٹالبوٹ اور مونارو رہیں' باقی آدم برادرز یہاں سے چلے جائیں۔"

اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ دوسرے آدم برادرز اٹھ کر وہاں سے چلے گئے۔ یہ یاد رہے کہ وہاں جو مونارو ٹیلی پیتھی جانے والا تھا' منڈولا نے اسے داؤد منڈولا بنا کر یہودی تنظیم میں رکھا ہوا تھا۔ ٹالبوٹ اور مونارو بہت پہلے سے ہی اصل داؤد منڈولا کے تابعدار تھے۔

آدم برادرز کے جانے کے بعد منڈولا نے مونارو کی زبان سے کہا "میں تم سب کا سربراہ بول رہا ہوں۔ پہلی بات یہ کہ جوڈی نارمن فراڈ ہے۔ جب تک ہم اس کا برین واش کرکے اس کی پچھلی زندگی کے بارے میں حقیقت معلوم نہیں کریں گے تب تک اس پر بھروسا نہیں کریں گے۔"

سب نے تائید کی۔ منڈولا نے کہا "میں چاہتا تھا کہ وہ الپا کے ساتھ عمان سے یہاں آئے مگر وہ کل آئے گا ہم اسے ایک دو دن یہاں بھٹکنے دیں گے پھر اسے گھیر کر پہلے اس کا برین واش کریں گے۔" پھر اس نے کہا "برین آدم نے ہماری تنظیم میں بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں۔ اسی طرح میں نے مارٹن رسل' الپا' ٹیری آدم' ٹالبوٹ اور مونارو کے چور خیالات بارہا پڑھے ہیں' سب بے شک وشبہ یہودی تنظیم کے وفادار ہو۔ میرا مشورہ ہے آج سے اچانک کہیں روپوش ہوجاؤ۔ تم سب اپنے اپنے چہرے

پلاسٹک سرجری اتنی رازداری سے کراؤ کہ اس کے بعد سرجری کرنے والے کو بھی زندہ نہ چھوڑو۔ ہمارا ریکارڈ روم بدل چکا ہے اب ہمارے نام' چہرے اور رہائش گاہیں بدل جائیں گی تو کوئی دشمن ہمارے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔"

سب نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے اس پراسرار سربراہ کے مشوروں پر عمل کریں گے پھر منڈولا نے کہا "میں کچھ حرارت سی محسوس کررہا ہوں۔ اپنا علاج کراؤں گا۔ اگر ایک آدھ روز رابطہ نہ کروں تو تم سب مارٹن رسل کے مشوروں پر عمل کرتے رہو گے اور خاص طور پر جوڈی نارمن کے سامنے کبھی اپنے نئے نام اور نئے چہروں سے خود کو ظاہر نہیں کرو گے۔"

اجلاس برخاست ہوگیا۔ وہ سب اپنی نئی تنظیم میں نئے سرے سے ایک نئی زندگی گزارنے کے انتظامات کرنے چلے گئے۔ داؤد منڈولا اپنی خفیہ رہائش گاہ میں ایک صوفے پر نیم دراز تھا' خود کو بیمار محسوس کررہا تھا اسی لئے اپنی ذمے داریاں فی الحال مارٹن رسل پر ڈال دی تھیں۔ وہ وہاں سے اٹھ کر ایک ڈاکٹر کے پاس گیا۔ تنہا زندگی گزارنے والوں کو دکھ بیماری کے وقت کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ کوئی ہمدردی کرنے والا' کوئی تیمارداری کرنے والا نہیں ہوتا۔ ایسے وقت داؤد منڈولا کی بیماری ایک مصیبت تھی۔

وہ اپنی کار ڈرائیو کرتا ہوا ڈاکٹر کے پاس پہنچا۔ ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد کہا "پریشانی کی بات نہیں ہے۔ موسمی بخار ہے۔ صبح تک آرام آجائے گا۔" وہ دوائیں لے کر واپس آگیا۔ دواؤں سے کچھ افاقہ ہوا۔ قریبی ریستوران میں جاکر رات کا کھانا بھی کھایا لیکن آدھی رات کو بخار تیز ہوگیا۔ ایسے وقت وہ کسی اسپتال میں جاکر داخل ہوجاتا تھا لیکن دواؤں کی پہلی خوراک سے گمان ہوا تھا کہ طبیعت سنبھل گئی ہے۔ اب اسے صرف ڈاکٹر کی نہیں تیماردار وغیرہ کی بھی ضرورت تھی مگر بخار سے بدن ایسا تپ رہا تھا کہ بستر سے اٹھا نہیں جارہا تھا۔ ایسے ہی وقت علی تیمور وہاں پہنچ گیا۔

اس نے دروازے سے ہی دیکھا۔ پلنگ کے سرہانے دواؤں کی دو بوتلیں اور کچھ گولیاں میز پر بکھری اور فرش پر گری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے کچھ گولیاں نگلنے کی کوشش کی تھی مگر وہ گر پڑی تھیں۔ وہ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ثانی' علی کے اندر رہ کر یہ دیکھ رہی تھی' اس نے کہا "معلوم ہوتا ہے یہ بیمار ہے' میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

علی اس کے گھر فون کے نیچے ڈیٹیکٹو آلہ لگانے آیا تھا تاکہ دیوی جی یا کسی پروفیسر سے ہونے والی گفتگو آئندہ سنی جاسکے۔ ثانی نے کہا "میں اس کے اندر گئی تھی' وہ مجھے محسوس نہ کرسکا۔ بہت تیز بخار میں مبتلا ہے۔ یہ یہاں تنہا بیماری کیسے جھیلے گا؟ اسے فوری طبی امداد کی ضرورت ہے۔"

علی نے کمرے میں آکر اسے چھو کر دیکھا۔ وہ واقعی بخار میں تپ رہا تھا۔ اسے ڈاکٹر' دوا اور مکمل توجہ کی ضرورت تھی۔ اس نے دونوں بازوؤں میں اسے اٹھاتے ہوئے ثانی سے کہا "ڈیٹیکٹو آلہ لگانے میں تھوڑی دیر لگے گی۔ یہاں کچھ اور تلاشیاں لینا چاہتا تھا مگر اس کی حالت بہت خراب ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ مسیحائی دشمنوں سے بھی کی جاتی ہے۔ اسے فوراً لے چلو۔"

وہ اسے بازوؤں میں اٹھا کر باہر آیا۔ اسے کار کی پچھلی سیٹ پر لٹایا۔ ثانی ڈرائیونگ سیٹ پر تھی' وہ منڈولا کے پاس بیٹھ گیا۔ دشمنوں سے صرف دشمنی کی جاتی ہے مگر انسان کی اعلیٰ ظرفی ایسا نہیں کرتی۔ انہوں نے اسے ایک اسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں پہنچادیا۔ ایک ڈاکٹر نے اسے فوراً اٹینڈ کیا۔ اسے دوسری دوائیں دی گئیں۔ ایک انجکشن لگایا گیا۔ کوئی ایک ڈیڑھ گھنٹے میں بخار کم ہونے لگا۔ وہ گہری نیند سوگیا۔ ثانی اس کے دماغ میں رہ کر اس کی ذہنی اور جسمانی حالت کو سمجھ رہی تھی۔ جب وہ نیند کے دوران کسی قدر نارمل ہوگیا تو اس نے تنویمی عمل شروع کیا۔ وہ اس کے دماغ پر زیادہ بوجھ ڈالنا اور عمل کے دوران اسے زیادہ مصروف نہیں رکھنا چاہتی تھی۔ اس لئے نہایت مختصر سا عمل کیا۔ اسے ٹرانس میں لاکر اپنا معمول بنا کر صرف یہ بات دماغ میں نقش کی کہ وہ ثانی کی سوچ کی لہروں کو کبھی محسوس نہیں کرے گا اور بیدار ہونے کے بعد تنویمی عمل کو بھول جائے گا۔

اس کے بعد اس نے اسے آرام سے سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ صبح کے پانچ بجنے والے تھے۔ وہ علی کے ساتھ اپنی رہائش گاہ

میں آکر سوگئی۔ اب اطمینان تھا کہ وہ جب چاہے گی منڈولا کے اندر خاموشی سے پہنچ کر کسی دیوی سے ہونے والی گفتگو بھی سن سکے گی اور یہودی تنظیم سے تعلق رکھنے والی مصروفیات کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرتی رہے گی۔

○☆○

زیرزمین رہنے والی نے مایا کے کھنڈر کو چھوڑ دیا۔ وہاں کتنے ہی آہنی صندوقوں میں بے شمار دولت اور یورینیم کا ذخیرہ تھا۔ یہودی ٹیم کے گرفتار ہونے کے بعد یہ بھید کھل گیا تھا اور یہ بات یقینی ہوگئی تھی کہ اب امریکی مہم جو افراد آئیں گے۔ تہ خانے میں پہنچنے کے لئے چور راستے تلاش کریں گے اور جب کوئی راستہ نہیں ملے گا تو پھر یورینیم کا ذخیرہ حاصل کرنے کی خاطر کھنڈر کی زمین کو تہ خانے تک کھودنا شروع کردیں گے۔

اس سے پہلے ہی اس نے کھنڈر میں آنے والے دس مزدوروں کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا' انہیں تہ خانے میں بلایا۔ اس تہ خانے کے آخری سرے پر ایک ایسی دلدل تھی' جس کی گہرائی کا اندازہ نہیں تھا۔ اس کے زیر اثر رہنے والے مزدوروں نے وہاں کے ایک ایک صندوق کو اٹھا کر اس دلدل میں لے جاکر ڈال دیا۔ وہ خزانے سے بھرے ہوئے صندوق ایک ایک کرکے اس دلدل کے اندر دھنستے اور گم ہوتے چلے گئے۔ دلدل ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں کوئی غوطہ خور بھی نہ جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کی گہرائی کا پتا چلا سکتا ہے۔ ہوسکتا ہے آئندہ ایسی کوئی سائنسی ایجاد ہو جس کے ذریعے وہاں کی گہرائی میں پہنچے ہوئے خزانوں کا سراغ لگایا جاسکے۔

اس نے شیو شنکر کی مورتی کو اس کی اپنی جگہ موجود رہنے دیا۔ اپنا دوسرا سامان چھوڑ دیا لیکن وہ پارس کو نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ اس کی خواب گاہ کی دیواروں پر' چھت پر اور اپنے بستر کی چادروں اور تکیوں پر پارس کی بڑی بڑی تصویریں تھیں جن سے وہ لپٹ کر سوتی تھی اور جب تک جاگتی تھی' دیواروں اور چھت پر اسے دیکھ کر آنکھوں کی پیاس بجھاتی رہتی تھی۔ اس نے ان تمام تصویروں کو پیک کرالیا۔ ان مزدوروں کو تہ خانے سے باہر پہنچادیا۔ وہ سب سحر زدہ تھے' جب اپنے ہوش و حواس میں آئے تو سوچتے رہ گئے کہ وہ سورہے تھے یا جاگ رہے تھے؟ ان کی ساری رات مایا کے کھنڈر کے ستونوں کے درمیان کیسے گزر گئی؟ ان میں سے کسی کو یہ یاد نہیں آرہا تھا کہ وہ اس کھنڈر کے تہ خانے میں مزدوری کرتے رہے ہیں اور انہوں نے خزانے سے بھرے ہوئے صندوق دلدل کی نامعلوم تہ میں پہنچادیے ہیں۔

اس طرح مایا کا کھنڈر اب اندر سے خالی ہوگیا تھا۔ وہاں پہنچنے والوں کو صرف مہادیو کی مورتی اور ایک دوشیزہ کا کچھ چھوڑا ہوا سامان ملتا لیکن خزانے اور دوشیزہ کا سراغ کبھی نہ ملتا۔ وہ اپنی جگہ بدل چکی تھی۔ علم نجوم کے مطابق اسے دس برس تک زیرزمین رہنا تھا۔ نہ کسی کے سامنے آنا تھا' نہ اپنی اصل آواز کسی کو سنانا تھی۔ اس نے پروفیسر ایزک کو بھی اصلی چہرہ دکھایا تھا' نہ اصلی آواز سنائی تھی۔ اس کے ذریعے اس نے منڈولا کو بھی اپنا آلۂ کار بنایا تھا لیکن یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اب زمین کے کس حصے کی تہ میں ہے۔ بعد میں وہی ہوا جس کا اندازہ تھا' ایک درجن سے زیادہ مہم جو امریکی اس تہ خانے میں پہنچنے کی کوششیں کرتے رہے۔ جب ناکامی ہوئی تو انہوں نے کھنڈر کے اس حصے کو کھودنا شروع کیا۔ بڑی محنتوں کے بعد وہ اس تہ خانے میں پہنچے۔ وہاں وہی مہادیو کی مورتی اور کچھ ایسا سامان نظر آیا جیسے وہاں کوئی عورت رہتی تھی اور جو بھی رہتی تھی اسے تلاش کرنا اور گرفتار کرنا لازمی تھا۔ وہی بتاسکتی تھی کہ بے شمار خزانہ اور یورینیم کا ذخیرہ کہاں ہے؟

اس کھنڈر تک جانے والی یہودی ٹیم کے چند افراد کو بھی قیدی بنا کر اس تہ خانے میں لے جایا گیا تھا۔ امریکی خیال خوانی کرنے والوں نے ان کے چور خیالات اچھی طرح پڑھے۔ ان خیالات کے مطابق صرف مہادیو کی مورتی اور ایک عورت کی موجودگی کے آثار مل رہے تھے۔ امریکا نے بھارتی سفارت خانے سے رابطہ کیا۔ بھارتی جاسوسوں کی ایک ٹیم کو وہاں بلایا اور پوچھا کہ ان کے ایک دیوتا کی مورتی مایا کے کھنڈر میں کیسے پہنچ گئی ہے؟ وہاں پوجا کرنے کا بھی کچھ سامان تھا اور وہ سب جدید قسم کا تھا۔ ان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ صدیوں پہلے وہاں ہندو تہذیب رہی ہوگی جو زلزلے وغیرہ کے باعث زیرزمین چلی گئی ہوگی۔

بھارتی جاسوس اور ماہرین نے یہ معاملہ حل کرنے سے معذوری ظاہر کی۔ امریکی حکومت نے الزام لگایا کہ بھارت کے کچھ لوگ امریکا میں ایسے ہی نہ جانے کتنے تہ خانے بنا کر سیاسی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہوں گے یا پھر وہاں بھارتی اسمگلروں نے اپنا ٹھکانا بنایا ہوگا پھر امریکی ٹیم کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی تمام خزانہ کسی دوسری جگہ منتقل کردیا ہوگا۔

اب ان کے درمیان سفارتی سطح پر تلخیاں پیدا ہورہی تھیں۔ شی تارا کو ان سے کوئی غرض نہیں تھی' وہ صرف پارس کو حاصل کرنے کے لئے زیرزمین رہنے پر مجبور تھی۔ وہ اس طرح چار برس گزار چکی تھی۔ آئندہ چھ برس کے بعد وہ پارس کو باقاعدہ ہندو بنا کر اپنے دھرم پتی کی حیثیت سے حاصل کرنے والی تھی۔ اب اس کی راہ میں صرف جناب تبریزی صاحب کی پیش گوئی آڑے آرہی تھی۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ سونیا کی بیٹی اعلیٰ بی بی (ثانی) سات برس کی عمر میں اصلی شی تارا کو بے نقاب کرے گی' اس حساب سے ساڑھے پانچ برس کے بعد شی تارا کے لئے صرف وہی ایک ننھا سا خطرہ تھا۔ وہ اعلیٰ بی بی ڈیڑھ برس کی ہوگئی تھی اور اپنے بھائی کبرا کے ساتھ اپنی ماں سونیا سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی ابتدا کرچکی تھی۔ شی تارا کے علم نجوم نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ داؤد منڈولا جیسے شخص کو آلۂ کار بنا کر اپنے راستے کی رکاوٹ دور کرسکتی ہے اور وقتاً فوقتاً اس سے بے شمار کام لے سکتی ہے۔ علم جوتش کے مطابق ڈیڑھ برس کے بعد ننھی اعلیٰ بی بی ہر ساتویں ماہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوسکتی تھی۔ ایسے ہی کسی ساتویں ماہ میں شی تارا اپنی حکمت عملی سے اعلیٰ بی بی کو اپنے راستے سے ہمیشہ کے لئے ہٹا سکتی تھی۔ چونکہ وہ زیرزمین رہتی تھی اس لئے یہ کام پروفیسر ایزک اور داؤد منڈولا سے لے سکتی تھی۔ اعلیٰ بی بی ایک برس چھ ماہ کی ہوچکی تھی۔ ساتواں مہینہ شروع ہوچکا تھا اور یہی وہ مناسب وقت تھا جب وہ اعلیٰ بی بی کو اغوا کرسکتی تھی یا اپاہج بنا سکتی تھی یا پھر موت کی نیند سلاسکتی تھی۔

اس مقصد کے لئے اس نے پروفیسر ایزک کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس وقت پروفیسر سحر زدہ ہو کر ٹیلی فون کے ذریعے داؤد منڈولا سے رابطہ کرتا تھا۔ اس نے یہی کیا۔ ریسیور اٹھا کر منڈولا کے نمبر ڈائل کئے۔ دوسری طرف فون کی گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے ریسیور نہیں اٹھایا۔ شی تارا نے سوچا' ابھی اسرائیل کے وقت کے مطابق رات کے تین بجے ہوں گے۔ منڈولا اگر سورہا ہے تو اسے گھنٹی کی آواز سن کر بیدار ہونا چاہئے۔ کیا وہ اتنی رات کو اپنی رہائش گاہ میں نہیں ہے؟

وہ پروفیسر کو چھوڑ کر براہ راست منڈولا کے دماغ میں پہنچی تو چونک گئی۔ اس کے دماغ میں سونیا ثانی کی سوچ کی لہریں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ وہ وقت تھا جب ثانی منڈولا پر تنویمی عمل کررہی تھی اور صرف اتنی سی بات اس کے ذہن میں نقش کرارہی تھی کہ وہ آئندہ ثانی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔ خطرے کی گھنٹی بجتے ہی وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ اگر وہ چاہتی تو منڈولا کے اندر خاموشی سے چھپ کر رہ سکتی تھی لیکن اسے جوتش ودیا نے سمجھایا کہ وہ فرہاد اور اس کی فیملی کے تمام اہم افراد سے دور رہے۔ یوں دور رہنے کے لئے ہی اس نے زیرزمین رہنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن پارس کو نظروں میں رکھنے کے لئے ایک ڈی شی تارا بنا رکھی تھی اور آئندہ اعلیٰ بی بی کو راستے سے ہٹانے کے لئے داؤد منڈولا اور پروفیسر ایزک کو آلۂ کار بنارہی تھی۔

لیکن یہ مقدر کا کھیل ہے کہ وہ ابھی اعلیٰ بی بی کا کچھ بگاڑنے کے لئے منڈولا سے کوئی کام نہیں لے سکتی تھی۔ وہ اسپتال میں پڑا ہوا تھا اور دوسری مصیبت یہ کہ ثانی اس کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ ایسے میں اس کے لئے لازمی ہوگیا تھا کہ وہ ثانی سے دور رہے ورنہ کوئی نئی مصیبت کھڑی ہوجائے گی۔

یوں دیکھا جائے تو شی تارا کی راہ میں ابتدا سے رکاوٹیں پیدا ہورہی تھیں۔ پہلی بار اس نے اپنے علم سے سمجھ لیا تھا کہ یہودی تنظیم والے جسے مائیک ہرارے سمجھ کر اس کا ذہن بدل رہے ہیں وہ دراصل پارس ہے۔ اس نے یہودی تنظیم کے سربراہ منڈولا کو یورینیم کے ذخیرے کا لالچ دیا اور اس مائیک ہرارے (پارس) کو طلب کیا۔ اس سلسلے میں پہلی ناکامی ہوئی اور پارس نیویارک پہنچ کر کہیں روپوش ہوگیا۔ اس کے پیچھے جس ڈی شی تارا کو لگا رکھا تھا اس نے بھی پارس کو کھودیا تھا۔ اصل شی تارا کی ذہانت کہتی تھی کہ پارس ہر اس ملک یا شہر میں جائے گا جہاں ایم آئی ایم کے سربراہ کی آمد متوقع ہوگی۔ اسی لئے اس نے اپنی ڈی کو عمان بھیجا تھا تاکہ پارس اسے مل سکے۔ عمان میں جو کچھ ہوا' وہ بیان کیا جاچکا ہے۔ وہاں جوڈی نارمن نے تمام اکابرین کو اپنے مقاصد بتائے تھے اور مسلمانوں کے اعتقاد اور اعتماد کے خلاف بات کی تھی۔ ایسے میں ایک نوجوان شراب و کباب کی ٹرالی لے کر آیا۔ وہ ایم آئی ایم کی حمایت میں بول رہا تھا اور ایک ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے ان تمام اکابرین کی زندگیوں کو اپنی مٹھی میں لے چکا تھا۔ اس طرح اصل شی تارا نے اندازہ لگایا کہ وہ پارس ہوسکتا ہے۔

اس وقت جوڈی نارمن نے بازی پلٹنے کی کوشش کی۔ وہ سایہ بن جانا چاہتا تھا تاکہ اسے بڑے سے بڑا مہلک بم بھی ہلاک نہ کرسکے۔ تب اس ریموٹ کنٹرول والے نے اس سے گولیاں چھین کر ایک کھالی اور سایہ بن گیا۔ اس سائے کی یہ تیزی طراری دیکھ کر اصل شی تارا کا دل کہتا تھا کہ وہ پارس ہے۔ اس نے اپنی ڈی کی سوچ میں کہا کہ وہ اس سائے کا پیچھا نہ چھوڑے۔ اصلی شی تارا اتنی محتاط رہتی تھی کہ اپنی ڈی کے اندر بھی اپنی آواز اور لہجے میں نہیں بولتی تھی۔ اسی ڈی کی سوچ کی لہروں کے ذریعے بولا کرتی تھی اور ڈی سمجھتی تھی کہ یہ اس کی اپنی ہی سوچ ہے۔

جب پہلی بار پارس گوشت پوست کے وجود سے اچانک ہی سایہ بن گیا تو اصلی شی تارا بھی حیران رہ گئی۔ کئی منٹ تک سوچتی رہ گئی کہ سچ مچ ایسا ہوا ہے یا کوئی بازی گری دکھائی جارہی ہے پھر اس نے ڈی کی سوچ میں کہا کہ اسے اس سایہ بننے والے کے دماغ میں پہنچ کر حقیقت معلوم کرنا چاہئے۔ ڈی شی تارا نے اس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی لیکن بھٹک کر کسی دوسرے کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس سے پتا چلا کہ وہ سایہ بننے والا اپنی اصلی آواز میں نہیں بول رہا تھا۔

ایسے وقت ثانی پارس کے دماغ میں پہنچ کر اس کی خیریت معلوم کررہی تھی۔ اگر ڈی شی تارا بھی پارس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر وہاں پہنچتی تو اسے ثانی اور پارس کی آواز سے یہ معلوم ہوجاتا کہ وہ پارس ہی ہے۔ اصلی شی تارا اپنی ڈی سے کہنا چاہتی تھی کہ وہ پارس کے دماغ میں پہنچے مگر اس کے کہنے سے پہلے دوسری عجیب بات یہ ہوئی کہ جوڈی نارمن بھی ایک گولی نگل کر سایہ بن گیا۔ ایسے عجیب و غریب واقعات کے باعث ڈی شی تارا دیر سے پارس کے دماغ میں پہنچی۔ اس وقت تک ثانی اس کے دماغ سے جاچکی تھی اور پارس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس روک لی تھی۔ سانس روکنے سے یہ پتا نہیں چلتا کہ سائے نے ایسا کیا ہے۔ ہوسکتا ہے پارس گوشت پوست کے جسم میں کسی دوسری جگہ موجود ہو اور اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو روک دیا ہو۔ ان تمام حالات کے باعث اصلی شی تارا یقین سے نہیں کہہ سکتی تھی کہ وہ پہلا سایہ بننے والا پارس ہی تھا۔ بس اس کا دل کہتا تھا اور یہ معلوم کرنا بھی ضروری تھا کہ وہ ریموٹ کنٹرولر والا کون ہے اور کہاں سے آیا تھا؟

شی تارا کے لئے پارس کے علاوہ داؤد منڈولا بھی ضروری تھا۔ عمان میں دوسرا دن گزرنے کے بعد بھی وہاں پارس کی موجودگی کی تصدیق نہیں ہوئی تھی۔ اس نے اپنی ڈی کی سوچ میں کہا کہ وہ پہلے سایہ بننے والے کو تلاش کرتی رہے۔ شی تارا کے جوتش علم نے اسے وارننگ دی تھی کہ وہ میری فیملی کے کسی فرد کے اندر نہ جائے۔ اسی لئے وہ اپنی ڈی کو پارس کے پاس بھیجا کرتی تھی۔

صبح چھ بجے داؤد منڈولا اسپتال میں گہری نیند سورہا تھا۔ اتنی دیر میں اصلی شی تارا نے یقین کرلیا تھا کہ اب ثانی دوبارہ اس کے اندر نہیں آئے گی اور خود اپنی رہائش گاہ میں سورہی ہوگی۔ شی تارا نے منڈولا کی تنویمی نیند پوری نہیں ہونے دی۔ اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔ ثانی کی آواز اور لہجے میں بولی "تم میرے معمول اور تابعدار ہو۔ میں حکم دیتی ہوں کہ تھوڑی دیر پہلے میں نے تم پر جو تنویمی عمل کیا تھا اس میں تھوڑی تبدیلی کررہی ہوں۔ تم ایک گھنٹے بعد بیدار ہوجاؤ گے' اس کے ایک گھنٹے تک اگر میں آؤں تو مجھے آنے دوگے۔ اس کے بعد پھر کبھی میری سوچ کی لہروں کو آنے نہیں دوگے' مجھے محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کروگے۔"

منڈولا کے خوابیدہ ذہن نے کہا "میں ایک گھنٹے بعد بیدار ہوجاؤں گا۔ اس کے ایک گھنٹے تک تمہیں اپنے اندر آنے دوں گا' اس کے بعد تم آنا چاہو گی تو تمہیں محسوس کرتے ہی سانس روک لوں گا۔"

شی تارا سمجھ گئی کہ ثانی یا اس کے کسی ساتھی یا ماتحت نے منڈولا کو اور اس کی رہائش گاہ کو دیکھ لیا ہے۔ اس نے منڈولا کو حکم دیا "تم بیدار ہونے کے بعد چپ چاپ اسپتال سے چلے جاؤ گے۔ جتنی جلدی ممکن ہوسکے کسی ایسے شہر میں پہنچو گے جہاں پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنے چہرے کو تبدیل کروگے کیونکہ میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے' کوشش کرو کہ میں آئندہ تمہیں چہرے سے نہ پہچان سکوں۔"

داؤد منڈولا نے وعدہ کیا کہ وہ اس کے حکم کی تعمیل کرے گا۔ شی تارا نے ہر پہلو سے منڈولا کے ذہن کو لاک کردیا۔ آئندہ ثانی اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتی اور زیر زمین رہنے والی دیوی کی اصلیت معلوم نہیں کرسکتی تھی۔ وہ منڈولا کی طرف سے مطمئن ہوکر پھر اپنی ڈی کے پاس آئی۔ خاموشی سے اس کے خیالات پڑھے تو معلوم ہوا کہ ابھی تک دونوں میں سے کسی سائے کا سراغ نہیں ملا ہے۔ اصلی شی تارا کو جوڈی نارمن سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ دوسرے سائے سے دلچسپی بھی تھی اور تجسس بھی تھا کہ آخر وہ کون ہے؟ دل دھڑک دھڑک کر کہتا تھا کہ وہ پارس ہے۔

کچھ سائے پہچانے جاتے ہیں کہ وہ کس کے جسم سے باہر آئے ہیں اور کچھ سایوں کی شناخت مشکل ہوتی ہے۔ وہ دو سائے جن کی تلاش جاری تھی' وہ دن کے وقت سورج کی روشنی میں بھی نظر نہیں آرہے تھے۔ اگر کسی کے مکان میں چھپنے بھی جاتے تو وہاں بھی کوئی نہ کوئی انہیں دیکھ لیتا۔ زندہ انسان متحرک ہوتا ہے اس لئے ہمیشہ چھپ نہیں سکتا۔ وہ کہیں نہ کہیں ضرور نظر آتا ہے۔ اصلی شی تارا اپنی ڈی کے اندر تھی۔ اچانک ہی دونوں نے پارس کے سائے کو دیکھ لیا۔ ذرا دیر اس کی جھلک نظر آئی پھر وہ گم ہوگیا۔ دونوں نے اسے تلاش کیا۔ اصلی شی تارا ایک دوسری عورت کے اندر پہنچ کر اسے ڈھونڈنے لگی۔

وہ پارس تھا۔ گم نہیں ہوا تھا۔ اس نے شی تارا کو دیکھ لیا تھا اور یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ فی الوقت اس کے پاس ہی رہے گا اور دیکھے گا کہ وہ کیا کرتی پھررہی ہے۔ وہ پیچھے سے اس کے پاس آیا اور اس کے گوشت پوست کے جسم میں گھل مل گیا۔

جب دو سائے ایک بدن میں ہوں تو اس بدن کا ایک ہی سایہ زمین پر یا دیوار پر پڑتا ہے۔ یہ وہ مرحلہ تھا کہ وہ بظاہر ایک شی تارا تھی لیکن اس کے اندر دوسری اصلی شی تارا بھی تھی اور اس کے اندر پارس بھی بڑے آرام سے تھا۔ یعنی دماغ میں وہ اصلی تھی اور جسم میں وہ مطلوب و محبوب تھا۔

ایک جسم اور تین ہستیاں لیکن سایہ ایک تھا۔

اگر انسان کے سائے کو مختلف زاویے سے سوچا جائے تو خیال آتا ہے کہ سایہ کالا کیوں ہوتا ہے؟ وہ ہلکا سرمئی' یا لال پیلا کیوں نہیں ہوتا؟ یا مختلف رنگوں کے امتزاج سے ٹیکنی کلر کیوں نہیں ہوتا؟ کیا سایہ اس لئے سیاہ ہوتا ہے کہ انسان اندر سے میلا ہوتا ہے؟

جسم کو رگڑ کر صاف کیا جائے تو میل باہر آتا ہے۔ بدن کے اتارے ہوئے کپڑے بھی دھوئے جائیں تو ان کے داغ دھلتے ہیں۔ ایمان کے صابن سے غسل کیا جائے تو بدی باہر نکل آتی ہے۔ شاید سایہ بھی باہر نکل کر انسان کو یہ اشارہ دیتا ہے کہ خود کو مکمل نہ سمجھو۔ اپنی اس خامی یا میل کو سمجھو' جو نادانی میں تمہارے اندر رہ گیا ہے۔

بہرحال ایسی سوچ کو مومن ایمانی سوچ اور فلسفی اسے فلسفیانہ سوچ کہہ سکتے ہیں۔ باقی اسے بکواس سمجھ کر نظرانداز کرسکتے ہیں۔

اصلی شی تارا اپنی جوتش ودیا کے مطابق دس برس سے پہلے نہ کبھی پارس کے سامنے آسکتی تھی اور نہ ہی خیال خوانی کے ذریعے اسے مخاطب کرسکتی تھی۔ اسی لئے اس نے ٹیلی پیتھی جاننے والی ایک ڈی شی تارا کو اس کے پیچھے لگا رکھا تھا تاکہ اسے اپنے محبوب اور مطلوب کی خبر ملتی رہے۔

اب یہ شبہ یقین کی حد تک تھا کہ جوڈی نارمن سے پہلے جو نوجوان سائے میں تبدیل ہوا تھا' وہ پارس ہی ہوگا۔ اس نے ڈی کے اندر رہ کر اسے تلاش کیا۔ ایک بار اس کی جھلک نظر آئی پھر وہ گم ہوگیا۔ صرف جھلک نظر آنے سے اس کے پارس ہونے کی تصدیق نہیں ہوسکتی تھی۔ اس سے گفتگو لازمی تھی۔

اصلی شی تارا کی مرضی کے مطابق ڈی نے اسے مخاطب کیا "تم کہاں ہو؟ ابھی میں نے تمہاری جھلک دیکھی تھی۔ تم پارس ہو میری حماقتوں کی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو مگر ایک بار مجھ سے گفتگو کرو۔ تم اسی مکان میں کہیں روپوش ہو۔"

وہ مکان میں نہیں بلکہ ڈی شی تارا کے بدن میں سما گیا تھا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ اصلی شی تارا' جسے اس نے کبھی دیکھا نہیں ہے اور کبھی اس کی آواز نہیں سنی ہے' وہ بھی ڈی شی تارا کے دماغ میں موجود ہے۔ یعنی اس وقت تین ہستیاں تھیں' اصلی شی تارا' اس کی ایک ڈی اور ڈی کے اندر پارس کا سایہ' مگر دیوار پر صرف ڈی کا سایہ پڑرہا تھا کیونکہ وہ جسمانی طور پر موجود تھی۔

وہ دونوں اسے بڑی دیر تک تلاش کرتی رہیں۔ ایسے وقت یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہئے لیکن ایسا کوئی طریقہ ہوتا کہ اپنے بدن میں جھانک کر دیکھا جاتا تو انہیں پارس کا سایہ ضرور نظر آجاتا۔

آخر شی تارا نے اپنی ڈی کی سوچ میں کہا "مجھے اسی امریکن لڑکی سیلی کے بنگلے کے قریب رہنا چاہئے۔ پارس ہرجائی ہے' شاید سیلی پر دل آگیا ہے اس لئے کسی بھی وقت سیلی کے بنگلے میں اس کا سایہ نظر آسکتا ہے۔"

وہ اپنی ڈی کے ذہن میں یہ خیال ٹھونس کر زیر زمین اپنے نئے خفیہ اڈے میں دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ اب تک اس کے ذہن میں صرف ایک پارس ہی نقش تھا۔ وہ اسے حاصل کرنے کے لئے دنیا والوں کے سائے سے بھی دور زمین کی تہ میں زندگی گزار رہی تھی۔ اب پارس کے علاوہ یہ عجیب و غریب تکنیک اسے تجسس میں مبتلا کررہی تھی کہ ایک گوشت پوست کا جیتا جاگتا جسم کس طرح اپنے ہی سائے میں گم ہوجاتا ہے؟

اگر یہ تکنیک کسی طرح اسے معلوم ہوجائے تو وہ سایہ بن کر اپنے پارس کے قریب جاسکتی ہے۔ اس کی جوتش ودیا نے صرف اتنی رہنمائی کی تھی کہ وہ دس برس تک پارس کو یا کسی کو بھی اپنا اصلی چہرہ اور اصلی آواز نہ سنائے۔ سایہ بن کر قریب جانے پر پابندی نہیں تھی۔

وہ عجیب و غریب گولیاں جوڈی نارمن کہیں سے لایا تھا اور وہ کہاں سے لایا تھا' یہ راز شی تارا معلوم کرنا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لئے وہ داؤد منڈولا کے پاس آئی۔

پہلے ثانی نے منڈولا پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا معمول بنایا تھا اس کے بعد شی تارا نے اس کے دماغ میں آکر ثانی کے عمل کا توڑ کیا تھا اور اسے تاکید کی تھی کہ فوراً اسپتال سے فرار ہوکر اپنے چہرے اور شخصیت کو تبدیل کرے اور اپنی رہائش گاہ کا رخ نہ کرے ورنہ ثانی اور علی پھر اسے گھیرلیں گے۔

منڈولا اس کے احکامات کی تعمیل کررہا تھا۔ شی تارا نے اس کی سوچ میں کہا "میں اپنی شخصیت بدل رہا ہوں۔ یہودی تنظیم کے اہم افراد یعنی مارٹن رسل' برین آدم' الپا' ٹالبوٹ اور مونارو بھی اپنی اپنی شخصیت بالکل بدل چکے ہیں۔ اس طرح پہلے والی یہودی تنظیم ختم ہوچکی ہے۔ کوئی دشمن ہمارے اہم افراد تک نہیں پہنچ پائے گا۔ حتیٰ کہ جوڈی نارمن بھی دھوکا کھائے گا۔"

منڈولا نے اپنی تنظیم کے اہم افراد کو یقین دلایا تھا کہ جوڈی نارمن ایک عیسائی ہے اور یہودی بن کر انہیں دھوکا دینا چاہتا ہے۔ جب تک اس کا برین واش کرکے حقیقت معلوم نہ کی جائے اس پر بھروسا نہ کیا جائے۔

اس وقت شی تارا نے منڈولا کے اندر اس کی سوچ میں کہا "جوڈی نارمن خواہ کتنا ہی دھوکے باز ہو وہ تل ابیب پہنچے گا تو اسے کسی طرح قابو میں کیا جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ اس نے سایہ بن جانے والی گولیاں کہاں سے حاصل کی ہیں؟ اس کے پاس ایسی گولیاں بنانے کا فارمولا بھی ضرور ہوگا۔ یہ چیزیں اس سے ضرور حاصل کرنا چاہئے۔"

شی تارا کو ٹیلی پیتھی میں اتنی مہارت حاصل تھی کہ وہ کسی یوگا کے ماہر کے خیالات بھی پڑھ لیتی تھی۔ اس نے ابھی تک جوڈی کی

آواز نہیں سنی تھی۔ اس انتظار میں تھی کہ وہ تل ابیب آئے تو ایک ڈمی الپا اور ڈمی برین آدم اس کا استقبال کریں گے کیونکہ اصلی الپا وغیرہ تو اپنی شخصیات بدل کر روپوش ہوگئے تھے۔ ثی تارا نے سوچا کہ جب جوڈی تل ابیب آئے گا تو ڈمی الپا کے ذریعے جوڈی نارمن کی آواز سنے گی پھر اس کے اندر پہنچ کر گولیوں کا فارمولا معلوم کرلے گی۔

پچھلی رات جب پارس سایہ بن کر سیلی کے ساتھ اس کے بنگلے میں آیا تھا تب ڈمی ثی تارا اس سے پہلے وہاں موجود تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ سیلی پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنی معمولہ بنا کے اسی کے ساتھ اس بنگلے میں قیام کرے۔ اس کے خواب وخیال میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ سیلی کے ساتھ کوئی سایہ ہوگا اور وہ بھی پارس کا۔

اس نے سیلی پر تنویمی عمل کرنا چاہا تو پارس نے اس کی پٹائی کی اور اسے ایک بستر پر بے ہوش کردیا۔ صبح ہوش میں آنے کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ فوراً سیلی کے بنگلے سے بھاگنا چاہئے۔ اس نے پچھلی رات ٹی وی اسکرین پر دو انسانوں کو سایوں میں تبدیل ہوتے دیکھا تھا۔ اب یہ بات سمجھ میں آگئی تھی کہ سیلی نے ان میں سے ایک سائے سے دوستی کرلی ہے۔

وہ پڑوس کے ایک بنگلے میں آگئی تاکہ قریب رہ کر اس سائے کی حقیقت کو جان سکے۔ پڑوس والے بنگلے میں بوڑھے میاں بیوی رہتے تھے۔ کوئی تیسرا نہیں تھا۔ اس نے ان بوڑھوں پر عمل کیا اور ان کے ہاں پے انگ گیسٹ بن کر رہ گئی۔

وہ صبح کے وقت ان بوڑھوں کے پاس آئی تھی۔ ان پر عمل کرتے وقت یہ نہیں سوچا کہ پارس صبح بیدار ہوچکا ہوگا اور اس کی یہ حرکتیں دیکھ رہا ہوگا۔ وہ پے انگ گیسٹ بننے کے بعد اپنے چہرے پر میک اپ کرکے خود کو بدل چکی تھی تاکہ سیلی اور اس کا ساتھی سایہ اسے پہچان نہ سکیں۔ اگر وہ اسے چہرہ بدلتے نہ دیکھتا' تب بھی اسے پہچان لیتا کیونکہ جس کے ساتھ وہ ایک رات بھی گزار لیتا تھا اسے ہزار بہروپ بھرنے کے باوجود اس کی مہک سے پہچان لیتا تھا۔

جب وہ میک اپ کے بعد سیلی کے بنگلے کی طرف گئی تب ہی اصلی ثی تارا اپنی اس ڈمی کے اندر آئی تھی اور اس کے اندر رہ کر وہ اس سائے کو تلاش کرنا چاہتی تھی۔ ایسے وقت پارس نے شرارت کی تھی' ایک دیوار پر اسے اپنے سائے کی ایک جھلک دکھائی تھی تاکہ اس کے شوق کو اور بھڑکا سکے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ جو اصلی ثی تارا ہے' اس کے شوق کو بھی بھڑکا رہا ہے۔

اس وقت باہر خاصی دھوپ تھی۔ ہر چھوٹی بڑی چیز کا سایہ نظر آرہا تھا۔ یہ بات پریشان کررہی تھی کہ وہ سایہ اپنی جھلک دکھا کر کہاں گم ہوگیا ہے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ جسے تلاش کررہی ہے' وہ اس کے اندر ہی سمایا ہوا ہے۔

پھر اس نے سوچا' وہ سایہ سیلی کے ساتھ رہتا ہے لہٰذا اسی کے پاس گیا ہوگا۔ اب وہ دوسرے بہروپ میں تھی' سیلی کے پاس جاکر اس سے دوستی کرسکتی تھی اور اس سائے کو ڈھونڈنے کے لئے آس پاس نظر بھی رکھ سکتی تھی۔

اس نے بنگلے کے اندر جانے سے پہلے خیال خوانی کی پرواز کی۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ سیلی اپنے بنگلے کے اندر کیا کررہی ہے؟ ہوسکتا ہے کہ وہ سائے سے باتیں کررہی ہو۔

ہاں وہ باتیں کررہی تھی مگر اس سائے سے نہیں' ایک خیال خوانی کرنے والا اس کے دماغ میں بول رہا تھا "سیلی! کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟ کیا وہ سایہ تمہارے پاس آیا تھا؟"

ڈمی ثی تارا نے اسے پہچان لیا۔ وہ پاشا تھا اور سیلی کے اندر آکر بول رہا تھا۔ سیلی نے جواباً کہا "ہاں وہ آیا تھا' تم کل رات کہاں رہ گئے تھے؟ وہ مجھے پریشان کرتا رہا اور میں سوچ کے ذریعے تمہیں پکارتی رہی۔"

"مجھے افسوس ہے' سپر ماسٹر نے مجھے دوسری ڈیوٹی پر لگا رکھا تھا۔ اگر میں تمہارے پاس ہوتا تو اس سائے کا سر توڑ دیتا۔"

"کیسے توڑ دیتے؟ کوئی سائے کو ایک چٹکی میں بھی نہیں پکڑ سکتا پھر تم مجھ سے ہزاروں میل دور رہ کر اس کا سر کیسے توڑ دیتے؟"

"ہاں میں تم سے بہت دور ہوں' اگر نزدیک ہوتا تو اسے پکڑنے کی ضرور کوشش کرتا۔"

"صرف وہی نہیں' ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والی پتا نہیں کہاں سے آگئی تھی۔ وہ مجھ پر تنویمی عمل کرنا چاہتی تھی مگر اس سائے نے اس کی پٹائی کرکے اسے بے ہوش کردیا۔ اگر تم ہوتے تو وہ تمہارے ساتھ بھی یہی سلوک کرتا۔"

"کیا مجھے بزدل سمجھتی ہو' میں اس کی ہڈیاں پسلیاں توڑ دیتا۔"

"عقل کی بات کرو۔ سائے کی ہڈی ہوتی ہے نہ پسلی۔ کیا تم سائے کا کوئی ایک حصہ بھی مٹھی میں پکڑ سکتے ہو؟"

وہ ذرا دیر خاموش رہ کر سوچتا رہا پھر چونک کر بولا "ارے ہاں۔ اتنی سی بات پہلے سمجھ میں نہیں آئی کہ جب ہم اسے پکڑ نہیں سکتے تو پھر وہ سایہ بھی ہمیں کیسے پکڑ سکتا ہے۔ اس نے تو تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگایا ہوگا۔"

"خدا نے تمہیں کتنی ساری صلاحیتیں دی ہیں۔ تم ہزاروں میل دور کی آوازیں سن سکتے ہو۔ رات کی گہری تاریکی میں دور تک دیکھ سکتے ہو۔ پھر ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے تمہیں ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا گیا ہے مگر افسوس دنیا کی کوئی مشین تمہیں عقل نہیں سکھا سکتی۔ میں تم سے شکایت کررہی ہوں کہ وہ مجھے رات بھر پریشان کرتا رہا پھر بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اس نے ایک حسین عورت کو کس طرح پریشان کیا ہوگا؟"

"کیا اس نے تمہیں پکڑا تھا؟ جبکہ سایہ کبھی ایسا نہیں کرسکتا۔"

"جب وہ سائے کے اندر اپنے ہاتھ پاؤں اور پورے جسم سمیت جاسکتا ہے تو اس سائے کے اندر سے مجھے کیسے نہیں پکڑ سکے گا؟"

وہ بولا "یہ تو امانت میں خیانت ہوگئی۔ سپر ماسٹر نے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں کسی طرح بھی ایم آئی ایم کے سربراہ کو بے نقاب کروں گا اور گرفتار کروں گا تو وہ میری تمہاری شادی کرادے گا۔ میں یہ بے عزتی برداشت نہیں کروں گا۔"

"اب برداشت نہ کرنے سے کیا ہوتا ہے' کل تو اس نے مجھے گھروالی بنالیا پتا نہیں آج کیا کرے گا؟"

"میں اس سے نمٹ لوں گا۔ آج تمام رات تمہاری اس خواب گاہ میں رہ کر پہرا دوں گا۔"

"پہرا دے کر اس کا کیا بگاڑ لو گے؟ کیا ایک سائے کے ساتھ یہاں فلمی سین دیکھتے رہو گے؟ بتاؤ میرے بچاؤ کی کیا تدبیر کرو گے؟"

"میں ابھی سپر ماسٹر سے بات کرتا ہوں' اس سے کہوں گا کہ وہ تمہیں عمان سے ابھی واشنگٹن بلالے۔"

"کچھ سوچ سمجھ کر سپر ماسٹر سے بات کرو۔ کیا وہ سایہ میرے تعاقب میں واشنگٹن نہیں آسکے گا؟"

"وہ نہیں آئے گا۔ کسی اور حسینہ سے بہل جائے گا۔"

"نہیں بہلے گا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ خدا نے مجھے بڑی فرصت سے بنایا ہے۔ میں اس دنیا میں ایک ہی پیس ہوں۔ اگر کوئی گدھا میرا مطالبہ کرے گا تو وہ......"

وہ غصے سے بولا "کیا؟ اس کی یہ جرأت' اس نے مجھے گدھا کہا؟"

"وہ تو اور بہت کچھ کہہ رہا تھا۔ سن کر کیا کرو گے؟ خواہ مخواہ اپنا خون جلاؤ گے۔ جاؤ کوئی تدبیر کرو اور اس سے میری جان چھڑاؤ۔"

"میں ابھی جارہا ہوں۔ تمہیں اپنا بنانے کے لئے سپر ماسٹر سے کوئی فیصلہ کروں گا۔"

وہ چند لمحوں تک خاموش رہی پھر بولی "پاشا! ایک بات کہنا بھول گئی۔ پہلے سن لو پھر جاؤ۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے دوبارہ اسے مخاطب کیا پھر مسکرا کر بولی "وہ جاچکا ہے' تم میرے قریب ہو نا؟"

سیلی کو جواب میں محسوس ہوا کہ کسی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا ہے۔ اس نے سامنے والے قد آدم آئینے میں دیکھا۔ پلنگ کے پیچھے ایک سایہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ مسکرا کر بولی "پتا نہیں تم نے کیا جادو کردیا ہے۔ میں تمہاری دیوانی ہوگئی ہوں۔ میں اندازہ کرسکتی ہوں کہ تم ایک صحت مند اور اسمارٹ نوجوان ہو۔ میرے پیچھے کیوں ہو؟ میرے پاس آؤ۔"

پاشا تو اس کے اندر سے جاچکا تھا لیکن ڈمی ثی تارا موجود تھی اور سمجھ رہی تھی کہ وہ جس سائے کو تلاش کررہی ہے وہ سیلی کے بیڈروم میں موجود ہے۔ اس نے تھوڑی دیر تک کچھ سوچا پھر سیلی کے دماغ میں کہا "ہیلو سیلی! میں بول رہی ہوں۔"

سیلی نے چونک کر سائے سے کہا "میرے اندر کوئی بول رہی ہے۔ آواز سے پتا چلتا ہے کہ وہ کل رات والی دشمن عورت ہے۔"

ثی تارا نے کہا "میں دشمن نہیں ہوں بلکہ دشمنوں سے چھپنے کے لئے یہاں آئی تھی۔ تنویمی عمل کے ذریعے تمہارے دماغ کو لاک کرنا چاہتی تھی تاکہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے خیالات پڑھ کر میرا سراغ نہ لگا سکے۔"

سیلی زبان سے جواب دینے لگی تاکہ اس کا محبوب سایہ بھی سن سکے۔ وہ بولی "ابھی تم بڑی نرمی سے بول رہی ہو۔ کل رات ایسے غرور سے عمل کرنا چاہتی تھیں جیسے میں تم سے کمتر ہوں۔"

"بے شک میں نے غرور دکھایا تھا۔ ہر طاقتور دوسرے کو کمزور سمجھ کر دباتا ہے لیکن جب اگلا اس کی طاقت کے برابر ہوتا ہے تو پھر رویہ بدل جاتا ہے۔ دوستی ہمیشہ برابر کے لوگوں میں ہوتی ہے۔ میں تسلیم کرتی ہوں تم مجھ سے کمتر نہیں ہو۔ ہم دوست بن سکتے ہیں۔"

"اپنے اندر کی بات کہو۔ مجھ سے دوستی کرنا چاہتی ہو یا میرے محبوب کے سائے سے؟"

"ایک ہتھکڑی دو ہاتھوں کو جکڑتی ہے۔ وہ سایہ ایک ایسی ہتھکڑی بن سکتا ہے' ہم دونوں کو دوستی کے رشتے میں باندھ سکتا ہے۔"

"عورت' اپنے مرد کی ہتھکڑی تنہا پہنتی ہے۔ کسی دوسری عورت کو حصے دار نہیں بناتی۔"

"تم اپنے سائے کی آغوش میں بڑے غرور سے بول رہی ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ سایہ تمہیں باہر سے تحفظ دے سکتا ہے۔ اگر میں تمہارے اندر زلزلہ پیدا کروں تو تمہارا ذہنی توازن بگڑ جائے گا اور وہ تمہارے لئے کچھ نہیں کرسکے گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی پارس کا سایہ ثی تارا کے پاس پہنچ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ کس روپ میں ہے اور سیلی کے بنگلے کے قریب کہاں کھڑی ہے کیونکہ تھوڑی دیر پہلے وہ اس کے اندر سے نکل کر گیا تھا۔ بنگلے کے احاطے کی چار دیواری کے ایک حصے میں ثی تارا کو وہ سایہ نظر آیا۔ وہ مسکرا کر بولی "اچھا تو اس حسینہ کی خیریت چاہتے ہو۔ یہ نہیں چاہتے کہ میں اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کروں۔ کوئی بات نہیں' ہم دوست بن جاتے ہیں اور دشمنی ختم کردیتے ہیں۔"

تڑاخ کی زوردار آواز کے ساتھ اس کے منہ پر طمانچہ پڑا۔ طمانچہ زوردار تھا۔ اس کا منہ گھوم گیا۔ وہ خود گھوم کر لڑکھڑائی۔ قریب سے ایک کار گزر رہی تھی' اس کار سے ٹکراتے ہی اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ سیلی پہلے تو اپنے بستر پر حیران تھی کہ وہ سایہ اچانک اسے چھوڑ کر کہاں چلا گیا ہے پھر باہر کسی کی چیخ سن کر وہ دوڑتی ہوئی کھڑکی کے پاس آئی۔ وہاں سے دیکھا' کچھ لوگ ایک کار

کے پاس جمع ہوگئے تھے اور ایک زخمی عورت کو اٹھا کر کار کی پچھلی سیٹ پر پہنچا رہے تھے۔

سیلی چونک گئی۔ پیچھے سے اس کے شانے کو تھپتھپایا گیا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ فضا میں ایک کاغذ کا ٹکڑا معلق تھا۔ اس نے کاغذ لے کر دیکھا۔ اس پر لکھا تھا "تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کرنے والی کو لوگ اسپتال پہنچا رہے ہیں۔ میری یہ تحریر جلادو۔"

اس نے مسکرا کر قالین پر اس کے سائے کو دیکھا پھر ایک لائٹر سے کاغذ کو جلاتے ہوئے بولی "یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ تم تحریر میں جواب دینے کے بعد اس کاغذ کو جلانے کے لئے کیوں کہتے ہو؟ کیا تم کبھی اپنی تحریر سے پہچانے جاسکتے ہو؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ حالانکہ وہ جوڈی نارمن کی طرح سایہ بننے کے بعد بول سکتا تھا لیکن فی الحال خاموشی کو مناسب سمجھ رہا تھا۔ کوئی ضروری بات سیلی سے تحریر کے ذریعے کرتا تھا ورنہ کچھ کہے سنے بغیر ہی کام چلانا مناسب سمجھ رہا تھا۔

ادھر پاشا نے سپرماسٹر کے دفتر میں آکر سلیوٹ کیا پھر کہا "سر! میرے ساتھ بڑی ٹریجڈی ہو رہی ہے۔ اس نے میری ہونے والی گھر والی کو پھانس لیا ہے۔"

سپرماسٹر نے پوچھا "تم کس کی بات کر رہے ہو؟"

"میں سیلی کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ میری شادی سیلی سے کرائیں گے۔"

"ہاں مجھے یاد ہے۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ کیا انعام یونہی مل جاتا ہے؟ پہلے کوئی کارنامہ انجام دو۔"

"میں کارنامہ کیسے انجام دوں؟ وہ مجھے غصّہ دلا رہا ہے۔ وہ میری سیلی کو پھانس رہا ہے۔"

سپرماسٹر نے میز پر ہاتھ مار کر کہا "پوری بات کیا کرو۔ وہ کون ہے جو تمہاری سیلی کو پھانس رہا ہے؟"

"میں اس کا نام نہیں جانتا مگر وہ وہی سایہ ہے جس کی ہم سب کو تلاش ہے۔"

"کیا؟" سپرماسٹر نے چونک کر پوچھا "کیا سیلی نے اس سائے کو پھانس لیا ہے؟"

"سر! سیلی نے نہیں، اس سائے نے اسے وہ کیا ہے۔ میں کیا بتاؤں اس نے کیا کیا ہے۔ مجھے شرم آتی ہے۔"

"پاشا! تمہیں کب عقل آئے گی؟ تم کام کو نہیں عورت کے حسن و شباب کو دیکھتے ہو۔ فی الوقت وہ سایہ ہم سب کے لئے بہت ضروری ہے اور تم اتنی اہم ضرورت کو چھوڑ کر سیلی کے لئے مر رہے ہو!"

"سر! میں آپ کے وعدے کے مطابق اسے گھر والی سمجھ رہا تھا۔ سائے نے اسے باہر والی بنادیا۔"

"میں تمہارے سامنے ایسی حسین ترین عورتوں کی لائن لگادوں گا کہ انہیں دیکھ کر سیلی کو بھول جاؤ گے۔ ابھی تمہیں سیلی سے بھی بڑا انعام ملے گا۔ پہلے اس سائے کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔"

اس نے فون کے ذریعے فوج کے تین اعلیٰ افسران اور پوجا سے کہا کہ وہ فوراً آئیں۔ سائے کا کچھ سراغ مل رہا ہے۔ فون پر گفتگو ختم ہونے کے بعد پاشا نے اسے سائے کے بارے میں وہ سب کچھ بتایا تھا جو سیلی کے خیالات پڑھ کر اور اس سے باتیں کرکے معلوم کیا تھا۔ یہ بھی بتایا کہ وہاں ایک خیال خوانی کرنے والی بھی پہنچ گئی تھی، وہ سیلی پر تنویمی عمل کرنا چاہتی تھی لیکن سائے نے اس ٹیلی پیتھی جاننے والی کو بے ہوش کردیا۔

سپرماسٹر نے پوچھا "سیلی نے اس سائے کا نام معلوم کیا ہوگا؟"

"وہ بولتا نہیں ہے، کسی ضروری بات کا جواب کاغذ پر لکھ دیتا ہے پھر اس کاغذ کو جلادیتا ہے۔"

"یعنی اسے اندیشہ ہے کہ وہ اپنی تحریر سے پہچانا جاسکتا ہے۔ اس لئے وہ اپنا تعارف بھی نہیں کراتا اور تحریر بھی جلادیتا ہے۔"

"سر! سیلی بہت اچھی ہے۔ وہ جلانا نہیں چاہتی ہوگی۔ وہ اسے مجبور کردیتا ہوگا۔ آہ! میری مجبور سیلی!"

سپرماسٹر نے اسے گھور کر دیکھا پھر کہا "ہم تمہاری نفسیات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ تم سے کس طرح کام لیتے رہنا چاہئے۔"

اس نے انٹرکام پر کسی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "اپنے ایک آدمی سے کہو کہ پاشا کو ہمارے "بی۔پی کلب" میں لے جائے اور وہاں سیلی جیسی زیادہ سے زیادہ حسینائیں دکھائے۔ یہ ان میں سے کسی ایک کو پسند کرلے گا۔"

اس نے انٹرکام بند کیا تو پاشا نے خوش ہو کر کہا "آپ بہت اچھے ہیں۔ بس مجھے ایک سیلی جیسی چاہئے پھر میں اس سائے کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"کیا میں نے اس سائے کو مارنے کا حکم دیا ہے؟"

"نو سر! مگر وہ ہمارا دشمن ہے۔"

"ہمارا نہیں تمہارا۔ جب تمہیں پہلے سے بھی زیادہ حسین سیلی مل جائے گی تو پھر وہ سایہ تمہارا بھی دشمن نہیں رہے گا۔ ہم اسے زندہ چاہتے ہیں۔ اب تم جاؤ۔ پہلے اپنی نئی سیلی سے ملو۔"

وہ سلیوٹ کرکے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد پوجا تین فوجی اعلیٰ افسران کے ساتھ آئی۔ وہ سب میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ سپرماسٹر نے انہیں بتایا "عمان میں سیلی نے ایک سائے کو پھانس لیا ہے۔ مگر بات صرف پھانسنے سے آگے نہیں بڑھے گی۔ ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ سایہ کون ہے؟ جوڈی نارمن نے خود کو ظاہر کردیا تھا۔ اب وہ بھی محض اس لئے چھپتا پھر رہا ہے کہ ہماری سرکاری پابندیوں میں رہ کر کام نہیں کرنا چاہتا ہے۔ سیلی کے پاس جو سایہ ہے، وہ کوئی اجنبی ہے۔ ہمیں کسی طرح اس کا اعتماد حاصل کرکے اسے دوست بنانا چاہئے۔ میری عقل کہتی ہے کہ ایک سایہ ہی

دوسرے سائے کو پکڑ سکتا ہے۔ یا پھر اس کے چھپنے کی کسی بھی جگہ پہنچ سکتا ہے۔ شاید ہم اس سائے کے ذریعے جوڈی نارمن کو حاصل کرسکیں۔"

ایک افسر نے تائید میں کہا "ایک بار جوڈی ہاتھ لگ جائے تو ہم اسے مشین سے دوبارہ گزار کر اپنا تابعدار بنالیں گے۔"

دوسرے افسر نے کہا "بڑے افسوس کی بات ہے کہ مائیک ہرارے جیسا ذہین ٹیلی پیتھی جاننے والا ملک و قوم کا وفادار ہونے کے باوجود ہمارا مخالف ہے۔ آخر یہ لوگ اصولی پابندیوں میں رہ کر کام کیوں نہیں کرنا چاہتے؟"

پوجا نے کہا "سر! فی الحال ان دونوں کا یہ جذبہ ہمیں مطمئن کررہا ہے کہ وہ جہاں بھی ہیں ہمارے ہی ملک و قوم کے لئے کام کررہے ہیں۔"

"بے شک یہ بات قابلِ اطمینان ہے لیکن ہر سپاہی کو فوج کے ڈسپلن کے مطابق عمل کرنا چاہئے ورنہ کسی وقت بھی دشمن اسے ٹریپ کرسکتا ہے۔ ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔"

پوجا نے کہا "آپ لوگ اپنی گفتگو جاری رکھیں۔ میں ذرا سیلی کے پاس جاکر معلوم کرتی ہوں۔ شاید مجھے سائے کے متعلق زیادہ معلومات حاصل ہوجائیں۔"

اس نے وہاں بیٹھے ہی بیٹھے خیال خوانی کی پرواز کی اور سیلی کے اندر پہنچ گئی۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی تھی اس لئے پوجا کو محسوس نہ کرسکی۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ سایہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کہیں گیا ہے پھر واپس آئے گا۔ اس نے سائے کی صورت شکل نہیں دیکھی مگر اس پر مرمٹی ہے۔ اس نے دوبار اسے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کے ظلم سے بچایا ہے اور وہ اس کے لئے ایک بہت بڑی خفیہ طاقت بن گیا ہے۔ ایسی طاقت جس کو ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

پوجا نے اس کی سوچ میں سوال کیا "اب میرا کیا فرض ہے؟ وہ سایہ جو میری خفیہ طاقت بن گیا ہے کیا اسے اپنے ملک و قوم کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے؟"

سیلی کی سوچ نے کہا "ضرور کرنا چاہئے۔ میں چاہتی ہوں وہ میرے ساتھ امریکا چلے لیکن میں ایسی کوئی بات کرتی ہوں تو وہ مجھے ٹال دیتا ہے۔ میں نے سوچا تھا یہ ساری باتیں سپرماسٹر تک پہنچاؤں گی لیکن پاشا یہاں آکر اپنے ہی مطلب کی باتیں کرتا رہا۔ میں فون پر سپرماسٹر سے رابطہ کروں گی تو وہ سایہ جو کہیں چھپا ہوگا میرا دشمن بن جائے گا۔"

پوجا نے دماغی طور پر حاضر ہوکر سپرماسٹر سے کہا "سر! سیلی وفادار ہے، وہ پریشان ہے کہ کس طرح آپ تک اس سائے کی باتیں پہنچائے۔ اگر فون کرے گی تو وہ سایہ کہیں چھپ کر سن لے گا۔ پاشا اس کے پاس گیا تھا مگر کوئی کام کی بات کئے بغیر چلا آیا۔"

"اس سلسلے میں دو باتیں اہم ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ سایہ کون ہے۔ دوسری یہ کہ اسے کس طرح اپنا بنایا جاسکتا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ سائے کو کوئی پکڑ نہیں سکتا۔ اسے پیار و محبت سے اپنا بنانا ہوگا اور اس سلسلے میں سیلی ناکام ہو رہی ہے۔"

وہ بولی "دنیا کی کوئی بھی حسین ترین عورت اسے ٹریپ نہیں کرسکتی کیونکہ وہ خود کسی حسینہ کی مرضی کے بغیر اس پر غالب آسکتا ہے۔ جب تک اس سائے کو مغلوب کرنے کی کوئی تدبیر نہیں ہوگی وہ ہمارے قابو میں نہیں آئے گا۔"

ایک افسر نے کہا "تم درست کہتی ہو۔ مگر اس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہ سایہ مسلمان ہے۔ اسی لئے وہ عمان کے اجلاس میں جوڈی نارمن کی مخالفت میں آیا تھا۔ پوجا! تم پیدائشی طور پر پاکستانی ہو اور ہندوستان سے ہمارے پاس آئی ہو۔ تم اسلامی کلچر کو خوب سمجھتی ہو۔ اگر مسلمان بن کر اسے پھانس کر صرف اتنا معلوم کرلو کہ وہ سایہ بننے والی باقی گولیاں کہاں چھپا کر رکھتا ہے اور تم انہیں کس طرح حاصل کرسکتی ہو تو پھر ہم اپنے مقصد میں کامیاب رہیں گے۔"

پوجا ابتدا میں جب پاکستان سے اپنی بہن سے ملاقات کرنے ہندوستان گئی تھی تب سے وہ ایک عزت دار اور باحیا لڑکی تھی۔ بھارت کے ایک سیاسی لیڈر نے بھی اسے پھانسنا چاہا تھا مگر ناکام رہا تھا۔ ڈی شی تارا نے اسے بہن بنا کر اپنے پاس رکھا تھا پھر حالات نے اسے امریکا پہنچادیا تھا۔ سپرماسٹر نے اسے ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر صرف ٹیلی پیتھی کا علم ہی نہیں سکھایا تھا بلکہ اس قدر وفادار بنایا تھا کہ وہ اس کے حکم پر اپنی جان اور اپنی عزت کو بھی داؤ پر لگا سکتی تھی لہٰذا وہ ایک مسلمان بن کر اس سائے کو ٹریپ کرنے پر آمادہ ہوگئی۔

○☆○

جوڈی نارمن کا خیال تھا کہ وہ شاید چوبیس گھنٹے کے بعد سائے سے تبدیل ہوکر گوشت پوست کے زندہ انسان کی حیثیت سے نظر آئے گا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے چوبیس گھنٹوں تک اپنا اثر رکھنے والی گولیاں کھائی ہیں یا ایک ماہ تک وہ گولیاں اسے سایہ بنائے رکھیں گی۔ پتا نہیں گولیوں کی کون سی ڈبیا پارس کے ہاتھ لگی تھی اور کون سی ڈبیا جوڈی کے حصے میں آئی تھی۔

جوڈی پہلی رات الپا کے ساتھ تھا۔ پھر اس نے پوری یہودی تنظیم کو یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ وہ عیسائی نہیں بلکہ پیدائشی یہودی ہے اور آئندہ اسرائیل میں رہ کر یہودی تنظیم کے لئے کام کرے گا۔

وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے الپا، ٹیری آدم، برین آدم اور مارٹن رسل وغیرہ کے دماغوں میں جاکر اپنے یہودی ہونے کا یقین دلاتا رہا تھا لیکن دل ہی دل میں سمجھتا رہا تھا کہ یہودیوں پر کبھی بھروسا نہیں کرنا چاہئے۔ اسے اپنے پاس رکھی ہوئی گولیوں کی ڈبیا اور فارمولے کی فکر تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان میں سے کوئی چیز کسی

یہودی کے ہاتھ لگے۔

الپا دوسری شام کی فلائٹ سے تل ابیب جانے والی تھی، اسے بھی اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھی لیکن وہ پہلے اپنی گولیوں اور فارمولوں کی حفاظت کرنا چاہتا تھا۔ پھر یہ کہ دوسری شام طیارے میں سفر کرنے کے دوران چوبیس گھنٹے پورے ہوجاتے تو وہ پھر سایہ بن کر نہ رہتا، اچانک گوشت پوست کے زندہ انسان میں ظاہر ہوجاتا اور وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔

اس نے الپا اور دوسرے یہودی تنظیم کے افراد سے وعدہ کیا کہ وہ دوسرے دن شام کی فلائٹ سے تل ابیب آئے گا کیونکہ وہ اس دشمن سائے کو تلاش کررہا ہے جس نے اس سے گولیوں کی ایک ڈبیا چھین لی تھی۔ اسے اسرائیل کی ایک بہت بڑی خفیہ یہودی تنظیم کے اندر گھسنے کا موقع مل رہا تھا، وہ آئندہ اس تنظیم کا سربراہ بھی بن سکتا تھا۔ اس لیے یہ موقع گنوانا نہیں چاہتا تھا۔

اس نے اپنے ایک ماتحت پر تنویمی عمل کرکے اسے ڈمی جوڈی نارمن بنادیا۔ اس کے لئے اور اپنے لئے دوسری شام کی فلائٹ میں سیٹیں بک کرادیں۔ اس کا خیال تھا کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر انسانی وجود میں آجائے گا تو اپنی ڈمی کے ساتھ سفر کرے گا۔ تل ابیب پہنچ کر ڈمی جوڈی نارمن ائرپورٹ سے الپا کے ساتھ چلا جائے گا اور وہ خود دوسری جگہ قیام کرے گا۔ اس کے پاس آٹھ گولیاں رہ گئی تھیں۔ جو آٹھ مختلف کیپسولز میں تھیں۔ اس نے سوچا تھا کہ صرف ایک کیپسول اپنی جیب میں رکھے گا تاکہ برے وقت پر کام آسکے۔ باقی سات کیپسولوں کو مختلف جگہوں پر چھپادے گا پھر مختلف علاقوں کی پہاڑیوں میں جائے گا اور فارمولے کا ایک ایک حصہ میلوں دور کی مختلف چٹانوں پر کندہ کرے گا اور فارمولے والے کاغذ کو جلادے گا۔

الپا اپنے وقت پر تل ابیب روانہ ہوگئی تھی۔ جوڈی نے اس کے خالی بنگلے میں قیام کیا کیونکہ دو گھنٹے بعد وہ انسانی جسم میں نمودار ہونے والا تھا۔ ایسے وقت وہ تنہا رہنا چاہتا تھا تاکہ نہ اسے کوئی دیکھے اور نہ ہی گولیوں کے متعلق کوئی سوال کرے۔ لیکن بڑی حیرانی ہوئی جب چوبیس گھنٹوں کے بعد بھی وہ سایہ ہی رہا۔ رات کو کھانے کے بعد سوگیا۔ صبح اٹھ کر آئینہ دیکھا تو خود کو نہ دیکھ سکا۔ اس کے بعد چوبیس گھنٹے کیا چالیس گھنٹے گزر گئے، وہ سایہ ہی بنا رہا۔ تب یقین آگیا کہ اس نے چوبیس گھنٹوں والی نہیں، ایک ماہ تک اثر دکھانے والی گولی کھائی ہے۔ اب وہ ایک ماہ تک سایہ بن کر رہے گا اور انسانی وجود میں نہیں آئے گا۔

وہ ایک نیا اور انوکھا تجربہ تھا۔ خود تجربہ کرنے والا سائنس داں نہیں جانتا تھا کہ ان گولیوں کے اثرات آئندہ کیا ہوں گے...

فی الوقت اثرات یہ تھے کہ صرف جوڈی نارمن ہی نہیں، پارس بھی سایہ بنا ہوا تھا۔ وہ بھی چوبیس گھنٹوں کے بعد جسمانی طور پر تبدیل نہیں ہوا تھا۔ دونوں طرح کی گولیاں نہ معلوم مدت تک اپنا اثر دکھا رہی تھیں۔ یہ بات تشویش کی تھی کہ کس کی گولی کا اثر جلدی زائل ہوگا؟ لیکن وہ دونوں ایک دوسرے سے دور تھے اس لئے یہی سمجھ رہے تھے کہ ایک ماہ تک اثر دکھانے والی گولیاں ان کے قبضے میں ہیں۔ اب اطمینان ہے، وہ اپنی اپنی جگہ ایک ماہ تک ظاہر نہیں ہوسکیں گے۔

جوڈی کے لئے اب تل ابیب تک ہوائی جہاز میں سفر کرنا ایک مسئلہ تھا اور مسئلہ نہیں بھی تھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا کہ طیارے میں اس کی سیٹ خالی نظر آتی مگر اس کا سایہ اس پر بیٹھا رہتا اور ڈمی جوڈی نارمن اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا رہتا۔ اگر وہ مسلسل سایہ ہی رہتا تو سفر کرنے کے لئے ٹکٹ خریدنے کی ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہی کسی سیٹ کی ضرورت ہوتی، وہ اپنی ڈمی کے اندر رہ کر بیٹھا رہتا۔ چونکہ اچانک ظاہر بھی ہوسکتا تھا اس لئے احتیاطاً اپنے لئے بھی ٹکٹ لے رکھا تھا۔

سفر کے دوران سونیا ثانی نے اس سے رابطہ کیا اور کہا "بے شک سانس روکو۔ مجھے آنے نہ دو لیکن ہم علی تیمور کے دماغ میں رہ کر گفتگو کرسکتے ہیں۔"

جوڈی نارمن نے علی کے پاس آکر کہا "ہیلو مسٹر! میں جوڈی بول رہا ہوں۔ تمہاری ثانی نے مجھے یاد کیا ہے۔"

علی نے کہا "یاد تو تم ہمیشہ ہمیں کرتے رہوگے، ہم نے بڑی شرافت سے بھروسا کرکے اہم دستاویزات تمہارے حوالے کی تھیں مگر وہ چیزیں تمہارے پاس نہ رہ سکیں۔"

جوڈی نے پوچھا "اس کا مطلب ہے، وہ چیزیں تمہارے پاس پہنچ گئی ہیں اور وہ چیزیں لے جانے والا سایہ تمہارا اپنا کوئی آدمی ہے؟"

ثانی نے کہا "یہی تو ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ تمہاری طرح سایہ بننے والا شخص کون ہے؟ اس کے بارے میں کچھ معلوم ہوتے ہی ہم اس سے وہ اہم دستاویزات حاصل کرلیں گے۔"

"تم ایک سائے سے کوئی چیز کیسے چھین سکوگی؟"

"یہ سایہ بننے والا عمل اتنا حیرت انگیز ہے کہ آنکھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں آیا ہے۔ ہم اس سلسلے میں بہت کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں لیکن تم ہمیں بتاؤ گے نہیں۔ اس لئے ہم صرف اس دوسرے تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ شاید اس سے کچھ معلوم کرسکیں۔"

"وہ دوسرا ان گولیوں کے متعلق کچھ نہیں جانتا ہے۔ ویسے دو طرح کی گولیاں ہیں۔ ایک کا اثر چوبیس گھنٹوں تک رہتا ہے اور دوسری گولی ایک ماہ انسان کو سایہ بنائے رکھتی ہے۔ میں نے ایک ماہ والی گولی کھائی ہے۔ وہ دوسرا اب تک انسانی جسم اختیار کرچکا ہوگا۔ تم اس سے رابطہ کرو۔ میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں تو وہ سانس روک لیتا ہے۔"

ثانی نے کہا "میں نے تھوڑی دیر پہلے رابطہ کیا تھا۔ تم کہتے ہو وہ انسانی جسم میں آچکا ہوگا جبکہ وہ ابھی تک سایہ ہی ہے۔ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ جب تک انسانی جسم میں نہیں آئے گا کسی سے بھی دماغی رابطہ نہیں کرے گا۔"

اس نے پریشان ہوکر پوچھا "کیا وہ ابھی تک سایہ بنا ہوا ہے؟"

"میں جھوٹ نہیں کہہ رہی ہوں۔ یقین نہ ہو تو ابھی جاؤ اور ایک بار اس سے رابطہ کرکے پوچھ لو۔"

"اچھی بات ہے۔ میں ابھی جارہا ہوں۔ مسٹر علی کے پاس پھر آؤں گا۔"

وہ علی کے اندر سے نکل کر پارس کی وہ آواز اور لہجہ یاد کرنے لگا جسے وہ عمان کے اجلاس میں سن چکا تھا۔ ادھر ثانی سے پارس باقاعدہ گفتگو کرنے لگا تھا۔ ان کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ اگر جوڈی اس سے رابطہ کرے گا تو اس سے کس نوعیت کی گفتگو کرنا ہے۔ وہ پارس کے اندر پہنچا تو پارس نے کہا "میں جوڈی کی سوچ کی لہروں کو محسوس کررہا ہوں۔ کیا تم وہی ہو؟"

"ہاں میں جوڈی نارمن ہوں۔ ان گولیوں کے اثرات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

پارس نے پوچھا "تم پرچھائیوں کے جوڑے سے پیدا ہوئے تھے۔ یا پرچھائیوں کے انڈے سے نکلے تھے یا اندھیرے کے اندھوں نے پیدا کیا تھا؟ تم نے اور تمہارے ماں باپ نے مجھ پر یہ کیسا ظلم کیا ہے، آخر میں کب تک سایہ بنا رہوں گا؟"

"تم غلط کہہ رہے ہو۔ میرے حساب سے تمہیں اب تک انسانی جسم میں ظاہر ہوجانا چاہئے۔"

"کیا تم عقل کے اندھے ہو۔ میرے دماغ میں رہ کر معلوم نہیں کرسکتے کہ میں ابھی تک تمہاری برادری والا بنا ہوا ہوں۔ اگر یہی سلسلہ رہا تو ہمارے بچے بھی سائے بن کر پیدا ہوں گے مگر میں صاف کہہ دیتا ہوں کہ میں تمہاری سایہ اولاد میں سے کسی کو بہو یا داماد نہیں بناؤں گا۔"

"ارے کیوں فضول بکواس کررہے ہو۔ میرے پاس دو قسم کی گولیاں تھیں ایک کا اثر چوبیس گھنٹے اور دوسری کا اثر ایک ماہ تک رہتا تھا پھر وہ سایہ انسانی روپ میں ظاہر ہوجاتا تھا۔ یہ بات تشویش ناک ہے کہ ہم دونوں ابھی تک سایہ بنے ہوئے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ گولیوں کی توانائی میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔"

"میں بھی تشویش میں مبتلا ہوں۔ اگر اس دوران میری تمہاری بیویوں کے پاؤں بھاری ہوں گے تو کیا وہ بھی سایوں کو جنم دیں گی؟"

"تم سے باتیں کرکے تو سر دکھنے لگا ہے۔ میں کہتا کچھ ہوں، تمہارا جواب کچھ اور ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں تم مجھ سے رابطہ رکھو۔ جب بھی انسانی جسم میں نمودار ہونے لگو تو مجھے ضرور بتاؤ۔"

"مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم گولیاں بنانے والا فارمولا غور سے پڑھو۔ تمہیں معلوم ہوجائے گا۔"

"وہ فارمولا میڈیکل سائنس کے مشکل الفاظ میں....." وہ کہتے کہتے رک گیا پھر بولا "کیا بکواس کررہے ہو۔ میرے پاس کسی قسم کی گولی کا فارمولا نہیں ہے، کام کی بات کرو۔"

"کام کی بات ہوچکی اب جاؤ۔"

پارس نے سانس روک لی۔ وہ باہر نکل گیا۔ دوسری بار ثانی نے آکر کہا "تم پکے شیطان ہو۔ الٹی سیدھی باتیں کرتے کرتے روانی میں اس سے اگلوالیا کہ اس کے پاس گولیوں کے فارمولے بھی ہیں۔ اب وہ علی کے پاس گیا ہوگا۔ میں وہاں جارہی ہوں۔"

جوڈی نارمن کی پریشانی بڑھ گئی تھی۔ وہ علی کے پاس نہیں گیا۔ اپنی جگہ حاضر ہوکر سوچنے لگا "ہم دونوں سایوں کا تسلسل ظاہر کررہا ہے کہ ہم نے طویل مدت کے اثرات والی گولیاں کھائی ہیں جبکہ ایک ڈبیا میں صرف چوبیس گھنٹے کے اثر والی گولیاں تھیں۔ اگر دونوں گولیوں کی مدت بڑھ گئی ہوگی تب بھی اس گولی کا اثر پہلے ختم ہوگا جو چوبیس گھنٹے کے لئے بنائی گئی تھی۔ پتا نہیں ہم میں سے کس نے وہ کم مدت والی گولی کھائی ہے؟ اور یہ اندیشہ زیادہ ہے کہ گولی کا اثر اچانک ہی ختم ہوگا تو ہم میں سے کوئی ایک اچانک ہی منظرعام پر ظاہر ہوجائے گا اور لوگوں کے لئے تماشا اور دشمنوں کے ہاتھوں قیدی بن جائے گا۔"

اس وقت وہ طیارے میں سفر کررہا تھا اور دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ سفر کے دوران یہ مصیبت نہ آئے۔ یہ مصیبت دوسرے سائے پر آجائے۔ اس دوسرے پر پوجا مصیبت بن کر آرہی تھی۔ اس نے سیلی سے خیال خوانی کے ذریعے طے کرلیا تھا کہ وہ کس وقت عمان پہنچے گی اور سیلی کس طرح ڈرامائی انداز میں پارس اور پوجا کا سامنا کرائے گی۔

شام کو سیلی نے پارس کے ساتھ پروگرام بنایا کہ وہ دونوں ریستوران میں رات کا کھانا کھائیں گے۔ پارس کا سایہ سیلی کے اندر رہے گا۔ کوئی اسے دیکھ نہیں سکے گا۔ وہ سارا شہر دیکھتا پھرے گا۔ رات کے نو بجے سیلی ریستوران میں داخل ہوئی تو تنہا نظر آرہی تھی۔ حالانکہ اس کا ساتھی اس کے پاس موجود تھا۔ اس نے ایک میز پر بیٹھ کر کھانے کا آرڈر دیا۔ وہ ایک تھی مگر آرڈر اتنا تھا کہ دو آدمی کھاسکیں۔ ویٹر کے کھانا لانے سے پہلے ایک شیخ نے آکر مسکراتے ہوئے کہا "ایک حسین لڑکی تنہا اچھی نہیں لگتی۔ کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

وہ دو کرسیوں والی چھوٹی میز تھی۔ دوسری کرسی پر پارس کا سایہ تھا۔ وہاں کی میزوں پر صرف موم بتیوں کی روشنی تھی تاکہ محبت کرنے والے جوڑوں کے لئے رومانی ماحول پیدا ہوسکے۔ سیلی نے کہا "مجھے افسوس ہے میں تنہائی چاہتی ہوں۔"

شیخ نے کہا "تم تکلف کررہی ہو یا اپنا بھاؤ بڑھا رہی ہو۔ تم نہیں جانتیں کہ میں کتنا امیر کبیر شخص ہوں۔ اپنی قیمت بتاؤ۔ ابھی ہوٹل کے کاؤنٹر سے تمہارا معاوضہ ادا ہوجائے گا۔"

اسی وقت شیخ کے سر پر ایک چپت پڑی۔ اس نے فوراً ہی غصے سے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ پیچھے تو کیا دائیں بائیں اور سامنے بھی کوئی نہیں تھا۔ سیلی نے مسکرا کر پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ تعجب سے بولا "پتا نہیں، مجھے ایسا لگا جیسے ابھی کوئی میرے پیچھے کھڑا تھا۔ جبکہ یہاں کوئی نہیں ہے۔"

"تم میری قیمت پوچھ رہے تھے کیا پھر پوچھو گے؟"

"ہاں تم میرے دل میں اتر گئی ہو۔ بولو کیا چاہتی ہو؟"

پھر اس کے سر پر ایک چپت پڑی۔ وہ بوکھلا کر چاروں طرف گھوم کر دیکھتے ہوئے بولا "کوئی میرے سر پر مار رہا ہے۔ اوہ خدایا! میں تو بھول گیا تھا۔ کل سے ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ پر عام شہریوں کو بتایا جا رہا ہے کہ یہاں دو انسانی سائے ہیں جو چھپتے پھر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ دونوں یہاں ہیں۔ اس لئے دوبار میرے سر پر چپت ماری گئی ہے۔"

سیلی نے کہا "یہاں موم بتیوں کی روشنی میں اندھیرا زیادہ اور روشنی کم نظر آ رہی ہے۔ وہ دونوں ایسی جگہ نظر نہیں آئیں گے۔ پھر یہ کہ انہوں نے بھی مجھے پسند کر لیا ہے۔ اسی لئے تمہارے قیمت دینے کے جواب میں وہ چپت مار رہے ہیں۔ کیا خیال ہے؟ میری تمنا کرو گے؟"

وہ اپنی مقامی زبان میں بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ وہ دونوں کھانے لگے۔ سائے کے کھانے کا طریقہ کچھ ایسا ہوتا تھا کہ سیلی ایک لقمہ اٹھا کر اپنے منہ کے قریب لے جاتی تھی لیکن منہ کھولنے سے پہلے وہ لقمہ غائب ہو جاتا تھا۔ اگر سائے کو دیکھا جاتا تو پتا چلتا کہ وہ لقمہ پارس کے منہ میں جا رہا ہے۔

بنگلے کی چار دیواری میں پارس کا سایہ خود اپنے ہاتھ سے کھاتا تھا۔ ایسے وقت یوں لگتا جیسے لقمہ خود بخود اٹھ رہا ہے اور ایک طرف جا کر غائب ہو رہا ہے۔ یہ منظر ریستوران میں دکھائی دیتا تو کتنے ہی لوگ خوف سے چیخنے لگتے۔ وہاں تو وہ سیلی کے اندر سمایا ہوا تھا اس لئے موم بتیوں کی مدھم روشنی میں صرف سیلی کھاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

اس طرح ایک دلچسپ تماشا بھی ہو رہا تھا اور پارس کے لئے باہر گھومنے پھرنے کی تفریح بھی ہو رہی تھی۔ وہ کھانے سے فارغ ہو کر ریستوران سے نکلے پھر اپنی کار میں بیٹھ کر بنگلے کی طرف جانے لگے۔ سیلی کار ڈرائیو کر رہی تھی اور منصوبے کے مطابق ایک ایسے راستے سے گزر رہی تھی جو ویران سا تھا۔ پارس کے سائے نے دیکھا، دور سے ایک لڑکی فٹ پاتھ پر دوڑتی چلی آ رہی تھی۔ دو غنڈے قسم کے آدمی اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ سیلی نے کار کی رفتار سست کرتے ہوئے کہا "وہ دیکھو وہ لڑکی تنہا ہے۔ دو بدمعاش اسے دوڑا رہے ہیں۔ کیا تم اس بیچاری کی مدد کر سکتے ہو؟"

کار کے بریک پر سیلی کا پاؤں تھا۔ اس پر پارس کے سائے کا پاؤں آ گیا۔ کار رک گئی۔ وہ کار کے پاس آ کر ہانپنے لگی۔ سیلی نے کار سے اتر کر ان آنے والوں سے کہا "خبردار! دور رہو۔ یہ بتاؤ کیوں اس بیچاری کو پریشان کر رہے ہو؟"

ایک شخص نے کہا "ہم اسے پاکستان سے لائے ہیں۔ یہ یہاں آ کر ملازمت کرنا اور خوب کمانا چاہتی تھی مگر اب یہ یہاں سے بھاگنا چاہتی ہے۔"

دوسرے شخص نے کہا "اسے یہاں لانے میں ہمارے پاکستانی پچاس ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ہم اس سے رقم وصول کریں گے۔"

سیلی نے اس سے پوچھا "کیا یہ دونوں سچ کہہ رہے ہیں؟"

وہ ہانپتی ہوئی بولی "ہاں یہ لوگ خود کو ریکروٹنگ ایجنٹ کہہ رہے تھے۔ مجھے ملازمت دلانے کا وعدہ کر کے لائے مگر یہاں لا کر مجھ سے دھندا کرانا چاہتے ہیں۔ ابھی یہ مجھے ایک بہت امیر شخص کے پاس لے جا رہے تھے۔ میں نے چھپ کر ان کی باتیں سن لیں۔ ان کے ناپاک ارادوں کو سمجھ لیا اور ان سے پیچھا چھڑانے کے لئے بھاگنے لگی۔ خدا کے لئے مجھے ان سے بچا لو۔"

پارس کا سایہ اس بھاگ کر آنے والی کو دیکھ رہا تھا اور مسکرا رہا تھا۔ وہ پوجا تھی اور پوجا کو وہ ایک طویل عرصے سے جانتا تھا۔ سیلی نے ان دونوں سے کہا "تم لوگوں نے ایک معصوم لڑکی سے فراڈ کیا ہے۔ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ یہاں سے چپ چاپ چلے جاؤ۔"

ایک نے ہنستے ہوئے کہا "ایسے للکار رہی ہو جیسے ہنٹر والی کی بیٹی ہو۔ کیا تمہاری بھی شامت آئی ہے۔"

دوسرے نے کہا "آئی ہے نہیں، آ گئی ہے۔ ہم ایک لڑکی سپلائی کرنے والے تھے۔ اب دو کریں گے تو ڈبل مال ملے گا۔"

بات ختم ہوتے ہی اس کے منہ پر گھونسا پڑا۔ وہ چیخ مار کر پیچھے کی طرف گر پڑا۔ دوسرے ساتھی نے حیرانی سے پوچھا "ارے یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

جو ایک کو ہوا تھا وہ دوسرے کو بھی ہوا۔ دوسرے کے منہ پر ایک نادیدہ کک پڑی۔ وہ بھی پیچھے کی طرف جا کر گرا۔ وہ دونوں زمین پر پڑے ہوئے تھے، اٹھ کر بیٹھ گئے۔ ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھنے لگے۔ ایک نے کہا "مجھے کسی نے گھونسا مارا تھا۔"

دوسرے نے کہا "مجھے کسی نے کک ماری تھی۔"

پھر اس کے منہ پر کک پڑی اور دوسرے کے منہ پر گھونسا۔ اس بار وہ دونوں ایسے زمین پر لمبے ہوئے کہ پھر اٹھ نہ سکے۔ سیلی نے لڑکی سے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ بولی "سلمیٰ۔ یہاں میرا کوئی نہیں ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہاں جاؤں؟"

"فکر نہ کرو۔ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔ تمہیں پناہ بھی ملے گی اور کوئی ملازمت بھی مل جائے گی۔"

وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ سیلی پارس کے ساتھ اگلی سیٹ پر آ کر

کار ڈرائیو کرنے لگی۔ پوجا کو معلوم تھا کہ وہاں ایک سایہ موجود ہے۔ وہ اسے سنانے کے لئے بولی "میں حیران ہوں کہ وہ دونوں بدمعاش زمین پر کیسے گر پڑے تھے؟ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا کہ منہ پر گھونسا لگا ہے دوسرے کو کک لگی تھی، یہ تو کوئی جادوئی تماشا لگتا ہے۔"

سیلی نے کہا "تم ایک عزت دار لڑکی ہو۔ یہ سمجھ لو کہ قدرت نے تمہاری مدد کی ہے۔"

اس طرح ڈرامائی انداز میں پوجا ایک مسلمان لڑکی سلمیٰ بن کر سائے کے قریب آ گئی۔ سیلی کے بنگلے میں پناہ لینے کے بہانے پہنچ گئی۔ سیلی نے اسے ایک کمرا دکھا کر کہا "تم یہاں بیٹھو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ اپنی خواب گاہ میں آئی۔ پارس وہاں سوچ رہا تھا کہ سپر ماسٹر نے اسے پھانسنے کے لئے پوجا کو بھیجا ہے اور یہ بات سیلی بھی جانتی ہو گی۔ سیلی نے آ کر کہا "بیچاری واقعی مظلوم ہے۔ کیا ہم اسے اپنے ہاں پناہ دے دیں؟"

پارس نے کاغذ میں لکھا "پہلے تصدیق کرو، کہیں یہ فراڈ نہ ہو۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جب پاشا تمہارے پاس آئے تو اس سے کہو کہ سلمیٰ کے چور خیالات پڑھے۔ پھر ہم مطمئن ہو کر اسے پناہ دیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ پاشا آئے گا تو میں اسے سلمیٰ کے چور خیالات پڑھنے کو کہوں گی۔ تم بہت محتاط رہنے کے عادی ہو۔"

"ہاں موت یا مصیبت کسی بہانے بھی آ سکتی ہے۔ تم ابھی میرے کتنے قریب ہو، مصیبت بھی اتنے ہی قریب ہوتی ہے مگر جب تک سر پر سوار نہیں ہوتی، سمجھ میں نہیں آتی۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "میں تمہارے قریب ہوں مگر مصیبت نہیں، محبت ہوں۔"

وہ تھوڑی دیر تک جاگتے رہے پھر سو گئے۔ سیلی نے چند گھنٹوں کے بعد پارس کو جگایا اور کہا "ابھی پاشا میرے دماغ میں آیا تھا۔ میں نے سلمیٰ کے کمرے میں جا کر پاشا کو اس کی آواز سنائی اور کہا کہ اس کے چور خیالات پڑھے۔"

پارس نے پوچھا "کیا اس نے چور خیالات پڑھ لئے؟"

"ہاں، وہ لڑکی درست کہہ رہی ہے۔ اس کا نام سلمیٰ ہے۔ دو ایجنٹ اسے دھوکا دے کر پاکستان سے لائے تھے۔ بیچاری بے یار و مددگار ہے۔ بہت نیک اور شریف ہے۔ ہم اسے پناہ دے سکتے ہیں۔"

"کیا پاشا ابھی تمہارے اندر موجود ہے؟"

"نہیں وہ جا چکا ہے۔"

پھر وہ ایک دم سے چونک کر بولی "ارے تم تو بول رہے ہو؟ تم تو لکھ کر میری باتوں کا جواب دیا کرتے تھے۔"

"یہ میں نہیں، میرے اندر پاشا بول رہا ہے۔"

"کیوں جھوٹ بول رہے ہو۔ وہ جا چکا ہے۔"

"لیکن یہ تو کہہ رہا ہے کہ تم جھوٹ بول رہی ہو۔ پاشا تمہارے پاس نہیں آیا تھا۔ وہ صرف میرے پاس آنے کے بعد اس لڑکی کے چور خیالات پڑھنے گیا تھا۔ اب میرے پاس آ کر پھر تم سے باتیں کر رہا ہے۔"

"لیکن یہ پاشا کی آواز نہیں ہے۔"

"وہ آواز بدل کر بول رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس لڑکی کا نام سلمیٰ نہیں ہے۔"

"سلمیٰ نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟"

"پوجا، اس کا نام پوجا ہے۔"

سیلی جو لیٹی ہوئی تھی ایک دم سے اچھل کر بیٹھ گئی۔ پارس نے کہا "سپر ماسٹر نے اسے ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا ہے۔ تم مجھے ٹریپ کر کے نہ امریکا لے جا سکتی تھیں، نہ امریکا کا دوست بنا سکتی تھیں۔ اس لئے تمہاری جگہ پوجا آئی ہے۔ اس کی آمد کے بعد تمہاری ڈیوٹی کو ختم ہو جانا چاہئے۔"

وہ سہمی ہوئی نظروں سے دیدے پھاڑ پھاڑ کر سائے کو دیکھ رہی تھی۔ پارس نے کہا "تم کوئی بات بنا کر بچ نہیں پاؤ گی کیونکہ جو پوجا کے چور خیالات پڑھ سکتا ہے وہ تمہارے خیالات بھی پڑھے گا۔ کیا اس سے کہوں کہ تمہارے دماغ میں جائے؟"

وہ "نہیں" کہہ کر چیخنا چاہتی تھی کہ پارس نے اس کا گلا دبوچ لیا اور کہا "تمہارے حلق سے چیخ نکلے گی تو دوسرے کمرے میں اس کی آنکھ کھل جائے گی۔ اسے ابھی آرام فرمانے دو۔"

پھر اس کے حلق سے آواز نہ نکل سکی۔ آواز تو بڑی چیز ہے حلق سے سانس بھی نہ باہر نکل رہی تھی، نہ اندر جا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑتے گئے پھر وہ بے جان ہو کر بستر پر گر پڑی۔

وہ بستر سے اٹھ کر فون کے پاس آیا اور ریسیور اٹھا کر کچھ مخصوص نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ قائم ہونے پر اس نے کوڈ ورڈز ادا کئے اور کہا "ثانی سے رابطہ کراؤ۔ ویٹس آل۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ثانی نے اس کے اندر آ کر پوچھا "کیا بات ہے؟ اتنی رات کو بھی سکون سے سونے نہیں دو گے؟"

وہ بولا "میں نہیں چاہتا کہ تم سکون سے رہو۔ سکون کا مطلب ہے موت اور ہلچل کا نام زندگی ہے۔ میں تمہیں زندہ رکھنا چاہتا ہوں۔"

"اچھا فلسفہ بیان نہ کرو۔ کام کیا ہے؟"

وہ عمان کے اس بنگلے میں پوجا کی آمد اور سیلی کی موت کی روداد سنا کر بولا "عمان میں جو ہمارے آلۂ کار ہیں ان سے کہو کہ سیلی کی لاش کو کہیں ٹرانسفر کر دیں۔ میں چاہتا ہوں، تم پوجا پر تنویمی عمل کرو۔ سپر ماسٹر نے مشین کے ذریعے اسے سحر زدہ کر رکھا ہے۔ اس سحر کا توڑ کرو۔ اس کی پچھلی زندگی اسے یاد دلاؤ اور عمان کے

جس اسپتال میں شی تارا زخمی پڑی ہے وہاں پوجا کو پہنچادو۔"

"ہماری ٹیم میں کتنے ہی خیال خوانی کرنے والے ہیں' کیا یہ کام کسی اور سے نہیں کرا سکتے تھے؟"

"مس سونیا ثانی بیگم! زیادہ نہ بولو۔ ہمارے گھر میں بہو بن کر آنا ہے تو سسرال کا ہر کام کرنا پڑے گا۔"

"میں تمہاری اس بات کا منہ توڑ جواب دے سکتی ہوں مگر جانتی ہوں کہ تم سے بکواس کرتے کرتے صبح ہو جائے گی۔ مجھے پوجا کے دماغ میں پہنچاؤ۔"

وہ پوجا کے بیڈ روم میں آیا۔ وہ گہری نیند میں تھی' اس نے آواز دی "ہیلو پوجا!"

اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ آواز دینے والا نظر نہیں آرہا تھا۔ البتہ دیوار پر ایک سایہ نظر آیا۔ سائے نے کہا "ہاں ابھی میں نے آواز دی تھی مگر مجھے یاد نہیں آرہا ہے کہ میں نے سلمیٰ کہہ کر آواز دی تھی یا پوجا کہا تھا۔"

وہ فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گئی اور بولی "میں سلمیٰ ہوں اور تم وہ سائے ہو جس کا ذکر عمان شہر میں ہو رہا ہے۔"

"میری بات چھوڑو۔ اپنا اصلی نام بتاؤ۔ اپنے دماغ میں آنے سے سانس روک لو گی تو خواہ مخواہ گلا دبانا ہو گا۔"

وہ بستر سے اترنا چاہتی تھی۔ پارس نے اس کی دونوں کنپٹیوں کو انگلیوں سے دبایا۔ وہ زور لگاتا تو پوجا بے ہوش ہو جاتی اور اسے بے ہوش نہیں کرنا تھا۔ اس کی دماغی توانائی میں کمی آگئی تھی۔ ثانی اس کے اندر پہنچ کر بولی "دوسرے کمرے میں سلمیٰ کی لاش پڑی ہے۔ اگر تم لاش بننا نہیں چاہتی ہو تو اسی طرح مجھے اپنے اندر رہنے دو۔ ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دو اور راضی خوشی میری معمولہ بن جاؤ۔"

وہ مجبور ہو گئی تھی۔ اس میں شبہ نہیں رہا تھا کہ اس کا بھید کھل چکا ہے اور اسے پوجا کی حیثیت سے پہچان لیا گیا ہے۔ اگر وہ خود کو ثانی کے حوالے نہیں کرے گی تو اسے کسی کمزوری میں مبتلا کر کے اس پر تنویمی عمل کیا جائے گا چنانچہ اس نے خود کو ثانی کے حوالے کر دیا۔

○☆○

جوڈی نارمن تل ابیب پہنچ گیا۔ اس کے استقبال کے لئے ڈی الپا چند افراد کے ساتھ آئی تھی۔ اس نے تعارف کرایا اور جوڈی کو بتایا کہ وہ سب یہودی تنظیم کے اہم افراد ہیں۔ ان سے متعارف ہونے کے بعد وہ ان کے ساتھ ایک گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوا اور ایک عمارت میں پہنچا۔ اس نے اندر آکر پوچھا "یہ کون سی جگہ ہے؟"

ڈی الپا نے کہا "یہ ٹارچر سیل بھی ہے اور آپریشن تھیٹر بھی....."

"لیکن مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟"

"ہمیں خوشی ہے کہ تم یہودی ہو اور آئندہ ہماری تنظیم کے لئے فرائض انجام دو گے لیکن ہم اطمینان اور یقین کرنا چاہتے ہیں اس لئے تمہارا برین واش کر کے اصلیت معلوم کریں گے۔"

اس جوڈی نارمن کو حراست میں لے لیا گیا تھا۔ لیکن اصلی جوڈی نارمن آزاد تھا۔ اسے سب سے بڑی خوشی اس بات کی تھی کہ وہ ابھی تک سایہ بنا ہوا تھا اور سایہ بنے رہنے کی یہ طوالت بتا رہی تھی کہ اس نے طویل مدت تک اثر رکھنے والی گولی کھائی ہے۔

وہ اپنی ڈمی کے ساتھ طیارے میں آیا تھا اور اسے پہلے مہمان اور پھر قیدی بنتے دیکھ رہا تھا۔ چونکہ وہ اپنی ڈمی کے اندر تھا اس لئے اسے کوئی نہیں دیکھ رہا تھا۔ اس بیچارے ڈمی کے چور خیالات پڑھنے کے لئے ایک عامل کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ اس نے عمل کیا اور خیالات پڑھے تو اس کے ڈمی ہونے کا راز کھل گیا۔

وہاں ڈی الپا موجود تھی۔ اس نے کہا "مسٹر ڈمی! تمہارا اصلی جوڈی تمہارے اندر چھپا ہو تو اس سے کہہ دو کہ میں بھی وہ الپا نہیں ہوں' جو اس کے ساتھ عمان میں وقت گزار چکی ہے۔ یہودی تنظیم بچوں کا بنایا ہوا گھروندا نہیں ہے جسے تمہارے جیسے بچے توڑ دیں یا اس گھروندے کے اندر گھس آئیں۔ جاؤ اور اپنی ٹیلی پیتھی کو آزماؤ۔ تم کسی بھی یہودی خیال خوانی کرنے والے کے اندر نہیں پہنچ سکو گے۔ اس حقیقت کو پوری تنظیم سمجھ گئی ہے کہ تم یہودی نہیں عیسائی ہو۔"

جوڈی نارمن خاموشی سے سنتا رہا۔ اس کی ڈمی کے لئے حکم دیا گیا کہ ابھی اسے ایک کال کوٹھری میں ڈال دیا جائے' دوسری صبح اسے گولی مار دی جائے گی۔

جب ایک پولیس کا اعلیٰ افسر چار سپاہیوں کے ساتھ اس ڈمی کو کال کوٹھری کی طرف لے جا رہا تھا تو جوڈی کا سایہ اپنی ڈمی کے اندر سے نکل کر اس پولیس افسر کے اندر سما گیا۔ اسے چھپنے کے لئے ایک آلۂ کار کی ضرورت تھی۔ فی الوقت اس نے افسر کا سہارا لیا تھا۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کر کے پہلے مارٹن رسل کے دماغ میں پہنچنا چاہا پھر الپا سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن اسے کسی کا دماغ نہیں ملا۔ وہ سمجھ گیا کہ تنظیم کے تمام اہم افراد نے اپنی آواز اور لہجے کے علاوہ اپنی شخصیت بھی بدل لی ہے۔

واؤد منڈولا بھی اصلی شی تارا کی ہدایت کے مطابق اپنی شخصیت بدل چکا تھا۔ دوسرے دن ثانی نے نیند سے بیدار ہونے کے بعد منڈولا کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو ناکام رہی۔ اس نے علی سے کہا "شکار ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ میں نے منڈولا کے ذہن میں صرف اتنی سی بات نقش کی تھی کہ وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرے لیکن اس نے محسوس کرتے ہی سانس روک لی ہے۔"

علی نے کہا "تعجب ہے تم سے تنویمی عمل میں غلطی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ یہودی تنظیم کا کوئی فرد اسے پراسرار سربراہ کی حیثیت سے نہیں جانتا ہے۔ ان میں سے کسی نے تمہارے تنویمی عمل میں رکاوٹ پیدا نہیں کی ہو گی۔ صرف وہی ایک دیوی ہے جس نے کچھ کیا ہو گا۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں' وہ خود کو اس قدر پراسرار بنا کر رکھتی ہے کہ منڈولا سے بھی براہ راست گفتگو نہیں کرتی ہے' کسی پروفیسر کو گفتگو کا ذریعہ بناتی ہے۔ اس دیوی نے منڈولا کو میری گرفت سے نکال لیا ہے۔"

"آخر یہ ہے کون؟ منڈولا اب بہت زیادہ محتاط ہو گیا ہو گا۔ اس نے یہ بھی سوچا ہو گا کہ تم نے اس کے اندر پہنچ کر عمل کرنے کے دوران یہودی تنظیم کے تمام راز معلوم کر لئے ہیں۔"

ثانی نے اپنے والد سلمان کو مخاطب کر کے تمام حالات بتائے اور کہا "آپ یہودی تنظیم کے اہم افراد تک پہنچے ہوئے تھے۔ ذرا معلوم کریں کہ وہ لوگ اب بھی ہمارے قابو میں ہیں یا نہیں؟"

سلمان نے معلوم کیا۔ ٹیری آدم اور مارٹن رسل وغیرہ تک پہنچنا چاہا مگر ناکامی ہوئی۔ اس نے ثانی کے پاس آکر کہا "بیٹی! تمہارا شبہ درست نکلا۔ پوری یہودی تنظیم ہماری معلومات کی حد سے نکل گئی ہے۔ ان کی آوازوں کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کرنے سے ہماری سوچ کی لہریں بھٹک جاتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے ان سب نے اپنی پوری شخصیت بدل لی ہے۔ اب کسی نئے روپ میں زندگی گزار رہے ہیں۔"

وہ بولی "ڈیڈی! میں نے منڈولا پر عمل کرنے سے پہلے اس کے خیالات پڑھے تھے۔ وہ جوڈی نارمن سے بدظن ہے۔ یہ نہیں چاہتا کہ وہ یہاں آئے اور یہودی تنظیم کا سربراہ بن کر اس کی جگہ لے لے۔ ویسے جوڈی اب تک یہاں آچکا ہو گا۔"

"جوڈی ایک تو ٹیلی پیتھی جانتا ہے دوسرا یہ کہ اس کے پاس سایہ بن جانے والی گولیاں اور فارمولے ہیں۔ یہ بات یہودی تنظیم کے لئے بڑی کشش رکھتی ہو گی۔ اگر وہ تل ابیب پہنچ گیا ہے تو اسے گھیرنے کی کوشش کی جا رہی ہو گی۔ خاص طور پر منڈولا اس کے پیچھے پڑ جائے گا اور اس سلسلے میں وہ نامعلوم دیوی اس کی مدد کرتی رہے گی۔"

"ڈیڈی! میں نے سنا ہے کہ اس نے ٹیلی پیتھی کی ایسی قوت حاصل کی ہے کہ یوگا کے ماہرین کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتی ہے۔"

"اگر ایسا ہے تو وہ ہم میں سے کسی کے دماغ میں کیوں نہیں آتی ہے؟"

"جی ہاں' یہ ایک اہم سوال ہے جس کا جواب ابھی ہمارے پاس نہیں ہے۔ مجھے منڈولا کے چور خیالات سے پتا چلا ہے کہ وہ روحانی ٹیلی پیتھی کی طرح آتما شکتی حاصل کرنے کے لئے زیر زمین رہتی ہے اور دن رات پوجا پاٹ میں مصروف رہا کرتی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ہمارے بزرگوں کی روحانی ٹیلی پیتھی سے کترا رہی ہے۔ اس لئے ہم میں سے کسی کے اندر نہیں آتی بلکہ اس قدر محتاط ہے کہ منڈولا کے دماغ میں بھی براہ راست نہیں جاتی کوئی پروفیسر اس دیوی کا آلۂ کار ہے۔ وہ اس کے ذریعے منڈولا سے فون پر گفتگو کرتی ہے۔"

"یقیناً وہ بہت محتاط رہنے کی عادی ہے اس کے باوجود یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ مایا کے کھنڈرات کے کسی تہ خانے میں ہے۔ اگر مائیک ہرارے کو دیوی کے حوالے کیا جائے گا تو وہ یہودیوں کو بے شمار خزانہ اور یورینیم کا ذخیرہ دے گی۔ یہ ساری باتیں ان یہودی قیدیوں کے دماغوں سے سپر ماسٹر کے خیال خوانی کرنے والوں نے معلوم کی تھیں۔"

"جی ہاں مجھے یہ بات معلوم ہے۔ میں اکثر سوچتی ہوں کہ مائیک ہرارے اس دیوی کے لئے اتنا اہم کیوں تھا کہ اسے حاصل کرنے کے لئے وہ یہودیوں کو بے شمار خزانہ دینے والی تھی۔"

علی نے کہا "دو ہی باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ عورت جسے حاصل کرنا چاہتی ہے اس کے لئے دنیا کے تمام خزانے لٹا دیتی ہے۔ یا پھر ہندو دھرم میں پوجا اور تپسیا کرنے والے اپنا کوئی خاص مقصد حاصل کرنے کے لئے اپنے دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے کسی انسان کی بلی (قربانی) دیتے ہیں۔ شاید وہ بھی اپنا خاص مقصد حاصل کرنے کے لئے مائیک ہرارے کو اپنے دیوتا کے آگے قربان کرنا چاہتی ہو۔"

سلمان نے کہا "بیٹے! اسے مائیک ہرارے نہ کہو۔ وہ ہمارا پارس تھا۔ اگر وہ دیوی مقفل دماغوں میں بھی چلی جاتی ہے تو کیا اس نے پارس کے اندر آکر یہ نہیں سمجھا ہو گا کہ وہ مائیک ہرارے نہیں ہے۔ چونکہ وہ مائیک ہرارے نہیں ہے اس لئے دراصل وہ پارس کو حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ پارس کو اپنے کسی دیوتا پر قربان کرنا چاہتی ہے یا خود اسے دل و جان سے اتنا چاہتی ہے کہ اس کے حصول کے لئے خزانے لٹانے کو تیار رہتی ہے۔"

سلمان بیٹی کے دماغ سے چلا گیا۔ علی نے کہا "ابھی دو کردار ایسے ہیں جن کے ذریعے اس دیوی کے متعلق کچھ معلوم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا کردار جوڈی کا سایہ ہے۔ منڈولا اسے راستے سے ہٹانے کے لئے چالیں چلے گا۔ ہمیں کسی طرح جوڈی تک پہنچنا چاہئے۔"

ثانی نے کہا "پارس اپنے سائے کو چھپانے کے لئے کسی کے جسم میں سما جاتا ہے اس طرح اس کا علیحدہ سایہ نظر نہیں آتا ہے۔ جوڈی بھی ایسی ہی آنکھ مچولی کھیل رہا ہو گا۔ اگر اتفاق سے ہم سائے کو دیکھ بھی لیں تو وہ پھر کہیں گم ہو جائے گا۔"

وہ ذرا چپ ہو کر سوچتی رہی پھر بولی "میں نے منڈولا کے خیالات پڑھ کر پروفیسر کا نام اور فون نمبر وغیرہ معلوم کیا تھا۔ کیا تم اسے دوسرا کردار کہہ رہے ہو؟"

"ہاں اسے فون نہ کیا جائے' دیوی کو شبہ ہو گا۔ پہلے ہم اس کی

رہائش گاہ چلیں، چھپ کر اس کی صورت دیکھیں یہ معلوم کریں کہ دیوی نے اسے اپنا آلۂ کار کیوں بنایا ہے؟ اور وہ پروفیسر یہاں کرتا کیا ہے؟؟"

ثانی اور علی پہلے تو اس لئے تل ابیب آئے تھے کہ انہیں یہودی تنظیم کے اندر پہنچنے کا راستہ مل رہا تھا، اب وہ راستہ بند ہوچکا تھا۔ ویسے مقدر ساتھ دے اور انسان ذہانت سے کام لے تو چوروں تک پہنچنے کے چور راستے مل ہی جاتے ہیں۔ وہ دونوں ایک کام کے لئے آئے تھے مگر کئی کام نکل آئے۔ پتا چلا جوڈی نارمن یہاں پہنچنے والا ہے۔ یا پہنچ چکا ہے۔ اگر اس کے تعاقب میں رہا جائے تو منڈولا بھی نظروں میں آسکتا ہے اور وہ دیوی جو بہت پراسرار بنتی جارہی تھی، اس کا سراغ لگانا بھی ضروری تھا۔

علی نے ایک گلی میں پہنچ کر ایک عام سے مکان کے سامنے کار روک دی۔ پروفیسر ایزک اسی مکان میں رہتا تھا۔ علی نے کہا "ثانی! تم گاڑی لے کر مین روڈ پر چلی جاؤ۔ میں ذرا چاروں طرف ایک چکر لگا کر اس مکان کا جائزہ لوں گا۔"

وہ کار سے اتر گیا۔ ثانی اسے ڈرائیو کرتی ہوئی وہاں سے مین روڈ پر آئی پھر ایک پارکنگ والے حصے میں کار کو روک کر علی کے اندر پہنچ گئی۔ وہ مکان کے باہر ایک طرف سے گزر رہا تھا۔ وہاں فاصلے فاصلے پر مکانات بنے ہوئے تھے۔ وہ مکان کے پچھلے حصے میں آکر رک گیا اور بولا "ہم نے مکان کا اگلا دروازہ دیکھا تھا، وہ کھلا ہوا تھا۔ ادھر پچھلا دروازہ بھی کھلا ہوا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ پروفیسر اسے چھوڑ گیا ہے۔"

ثانی نے کہا "تمہیں اتنا تو معلوم ہے کہ پروفیسر ایزک آثار قدیمہ کا ماہر ہے۔ تم آثارِ قدیمہ کے طالب علم کی حیثیت سے یا کسی بھی بہانے اس کے دروازے پر جاؤ۔ ایک بار اس کی صورت تو دیکھ لو۔"

وہ گھوم کر مکان کے سامنے والے حصے میں آیا اور پہلے سے کھلے ہوئے دروازے پر دستک دی۔ دوسری دستک پر بھی اندر سے کوئی آواز نہیں آئی۔ اس نے آواز دی "کیا پروفیسر صاحب ہیں؟ کیا میں اندر آسکتا ہوں؟؟"

کسی اجنبی کے اندر آنے پر فوراً اعتراض کیا جاتا ہے لیکن وہاں اعتراض کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ خاموشی کہہ رہی تھی کہ وہ اندر جانے کا خطرہ مول لے سکتا ہے۔ اس نے پھر ایک بار آواز دی۔ اس کے بعد اندر چلا آیا۔ وہاں گہرا سناٹا اور ویرانی سی تھی۔ اس نے مکان کے مختلف حصون سے گزر کر دیکھا۔ کاریڈور اور کمرے خالی تھے لیکن وہ ایک دروازے پر ٹھٹک گیا۔ وہاں کمرے کے اندر ایک پلنگ پر دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

وہ پروفیسر ایزک اور اس کی عمر رسیدہ بیوی کو نہیں پہچانتا تھا۔ وہ دونوں مردہ پڑے ہوئے تھے۔ پروفیسر کے بے جان سینے پر ایک کاغذ پن کے ذریعے اٹکایا گیا تھا۔ علی نے قریب آکر اس کاغذ پر جھک کر پڑھا۔ وہاں لکھا تھا "جو چیز زمین پر نہ ہو، اسے ڈھونڈنا حماقت ہے اور جو زیرِ زمین ہو اسے پانے کے لئے زمین کے اندر جانا ضروری ہے اور زمین کے اندر جانے والوں کی ہمیشہ قبریں بنا کرتی ہیں۔"

ثانی بھی علی کے ذریعے یہ تحریر پڑھ رہی تھی۔ اس نے کہا "یہ بلاشبہ اسی دیوی کے الفاظ ہیں۔ اس نے خود نہیں لکھا ہے۔ پروفیسر کو ہلاک کرنے سے پہلے اس کے ہاتھ سے لکھوایا ہوگا۔"

علی نے تائید کی "یہاں جو ریوالور پڑا ہوا ہے اس میں سائلینسر لگا ہوا ہے۔ پروفیسر نے دیوی کی مرضی کے مطابق پہلے یہ تحریر لکھی ہوگی پھر اپنی بیوی کو گولی مار کر خودکشی کی ہوگی۔"

وہ بولنے کے دوران لاشوں کا معائنہ کررہا تھا۔ اس نے سائنس اور علمِ طب میں ماسٹر ڈگری حاصل کی تھی۔ پہلے اس نے پروفیسر کی مردہ آنکھیں کھول کر دیکھیں پھر گولی کے زخم کے بالکل قریب ناک لے جاکر سونگھنے لگا۔ اس کے بعد بولا "دو چیزوں کے ٹکراؤ سے آگ جلتی بجھتی ہے تو اس کا دھواں یا بُو رہ جاتی ہے۔ اس کے زخم سے بہت ہی دھیمی سی بُو آرہی ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ ابھی آدھ گھنٹے کے اندر یہ واردات ہوئی ہے۔"

"علی! فوراً چلے آؤ۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ خطرہ ہے۔ بہت محتاط رہ کر چلے آؤ۔"

وہ بھی سمجھ رہا تھا کہ کسی قسم کا خطرہ پیش آسکتا ہے۔ اس کے باوجود وہ ایک ایک کمرے میں جھانکتا اور ضروری چیزوں کو ٹٹولتا ہوا باہر جارہا تھا۔ ایک کمرے میں کچھ کتابوں کے درمیان اسے ایک ڈائری دکھائی دی۔ اس نے لپک کر اسے اٹھایا۔ وہ سالِ رواں کی ڈائری تھی۔ اس نے مزید کتابوں کے ذخیرے کو الٹنا پلٹنا شروع کیا۔ کوئی نصف درجن ڈائریاں ہاتھ لگیں۔ ان کے پہلے صفحوں پر پروفیسر ایزک کا نام بتارہا تھا کہ یہ سب ڈائریاں اسی کی لکھی ہوئی ہیں۔

وہ ان تمام ڈائریوں کو اٹھا کر ثانی کے پاس آگیا۔ اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ وہ کار اسٹارٹ کرتی ہوئی بولی "تم خطرے کو اہمیت نہیں دیتے ہو۔ تم نے ان ڈائریوں کو اہمیت دی ہے۔ میں مانتی ہوں انہیں پڑھنے کے بعد شاید ہمیں دیوی یا منڈولا تک پہنچنے کا کوئی راستہ مل جائے۔"

"اگر وہ پروفیسر معمول کے مطابق ڈائری لکھنے کا عادی تھا تو اس نے وہ تمام باتیں بھی لکھی ہوں گی جو فون پر منڈولا سے ہوا کرتی تھیں اور دیوی پروفیسر کی زبان سے بولا کرتی تھی۔"

"تم نے بڑی حاضر دماغی سے کام لے کر ان ڈائریوں کو اہمیت دی ہے لیکن یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ کوئی تمہیں چھپ کر دیکھ رہا ہو یا تمہاری تصویر اتاری ہو تاکہ آئندہ تمہارے ساتھ میں نظر آؤں اور دیوی کو یہ معلوم ہوجائے کہ میں نے ہی اسپتال میں منڈولا پر عمل کیا تھا۔"

"ہاں ایسا ہوسکتا ہے۔ دیوی اپنا یہ تجسس دور کرنا چاہے گی کہ تنویمی عمل کرنے والی کون ہے؟"

"اس نے اس مقصد کے لئے کسی کو آلۂ کار بنایا ہوگا کیونکہ ایک بیچارے آلۂ کار پروفیسر کو تو موت کے گھاٹ اتار چکی ہے۔"

علی نے عقب نما آئینے میں دیکھتے ہوئے کہا "وہ آلۂ کار مجھے دیکھنے کے بعد ہمارا تعاقب کرسکتا ہے تاکہ ہمارا پتا ٹھکانا اور مصروفیات معلوم ہوسکے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی آمنہ کی سوچ کی لہروں نے کہا "علی سے کہو کہ تم دونوں آئندہ ایک دوسرے کو اصل نام سے نہیں مخاطب کروگے۔"

اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ ثانی نے خیال خوانی کے ذریعے علی سے کہا "ابھی تمہاری ماما آئی تھیں۔ انہوں نے تاکید کی ہے کہ ہم آئندہ تنہائی میں بھی ایک دوسرے کو اصلی نام سے مخاطب نہ کریں۔"

وہ دونوں خاموش ہوگئے۔ اپنی اپنی جگہ سوچنے لگے۔ آمنہ کبھی اپنے بیٹے علی، پارس اور اپنی بہو کو یوں مخاطب نہیں کرتی تھی۔ ابھی جو تاکید کی تھی اس کا کوئی مقصد ہوگا۔ وہ دونوں اپنی اپنی کھڑکی کے باہر عقبی آئینے میں دیکھتے رہے۔ عقل یہی کہہ رہی تھی کہ ضرور کوئی تعاقب کررہا ہے اور آگے چل کر کوئی دشمن ان کے اتنے قریب آئے گا کہ ان کی گفتگو سنے گا اور ان کے اصلی نام بھی معلوم کرلے گا۔

وہ دونوں محبت سے بے اختیار ایک دوسرے کو نام لے کر مخاطب کرتے تھے۔ ایسا کرنے سے محبت کرنے والوں کو وہ نام اپنی ملکیت صرف اپنا، صرف اپنا لگتا ہے۔ لیلیٰ بے اختیار دل کی گہرائیوں سے قیس کو پکارتی تھی تو اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اوپر سے پٹی باندھ دی جاتی تھی۔ قیس یعنی مجنوں شہر شہر صحرا صحرا لیلیٰ کو پکارتا تھا اور لوگوں سے پتھر کھاتا تھا۔ آمنہ نے انہیں ذرا سی تاکید کرکے حالات کے پتھر کھانے سے بچالیا تھا۔

یہ اس وقت ہوا جب اچانک علی نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی تھی۔ اس وقت ان کی کار ایک سگنل کے سامنے رکی ہوئی تھی۔ جب وہ آگے بڑھی تو علی نے اپنے جسم میں لرزش اور نامعلوم سا بوجھ محسوس کیا پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ نارمل ہوگیا۔

کچھ ایسا ہی ثانی کے ساتھ ہوا۔ علی کے بعد اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا اور سانس روک لی۔ اس کے بعد اپنے بدن میں ناگواری سی محسوس کی۔ فوراً ہی کار کو سڑک کے کنارے روک دیا۔ ایسے وقت وہ پھر پہلے کی طرح خود کو نارمل محسوس کررہی تھی۔

یہ غیر معمولی بات تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پہلے علی نے اپنی کیفیت بیان کی پھر ثانی نے کہا "جیسا تم کہہ رہے ہو، بالکل اسی طرح میں نے محسوس کیا تھا مگر اب نارمل ہوں۔"

"میں حیران ہوں۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ یہ ابھی اچانک ہمارے ساتھ کیا ہورہا تھا؟"

وہ بولی "ایک خیال آتا ہے۔ ہم نے ٹی وی اسکرین پر عمان کے ایک اجلاس میں دو انسانوں کو سایوں میں تبدیل ہوتے دیکھا تھا۔ شہر میں ان کے لئے ناکا بندی کی گئی تھی مگر وہ گرفت میں نہیں آئے۔ ہوسکتا ہے انہوں نے وہ ملک چھوڑ دیا ہو اور یہاں اسرائیل آگئے ہوں۔"

علی نے کہا "دونوں نہیں آسکتے کیونکہ وہ ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ ان میں سے ایک ہمارا عیسائی بھائی جوڈی نارمن تھا۔ کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ ان میں سے ایک سایہ ہمارے جسم کے اندر آیا تھا چونکہ ہم بہت زیادہ حساس ہیں اس لئے اس سائے کو محسوس کرلیا ہے۔"

"میں یہی سوچ رہی ہوں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہمارا وہ عیسائی بھائی یہاں ہوتا اور ہم منڈولا کو [illegible] کے ذریعے ڈھونڈ کر قتل کردیتے۔"

علی نے ثانی کو موجودہ فرضی نام سے مخاطب کرتے ہوئے کہا "جینی! تم میرے سامنے اس ظالم منڈولا کا نام نہ لیا کرو۔ میرا خون کھولنے لگتا ہے۔ اس ظالم نے ہمارے چرچ کے فادر کو بڑی بے رحمی سے قتل کردیا تھا۔"

وہ دونوں سمجھ گئے تھے کہ ان کے جسم کے اندر چھپنے کے لئے جوڈی نارمن کا سایہ آیا تھا۔ دوسرا سایہ تو اپنا پارس تھا اور وہ اپنوں کے پاس خاموشی سے چھپنے نہ آتا۔ اب ان دونوں کا خیال تھا کہ جوڈی چھپنے کے لئے ان کے پاس آیا تھا۔ دونوں نے اسے محسوس کیا تھا۔ اس لئے وہ کار کے اندر ہی کہیں چھپا ہوا ہوگا۔ اس لئے وہ دونوں باتیں بنارہے تھے اور اسے اپنا عیسائی بھائی کہہ رہے تھے۔

اور واقعی وہ اگلی اور پچھلی سیٹوں کے درمیان سکڑا سمٹا ہوا سا چھپا بیٹھا تھا۔ دونوں کی باتیں سن کر اطمینان ہورہا تھا کہ وہ یہودیوں کی کار میں نہیں ہے۔ دونوں عیسائی ہیں اور منڈولا ان سب کا مشترکہ دشمن ہی نہیں بلکہ ایک چرچ کے فادر کا قاتل بھی ہے۔

اسے اطمینان ہوا تو وہ دونوں سیٹوں کے درمیان سے نکل کر پچھلی سیٹ پر آرام سے بیٹھ گیا پھر آہستگی سے بولا "میں جوڈی نارمن ہوں۔"

ثانی اور علی نے دکھاوے کے طور پر چونک کر سر گھماتے ہوئے پچھلی سیٹ کی طرف دیکھا۔ وہاں ایک انسانی سایہ سا بیٹھا ہوا نظر آرہا تھا۔ سائے نے کہا "چونکنے اور ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے دوست سمجھو۔ شاید تم نہیں جانتے کہ داؤد منڈولا میرا بھی دشمن ہے۔"

ثانی نے خوش ہوکر پوچھا "کیا واقعی وہ کم بخت تمہارا بھی

دشمن ہے مگر کیسے؟"

جوڈی نے کہا "پہلے یہ بتاؤ اس نے ہمارے ایک مقدس فادر کو کیوں قتل کیا؟"

علی نے کہا "ہمارے فادر جوزف بڑی کرامات والے تھے۔ ان کے سیدھے ہاتھ کی ایک انگلی میں انگوٹھی ہوتی تھی۔ اس انگوٹھی پر ہولی کراس (صلیب) بنا ہوا تھا۔ فادر جب کبھی کسی غیر عیسائی کو دعائیں دیتے تھے اور اس کے سر پر وہ انگوٹھی والا ہاتھ رکھتے تھے تو وہ شخص عیسائی مذہب قبول کرلیتا تھا۔"

ثانی نے کہا "ہم نے فادر کے زیرِ سایہ تربیت حاصل کی ہے۔ انہوں نے ہم سے یوگا کی مشقیں کرائی ہیں اور ہمارے اندر ایسی روحانی قوت پیدا کی ہے کہ ہمارے اندر کوئی غیر معمولی بات ہو تو ہم فوراً محسوس کرلیتے ہیں۔"

جوڈی نے قائل ہو کر کہا "ہاں ابھی میں نے تم دونوں کے اندر آکر چھپنا چاہا تھا مگر تم لوگوں نے بے چینی سی محسوس کرلی۔ واقعی فادر جوزف باکمال تھے۔ وہ زندہ ہوتے تو ہمارا عیسائی مذہب دور تک پھیلتا جاتا۔"

علی نے کہا "داؤد منڈولا کٹر یہودی ہے۔ وہ برداشت نہ کرسکا کہ ہمارا مذہب پھلتا پھولتا رہے' اس نے ہمارے مقدس فادر کو قتل کردیا۔ ہم اسے چھ ماہ سے تلاش کررہے ہیں پھر ہمیں پتا چلا کہ وہ اسرائیل میں ہے اس لئے ہم یہاں آئے ہیں۔"

جوڈی نے کہا "میں بھی اس کی تلاش میں ہوں مگر تمہیں کیسے پتا چلا کہ وہ یہاں ہے؟"

"ہمارے پاس معلومات کا ذریعہ نہیں ہے مگر ہمارے اندر فادر کے لئے ایک شدید جذبہ ہے۔ ہم جب بھی سنتے ہیں کہ وہ فلاں ملک میں دیکھا گیا ہے تو وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ آج اس بات کی تصدیق ہوگئی ہے کہ وہ اسی شہر میں ہے۔"

"تم نے کیسے تصدیق کی؟"

"یہاں ایک ماہرِ آثارِ قدیمہ پروفیسر ایزک رہتا تھا۔ ابھی میں اس سے ملنے گیا تھا۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ قتل ہوچکا تھا۔ میں نے اس مکان کی تلاشی لی تو چند ڈائریاں میرے ہاتھ لگیں۔ یہ پروفیسر کی لکھی ہوئی ڈائریاں ہیں اور ان میں کئی جگہ منڈولا کا ذکر ہے۔"

علی نے یہ کہہ کر ایک ڈائری پچھلی سیٹ کی طرف بڑھائی۔ جوڈی کے سائے نے وہ ڈائری لے لی پھر اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ وہ سال رواں کی ڈائری تھی۔ اس میں پروفیسر نے لکھا تھا کہ مایا کے کھنڈر میں کسی طرح ایک پراسرار علوم جاننے والی دیوی سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس دیوی نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ امریکا سے اسرائیل چلا جائے۔ جب وہ تل ابیب آیا تو اس کے دماغ میں آپ ہی آپ ایک فون نمبر آیا۔ اس نے اس نمبر پر رابطہ کیا تو داؤد منڈولا سے بات ہوئی۔ مایا کے کھنڈر میں رہنے والی دیوی پروفیسر کی زبان سے باتیں کیا کرتی تھی۔ آخری دنوں میں منڈولا نے دیوی سے درخواست کی تھی کہ وہ کسی طرح جوڈی نارمن کو اس کے راستے سے ہٹائے ورنہ وہ یہاں آکر یہودی تنظیم کا سربراہ بن جائے گا۔

اس ڈائری کے آخری صفحے پر لکھا تھا کہ پروفیسر کے پاس ایک سائیلنسر لگا ہوا ریوالور پہنچ گیا ہے اور منڈولا نے اس سے ایک کاغذ پر تحریر لکھوا کر اسے بیوی کو قتل کرنے اور خودکشی کرنے کا حکم دیا ہے۔

سائے نے ڈائری بند کرکے علی کو دیتے ہوئے کہا "واقعی تم دونوں مقدس فادر سے دلی اور روحانی لگاؤ رکھتے ہو۔ اس قاتل کو تلاش کرتے کرتے اس ڈائری تک پہنچ گئے ہو۔ مجھے تمہارے جیسے سچے جذبے والے عیسائی کی ضرورت تھی' میں صحیح جگہ پہنچ گیا ہوں۔"

ثانی نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے کہا "ہم تھوڑی دیر پہلے تمہارا ہی ذکر کررہے تھے۔ اب ہمیں ایسا لگتا ہے کہ خدا نے ہماری دعا قبول کرلی ہے' اس قاتل تک پہنچنے کے لئے تمہیں ہمارے پاس پہنچا دیا ہے۔"

"ویسے تو میں بھی اسے تلاش کررہا ہوں۔ اب تو یہ سن کر انتقام کی آگ اور بھڑک رہی ہے مگر ہماری برابر کی ٹکر ہے۔ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں' سایہ بن کر نگاہوں سے روپوش ہوسکتا ہوں لیکن وہ بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے پھر یہ کہ اس کی پشت پر کوئی پراسرار دیوی ہے اس لئے وہ ذرا مشکل سے ہاتھ لگے گا۔"

علی نے پوچھا "کیا تم کسی کے جسم میں سما کر اس کے دماغ میں بھی سما سکتے ہو اور اس کے چور خیالات پڑھ سکتے ہو؟"

"نہیں میں ایک نرم' ملائم اور غیر محسوس سایہ بن کر جسموں میں سماتا ہوں۔ اگر اپنے اندر کے ٹھوس دماغ کو استعمال میں لاؤں گا تو میرا پورا ٹھوس جسم اسے محسوس ہوگا جس کے اندر میں چھپا رہوں گا بلکہ وہ میرے ٹھوس جسم کے وزن اور سختی کو برداشت نہیں کرسکے گا۔ اگر وہ کمزور ہوگا تو مرجائے گا۔ شہ زور ہوگا تو چیخنے چلانے لگے گا اور شاید پاگل ہوجائے گا۔"

ثانی نے پوچھا "تمہارے ذہن میں کوئی تدبیر ہے' جس پر ہم عمل کرکے منڈولا تک پہنچ سکیں؟"

"فی الوقت کوئی تدبیر نہیں ہے۔ پہلے میں نے الپا کو گن پوائنٹ پر رکھ کر یہودی تنظیم کے تمام اہم افراد کے دماغوں میں جگہ بنائی تھی مگر وہ میری عارضی کامیابی تھی۔ یہودی تنظیم کے تمام اہم افراد نے اپنی شخصیات بدل لی ہیں۔ اگر کسی کے بھی اندر پہنچنے کا موقع ملتا تو میں اس کے ذریعے منڈولا کا سراغ لگالیتا۔"

ثانی نے پوچھا "تم سائے ہو' کیا زمین کے اندر پہنچ سکتے ہو؟"

"اگر اندر پاتال میں جانے کا کوئی راستہ ملے گا تو ضرور گہرائیوں میں جاسکوں گا۔"

"ہوسکتا ہے کہ وہ دیوی اسرائیل کے کسی زیرِ زمین حصے میں ہو۔ اگر وہ ملے گی تو منڈولا بھی مل جائے گا۔"

"دیوی کسی کے بنائے ہوئے تہ خانے میں نہیں رہے گی۔ ڈائری میں اس کے رہن سہن اور پوجا پاٹ کے متعلق لکھا ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ زمین کے کسی نامعلوم تہ خانے میں' پچھلے چار سالوں کی طرح رہتی آئی ہے۔"

"نامعلوم تہ خانے اسرائیل میں بھی ہوسکتے ہیں۔ یہ ملک تو آثارِ قدیمہ سے بھرا پڑا ہے۔ ہوسکتا ہے اس نے یہاں کے کسی کھنڈر میں کوئی تہ خانہ دریافت کرلیا ہو۔"

علی نے کہا "مسٹر جوڈی! تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے یہاں کے آثارِ قدیمہ کے تمام ماہرین کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے خیالات پڑھ کر چند ایسے آثارِ قدیمہ کا سراغ لگا سکتے ہو جس کی تہ میں آج تک کوئی گیا نہ ہو۔"

"ہاں میں ایسا کرسکتا ہوں اور ضرور کروں گا اور تم لوگوں کے پاس چھپ کر رہا کروں گا۔"

"تم ہمارے ساتھ رہو گے تو ہمیں بڑی خوشی ہوگی۔"

"میں جب بھی خطرہ محسوس کروں گا تم دونوں میں سے کسی ایک کے جسم میں سما جاؤں گا۔"

علی نے کہا "پلیز ایسا نہ کرنا۔ تم دیکھ چکے ہو کہ فادر کی تربیت نے ہمیں کس قدر حساس بنایا ہے۔ ہمارے اندر آؤ گے تو ہم پھر اضطراب میں مبتلا ہوجائیں گے۔"

جوڈی نے کہا "پھر تو کسی تیسرے شخص کو آلۂ کار بنانا ہوگا۔ کیا تمہارا کوئی اور ساتھی ہے؟"

"ساتھی نہیں ہے۔ ہم کسی کو ملازم رکھ لیں گے وہ تمہارے کام آتا رہے گا۔"

جوڈی کو دراصل اپنے پاس رکھی ہوئی گولیوں اور فارمولے کی فکر تھی۔ وہ انہیں جلد سے جلد کہیں چھپانا چاہتا تھا۔ گولیاں چھپانے کے لئے چھوٹا سا گڑھا کھودنے کے لئے چھوٹے سے ایک دو آلات کی ضرورت تھی اور فارمولوں کو چٹانوں پر کندہ کرنے کے لئے چھینی' ہتھوڑی اور اسی قسم کے چند آلات ضروری تھے۔ اتنی ساری چیزیں وہ اپنے سائے کے لباس میں نہیں چھپا سکتا تھا۔ انہیں ایک بیگ میں رکھ کر اپنے کسی آلۂ کار کے ذریعے کہیں بھی لے جاسکتا تھا بلکہ محنت سے بچنے کے لئے اس آلۂ کار کے دماغ پر قابض ہو کر اس کے ہاتھوں سے فارمولے کندہ کرا سکتا تھا۔

اس کی دانست میں اسے ثانی اور علی دو ایسے کٹر عیسائی مل گئے تھے جن پر وہ بھروسا کررہا تھا' اب اسے تیسرے کی ضرورت تھی۔

○☆○

وہ ہمالیہ کی وادی میں آگئی تھی۔ وہاں وہ پیدا ہوئی تھی۔ اس کا باپ علمِ جوتش میں بین الاقوامی شہرت کا حامل تھا۔ اس نے باپ کے زیرِ سایہ رہ کر جوان ہونے تک جوتش ودیا اور ٹیلی پیتھی میں کمال حاصل کیا تھا۔ اسی جوتش ودیا نے اسے سمجھایا تھا کہ وہ ایک مسلمان نوجوان کے عشق میں گرفتار رہے گی اور بارہا انکار کے باوجود اس کی داسی بن کر اس کا مذہب قبول کرلے گی۔ وہ اور اس کا برہمن باپ ایسا نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے جوتش ودیا کو اچھی طرح کھنگالا تو اس کا یہی توڑ معلوم ہوا کہ وہ دس برس تک زیرِ زمین رہ کر تپسیا کرے' کسی کو اپنی اصلی صورت نہ دکھائے اور نہ ہی اصلی آواز سنائے۔ دس برس کے بعد وہ تپسیا میں کامیاب ہوگئی تو وہ مسلمان اپنا مذہب بدل کر اس کا ہندو دھرم قبول کرلے گا۔

وہ پارس کو پانے کے لئے ایسی مشکلات سے گزر رہی تھی۔ اس نے کتنے ہی علاقوں میں جاکر زیرِ زمین رہ کر چار برس گزار دیے تھے۔ وہ مایا کے کھنڈر میں بھی رہ سکتی تھی لیکن گڑبڑ ہوگئی تھی' بھید کھلنے کا اندیشہ پیدا ہوگیا تھا۔ یہودی تنظیم والے جسے مائیک ہرارے سمجھ رہے تھے وہ دراصل پارس تھا اور وہ جانتی تھی کہ پارس امریکا پہنچ کر کہیں روپوش ہوگیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اچانک ہی اس کا سراغ لگا کر روبرو آجائے۔

پھر امریکا کی ایک مہم جو ٹیم مایا کے اس کھنڈر کے تہ خانے میں پہنچنے والی تھی اس لئے اسے جلدی میں وہ جگہ چھوڑنی پڑی۔ آئندہ زیرِ زمین رہنے کے لئے کسی ایسے ملک اور علاقے کا انتخاب کرنا تھا جہاں کے تہ خانے میں اس کے سوا کوئی نہ پہنچ سکے۔ ایسی جگہ تلاش کرنے میں کافی وقت لگ جاتا۔ اس لئے وہ اپنی پیدائشی جگہ آگئی تھی اور ہمالیہ کی وادی کے ایک تہ خانے میں عارضی طور پر رہنے لگی تھی۔

اس کے ذہن پر وہ دوسرا سایہ سمایا ہوا تھا۔ اس کا دل کہتا تھا کہ وہ پارس کا سایہ ہے اور پارس پر ہمیشہ نظر رکھنے کے لئے اس نے ایک ڈی شی تارا کو اس کے پیچھے لگا رکھا تھا۔ وہ ڈی اب تک کئی بار اسے دل و جان سے چاہتی بھی رہی تھی اور موقع پا کر اسے اپنا معمول اور تابعدار بنانے کی کوششیں بھی کرتی رہی تھی لیکن ہمیشہ ناکام رہی تھی۔ ایسی ناکامیوں سے اصلی شی تارا کو جوتش ودیا پر اور زیادہ یقین ہونے لگتا تھا کہ وہ دس برس سے پہلے اپنے محبوب کو حاصل نہیں کرسکے گی۔

آخری بار عمان میں ڈی شی تارا کا سامنا ہوا تھا۔ اس سائے نے اس کی پٹائی کی تھی اور اسے بے ہوش کردیا تھا۔ اس نے دوسرے دن پھر سیلی کے بنگلے میں سائے کے قریب رہنے کے لئے دوستی کی تمنا کی۔ انکار کرنے پر اس نے سیلی کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرنے کی دھمکی دی۔ اس کے جواب میں پارس نے اس کی پٹائی کرکے پھر کار کے معمولی سے حادثے سے دوچار کرکے اسپتال پہنچادیا۔ ایسے وقت پوجا وہاں پارس کے سائے کو کسی طرح ٹریپ کرنے پہنچ گئی تھی۔ سپر ماسٹر نے پوجا کو وہاں بھیج کر بڑی غلطی کی تھی۔ پارس نے ثانی کے ذریعے پوجا پر تنویمی عمل کرایا اور اسے پچھلی زندگی یاد کرائی۔ آئندہ وہ سپر ماسٹر کی تابعدار نہیں رہ سکتی تھی

اس لئے اس نے پوجا کو ڈمی شی تارا کی عیادت کے لئے اسپتال میں پہنچا دیا۔

پوجا نہیں جانتی تھی کہ وہ اسپتال کیوں آئی ہے لیکن ایک کمرے میں شی تارا کو دیکھ کر چونک گئی۔ حیرانی سے بولی "دیدی! تم یہاں اسپتال میں ہو؟"

شی تارا نے اسے حیرانی سے دیکھا پھر پوچھا "تم؟ پوجا! تم مجھے پہچان رہی ہو؟ میری خیریت معلوم کرنے آئی ہو؟"

"میں نہیں جانتی کہ اس اسپتال میں اور اس کمرے میں تم ہو تم کیسے آگئیں۔ ہماری تقدیر میں شاید اسی طرح ملنا لکھا تھا۔"

وہ شبہ ظاہر کرتی ہوئی بولی "مجھ سے کوئی چالاکی نہ کرو۔ سچ بتاؤ۔ سپرماسٹر نے مجھے ٹریپ کرنے کے لئے تمہیں یہاں بھیجا ہے۔ میں زخمی ہوں۔ اب تو تم میرے دماغ میں آسکتی ہو۔"

"دیدی! یہ تم کیا کہہ رہی ہو میں اور تمہارے دماغ میں آؤں؟ کیا میں خیال خوانی جانتی ہوں؟ کیا تم سمجھتی ہو میں سپرماسٹر کی تابعدار ہوں۔ تم نے ہمیشہ مجھے سگی بہن سے زیادہ چاہا' کیا میں دشمنی کروں گی؟"

"جب سپرماسٹر نے تمہیں ٹیلی پیتھی سکھائی اور میں تمہارے پاس آنا چاہتی تھی تو تم سانس روک لیا کرتی تھیں۔"

"میں تمہاری محبت کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ مجھے کچھ یاد نہیں آرہا ہے۔ ذرا ٹھہرو میں آزماتی ہوں کہ مجھے خیال خوانی آتی ہے یا نہیں؟"

اس نے دائی ماں کا تصور کیا۔ اس کے لب و لہجے کو گرفت میں لیا پھر خیال خوانی کی پرواز کی تو وہاں پہنچ گئی۔ اس نے مخاطب کیا "دائی ماں! میں پوجا بول رہی ہوں۔ آپ کی بیٹی شی تارا زخمی ہے اور ایک اسپتال میں ہے۔"

دائی ماں پوجا کرنے میں مصروف تھی۔ پوجا کی آواز سن کر بولی "مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم ٹیلی پیتھی سیکھ گئی ہو۔ میری بیٹی زخمی کیسے ہوگئی۔ وہ کس ملک اور کس اسپتال میں ہے؟"

"آپ فکر نہ کریں۔ میں دیدی کے پاس ہوں۔ ان کے زخم بھر جائیں گے تو یہ خود آپ سے باتیں کریں گی۔ آپ پوجا کریں۔ میں پھر آؤں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر شی تارا سے بولی "دیدی! تم درست کہہ رہی ہو۔ مجھے خیال خوانی آگئی ہے مگر یہ کیسے آگئی۔ سپرماسٹر تو ہمارا دشمن ہے اور تم کہتی ہو کہ اس نے مجھے یہ علم دیا ہے۔"

"میں سچ کہہ رہی ہوں۔ تمہاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں پچھلی زندگی یاد آگئی ہے' تم سپرماسٹر کو دشمن کہہ رہی ہو۔ ایسا تو اسی وقت ہوسکتا ہے کہ کسی نے تم پر تنویمی عمل کیا ہو اور سپرماسٹر کے منصوبوں کا توڑ کر کے تمہیں میرے پاس پہنچا دیا ہو۔"

"دیدی! ہم ابھی کس ملک میں ہیں؟"

"اردن کے شہر عمان میں ہیں۔ کیا تم یاد کرسکتی ہو کہ امریکا سے یہاں کیسے آگئی ہو؟"

"مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوئی ہوں۔ یا پھر پیدا ہونے کے بعد گہری نیند سوگئی تھی' اب بیدار ہو کر نئی زندگی اور نئی تازگی محسوس کر رہی ہوں۔"

"پوجا! تمہاری واپسی سے مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے مگر ایک خوف بھی ہے کہ تم پر کس نے دوبارہ تنویمی عمل کیا ہے؟ کس نے تمہیں سپرماسٹر کی تابعداری سے نجات دلائی ہے؟ ایسا کرنے والے نے دو محبت کرنے والی بہنوں کو ملا کر نیکی کی ہے مگر کیوں کی ہے؟ ہمارے میل ملاپ سے اس کا کیا فائدہ ہے؟ کوئی فائدہ نہ ہو' تب بھی نیکی کرنے والے منہ نہیں چھپاتے۔ کیا تمہیں تشویش نہیں ہے کہ تمہارے ساتھ ایسا کیوں کیا گیا ہے؟"

"تشویش کی تو بات ہے۔ جب مجھے پچھلی تمام زندگی یاد آئی اور میں آپ ہی آپ ادھر اپتال آنے لگی تو یہی سوچ رہی تھی کہ میں کہاں سے کہاں پہنچی ہوئی ہوں اور کون مجھے اسپتال میں لے آرہا ہے؟ مگر اپنی دیدی کو دیکھ کر خوشی کے مارے فکر کرنا بھول گئی۔"

شی تارا سوچ اور فکر میں مبتلا ہوگئی تھی۔ پوجا نے پوچھا "تم اسپتال کیسے پہنچ گئیں۔ یہ زخم کیسے ہیں؟"

"ایک دشمن نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے۔"

"تم مجھے اس کا نام اور پتا ٹھکانا بتاؤ۔ میں اس سے نمٹ لوں گی۔"

"تم کچھ نہیں کرسکو گی۔ وہ نادیدہ ہے۔ جو نظر ہی نہیں آتا ہو اس کا تم کیا بگاڑ سکتی ہو؟"

پوجا بھی نادیدہ پارس کو ٹریپ کرنے آئی تھی مگر ثانی نے اس پر ایسا تنویمی عمل کیا تھا کہ وہ سپرماسٹر کی قیدی بنے' مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے اور فوجی ہیڈکوارٹر میں رہنے کے تمام واقعات بھول گئی تھی۔ اسے یہی یاد رہ گیا تھا کہ شی تارا نے اس کی مشکلات میں مدد کی تھی' اسے اپنی سگی بہن کی طرح اپنے ساتھ رکھا تھا۔ اب اس میں ایک ایسی صلاحیت کا اضافہ ہوا تھا کہ وہ خیال خوانی کرنے لگی تھی۔ اس نے پوچھا "میرے جیجاجی (بہنوئی یعنی پارس) کہاں ہیں؟"

وہ بڑے دکھ سے بولی "میں نے تمہارے جیجاجی کو کھو دیا ہے بلکہ اپنی حماقتوں سے اسے پھر اپنا دشمن بنالیا ہے۔"

"دیدی! تم نے پھر وہ غلطی کی ہوگی' انہیں اپنا تابعدار بنانے کی کوشش کی ہوگی؟"

"ہاں مجھ سے یہی بہت بڑی غلطی ہوئی۔ اب اسے یقین ہوگیا ہے کہ میں اس کی محبوبہ نہیں مالکہ بن کر رہنا چاہتی ہوں۔"

"تم فکر نہ کرو۔ اب تو مجھے بھی خیال خوانی آتی ہے' میں جیجاجی کو منالوں گی۔"

اس نے پارس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لیا۔ خیال خوانی کی پرواز کی۔ پارس تک پہنچی پھر واپس آگئی۔ اس نے دوسری بار پھر یہی کیا اور جلدی سے کہا "میں پوجا ہوں۔ آپ سانس نہ روکیں۔"

مگر اس نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بولی "وہ تم سے سخت ناراض ہیں۔ انہوں نے میرا نام سن کر بھی اپنے اندر نہیں آنے دیا۔ مجھے یہ سوچ کر دکھ ہو رہا ہے کہ وہ مجھے اپنی چھوٹی بہن سمجھتے تھے۔ اس کے باوجود اپنے اندر آنے نہیں دیا۔"

"میں کوشش کر رہی ہوں کہ ایک بار اس سے سامنا ہوجائے۔ میں اس کا غصہ اور شکایت دور کرنے کے لئے اس کے قدموں سے لپٹ جاؤں گی۔ مجھے یقین تھا کہ وہ عمان میں ہونے والے اجلاس میں ضرور آئے گا لیکن کوئی دوسرا آیا تھا اور جوڈی سے ایک حیرت انگیز گولی لے کر نگل گیا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ٹھوس جسم کے بجائے ایک سایہ بن گیا تھا۔ میرا دل کہتا ہے کہ وہ سایہ بن جانے والا پارس ہے لیکن پارس نے کبھی دشمن بن کر بھی مجھے طمانچے نہیں مارے جبکہ اس سائے نے مجھے زخمی کر کے اسپتال پہنچا دیا۔"

"دیدی! پھر تو وہ جیجاجی ہوں گے۔ انہوں نے سخت غصے میں آکر تمہیں سزا دی مگر تمہاری دیکھ بھال کے لئے مجھے یہاں بھیج دیا ہے۔ وہ تم سے ناراض ہیں مگر میرے ذریعے تمہارا خیال بھی رکھ رہے ہیں۔"

وہ دونوں اسپتال کے اس کمرے میں باتیں کر رہی تھیں اور اصلی شی تارا اپنی ڈمی کے اندر رہ کر گفتگو سن رہی تھی۔ اس اصلی کا دل بھی دھڑک دھڑک کر کہتا تھا کہ وہ اجنبی سایہ جو سلی کے بنگلے میں تھا' وہی پارس ہے لیکن کسی طرح اس کی تصدیق نہیں ہو رہی تھی۔ وہ اپنی ڈمی کے خیالات پڑھ کر اور اسے اسپتال میں دیکھ کر معلوم کرچکی تھی کہ وہ ڈمی اس سائے کی اصلیت معلوم کرنے میں ناکام رہی ہے۔ پھر پوجا کی واپسی نے ذرا الجھا دیا تھا۔ یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ کس نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔ کس نے اسے اس کی پچھلی زندگی یاد دلائی ہے اور سپرماسٹر کی پابندیوں سے آزاد کردیا ہے؟ ایسا کوئی مہربان دوست کرسکتا تھا یا کوئی دشمن ایسی چال چل رہا ہوگا جو ابھی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ ویسے ثانی پر شبہ تھا۔ اس سے پہلے ثانی نے داؤد منڈولا کو اسپتال پہنچا کر اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اس عمل کا مقصد یہی ہوسکتا تھا کہ وہ دیوی اور منڈولا کے درمیان ہونے والی گفتگو بہ آسانی سن سکے اور اس طرح دیوی تک پہنچنے کا راستہ معلوم کرسکے۔ بعد میں اصلی شی تارا نے توڑ کرلیا تھا' منڈولا کے دماغ سے ثانی کے تنویمی عمل کو مٹا دیا تھا۔

اب یہ خیال آرہا تھا کہ ثانی شاید اصلی شی تارا اور اس کی ڈمی شی تارا کو جانتی ہے اور اب یہ جاننا چاہتی ہوگی کہ اصلی شی تارا اور ڈمی کے درمیان کیسے رابطہ ہوتا ہے اور ان کے درمیان کیسے کیسے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ یہ معلومات حاصل کرنے کے لئے اس نے پوجا کو ٹریپ کیا ہے اور اس پر عمل کر کے اسے سپرماسٹر سے جدا کر کے ڈمی شی تارا کے پاس پہنچا دیا ہے تاکہ پوجا کو ڈمی کے قریب رکھ کر زیرِ زمین رہنے والی کا بھید معلوم ہوسکے۔

اگرچہ زیرِ زمین رہنے والی کے بارے میں ابھی تک کسی کو یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ وہ اصلی شی تارا ہے۔ ابھی وہ محض دیوی کہلا رہی تھی لیکن اسے شبہ تھا کہ وہ پہچانی جا رہی ہے۔ ثانی کی مکاریاں اور چالبازیاں مشہور تھیں۔ اس لئے یہ اندیشہ تھا کہ وہ پوجا کو آلۂ کار ... بنا کر اصلی شی تارا کی اصلیت معلوم کرنے کی راہ نکال رہی ہے۔

ثانی سے گویا ٹکراؤ تھا۔ مشکل یہ تھی کہ وہ دس برس پورے ہونے تک میری فیملی کے کسی ممبر کے دماغ میں نہ جانا چاہتی تھی اور نہ ہی براہ راست ٹکرانا چاہتی تھی۔ بالواسطہ ہم سب پر نظر رکھنے کے لئے اس نے داؤد منڈولا کو اپنا تابعدار بنایا تھا اس لئے اس کی آواز' لہجہ اور شخصیت بدل دی تھی تاکہ ہم میں سے کوئی اسے پہچان نہ سکے اور وہ ہمیں رازداری سے ڈھونڈتا پھرے اور معلوم کرتا رہے کہ ہم میں سے ہر ایک کس ملک اور کس شہر میں ہے اور زیرِ زمین رہنے والی کو کس حد تک پہچانا جا رہا ہے۔

ویسے تو وہ ابھی پہچانی نہیں جا رہی تھی۔ جہاں تک اس زیرِ زمین رہنے والی کا ذکر پہنچا تھا وہاں تک وہ ایک پراسرار دیوی کہلا رہی تھی اور اس اندیشے میں تھی کہ سونیا ثانی اسے بے نقاب کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اس نے پہلے منڈولا کو ذریعہ بنانا چاہا۔ اب پوجا کو اس کی ڈمی کے پاس لے آئی ہے۔

داؤد منڈولا اپنی شخصیت بدلنے کے بعد تل ابیب کے قریب ہی حیفہ کے ایک بنگلے میں رہنے لگا۔ وہاں بھی فون کے ذریعے دیوی سے اس کا رابطہ رہتا تھا۔ پروفیسر ایزک اب اس دنیا میں نہیں رہا تھا۔ اب ایک سُریلی آواز فون پر سنائی دیتی تھی۔ پہلی بار اس سُریلی آواز نے کہا تھا "میں دیوی بول رہی ہوں مگر دیوی نہیں ہوں۔ میری زبان سے ادا ہونے والے الفاظ دیوی کے ہیں۔ میں چاہتی ہوں تم میری باتوں کی تصدیق کرو اور میرے دماغ میں آکر میرے خیالات پڑھ لو اس کے بعد باتیں ہوں گی۔"

رابطہ ادھر سے ختم کردیا گیا۔ منڈولا نے ریسیور رکھ کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اور اس فون کرنے والی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کا نام روبینہ تھا۔ بھارت کے بعض طلبا و طالبات تعلیم حاصل کرنے اسرائیل آتے تھے۔ روبینہ وہاں سائنس کی اسٹوڈنٹ تھی۔ اصلی شی تارا نے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا تھا...... فی الحال اس سے یہی کام لے رہی تھی کہ اس کے ذریعے فون پر منڈولا سے اس کی آواز اور لہجے میں باتیں کرتی تھی۔ وہ بولا "میں نے مختصر سے خیالات پڑھ لئے ہیں' کیا ابھی فون کرو گی؟"

روبینہ نے کہا "اب فون کی ضرورت نہیں ہے۔ پروفیسر ایزک والا تجربہ مہنگا پڑا ہے۔ اگر میں وقت پر آکر تنویمی عمل کا توڑ

نہ کرتی تو ابھی تم سونیا ثانی کے غلام ہوتے۔"

"میں تمہارا احسان مند ہوں اور اس بات پر حیران ہوں کہ ثانی کو میرا نام اور پتا ٹھکانا کیسے معلوم ہوگیا؟"

"مجھے تمہارے چور خیالات نے بتایا ہے کہ تم ایک دکان سے اگربتیاں خریدتے وقت بے تکی باتیں کررہے تھے۔ ثانی تمہاری آواز اور لہجے کو پہچانتی ہے۔ وہ تمہارا پیچھا کرتے ہوئے تمہاری رہائش گاہ تک پہنچ گئی تھی۔ آئندہ محتاط رہو' وہ آواز اور لہجہ کبھی زبان پر نہ لاؤ جس سے وہ اچھی طرح واقف ہے۔"

"میں تمہارے تمام احکامات کی تعمیل کروں گا مگر میں تم سے رابطہ کرنا چاہوں تو کیسے کرسکتا ہوں؟"

"میں چوبیس گھنٹوں میں تین بار کسی بھی وقت تم سے رابطہ کروں گی۔ ایسے وقت تم اپنی کوئی ضرورت بیان کرسکتے ہو۔"

"ابھی تو میں ایک مشکل میں ہوں۔ وہ دوسرا سایہ بن جانے والا جوڈی نارمن میری پوری تنظیم والوں کو تسلیم کراچکا ہے کہ وہ یہودی ہے۔ وہ ایکسرے مین مارٹن رسل سے بھی پرانی دوستی ثابت کرچکا ہے۔ یہ جوڈی میرے لئے کانٹا ہے۔ یہ میری جگہ لے سکتا ہے۔"

روبینہ نے کہا "تم نے یہودی تنظیم کے تمام اہم افراد پر تنویمی عمل کیا تھا۔ ان میں سے کوئی تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا ہے۔ تم ایک عامل کی حیثیت سے ان پر اثرانداز رہو اور ان سب کو جوڈی نارمن کے خلاف بھڑکاؤ اور کہو کہ پہلے جوڈی کا برین واش کیا جائے گا اور اس کے دماغ سے اس کی اصلیت معلوم کی جائے گی۔"

"اگر اصلیت بھی وہی ہوگی کہ وہ یہودی ہے اور یہودی قوم کی بہتری کے لئے آیا ہے تب کیا ہوگا؟"

"ایسا نہیں ہوگا۔ جب اس کا برین واش کیا جائے گا اور اس کی حقیقت معلوم کی جائے گی تو میں جوڈی کے دماغ میں رہوں گی اور اس کی سوچ کی لہروں کے ذریعے اسے فراڈ ثابت کروں گی۔"

داؤد منڈولا خوش اور مطمئن ہوگیا تھا۔ ویسے دیوی شی تارا کو اس سلسلے میں زحمت اٹھانا نہیں پڑی۔ جوڈی نارمن نے خود ہی اپنی ایک ڈمی کو تل ابیب پہنچادیا تھا۔ اس ڈمی نے کہا تھا کہ اصلی جوڈی نارمن کوئی خطرہ مول نہیں لے گا اور نہ ہی اپنا برین واش کرنے کی اجازت کسی کو دے گا۔ اگر یہودی تنظیم والے اس پر بھروسا کریں تو پھر اس کی ڈمی کو اپنی تنظیم میں رہنے دیں۔ وہ اپنی ڈمی کے ذریعے تمام تنظیم والوں سے رابطہ رکھا کرے گا۔ لیکن دوسری صبح اس ڈمی کو گولی ماردی گئی تھی۔

اسے گولی مارنے سے پہلے جوڈی نے کہا "تمہاری یہودی تنظیم کا کوئی فرد اپنے اصلی سربراہ کو نہیں جانتا ہے۔ وہ بڑی آسانی سے تم لوگوں کے دماغوں میں آکر تم سب کے چور خیالات پڑھتا ہے۔ تم سب کو اس پر بھروسا ہے لیکن تم لوگوں نے مجھ پر بھروسا نہیں کیا۔ ٹھیک ہے میری ڈمی کو مار ڈالو لیکن اس کی موت تم سب کو مہنگی پڑے گی۔ جوڈی نارمن اس ملک میں آچکا ہے۔ اپنی اپنی خیر مناؤ۔"

دوسری بار دیوی شی تارا نے روبینہ کے ذریعے منڈولا سے رابطہ کیا تو وہ بولا "جوڈی شہر میں موجود ہے۔ اگر وہ انسانی جسم میں ہوتا تو اسے کہیں نہ کہیں تلاش کیا جاتا مگر وہ تو سایہ ہے۔ اگرچہ ہم تمام تنظیم والوں نے اپنے آپ کو بالکل تبدیل کرلیا ہے لیکن وہ سایہ گھر گھر گھسے گا اور ہم میں سے کچھ افراد کو ان کی حرکات و سکنات سے پہچان لے گا۔"

"ہاں اس کا سایہ بنا رہنا ایک مسئلہ ہے۔ اگر میں ایک بار اس کی آواز سن لوں تو پھر اس کے اندر پہنچ کر اسے تمہارا غلام بنادوں گی۔"

"تم نے اس کی آواز کیوں نہیں سنی؟ جب اس کا برین واش کیا جارہا تھا تو کیا تم وہاں موجود نہیں تھیں؟ کیا تم نے اس کی باتوں اور سوچ کی لہروں کو نہیں سنا تھا؟"

"سنا تھا مگر وہ ڈمی کی آواز اور لہجے میں بول رہا تھا۔ ڈمی کی موت کے بعد کسی طرح جوڈی کی اصلی آواز اور لہجے کو سننا ہوگا۔ تم بے فکر رہو' تم میرے لئے بہت اہم ہو۔ میں اسے تمہارے پاس پہنچنے نہیں دوں گی۔"

تل ابیب اور دوسرے شہروں میں اعلان کردیا گیا تھا کہ جسے کوئی ایسا سایہ نظر آئے وہ اس کا تعاقب کرے اور اس کا ٹھکانا معلوم کرے۔ دوسرے دن دیوی نے روبینہ کے ذریعے کہا "منڈولا! یہ ثانی پرابلم بن رہی ہے۔ اس نے پہلے تمہیں ٹریپ کرنا چاہا پھر ناکام ہونے کے بعد میری ایک آلۂ کار کے پاس پہنچ گئی ہے۔ اس آلۂ کار کا نام شی تارا ہے۔ یہ مشہور و معروف نام تم نے سنا ہوگا۔"

"یہ تو پارس کی محبوبہ اور فرہاد کی ہونے والی بہو ہے۔ یوگا کی ماہر ہے پھر بھی تم نے اسے آلۂ کار بنالیا ہے۔"

"یہ راز کبھی زبان پر نہ لانا۔ فرہاد جیسا تیس مار خاں اور بابا صاحب جیسے ادارے والے بھی اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اسی شی تارا نے پوجا نام کی ایک لڑکی کو اپنی بہن بنایا تھا۔ سپر ماسٹر نے اس پوجا کو ٹریپ کیا اور اسے ٹیلی پیتھی سکھائی۔ وہ اس سے بہت اہم کام لینا چاہتا تھا۔ اس نے پوجا کو سائے کا سراغ لگانے عمان پہنچایا تو ثانی نے بڑی چالاکی سے پوجا کو ٹریپ کرکے اپنی معمولہ بنالیا اور اسے اسی اسپتال میں شی تارا کے پاس پہنچادیا۔ اب وہ پوجا کے اندر رہ کر میری آلۂ کار شی تارا کی مصروفیات اور اس کے ارادوں کو سمجھتی رہے گی۔"

"واقعی یہ ثانی بڑی چالاکی سے تمہارے قریب پہنچنا چاہتی ہے۔ تمہاری یہ خوبی ہے کہ یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتی ہو۔ اس لئے ثانی کی چالبازیوں کو سمجھ لیتی ہو۔ مجھے بتاؤ، میں اس سلسلے میں کیا کرسکتا ہوں؟"

"میں پوجا پر کئے جانے والے عمل کا توڑ بھی کرلوں گی۔ تم کسی طرح ثانی کو تلاش کرو۔ جو نوجوان لڑکی کسی خوبرو جوان کے ساتھ نظر آئے اس کی اصلیت معلوم کرو' اس کے ساتھ علی تیمور ضرور ہوتا ہے۔"

"میں ابھی اسے تلاش کرنے تل ابیب جاؤں گا' کیا تم چند سیکنڈ کے لئے بھی ثانی اور علی کے دماغ میں نہیں جاؤ گی؟"

"میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں' یہ میری مجبوری ہے۔ میں فرہاد کی فیملی کے کسی ممبر کے اندر نہیں جاؤں گی۔ اتنی معلومات بھی بہت ہے کہ علی اور ثانی تل ابیب میں ہیں۔"

"میں انہیں تلاش کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔ کیا اس دوسرے سائے کا کچھ پتا چلا جو سیلی کے بنگلے میں تھا۔"

"نہیں وہ بنگلا خالی پڑا ہے۔ میں نے سیلی کے دماغ میں جانا چاہا۔ پتا چلا کہ وہ مرچکی ہے۔ وہ سایہ زندہ ہے۔ پتا نہیں اس کا دماغ کس قسم کا ہے۔ وہ میرے تجربے کے مطابق پہلا شخص ہے جو میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس روک لیتا ہے جبکہ بڑے سے بڑے یوگا کے ماہر بھی میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتے ہیں۔"

"پھر تو واقعی عجیب و غریب شخص ہے۔ یوں بھی عمان کے اجلاس میں جوڈی کے مقابلے پر آنے والا اور اس سے گولیاں چھین کر سایہ بننے والا کوئی معمولی شخص نہیں ہوگا۔"

"میں اس دوسرے سائے میں بہت دلچسپی لے رہی ہوں۔ یہ ضرور معلوم کروں گی کہ وہ کون ہے؟ لیکن اس کے قریب پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ سیلی بھی مرچکی ہے۔ اب وہ عمان میں ہے یا کسی دوسرے ملک چلا گیا ہے' یہ معلوم کرنا بھی دشوار ہے۔"

منڈولا نے کہا "پوجا سپر ماسٹر کی طرف سے اس سائے کو ٹریپ کرنے آئی تھی۔ تمہارے خیال کے مطابق ثانی نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔ ہوسکتا ہے ثانی نے نہ کیا ہو۔ اس دوسرے سائے نے کوئی چال چلی ہو۔ اس سائے کا بھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہو اور اس نے پوجا پر عمل کرکے اسے شی تارا کے پاس پہنچادیا ہو۔"

"تمہاری باتوں میں کچھ زیادہ وزن تو نہیں ہے لیکن یہ ماننے والی بات ہے کہ اس سائے کے کچھ ساتھی ہوں گے۔ ہوسکتا ہے اس کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ساتھی بھی ہو لیکن وہ پوجا کو شی تارا کے پاس کیوں پہنچائے گا؟ اس طرح وہ کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے؟"

"اب ہر بڑے ملک میں' ہر خطرناک تنظیم میں آپ کا ذکر ہونے لگا ہے۔ ایم آئی ایم والے بھی آپ کے بارے میں سوچتے ہوں گے۔ جوڈی نارمن کے خلاف آنے والا وہ سایہ کسی اسلامی تنظیم سے تعلق رکھتا ہوگا اسی لئے ویڈیو کیسٹ اور اہم دستاویزات لے کر غائب ہوگیا ہے۔"

"شی تارا میری ہی مرضی کے مطابق ایک نوجوان کے تعاقب میں عمان گئی تھی۔ اب وہاں پوجا پہنچ گئی ہے۔ اگر میں شی تارا اور پوجا کو تل ابیب بلالوں تو ہوسکتا ہے' وہ سایہ بھی ان کے پیچھے آئے پھر ثانی مجھ تک پہنچنے کے لئے پوجا کے دماغ میں آتی جاتی رہے گی اور علی تیمور شی تارا اور پوجا کی رہائش گاہ کے چکر لگائے گا تو تمہاری نظروں سے نہیں چھپ سکے گا؟"

"اچھا آئیڈیا ہے۔ آپ اس پر عمل کریں۔ یہاں انہیں ڈھونڈ نکالنا میرے لئے آسان ہوجائے گا۔"

○☆○

سپر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران پریشان ہوگئے تھے۔ پہلے تو انہوں نے پوجا کا انتظار کیا کہ وہ عمان پہنچ کر رپورٹ دے گی۔ پہلی رپورٹ مل گئی کہ وہ کسی طرح ایک مسلمان لڑکی سلمیٰ بن کر اس سائے کو ٹریپ کرے گی۔ اس سلسلے میں سیلی اس کی مدد کررہی تھی۔ اس رات معلوم ہوا کہ پلاننگ کامیاب ہوئی ہے۔ پوجا' سلمیٰ بن کر سیلی کے گھر اور سائے کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اس کے بعد سیلی وہاں سے کہیں چلی جاتی۔ پوجا اس سائے کے پاس رہتی اور بڑی حکمتِ عملی سے اس سائے کو اپنے عشق میں گرفتار کرکے اسے واشنگٹن لے آتی لیکن وہ لانے والی بھی سیلی کی طرح غائب ہوگئی۔ جیسے سائے نے آدم خور بن کر انہیں نگل لیا ہو۔

پہلے تو عمان میں رہنے والے امریکی جاسوسوں نے پوجا اور سیلی سے رابطہ کرنے کی کوششیں کیں پھر ناکام ہوکر سپر ماسٹر کو رپورٹ کی کہ اب ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہی معلوم کیا جاسکتا تھا۔ فی الوقت

وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والا صرف پاشا رہ گیا تھا۔ انہوں نے ٹرانسفارمر مشین سے مزید چار ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے تھے لیکن میڈیکل رپورٹ کے مطابق وہ کبھی کبھی ایب نارمل ہو جاتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ٹرانسفارمر مشین کے جو انچارج اور خاص ماتحت تھے ان کے دماغوں پر سلمان چھایا ہوا تھا۔ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ ٹرانسفارمر مشین کو تباہ نہیں کریں گے۔ صرف اسے ناکارہ بنا کر رکھیں گے۔ یہی وجہ تھی کہ اس مشین کو آپریٹ کرنے کے دوران سلمان اپنے معمول انچارج کے اندر رہ کر کوئی معمولی سی خرابی پیدا کر دیتا تھا۔

ان چاروں کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ وہ چاروں بالکل نارمل تھے، مشین سے گزرنے کے بعد وہ خیال خوانی بھی کرنے لگے تھے لیکن کسی کے بھی خیالات پڑھنے کے بعد بہت سی اہم باتیں بھول جاتے تھے، بہت سے واقعات کو گڈمڈ کر کے بیان کرتے تھے۔ اس طرح توقع کے مطابق صحیح رپورٹ پیش نہیں کر سکتے تھے۔

جب پوجا کی طرف سے کوئی رابطہ قائم نہیں ہوا تو پہلے ان چاروں سے کہا گیا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے پوجا کی خیریت معلوم کریں۔ یوں رابطہ کرنے کے لئے کسی کی آواز اور لہجے کو صحیح طور پر گرفت میں لینا ہوتا ہے اور اکثر ایسے ہی وقت ان چاروں سے غلطی ہوا کرتی تھی۔

ایک نے کہا "سر! وہ خیریت سے ہے۔ چاکلیٹ کا کیک تیار کر رہی ہے۔ اس کے شوہر نے کیک کھانے کی فرمائش کی تھی۔"

ایک افسر نے غصّے سے کہا "کیا بکواس کر رہے ہو۔ پوجا کی شادی نہیں ہوئی۔ شوہر کہاں سے آگیا؟"

دوسرے افسر نے کہا "میں نے آج صبح اپنی بیوی سے کہا تھا کہ وہ چاکلیٹ کا کیک تیار کرے۔ کیا تم میری بیوی کے پاس گئے تھے؟"

دوسرے خیال خوانی کرنے والے نے کہا "سر! پوجا بیمار ہے خیال خوانی کے قابل نہیں ہے۔ آج رات تک فارغ ہونے کے بعد وہ ہم سب سے رابطہ کرے گی۔"

ایک افسر نے پوچھا "فارغ ہونے سے کیا مراد ہے؟"

"سر! آپ سمجھا کریں۔ وہ آج رات تک ماں بن جائے گی۔"

ایک افسر نے میز پر گھونسا مار کر پوچھا "انہیں ٹرانسفارمر مشین سے گزارا گیا ہے یا پاگل بنانے والی مشین سے؟"

ان چاروں کو مسلح فوجی جوان لے گئے۔ پاشا کو بلا کر کہا گیا کہ فوراً پوجا سے رابطہ کرے۔ اس نے رابطہ کیا پھر کہا "سر! وہ سانس روک لیتی ہے۔ میں پھر کوشش کرتا ہوں۔"

اس نے کئی بار کوشش کی اور ناکام رہا۔ سرماسٹر نے کہا "سلی سے رابطہ کرو۔"

پتا چلا سلی اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ سب پر جیسے سکتہ سا طاری ہو گیا۔ ایک افسر نے کہا "پوجا سے یہ تو پوچھو کہ ہم سے رابطہ کیوں نہیں کر رہی ہے؟"

"سر! وہ کچھ بولنے کا موقع نہیں دیتی ہے، میں کیسے پوچھوں؟"

سرماسٹر نے پریشان ہو کر کہا "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو ہماری بڑی وفادار تھی، کیا اسے کسی نے ٹریپ کیا ہے؟"

"کیا کہا جا سکتا ہے۔ ہمارے پاس کوئی ایسا خیال خوانی کرنے والا نہیں رہا جو ہمیں صحیح رپورٹ دے سکے۔"

پاشا نے پوچھا "کیا آپ لوگ مجھے صحیح نہیں سمجھتے ہیں؟ مجھے بھی ان چاروں کی طرح ایب نارمل سمجھ رہے ہیں۔"

"ایسی بات نہیں ہے پاشا! تمہاری رپورٹ درست ہے لیکن ایسے وقت ہمیں مائیک ہرارے یاد آرہا ہے۔ وہ زبردست چالیں چلتا تھا اور بگڑی ہوئی بات بنا لیتا تھا۔"

دوسرے افسر نے کہا "پاشا! آرام سے کرسی پر بیٹھو۔ تم ہزاروں میل دور کی آوازیں سن لیتے ہو۔ پلیز پوجا کی آواز سنو، وہ جہاں بھی ہوگی کسی نہ کسی سے باتیں کر رہی ہوگی۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ سر جھکا کر اپنی توجہ پوجا پر مبذول کرنے لگا پھر اسے آواز سنائی دینے لگی۔ پوجا کہہ رہی تھی "دیدی اب کوئی نہیں آرہا ہے۔ پاشا نے چار بار آنے کی کوششیں کی تھیں۔ اب اس کی سمجھ میں بھی آگیا ہے کہ میں نہیں بولوں گی۔"

پھر شی تارا کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی "لازمی بات ہے، سرماسٹر وغیرہ کو تشویش ہوگی کہ تم اچانک کہاں غائب ہو گئی ہو۔ وہ تمہیں ڈھونڈنے کے تمام ذرائع استعمال کر رہے ہوں گے اچھا ہوا کہ ہم نے عمان چھوڑ دیا۔"

پاشا نے ان کی گفتگو کا ایک ایک لفظ سنایا۔ سرماسٹر نے کہا "پوجا جسے دیدی کہہ رہی تھی وہ یقیناً شی تارا ہے۔ اب سمجھ میں آیا کہ اس نے پوجا پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا بنا لیا ہے۔"

ایک افسر بولا "شی تارا کہہ رہی تھی کہ عمان چھوڑ دیا ہے پاشا! غور سے سنو کہ دونوں کہاں جا رہی ہیں؟"

پاشا نے کہا "شی تارا تو پارس کی دیوانی ہے، اسی کے پاس جا رہی ہوگی۔"

ایک افسر نے مشورہ دیا "پارس سے رابطہ کرو۔ اس سے دوستانہ انداز میں گفتگو کرو۔ یہ بھی کہو کہ تم سرماسٹر کی غلامی چھوڑ کر اس کے پاس آنا چاہتے ہو۔ اس سے کسی طرح اہم باتیں اگلوانے کی کوشش کرو۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ پارس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا پارس کے پاس پہنچتے ہی بولا "السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ......"

پارس نے جواب دیا "معاف کرنا بھائی! مجھے عربی نہیں آتی دوسرے دروازے پر جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ سرماسٹر نے پوچھا "کیا ہوا؟"

پاشا نے ہچکچاتے ہوئے کہا "وہ کہہ رہا ہے کہ اسے عربی نہیں آتی ہے۔"

ایک افسر نے گھور کر پوچھا "تم سے کس نے کہا تھا کہ عربی میں گفتگو کرو؟"

"سر! وہ گفتگو نہیں تھی، میں اسے سلام کر رہا تھا۔ سلام ذرا لمبا ہو گیا تو وہ شاید اسے عربی زبان سمجھنے لگا۔"

اس نے دوسری بار رابطہ کرتے ہی کہا "بڑے بھائی! میں پاشا بول رہا ہوں۔ میں مریم کا شوہر......"

پارس نے کہا "تمہیں جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی۔ تمام آسمانی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ بی بی مریم کا کوئی شوہر نہیں تھا۔ کوئی عیسائی سنے گا تو تمہیں جوتے مارے گا۔"

اس نے پھر سانس روک لی۔ ایک افسر نے پوچھا "اب کیا ہوا؟"

"میری بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔ وہ کہتا ہے بی بی مریم کی شادی نہیں ہوئی تھی پھر میں شوہر کیسے ہو سکتا ہوں۔"

دوسرے افسر نے کہا "درست کہتا ہے۔ ہم عیسائی ہیں۔ ہمیں بھی تمہاری اس بات پر غصہ آرہا تھا۔ ہم نے تمہیں اس سے باتیں کرنے اور دوستی کرنے کو کہا تھا۔ انجیل مقدس سنانے کو نہیں کہا تھا۔"

"سر! آپ بھی نہیں سمجھ رہے ہیں۔ مریم میری بیوی کا نام ہے۔"

"تم بیوی کا نام بتا کر دوستی کرتے ہو؟ سیدھی سادی گفتگو نہیں کر سکتے؟"

اس بار اس نے پارس کے پاس آکر کہا "میرے باپ، مجھے معاف کر دے۔ اپنے پاشا کو پہچان لے۔ میں بڑی مشکل میں ہوں۔"

"میں نے آج تک کسی بادشاہ کو مشکل میں نہیں دیکھا۔ وہ حکومت کرتے اور عوام کو مشکلات میں ڈالتے ہیں۔"

وہ غصّے سے دہاڑ کر بولا "میں بادشاہ نہیں پاشا کہہ رہا ہوں۔ پاشا، پاشا، پاشا......"

سرماسٹر نے ڈانٹ کر کہا "شٹ اپ.... اتنی زور سے چیخ چیخ کر کیوں کہہ رہے ہو؟"

"سر! وہ بہرا ہو گیا ہے۔"

"اور تم عقل کے اندھے ہو۔ ٹیلی پیتھی میں سوچ کی لہروں سے بولا جاتا ہے اور سنا جاتا ہے۔ وہ کان سے نہیں سن رہا ہے اور تم اسے بہرا کہہ رہے ہو۔ کیا اسی طرح گفتگو کر کے تم اس سے کوئی کام کی بات اگلوا سکو گے؟"

"سر! وہ مجھ جیسے ہاتھی کو بھی نگل جاتا ہے اور آپ اس سے کچھ اگلوانے کو کہہ رہے ہیں۔ خدا کے لئے مجھے پہاڑ گرانے کا کام دیں۔ آپ حکم دیں میں زمین کو آسمان سے ٹکرا دوں گا مگر اس کے آگے شاید اس کا باپ بھی نہیں بولتا ہوگا۔"

ایک افسر نے پوچھا "کیا زمین اور آسمان کو ٹکرا دینے سے ہمیں پوجا واپس مل جائے گی؟"

دوسرے افسر نے کہا "پاشا! ایک تم ہی رہ گئے ہو۔ ہمارے پاس اور کوئی خیال خوانی کرنے والا نہیں رہا ہے۔ تم اس سے عربی میں گفتگو کرو گے، اسے مقدس انجیل سناؤ گے، پاشا پاشا کی رٹ لگاؤ گے تو وہ کیسے سنجیدگی سے گفتگو کرے گا۔"

پاشا نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کہا "آپ حضرات ذرا خاموش رہیں۔ پہلے میں اس کی آواز سنوں گا۔ اگر وہ اچھے موڈ میں ہوگا تو پھر خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کروں گا۔"

سب نے تائید کی۔ وہ پارس پر توجہ دے کر اس کی آواز سننے لگا پھر فوراً ہی واپس آگیا اور کہنے لگا "میں نہیں جاؤں گا، اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔"

سرماسٹر نے پوچھا "ایسی کیا بات ہو گئی ہے کہ نہیں جاؤ گے؟"

وہ برا سا منہ بنا کر بولا "وہ ٹائلٹ میں بیٹھا ہوا ہے۔"

سرماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران ایک دوسرے کو بے بسی سے دیکھنے لگے پھر سرماسٹر نے کہا "پاشا! ہم نے سوچا تھا تم بڑی غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہو۔ گہری تاریکی میں حدِ نظر تک دیکھ لیتے ہو۔ ہزاروں میل دور کی آوازیں سن لیتے ہو۔ بے پناہ جسمانی

قوت کے مالک ہو۔ اگر تمہیں ٹیلی پیتھی کا علم آجائے تو دنیا کے تمام شہ زوروں کو حتیٰ کہ فرہاد کو بھی اپنے قدموں میں لے آؤ گے لیکن تم ہمارے تمام سابقہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح ناکارہ ثابت ہورہے ہو۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہمیں ٹرانسفارمر مشین کی ایجاد سے اب تک کے تجربات کو سامنے رکھ کر یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ قدرتی علم اور مصنوعی علم میں زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ہماری مشین سے جتنے بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوئے وہ یا تو حرام موت مرگئے یا باغی ہوگئے یا دشمنوں کے پابند ہوگئے۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "میں بھی مانتا ہوں۔ جو باغی ہوگئے یا دشمنوں کے ہوگئے وہ بھی فرہاد اور آمنہ (رسونتی) کے مقابلے میں مات کھاتے آرہے ہیں کیونکہ انہوں نے قدرتی طور پر ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا ہے۔"

تیسرے اعلیٰ افسر نے کہا "فرہاد اور آمنہ کی بات کیا کرتے ہو۔ مشین سے ٹیلی پیتھی سیکھنے والے تو فرہاد کے بیٹوں سے مات کھاتے ہیں۔"

سپرماسٹر نے کہا "میرا خیال مختلف ہے۔ سونیا ثانی' باربرا اور جے مورگن وغیرہ نے ہماری ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی سیکھی ہے اور وہ ہمارے لوگوں کے مقابلے میں کامیاب رہتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں ٹیلی پیتھی بکواس ہے۔ اصل چیز ذہانت ہے' حاضر دماغی ہے' کسی مشکل مرحلے سے گزرنے کی حکمتِ عملی ہے' جو ہمارے لوگوں کو کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ میں "نصیب" کا لفظ اس لئے استعمال کررہا ہوں کہ ذہانت اور حاضر دماغی نصیب والوں کو ہی ملتی ہے ورنہ ہم نے اپنے تمام سابقہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو علوم اور تربیت دینے میں کبھی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "تم بھی درست کہتے ہو۔ پاشا کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ اس کے پاس کئی غیر معمولی علوم ہیں۔ صرف ذہانت اور حاضر دماغی نہیں ہے اسی لئے اتنی ساری صلاحیتوں کے باوجود ناکام رہتا ہے۔"

ایک نے کہا "اب تو ہم آسانی سے پیش گوئی کرسکتے ہیں کہ ایک دن یہ پاشا بھی ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔"

دوسرے نے کہا "ہمیں اب تک ایک ہی ذہین شخص ملا تھا اور وہ تھا مائیک ہرارے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ ہم سے دور ہونے کے باوجود آج بھی اپنے ملک اور قوم کا وفادار ہے' پھر کیوں نہ آج اسے آزمایا جائے؟"

سب نے تائید کی۔ سپرماسٹر نے کہا "پاشا! ہمارا تھوڑا سا کام کرو۔ مائیک ہرارے کو مخاطب کرو اور اس سے کہو کہ فوراً ہم سے رابطہ کرے۔"

پاشا نے رابطہ کیا۔ پہلی بار ہرارے نے سانس روک لی۔ دوسری بار پاشا نے کہا "سپرماسٹر کو ابھی تمہاری ضرورت ہے۔"

مائیک ہرارے نے کہا "میں تمہارے دماغ میں رہ کر سپرماسٹر سے باتیں کروں گا۔ تم میرے دماغ سے جاؤ۔"

اس نے سانس روکی۔ پاشا نے دماغی طور پر موجود ہوکر کہا "مسٹر ہرارے میرے دماغ میں آچکے ہیں' آپ ان سے گفتگو کرسکتے ہیں۔"

سپرماسٹر نے کہا "مسٹر ہرارے! ہم تمہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ تم محب وطن ہو اس لئے ایک مشکل وقت میں تمہیں یاد کیا ہے۔ ہم نے مشین کے ذریعے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کئے تھے مگر وہ تھوڑے بہت ایب نارمل ہوگئے ہیں۔ پتا نہیں مشین میں کیا خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ تمہارے جانے کے بعد ہمارے پاس صرف پوجا اور پاشا رہ گئے تھے مگر اچانک پوجا بھی ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ پتا چلا ہے کہ شی تارا نے اسے واپس حاصل کرلیا ہے۔ پاشا کے پاس وہ ذہانت نہیں ہے کہ وہ پوجا کو پھر واپس لاسکے۔ تم اس سلسلے میں کیا کرسکتے ہو؟"

مائیک ہرارے نے کہا "پاشا کو الزام دینا مناسب نہیں ہے۔ اب سے پہلے بھی درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ لوگوں کے ہاتھوں سے نکلتے رہے لیکن آپ کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے انہیں واپس نہ لاسکے۔"

ایک افسر نے کہا "یہ ہم مانتے ہیں۔ اسی لئے ہم نے تمہیں یاد کیا ہے۔"

"اس سے پہلے کہ میں موجودہ مسئلے پر بات کروں' آپ سب بھی یہ ماننا چاہئے کہ آپ لوگوں کی بے جا پابندیوں کے باعث سابقہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے خود کو قیدی محسوس کیا اور موقع دیکھ کر فرار ہوگئے۔ خود مجھے آپ لوگوں نے میرے بنگلے میں نظربند کرکے بغاوت پر مجبور کردیا۔ آپ لوگ اسے فوجی ڈسپلن کہتے ہیں۔ برسوں سے نقصانات اٹھاتے آرہے ہیں مگر اپنے فوجی ڈسپلن میں لچک پیدا نہیں کرتے۔ اگر میں پوجا کو واپس لے بھی آؤں تو کیا ہوگا؟ پھر کسی دن وہ اور پاشا ہاتھ سے نکل جائیں گے۔"

سپرماسٹر نے کہا۔ "ہم تم سے بحث نہیں کریں گے کیونکہ برسوں سے نقصانات اٹھاتے آرہے ہیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں اپنے اصولوں میں لچک پیدا کریں گے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "صرف اتنا ہی نہیں۔ آئندہ تمہیں اپنا مشیر مقرر کرتے ہیں۔ تمہارے مشوروں کے بغیر ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں کوئی چھوٹا بڑا قدم نہیں اٹھائیں گے۔ چاروں ایب نارمل ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی تمہارے حوالے کریں گے۔ تم ان کا معائنہ کرکے ... ان میں خرابیوں کی وجہ معلوم کرسکتے ہو۔"

"اچھی بات ہے۔ اب بتائیں کہ پوجا کو شی تارا ہیڈ کوارٹر سے کیسے لے گئی؟"

"وہ یہاں ہیڈ کوارٹر سے نہیں' اردن کے شہر عمان سے

گئی ہے۔ تم نے ٹی وی اسکرین پر دو انسانی جسموں کو سائے میں تبدیل ہوتے دیکھا ہوگا۔ ہم جوڈی نارمن کو جانتے ہیں۔ وہ دوسرا سایہ اجنبی ہے۔ وہ اتفاق سے ہماری چارمنگ گرل سیلی کے پاس پہنچ گیا تھا۔ سیلی میں اتنی صلاحیت نہیں تھی کہ اس سائے کو دوست بنا کر ہمارے پاس لے آتی۔ یہ کام پوجا کرسکتی تھی۔ ہم نے اسے عمان بھیجا۔ وہ بڑی حد تک کامیاب رہی مگر ایسے ہی وقت شی تارا نے پوجا کو اپنے قابو میں کرلیا۔"

"یہ کیسے معلوم ہوا کہ شی تارا نے اسے ٹریپ کیا ہے؟"

"پاشا نے اپنی غیر معمولی سماعت سے شی تارا اور پوجا کی گفتگو سنی ہے۔ انہوں نے عمان چھوڑ دیا ہے اور کسی دوسری جگہ جارہی ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ کسی تدبیر سے معلوم کروں گا کہ شی تارا' پوجا کو کہاں لے جارہی ہے اور میں وہاں پہنچ کر اسے کس طرح حاصل کرسکتا ہوں۔"

مائیک ہرارے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ وہ پوجا کے مسئلے پر غور کرنے سے پہلے ان دو سایوں کے متعلق اپنے ذہن میں شطرنج کی بساط بچھا کر سوچ رہا تھا کہ وہ ان غیر معمولی گولیوں کو کس طرح ان دونوں سایوں سے حاصل کرسکتا ہے اور حاصل کرنے کے لیے ان سایوں تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔

وہ عمان کے اجلاس میں شریک ہونے والے ممالک کے اکابرین کے دماغوں میں جارہا تھا۔ عمان کے پولیس والے ان سایوں تک پہنچنے میں ناکام رہے تھے' البتہ ایک یہودی نمائندے کے خیالات پڑھ کر پتا چلا کہ جوڈی نارمن نے خود کو یہودی ثابت کیا ہے اور اب یہودی تنظیم میں شامل ہونے کے لیے تل ابیب جاچکا ہے۔

اسے دوسرے سائے کا سراغ نہیں مل رہا تھا۔ وہ اسرائیل کے چند اہم اکابرین کے دماغوں میں گیا تو پتا چلا کہ جوڈی نارمن نے اپنی ایک ڈمی یہودی تنظیم والوں کے پاس بھیجی تھی۔ جب اس ڈمی کو گولی ماری جارہی تھی تو اصلی جوڈی نارمن نے اپنی ڈمی کی زبان سے کہا تھا۔ "تمہاری یہودی تنظیم کا کوئی فرد اپنے اصلی سربراہ کو نہیں جانتا ہے۔ وہ بڑی آسانی سے تم لوگوں کے دماغوں میں آکر تمہارے خیالات پڑھتا ہے۔ تم سب کو اس پر بھروسا ہے لیکن تم لوگوں نے مجھ پر بھروسا نہیں کیا۔ ٹھیک ہے میری ڈمی کو مار ڈالو۔ اس کی موت تم سب کو مہنگی پڑے گی۔ جوڈی نارمن اس ملک میں آچکا ہے' اپنی اپنی خیر مناؤ۔"

مائیک ہرارے کو ان باتوں سے یہ معلوم ہوا کہ جوڈی کا سایہ تل ابیب میں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہودی تنظیم کا ایک بھی اہم فرد اپنے پراسرار سربراہ کو نہیں جانتا ہے۔ مائیک ہرارے کو یہاں تو کئی طرح کی معلومات حاصل ہورہی تھیں لیکن فی الوقت ان معلومات سے فائدہ حاصل نہیں ہورہا تھا۔ ویسے وہ بڑا صابر تھا۔

صحیح وقت پر صحیح چال چلتا تھا۔

ایسے وقت پوجا کے متعلق معلوم ہوا کہ اب وہ امریکا سے محبت کرنے والی نہیں رہی۔ اپنی بہن شی تارا کے پاس پہنچ گئی ہے۔ ہرارے کو اپنے وطن سے محبت تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ ٹرانسفارمر مشین سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والے صرف اس کے ملک کے لیے کام کریں اور یہ بہت ہی زیادہ نقصان دہ بات تھی کہ مشین سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے والے امریکا چھوڑ جاتے تھے۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کرکے پوجا سے رابطہ کرنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ اس نے دوسری بار کوشش کی اور کہا۔ "سانس روکنے سے پہلے سن لو کہ میں مائیک ہرارے ہوں۔ تم سے پہلے باغی ہوکر سپرماسٹر وغیرہ کو چھوڑ چکا ہوں۔"

وہ آگے نہ بول سکا۔ پوجا نے سانس روک لی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ شی تارا کی ہدایات پر عمل کررہی ہے اور پارس سے عشق کرنے والی شی تارا کسی بھی خیال خوانی کرنے والے سے کسی طرح کا بھی رابطہ نہیں رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں پارس یاد آیا تو ہرارے نے اس کے دماغ پر دستک دی۔ اس نے پوچھا۔ "کون ہے بھائی؟"

"مجھے اپنا بھائی سمجھو' میں تمہارے پاپا کا مرید ہوچکا ہوں۔"

"پتا نہیں پاپا کو اس عمر میں پیر بننے کا شوق کیوں ہوگیا ہے اور انہوں نے تمہیں اپنا مرید بنالیا۔"

"میرا مطلب اس پیری مریدی سے نہیں ہے۔ دراصل تمہارے پاپا نے کئی بار میرے برے وقتوں میں میرا ساتھ دیا ہے' مجھے بڑی مصیبتوں سے بچایا ہے۔ ان کا بڑا پن یہ ہے کہ وہ مجھے بدستور اپنے وطن امریکا کا وفادار رہنے کی ہدایات کرتے ہیں۔"

"امریکا سے بڑا پیر تو کوئی ہے ہی نہیں۔ ہم سب کو اس کا وفادار اور مرید بن کر رہنا چاہیے۔ بائی دی وے' تم نے مجھے کیوں یاد کیا ہے؟"

"بات یہ ہے کہ شی تارا تمہاری... محبوبہ ہے اور تم شاید اس سے شادی کرنے والے ہو۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ....."

وہ بات کاٹ کر بولا۔ "یہ بات تو بہت پرانی ہوگئی ہے۔ میرے اور شی تارا کے درمیان نہ تو دوستی ہے' نہ محبت ہے اور نہ ہی

شادی کرنے والی کوئی حماقت ہے۔ وہ تم کو پسند ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"بھئی میری بات ادھوری رہ جاتی ہے اور تم بات کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہو۔"

"دیکھو مرید بھائی! یہ لڑکی کا معاملہ ہے۔ بزرگوں سے بات کرنا چاہیے۔ تم میرے پاپا پیر سے بات کرو۔"

اس نے سانس روک لی۔ مائیک ہرارے نے اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر زیرِ لب کہا۔ "اوہ گاڈ! اس سے باتیں کرنے سے پہلے گھی پینا چاہیے۔ جو کہنا چاہو وہ بات بھلا دیتا ہے۔ میں تو شی تارا....."

وہ زیرِ لب بڑبڑانے کے دوران چونک گیا۔ سوچنے لگا۔ "نہیں۔ اس کی ایک بات کے پیچھے دوسری بات چھپی ہوتی ہے۔ آخر بیٹا کس کا ہے؟ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ شی تارا مجھے پسند ہے تو اسے اعتراض نہیں ہے۔ یعنی میں شی تارا سے دوستی کر سکتا ہوں۔"

وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے مجھ سے رابطہ کیا اور کہا۔ "آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔ ایک ضروری کام ہے۔"

میں نے کہا "تکلف نہ کرو۔ بولو کیا کام ہے؟"

"ابھی میں نے پارس سے رابطہ کیا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ شی تارا سے اس کی دوستی ختم ہو چکی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟"

"بالکل درست ہے۔ تمہیں یقین کیوں نہیں آرہا ہے؟"

"وہ دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے تھے۔ اب آپ کہہ رہے ہیں تو شبے کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ دونوں میں علیحدگی کیوں ہوگئی؟"

"علیحدگی کی بنیاد اس وقت پڑی جب یہودی تنظیم والے تمہارا برین واش کرنا چاہتے تھے۔ ہم نے تمہیں وہاں سے ہٹا کر تمہاری جگہ پارس کو پہنچا دیا تاکہ ہم یہودی تنظیم کے اندر تک پہنچ سکیں۔ یہ بات شی تارا جانتی تھی۔ جب ہم نے یہودی خیال خوانی کرنے والوں کا توڑ کیا تو شی تارا نے سب سے آخر میں موقع پا کر پارس پر تنویمی عمل کیا۔ وہ اسے ہمیشہ کے لیے تابعدار بنا کر رکھنا چاہتی تھی۔ وہ میرے بیٹے کے صرف دل پر ہی نہیں، دماغ پر بھی حکومت کرنا چاہتی تھی۔"

وہ بولا۔ "یہ تو سراسر احسان فراموشی اور دغا بازی تھی۔ آپ نے اسے کوئی سزا نہیں دی؟"

"جب اس کی سزا کا وقت آئے گا تو اسے خود سزا ملے گی۔"

"تو پھر سمجھئے سزا کا وقت آگیا ہے۔ وہ ہم سے بھی دشمنی کر رہی ہے۔ اس نے پوجا کو ہم سے چھین لیا ہے۔ میں اب تک اس لیے خاموش تھا اور اس سے رابطہ نہیں کر رہا تھا کہ وہ آپ کی ہونے والی بہو ہے۔"

"اگر وہ ہونے والی بہو ہوتی تو میں اس کے خلاف تمہیں کوئی حرکت کرنے نہ دیتا۔ تم اس کے خلاف جو کرنا چاہو کر سکتے ہو۔"

"اب میں سب سے پہلے یہ معلوم کروں گا کہ وہ پوجا کو لے [illegible] کہاں گئی ہے؟"

"میں بتاتا ہوں۔ وہ ابھی پندرہ منٹ کے بعد تل ابیب پہنچ[illegible] والی ہے۔ وہاں ایک گھنٹے کے اندر کہیں رہائش اختیار کرے گی۔ [illegible] ایک گھنٹے کے بعد اس کے اندر پہنچ کر اس پر تنویمی عمل کرکے اپ[illegible] اپنی معمولہ بنا سکتے ہو۔"

وہ ایک دم سے خوش ہو کر بولا۔ "سر! آپ کیا کہہ رہے ہی[illegible] کیا میرے جانے سے وہ سانس نہیں روکے گی؟"

"نہیں۔ وہ زخمی ہے۔ تم ابھی خاموشی سے جا کر دیکھ لو۔ تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گی لیکن تم اسے مخاط[illegible] نہ کرنا۔ پہلے اسے کسی رہائش گاہ میں آرام سے لیٹنے دو۔"

ہرارے نے خیال خوانی کی چھلانگ لگائی اور چشم زدن میں [illegible] تارا کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے اس کی سوچ کی لہروں کو محس[illegible] نہیں کیا۔ وہ میرے پاس واپس آکر بولا۔ "سر! واقعی آپ گر[illegible] ہیں۔ جو مسئلہ میرے لیے پہاڑ تھا، اسے آپ نے تنکا بنا دیا ہے[illegible]"

"میری تعریف نہ کرو اور ایک ضروری بات یاد رکھو۔ میں [illegible] کئی بار شی تارا کے دماغ میں جا چکا ہوں۔ میں نے محسوس کیا [illegible] کوئی انجانی سی قوت اسے اور پوجا کو وہاں لے گئی ہے۔ شی تا[illegible] دماغ میں بعض اوقات سوچ کی جو لہریں پیدا ہوتی ہیں، انہیں [illegible] احساس ہوتا ہے جیسے کوئی دوسری بول رہی ہو۔ اسے بہت تو[illegible] سمجھنے کی کوشش کرو۔ اب جاؤ۔"

وہ تہِ دل سے میرا شکریہ ادا کرکے چلا گیا۔ میں نے [illegible] محسوس کیا تھا کہ شی تارا عمان سے اچانک تل ابیب خود [illegible] ہے۔ وہاں جانے اور رہنے کا خیال اس کے دماغ میں پیدا ک[illegible] اور مجھے یقین کی حد تک شبہ تھا کہ وہ زیرِ زمین رہنے والی [illegible] کر رہی ہے۔

جمیلہ رازی کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ وہ کہہ رہی تھ[illegible] "یہ آپ کی بہت بری عادت ہے۔ کھانے کے وقت خیال خ[illegible] کریں۔"

میں جمیلہ اور ہیرو کے ساتھ کھانے کی میز پر تھا۔ میں [illegible] "وہ مائیک ہرارے اچانک ایک مسئلہ لے کر آگیا تھا۔ ا[illegible] ہے۔ چلو کھانا شروع کرو۔"

ہیرو نے کھانا شروع کرتے ہوئے کہا۔ "ہم آج [illegible] فلائٹ سے بابا صاحب کے ادارے میں جا رہے ہیں [illegible] خوشی ہو رہی ہے۔ جناب تبریزی صاحب نے مجھ ادھو[illegible] مکمل انسان بنا دیا ہے۔"

ہم فرانس جا رہے تھے۔ بابا صاحب کے ادارے [illegible] پیغام آیا تھا کہ میرا بیٹا کبریا علی اور بیٹی اعلیٰ بی بی (ثانی) ساتھ ماہ کے ہو چکے ہیں۔ وہ اپنی ماں کے زیرِ سایہ ہیں [illegible] انہیں باپ کی بھی ضرورت ہے۔ ان دونوں کی تربیت ماں باپ کے سائے میں لازمی ہے۔ اس لیے ہم غیر معینہ مدت کے لیے بابا صاحب کے ادارے میں جا رہے تھے۔

خیال تو یہی تھا کہ بابا صاحب کے ادارے میں کچھ عرصہ سکون سے گزرے گا لیکن آگے کی بات کون جانتا ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہاں تقدیر کیا تماشے دکھانے والی ہے۔ کسی کسی کو دعائیں دی جاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آرام اور سکون سے رکھے لیکن میرے قارئین یہ نہیں چاہتے کہ میں آرام سے رہوں۔ لہٰذا اتنا بتا دوں کہ آرام سے رہنے نہیں پاؤں گا کیونکہ میری بیٹی اعلیٰ بی بی (ثانی) پر مصیبت آنے والی تھی۔ وہ زیرِ زمین رہنے والی شی تارا اندیشوں میں گھری ہوئی تھی۔ اندیشے بھی ایسے کہ وہ خوابوں میں ایک ننھی سی بچی کو دیکھ کر چونک جاتی تھی پھر صبح تک اسے نیند نہیں آتی تھی۔

○☆○

جن ڈاکٹروں اور سائنس دانوں نے اسکرین پر دو انسانوں کو سایہ بنتے دیکھا تھا، وہ حیران تھے۔ عقل تسلیم نہیں کر رہی تھی کہ وہ گولیاں طبی سائنس سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ جادو گری لگ رہی تھی مگر جب آنکھیں دیکھ لیتی ہیں تو عقل اسے جھٹلا نہیں سکتی۔

ان دونوں سایوں کو تلاش کرنے کے لیے دنیا کے نامور جاسوسوں کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ عوام کو بڑے بڑے انعامات کا لالچ دیا گیا کہ جو ان سایوں کی نشاندہی کرے گا اسے انعامات سے نوازا جائے گا۔ کئی سائنس داں اس تجربے میں مصروف ہوگئے تھے کہ کسی بھی سائے کو کس طرح ایک جگہ منجمد کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایسی کوئی تکنیک معلوم ہو جائے تو ان دونوں سایوں کو کہیں بھی دیکھتے ہی ایک جگہ منجمد کر دیا جائے گا تاکہ وہ کسی دوسرے سائے میں مل کر گم نہ ہو سکیں۔ وہ قیدیوں کی طرح ایک جگہ ساکت رہ جائیں گے پھر انہیں حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنے جسموں کو اپنے سایوں میں سے نکال کر باہر لائیں۔

اس تجربے میں کامیابی کے لیے ضروری تھا کہ پہلے سایہ بننے والا فارمولا پڑھا جائے اور اس کی تکنیک سمجھی جائے مگر وہ فارمولا جوڈی کے پاس تھا جسے وہ چھپائے پھر رہا تھا۔ اسے یہ موقع نہیں مل رہا تھا کہ وہ شہری علاقے چھوڑ کر پہاڑی علاقوں میں جائے اور مختلف چٹانوں پر فارمولے کے مختلف حصے کندہ کر سکے۔ وہ ابھی ثانی اور علی کے ساتھ تھا اور وہ اسے منڈولا کی تلاش میں لیے پھرتے تھے۔

جوڈی کے لیے داؤد منڈولا تک پہنچنا بھی لازمی تھا۔ وہ منڈولا کی گردن دبوچ کر ہی معلوم کر سکتا تھا کہ یہودی تنظیم نے کون سی نئی شکل اختیار کی ہے اور اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کون سا نیا لب و لہجہ اپنایا ہے۔

اب یہ اطلاع بھی عام ہوگئی تھی کہ جوڈی کا سایہ اسرائیل کے شہر تل ابیب پہنچا ہوا ہے۔ اس اطلاع کے بعد تمام بین الاقوامی شہرت رکھنے والے جاسوس وہاں آرہے تھے۔ دنیا کے تمام بڑے اخباروں کے رپورٹرز اور فوٹو گرافرز وہاں جمع ہو رہے تھے۔ دوسرے سائے کا چرچا زیادہ تھا کہ وہ کس ملک یا کس شہر میں ہے؟

ایسے ہی وقت اسرائیل کی ایک سرکس کمپنی نے اعلان کیا کہ وہ دوسرے دن کے شوز میں ایک عجیب و غریب تماشا پیش کر رہی ہے، سرکس کے کمالات دکھانے والوں میں ایک ایسا باکمال انسان بھی ہے جو نظر نہیں آتا۔ صرف اس کا سایہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ سایہ نہایت ہی دلچسپ تماشے دکھائے گا۔

سرکس کمپنی کی اس پبلسٹی نے تہلکہ مچا دیا۔ مملکتِ اسرائیل میں کھلبلی مچ گئی۔ پولیس، فوج اور انٹیلی جنس کے لوگوں نے فوراً ہی اس کمپنی کا گھیراؤ کیا۔ اس کے مالک کو گرفتار کرکے پوچھا۔ "وہ سایہ کہاں ہے؟"

"وہ اسی شہر میں کہیں ہے۔ پچھلی صبح وہ میرے پاس آیا تھا۔ مجھ سے کہنے لگا کہ وہ بھی آئندہ ہمارے تمام شوز میں اپنے کرتب دکھائے گا۔ میں نے اس سے کہا، تم وہی سائے ہو، جسے ساری دنیا تلاش کر رہی ہے۔"

وہ بولا۔ "بھلا ساری دنیا کیسے تلاش کرے گی۔ دنیا والے اپنے گھروں میں ہیں یا اپنے کاروبار سے لگے ہوئے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ میری ذات میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ جو دولت مند ہیں، وہ دنیا کے گوشے گوشے سے مجھے دیکھنے آئیں گے۔ اس نے مجھے مشورہ دیا کہ میں ایک ٹکٹ کی قیمت ایک ہزار ڈالر رکھوں۔ بڑے بڑے دوست اور بڑے بڑے دشمن اسے دیکھنے آئیں گے۔"

"ہمیں اس کا پتا بتاؤ۔"

"اس کا پتا خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں نے اس کی بات ماننے سے انکار کیا تھا۔ اس نے دھمکیاں دی ہیں کہ اس کے بغیر میرا کوئی شو نہیں ہوگا۔ میرا کوئی بازیگر، رسّے پر کرتب دکھائے گا تو وہ اسے گرا دے گا۔ کوئی بلندی پر جھولے کے کمالات دکھائے گا تو وہ جھولے کی رسّی کاٹ دے گا۔ ہاتھی اور شیر کے تمام پنجرے کھول دے گا پھر خونخوار شیر یہاں کے علاقوں اور گلیوں کے لوگوں کو چیرتے پھاڑتے پھریں گے۔ صرف اتنا ہی نہیں، وہ چڑیا گھر کے شیروں کے پنجرے بھی کھول دے گا۔"

یہودی تنظیم کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے سرکس کے مالک کے دماغ میں پہنچے ہوئے تھے۔ مائیک ہرارے، پاشا، شی تارا، پوجا اور جوڈی نارمن بھی پہنچا ہوا تھا۔ اس سائے کو حیرانی تھی کہ دوسرا سایہ خود کو کیوں ظاہر کر رہا ہے۔ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں صرف مجھے اور ثانی کو معلوم تھا کہ یہ پارس کی شرارت ہے اور شرارت کے ذریعے وہ کچھ کر گزرنے والا ہے۔

اسرائیل کے اعلیٰ فوجی افسروں نے حکم دیا کہ سرکس کا شو ضرور ہوگا تاکہ وہ اس سائے کو دیکھ سکیں لیکن پہلا شو صرف فوج،

اعلیٰ حکام، پولیس اور انٹیلی جینس والوں کے لیے مخصوص رہے گا۔ عام تماشائیوں کے لیے دوسرا اور تیسرا شو رکھا جائے۔ سرکس کے مالک نے ان کا یہ حکم سر جھکا کر تسلیم کرلیا۔

پتا چلا کہ کئی ممالک کے اکابرین اپنے خصوصی جہاز اور ہیلی کاپٹرز میں اس سائے کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے آرہے ہیں۔ لہٰذا ان کے لیے بھی خاص نشستوں کے انتظامات کیے گئے۔ ملکی اور غیر ملکی پریس والے بھی شور مچا رہے تھے کہ انہیں پہلے شو میں آنے کا موقع دیا جائے لیکن سرکس کے اطراف فوج کا سخت پہرا تھا۔ کسی انسان کو تو کیا جانور کو بھی وہاں سے گزرنے کی اجازت نہیں تھی۔

عام و خاص میں یہ بحث جاری تھی کہ کون سا سایہ سرکس کے رنگ میں تماشے دکھانے آئے گا۔ داؤد منڈولا اور یہودی تنظیم کے اہم افراد یہ سمجھنے پر مجبور تھے کہ ایسا جوڈی نارمن کررہا ہے۔ اس کی ڈی کو گولی ماری گئی تھی اور اس نے چیلنج کیا تھا کہ اس کی ڈی کی موت انہیں بہت مہنگی پڑے گی۔

تنظیم کے افراد مختلف آوازوں میں فون کے ذریعے اپنے اعلیٰ حکام کو اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسروں کو سمجھا رہے تھے کہ اس شہر میں جوڈی نارمن ہے۔ وہ بہت خطرناک انتقام لینے والا ہے کیونکہ یہودی تنظیم نے اس کی ڈی کو ہلاک کیا تھا۔ اگر پہلے شو میں اسرائیل کے اعلیٰ حکام، اعلیٰ فوجی افسران، پولیس، انٹیلی جینس والے اور غیر ملکی اکابرین ہوں گے تو جوڈی کا مقصد پورا ہوجائے گا۔ وہ تمام اہم اکابرین کو ایک جگہ سرکس کے پنڈال میں جمع کرکے ان کی ہلاکت کا سامان کرچکا ہوگا۔

یہ ماننے والی بات تھی۔ جوڈی ایسا کرسکتا تھا۔ جب کہ وہ کچھ نہیں کررہا تھا۔ ادھر یہودی تنظیم والوں کے لیے یہ مشکل پیدا ہوگئی تھی کہ اسرائیل کے تمام اکابرین انہیں یہودی تنظیم کے افراد تسلیم نہیں کررہے تھے کیونکہ انہوں نے اپنا لب و لہجہ بدل دیا تھا۔ دوسری آواز میں بول رہے تھے۔ اب اسرائیل میں برین آدم انٹیلی جینس کے چیف کی حیثیت سے نہیں رہا تھا۔ اس کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ وہ اپنے عہدے سے استعفا دیکر فرانس چلا گیا ہے۔ الپا، ٹیری آدم، ٹالبوٹ اور مونارو خیال خوانی کے ذریعے چند حکام اور فوجی افسران کو سرکس میں جانے سے روک سکتے تھے لیکن جانے والوں کی تعداد سیکڑوں میں تھی۔ ان میں غیر ملکی معزز اکابرین بھی تھے۔ وہ ان سب کو نہیں روک سکتے تھے۔

داؤد منڈولا تنظیم کے تمام افراد کے دماغوں میں پہنچ کر کہہ رہا تھا۔ "ہم اپنے تمام اکابرین کو قائل نہیں کرسکیں گے۔ اب ایک ہی طریقہ رہ گیا ہے کہ سرکس کا شو نہ ہونے دیا جائے۔ اس شو کے شروع ہونے میں ابھی چھ گھنٹے ہیں۔ ہم وہاں پہرا دینے والے چند فوجی جوانوں کے ذریعے بم کے دھماکے اور دہشت گردی شروع کردیں۔ اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے وہاں جتنے شیر پنجروں میں ہیں انہیں گولی ماردیں۔ ہم جوڈی کو اتنی خطرناک انتقامی کارروائی سے اسی طرح روک سکتے ہیں اور اپنے ملک کے تمام بڑوں کو اسی طرح موت سے بچاسکتے ہیں۔"

جوڈی نارمن کے فرشتوں نے بھی یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ تمام بڑوں کو ایک پنڈال میں جمع کرکے انتقامی کارروائی کرسکتا ہے۔ وہ ثانی اور علی کے ساتھ ان کی رہائش گاہ میں تھا اور حیرانی سے کہہ رہا تھا۔ "یہ دوسرا سایہ میرے پیچھے یہاں تک آگیا ہے اور پتا نہیں کیوں ایسی احمقانہ حرکت کررہا ہے۔ اس سائے کو میری طرح روپوش رہنا چاہیے تھا لیکن وہ تمام حکام اور فوج کی موجودگی میں خود کو ظاہر کررہا ہے۔"

علی نے کہا۔ "بظاہر تو یہ اس کی حماقت ہی لگتی ہے لیکن دوسرے پہلو سے سوچو، وہ خود کو نہیں تمہیں ظاہر کررہا ہے۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"وہی جو تمہاری سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ دوست یا دشمن کوئی نہیں جانتا کہ وہ دوسرا سایہ کون ہے۔ یہودی تنظیم اور دوسرے اکابرین تو صرف تمہارے بارے میں جانتے ہیں کہ تم اسی شہر میں موجود ہو۔ اب ذرا غور کرو۔ وہ سایہ خود کو نہیں تمہیں پیش کررہا ہے۔"

"اس طرح احمقانہ انداز میں خود کو یا مجھ کو پیش کرکے وہ میرا کیا بگاڑ لے گا۔ میں تو یہاں محفوظ رہوں گا۔"

ثانی نے کہا۔ "شیطان کی چال پہلے سمجھ میں نہیں آتی اور جب سمجھ میں آتی ہے تو وقت گزر چکا ہوتا ہے۔"

جوڈی نے کہا۔ "میں بھی دیکھوں گا کہ وہ کتنا بڑا شیطان ہے۔ میں کسی بھی فوجی افسر کے جسم میں سما کر وہاں رہوں گا اور اگر وہ بھرے مجمع میں خود کو جوڈی نارمن کہے گا تو میں کسی کے بھی دماغ میں جاکر اعلان کروں گا کہ وہ سایہ جھوٹا ہے۔ اصل جوڈی میں ہوں۔"

"یعنی اس طرح وہ تمہیں بھرے مجمع میں ظاہر ہونے اور کچھ کہنے پر مجبور کردے گا۔"

"آں؟" جوڈی سوچ میں پڑگیا پھر بولا۔ "نہیں میں خود کو ظاہر نہیں کروں گا۔ اگر وہ خود کو......"

وہ کہتے کہتے رک گیا۔ بہت زبردست بم کے دھماکے کی آواز سنائی دی تھی۔ جس میدان میں سرکس لگا ہوا تھا، وہاں سے ثانی اور علی کی رہائش گاہ زیادہ دور نہیں تھی۔ وہ سب خطرہ محسوس کرتے ہی مکان سے نکل کر باہر آئے۔ مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے سب خوفزدہ ہوکر بھاگ رہے تھے۔ جہاں میدان تھا، وہاں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اور یکے بعد دیگرے دھماکے ہورہے تھے۔ اس میدان میں ایسا لگ رہا تھا جیسے دو مخالف فوجوں میں جنگ چھڑ گئی ہے۔ آگ کے شعلوں کے ساتھ اب دھوئیں کے بادل آسمان کی طرف اٹھ رہے تھے۔

ایسی افراتفری اور بھاگ دوڑ کے دوران ثانی نے ایک جگہ رک کر پارس کو مخاطب کیا اور کوڈ ورڈز ادا کرنے کے بعد پوچھا۔ "اے بدمعاش! یہ سرکس کے میدان میں کیا ہورہا ہے؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اکثر قوموں کو آپس میں لڑنے مرنے کا شوق ہوتا ہے۔ یہ یہودی بھی آپس میں یہی کھیل کھیل رہے ہیں۔"

"صاف صاف کہو۔ معاملہ کیا ہے؟"

"یہودی تنظیم حب الوطنی دکھا رہی ہے۔ یہ تنظیم نہیں چاہتی کہ اسرائیلی اکابرین اور غیر ملکی مہمان سرکس میں جائیں اور وہاں جوڈی نارمن اپنے چیلنج کے مطابق اس ایک پنڈال کے سائے میں تمام بڑوں کو ختم کردے۔ چونکہ تنظیم نے اپنا تشخص، اپنا لب و لہجہ اور طریقۂ کار بدل دیا ہے۔ برین آدم بھی تبدیل ہوگیا ہے اس لیے اسرائیلی اکابرین ان کی یہ بات تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھے کہ وہ سایہ سرکس میں کوئی گڑبڑ کرے گا۔ چونکہ تمام اکابرین کی سلامتی ضروری تھی اس لیے یہودی تنظیم کے تمام خیال خوانی کرنے والے اس سرکس کو بموں کے دھماکوں سے نیست و نابود کررہے ہیں۔ اس طرح نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اسرائیلی اکابرین اب اپنی ہی یہودی تنظیم پر بھروسا نہیں کررہے ہیں؟"

"باربرا ان اکابرین کے دماغوں میں جاتی ہے۔ وہ میری معلومات کا ذریعہ بنی ہوئی ہے۔ اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ ثانی نے دوسری بار اس کے پاس جاکر کہا۔ "زیادہ مغرور نہ بنو۔ جب چاہا سانس روک کر بھگا دیا۔ گدھے کہیں کے، میرے پاس بھی تمہارے لیے اہم معلومات ہیں۔ جوڈی نارمن ہمارے ساتھ ہے۔ ہم نے اسے پوری طرح اپنے اعتماد میں لے لیا ہے۔"

"کیا واقعی جوڈی تمہارے ساتھ ہے۔"

"ہاں یقین کرو۔ کبھی آکر چھپ کر دیکھ لو۔"

"لعنت ہے تم پر۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم میرے بھائی کو چھوڑ کر جوڈی کے ساتھ رہو گی اور مجھ سے کہہ رہی ہو کہ میں آؤں اور چھپ کر دیکھوں۔"

"تم پر لعنت۔ ہزار بار لعنت۔ اب سانس روکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود ہی جارہی ہوں۔"

پارس نے ایک دم سے کہا۔ "ارے یہ علی کو کیا ہوگیا ہے۔ وہ دیکھو اس بھیڑ میں ہے۔ کچھ لوگ اسے سنبھال رہے ہیں۔"

بموں کے دھماکے کے باعث لوگوں کا ہجوم چاروں طرف دوڑتا بھاگتا دکھائی دے رہا تھا۔ بچھڑا ہوا علی ان میں گم ہوگیا تھا۔ وہ تڑپ کر ادھر ادھر دیکھتی ہوئی بولی۔ "کہاں ہے؟ میرا علی کہاں ہے؟ جلدی بتاؤ۔ وہ کہاں ہے؟"

"ارے ادھر تمہارے دائیں طرف ایک سرخ شلوار اور دوپٹے والی کے اوپر گرا ہوا ہے۔"

اس نے دائیں طرف دیکھا تو وہ بولا۔ "کیا یہودیوں کے اس ملک میں کوئی لڑکی شلوار دوپٹا پہنتی ہے۔ ابھی تم نے مجھ پر لعنت بھیج کر کہا تھا کہ جا رہی ہو مگر بار بار آ رہی ہو۔ یہ لعنت بھیجنے کے بعد کب تک آتی رہوگی۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر مسکراتے ہوئے بولی۔ "تم پکے بدمعاش ہو۔"

علی نے پیچھے سے آکر شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "یہاں کیوں رک گئی ہو اور یہ کسے بدمعاش کہہ رہی تھیں؟"

"اس دنیا میں ایک ہی ہے جسے میں دل سے پیار کرتی ہوں۔"

علی نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اچھا تو وہ تمہیں پریشان کر رہا تھا۔ آؤ ہمیں یہاں سے ذرا دور جانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو' کوئی پٹا خا اودھر بھی آجائے...."

وہ دونوں وہاں سے دور جانے لگے۔ ملٹری ہیڈ کوارٹر اور وہاں کے حکمرانوں کو اطلاعات ملنے لگیں کہ سرکس والے میدان میں بم پھٹ رہے ہیں اور وہاں ایسی تباہی ہو چکی ہے کہ پورا سرکس اس میدان سے مٹ گیا ہے۔ گورنر ہاؤس میں فوری اجلاس طلب کیا گیا۔ اس اجلاس میں سرکس کا مالک ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا "میں تو لٹ گیا۔ آپ کے مسلح فوجی جوانوں کی موجودگی میں میرے سرکس کا ایک انسان تو کیا' جانور بھی زندہ نہیں بچا ہے۔ میں شہر سے باہر تھا۔ اس لیے آپ کے سامنے نظر آ رہا ہوں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "حکومت کی طرف سے تمہارا تمام نقصان پورا ہو جائے گا۔ اب تم جاؤ۔"

"کہاں جاؤں؟ میرے رہنے کے لیے تو سرکس کا ایک خیمہ بھی نہیں رہا لیکن وہ مجھے خیمہ سمجھ کر میرے اندر رہتا ہے۔"

"کون تمہارے اندر رہتا ہے؟ تم کس کی بات کر رہے ہو؟"

"اس سائے کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ وہ جوڈی نارمن ابھی' ان لمحات میں میرے اندر چھپا ہوا ہے۔"

"کیا؟" تمام حکمران اور فوجی افسران بڑی سی میز کے اطراف بیٹھے ہوئے تھے' چونک کر کھڑے ہو گئے اور سرکس کے مالک کو یوں دیکھنے لگے جیسے اس کے اندر سائے کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہوں۔

پارس اس کے اندر سے نکل کر اس کے برابر کھڑا ہو گیا۔ اب سرکس کا مالک اور سایہ ایک دوسرے کے شانہ بشانہ پیچھے ایک دیوار پر نظر آ رہے تھے۔ پارس نے جوڈی کی آواز اور لہجے میں کہا۔ "میں چاہتا تھا' یہاں یہودی تنظیم کا سربراہ بن جاؤں مگر پتا چلا کہ داؤد منڈولا اور ایک پراسرار دیوی نے یہودی تنظیم کے تمام اہم افراد کو مار ڈالا۔ برین آدم استعفا دیکر فرانس جا رہا تھا۔ اسے بھی ختم کر دیا گیا۔ اب منڈولا نے ایک جعلی یہودی تنظیم بنائی ہے اور یہ تاثر دے رہے ہیں کہ انہوں نے لب و لہجہ اور اپنی اپنی شخصیت

اور کبھی تمہارے دماغوں میں آکر سمجھا رہے تھے کہ سرکس دیکھنے نہ جاؤ ورنہ جوڈی نارمن تم سب کو ایک ہی جگہ ہلاک کر دے گا۔"

کئی حکمرانوں اور فوجی افسروں نے تائید میں کہا کہ ان سے چند خیال خوانی کرنے والوں نے ایسی باتیں کہی تھیں۔ پارس نے کہا۔ "آپ حضرات نے انہیں یہودی تنظیم کے افراد ماننے سے انکار کر دیا اور سرکس میں جانے کے فیصلے پر قائم رہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آپ لوگ دانشمند ہیں اور ان کے بہکائے میں نہیں آ رہے ہیں تو انہوں نے مجھے بدنام کرنے کے لیے خیال خوانی کے ذریعے آپ کے فوجی جوانوں کو آلۂ کار بنایا اور ان کے ذریعے اس بیچارے کے سرکس کو تباہ کر دیا۔"

وہ تمام اکابرین میز کے اطراف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "مسٹر جوڈی! تمہاری مختصر سی بات نے سارا معاملہ صاف کر دیا ہے۔ واقعی ہم میں سے کئی افسران اور حکمرانوں کو چند اجنبی آوازوں نے کبھی فون کے ذریعے اور کبھی خیال خوانی کے ذریعے سرکس میں جانے سے باز رکھنے کی کوششیں کیں۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ آؤ وہاں ایک کرسی پر بیٹھو۔"

پارس نے کہا۔ "مجھے اس اجلاس سے دلچسپی نہیں ہے۔ میں پیدائشی یہودی ہوں۔ جس منڈولا اور دیوی نے ہماری یہودی تنظیم کو نابود کیا ہے' ہمارے بہترین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مار ڈالا ہے' میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میرا خیال تھا کہ دیوی اور منڈولا جب میرے سرکس میں آنے کا ذکر سنیں گے تو مجھے ٹریپ کرنے ضرور آئیں گے لیکن انہوں نے میری توقع کے خلاف دوسری چال چلی ہے۔ میں ان سے نمٹ لوں گا۔"

اسی وقت ایک نوجوان عورت اس ہال میں داخل ہو کر بولی۔ "یہ جوڈی نارمن! جھوٹ بولتا ہے۔ ہماری یہودی تنظیم سلامت ہے۔ میں اس عورت کی زبان سے الپا بول رہی ہوں۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی دوسری عورت وہاں آئی پھر بولی۔ "میں بھی الپا ہوں۔ اس عورت کی زبان سے بول رہی ہوں۔ دیوی جی صرف تم ہی آواز بدل کر دھوکا دینا نہیں جانتی ہو میں بھی الپا کی آواز بنا کر بول رہی ہوں لیکن الپا نہیں ہوں۔ اگر تم الپا ہو تو تم نے اور تنظیم کے دوسرے خیال خوانی کرنے والوں نے ان حکمرانوں اور افسروں سے دوسری آوازوں میں باتیں کیوں کی تھیں۔ اگر کوئی مجبوری تھی تو اب تم الپا بن کر کیوں بول رہی ہو؟"

اس بات کا جواب نہیں تھا۔ حالانکہ سچ مچ الپا اس پہلی عورت کی زبان سے بول رہی تھی۔ دوسری عورت نے کہا "میں صرف سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ ثابت کرنے آئی تھی۔ مجھے مسٹر جوڈی نے ایسے ہی وقت آنے کے لیے کہا تھا اب میں جا رہی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ ایک اعلیٰ افسر نے الپا سے پوچھا۔ "دیوی! آج

کھنڈر میں بلا کر امریکا میں گرفتار کرا دیا اور مائیک ہرارے کو ہم سے چھین کر لے گئیں۔"

دوسرے افسر نے کہا۔ "تم اور داؤد منڈولا نے ہماری خفیہ تنظیم کو مٹا ڈالا ہے۔ اب ہم تمہارے بہکائے میں نہیں آئیں گے۔"

پارس نے کہا "یاد رکھو میں یہودی جوڈی نارمن ہوں۔ ایسا لوہے کا چنا ہوں کہ آئندہ تم میری قوم کو چبا نہیں سکوگی۔"

یہ کہہ کر وہ سایہ جانے لگا۔ الپا دماغی طور پر اپنے خیال خوانی کرنے والے ساتھیوں کے پاس حاضر ہو گئی۔ اس کے اطراف مارٹن رسل' ٹیری آدم' ٹالبوٹ اور مونارو تھے۔ ان سب نے الپا کے ساتھ اس اجلاس میں رہ کر جوڈی کی جھوٹی باتیں سنی تھیں اور اب برین آدم کو بتا رہے تھے کہ اس جوڈی کے بچے نے یہودی تنظیم کی تبدیلی سے فائدہ اٹھا کر ان سب کو آنجہانی ثابت کر دیا ہے۔

برین آدم نے کہا۔ "واقعی زبردست چالیں چل رہا ہے۔ میں نے بھی تم سب کی طرح پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرہ تبدیل کیا ہے۔ اس نے مجھے بھی مردہ قرار دیا ہے۔"

مارٹن رسل نے کہا۔ "ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جوڈی بڑی تیاریوں کے ساتھ تل ابیب آئے گا۔ ہم اسے تنہا خیال خوانی کرنے والا سمجھتے تھے مگر اس کے ساتھ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت ہے۔ اس نے ہمارے اکابرین کے اجلاس میں الپا کو جھوٹا اور فراڈ ثابت کر دیا ہے۔"

وہ باتیں کر رہے تھے۔ منڈولا ان کے درمیان نہیں تھا اور پہلے کی طرح ہر ایک کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ ان کے بدلے ہوئے لب و لہجے کے مطابق اسے ان پر تنویمی عمل کر کے ان سب کا عامل اور سربراہ بننے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ ویسے دیوی شی تارا اسے کسی کے بھی دماغ میں پہنچا دیتی تھی۔ اس طرح دیوی شی تارا کی مرضی سے اس کی سربراہی قائم تھی۔ اس نے کہا "میں منڈولا ہوں۔ مونارو کی زبان سے بول رہا ہوں۔ جوڈی نارمن دراصل مجھے مار کر یا اپنا معمول بنا کر ہماری تنظیم کا سربراہ بننا چاہتا ہے۔ اس نے چیلنج کیا تھا کہ اس کی ڈی کی موت ہمیں مہنگی پڑے گی۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس کی آمد ہمیں بڑی مہنگی پڑ رہی ہے۔"

مارٹن رسل نے کہا۔ "ہمیں سوچنا یہ ہے کہ اس کا توڑ کیا کریں۔ پچھلی تنظیم کے وقت اسرائیلی حکام اور فوجی اعلیٰ افسران ہمارے برین آدم اور الپا کی ہر بات پر اعتماد کرتے تھے۔ اب وہ اعتماد ختم ہو چکا ہے۔"

"ہاں ختم ہو چکا ہے۔ اس کے باوجود ہم ملک اور قوم کے کام آ رہے ہیں۔ ہم نے سرکس کو تباہ کر کے جوڈی نارمن کی چال ناکام بنا دی ورنہ وہ سرکس کے پنڈال میں ایک ہی جگہ ہمارے ملک کی بڑی بڑی ہستیوں کو مار ڈالتا۔ ہم نے اپنے حکمرانوں اور فوج کے

بہترین اعلیٰ افسروں کو نئی زندگی دی ہے۔"

سب نے تائید میں کہا کہ بے شک انہیں نام کی نہیں کام کی ضرورت ہے۔ وہ جلد ہی کسی طرح جوڈی نارمن کو عیسائی ثابت کر کے قتل کر دیں گے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ کب تک سایہ بن کر چھپا رہے گا؟

○☆○

مائیک ہرارے کی چاندی ہو گئی تھی۔ اسے شی تارا کے دماغ میں جگہ مل گئی تھی۔ میں نے ہرارے کو تاکید کی تھی کہ کسی نامعلوم دیوی سے محتاط رہے۔ شبہ ہے کہ شی تارا اس دیوی کے زیر اثر ہے۔ ہرارے نے کئی بار خاموشی سے اس کے اندر جا کر خیالات پڑھے۔ جب یقین ہو گیا کہ تنویمی عمل کے دوران کوئی نامعلوم ہستی رکاوٹ نہیں بنے گی تو اس نے شی تارا پر عمل کر کے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا۔

اس کے بعد پوجا کی باری تھی۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک لیتی تھی۔ اس پر قابو پانے کے لیے ہرارے نے معمول کے مطابق اپنی معمولہ شی تارا کے ذریعے اسے اعصابی کمزوری کی دوا کھلائی اور اسے بھی اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا۔ اس نے زبردست کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد میرے پاس خیال خوانی کے ذریعے آکر شکریہ ادا کیا۔ میں نے کہا۔ "تمہیں کئی بار سمجھایا ہے کہ تکلف نہ کیا کرو۔ آئندہ شکریہ ادا نہ کرنا۔ اب سپر ماسٹر کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کہ سپر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران کی بے جا پابندیوں سے دور رہ کر کس طرح کامیابیاں حاصل کر رہے ہو۔"

اس نے ایک فوجی جوان کے اندر رہ کر سپر ماسٹر کے پاس جا کر کہا۔ "میں اس فوجی جوان کی زبان سے مائیک ہرارے بول رہا ہوں۔ یہاں فوج کے اعلیٰ افسران بھی موجود ہیں۔ میں آپ سب کو خوش خبری سناتا ہوں کہ میں نے صرف پوجا کو ہی واپس حاصل نہیں کیا ہے بلکہ شی تارا کے دماغ پر بھی قبضہ جما لیا ہے۔"

یہ خوش خبری ایسی تھی کہ سب خوش ہو گئے اور مائیک ہرارے کی تعریف کرنے لگے۔ سپر ماسٹر نے اپنے دفتر میں دو عورتوں کو بلایا۔ ایک عورت کی زبان سے پوجا نے کہا۔ "میں نہیں جانتی کہ کس نے مجھ پر تنویمی عمل کر کے آپ سے باغی بنا دیا تھا مگر مجھے خوشی ہے کہ میں زیادہ دنوں تک آپ سے دور نہیں رہی۔ مسٹر ہرارے کی ذہانت مجھے پھر واپس لے آئی ہے۔"

شی تارا نے دوسری عورت کی زبان سے کہا "اب کوئی نہیں کہہ سکتا کہ سپر ماسٹر کے پاس خیال خوانی کرنے والے نہیں رہے۔ میں شی تارا ہوں اور مسٹر ہرارے کی تابعدار بن کر آپ کے ملک و قوم کی خدمت کرنے آگئی ہوں۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "تم دونوں کی آمد سے ہمیں کتنی خوشی ہو رہی

کے ساتھ یہاں کب آرہی ہو؟"

شی تارا نے پوچھا۔ "سر! آپ ہمیں کہاں بلا رہے ہیں؟ اس سلسلے میں آپ مسٹر ہرارے سے بات کریں۔"

ہرارے نے کہا۔ "سر آپ انہیں اپنے اصولوں کے مطابق ہیڈ کوارٹر میں بلائیں گے پھر انہیں بھی اپنی پابندیوں میں رکھیں گے۔ آپ لوگ اپنے ناکام تجربات سے کچھ سیکھنا نہیں چاہتے لیکن میں نے جو سیکھا ہے اور جس طریقۂ کار پر عمل کررہا ہوں شی تارا اور پوجا بھی وہی کریں گی اور میری طرح امریکا کی وفادار رہا کریں گی۔"

"مسٹر ہرارے! تم امریکی ہوکر امریکا سے دور رہو گے۔ ہم سینئر افسران ہیں۔ ہمارے احکامات پر عمل نہیں کروگے تو یہ ہمارے ملک کو نقصان پہنچانے والی بات ہوگی۔"

"جب تک میں زندہ ہوں اپنے ملک کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچنے دوں گا۔ جب بھی آپ کو میری خدمات کی ضرورت ہو' آپ پاشا کے ذریعے مجھے بلا سکتے ہیں۔ میں شی تارا اور پوجا کے ساتھ آجاؤں گا۔"

سپر ماسٹر وغیرہ مجبور تھے۔ مائیک ہرارے سے اپنے احکامات کی تعمیل نہیں کراسکتے تھے۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "چلو ٹھیک ہے۔ ہمیں صرف اپنے ملک و قوم کے مفادات پر نظر رکھنی ہے۔ مسٹر ہرارے نے ملک کے لیے پہلے کی طرح اب بھی بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔"

دوسرے اعلیٰ افسران نے کہا۔ "ہم نے صرف پوجا کو واپس لانے کو کہا۔ مسٹر ہرارے شی تارا جیسی چالاک ٹیلی پیتھی جاننے والی کو بھی لے آئے۔ اگر یہ اسی طرح آزادی سے کام کرکے ہمارے ہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد بڑھاتے رہیں گے تو پھر ہمیں اور کیا چاہیے؟ جتنی ناکامیاں ہمارے حصے میں آئی تھیں' اب اس سے زیادہ کامیابیاں نصیب ہوں گی۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ ہم ٹیلی پیتھی کا شعبہ مسٹر ہرارے کے حوالے کرتے ہیں۔ ویسے تم نے ان دونوں کو کہاں سے حاصل کیا ہے؟ کیا یہ عمان میں تھیں؟"

"جی نہیں۔ یہ تل ابیب میں تھیں۔ ابھی مجھے بھی کچھ عرصہ یہاں رہنا چاہیے۔ میں جوڈی نارمن کو ٹریپ کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"ہاں۔ وہاں سے اطلاع آئی ہے کہ ایک میدان میں سرکس کا جو بڑا سا عارضی اسٹیڈیم بنا ہوا تھا وہاں کئی بموں کے دھماکے ہوئے ہیں۔ آخر معاملہ کیا ہے؟"

مائیک ہرارے نے کہا۔ "میں نے بھی بہت دور سے دھماکے سنے ہیں لیکن میں شی تارا اور پوجا پر عمل کرنے کے بعد ان دونوں کی نگرانی کررہا تھا اس لیے کچھ زیادہ معلوم نہ کرسکا۔ ویسے پورے اسرائیل میں جوڈی نارمن کا چرچا ہے۔ میں جارہا ہوں ابھی معلومات حاصل کروں گا۔"

وہ شی تارا اور پوجا کے ساتھ تل ابیب کی ایک رہائش گاہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ وہ تینوں ڈرائنگ روم کے مختلف صوفوں بیٹھے ہوئے تھے۔ پوجا نے ہرارے سے کہا۔ "آپ کا طریقۂ کا بہت ہی معقول ہے۔ میں وہاں رہ کر دیکھ چکی ہوں' سپر ماسٹر اور فو کے اعلیٰ افسران ایسے فوجی ڈسپلن پر عمل کراتے ہیں کہ ہم بیز ہوجاتے ہیں۔ اب میں آپ کے ساتھ رہ کر آزادی سے کا کرسکوں گی۔ امریکا میرا ملک ہے۔ میں صرف امریکی قوم کے مفادات کے لیے خیال خوانی کرتی رہوں گی۔"

مائیک ہرارے نے مسکرا کر کہا "میں جانتا ہوں۔ تم بہت نیک' وفادار اور شرم و حیا والی ہو۔ اگر وہاں ہوتیں تو سپر ماسٹر و تم سے کوئی اہم کام کروانے کے لیے تمہیں دشمنوں کی آغوش میں پہنچادیتے۔ یہاں تم میری چھوٹی بہن بن کر رہو گی۔"

"آپ بہت اچھے ہیں۔ آپ کی باتیں سن کر مجھے جیجا جی آرہے ہیں۔ وہ بھی مجھے اپنی چھوٹی بہن سمجھتے تھے۔"

"یہ جیجا جی تم پارس کو کہہ رہی ہو نا؟"

"جی ہاں۔ وہ مجھے بڑے بھائی کی طرح چاہتے ہیں۔ کیا آ ان سے دشمنی کریں گے؟"

"میں فرہاد صاحب کے بیٹے سے تو کیا' ان کے کسی ملازم بھی دشمنی نہیں کرسکتا۔ ابھی میں جس آزادی اور کامیابی سے کررہا ہوں' یہ ان کا ہی بتایا ہوا راستہ ہے۔ وہ مجھے بہت ذہانت ا تجربات کی باتیں سمجھاتے ہیں۔ وہ انسان نہیں فرشتہ ہیں۔ تمہا زبان میں انہیں دیوتا کہنا چاہیے۔"

ان کی باتوں کے دوران شی تارا کی آنکھوں میں آنسو آگ وہ آنسو پونچھنے لگی۔ مائیک ہرارے نے کہا۔ "تمہیں رونا چاہیے زندگی بھر رونا چاہیے۔ مجھے معلوم ہے تم نے ایک نہیں کئی اپنے چاہنے والے کو محبوب نہیں تابعدار بنانا چاہا۔ تمہیں کئی سنبھلنے کا موقع دیا گیا۔ تم سنبھلتی رہیں لیکن پھر بھٹکتی رہیں۔ ا میں کوئی مرد تمہاری محبت اور وفاداری پر بھروسا نہیں کرے گا۔"

وہ آنسو پونچھ کر بولی۔ "میں اس سے جدا ہوچکی ہوں۔ وہ پر اب کبھی بھروسا نہیں کرے گا۔ میری دلی خواہش ہے کہ وہ جدائی کی تڑپنے والی سزا نہ دے۔ مجھے جان سے مار ڈالے۔"

ہرارے نے کہا۔ "مرنے کی خواہش نہ کرو۔ جب تک زند ہے' تب تک اتنے اچھے اچھے کام کرو کہ وہ روٹھنے والا تمہا بہترین تبدیلیوں سے خوش ہوکر خود تمہیں گلے لگانے آجائے۔"

"آپ بہت دانشمندانہ مشورہ دے رہے ہیں۔ میں آپ سائے میں رہ کر اپنے پارس کا دل جیتنے کی کوشش کروں گی۔"

اگر دیکھا جائے تو شی تارا بے وفا نہیں تھی اور نہ ہی پارر تابعدار بنانا چاہتی تھی لیکن صرف وہی نہیں ہم بھی اس حقیقہ سے بے خبر تھے کہ وہ بیچاری اصلی دیوی شی تارا کے زیر اثر تھی

اس کی مرضی کے مطابق پارس سے دوستی اور محبت کرنے کے علاوہ بے اختیار دشمنی کرنے لگتی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ کون سا کام اپنی مرضی سے کرتی ہے اور کون سا کام اس کے دماغ میں دیوی شی تارا ٹھونس دیتی ہے اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ عمان کے اسپتال سے نکل کر اچانک پوجا کے ساتھ تل ابیب کیوں آگئی تھی۔ اسے دیوی شی تارا نے آنے پر مجبور کیا تھا اور اس کے ذہن میں یہ بات بٹھائی تھی کہ شاید تل ابیب جانے سے پارس مل جائے گا۔

دیوی شی تارا چاہتی تھی کہ داؤد منڈولا تنہا نہ رہے۔ اس کے پاس ایک خیال خوانی کرنے والی ڈمی شی تارا کا اضافہ ہوجائے۔ کیونکہ منڈولا کا مقابلہ اس جوڈی نارمن سے تھا جو صرف ٹیلی پیتھی ہی نہیں جانتا تھا بلکہ اس میں ایک سایہ بننے کی صلاحیت کا اضافہ بھی ہوگیا تھا۔ ڈمی شی تارا' ثانی اور علی کو پہچانتی تھی۔ دیوی شی تارا کا خیال تھا کہ وہ انہیں پہچان کر منڈولا کو ان سے محفوظ رکھ سکے گی۔

جب وہ عمان میں اپنی ڈمی کے دماغ میں گئی تو پتا چلا کہ وہ زخمی ہے اور اسپتال میں ہے۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ اسی سائے نے اسے زخمی کیا تھا۔ یہ ایک طرح سے اطمینان کی بات تھی کہ سایہ اسے بے ہوش یا زخمی کرنے کے بعد اس کے دماغ پر قبضہ نہیں جماتا تھا۔ اس سے ظاہر تھا کہ وہ سایہ ٹیلی پیتھی یا ہپناٹزم نہیں جانتا تھا۔ اگر کسی اور دشمن کو خبر ہوتی تو وہ زخمی شی تارا کے اندر آکر اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنی معمولہ بنالیتا۔

پھر دیوی شی تارا نے اپنی ڈمی کے اندر رہ کر پوجا کو دیکھا۔ وہ کہیں سے بھٹکتی ہوئی اسپتال کے اس کمرے میں آئی تھی جہاں شی تارا زخمی پڑی تھی۔ پوجا حیرانی ظاہر کررہی تھی کہ وہ بے اختیار اپنی دیدی شی تارا کے پاس کیسے پہنچ گئی ہے پھر یہ کہ پوجا کو اپنی پچھلی زندگی کیسے یاد آگئی ہے؟

ایسا خود بخود نہیں ہوسکتا تھا' یقیناً کسی نے پوجا پر تنویمی عمل کیا تھا اور اسے سپر ماسٹر سے متنفر کرکے اپنی دیدی شی تارا کے پاس پہنچادیا تھا۔ دیوی شی تارا یہ سب کچھ سمجھ رہی تھی مگر یہ معلوم نہیں ہورہا تھا کہ پوجا کو کس نے سپر ماسٹر سے نجات دلا کر اپنی دیدی شی تارا کے پاس پہنچایا ہے اور یوں پہنچانے کا مقصد کیا ہے؟

دیوی شی تارا کے لیے یہ بات زیادہ حیران کن تھی کہ کسی دشمن نے پوجا کے ساتھ ایسا کیا ہے تو پھر اس نے ڈمی شی تارا پر تنویمی عمل کیوں نہیں کیا۔ جب کہ وہ زخمی تھی اور آسانی سے ایک معمولہ اور تابعدار بنائی جاسکتی تھی؟

وہ کسی کے بھی دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھ لیتی۔ پوجا کے خیالات بھی اسے بتا رہے تھے کہ وہ واقعی کسی تنویمی عمل کرنے والے کو نہیں جانتی ہے۔ ڈمی شی تارا کے خیالات نے بھی بتایا تھا کہ اس پر کسی نے عمل نہیں کیا ہے۔ وہ ہمیشہ کی طرح صرف دیوی شی تارا کے زیر اثر ہے۔

جب دیوی شی تارا کو شبہ ہوتا تھا کہ وہ انجانے میں دھوکا کھا رہی ہے تو وہ جوتش ودیا کے ذریعے حقیقت معلوم کرتی تھی اور پوجا پاٹ میں مصروف رہ کر کسی انجانے فریب کو اکثر معلوم کرلیا کرتی تھی۔ اس بارے میں اسے معلوم ہوا کہ اس کی ڈمی پر کسی نے تنویمی عمل نہیں کیا ہے۔ کوئی دشمن اس کے دماغ میں نہیں ہے... فی الحال پوجا کے اندر بھی کوئی دشمن نہیں ہے۔ لیکن آگے چل کر معلوم ہوسکتا ہے کہ کس نے پوجا کو ٹریپ کیا ہے۔

تب اس نے مطمئن ہوکر اپنی ڈمی کے ذہن میں یہ بات نقش کردی کہ اسے عمان سے فوراً تل ابیب جانا چاہیے ورنہ جو دشمن پوجا کو اس کے پاس پہنچا سکتا ہے' وہ اسپتال میں اس کے پاس بھی آسکتا ہے۔ ڈمی کے ذہن میں ایسے خیالات قائم ہونے کے بعد وہ پوجا کو لے کر تل ابیب آگئی۔

ڈمی کے زخم ابھی نہیں بھرے تھے اس لیے دیوی شی تارا نے اسے دو چار روز آرام سے رہنے کے لیے چھوڑ دیا اور سوچا کہ جب زخم بھر جائیں گے اور وہ خیال خوانی کے قابل ہوجائے گی تو داؤد منڈولا سے اس کی ملاقات کرائے گی۔

ایسے ہی وقت ایک دھماکا خیز پبلسٹی ہوئی کہ تل ابیب کے میدان میں جو سرکس ہے' اس میں ایک حیرت انگیز تماشا دکھایا جائے گا اور وہ تماشا کوئی گوشت پوست کا آدمی نہیں بلکہ ایک انسانی سایہ صرف ایک انسانی سایہ دلچسپ آئٹم پیش کرے گا۔

اس پبلسٹی نے تو سب ہی کو چونکایا تھا۔ منڈولا اور دیوی شی تارا کو بھی چونکنا پڑا اور سوچنا پڑا کہ جس جوڈی کو یہودی تنظیم والے ختم کرنا چاہتے ہیں' جسے تلاش کرنے والے کے لیے بڑے انعامات رکھے گئے ہیں' وہ جوڈی خود کو سرکس میں پیش کرکے آخر کس قسم کی چال چل رہا ہے؟ یقیناً اس نے کوئی زبردست پلاننگ کی ہوگی۔

پروفیسر ایزک کی موت کے بعد منڈولا اب روبینہ نامی لڑکی سے رابطہ کرکے دیوی سے باتیں کرتا تھا۔ اس نے سوچا کہ روبینہ کے دماغ میں جاکر اس سلسلے میں رابطہ کرے لیکن اسی وقت اپنے اندر اسے روبینہ کی سوچ کی لہریں سنائی دیں۔ "میں دیوی بول رہی ہوں۔ تمہارے راستے کا سب سے بڑا کانٹا جوڈی خود کو شام کے شو میں پیش کررہا ہے۔ ظاہر ہے کہ تمہارے اور یہودی تنظیم کے خلاف کوئی چال چلنے والا ہے۔ تمہیں بہت محتاط رہنا ہوگا۔"

وہ بولا۔ "میں تو محتاط رہوں گا اور تنظیم کے برین آدم' الپا' ٹیری آدم' ٹالبوٹ اور مونارو سے بھی کہہ دیا ہے کہ وہ جہاں ہیں' وہاں سے نہ نکلیں۔ صرف خیال خوانی کے ذریعے سرکس کے تماشائیوں کے دماغوں میں رہ کر وہاں جوڈی کے سائے کو دیکھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ وہ ایسی حرکتیں کیوں کررہا ہے؟"

دیوی نے کہا "میں بہت کچھ کرسکتی ہوں۔ مشکل یہ ہے کہ

ایک سائے کو مٹھی میں پکڑ نہیں سکتی۔ وہ ہمارے کانوں میں خطرے کی گھنٹی بجا رہا ہے۔"

منڈولا نے کہا۔ "ہماری تنظیم میں برین آدم سب سے ذہین ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس سائے کو دیکھنے کے لیے ہمارے ملک کے تمام اہم اکابرین اور اعلیٰ فوجی افسران آئیں گے۔ وہ سایہ دلچسپ تماشا دکھانے یا خود کو منظرِ عام پر لانے کے بہانے ہمارے ملک کے تمام بڑے لوگوں کو ایک پنڈال میں جمع کر رہا ہے اور ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ ان سب کے لیے موت کا جال بچھا رہا ہے۔"

دیوی شی تارا نے تائید کی۔ "واقعی اگر وہاں بم کے دھماکے ہوں تو کوئی نہیں بچے گا صرف سایہ محفوظ رہے گا۔ تم فوراً اپنی تنظیم والوں کے ساتھ حکمرانوں اور فوجی افسروں کے دماغوں میں جاؤ اور انہیں سرکس میں جانے سے منع کرو۔"

واؤد منڈولا نے حکم کی تعمیل کی۔ تنظیم میں جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے، ان سب کے ساتھ باری باری ایک ایک حکمران اور ایک ایک فوجی افسر کے پاس گیا لیکن ان کے تبدیل شدہ لب و لہجے قابلِ قبول نہیں تھے۔ وہ اجنبی دشمن سمجھے جا رہے تھے۔ ایک بار ٹیری آدم نے اپنی اصلی سابقہ آواز میں بھی سمجھایا تو ایک فوجی افسر نے کہا "اچھا تو تم لوگ آوازیں بدلنا اور آوازوں کی صحیح نقالی کرنا بھی جانتے ہو؟"

اس فوجی افسر نے سانس روک کر ٹیری آدم کو بھگا دیا تو فیصلہ کیا گیا کہ سرکس کو ہی تباہ کر دیا جائے تاکہ تمام اسرائیلی اکابرین محفوظ رہیں اور جوڈی کا منصوبہ ناکام ہو جائے، پھر انہوں نے یہی کیا۔ اپنی دانست میں اپنے اکابرین کی جانیں بچا کر جوڈی کو بہت بڑی شکست دی۔

پھر پتا چلا کہ گورنر ہاؤس میں اسرائیل کے اہم اکابرین کا اجلاس ہو رہا ہے۔ یہودی تنظیم کے تمام خیال خوانی کرنے والے ایسے حکمرانوں کے دماغوں میں جگہ بنائے ہوئے تھے جو یوگا کے ماہر نہیں تھے۔ وہاں اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی تو سرکس کے مالک کے اندر سے ایک اور سایہ نکل کر بولنے لگا۔ چونکہ جوڈی کی آواز میں بول رہا تھا اس لیے جوڈی نارمن ہی سمجھا جا رہا تھا۔

دیوی شی تارا اس کی چالبازی سے متاثر ہو رہی تھی۔ وہ بڑی چالاکی سے بازی پلٹ کر سب کو یقین دلا رہا تھا کہ یہودی تنظیم کے خیال خوانی کرنے والے ٹیری آدم، الپا، ٹالبوٹ، اور مونارو کو قتل کر دیا گیا ہے۔ فرانس میں برین آدم کو مار ڈالا گیا ہے اور اب دشمن ان کی جگہ لے کر یہودی تنظیم کو نئی شکل دے رہے ہیں۔

اس طرح پوری یہودی تنظیم تبدیل ہونے کے بعد اپنے اسرائیلی اکابرین کا اعتماد کھو چکی تھی۔ جوڈی کی بات کو غلط ثابت کرنے کے لیے الپا نے ایک عورت کی زبان سے اپنی اصلی آواز سنا کر صفائی پیش کی۔

اس کے جواب میں دوسری عورت وہاں آ گئی۔ اس نے بھی الپا کی آواز اور لہجے میں باتیں کر کے اصلی الپا کو جھوٹا اور فراڑ ثابت کر دیا۔ اگرچہ جوڈی کی چالوں سے شکست ہو رہی تھی۔ تاہم دیوی شی تارا جوڈی کی ذہانت یا چالاکی سے متاثر ہو رہی تھی۔

وہ تو یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی چلی آتی تھی۔ اب اس نے جوڈی کی آواز سن لی تھی اس لیے اس کا سراغ لگانے اور اس کے چور خیالات پڑھنے کے لیے اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔

پہنچ تو گئی لیکن شدید حیرانی سے چند لمحوں تک گم صم سی رہی۔ اس نے چند سیکنڈ پہلے جوڈی کو گورنر ہاؤس کے اجلاس میں بولتے سنا تھا۔ اس کا آخری فقرہ سنتے ہی وہ اس کے دماغ میں پہنچی تو وہ گورنر ہاؤس کے اجلاس میں نہیں تھا بلکہ وہاں سے چند میل کے فاصلے پر سمندر کے کنارے تھا۔

اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ ایک نوجوان عیسائی جوڑے کے ساتھ ان کی رہائش گاہ میں چھپ کر رہتا تھا اور داؤد منڈولا کے علاوہ الپا وغیرہ کو بھی تلاش کرتا تھا۔ پھر اس میدان میں بموں کے کئی دھماکے ہوئے جہاں سرکس کے خیمے لگے ہوئے تھے۔ وہ نوجوان عیسائی جوڑا وہاں سے بھاگ گیا کیونکہ دھماکوں کا اثر وہاں کے رہائشی مکانوں پر بھی پڑا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اپنے مطلب کے کسی آدمی کے جسم میں سما جائے اور اس کے ذریعے پہاڑی چٹانوں پر فارمولے کو محفوظ کر لے۔

وہ اس کی سوچ پڑھتی رہی اور معلوم کرتی رہی کہ اس کے پاس آٹھ عدد ایسی گولیاں ہیں جنہیں نگلنے کے بعد آدمی سایہ بن جاتا ہے اور ایسے اہم کاغذات ہیں، جن میں سایہ بنانے والی گولیاں تیار کرنے کے فارمولے لکھے ہوئے ہیں۔

یہ راز معلوم کرنے کے بعد وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی پھر مہادیو شیو شنکر کی مُورت کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر اور سر جھکا کر سوچنے لگی کہ اب اسے کس راستے پر چلنا چاہیے۔

ایک طریقہ تو یہ تھا کہ وہ جوڈی نارمن کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرے اور فارمولے کے کاغذات اور وہ گولیاں اس سے حاصل کر لے مگر اس عمل میں ایک قباحت تھی کہ جوڈی سایہ تھا۔ سایہ اپنے اندر سے جو مطلوبہ کاغذات نکالتا تو وہ کاغذات بھی سایہ ہوتے اور دیوی کو اتنی قیمتی چیز حاصل نہ ہوتی۔

اور یہ ضروری نہیں تھا۔ جب نرم اور ناقابلِ گرفت سایہ اپنے اندر کے جسمانی لباس سے وہ کاغذات نکالتا تو وہ بھی سایہ ہوتے۔ نہیں، وہ واقعی مطلوبہ کاغذات ہوتے لیکن دیوی شی تارا ہزاروں میل دور زیرِ زمین تھی۔ وہاں سے ہاتھ بڑھا کر وہ کاغذات اور گولیاں حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ انہیں لینے کے لیے اسے ہمالیہ کی وادی سے نکل کر تل ابیب آنا پڑتا۔ یا پھر وہ منڈولا کو سمندر کنارے بلاتی اور وہ چیزیں اسے حاصل کرنے کو کہتی۔

اب وہ ایسی نادان بھی نہیں تھی کہ ایسی غیر معمولی اور عجیب غریب گولیاں اور فارمولے منڈولا کے یا اپنے کسی بھی آلۂ کار کے حوالے کرتی۔ وہ برسوں سے ڈی شی تارا کو آلۂ کار بنائے ہوئے تھی اور اس جیسی چالاک آلۂ کار کو بھی پارس وغیرہ کے ذریعے فریب کھاتے دیکھا تھا لہٰذا وہ اتنے اہم معاملے میں کسی اور کو شریک نہیں کرنا چاہتی تھی۔

فی الوقت دانشمندی یہی تھی کہ وہ خاموشی سے جوڈی نارمن کے اندر جاتی آتی رہے۔ اگر وہ ان فارمولوں کو مختلف علاقوں کی مختلف پہاڑی چٹانوں پر کندہ کرنا چاہتا تھا تو یہ طریقہ بھی اسے پسند تھا۔ صرف وہی جوڈی کے اندر رہ کر جان سکتی تھی کہ فارمولوں کا کون سا حصہ کون سی چٹان پر کندہ کیا گیا ہے اور ان کی ترتیب کیا ہے، پھر یہ بھی معلوم کر سکتی تھی کہ وہ آٹھ گولیاں مختلف کیپسولوں میں کہاں کہاں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔

ایسا ہونے تک اس نے طے کر لیا کہ وہ جوڈی نارمن کی حفاظت کرے گی۔ منڈولا اور اس کی پوری تنظیم والوں کو نہ جوڈی تک پہنچنے دے گی اور نہ ہی کسی طرح کا اسے نقصان پہنچانے دے گی۔

اس نے صرف اپنے مفاد کی خاطر جوڈی کی سلامتی کا فیصلہ کر لیا۔ تب اسے دوسرا سایہ یاد آیا، وہ تو دوسرے سائے کو جوڈی سمجھ کر اس کی ذہانت اور چالبازی سے متاثر ہو رہی تھی۔ لیکن اسے اصلی جوڈی ملا تھا جس کے پاس غیر معمولی چیزیں تھیں مگر پوری یہودی تنظیم کو گھن چکر بنا دینے والی مکاری نہیں تھی۔ وہ پہلے دن سے معلوم کرنا چاہتی تھی کہ آخر وہ ہے کون؟

اس نے اس کی آلۂ کار شی تارا کو پہلی رات بے ہوش کیا تھا۔ دوسری بار زخمی کر کے اسپتال پہنچایا تھا۔ تل ابیب آ کر صرف اسرائیلی حکام اور فوجی اعلیٰ افسران کو ہی نہیں بلکہ غیر ملکی اکابرین کو بھی سرکس کے شو میں آنے پر آمادہ کر چکا تھا۔ منڈولا اور یہودی تنظیم نے سرکس ہی کو فنا کر دیا تو اس نے اسرائیلی اکابرین کے سامنے پوری یہودی تنظیم کو فنا کر کے ثابت کر دیا کہ وہ سیر پر سوا سیر ہے اور یہ بڑی بات تھی کہ ایسے بڑے بڑے کارنامے وہ جوڈی کے نام سے کر رہا تھا۔

اب وہ سوچ رہی تھی کہ اس نے اپنی ڈی کو تل ابیب بلا کر اچھا کیا۔ اس کے ساتھ پوجا بھی آ گئی ہے۔ اس بار وہ دونوں مل کر اس دوسرے سائے کو تلاش کر لیں گی۔ شی تارا دوبار اس سے مار کھا چکی ہے۔ ضروری نہیں کہ تیسری بار بھی مار کھائے۔ ہو سکتا ہے یہاں کسی حد تک کامیابی ہو اور اسے کامیاب کرنے کے لیے پوجا بھی کام آ سکتی تھی۔

دوسرے سائے کو پا لینے کے لیے پھر شی تارا سے کام لینے کا وقت آ گیا تھا اس لیے وہ اس کے دماغ میں گئی۔ اس کے موجودہ خیالات پڑھے تو پتا چلا کہ اس پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔ پوجا کے خیالات نے بھی یہی ظاہر کیا۔ کیونکہ وہ دونوں تنویمی نیند سے بیدار ہوئی تھیں اس لیے نہ تو وہ اپنے عامل کو جانتی تھیں اور نہ ہی انہیں یہ معلوم تھا کہ ان پر کسی نے عمل کیا ہے۔

دنیا کا ہر تنویمی عمل کرنے والا اپنے معمول کے دماغ کو مقفّل کر دیتا ہے۔ پھر کوئی اس معمول کے دماغ میں نہیں جا سکتا۔ صرف دیوی شی تارا ایسی تھی جس کا راستہ کوئی عامل نہیں روک سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد پتا چل گیا۔ مائیک ہرارے ان دونوں کے پاس آیا تھا اور ان سے کہہ رہا تھا کہ خیال خوانی کی پرواز کر کے سپر ماسٹر کے پاس چلو اور اسے امریکا سے وفاداری کا یقین دلاؤ۔

وہ دونوں اس کے حکم کے مطابق سپر ماسٹر اور وہاں کے فوجی افسران کے پاس خیال خوانی کے ذریعے وہاں گئی تھیں اور انہیں یقین دلایا تھا کہ وہ دونوں مائیک ہرارے کے زیرِ سایہ رہ کر امریکا کی خدمت کرتی رہیں گی۔

پھر وہ دونوں مائیک ہرارے کے ساتھ دماغی طور پر اپنی رہائش گاہ میں حاضر ہو کر اس سے باتیں کرنے لگیں۔ دیوی شی تارا مائیک ہرارے کو جانتی تھی۔ اب یہ جاننا چاہتی تھی کہ اس نے ڈی شی تارا کو کیسے ٹریپ کیا ہے؟

ہرارے بھی یوگا کا ماہر تھا۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا تھا لیکن دیوی کو محسوس نہ کر سکا۔ دیوی کا خیال تھا کہ ہرارے کی شامت آ گئی ہے۔ اب وہ بھی معمول اور تابعدار بن کر رہے گا لیکن اس کے خیالات پڑھ کر وہ گھبرا گئی۔ اسے پتا چلا کہ مائیک ہرارے فرہاد علی تیمور کا عقیدت مند ہے، اس کے مشوروں پر ہمیشہ عمل کرتا ہے اور اس بار بھی اس نے فرہاد کے مشورے کے مطابق ڈی شی تارا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا ہے۔

یہ خیالات پڑھتے ہی وہ مائیک ہرارے کے دماغ سے نکل آئی۔ یہ اس کی جوتش ودیا کہتی تھی کہ جس کا تعلق بھی مجھ سے ہو، وہ اس کے دماغ میں نہ جائے اور نہ ہی اسے کسی اور طرح ٹریپ کرنے کی کوشش کرے۔ اس طرح مائیک ہرارے اس خطرناک خیال خوانی کرنے والی شی تارا سے محفوظ رہا ورنہ وہ اسے بھی منڈولا کی طرح غلام بنا لیتی۔

اس کے خیالات پڑھ کر یہ معلوم ہو گیا تھا کہ فرہاد اور پارس کو ڈی شی تارا کی حرکتوں سے نفرت ہو گئی ہے۔ وہ پارس کو اپنا تابعدار بنانا چاہتی تھی لہٰذا کبھی شی تارا کو فرہاد کی فیملی میں نہیں آنے دیا جائے گا۔ اس طرح دیوی شی تارا اپنی ڈی کو اپنا بنا کر رکھ سکتی تھی۔ پوجا کا تعلق بھی میری فیملی سے نہیں تھا اس لئے اس رات وہ سو گئیں تو دیوی نے ہرارے کے عمل کا توڑ کیا۔ انہیں ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کا موقع دیا پھر صبح ہونے سے پہلے ہی ہرارے کی رہائش گاہ سے ان دونوں کو نکال کر منڈولا کی رہائش گاہ میں پہنچا دیا اور ان کے اندر یہ خیال پیدا کیا کہ پہلی فرصت میں اپنے چہروں کو تبدیل کر لینا چاہیے۔ منڈولا کو سمجھا دیا کہ وہ دونوں دیوی کی معمولہ ہیں، فی الحال اس کے ساتھ رہیں گی۔

دوسری صبح مائیک ہرارے بیدار ہوا تو پتا چلا کہ شی تارا اور

پوجا غائب ہیں۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ان کے اندر پہنچنا چاہا تو دونوں نے سانسیں روک لیں۔ وہ جوان کا عامل تھا اب عامل نہیں رہا۔ اس کا تنویمی عمل ضائع ہو چکا تھا۔ وہ بڑی دیر تک پریشان رہ کر سوچتا رہا کہ یہ کیا ہو گیا ہے؟ ایسا کون تنویمی عمل کرنے والا یا خیال خوانی کرنے والا ہے جس نے ایک ہی رات میں دونوں کو اغوا کرکے ان کے دماغوں کو مقفل کردیا ہے؟

اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اس نے مجھے مخاطب کرکے صورتِ حال بتائی۔ میں بھی سوچ میں پڑ گیا۔ ایسا کون کرسکتا ہے؟

یہ صرف ثانی، علی اور مجھ کو معلوم تھا کہ پارس نے جوڈی بن کر پوری یہودی تنظیم کو مردہ ثابت کیا ہے۔ کیا اس تنظیم کا کوئی خیال خوانی کرنے والا اس سائے کو تلاش کرتا ہوا شی تارا کے پاس پہنچ گیا تھا؟ اور اس کے ساتھ پوجا کو بھی لے گیا تھا؟

میرے خیال میں مائیک ہرارے گمنامی کی زندگی گزار رہا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اب وہ کون ہے اور کہاں ہے؟ یہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ یہ بات دیوی شی تارا جان سکتی ہے اور اپنی ڈمی شی تارا کو چھین کرلے جاسکتی ہے۔

میں، پارس، ثانی اور علی سب ہی دھوکا کھا رہے تھے۔ وہ بے چاری ڈمی شی تارا پارس کی وفادار تھی لیکن دیوی سے سحرزدہ ہو کر پارس کو تابعدار بنانا چاہتی تھی اسی لیے ہماری نظروں سے گر گئی تھی۔

میں نے ہرارے کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ شاید یہودی تنظیم کے کسی خیال خوانی کرنے والے کو علم ہو گیا ہوگا کہ شی تارا تل ابیب آئی ہے۔ اس نے بڑی رازداری سے شی تارا اور پوجا کو اغوا کیا ہے لہٰذا ہرارے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ یہودی خیال خوانی کرنے والے آج کل کس روپ میں ہیں اور کہاں چھپے ہوئے ہیں؟

مائیک ہرارے چلا گیا۔ میں نے پارس سے رابطہ کیا۔ اسے بتایا کہ شی تارا اور پوجا کو کسی نے تنویمی عمل کے ذریعے ٹریپ کیا ہے۔ میں نے ان دونوں کو ہرارے کی تحویل میں دیا تھا۔ وہ بے چارہ دھوکا کھا گیا ہے۔

پارس اگرچہ ڈمی شی تارا سے ناراض تھا لیکن پوجا کو چھوٹی بہن سمجھتا تھا۔ اس نے کہا "میں کچھ معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپ ثانی کو بھیج دیں۔" تھوڑی دیر بعد ثانی آکر بولی "پاپا! کہہ رہے ہیں کہ شی تارا اور پوجا کو اغوا کیا گیا ہے، اس سلسلے میں تم کیا کرسکتے ہو؟"

پارس نے پوچھا "وہ جوڈی نارمن تم دونوں کے ساتھ ہے؟"

"نہیں وہ بور ہے۔ ہم نے اس سے پیچھا چھڑا لیا ہے۔ کہیں بھٹک رہا ہوگا۔ میں نہیں سمجھتی کہ وہ بیک وقت شی تارا اور پوجا کو لے جاسکتا ہے کیونکہ اس کے پاس اپنا کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ وہ دو

پارس نے کہا "وہ سایہ ہے، شی تارا اور پوجا کے اندر اپنے سائے کو چھپا کر رہ سکتا ہے، ان دونوں کے چہرے بدل کر ان کی رہائش گاہ کا انتظام کرسکتا ہے۔"

"اچھا میں علی سے مشورہ کرتی ہوں۔ ابھی آدھے گھنٹے کے بعد آؤں گی۔"

وہ چلی گئی۔ پارس مختلف پہلوؤں سے سوچنے لگا۔ ایک سوال یہ پیدا ہو رہا تھا کہ شی تارا عمان سے تل ابیب کیوں آئی؟ اس نے عمان میں دوبار شی تارا کی پٹائی کی تھی اور افسوس بھی ہوا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ وہ محبت میں ایسی حماقتیں کرتی ہے، ابھی یہ نہیں معلوم تھا کہ اصلی دیوی شی تارا اس بے چاری سے حماقتیں کراتی ہے۔ وہ ڈمی سہی، لیکن پارس نے اس کے ساتھ کئی بار پیار بھرا وقت گزارا تھا۔ اسے زیادہ تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے اس نے پوجا کو دیکھ کر ثانی کے ذریعے اس پر عمل کرانے کے بعد اسے اسپتال میں شی تارا کے پاس بھیج دیا تھا تاکہ وہ اپنی دیدی کی تیمارداری کرسکے۔

وہ ڈمی شی تارا جس طرح ذہانت سے باتیں کرتی تھی اور جس طرح اپنی چالاکی سے دشمنوں کے شکنجے میں نہیں آتی تھی، وہ بعض اوقات حماقتیں کیوں کرتی ہے؟ وہ زخمی حالت میں عمان کے اسپتال سے نکل کر تل ابیب کیوں گئی؟ ایسے کئی سوالات تھے جن کا جواب میرے اور پارس کے پاس نہیں تھا۔

مائیک ہرارے نے اس پر تنویمی عمل کرنے سے پہلے کئی بار اس کے چور خیالات پڑھے تھے۔ ان خیالات سے یہ پتا نہیں چلا کہ وہ ڈمی کسی اصلی دیوی شی تارا سے سحرزدہ ہے اور بات صرف ڈمی کی نہیں تھی، کوئی بھی دیوی شی تارا کو اپنے اندر آتے جاتے محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ خود مائیک ہرارے نے اسے محسوس نہیں کیا تھا۔ وہ خود ہی ہرارے کے دماغ سے اس لئے بھاگ گئی تھی کہ اس نے مجھ سے ہرارے کا تعلق معلوم کرلیا تھا۔

دوسرے دن ہی سے ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے یہ خبریں گشت کررہی تھیں کہ ایک دشمن تنظیم نے سرکس کے میدان میں تخریب کاری کی تھی۔ جوڈی نارمن کا وہ سایہ جسے پہلے دشمن سمجھا جارہا تھا وہ دراصل دوست ہے، ایک یہودی ہے اس نے میدان میں سرکس کو تباہ کرنے والے دشمنوں کو بے نقاب کیا ہے وہ دشمن خود کو یہودی تنظیم سے ظاہر کررہے تھے لیکن جوڈی نارمن نے ان کے جھوٹ اور فریب کو گورنر ہاؤس کے اجلاس میں ثابت کردیا ہے۔ لہٰذا جوڈی نارمن کا سایہ آئندہ کہیں بھی کسی کو نظر آئے اسے پریشان نہ کیا جائے اور جوڈی سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ حکمرانوں سے ملاقات کرے اور حکومت کو میزبانی کا موقع دے۔ اسے اس ملک میں عزت و احترام سے رکھا جائے گا۔

جوڈی نارمن نے یہ خبریں پڑھی تھیں۔ ریڈیو سنا تھا، ٹی وی اسکرین پر وہاں کے حاکم اور فوج کے اعلیٰ افسران کو اپنا قصہ

پڑھتے دیکھا تھا اور یہ سب کچھ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ پہلی بار جب اس نے سرکس والی پبلسٹی سنی تھی تو سمجھ گیا تھا کہ وہ دوسرا سایہ بھی اسی شہر میں ہے اور خود کو منظرِ عام پر لانے کی حماقت کررہا ہے۔

اب پتا چل رہا تھا کہ وہ دوسرا سایہ خود کو جوڈی نارمن کی حیثیت سے پیش کررہا ہے۔ یہودی تنظیم کو فراڈ ثابت کررہا ہے اور ایسے کام کررہا ہے کہ اسرائیلی حکومت اور پوری یہودی قوم اس سے خوش ہو گئی ہے۔ جس ملک میں پہنچتے ہی اس کی ڈمی کو گولی مار دی گئی تھی اسی ملک کے حکمران اس کی میزبانی کے لئے فرشِ راہ بن رہے تھے اور اسے کم از کم ایک بار ہی سہی ملاقات اور مذاکرات کی دعوت دے رہے تھے۔

جوڈی پریشان ہو گیا تھا۔ کسی دشمن سے بھلائی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ دوسرا سایہ بہت چالاک ہے۔ پہلے اس کی خوبیاں پیش کررہا ہے پھر وہ یہودی اکابرین کے سامنے بازی پلٹ سکتا ہے پھر ایسی چال چل سکتا ہے کہ وہ یہودی سے پھر عیسائی ثابت کرکے ایسے الزامات عائد کرسکتا ہے کہ یہودی خیال خوانی کرنے والی الپا اور ٹیری آدم کو اس نے قتل کرکے یہودی تنظیم کا خاتمہ کیا ہے۔ یہ دھڑکا بھی لگا رہتا تھا کہ جو گولی اس نے کھائی ہے، اس کا اثر کب زائل ہوگا؟ کبھی منظرِ عام پر اچانک جسمانی طور پر ظاہر ہوگا تو گرفتار ہو جائے گا یا اس پر ایسے حملے ہوں گے کہ اس کی آٹھ گولیاں اور فارمولے چھین لئے جائیں گے۔

کیا وہ دوسرا سایہ اسی لئے جوڈی بن کر اسے حکومت کا مہمان بنانا چاہتا ہے کہ وہ کسی وقت بھی اچانک ظاہر ہو جائے؟ اسے اصل فکر آٹھ گولیوں اور فارمولوں کی تھی۔ اب وہ شہری علاقے سے ذرا دور دور ویرانے میں رہتا تھا کہ ظاہر ہوتے وقت کسی کو نظر نہ آئے۔

وہ راتوں کو چھپ کر کسی گھر میں گھستا، چیزیں چرا کر کھاتا جب پیٹ بھر جاتا تو کسی خالی کمرے میں جا کر نیند پوری کرتا تھا۔ پھر صبح کی روشنی پھیلنے سے پہلے چلا جاتا تھا۔ وہ ان فارمولوں کو خود کندہ نہیں کرسکتا تھا کیونکہ ان میں علمِ طب سے تعلق رکھنے والے ایسے اصطلاحی الفاظ تھے جنہیں وہ نہیں سمجھتا تھا اور نہ سمجھنے کے باعث فارمولے میں کوئی چھوٹی بڑی غلطی کرسکتا تھا۔

اس مقصد کے لئے اس نے سوچا کہ کسی ذہین نوجوان ڈاکٹر کو ٹریپ کرے گا اور اسے اپنا معمول اور تابعدار بنائے گا۔ اس طرح اس کے اندر رہ کر معلوم کرسکے گا کہ وہ فارمولوں کو درست سمجھ رہا ہے پھر اسی معمول ڈاکٹر کو مختلف پہاڑی چٹانوں کے پاس لے جا کر اسی کے ہاتھوں سے بالکل صحیح فارمولا کندہ کرائے گا۔

ثانی نے آدھے گھنٹے کے بعد پارس کو مخاطب کرکے کہا "علی یہ ماننے کو تیار نہیں ہے کہ جوڈی نے شی تارا اور پوجا کو اغوا کیا ہوگا۔ دراصل تم اس سے دور رہے ہو۔ ہم نے قریب رہ کر اس سائے کی حرکات کو دیکھا ہے،

لگا یا ہے کہ وہ سایہ ہونے کے باوجود چھپتا ہے جبکہ سائے کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا، اسے کسی بات کا خوف ہے۔"

پارس نے پوچھا "کیا اندازہ کرسکتی ہو کہ وہ کس بات سے خوف زدہ تھا؟"

"داؤد منڈولا کسی پروفیسر ایزک کے ذریعے ایک زیرِ زمین رہنے والی دیوی سے باتیں کرتا تھا۔ اس دیوی نے پہلی بار اس سے کہا تھا کہ اگر وہ مائیک ہرارے کو اس کے حوالے کرے گا تو دیوی اسے بے شمار خزانہ اور یورینیم کا ذخیرہ دے گی۔"

پارس نے کہا "اور وہ مائیک ہرارے میں تھا۔ میں ہی اس سلسلے میں امریکا گیا تھا۔ اگر وہاں سے فرار نہ ہوتا تو یہودی ٹیم کے ساتھ گرفتار ہو جاتا۔ وہ دیوی کسی کے بھی دماغ میں گھس کر خیالات پڑھ لیتی ہے، وہ یقیناً ہرارے کا نہیں میرا مطالبہ کررہی تھی۔"

"یہی بات ہے۔ ہم نے پروفیسر کی ڈائری پڑھی ہے، اس میں لکھا ہے کہ وہ ایک نوجوان کی دیوانی ہے۔ اس کے کمرے کی چھت پر، دیواروں پر، اس کے بستر کی چادر اور تکیوں پر اس نوجوان کی تصویریں لگی ہوئی ہیں۔ ڈائری کی یہ باتیں پڑھ کر خیال آتا ہے کیا وہ تمہاری تصویریں ہیں؟ کیونکہ وہ بظاہر ہرارے کا اور حقیقتاً تمہارا مطالبہ کررہی تھی۔"

"پتا نہیں، وہ دیوی کون ہے، اس سے سامنا ہوگا یا باتیں ہوں گی تو کچھ پتا چلے گا۔ اگر وہ یوگا جاننے والوں کے دماغوں میں بھی گھس جاتی ہے تو پھر اسی نے شی تارا اور پوجا کو اغوا کیا ہے۔ اس کے بعد پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ میرا مطالبہ کرنے والی کبھی میرے دماغ میں کیوں نہیں آتی ہے؟"

"شاید آتی ہوگی لیکن جناب تبریزی صاحب کی تم پر خاص عنایت ہے، کوئی تمہارے چور خیالات نہیں پڑھ سکتا اور نہ ہی یہ معلوم کرسکتا ہے کہ تم وہی ہو جس کے دماغ میں پہنچا گیا ہے؟ یا کوئی اور ہو؟ اور تم کہاں ہو؟"

"بہرحال جب اس دیوی سے سامنا ہوگا یا باتیں ہوں گی تو دیکھا جائے گا۔ ہم جوڈی نارمن کی باتیں کررہے تھے، تم بھی ایک سایہ بنے ہوئے ہو مگر کسی سے خوف زدہ نہیں ہو پھر وہ کیوں چھپتا ہے؟ یا کچھ چھپانا چاہتا ہے؟"

"یہ تم نہیں کہہ رہی ہو۔ علی کہہ رہا ہے اور جو میں سوچ رہا ہوں، وہی کہہ رہا ہوگا۔"

"بھلا تم کیا سوچ رہے ہو؟"

"یہی کہ اس کے پاس سایہ بننے والی گولیوں کی شاید اور ڈبیاں ہیں اور ان سے بھی زیادہ اہم بات یہ کہ اس کے پاس ایسی گولیاں بنانے کا فارمولا ہوگا۔ وہ اسی بات سے پریشان ہے کہ اس فارمولے کو کہاں چھپائے کہ کوئی اور اس سے فائدہ حاصل نہ

ثانی نے کہا "تم دونوں بھائی ایک ہی طرح سوچتے ہو اور ایک طرح کے ملتے جلتے نتیجے پر پہنچتے ہو۔"

"علی یہ بھی سوچ رہا ہو گا کہ وہ اس فارمولے کے لئے کسی ڈاکٹر کو اپنا معمول اور تابعدار بنائے گا۔"

"بالکل یہی بات ہے۔ ہمیں یہاں ایسے ڈاکٹروں پر نظر رکھنا چاہئے جو خواب زدہ سے یا سحر زدہ سے یا کچھ کچھ ایب نارمل سے نظر آتے ہوں۔"

"ہم تو ایسوں پر نظر رکھیں گے اور تم ان کے دماغوں میں جا کر معلوم کر سکو گی کہ تمہیں ان کے دماغ میں جگہ ملتی ہے یا نہیں؟ نہ ملے تو پھر ایسے کسی ڈاکٹر پر تنویمی عمل کیا گیا ہو گا۔"

"رائٹ یو آر۔ اچھا اب میں چلتی ہوں۔"

"ہم کتنی میٹھی میٹھی باتیں کر رہے تھے اور تم چلنے کی بات کر رہی ہو۔ یہ علی تمہیں اتنی جلدی جلدی کیوں بلاتا ہے؟"

"یو شٹ اپ۔" وہ مسکرا کر چلی گئی۔ وہ جانتا تھا کہ ثانی اور علی آرام سے نہیں بیٹھیں گے' اس شہر کے تمام ڈاکٹروں کے نام اور کام کی جگہ معلوم کریں گے۔

اور وہ یہی کر رہے تھے۔ ثانی ٹیلی فون کی ڈائریکٹری کھول کر بیٹھ گئی تھی اور اس میں سے ایک ایک ڈاکٹر کا فون نمبر معلوم کر کے رابطہ کر رہی تھی۔ رابطہ کرنے کے بعد جس ڈاکٹر کی آواز سنتی اسکے دماغ میں پہنچتی پھر اسے نظرانداز کر دیتی۔ اسے صرف ایسے ڈاکٹر کی تلاش تھی جس کے دماغ میں جگہ نہ ملے اور وہ سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لے۔ ایسے ہی کسی ڈاکٹر کے ذریعے وہ جوڈی نارمن تک پہنچ سکتے تھے۔

ثانی نے کہا تھا کہ ایسے کسی ڈاکٹر کے متعلق معلوم ہو گا تو وہ پارس کو بھی اس کا نام پتا اور فون نمبر بتائے گی۔

پارس کا طریقۂ کار کچھ اور تھا۔ اس نے آٹھ دس گھنٹے پہلے باربرا کے ذریعے ایک شخص کو ٹریپ کیا۔ باربرا نے اس پر تنویمی عمل کر کے اس کے ذہن میں یہ نقش کر دیا تھا کہ وہ جوڈی نارمن ہے۔ پارس کے سائے نے جسمانی توانائی سے کام لے کر اس معمول کے چہرے پر جوڈی نارمن کا میک اپ کر دیا تھا اور اب اس کے اندر اپنے سائے کو سما کر شہر میں گھوم رہا تھا۔

عمان میں ہونے والے اجلاس میں بے شمار لوگوں نے ٹی وی اسکرین پر جوڈی اور اس سے پہلے سایہ بن جانے والے (پارس) کو دیکھا تھا۔ جن لوگوں کی یادداشت اچھی تھی وہ دونوں کو کہیں دیکھ کر پہچان سکتے تھے۔ ویسے اکثر لوگوں کو ان کے چہرے یاد نہیں تھے۔ پارس نے ایک موٹر سائیکل حاصل کی تھی اور اس پر بیٹھ کر شہر کے مختلف حصوں میں گھوم رہا تھا۔ کبھی کسی ریستوران میں کھا رہا تھا' کبھی فٹ پاتھ پر کھڑا کافی پی رہا تھا۔

کئی مردوں اور عورتوں نے اسے دیکھا۔ وہ چہرہ جانا پہچانا سا لگا۔ کچھ لوگ اسے ... کچھ لوگ اس کے سامنے آکر

اسے ادب سے سلام کر کے جانے لگے کیونکہ حکومت کی طرف سے تمام شہریوں کو تاکید کی گئی تھی کہ جہاں وہ سایہ نظر آئے اس کی عزت کی جائے۔ اب لوگوں کو سائے کے بجائے خود جوڈی گوشت پوست کے جسم میں نظر آ رہا تھا۔

وہ اتنی آزادی سے گھوم رہا تھا کہ پولیس والوں کی نظروں میں بھی آ سکتا تھا۔ انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ کے ایک ایسے افسر نے بھی اسے دیکھا' جو اب برین آدم کی جگہ وہاں کا چیف بن گیا تھا لیکن برین آدم کا وفادار اور رازدار بھی تھا۔ برین آدم نے اپنے چیف کے عہدے کو چھوڑتے وقت اس نئے چیف سے کہا تھا "میں ایک پرائیویٹ فون نمبر دے رہا ہوں۔ کوئی پرابلم ہو تو مجھ سے ضرور رابطہ کرنا۔"

اس نئے چیف نے دور سے ڈمی جوڈی کو دیکھا اور سوچا' اس کے پاس جائے اور اسے عزت سے اپنے ساتھ لے جا کر اپنے اعلیٰ افسران تک پہنچا دے۔ پھر خیال آیا' جب اعلیٰ حکمرانوں نے اس کی پذیرائی کی ہے' اسے اپنا مہمان بنانے کے لئے بلایا ہے تو وہ نہیں جا رہا ہے اور یوں موٹر سائیکل پر بھٹک رہا ہے۔ اگر وہ جوڈی کے پاس جا کر اپنے ساتھ چلنے کی درخواست کرے گا تو ایسا نہ ہو کہ وہ پھر سے سایہ بن کر کہیں گم ہو جائے۔ اسے ایسے وقت مسٹر برین آدم سے مشورہ کرنا چاہئے۔

اس نے فون پر برین آدم سے رابطہ کر کے یہ ساری باتیں بتائیں۔ ادھر سے کہا گیا "جوڈی سے دور رہو مگر اس پر نظر رکھو۔ میرے آنے تک اسے اپنی نظروں سے گم نہ ہونے دو۔"

برین آدم نے مخصوص فون نمبر پر مارٹن رسل کو یہ اطلاع دی اور کہا "آپ ہمارے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو اطلاع دیں اور میرے اندر پہنچ کر معلوم کرتے رہیں کہ میں کس جگہ جوڈی کے قریب پہنچنے والا ہوں۔"

وہ تمام یہودی تنظیم والے جنہوں نے اپنی اپنی شخصیت بدل لی تھی' چھوٹے بڑے ہتھیار لے کر اپنی رہائش گاہوں سے نکل پڑے۔ اپنی اپنی گاڑی ڈرائیو کرنے کے دوران خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرتے رہے کہ جوڈی نارمن اب شہر کے کس حصے میں ہے۔

باربرا نے فوج کے اعلیٰ افسران اور چند حکام سے خیال خوانی کے ذریعے کہہ دیا تھا کہ جوڈی اسی سرکس کے میدان کی طرف جا رہا ہے اور جو دشمن خیال خوانی کرنے والے خود کو یہودی خیال خوانی کرنے والے کہتے تھے' وہ جوڈی کو قتل کرنے کے لئے اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔

پارس اس ڈمی جوڈی کو اسی میدان کی طرف لے جا رہا تھا۔ یہودی تنظیم کے اہم افراد اس کا تعاقب کرتے ہوئے اسی سمت چلے آ رہے تھے۔ انہوں نے میدان کے قریب پہنچ کر اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ڈمی جوڈی نے اپنی موٹر سائیکل روک دی۔ کار

سے اترنے والوں کے ہاتھوں میں ہتھیار تھے۔ ان سب نے اپنے ہتھیاروں کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا "اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لو۔ ہاتھ تمہاری جیب کی طرف جائے گا تو ہم تمہیں گولی مار دیں گے۔"

مارٹن رسل نے کہا "ہمیں معلوم ہے تمہاری جیب میں جو ڈبیا ہے اس میں مزید گولیاں ہیں' تم ان میں سے ایک گولی نگل کر سایہ بن جاؤ گے لیکن ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔"

ڈمی جوڈی نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے تھے اور سہم کر کہہ رہا تھا "آپ لوگوں کو مجھ سے کیا دشمنی ہے۔ میری جیب میں کوئی ڈبیا نہیں ہے۔ میں صحت مند ہوں گولیاں نہیں کھاتا ہوں۔ یقین نہ ہو تو تم میں سے کوئی ایک آ کر میری جیب کی تلاشی لے لے۔ اس سے پہلے مجھے مار ڈالیں گے تو بعد میں افسوس کریں گے۔"

"تم بہت بڑے ڈرامے باز ہو جوڈی! مگر ہم سے دشمنی کرتے وقت کبھی سوچا بھی نہیں ہو گا کہ ہمارے ہاتھوں کتے کی موت مرو گے۔"

الپا نے کہا "اور تمہاری موت کے بعد ہم یہاں کے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کو یقین دلائیں گے کہ ہم ہی یہودی تنظیم کے اہم افراد ہیں۔"

اچانک اس اندھیرے میدان میں چاروں طرف سے روشنی پڑنے لگی۔ یہودی تنظیم کے تمام افراد نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ فوجیوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ مارٹن رسل نے فوراً ہی اپنا ہتھیار پھینک کر فوج کے اعلیٰ افسر سے کہا "پلیز! میرے تمام ساتھی ہتھیار پھینک رہے ہیں' ہمیں گرفتار کر لو۔ ہم ہیڈکوارٹر میں چل کر ثابت کر دیں گے کہ ہم فریبی اور دشمن نہیں ہیں۔"

ڈمی جوڈی نے باربرا کی مرضی کے مطابق کہا "آپ انہیں صفائی پیش کرنے کا موقع ضرور دیں لیکن پہلے انہیں تھوڑا بہت زخمی کر دیں کیونکہ ان سب کے پاس ٹیلی پیتھی جیسا خطرناک ہتھیار ہے۔ یہ زبان سے بولیں گے مگر آپ کے دماغوں کو خیال خوانی کے ذریعے اپنی طرف مائل کرتے جائیں گے۔ آپ ان کے ہتھیار پھینکنے سے دھوکا نہ کھائیں' پہلے ان کی دماغی توانائی کو کمزور بنائیں۔"

مارٹن رسل نے کہا "جوڈی! فریبی! مکار! تم ایک کتے کی موت مرو گے۔"

ڈمی جوڈی نے اعلیٰ افسر سے کہا "اس کی بات درست ہو سکتی ہے کیونکہ ان کا اصل سربراہ داؤد منڈولا یہاں نہیں ہے۔ وہ کہیں چھپا ہوا ہے۔ کوئی بات نہیں میں اپنی یہودی قوم کی خاطر اس کے ہاتھوں مر جاؤں گا یا پھر اسے بھی کسی طرح گھیر کر آپ کے سامنے پیش کروں گا۔"

ایک اعلیٰ افسر ...

اسے زخمی کرنا چاہتا تھا لیکن باربرا نے اس کے دماغ پر غالب آ کر دل کا نشانہ لیا پھر ڈمی جوڈی کے اندر آ گئی۔ ادھر مارٹن رسل اچھل کر زمین پر گرا پھر دوبارہ نہ اٹھ سکا۔

ڈمی نے باربرا کی مرضی کے مطابق کہا "سر! میں نے صرف زخمی کرنے کو کہا تھا آپ نے اسے مار ڈالا۔ پلیز دوسروں کو زخمی کریں اور کسی عامل کے ذریعے ان کے دماغوں میں گھس کر ان دشمنوں کی اصلیت معلوم کریں۔"

دوسرے افسر نے ٹیری آدم کا نشانہ لیا۔ وہ اس کے شانے پر گولی مار کر زخمی کرنا چاہتا تھا مگر وہ گولی ٹیری آدم کی پیشانی پر لگی باربرا فوراً ڈمی جوڈی کے اندر آ گئی۔

بہت دور حیفہ کے ایک بنگلے میں بیٹھا داؤد منڈولا خیال خوانی کے ذریعے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ دیوی شی تارا نے اسے تاکید کی تھی کہ وہ بنگلے سے باہر نہ جائے مگر اس کی معلومات کے مطابق یہودی تنظیم کے دو بڑے خیال خوانی کرنے والے مر گئے تھے اب دوسروں کی باری تھی۔ وہ روبینہ کے دماغ میں کئی بار پہنچ کر کہہ چکا تھا "فوراً دیوی جی کو بلاؤ' ہم پر قیامت ٹوٹ رہی ہے۔"

اور روبینہ کہہ رہی تھی "میں بلا نہیں سکتی۔ دیوی خود میرے پاس آتی ہیں' وہ آئیں گی تو میں آپ کا پیغام دے دوں گی۔"

پتا نہیں دیوی کب آتی اور کب اسے پیغام ملتا۔ اتنی دیر میں وہاں ٹالبوٹ اور مونا رو بھی مارے گئے۔ خیال خوانی کرنے والوں میں صرف ایک الپا رہ گئی۔ برین آدم نے کہا "ہم دو رہ گئے ہیں۔ آپ نے اب تک یہ دیکھا کہ صرف زخمی کرنا چاہتے ہیں مگر جان سے مار ڈالتے ہیں۔ آپ تمام فوجی ہیں' آپ تمام پکے نشانہ باز ہیں۔ ذرا سوچئے کہ آپ کا نشانہ نہیں بہک رہا ہے بلکہ جوڈی نارمن خیال خوانی کے ذریعے آپ کے دماغوں میں پہنچ کر نشانہ بہکا دیتا ہے اور زخمی ہونے والے مارے جاتے ہیں۔"

برین آدم کی باتوں کے دوران الپا نے چالاکی سے کام لیا۔ فوراً ہی ایک فوجی کے دماغ میں پہنچ کر ڈمی جوڈی کا نشانہ لے کر گولی چلا دی۔ ڈمی اچھل کر زمین پر گرا پھر ذرا تڑپ کر مر گیا۔ دوسرے فوجیوں نے فوراً ہی اس گولی چلانے والے فوجی کو گھیر کر اس سے ہتھیار چھین لیا۔ چند افسر اور فوجی جوان دوڑتے ہوئے ڈمی جوڈی کی لاش کے پاس آئے پھر فوراً ہی ذرا پیچھے ہٹ گئے۔ اس لاش پر سے ایک سایہ نکل کر ذرا دور چلا گیا تھا۔

الپا اور برین آدم نے بھی اسے دیکھا۔ وہ بولا "سایہ کبھی نہیں مرتا۔ وہ اپنے مردہ جسم کے ساتھ قبر میں دفن ہو جاتا ہے لیکن مجھے دفن بھی نہیں کیا جا سکے گا۔ کیونکہ ابھی جو مرا ہے وہ جوڈی نہیں ہے' جوڈی تو میں ہوں۔"

پھر وہ الپا کے پاس آ کر بولا "خیال خوانی کرنے والوں میں ایک تم ہی رہ گئی ہو اور تم نے بڑی حاضر دماغی سے کام لے کر بے

وہ پریشان ہو کر بولی "ہم نے تمہاری ایک ڈی کو مار ڈالا تھا اور تم نے کہا تھا کہ اس کی موت ہمیں بہت مہنگی پڑے گی۔ واقعی ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اتنی مہنگی پڑے گی۔ تم کیا بلا ہو؟ تم نے تو پوری یہودی تنظیم کو ختم کر ڈالا ہے اب صرف میں اور بگ برادر رہ گئے ہیں۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ میرا سب سے بڑا دشمن داؤد منڈولا ابھی باقی ہے۔ وہ کہیں چھپا ہوا تم سب کی موت کا تماشا دیکھ رہا ہے۔ ٹھیک ہے چھپا رہے لیکن کب تک؟ اسے بہت جلد میرے ہاتھوں سے مرنا ہے۔"

پھر پارس کے سائے نے الپا سے ذرا دور ہو کر تمام فوجیوں سے کہا "اعلیٰ افسران سے میری گزارش ہے کہ ان دونوں کو زخمی نہ کیا جائے' ان دونوں کو صحیح سلامت گرفتار کر کے لے جائیں اور اپنے طور پر تحقیقات کریں۔ میں جا رہا ہوں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر جوڈی! ہم نے اور ہمارے حکمرانوں نے آپ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی تھی' آپ نے ہماری دعوت قبول کیوں نہیں کی؟"

"صرف اس لئے کہ دشمن آزاد گھوم رہے تھے اب ایک رہ گیا ہے۔ میں منڈولا کی لاش لے کر آپ حضرات سے ملاقات کرنے ضرور آؤں گا۔"

وہ موٹر سائیکل کے پاس آیا پھر اس پر بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کر کے جانے لگا۔ سب لوگ دیکھ رہے تھے۔ موٹر سائیکل دوڑ رہی تھی مگر اسے کوئی انسان نہیں چلا رہا تھا۔

گرمی کا موسم نہیں تھا پھر بھی داؤد منڈولا کو پسینہ آ رہا تھا۔ اس نے ٹیلی پیتھی کی آنکھوں سے جو مناظر دیکھے تھے وہ خواب جیسے لگ رہے تھے۔ پہلے تو یہ سوچا بھی نہیں جاتا تھا کہ یہودیوں کی پراسرار تنظیم تک کوئی پہنچ سکتا ہے یا اس کے ایک ممبر کو بھی پہچان سکتا ہے مگر اب تو وہ سایہ پوری تنظیم کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر چلا گیا تھا۔

وہ تنظیم کا سربراہ تھا لیکن اس کے سامنے مارٹن رسل' ٹیری آدم' ٹالبوٹ اور مونا رو جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے مارے گئے تھے اور وہ بڑی بے بسی سے یہ مناظر دیکھتا رہا تھا۔

صرف اتنا ہی نہیں' وہ سایہ کہہ گیا تھا کہ داؤد منڈولا کی لاش لے کر حکمرانوں سے ملاقات کرنے آئے گا۔

اب تو صرف دیوی اسے بچا سکتی تھی۔ یا عقل کہہ رہی تھی کہ فوراً سائے سے بہت دور چلا جائے۔ اپنا ملک اسرائیل چھوڑ دے اور کسی دوسرے ملک میں نام بدل کر رہائش اختیار کر لے۔ اسے دیوی کی پراسرار قوتوں پر بھروسا تھا لیکن مصیبت کے وقت وہ پراسرار قوت نہ رہی تو پھر وہ بھی مارٹن رسل وغیرہ کی طرح اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

فلائٹ میں جگہ مل سکتی ہے اور کتنی جلدی ایک نئے چہرے اور نئے نام سے پاسپورٹ حاصل ہو سکتا ہے۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایک گھنٹے کا کام ایک منٹ میں ہو سکتا تھا مگر نہیں ہو رہا تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے جہاں پہنچنا چاہتا تھا وہاں نہیں پہنچ رہا تھا' کہیں دوسری جگہ چلا جاتا تھا۔

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا 'یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کیا میری خیال خوانی میں کوئی نقص پیدا ہو گیا ہے؟'

اسے اپنے دماغ میں روبینہ کی آواز سنائی دی "ہاں یہی سمجھو۔ میری مرضی کے بغیر تم خیال خوانی بھی نہیں کر سکو گے۔"

وہ بولا "دیوی جی! آپ کہاں چلی گئی تھیں۔ میں بالکل بے بس ہو گیا ہوں۔ میری تنظیم کے چار بہترین خیال خوانی کرنے والے مارے گئے ہیں۔ اب وہ مجھے مار ڈالنے کے درپے ہے۔"

"میں ابھی تھوڑی دیر پہلے آئی ہوں۔ تمہارے خیالات پڑھ رہی اور معلوم کرتی رہی کہ تمہاری تنظیم کے ساتھ کیا ہو چکا ہے مجھے افسوس ہے۔ چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا مارا جانا معمولی بات نہیں ہے۔ پتا نہیں وہ کس مکار اور چالباز کا سایہ ہے۔ اس نے تو تباہی مچا دی ہے۔"

"دیوی جی! وہ تو جوڈی نارمن کا سایہ تھا۔ وہ خود اعتراف کر رہا تھا۔"

"وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ وہ جوڈی نہیں بلکہ دوسرا سایہ ہے جس نے جوڈی سے گولیاں چھین کر کھائی تھیں۔"

"اگر وہ جوڈی نہیں ہے تو پھر خود کو جوڈی کیوں کہتا ہے؟"

"شاید وہ چاہتا ہے کہ یہاں دوسرے سائے کا علم نہ ہو۔ وہ جانتا ہے کہ جوڈی نے تم لوگوں سے انتقام لینے کی بات کی تھی اس لئے وہ جوڈی کے کاندھے پر بندوق رکھ کر چلا رہا ہے۔"

"کیا آپ اس دوسرے سائے کے خیالات نہیں پڑھ سکتیں؟"

"نہیں' میں نے عمان میں ہی اس کے اندر جا کر اس کے خیالات پڑھنے کی کوشش کی تھی مگر شاید کسی نے اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ وہ مجھے اپنے اندر محسوس نہیں کرتا اس کے باوجود اس کے خیالات سمجھ میں نہیں آتے۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ کسی انجانی زبان میں سوچ رہا ہو۔"

"اگر وہ انجانی زبان میں سوچتا ہے' کسی دوسرے ملک کا باشندہ ہے تو ہم سے کیوں دشمنی کر رہا ہے؟"

"یہی تو سمجھنا ہے کہ وہ کون ہے؟ اتنے زبردست کارنامے جوڈی کے نام سے کیوں کر رہا ہے؟ اور اسے کیا فائدہ حاصل ہو رہا ہے؟"

"آپ مجھ سے زیادہ سمجھ دار ہیں پھر بھی مشورہ دیتا ہوں جس طرح روبینہ کے ذریعے آپ مجھ سے باتیں کرتی ہیں اسی طرح

میری لاش یہاں کے حکمرانوں تک پہنچا دے گا۔"

"وہ خود کو جوڈی بنا کر رکھنے کے لئے آپ نے چیلنج کے مطابق تمہیں بھی قتل کرنا چاہے گا۔ میں نے تم سے پہلے بھی کہا ہے کہ یہاں سے باہر نہ نکلنا۔ میں جلد ہی اسے بے نقاب کروں گی اور اسے بھی اپنا تابعدار بناؤں گی۔ میں ابھی اس کے پاس جا رہی ہوں۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی 'انسانی دماغ بھی کیسے کیسے تماشے دکھاتے ہیں۔ بیشتر ایسی سائنسی ایجادات ہیں' جو عقل سے بعید ہیں۔ ہم ایک ملک کے لوگوں کو ٹی وی اسکرین پر ہر ملک میں دیکھتے ہیں اور انہیں بولتے ہوئے سنتے ہیں۔ ایک شخص دوسرے شخص کے اندر چھپی ہوئی باتیں معلوم کر لیتا ہے۔ میں خود مقفل دماغوں میں پہنچ جاتی ہوں اور کوئی میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا ہے لیکن اس دوسرے سائے نے تو حیران کر دیا ہے۔ زبان سے انگریزی بولتا ہے' دماغ کے اندر پہنچتی ہوں تو اس کی سوچ کی لہریں انجانی زبان بولنے لگتی ہیں۔'

پارس کسی بھی مشن کے دوران اپنی اصلی آواز اور لہجے میں نہیں بولتا تھا لیکن جس آواز میں بھی بولتا تھا اسے سن کر کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس کے اندر پہنچ جاتا تھا۔ جناب تبریزی صاحب نے اس پر ایسا عمل کیا تھا کہ اس کے دماغ کو عجوبہ بنا دیا تھا۔ دیوی شی تارا اسے حاصل کرنے کے لئے زیر زمین زندگی گزار رہی تھی' طرح طرح کے حربے استعمال کر رہی تھی لیکن تقدیر اسی کو کہتے ہیں کہ انسان منزل پر پہنچ کر بھی منزل سے دور رہتا ہے۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کر کے اس کے اندر آئی پھر بولی "میں تم سے باتیں کرنے آئی ہوں۔"

پارس کی سوچ کی لہروں نے کہا "شرنم دریا تولا کرنا ٹم کرنا ٹم۔۔۔۔"

"یہ کون سی زبان بول رہے ہو۔ ہماری دنیا کے کسی خطے میں یہ زبان نہیں بولی جاتی ہے' کیا تم خلا سے آئے ہو؟"

"وخلا ناہنار سم چلبلی چلبلی چلبلی۔۔۔۔۔"

"تم زبان سے انگریزی بولتے ہو۔ تمہاری سوچ کی لہریں انگریزی کیوں نہیں بولتی ہیں؟"

پارس کے سائے نے ایک کاغذ پر انگریزی میں لکھا "این ان نون کنٹرول روم' کنٹرولز مائی برین" (ایک نامعلوم کنٹرول روم میرے دماغ کو کنٹرول کر رہا ہے)

"وہ کنٹرول روم کہاں ہے؟ تم کس کے آلۂ کار ہو؟ کچھ تفصیل بتاؤ۔"

وہ کاغذ سائے کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور قلم اس سائے کے اندر جا کر یوں گم ہو گیا جیسے لباس کے اندر چھپ گیا ہو۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ کسی نامعلوم کنٹرول روم سے انگریزی زبان میں اس سے زیادہ جواب نہیں ملے گا۔

دیوی شی تارا اپنی جگہ حاضر ہوئی اور اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ کبھی اس کے باپ نے بھی ایسی زبان نہیں سنی تھی اور ایسی خلائی مخلوق نہیں دیکھی تھی۔ وہ زیر زمین رہتی تھی اس لیے اس نے... ٹی وی پر وہ سب کچھ نہیں دیکھا تھا جو عمان کے اجلاس میں ہوا تھا۔ اس طرح اس نے پارس کو بھی اس اجلاس میں ایک ملازم کی حیثیت سے نہیں دیکھا تھا۔ البتہ سنا تھا کہ اس ملازم نے ایک ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے اجلاس کے تمام حاضرین کے لیے جان کا خطرہ پیدا کر دیا تھا۔ پھر جوڈی نارمن سے ایک ڈبیا چھین کر اس میں سے ایک گولی کھا کر سایہ بن گیا تھا۔ دیوی نے یہ تمام باتیں دوسرے کے دماغ سے معلوم کی تھیں اور یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ جسے خلائی مخلوق کہہ رہی ہے' وہ ٹی وی پر مکمل انسان نظر آ رہا تھا۔

اور دیوی شی تارا کا دماغ بھی تسلیم نہیں کرتا تھا کہ وہ خلائی مخلوق ہے۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ دوسرا سایہ خود کو چھپا رہا ہے اور یوں الٹی سیدھی زبان بول کر دیوی کا مذاق اڑا رہا ہے۔ وہ اس طرح مذاق اڑانے کی سزا اسے دے سکتی تھی۔ اس نے پھر اس کے دماغ میں آ کر ایک زبردست زلزلہ پیدا کیا۔ یہ ایسا زلزلہ تھا کہ کوئی کمزور ہوتا تو برداشت نہ کر پاتا اور مر جاتا۔ اگر کوئی شہ زور ہوتا تو اپنا دماغی توازن کھو بیٹھتا مگر اس کی سوچ کی لہروں نے کہا "چلبلی' چلبلی' چلبلی۔۔۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ اپنی جگہ واپس آ گئی۔ اس نے اپنی ڈمی شی تارا کے دماغ سے معلوم کر لیا تھا کہ پارس کے چور خیالات کوئی نہیں پڑھ سکتا لیکن وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک لیتا ہے۔ ابھی اس نے دیوی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا تھا' دماغ کے اندر دیوی کے بولنے پر بھی حیران نہیں ہوا تھا اور چور خیالات پڑھنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ اجنبی زبان نہیں سمجھتی تھی۔ بہرحال وہ سایہ اسے پارس سے بالکل مختلف لگا تھا جبکہ وہ دل میں پارس کو پالینے کی امید لیے بار بار اس سائے کو جاننے اور پہچاننے کی کوششیں کرتی رہی تھی۔

وہ روبینہ کی آواز میں منڈولا سے بولی "اس سائے کی سوچ کی لہریں اجنبی زبان بولتی ہیں۔ میں اس کے خیالات پڑھنے سے قاصر ہوں۔"

"مگر دیوی جی! وہ تو فر فر انگریزی بولتا ہے۔"

"وہ خود نہیں بولتا ہے۔ وہ محض ایک آلۂ کار ہے۔ کسی تنظیم کے کنٹرول روم سے جس طرح کنٹرول کیا جاتا ہے' اسی طرح وہ بولتا اور حرکت کرتا ہے۔ میں ابھی اس کے دماغ کو اچھی طرح ٹٹول چکی ہوں۔"

"اس کا مطلب ہے کوئی نامعلوم تنظیم جوڈی کا نام لے کر خود کو چھپا رہی ہے۔ اسی تنظیم نے ہماری یہودی تنظیم کو تقریباً ختم کر دیا ہے۔"

"کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ میں اس نامعلوم تنظیم کو

متعلق بعد میں معلوم کروں گی۔ ابھی ایک ضروری معاملے میں مصروف ہوں۔ تمہیں سمجھاتی ہوں کہ جوڈی اور اس دوسرے سائے کے دماغوں میں نہ جانا۔ ہو سکتا ہے وہ نامعلوم تنظیم والے تمہاری ہی خیال خوانی کے انتظار میں ہوں' ان کے پاس ایسی تکنیک ہو کہ تمہاری سوچ کی لہروں کے ذریعے سمت معلوم کرکے تمہاری شہ رگ تک پہنچ جائیں۔"

وہ سہم کر بولا "نن.... نہیں' نہیں۔ میں کسی کے دماغ میں نہیں جاؤں گا۔ جب تک تم اجازت نہیں دوگی' خیال خوانی نہیں کروں گا۔"

دیوی شی تارا اس کے دماغ سے نکل کر جوڈی نارمن کے اندر آگئی۔ پچھلی بار وہ جوڈی کو ایک جوان ڈاکٹر کے گھر میں چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ وہ ڈاکٹر اپنے مکان میں تنہا رہتا تھا۔ بہت ذہین اور تجربہ کار مانا جاتا تھا۔ رات کے وقت اس نے ڈاکٹر پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا تابعدار بنالیا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ رات کے تین بجے تک سوتا رہے پھر بیدار ہو کر اپنی کار میں کہیں چلنے کے لیے تیار ہو جائے۔

جوڈی نے جو عمل کیا تھا' اس میں دیوی شی تارا کا تعاون حاصل تھا اور یہ پروگرام تھا کہ ڈاکٹر رات کے تین بجے بیدار ہو کر سفر کی تیاری کرے گا۔ ایک ایسا بیگ بھی اپنی ڈکی میں رکھے گا جس میں چھوٹی بڑی چھینیاں اور ہتھوڑیاں ہوں گی' جن کے ذریعے وہ ان فارمولوں کے پہلے حصے کو ایک چٹان پر کندہ کریں گے۔ جس چٹان کا تعین کیا گیا تھا' وہاں پہنچنے تک صبح کے چھ بج جاتے پھر دن کی روشنی میں فارمولا کندہ کرنے کا پہلا مرحلہ طے ہو جاتا۔

دیوی شی تارا نے رات کے گیارہ بجے دیکھا' تنویمی عمل ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر گہری نیند میں تھا اور جوڈی کا سایہ بھی اسی مکان کے ایک کمرے میں سو رہا تھا تاکہ تین بجے بیدار ہو سکے۔ دیوی بھی مطمئن ہو کر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔

ثانی اور علی نے رات کے گیارہ بجے کھانا کھایا۔ وہ بولی "اب صرف ایک ڈائریکٹری رہ گئی ہے۔ اس میں جتنے ڈاکٹروں کے نام ہیں' انہیں بھی ہم فون کرکے آزمالیں گے۔"

علی نے کھانے کے بعد کہا "یہ بڑا تھکا دینے والا کام ہے۔ ہم اب تک تقریباً اسّی فون کر چکے ہیں۔ دل تو نہیں چاہتا کہ اور محنت کی جائے مگر کرنا ہوگا۔ محنت سے تھکن ہوتی ہے لیکن تھکنے والے ہی کامیاب ہوتے ہیں۔"

انہوں نے کھانے سے فارغ ہو کر ٹیلی فون ڈائریکٹری کا آخری حصہ نکالا پھر اس میں سے ایک ایک ڈاکٹر کا فون نمبر دیکھ کر ڈائلنگ کرنے لگے۔ آدھی رات کے بعد ایک ڈاکٹر نے فون پر پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

ثانی معمول کے مطابق اس کی آواز سنتے ہی اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ ڈاکٹر نے سانس روک لی۔ وہ خوش ہو کر ریسیور رکھ کر بولی

"علی! وہ مل گیا۔ اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی ہے۔ مجھے اس کے چور خیالات پڑھنے چاہئیں۔"

علی نے ڈائریکٹری دیکھی۔ اس فون نمبر والے ڈاکٹر کا نام ڈیمون ایروز تھا۔ اس کے مکان کا پتا بھی درج تھا۔ علی نے کہا "اگر یہی ہمارا ٹارگٹ ہے تو تمہیں یہاں آرام سے بیٹھ کر خیال خوانی کرنا ہوگی اور دوبارہ اس پر تنویمی عمل کرنا ہوگا لہٰذا تم یہاں رہو۔ میں وہاں جا کر تمہارے لیے اس ڈاکٹر کی کھوپڑی میں جانے کا راستہ بناتا ہوں۔"

علی نے لباس تبدیل کیا پھر کار میں بیٹھ کر ڈاکٹر ڈیمون ایروز کے مکان کے سامنے پہنچ گیا۔ کار سے اتر کر اس کے دروازے پر آیا' جو اندر سے مقفل تھا۔ علی کے لیے ایسے دروازے اور تجوریاں کھولنا معمولی بات تھی۔ وہ دروازہ کھول کر اندر پہنچ گیا۔ ثانی اس کے اندر موجود تھی اور سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ ایک کمرے میں بستر خالی سا لگ رہا تھا لیکن زیرو پاور کی روشنی میں ایک سایہ نیند میں غافل دکھائی دے رہا تھا۔

ثانی نے کہا "علی! یہ یقیناً جوڈی ہوگا۔ ہم صحیح جگہ پہنچ رہے ہیں۔"

علی دبے قدموں چلتا ہوا دوسرے کمرے میں آیا۔ وہاں ایک شخص سو رہا تھا۔ علی نے مکان کے دوسرے حصوں کو بھی دیکھا۔ وہاں اور کوئی نہیں تھا۔ اس سے پتا چلا کہ وہ سونے والا شخص [illegible] ڈاکٹر ڈیمون ایروز ہے۔ اس نے بستر کے پاس آکر ایک ہاتھ [illegible] گلے کو دبوچ لیا اور دوسرا ہاتھ منہ پر رکھ دیا تاکہ وہ منہ سے آواز [illegible] نکال سکے۔ اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ وہ سہم کر علی کو دیکھ رہا تھا [illegible] اس قابل نہیں تھا کہ سانس روکتا کیونکہ گلا دبانے کے باعث بڑ[illegible] مشکل سے سانس آرہی تھی۔

ثانی نے اس کے اندر پہنچ کر ایک ہلکا سا جھٹکا دیا۔ وہ دماغ[illegible] تکلیف سے تڑپنے لگا پھر اس پر یہ کمزوری طاری ہونے لگی۔ ثا[نی] نے علی سے کہا "اب آجاؤ۔ میں نے ایک ہی جھٹکے کے بعد معلو[م] کر لیا ہے کہ اس پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔"

علی اس مکان سے چلا گیا۔ ثانی ڈاکٹر کے خیالات پڑھ [کر] معلوم کرنے لگی کہ آج رات اس پر کیا گزری۔ وہ بتانے لگا کہ [illegible] صحیح طور پر کچھ نہیں جانتا ہے۔ اتنا معلوم ہے کہ رات کے تین [بجے] نیند سے بیدار ہو کر ایک بیگ میں مختلف چھینیاں اور ہتھوڑیا[ں] لے کر اپنی کار میں جافہ سے بیس میل دور ایک پہاڑی پر جانا [illegible] اس کی کار میں ایک انسان کا سایہ ہوگا اور وہ اس سا[ئے کے] احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا۔

ثانی نے اسے تھپک تھپک کر سلا دیا پھر اس نے [illegible] کیا اور تمام حالات بتانے کے بعد کہا "جوڈی نے ا[illegible] عمل کیا تھا اور تاکید کی تھی کہ تین بجے رات تک سوتا ر[ہے] لیکن میں نے اسے پونے دو بجے بیدار کیا ہے۔ کیا جوڈی کے [illegible] عمل میں گڑبڑ ہوگی اور وہ ڈاکٹر پر شبہ کرے گا؟"

میں نے کہا "مجھے اس ڈاکٹر کے پاس پہنچاؤ۔ میں پچویشن کو سنبھال لوں گا۔"

اس نے مجھے ڈاکٹر ڈیمون ایروز کے اندر پہنچا دیا۔ میں نے تھوڑی دیر اس کے خیالات پڑھے پھر جوڈی نارمن کی آواز اور لہجہ اختیار کرکے کہا "میں نے تمہیں رات کے تین بجے تک تنویمی نیند مکمل کرنے کو کہا تھا لیکن ایک ضرورت کے تحت تمہیں جگانا پڑا۔ میں تمہارا عامل ہوں پھر سے عمل کرتا ہوں' کیا میرا نیا حکم یاد رکھوگے؟"

اس کے خوابیدہ دماغ نے کہا "جی ہاں۔ میں آپ کا معمول ہوں' آپ کا حکم یاد رکھوں گا۔"

"تم میرے سابقہ حکم کے مطابق ٹھیک تین بجے رات کو بیدار ہو جاؤگے اور اتنی دیر میں تمہاری تنویمی نیند مکمل ہو جائے گی۔"

اس نے کہا کہ وہ سابقہ حکم کے مطابق ہی بیدار ہوگا۔ میں نے کہا "اور میں حکم دیتا ہوں کہ اس دوران تمہاری نیند میں جو خلل پڑا تھا اور جس نے یہاں آکر مداخلت کی تھی' تم ان سب باتوں کو بیدار ہونے کے بعد بھول جاؤگے۔"

اس نے پھر حکم کی تعمیل کی' وعدہ کیا اور سو گیا۔ ثانی مطمئن ہو کر اپنی جگہ حاضر ہو گئی پھر اس نے پارس کو مخاطب کیا اور بتایا کہ جوڈی آج ایک ڈاکٹر کو صبح چار بجے تک جافہ سے بیس میل دور ایک پہاڑی پر لے جائے گا اور وہاں اس ڈاکٹر سے کوئی اہم کام لے گا۔ اگر وہ اور علی اس کے تعاقب میں جائیں گے تو اسے شبہ ہو سکتا ہے۔

پارس نے کہا "تم دونوں آرام کرو۔ میں ان کا تعاقب کروں گا۔ ڈاکٹر کے مکان کا پتا بتاؤ۔"

ثانی نے اسے پتا بتایا۔ وہ بولا "ٹھیک ہے۔ اب تم آرام کرو۔"

وہ بولی "کیا بات ہے' کچھ سنجیدہ سے لگ رہے ہو۔ تمہاری زندہ دلی کیا ہوئی؟"

"تمہیں ستانے میں مزہ آتا ہے مگر آج ایک خیال خوانی کرنے والی میرے اندر آئی تھی۔ میں نے اسے اُلو بنایا ہے لیکن تب سے سوچ رہا ہوں کہ وہ وہی پراسرار زیر زمین رہنے والی دیوی ہے۔ اس کی سوچ کی لہروں کو کوئی محسوس نہیں کرتا ہے۔ صرف میری چھٹی حس نے بتایا کہ میرے اندر کوئی ہے۔"

"میں سمجھ گئی۔ تم یہ سوچ رہے ہو کہ دنیا والوں سے دور اور زیر زمین رہنے والی تمہارے پاس کیوں آئی تھی؟ کیا اس لیے آئی تھی کہ اسے بھی سایہ بنا دینے والی گولیوں سے دلچسپی ہے؟"

"ہاں' ہندوستان میں بڑے سادھو سنت اور رشی منی کہلانے والے' بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور زمین کی تہ وغیرہ میں جا کر دھیان گیان میں مصروف رہتے ہیں تاکہ پراسرار علوم حاصل کر سکیں۔ اس زیر زمین رہنے والی کے لیے سایہ بن جانا بھی ایک پراسرار علم ہوگا اس لیے وہ صرف مجھ میں نہیں' جوڈی میں بھی دلچسپی لے رہی ہوگی۔"

ثانی نے کہا "اوہ خدایا! اب تمہاری بات سمجھ میں آئی۔ تم نے تو اسے اپنے دماغ کے اندر سے مایوس کرکے بھیج دیا لیکن جوڈی نارمن نے اسے محسوس نہیں کیا ہوگا اور اب وہ جو کچھ کر رہا ہے۔ اس کا علم دیوی کو ہو رہا ہوگا۔"

"ہاں' میں اسی لیے سنجیدگی سے سوچ رہا ہوں کہ ابھی جوڈی ڈاکٹر کے ساتھ جہاں جانے والا ہے' وہاں دیوی برابر جوڈی کے اندر موجود رہے گی۔"

"ہاں۔ یہ تشویش کی بات ہے۔ پتا نہیں وہ کیا گڑبڑ کرے گی۔ پھر تو مجھے بھی تمہارے دماغ میں رہنا چاہیے۔"

"نہیں' تم آرام کرو۔ میرے ساتھ باربرا رہے گی۔ اگر بات بڑھے گی تو باربرا تمہیں بلا لے گی۔ اچھا شب بخیر۔"

پارس نے گھڑی دیکھی۔ تین بج چکے تھے۔ وہ جس مکان میں تھا اس کے سامنے ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اسٹیرنگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا پھر اسے اسٹارٹ کرکے ڈرائیو کرنے لگا۔ باربرا اس کے اندر موجود تھی۔ اس نے کہا "ثانی آنا چاہتی تھی۔ تم نے اسے آرام کرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ آخر مجھے ہی اپنے پاس کیوں بلاتے ہو؟"

"تم کتنی بے شرم ہو کہ میں بلاتا ہوں اور تم چلی آتی ہو۔"

"بکواس کروگے تو چلی جاؤں گی۔"

"دیکھو' ازبکستان میں تم آپریشن کے بعد مکمل ایک لڑکی بن چکی ہو۔ اسے تسلیم کرلو' آخر کب تک خود کو مرد سمجھتی رہوگی؟"

"دوسری باتیں کرو۔ میں مرد ہوں اور مرد ہی رہوں گی۔"

"کتنا اچھا فقرہ ہے کہ مرد ہی رہوں گی۔ تم نے اردو قواعد کی تذکیر و تانیث کو خوب ملایا ہے۔ اس طرح تم بھی عورت مرد بن کر ہی کسی سے شادی کرو۔ سہاگ رات کو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔"

"تم کوئی اور کام کی بات نہیں کرسکتے؟"

"سب سے اہم کام کی بات یہی ہے۔ یہ بات ہوتی ہے تو ہماری دنیا قائم رہتی ہے۔"

"تم سے تو اللہ بچائے۔ اب میں خاموش رہوں گی۔"

وہ ڈاکٹر ڈیمون ایروز کے مکان سے ذرا دور رک گئے۔ ڈاکٹر اپنی کار کی ڈکی کھول کر وہ بیگ رکھ رہا تھا جس میں کندہ کرنے کے آلات رکھے ہوئے تھے پھر وہ اسٹیرنگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ بظاہر دور سے تنہا دکھائی دے رہا تھا مگر اس کے ساتھ جوڈی کا سایہ ضرور ہوگا۔ وہ کار چل پڑی۔

پارس ایک طویل فاصلہ رکھ کر تعاقب کرنے لگا۔ اس کی کار کی کھڑکیوں کے کلرڈ شیشے چڑھے ہوئے تھے۔ اگر وہ شیشے نہ ہوتے تو

کار کے اندر بیٹھنے والے دکھائی دیتے جبکہ بیٹھنے والا کوئی نہیں تھا' پارس کا سایہ تھا۔ خود پارس کار چلاتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

ڈاکٹر کی گاڑی ایک پیٹرول پمپ پر رک گئی۔ پارس اپنی کار سے اتر گیا۔ صبح ہونے والی تھی۔ ابھی نیم تاریکی تھی' راہ گیر نہیں تھے۔ اِکّا دُکّا کاریں گزرتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔ ایسے میں پارس کے سائے کو کسی نے نہیں دیکھا۔ وہ ڈاکٹر کی کار کی چھت پر آکر لیٹ گیا کیونکہ آگے چل کر ڈاکٹر کی گاڑی مین روڈ سے ہٹ کر ایک ذیلی سڑک پر پہاڑی کی طرف جانے والی تھی جہاں اتنی صبح گاڑیاں نہیں چلتی تھیں۔ پارس اپنی کار میں آتا تو تعاقب کرتا ہوا ضرور دکھائی دیتا۔ اب ڈاکٹر یا جوڈی شبہ نہیں کرسکتے تھے۔

وہ کار پیٹرول پمپ سے آگے بڑھ گئی۔ اسے بظاہر ایک ڈاکٹر چلا رہا تھا مگر اس کار میں پانچ افراد تھے۔ ڈاکٹر کے ساتھ جوڈی کا سایہ اور جوڈی کے دماغ میں' دیوی شی تارا تھی۔ چھت پر پارس کا سایہ اور پارس کے دماغ میں باربرا موجود تھی۔ کسی بھی انسان کی آنکھ صرف ڈاکٹر کو دیکھ سکتی تھی حتیٰ کہ ڈاکٹر بھی اپنے سوا کسی کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ وہ خود کو تنہا سمجھ رہا تھا۔

آخر وہ چند چھوٹی بڑی پہاڑیوں کے درمیان آگئے۔ ادھر ویرانی اور سناٹا تھا۔ کوئی پختہ سڑک بھی نہیں تھی۔ شاذونادر ہی ادھر سے کسی کا گزر ہوتا تھا۔ ڈاکٹر نے کار کی ڈکی سے ایک چھوٹے بیگ کو اٹھایا اور پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ اس حصے میں پارس کا سایہ پتھروں اور چٹانوں کی آڑ میں چھپتا چل رہا تھا تاکہ جوڈی اور دیوی شی تارا نہ دیکھ سکیں۔ ڈاکٹر اچھی خاصی اونچائی پر رک گیا۔ جوڈی نے اس سے کہا "یہ ہموار چٹان ٹھیک رہے گی۔ بیگ سے آلات نکالو۔"

ڈاکٹر معمول اور تابعدار تھا۔ اس نے بیگ کھول کر آلات نکالے۔ چٹان پر جوڈی کا سایہ پڑ رہا تھا۔ سورج کی کرنیں اس اونچی چٹان پر کسی رکاوٹ کے بغیر پہنچ رہی تھیں۔ جوڈی کے سائے نے اپنے لباس میں ہاتھ ڈال کر چند کاغذات نکالے' وہ کاغذات فضا میں معلق نظر آنے لگے۔ سائے نے اس میں سے ایک کاغذ نکال کر ڈاکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "اس کاغذ کی پہلی چار سطریں اس چٹان پر کندہ کرو۔ اس کے بعد والی سطریں کسی دوسری پہاڑی کی چٹان پر کندہ کی جائیں گی۔"

ڈاکٹر نے وہ کاغذ لے لیا۔ باقی کاغذات پھر سائے کے اندر جاکر چھپ گئے۔ یعنی سائے نے باقی کاغذات کو اپنے لباس میں چھپالیا تھا۔ وہ کوئی جادوئی منظر لگتا تھا۔ اگر کوئی دیکھنے والا ہوتا تو اسے جادو ہی سمجھتا۔

ویسے دیکھنے والے ایسی جگہ کسی مجبوری سے آتے ہیں۔ چور' ڈاکو یا حکومت کے باغی چھپنے کے لیے ایسی ہی ویران جگہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ ایک نوجوان ذرا فاصلے پر دوسرے بڑے پتھر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا۔ اس نے بہت پہلے ہی ڈاکٹر کو ایک بیگ اٹھائے بلندی کی طرف آتے دیکھا تھا۔ کوئی اس کے ساتھ نظر نہیں آرہا تھا۔ نوجوان نے سوچا' اسے آنے دیا جائے۔ اگر دشمن ہوگا' اسے تلاش کررہا ہوگا تو مقابلے میں ایک شخص کو مار گرانا اس کے لیے آسان تھا اس لیے وہ ایک بڑے پتھر کے پیچھے چھپ گیا تھا۔

اب وہ نوجوان حیرانی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا تھا اور سن رہا تھا۔ ڈاکٹر کے علاوہ کوئی بول رہا تھا۔ اسے بیگ سے آلات نکالنے کو کہہ رہا تھا لیکن وہ بولنے والا نظر نہیں آرہا تھا۔ البتہ ڈاکٹر کے علاوہ ایک سایہ چٹان پر دکھائی دے رہا تھا۔

پھر اس نوجوان کے لیے مزید حیران کرنے والا منظر دکھائی دیا۔ سائے نے ایک کاغذ نکال کر ڈاکٹر کو دیا تھا۔ وہ کاغذ دکھائی دے رہا تھا جسے ڈاکٹر نے لیا تھا۔ باقی کاغذات پھر سائے کے اندر چھپ گئے تھے اور وہ سایہ ڈاکٹر سے کہہ رہا تھا کہ اس کاغذ کی صرف چار سطریں اس چٹان پر کندہ کی جائیں۔ اس کے بعد والی سطریں کسی دوسری پہاڑی کی چٹان پر نقش کی جائیں گی۔

ان باتوں سے نوجوان نے سمجھ لیا کہ ان تمام کاغذات کی تحریریں اہم ہیں۔ انہیں مختلف مقامات پر کندہ کیا جائے گا تاکہ کوئی ان تحریروں کو ایک ساتھ ایک جگہ نہ پڑھ سکے۔ شاید وہ سایہ سوچ رہا ہوگا کہ وہ کاغذات بھیگ سکتے ہیں' جل سکتے ہیں یا اس سے چھینے جاسکتے ہیں اسی لیے وہ اہم تحریروں کو چٹانوں پر نقش کرارہا تھا۔

وہ نوجوان اپنے طور پر ایسا سوچ رہا تھا کہ پھر ایک چونکا دینے والا منظر دکھائی دیا۔ چٹان پر جو سایہ تھا' اس کا ہلکا ہلکا سا انسانی جسم جھلک رہا تھا۔ وہ جھلک مستقل ہوتی جارہی تھی۔ یعنی جوڈی نے جو گولی کھائی تھی' اب اس کا اثر ختم ہورہا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کا انسانی جسم پوری طرح نمودار ہوگیا۔

ڈاکٹر ڈیمون ایروز نے چونک کر اسے دیکھا' پھر گھبرا کر پوچھا "تم کون ہو؟ ابھی تو میرے پاس کوئی نہیں تھا؟"

جوڈی نے کہا "میں تمہارا عامل ہوں۔ جو کہہ رہا ہوں فوراً کرو۔ یہ چار سطریں یہاں کندہ کرکے فوراً چلو۔"

ڈاکٹر نے دیوی کی مرضی کے مطابق کہا "جوڈی! تم نے سایہ بننے والی جو گولی کھائی تھی' اس کا اثر ختم ہوچکا ہے۔ اب اپنی جیب سے وہ ڈبیا نکالو جس میں آٹھ گولیاں ہیں اور وہ کاغذات بھی دو جن میں ایسی گولیاں بنانے کے فارمولے ہیں۔ مسٹر جوڈی! میں تمہارا نہیں' دیوی جی کا معمول اور تابعدار ہوں۔"

جوڈی نارمن نے حقارت سے کہا "ڈاکٹر! تیرا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ تو کس دیوی کی باتیں کررہا ہے۔ میں ابھی ایک گولی کھاکر پھر سایہ بن جاؤں گا اور تجھ سے یہی کام کراؤں گا جس کے لیے تجھے یہاں لایا ہوں۔"

اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ ڈبیا نکالی لیکن اسے کھول نہ سکا۔ ڈاکٹر نے دیوی کی مرضی کے مطابق جوڈی کے ہاتھ پر ایک لات ماری۔ وہ ڈبیا ہاتھ سے چھوٹ کر فضا میں اوپر کی طرف اچھل گئی پھر اوپر جاکر نیچے آنے لگی۔ ڈاکٹر اور جوڈی دونوں اسے کیچ کرنے کے لیے اوپر کو اچھلے مگر اس نوجوان نے ان سے زیادہ اچھل کر ان سے پہلے اس ڈبیا کو اپنی مٹھی میں لے لیا۔

ڈاکٹر اور جوڈی نے چونک کر اسے دیکھا کہ یہ تیسرا کہاں سے آگیا۔ ڈاکٹر نے دیوی کی مرضی کے مطابق پوچھا "کون ہو تم؟"

وہ نوجوان کیا جواب دیتا۔ وہ سوچ رہا تھا' آج تک میں نے زمین سے اوپر اتنی اونچی چھلانگ نہیں لگائی پھر کیسے چھلانگ لگا کر ڈبیا کو کیچ کرلیا؟'

وہ یہ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ اس کے اندر پارس کا سایہ سماگیا تھا اور اس سائے نے اسے اوپر کی طرف بے اختیار اچھال دیا تھا۔ ادھر دیوی منتظر تھی کہ نوجوان زبان سے کچھ بولے تو اس کے دماغ میں پہنچ جائے لیکن اس نوجوان نے ابھی ڈاکٹر کی زبان سے سنا تھا' اس نے کہا تھا "مسٹر جوڈی! میں تمہارا نہیں' دیوی جی کا معمول اور تابعدار ہوں۔"

اس فقرے نے نوجوان کو سمجھا دیا تھا کہ یہاں ٹیلی پیتھی جاننے والے یا ہپناٹائز کرنے والے موجود ہیں لہٰذا گونگا بن کر رہنا چاہیے۔ اس نے ڈاکٹر کے منہ پر ایک الٹا ہاتھ رسید کیا۔ مار کھاتے ہی اس کے ہاتھ سے کاغذ چھوٹ گیا۔ نوجوان نے کاغذ لے کر اسے تہ کیا پھر جیب میں رکھا۔ جوڈی اس سے کاغذ لینے کے لیے لپکا تو اس کی پٹائی شروع ہوگئی۔ اب یہ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وہ نوجوان بہترین فائٹر تھا یا اس کے اندر سمایا ہوا پارس اس کی پٹائی کررہا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے جوڈی کی گردن کو گرفت میں لیا پھر دوسرا ہاتھ اس کی جیب میں ڈال کر فارمولے کے تمام کاغذات نکال لئے۔

دیوی شی تارا کبھی ڈاکٹر اور کبھی جوڈی کے دماغوں میں جاکر چیخ رہی تھی "بزدلو! ایک نوجوان کا مقابلہ نہیں کرسکتے؟ اس سے فوراً کاغذات اور گولیاں چھین لو۔"

وہ دونوں اسی کوشش میں تھے اور یہ نہیں سمجھ پارہے تھے کہ نوجوان کے اندر ایک شیطان گھسا ہوا ہے۔ اس نے تمام کاغذات جیب میں رکھ لیے تھے اور اب ڈھلان کی طرف دوڑا جارہا تھا۔ دیوی اور جوڈی کے ہاتھوں سے ایک نہایت ہی غیر معمولی چیز نکلی جارہی تھی۔ وہ جوڈی کے زخمی ہونے کے باوجود اسے نوجوان کے پیچھے دوڑا رہی تھی اور پریشان ہورہی تھی کہ یہ تیسرا جوان کہاں سے آٹپکا ہے۔ نہ بولتا ہے' نہ دماغ میں آنے کا موقع دیتا ہے اور نہ ہی جوڈی اس پر غالب آرہا ہے۔

وہ گولیاں اور فارمولے جوڈی نارمن کے لیے بھی جان سے زیادہ عزیز تھے مگر وہ نوجوان پہاڑی کے نیچے ڈاکٹر کی کار میں پہنچ گیا تھا اور اسے اسٹارٹ کرکے جارہا تھا۔ جوڈی اس کار کے پیچھے دوڑ لگاتا گیا پھر ایک جگہ اوندھے منہ گر پڑا۔

ان لمحات میں زیرِ زمین رہنے والی دیوی شی تارا کی جھنجلاہٹ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اس اچانک ٹپک پڑنے والے نوجوان نے اسے اپنے اندر آنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اتنی اہم چیزیں ایک نامعلوم نوجوان کی تحویل میں رہیں اور آگے چل کر وہ نوجوان ایک غیر معمولی شخص بن جائے۔

اب ایک ہی مکّار اور ناقابلِ شکست سایہ تھا جس نے جوڈی کے نام سے کارنامے انجام دے کر یہودی تنظیم کا کباڑا کیا تھا۔ وہی اس نامعلوم نوجوان تک پہنچ سکتا تھا۔ یہ سوچتے ہی دیوی شی تارا نے اس دوسرے سائے کے دماغ میں چھلانگ لگائی اور کہا "غضب ہوگیا۔ ایک نوجوان جوڈی نارمن سے گولیاں اور فارمولے چھین کر لے جارہا ہے۔ پلیز اس کا سراغ لگاؤ۔ وہ جافہ کے قریب..."

وہ بولتے بولتے رک گئی۔ اس نے چونک کر دیکھا' جس کے دماغ میں وہ بول رہی ہے' وہی اس نوجوان کے اندر رہ کر کار ڈرائیو کررہا ہے اور اس کے جواب میں کہہ رہا ہے "چلبلی' چلبلی' چلبلی..."

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی اور مہادیو شیو شنکر کی مورتی کے آگے اوندھے منہ گر پڑی۔ دراصل وہ اوندھے منہ نہیں گری تھی۔ یہ بھی پوجا اور بھگتی کا ایک انداز تھا۔ جب مسلمان خدا کا شکر ادا کرتے ہیں تو سجدہ کرتے ہیں۔ ہندوؤں میں بھگوان کی مورتی کے آگے سجدہ کیا جاتا ہے لیکن عقیدت اور احترام یا کسی دلی صدمے کا اظہار کرنا ہو تو ہندو سجدے سے ذرا آگے بڑھ کر سر سے لے کر پاؤں تک اوندھے لیٹ جاتے ہیں۔ اس طریقے کو ڈنڈوت کرنا کہتے ہیں۔

دیوی شی تارا صدمات سے نڈھال ہو کر مہادیو کے سامنے آکر اوندھی لیٹ گئی پھر بولی "ہے شیو شنکر! آج تک مجھے کسی نے مات نہیں دی۔ چار برس سے زیر زمین ہوں۔ تیری پوجا کرتی ہوں۔ بھگوان کی بھگتی میں کوئی کمی نہیں چھوڑتی۔ تیری مہربانیوں سے میں نے ٹیلی پیتھی میں کمال حاصل کیا ہے۔ جوتش ودیا میں کبھی غلطی نہیں کرتی ہوں۔ ڈی شی تارا کے ذریعے باہر کی دنیا دیکھتی رہی ہوں۔ ناکامی یا کامیابی اپنی اس ڈمی پر چھوڑ دیتی ہوں لیکن جب میں کسی معاملے سے نمٹنا چاہتی ہوں تو ہمیشہ کامیاب رہتی ہوں۔ آج مگر آج.... مجھے ناکامی کیسے ہوگئی۔ میں نے کبھی کسی سے شکست نہیں کھائی مگر وہ دوسرا سایہ کون ہے؟ کون ہے وہ؟ وہ مجھ سے بازی کیسے لے گیا؟ وہ میری سمجھ میں کیوں نہیں آرہا ہے؟"

وہ ذرا خاموش ہوئی جیسے بھگوان سے جواب ملنے کی توقع ہو۔ پھر بولی "مجھے اتنا تو معلوم ہو کہ اس کا دھرم کیا ہے؟ نام کیا ہے؟ اس کی زبان کیا ہے؟ وہ تو عجیب زبان بولتا ہے۔ ہمیشہ آخر میں چلبلی چلبلی کہہ دیتا ہے' آخر اس کا مطلب کیا ہے؟"

وہ پھر چپ ہوگئی۔ ذرا سوچنے پر یاد آیا کہ چلبلی تو ہندی لفظ ہے۔ چلبلی اس لڑکی کو کہا جاتا ہے جو بہت شریر 'نٹ کھٹ' چالاک اور ایسی تیز طرار ہوتی ہے کہ اپنی حرکتوں سے دوسروں کا ناک میں دم کر دیتی ہے۔ دوسرے چلبلی کا نام سن کر کان پکڑتے ہیں۔ ہاتھ جوڑتے ہیں اور اس سے کتراتے ہیں۔

وہ زمین پر سے اٹھ گئی۔ سوچنے لگی 'کیا وہ ہندی زبان جانتا ہے اور مجھے چالاک' تیز طرار اور چلبلی مانتا ہے؟ مگر اصلیت کیا سمجھوں؟ آخر اس کا دماغ کس پتھر سے بنا ہے کہ میری خیال خوانی سے پگھلتا نہیں ہے؟

ایسے وقت پارس یاد آرہا تھا۔ اگر ڈی شی تارا سے اس کی دوستی ہوتی تو وہ اپنی مکاری سے اس دوسرے سائے کو ضرور قابو میں کرلیتا لیکن غلطی اپنی تھی۔ وہ کبھی کبھی اپنی ڈمی کے دماغ پر غالب آکر اسے مجبور کرتی تھی کہ پارس کو کسی طرح اپنا تابعدار بنائے کسی دوسرے ذریعے سے دشمنی کرکے اسے اپنے قابو میں کرے۔ جب وہ کشمیر میں تھا تو اس نے بھارتی فوج کے تمام افسروں کے ذریعے اسے گرفتار کرنے اور اپنا قیدی بنا کر رکھنے کی کوششیں کی تھیں۔ جب ہم تل ابیب میں مائیک ہرارے کی جگہ پارس کو لے آئے تھے اور اسے تنویمی عمل کے ذریعے مائیک ہرارے بنا کر یہودی تنظیم میں رکھنا چاہتے تھے تب یہ سب کچھ زیر زمین رہنے والی دیوی شی تارا خیال خوانی کے ذریعے دیکھ رہی تھی اور سمجھ رہی تھی کہ یہ سب سے سنہری موقع ہے۔ سب نے پارس پر اپنے طور پر عمل کرلیا ہے۔ اگر آخر میں اس کی طرف سے عمل ہو جائے تو وہ اس کا تابعدار بن جائے گا۔

یہ عمل وہ خود نہیں کرسکتی تھی۔ جوتش ودیا کے مطابق وہ پارس یا دنیا کے کسی شخص تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکتی تھی۔ اپنا اصل روپ نہیں دکھا سکتی تھی۔ اسی لیے اس نے دس برس کے لیے اپنی جگہ ڈی شی تارا کو رکھا تھا۔ اسی کے ذریعے پارس سے محبت قائم رکھتی تھی اور اسے اپنا تابعدار بنانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی۔ تل ابیب میں بھی اس نے سنہری موقعے سے فائدہ اٹھایا اور اپنی ڈی شی تارا کے دماغ پر غالب آکر اس پر تنویمی عمل کرایا۔ اسے اپنا تابعدار بنایا۔ بعد میں پتا چلا کہ ڈمی کے اس عمل کا بھید کھل گیا ہے اور پارس اسے بے وفا اور خود غرض کہہ کر ہمیشہ کے لیے اس سے دوری اختیار کرچکا ہے۔

اب دیوی شی تارا کو غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔ اگر وہ پارس کو نہ گنواتی تو آج اتنا اہم غیر معمولی گولیوں والا فارمولا کوئی دوسرا نہ لے جاتا۔ پارس اسے حاصل کرکے اسے ڈی شی تارا کو دیتا تو وہ اپنی ڈمی سے وہ چیزیں حاصل کرلیتی۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ پارس جب اپنی شی تارا سے بدظن ہو کر جاتا تھا تو مہینوں لاپتا رہتا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اس کے باپ کو بھی اپنے بیٹے کی خبر نہیں ہوتی تھی کہ وہ کہاں ہے اور کیا کرتا پھر رہا ہے؟ ڈی شی تارا اسے تلاش کرتی رہتی تھی پھر کبھی اتفاق سے مل جاتا تھا تو ڈمی سے صلح ہو جاتی تھی۔

دیوی شی تارا نے ڈمی تو بنالی تھی اور اسے پارس سے عشق کرنے کے لیے بھی چھوڑ دیا تھا لیکن بعض اوقات حسد اور جلا[illegible] میں مبتلا ہو جاتی تھی کیونکہ پارس اس کی خود غرضی کے باوجود ا[illegible] اتنا چاہتا تھا کہ اس کی پچھلی غلطیوں کو معاف کرکے پھر سے گلے لگالیتا تھا۔ جبکہ دیوی شی تارا اسے اپنا بنا کر رکھنے کے لیے اتن[illegible] تکالیف اٹھا رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ پارس اس کے سوا کس[illegible] اور کو ایسی دیوانگی سے چاہے جیسے انجانے میں ڈمی کو چاہتا ہے۔

ویسے حاسدانہ جذبات کے باوجود وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو جا[illegible] تھی کہ اب صرف چھ برس رہ گئے ہیں۔ جب پارس یقینی طور پر [illegible] بننے والا ہو گا تو وہ ڈی شی تارا کو ہمیشہ کے لیے غائب کردے گی [illegible] پارس کو دل سے چاہنے والی کو اس دنیا سے ہی رخصت کردے گی۔

بہرحال یہ بعد کی باتیں ہیں' ابھی دیوی شی تارا کو بری طر[illegible] پارس کی ضرورت پڑگئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ بڑے سے [illegible] میدان مارنے والا ہی ان گولیوں اور فارمولوں کو کہیں سے [illegible] ڈھونڈ کر لا سکتا ہے۔

ابھی یہ پچویشن تھی کہ وہ دوسرا سایہ گولیاں اور فارمولے لے کر ڈاکٹر ڈیمون ایروز کی کار میں فرار ہو رہا تھا۔ وہ ایک جوان کے جسم میں سمایا ہوا تھا اور وہ جوان کار چلا رہا تھا۔ ابھی اس سائے کو کہیں بہت دور جانے سے روکا جاسکتا تھا۔

اس نے روبینہ کی سوچ کی لہروں میں منڈولا کو مخاطب کیا' اسے ڈاکٹر کی کار کا رنگ اور نمبر بتائے اور کہا "تم اور الپا فوج اور پولیس کے اعلیٰ افسروں سے رابطے کرو اور شہر کی ناکا بندی کراؤ۔ جو نوجوان کار ڈرائیو کررہا ہے اسے فوراً گرفتار کراؤ۔ گرفتاری کے بعد اس نوجوان کی جیبوں سے جو چیزیں برآمد ہوں اور جو افسران چیزوں کو اپنی تحویل میں رکھے' تم اس افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر رکھو۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہارے پاس آؤں گی۔"

وہ واؤو منڈولا کے دماغ سے نکل کر ڈی شی تارا کے اندر آئی۔ ڈی شی تارا پوجا کے ساتھ منڈولا کی رہائش گاہ میں تھی۔ صبح بیدار ہونے کے بعد غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر پوجا کا انتظار کررہی تھی۔ اس کے آنے پر ناشتا کرنا چاہتی تھی اور پوجا دوسرے غسل خانے میں تھی۔ وہ کھانے کی میز پر بیٹھ کر سوچنے لگی۔ دوسرے لفظوں میں دیوی شی تارا اسے یہ سوچنے پر مائل کرنے لگی کہ وہ اپنے روٹھے ہوئے پارس کو کیسے مناسکتی ہے؟

اب سے پہلے وہ کئی بار معافی مانگنے کے لیے پارس کے دماغ میں گئی مگر وہ سانس روک لیتا تھا۔ اس کی زبان سے معافی کا لفظ بھی نہیں سنتا تھا اور وہ کبھی شرمندہ سی ہو کر' کبھی پریشان ہو کر سوچتی تھی۔ مجھے کیا ہو جاتا ہے؟ محبت میں وفاداری دل سے ہوتی ہے۔ دماغ پر قبضہ جمانے سے محبوب نہیں بلکہ ایک غلام ملتا ہے۔ اتنی عقلمندی سے سوچنے کے باوجود میں نے پچھلی بار اس کے دماغ پر تنویمی عمل کیا تاکہ وہ میرا صرف وفادار ہی نہیں بلکہ تابعدار بھی رہے۔ آہ! ناکام ہونے کے بعد اپنی غلطی کا احساس ہو رہا ہے۔ جب وہ میرا ہو ہی چکا تھا تو میں نے اس پر تنویمی عمل کیوں کیا؟ اب پچھتا رہی ہوں۔ کیا پچھتانے سے' اپنی غلطیوں کی معافی مانگنے سے وہ واپس مل جائے گا؟

پوجا نے آکر میز پر ناشتا رکھتے ہوئے پوچھا "دیدی! کیا سوچ رہی ہو؟"

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی "تمہارے جیجا جی بہت یاد آرہے ہیں۔"

وہ بولی "جب اپنی کوئی چیز گم ہو جائے تب پتا چلتا ہے کہ اس کی کتنی قدر و قیمت تھی۔"

"پوجا! کچھ سوچو۔ میں انہیں کیسے مناؤں؟"

"آپ پہلے بھی کئی بار غلطیاں کرکے ان سے معافی مانگ چکی ہیں' اس بار تو وہ بہت ناراض ہوں گے۔"

"میں تمہیں چھوٹی بہن سمجھتی ہوں۔ تمہاری قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میں پارس کو تابعدار نہیں بنانا چاہتی۔ ہمیشہ اس کی کنیز بن کر رہنا چاہتی ہوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں حماقت کیوں کر بیٹھتی ہوں۔" وہ ناشتا کررہی تھی اور کہہ رہی تھی "میں نے اسے کئی بار مخاطب کیا مگر وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتا ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔ وہ آپ کو بہت چاہتے ہیں۔ انہوں نے کئی بار آپ کی غلطیاں معاف کی ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں۔"

"مگر ابھی میرے دل و دماغ میں ایک ہلچل سی مچی ہوئی ہے۔ تم ان دونوں سایوں کے متعلق جانتی ہو۔ مجھے اپنی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں سے کام لے کر ان سے وہ راز حاصل کرنا چاہیے اور یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ اب تم بھی خیال خوانی کرتی ہو۔"

"ہم ان سایہ بننے والوں کے بارے میں کچھ جانتے ہوئے بھی بہت کچھ نہیں جانتے ہیں۔ پہلے میں امریکا میں تھی' وہاں سے عمان پہنچی۔ اب آپ کے ساتھ یہاں آگئی ہوں۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ کس نے مجھ پر تنویمی عمل کرکے مجھے آپ کے پاس پہنچایا تھا؟"

"نہیں' یہ بات اب تک سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ تم سپر ماسٹر سے متنفر ہو کر میرے پاس اسپتال کیسے پہنچ گئی تھیں۔"

"دیدی! میرا دل کہتا ہے کہ ایسا میرے جیجا جی نے کیا ہے۔ انہیں یہ پسند نہیں ہو گا کہ جسے چھوٹی بہن سمجھتے ہیں وہ سپر ماسٹر کے زیر اثر رہ کر کام کرے۔"

"تمہارا دل ٹھیک ہی کہتا ہے۔ اگر کوئی دشمن تم پر تنویمی عمل کرکے میرے پاس پہنچاتا تو وہ آلۂ کار بنا کر ہمیں اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ جیجا جی آپ سے ناراض ہونے کے باوجود آپ کو چاہتے ہیں۔ انہوں نے آپ کی دیکھ بھال کے لیے مجھے اسپتال بھیجا تھا۔"

"تم درست سوچ رہی ہو۔ میری ایک بات مانو پوجا! تم پارس سے رابطہ کرو۔ وہ تم سے ضرور باتیں کریں گے۔ تم اپنے جیجا جی کو اپنے پیار کی قسم دے کر میری غلطی معاف کراسکتی ہو۔"

وہ دونوں ناشتا کرنے کے دوران باتیں کررہی تھیں اور یہ نہیں سمجھ سکتی تھیں کہ دیوی شی تارا ایسی گفتگو کرکے انہیں پارس سے رابطہ کرنے پر مائل کررہی ہے اور وہ انہیں اس بات پر آمادہ کرچکی تھی۔

وہ چائے کا آخری گھونٹ لے کر بولی "جیجا جی سے میں بھی باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ ذرا دیکھوں' رابطہ ہوتا ہے یا نہیں؟"

دیوی شی تارا' پوجا کے اندر آگئی۔ وہ دیواروں پر پارس کی تصویریں لگا کر انہیں دیکھ کر اپنا دل بہلاتی تھی اور خود کو سمجھاتی تھی کہ بس چند برسوں کے بعد یہ میرا ہو جائے گا۔ وہ ڈی شی تارا کے اندر رہ کر پارس کی آوازیں سنتی تھی پھر اس کی آواز سننے کے لیے وہ پوجا کے اندر آگئی۔

پوجا نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر پارس کے پاس پہنچتے ہی

بولی "میں پوجا ہوں۔ سانس نہ روکنا۔"

پارس کی سوچ کی لہروں نے کہا "ابھی مجبور ہوں۔ بہت مصروف ہوں۔ دو چار گھنٹوں کے بعد رابطہ کرو۔"

اس نے سانس روک لی۔ پوجا نے شی تارا کو دیکھا پھر بولی "وہ کہیں بہت مصروف ہیں۔ مجھ سے مجبوری ظاہر کی ہے مگر یہ بھی کہا ہے کہ دو چار گھنٹوں کے بعد ان سے باتیں کرسکتی ہوں۔"

شی تارا نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "پوجا! مجھے یقین ہے کہ وہ تمہاری بات مان لیں گے اور مجھے معاف کردیں گے۔"

لیکن دیوی شی تارا مایوس ہوگئی تھی۔ وہ چاہتی تھی جلد سے جلد پارس اور شی تارا کی صلح ہوجائے پھر وہ ڈمی شی تارا کے ذریعے پارس سے کام لے سکے اور اسے اس دوسرے سائے تک پہنچنے پر آمادہ کرسکے مگر یہ کام اب فوراً نہیں ہوسکتا تھا۔ پارس سے دو چار گھنٹے بعد رابطہ ہونے والا تھا۔

وہ داؤد منڈولا کے پاس گئی تاکہ وہاں کی کارکردگی معلوم کرسکے۔ اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد پوجا نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا اور سانس روک لی پھر شی تارا سے بولی "کوئی میرے اندر آنا چاہتا تھا۔ میرا خیال ہے وہ پاشا ہوگا۔ سپر ماسٹر اس کے ذریعے مجھے تلاش کررہا ہوگا۔"

وہ پاشا نہیں تھا۔ پارس نے ثانی سے کہا تھا کہ وہ پوجا کے پاس جائے کیونکہ عمان میں ثانی نے ہی پوجا پر عمل کرکے اسے سپر ماسٹر سے نجات دلائی تھی اور اسے شی تارا کے پاس اسپتال پہنچایا تھا۔ ثانی نے پارس کے پاس آکر کہا "کسی نے میرے عمل کا توڑ کیا ہے۔ پوجا اب میری معمولہ نہیں رہی۔ اس نے مجھے محسوس کرتے ہی سانس روک لی تھی۔"

"اچھا تو کسی نے اسے ٹریپ کیا ہے۔ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ میں نے ٹال دیا تاکہ ابھی جن حالات سے میں گزر رہا ہوں' اس کا علم کسی کو نہ ہو۔"

"واقعی تم پوجا سے کچھ دیر باتیں کرتے تو اسے ٹریپ کرنے والا تمہارے موجودہ حالات کو کسی حد تک سمجھ لیتا۔ ویسے علی کہہ رہے ہیں کہ تم اس کی فکر نہ کرو۔ ہم معلوم کرتے ہیں کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے؟"

پارس جن حالات سے گزر رہا تھا اس کا تقاضا تھا کہ ابھی دشمنوں کو اس کی خبر نہ ہو۔ وہ اجنبی جوان جو گولیوں کی ڈبیا اور فارمولوں کے کاغذات جوڈی نارمن سے چھین کر ڈاکٹر کی کار میں فرار ہوا تھا نہیں جانتا تھا کہ اس کے اندر پارس کا سایہ ہے اور پارس کے اندر باربرا موجود ہے۔

اتنی اہم چیزیں چھین کرلے جانے والا وہ جوان ابھی اجنبی تھا۔ اس کے متعلق معلومات حاصل کرنا لازمی تھا۔ باربرا پارس کے اندر سے نکل کر اس کے دماغ میں گئی تو اس نے فوراً سانس روک لی۔ باربرا نے واپس آکر کہا "پارس! یہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا ہے۔ فی الحال اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوسکے گا۔"

پارس نے کہا "اس کے بارے میں پھر کسی وقت معلومات ہوسکتی ہیں ابھی مسئلہ اس گاڑی کا ہے۔ وہ پراسرار دیوی اس نوجوان کو گھیرنے کے لیے جال بچھا رہی ہوگی۔ اس نے اپنے آلۂ کاروں کو اس کار کا نمبر وغیرہ بتایا ہوگا۔ آگے مین روڈ پر جاکر اس کار کو کہیں روکا جاسکتا ہے۔ اس جوان کو گرفتار کیا جاسکتا ہے۔"

"یہ گرفتار ہونے لگے تو تم اس کی جیب سے ڈبیا اور کاغذات نکال کر اپنے سائے میں چھپا سکتے ہو۔"

"میں ایسا کرسکتا ہوں لیکن اس جوان کو بچانا چاہیے۔ یہ گونگا نہیں ہے مگر پہاڑی پر گونگا بنا رہا تاکہ خیال خوانی کرنے والوں سے محفوظ رہ سکے۔ یہ ذہین ہے اور دلیر بھی ہے۔"

"اب بتاؤ میں کیا کرسکتی ہوں؟"

"میں ہی کچھ کرتا ہوں۔"

پارس کے سائے نے چھپی ہوئی جسمانی توانائی سے کام لیا۔ ڈرائیو کرنے والے جوان کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر بریک کو دبایا تو گاڑی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ جوان نے حیرانی سے بریک کو دیکھا' کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ اس نے دوبارہ اسے اسٹارٹ کیا پھر اسے آگے بڑھایا۔ وہ کار تھوڑی دیر میں ایک شاہراہ پر پہنچنے والی تھی۔ وہ جوان دور نکل جانے کی دُھن میں ذہانت سے یہ نہیں سوچ رہا تھا کہ خیال خوانی کرنے والے دشمن آگے اس کا راستہ روک سکتے ہیں۔

اس بار پارس نے اسٹیئرنگ کو ایک بہت بڑے پتھر کی طرف موڑ دیا۔ کار یکبارگی ادھر گھوم کر پتھر سے ٹکرائی اور رک گئی۔ پتھر بہت اونچا اور مضبوط تھا' کار کو الٹ جانا چاہیے تھا لیکن وہ کھڑی رہی۔ اس نے پھر اسے اسٹارٹ کرنا چاہا تاکہ پیچھے لے جاکر پتھر سے بچا کر آگے بڑھے مگر کار اسٹارٹ نہیں ہوئی۔ اس نے دو تین بار کوششیں کیں پھر اتر کر اس کے بونٹ کو اٹھایا تاکہ خرابی دور کرے۔ وہ اسے کیا دور کرتا۔ پارس کے سائے نے اس میں مزید خرابیاں پیدا کردیں۔

تب اسے کار کو چھوڑ کر ایک طرف دوڑنا پڑا۔ وہ آگے شاہراہ پر پہنچ کر شاید ٹیکسی وغیرہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ پارس نے کہا "باربرا! آگے بڑی گڑبڑ ہوجائے گی۔ جوڈی اور ڈاکٹر کے ساتھ آنے والی دیوی نے اسے پہچان لیا ہے۔ وہ اپنے آلۂ کاروں کو بھی اس کی پہچان کرادے گی۔"

وہ بولی "پہلے تم وہ دوسری ڈبیا اور فارمولے کے کاغذات اس سے لے کر اپنے پاس چھپالو پھر جہاں تک اس کی حفاظت کرسکتے ہو کرو۔"

اس نے یہی کیا۔ اس جوان کے جسم سے نکل کر ٹانگ اڑائی۔ وہ دوڑ رہا تھا' اوندھے منہ گر پڑا۔ پارس نے کہا "اے بھائی! ہم اتنی دیر سے کوشش کررہے ہیں کہ تمہیں عقل آئے اور تم وہ گاڑی چھوڑ دو۔ تمہارے لیے ناکا بندی ہورہی ہوگی۔"

گرنے والے نے پہلے تو حیرانی سے اِدھر اُدھر دیکھا پھر زمین پر ایک سایہ نظر آیا۔ وہ پریشان ہوکر بولا "تم کون ہو؟"

"آنکھوں سے دیکھ کر بھی پوچھ رہے ہو۔ بھئی میں ایک سایہ ہوں مگر دشمن نہیں ہوں۔"

"میں کیسے یقین کروں کہ دوست ہو؟"

"اس طرح کہ پہلے میں نے اس کار سے تمہیں نجات دلائی۔ اب تمہیں شہر جانے سے روک رہا ہوں۔ ویسے کہیں بھی جاؤ گے وہ خیال خوانی کرنے والی اپنے آدمیوں کے ذریعے تمہارا راستہ روکے گی اور تمہارے لباس میں چھپی ہوئی چیزیں حاصل کرلے گی۔"

"میں ان چیزوں کو یہیں کہیں مٹی کھود کر چھپادوں گا مگر انہیں نہیں دوں گا۔"

"تم انہیں میرے پاس چھپادو۔ انکار کروگے تو مٹی کھود کر نکال لوں گا۔"

"تم لوگ آخر کیا بلا ہو؟ اس پہاڑی پر بھی ایک سایہ تھا مگر اچانک انسانی جسم میں تبدیل ہوگیا تھا۔"

"میں نہ جانے کتنے عرصے تک سایہ بنا رہوں گا۔ وہ اہم چیزیں کوئی میرے اندر سے حاصل نہیں کرسکے گا مگر تمہارے لباس سے کوئی بھی انہیں نکال سکتا ہے۔"

"تم درست کہتے ہو مگر کوئی اپنی اہم چیز کسی کو نہیں دیتا۔ میں بھی نہ دوں تو کیا کروگے؟"

"میں تم سے لڑائی نہیں کروں گا' ایک پتھر اٹھا کر سر پر ماروں گا تم زخمی ہوجاؤ گے پھر وہ خیال خوانی کرنے والی تمہارے اندر آکر معلوم کرلے گی کہ تم کہاں ہو؟ اور تمہیں کس طرح قتل کرکے وہ چیزیں حاصل کی جاسکتی ہیں؟ اب بتاؤ' مجھ جیسے ایک دوست سے زخمی ہونا چاہتے ہو یا دشمن خیال خوانی کرنے والی کے ہاتھوں قتل ہونا پسند ہے؟"

اس نے بے بسی سے سائے کو دیکھا پھر زمین سے اٹھ کر اپنی جیب سے ڈبیا اور کاغذات نکالے۔ انہیں سائے کی طرف بڑھایا اور محسوس کیا کہ کسی نے وہ چیزیں اس سے لے لی ہیں۔ اس نے زمین پر سائے کو دیکھا۔ اس نے جو چیزیں ابھی دی تھیں وہ سائے کے اندر جاکر گم ہوگئی تھیں۔

پارس کے سائے نے کہا "یہ اتنی اہم چیزیں ہیں کہ انہیں حاصل کرنے کے بعد کوئی دشمن تمہیں زندہ نہ چھوڑتا مگر میں دوست ہوں۔ اب شہر میں کہیں بھی جاؤ۔ میں ہر طرح تمہاری حفاظت کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔"

وہ ایک پختہ سڑک کی طرف جانے لگا تو پارس اس کے اندر سما گیا پھر بولا "کیا اپنے بارے میں کچھ بتاؤ گے؟"

وہ بولا "میں نے تمہیں دوست سمجھ کر وہ چیزیں تمہیں دے دیں' اسی دوستی کا واسطہ دیتا ہوں کہ میرا اصل نام اور کام نہ پوچھو۔ جب میرا برادر کبیر سے رابطہ ہوگا اور وہ اجازت دیں گے تو میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں' تم سے تمہارے بارے میں کوئی سوال نہیں کروں گا۔"

اس نے کہا "مگر میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ تم نے تمام اہم چیزیں حاصل کرلیں۔ میں اب تمہارے لیے بیکار ہوگیا پھر کیوں میری حفاظت کروگے؟"

"اس لیے کہ یہ اہم چیزیں جن ہاتھوں میں تھیں وہ انہیں شیطانی مقاصد کے لیے استعمال کرتے۔ تم نے یہ سب کچھ چھین کر انہیں ناکام بنا کر بہت نیکی کا کام کیا ہے۔ اس نیکی کے صلے میں' میں تمہاری حفاظت کروں گا۔"

باربرا نے سوچ کی لہروں کے ذریعے پارس سے کہا "اے نیکی کے فرشتے! تمہاری اصلیت تو میں جانتی ہوں۔ میں نے کون سی برائی کی تھی کہ کل رات سے میری نیند خراب کررہے ہو۔ اب تو مجھے جانے دو۔"

"بے شک جاؤ۔ لیکن ابھی مجھے خیال خوانی کرنے والوں کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ تم جاؤ اور کسی اور کو بھیج دو مگر ایک بات ہے۔"

"ہاں بولو' مگر بکواس نہ کرنا۔"

"کوئی بکواس نہیں کروں گا۔ صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جب تم سونے کے لیے اپنے دماغ کو ہدایات دو تو اس سے پہلے مجھ سے دو باتیں کرلینا۔"

وہ چلی گئی۔ ایک منٹ کے بعد ہی جے مورگن نے آکر کہا "ابھی باربرا نے کہا ہے کہ آپ کو میری ضرورت ہے۔"

پارس نے کہا "میں نے خاص طور پر تمہارا نام نہیں لیا تھا اگر تم کہیں مصروف ہو یا آرام کرنا چاہتے ہو تو کسی اور کو بھیج دو۔"

وہ بولا "آج کل تو آرام ہی آرام ہے۔ پچھلی تمام رات مزے کی نیند سوتا رہا۔ پھر آپ کے ساتھ کام کرنے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔ میں یہ موقع کسی اور کو نہیں دوں گا۔"

وہ جوان ایک شاہراہ پر پہنچ کر فٹ پاتھ پر آیا۔ وہاں پولیس والے گشت کررہے تھے۔ ایک افسر نے اسے روک کر پوچھا "کیا تم پہاڑیوں کی طرف سے آرہے ہو؟"

وہ بولا "پہاڑیاں تو بہت دور ہیں۔ میں ادھر میدان کی طرف جوگنگ کے لیے گیا تھا۔"

افسر کے حکم پر سپاہیوں نے اس کے لباس کی تلاشی لی۔ اس کی جیبوں میں سے صرف ایک شناختی کارڈ اور کچھ کرنسی نکلی۔ افسر نے مطمئن ہوکر کہا "ٹھیک ہے جاؤ۔"

وہ فٹ پاتھ پر جوگنگ کے انداز میں آہستہ آہستہ دوڑنے لگا۔

دیوی کے حکم کے مطابق منڈولا اور الپا نے بڑی سرگرمی دکھائی تھی۔ شہر کی ناکا بندی کرائی تھی۔ پولیس والوں کو ان پہاڑیوں کے راستوں پر ہر نوجوان اور ہر سفید کار کو چیک کرنے کی ہدایات دی تھیں اور یہ تاکید کی تھی کہ کسی پر شبہ ہو تو فوراً انٹیلی جنس کے نئے چیف کو اطلاع دی جائے۔

وہاں انٹیلی جنس کا جو نیا چیف تھا' وہ پرانے چیف برین آدم کا ماتحت بھی تھا اور وفادار بھی۔ وہ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتا تھا۔

برین آدم نے دیوی کی مرضی کے مطابق اس نئے چیف سے کہا تھا کہ اصل مجرم جوڈی نارمن ہے۔ اس نے اپنی مکاری سے یہودی تنظیم کے چار خیال خوانی کرنے والوں کو اسی ملک کی فوج کے ذریعے قتل کرادیا تھا۔ اب اس کی شامت آگئی ہے۔

نئے چیف کو بتایا گیا کہ فلاں پہاڑی کی بلندی پر جوڈی نارمن اور ڈاکٹر ڈیمون زخمی اور بے ہوش پڑے ہیں۔ ڈاکٹر بے قصور ہے۔ جوڈی کو وہاں جاکر گرفتار کرلیا جائے۔

وہاں جاکر گرفتار کرنے والے سپاہیوں اور افسروں نے بتایا کہ اسی پہاڑی راستے پر ایک سفید کار ایک بڑے سے پتھر سے ٹکرا کر کھڑی ہوئی ہے۔ اس میں بیٹھ کر فرار ہونے والا جوان اب کہیں پیدل جارہا ہوگا یا ٹیکسی وغیرہ میں سفر کررہا ہوگا۔ دیوی شی تارا ان گولیوں اور فارمولوں میں بڑی دلچسپی لے رہی تھی۔ اس کے حکم پر منڈولا نے موبائل فون پر اس پولیس پارٹی سے رابطہ کیا' جو اس جوان کی تلاشی لینے کے بعد اسے جانے کی اجازت دے چکی تھی۔

اس پولیس پارٹی کے ایک افسر نے فون پر بتایا کہ اس جوان کے لباس میں کوئی ڈبیا اور کاغذات نہیں تھے۔ وہ ایک قریبی میدان سے جوگنگ کرتا آرہا تھا۔ دیوی نے منڈولا سے کہا "اس پہاڑی کی طرف سے آنے والے کسی شخص کو نہ چھوڑا جائے۔ ہوسکتا ہے' اس جوان نے ان اہم چیزوں کو کہیں چھپادیا ہو۔ افسر کو حکم دو کہ اس جوگنگ کرنے والے جوان کو گرفتار کرے۔ ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی اصلیت معلوم کریں گے۔"

وہ پولیس پارٹی پھر اس جوان کو تلاش کرنے آگے گئی۔ افسر نے فون پر کہا "ہم نے اس کا شناختی کارڈ نمبر اور رہائش گاہ وغیرہ کو نوٹ کرلیا ہے' وہ کہیں بھاگ کر نہیں جاسکے گا۔ وہ تھوڑی دیر بعد اپنی رہائش گاہ پہنچے گا تو گرفتار کرلیا جائے گا۔"

بڑی سرگرمی سے اس جوان کو تلاش کیا جارہا تھا۔ باربرا نے پارس کو مخاطب کیا "اے لفنگے! میں سونے جارہی ہوں۔ تمہیں کچھ کہنا ہے؟"

وہ بولا "میرے پاس جے مورگن ہے۔ تمہیں اپنی عزت کا خیال نہیں ہے تو میری عزت کا ہی خیال کرو۔ مجھے لفنگا کہہ رہی ہو اور سوتے وقت مجھے پوچھ بھی رہی ہو۔ مسٹر مورگن! تم گواہ رہنا' یہ خود کو مرد سمجھتی ہے اور سونے سے پہلے مجھے پکارتی ہے۔"

وہ چڑ کر بولی "مسٹر مورگن' یہ پکا بدمعاش ہے۔ اس بدمعاش کو مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا......"

پارس نے بات کاٹ کر کہا "یہ تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ میری بدمعاشی کو بھلا تم سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے۔ پلیز باربرا' یہ ہماری آپس کی بات ہے تم مورگن وغیرہ کو نہ بتاؤ۔"

جے مورگن نے ہنستے ہوئے کہا "باربرا! تم جتنا بولوگی اپنی ہی باتوں سے پھنستی جاؤگی' بہتر ہے سوجاؤ۔"

وہ چلی گئی۔ جے مورگن نے پارس سے کہا "برادر! آپ اسے بہت چھیڑتے ہیں۔ بے چاری کو معاف کردیا کریں۔"

وہ بولا "یہی تو مشکل ہے۔ وہ بے چاری ہے اور خود کو بے چارہ کہتی ہے۔ چھیڑنے کی چیز ہے۔ چھیڑو تو غصہ دکھاتی ہے۔ قدرت نے اسے لڑکی بنایا ہے مگر یہ قدرت کے خلاف لڑتی ہے اور تم سمجھتے ہو کہ مجھ سے لڑتی رہتی ہے۔"

"بہرحال آپ اس جوان کے بارے میں بتائیں۔ اس کے دشمنوں میں کون لوگ ہیں؟"

"جو بھی ہوں گے۔ تم نمٹ لوگے مگر ایک پراسرار دیوی ہے جو یوگا جاننے والوں کے اندر بھی چلی آتی ہے اس لیے یہ جوان گرفت میں آنے لگے تو تم گونگے بن جانا۔ بات بڑھے گی تو اپنے دو چار خیال خوانی کرنے والوں کو بھی گونگا بنا کر لے آنا۔"

بات تو بڑھنے والی تھی۔ وہ جوان ایک ریستوران سے ناشتا کرنے کے بعد اپنے کاٹیج میں پہنچا تو اسے پولیس والوں نے گھیرلیا۔ جے مورگن فوراً ہی دوسرے خیال خوانی کرنے والوں کو بلانے چلا گیا۔ ایک افسر فون کے ذریعے نئے چیف سے کہہ رہا تھا کہ اس جوان کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ دوسری طرف سے حکم ملا۔ اسے انٹیلی جنس کے دفتر میں لایا جائے۔

انٹیلی جنس کی عمارت میں ایک ٹارچر سیل تھا جہاں مجرموں سے ان کے جرائم قبول کرائے جاتے تھے۔ دیوی نے بدستور روبینہ کی آواز میں منڈولا سے کہا۔ "وہ جوان جو پہاڑی پر تھا گونگا بنا ہوا تھا۔ اگر اب بھی وہ زبان نہ کھولے تو اسے زخمی کیا جائے پھر ہم بہت کچھ معلوم کرلیں گے۔"

اس جوان کو ٹارچر سیل میں پہنچانے تک جے مورگن اپنے ساتھ جیری اور تھرہال کو لے آیا۔ انہیں بھی سمجھادیا کہ وہ گونگے بنے رہیں اور خاموشی سے جوابی کارروائی کرتے رہیں۔

ایک افسر نے اس جوان سے پوچھا "کیا تم گونگے ہو؟ تمہارے شناختی کارڈ میں ایسی کوئی بات نہیں لکھی ہوئی ہے۔ بہتر ہے کہ جو پوچھا جائے اس کا جواب زبان سے دو۔"

جوان نے اشارے سے کاغذ اور قلم طلب کیا پھر اس کاغذ پر لکھا "چند خیال خوانی کرنے والے دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے میں نے خاموشی اختیار کی ہے۔ میں آپ کے ہر سوال کا جواب لکھ کر دے سکتا ہوں۔"

وہاں منڈولا نے ایک افسر کی زبان سے کہا "ہم تمہاری تحریر نہیں پڑھیں گے۔ تمہاری آوازیں سنیں گے کیونکہ ہمارے لوگ بھی دماغوں میں پہنچ کر جھوٹ اور سچ معلوم کرلیتے ہیں۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ بولنا شروع کردو۔"

جوان نے اس کاغذ کو پھاڑ کر پھینک دیا اور بدستور گونگا بنا رہا۔ افسر نے اپنا ریوالور نکال کر کہا "ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں اذیتیں پہنچانے میں وقت ضائع نہ کریں' ایک فائر کریں اور زخمی کردیں۔ باقی خیال خوانی کرنے والے تمہاری اصلیت معلوم کرلیں گے۔ میں تین گن رہا ہوں جلدی بولو ورنہ تین کہتے ہی گولی چلادوں گا۔"

وہ گنتی گننے لگا۔ لیکن تین کہتے ہی اس کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی دوسرے افسر کے سینے کے پار ہوگئی۔ ایسا تو دیوی شی تارا نے بھی نہیں سوچا تھا کہ اس جوان کی پشت پر کوئی خیال خوانی کرنے والا ہوسکتا ہے۔

منڈولا نے افسر کی زبان سے کہا "میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ میں تمام افسران سے کہتا ہوں کہ وہ اپنے ریوالور نکال کر تمہیں زخمی کریں۔ کسی نہ کسی کی گولی تو لگے گی۔"

پارس کے سائے نے بولنے والے افسر کے منہ پر گھونسا رسید کرکے ریوالور چھین لیا۔ جے مورگن' جیری اور تھرہال نے دوسرے افسروں کے دماغوں میں زلزلے پیدا کیے۔ ان کے ہتھیاروں سے ان کے ہی سپاہیوں اور افسروں پر گولیاں چلائیں۔ وہاں جو زندہ بچے' وہ ٹارچر سیل سے نکل کر بھاگنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد اس ٹارچر سیل کے اندر صرف وہی جوان ایک کرسی پر بیٹھا رہ گیا۔

دیوی شی تارا کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ جو اہم چیزیں وہ حاصل کرنا چاہتی تھی اس جوان نے وہ چیزیں اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو دے دی ہیں۔ بلا سے وہ جوان کوئی بھی ہو وہ اہم چیزیں تو اب نہیں ملیں گی۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ان چیزوں تک پہنچنے کے لیے راستہ نکالا جاسکتا ہے۔ اور راستہ نکالنے کے لیے اس جوان کے متعلق معلومات حاصل کرنا پڑیں گی۔

منڈولا' الپا کی زبان سے برین آدم سے کہہ رہا تھا "یہ ہمارے لیے ٹریجڈی ہے کہ ہمارے چار خیال خوانی کرنے والوں کو جوڈی نارمن نے قتل کرادیا اور ہم اس جوڈی کی کمینگی کو نہ سمجھ سکے۔ وہ جوان ٹارچر سیل میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس کی پشت پر نہ جانے کتنے خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ انہوں نے ایسی برق رفتاری سے حملے کیے ہیں کہ میری اور الپا کی ٹیلی پیتھی وہاں کام نہ آسکی۔"

برین آدم نے کہا "یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ اب تم دو یہودی خیال خوانی کرنے والے رہ گئے ہو۔ اب جلد بازی نہیں بلکہ چالبازی سے کام کرنا ہوگا۔ اس جوان کو فی الحال آہنی سلاخوں کے پیچھے رکھا جائے اور دیکھا جائے کہ اس کی پشت پناہی کرنے والے اسے کس طرح قید خانے سے لے جاتے ہیں۔ جب وہ فرار ہونے لگے تو اسے روکا نہ جائے صرف دور سے اس کی نگرانی کی جائے۔"

الپا نے کہا "میں نے ایک بات نوٹ کی ہے۔ وہ دوسرا سایہ بھی اس جوان کے ساتھ ہے۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو؟"

"میں جس افسر کے دماغ میں تھی اور جو اس جوان کو زخمی کرنا چاہتا تھا اس کے منہ پر ایک گھونسا پڑا تھا۔ وہاں افراتفری میں کسی نے خیال نہیں کیا لیکن اس افسر کا دماغ کہہ رہا تھا کہ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر خود بخود چل پڑا تھا اور اس کی گولی سے دوسرا افسر مرگیا تھا۔"

منڈولا نے کہا "جس افسر کے منہ پر گھونسا پڑا تھا۔ تم مجھے اس کے دماغ میں پہنچاؤ۔ یہ نئی اطلاع ہے کہ اس قیدی جوان کی مدد وہ سایہ بھی کررہا ہے۔"

الپا نے کہا "وہ گھونسا کھانے والا افسر بھی مرچکا ہے مگر میں یقین سے کہتی ہوں کہ کسی نادیدہ ہاتھ نے اسے مارا تھا۔"

دیوی شی تارا' منڈولا کے اندر رہ کر ان کی باتیں سن رہی تھی اور وہ یہ حقیقت جانتی تھی کہ سرکس میں تماشا دکھانے والی بات کرنے والا اور یہودی تنظیم کے چار خیال خوانی کرنے والوں کو قتل کرانے والا وہی دوسرا سایہ تھا اور جوڈی نارمن کے نام سے وارادات کررہا تھا۔

دیوی نے الپا کی زبان سے سائے کی بات سن کر سمجھ لیا کہ وہ دوسرا سایہ نہایت ہی مکار ہے۔ اسی نے اس جوان کو آلۂ کار بناکر اس پہاڑی پر پہنچایا ہوگا اور جوڈی سے گولیوں کی ڈبیا اور فارمولے اسی جوان کے ذریعے لے گیا ہوگا۔

دیوی شی تارا کو یہ سوچ کر غصہ آرہا تھا کہ وہ دوسرا سایہ اس سے بات کرتے وقت بڑی مکاری سے خلائی مخلوق بن کر الٹی سیدھی زبان بول رہا تھا اور اسے چلبلی چلبلی کہہ رہا تھا۔

اس نے دوسرے سائے کو انگریزی بولتے بھی سنا تھا لیکن اس نے یہ کہہ کر دیوی کو اُلو بنایا تھا کہ کسی کنٹرول روم سے اسے کنٹرول کیا جارہا ہے اس لیے کبھی انگریزی اور کبھی خلائی مخلوق کی زبان بولتا ہے۔ افسوس کہ وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں بول سکتا ہے۔ وہ جھنجلاگئی' کبھی کسی نے اس کا مذاق نہیں اڑایا تھا۔ وہ منڈولا جیسے لوگوں کو اپنے قدموں میں رکھتی تھی اور اس دوسرے سائے نے اس کی برتری کو بڑی ٹھیس پہنچائی تھی۔

وہ پارس کے اندر آئی اور بولی "خبردار! اب چلبلی نہ کہنا۔ میں تمہارے قریب میں نہیں آؤں گی۔ سچ بتاؤ تم کون ہو؟"

"کیا تم سچ بتاسکتی ہو کہ تم کون ہو؟"

"تم میری نہیں' اپنی بات کہو۔"

"تم بھی میری نہیں' اپنی بات کہو۔ میں جواب دینے سے پہلے

سوال کو سمجھنا چاہتا ہوں۔"

"تم مجھے کبھی سمجھ نہیں پاؤ گے؟"

"تم تو بالکل میرا ہی جواب دے رہی ہو۔ بڑے سے بڑے یوگا جاننے والے ماہرین کے دماغوں میں پہنچنے والی' اپنی موجودگی کا احساس دلائے بغیر ہر ایک کی اصلیت سمجھنے والی مجھ سے میری اصلیت پوچھ رہی ہے!"

"میں اچھی طرح سمجھ رہی ہوں' جوڈی کے پاس جو گولیاں اور فارمولے تھے' وہ اب تمہارے پاس ہیں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اتنی دیر سے تم میرے بارے میں پوچھ رہی تھیں یا فارمولوں کے بارے میں؟"

"تم گولیوں اور فارمولوں کی طرح پراسرار ہو۔ بڑی عجیب بات ہے کہ میں تمہارے چور خیالات نہیں پڑھ سکتی۔ ایسے وقت تم مجھے فرہاد علی تیمور کے بیٹے پارس لگتے ہو۔"

"یہ لو تم نے اتنی جلدی پہیلی بوجھ لی۔ میں اکثر اپنی ماں سے پوچھا کرتا تھا۔ تم میرے باپ کا نام کیوں نہیں بتاتی ہو۔ اگر وہ اس دنیا میں نہیں ہے تو سیندور کیوں لگاتی ہو؟ منگل سوتر کیوں پہنتی ہو؟"

دیوی شی تارا نے حیرانی سے پوچھا "سیندور؟ منگل سوتر؟ اس کا مطلب ہے تم میری طرح ہندو ہو؟"

"یہی تو پرابلم ہے۔ میں تمہاری طرح ہندو ہوں مگر تم میرے باپ کا نام فرہاد علی تیمور بتا رہی ہو۔ سچ بتاؤ' تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میرا باپ ایک مسلمان ہے؟"

"میں یقین سے نہیں جانتی ہوں مگر فرہاد کے بیٹے پارس کا دماغ بھی تمہارے جیسا ہے۔ کوئی اس کے چور خیالات کو پڑھ نہیں سکتا ہے اور ہاں اس کی ماں ایک ہندو تھی۔ اس کا نام رسونتی تھا۔"

"رسونتی؟" پارس نے حیرانی سے کہا "مگر میری ماں کا نام تو جودھا بائی تھا۔"

"جودھا بائی' مغل اعظم اکبر بادشاہ کی بیوی کا نام تھا۔"

"کیا اس نام کے جملہ حقوق محفوظ تھے؟ کیا میری ماں کا نام جودھا بائی نہیں ہو سکتا؟ اس کا مطلب ہے کہ تم میرے باپ کا نام بھی غلط بتا رہی ہو مگر ہاں اب سمجھا' تم چالاکی سے میری اصلیت معلوم کر رہی ہو۔ میں نے تمہاری باتوں میں آکر اپنی ماں کا نام بتا دیا۔ اب تم کچھ معلوم نہیں کر سکو گی۔ تم بڑی چالباز ہو۔ چلی جاؤ یہاں سے۔"

پارس نے سانس روک لی۔ وہ اپنی جگہ آکر حیرانی سے سوچنے لگی۔ آخر یہ کس جودھا بائی کا بیٹا ہے۔ مجھے کسی طرح اس کی ماں تک پہنچنا چاہیے۔ مگر کس طرح؟

اس کے اندر ایک عجیب سی خوشی تھی کہ وہ دوسرا سایہ اس کے دھرم سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ اسے دوست بنا سکتی ہے۔ وہ پھر اس کے اندر آکر بولی "دیکھو ہم ایک ہی دھرم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم دونوں کے پاس بڑی عجیب و غریب صلاحیتیں ہیں۔ اگر ہم دوست بن جائیں' آپس میں مل جائیں تو....."

وہ بات کاٹ کر بولا "تو ساری دنیا فتح کر سکتے ہیں۔ ہم دونوں کے اتنے بچے ہوں گے کہ دنیا میں صرف ہماری ہی فوج ہو گی۔ مگر میری تو شادی ہو چکی ہے۔ رتنا کماری مجھے دوسری شادی کی اجازت نہیں دے گی۔"

"میں بات کچھ کہتی ہوں' تم مطلب کچھ اور لیتے ہو۔ ہمارے آپس میں مل جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم شادی کریں گے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کی صلاحیتوں سے بڑے فائدے اٹھا سکتے ہیں۔"

"لیکن میری جیسی صلاحیتیں تمہارے پاس نہیں ہیں۔ تم اس معاملے میں مجھ سے کمتر ہو۔"

"دیکھو یہ غلط بات ہے' تم میری توہین کر رہے ہو۔"

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ کیا تم میری طرح جب چاہو' مر سکتی ہو اور جب چاہو زندہ ہو سکتی ہو؟"

"یہ کیا بکواس ہے۔ کیا انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو سکتا ہے؟"

"میں ہو سکتا ہوں۔ یقین نہ ہو تو چند سیکنڈ کے لیے میرے دماغ سے جاؤ پھر واپس آؤ گی تو مجھے مردہ پاؤ گی۔"

یہ کہہ کر پارس نے سانس روکی' آنکھیں بند کیں اور جناب علی اسد اللہ تبریزی سے لو لگائی۔ انہیں چشم تصور میں دیکھنے لگا۔ اس دوران اس نے جو عارضی لب و لہجہ اختیار کیا تھا وہ ختم ہو گیا۔ اس کی دماغی کیفیت میں تبدیلی آگئی۔

دیوی شی تارا دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوئی۔ سوچنے لگی۔ یوگا کے ماہر سانس روکتے ہیں تب بھی میں ان کے اندر رہتی ہوں لیکن اس جودھا بائی کے بیٹے کے سانس روکنے سے باہر کیسے آتی ہوں؟

یہ ایسا چبھتا ہوا سوال تھا جس کا جواب وہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ اس نے پھر پارس کے لب و لہجے کو گرفت میں لیا۔ اس کے اندر پہنچنا چاہا تو اس کی سوچ کی لہریں بھٹکنے لگیں۔ اسے وہ دماغ نہیں مل رہا تھا جس کے اندر پہنچ کر وہ ابھی..... باتیں کر رہی تھی اور دماغ کے نہ ملنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دماغ مردہ ہو چکا ہے لیکن وہ جس سے باتیں کر رہی تھی وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا تھا۔ اگر وہ دنیا کے کسی بھی گوشے میں چھپا ہوتا تو دیوی شی تارا اس کے اندر پہنچ جاتی۔

یا حیرت! وہ ابھی تھا اور اب نہیں ہے۔ اور نابود ہونے سے پہلے کہہ گیا تھا کہ وہ ابھی مر جائے گا۔

ٹھیک ہے لیکن یہ بھی تو کہا تھا کہ دوبارہ زندہ ہو گا۔ تو پھر زندہ ہونا چاہیے تھا۔ اس کی سوچ کی لہریں خلاؤں میں بھٹک بھٹک کر اسے پکارنے لگیں۔ "تم کہاں ہو؟ جواب دو۔ مجھے اپنے پاس آنے دو۔ میں مان گئی کہ تم مر گئے ہو۔ اب زندہ ہو کر دکھاؤ۔"

وہ بھٹکتی رہی۔ اسے پکارتی رہی۔ سوچتی رہی کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس سائے کے پاس غیر معمولی علوم تھے' وہ خواہ مخواہ کیوں مرے گا؟ اور اگر اس نے اپنی آواز' لب و لہجہ اور شخصیت بدل لی ہے تو یہ اتنی جلدی ممکن نہیں ہے۔ ایسا تنویمی عمل کے ذریعے برین واش کرنے سے ہوتا ہے اور اس عمل میں چند گھنٹے لگتے ہیں۔ پھر وہ چند سیکنڈ میں کہاں غائب ہو گیا ہے؟

وہ زیر زمین رہ کر پوجا کرتی تھی۔ بھگتی میں دن رات گزار کر آتما شکتی حاصل کرنا چاہتی تھی۔ ان لمحات میں پارس نے اسے ایسے الجھایا تھا کہ وہ جناب تبریزی کی روحانی ٹیلی پیتھی کو بھول گئی تھی اور وہ کیسے نہ بھولتی؟ یہ کیسے سوچ سکتی تھی کہ جودھا بائی کے ہندو بیٹے کو روحانی ٹیلی پیتھی سے فیض پہنچ سکتا ہے؟ اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا "ہے شیو شنکر! ہے مہادیو! مجھے کچھ تو معلوم ہو؟"

وہ آنکھیں بند کر کے دھیان گیان میں ڈوب گئی۔ پتھر کی مورتی جواب نہیں دے سکتی تھی مگر دھیان سے گیان حاصل ہوتا ہے جسے مسلمان مراقبے میں گم ہو جانا کہتے ہیں۔ ایسے وقت اسے گیان حاصل ہوا۔ اس نے پارس کی زبان سے ایک بار مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی بات سنی تھی لیکن اس سے یہ پوچھنا بھول گئی تھی کہ وہ دوسری زندگی حاصل کرنے کے بعد کس آواز اور لب و لہجے میں اپنی نئی زندگی کا ثبوت پیش کرے گا۔

واقعی اس سے غلطی ہوئی تھی۔ اسے پوچھنا چاہیے تھا لیکن دوبارہ زندہ ہونے کا دعویٰ کرنے والا خود آکر اپنی نئی آواز اور لہجہ بتا سکتا تھا اور آپس میں دوستی کی بات آگے بڑھا سکتا تھا۔

ایسا نہ کرنے کا مطلب یہ ہو سکتا تھا کہ وہ غیر معمولی صلاحیتوں کے معاملے میں اسے کمتر سمجھتا تھا۔ اسی لیے دوستی کرنے واپس نہیں آیا تھا۔ یا پھر سیدھی سی بات تھی' وہ اس سے پیچھا چھڑا کر چلا گیا تھا۔

وہ بڑی دیر تک سوچتی رہی اور کڑھتی رہی کہ اس چالباز نے پہلی بار خلائی مخلوق بن کر الو بنایا اور اب کہیں خلا میں گم ہو کر دیوی کی برتری کو ٹھیس پہنچا رہا ہے۔

○☆○

پارس کا اپنا ایک قدرتی لب و لہجہ تھا لیکن روحانی ٹیلی پیتھی کے زیر اثر تھا۔ صرف اس کے اپنے لوگ جو اسے دل سے چاہتے تھے وہی اس کے مخصوص لہجے کو گرفت میں لے کر دماغی رابطہ قائم کر سکتے تھے۔

پوجا بھی اسے دل و جان سے چاہتی تھی۔ اس نے آکر کہا "بھائی جان! آپ نے چند گھنٹوں کے بعد باتیں کرنے کا وعدہ کیا تھا۔"

"ہاں باتیں کرو۔ مگر جیجا جی نہ کہو بھائی جان کہا کرو۔ تم میری پیاری سی بہن ہو۔"

"کیا آپ پیاری سی بہن کی التجا ٹھکرا دیں گے؟"

"میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ مجھے جیجا جی نہ کہو۔ مجھے اس سے نفرت ہے۔"

"جھوٹ نہ بولیں۔ آپ کو نفرت نہیں ہے۔ آپ ان کی احمقانہ حرکتوں سے بے زار ہو گئے ہیں' کیا یہ غلط ہے؟"

"درست کہتی ہو۔ میں جس سے بے زار ہو جاتا ہوں' اس کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس کی آواز بھی نہیں سننا چاہتا۔"

"آپ یقین کریں۔ دیدی خود حیران ہوتی ہیں' پریشان ہوتی ہیں کہ انہیں اچانک کیا ہو جاتا ہے۔ آپ انہیں دل و جان سے چاہتے ہیں پھر وہ کبھی آپ سے دشمنی کرنے لگتی ہیں' کبھی اپنا تابعدار بنا لینا چاہتی ہیں۔ کیا آپ انہیں ایب نارمل سمجھ کر معاف نہیں کر سکتے؟"

"پوجا! تم بچی نہیں ہو۔ یہ سمجھتی ہو کہ جو ایب نارمل ہوتے ہیں ان سے ذرا دور رہا جاتا ہے۔"

"آپ میرے دل کی بات کہہ رہے ہیں۔ آپ ان سے ذرا دور رہیں' زیادہ دور نہ جائیں۔ ایک بیمار اور ایب نارمل کی عیادت کرنا انسانی فرض ہے۔"

"تم بہت بولنے لگی ہو۔ میں خوب سمجھ رہا ہوں' اس وقت وہ تمہارے دماغ میں بیٹھی خاموشی سے ہماری باتیں سن رہی ہے۔"

"آپ سمجھ رہے ہیں مگر ان کے آنسو نہیں دیکھ سکتے۔ کیا آپ کو ان کی سسکیاں سنائی دے رہی ہیں؟"

"آنسو کبھی کسی کا مسئلہ حل نہیں کرتے۔ اگر وہ میری ناراضی دور کرنا چاہتی ہے تو اس سے کہو کہ وہ پہلے اپنے آپ کو سمجھے۔ مسئلے پر توجہ دے کہ وہ بعض اوقات ایب نارمل کیوں ہو جاتی اگر وہ اپنی احمقانہ حرکتوں کا سبب معلوم کر لے گی تو میں اسے پھر سے اپنا لوں گا۔"

پوجا نے خوش ہو کر کہا "واہ بھائی جان! آپ نے تو دل خوش کر دیا۔ اب یہ دیدی کا فرض ہے کہ یہ اپنی غلطیوں کی وجوہات معلوم کریں۔ میں بھی آئندہ دیدی کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھوں گی۔"

"کیا تمہیں پتا ہے کہ میرے ہی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے تمہیں تمہاری دیدی کے پاس اسپتال پہنچایا تھا؟"

"پھر تو آپ واقعی میری دیدی کا خیال رکھتے ہیں۔"

"میں دوسری بات کہنے جا رہا ہوں۔ میرے جس ٹیلی پیتھی جاننے والے نے تمہیں سپر ماسٹر سے نجات دلائی اور تمہیں دیدی کے پاس پہنچایا' تم نے مل ایب آکر اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کی آمد پر سانس روک لی۔ اس سے ظاہر ہے کہ کسی اور نے ہماری ٹیلی پیتھی کا توڑ کیا ہے اور اب صرف تم ہی نہیں' تمہاری دیدی بھی اس کے زیر اثر ہیں۔"

"آپ کی بات درست ہو سکتی ہے۔ آپ تو جانتے ہیں کہ جس پر بھی تنویمی عمل کیا جاتا ہے اس کے ذہن سے عامل اپنا نام!

شناخت مٹا دیتا ہے۔ صرف یہ ذہن نشین کراتا ہے کہ اس کا معمول اپنے عامل کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرے۔ شاید ہمارے ساتھ بھی ایسا ہو رہا ہو گا۔"

"کیا یہ بتا سکتی ہو کہ اس وقت تم کہاں ہو؟"

"میں تو پہلی بار تل ابیب آئی ہوں۔ دیدی پہلے بھی آچکی ہیں لیکن یہ بھول گئی ہیں کہ یہ کون سا علاقہ ہے۔"

"وہ بھولی نہیں ہے۔ تنویمی عمل کے ذریعے اس قسم کی اہم باتیں بھلا دی گئی ہیں۔ کیا تم دونوں کے علاوہ بھی کوئی ہے؟"

"ہاں ایک شخص ہے۔ پتا نہیں وہ کون ہے۔ صبح سے اپنے کمرے میں بند ہے۔ ایک بار کچھ کھانے پینے آیا تھا پھر کمرے میں جا کر دروازے کو اندر سے بند کر چکا ہے۔"

"اس کی کوئی شناخت بتا سکتی ہو؟"

وہ ذرا سوچ کر بولی "لانبا سا ہے مگر ذرا کبڑا سا ہے۔ گردن اور اس کا نچلا حصہ کبڑوں کی طرح جھکا رہتا ہے۔"

"ابھی جہاں ہو' مکان کیسا ہے؟"

"ایک بہت اچھا خوب صورت سا بنگلا ہے۔"

"اندر اور باہر دیواروں پر کون سا رنگ ہے؟ بنگلے کے ڈیزائن میں کوئی خصوصیت ہے؟"

"اندر کسی کمرے میں ہلکا آسمانی رنگ ہے' کسی میں ہلکا نارنجی رنگ اور کسی میں آف وھائٹ کلر ہے۔ ہم نے اس بنگلے کو باہر جا کر نہیں دیکھا ہے۔ جب بھی لان وغیرہ میں جانا چاہا تو پتا نہیں کیوں رک گئے۔ ہمیں باہر کا علم نہیں ہے۔"

"کیا ابھی تم دونوں لان میں جا سکتی ہو؟"

وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھیں۔ کمرے کے دروازے تک گئیں پھر واپس آکر اپنی جگہ بیٹھ گئیں۔ پوجا نے کہا "بھائی جان! آپ درست کہتے ہیں۔ ہم پر عمل کیا گیا ہے۔ ہمارے ذہنوں میں یہ بھی نقش کیا گیا ہو گا کہ ہم باہر نہ جائیں۔"

"وہاں تم تین ہو' تم لوگوں کا کھانا پکانے اور بنگلے کی صفائی وغیرہ کے لیے تو ملازم ہوں گے۔"

"کوئی نہیں ہے۔ صبح سے ہم دونوں بہنوں نے بنگلے کی صفائی کی ہے اور اب کچن میں جانے والے ہیں۔"

"اچھا تم جاؤ' میں تم دونوں کا سراغ لگانے کی کوشش کروں گا۔"

وہ پارس کے دماغ سے چلی گئی۔ اس نے موبائل فون اٹھا کر ثانی سے رابطہ کیا پھر فون بند کر دیا۔ ثانی اس کے دماغ میں آکر بولی "کیا بات ہے؟ جے مورگن نے ہمیں تمام باتیں بتا دی ہیں۔ تم کیا کر رہے ہو؟"

وہ پوجا اور شی تارا کے حالات اسے بتانے لگا۔ ثانی نے کہا "ہاں' میں نے پوجا پر عمل کر کے اسے عمان میں شی تارا کے پاس پہنچایا تھا۔ یہاں تل ابیب میں میرے تنویمی عمل کا توڑ ہو گیا۔ میرا خیال ہے جو شخص اس بنگلے میں ان کے ساتھ ہے وہی ان کا عامل ہو گا۔"

"ہو سکتا ہے' ان دونوں کو بہت زیادہ پابندی میں رکھا گیا ہے وہ بنگلے سے باہر لان میں بھی نہیں جا سکتی ہیں۔"

"کیا پوجا اس عامل کی کوئی شناخت بتا سکتی ہے؟"

پوجا نے جو حلیہ بتایا تھا وہ پارس نے اسے بتا دیا۔ وہ چونک کر بولی "ارے وہ تو داؤد منڈولا ہے۔ لانبا سا ہے اور یوں چلتا ہے جیسے کبڑا ہو۔ وہ بخار میں مبتلا تھا تو میں نے اور علی نے اسے اسپتال پہنچایا تھا۔ میں نے اسے قابو میں بھی کیا تھا مگر دیوی میرے عمل توڑ کر کے اسے لے گئی۔"

اس نے کہا "پھر تو بات صاف ہو گئی۔ اس دیوی نے ہی پوجا اور شی تارا کو اس بنگلے کے اندر پابندیوں میں رکھا ہے۔"

"اچھا تو جناب پھر شی تارا کے دیوانے ہو رہے ہیں؟"

"تم جانتی ہو کہ میں پوجا کو چھوٹی بہن سمجھتا ہوں۔ اس بات نے مجھے سوچنے پر مجبور کیا ہے کہ شی تارا کبھی کبھی ابنارمل ہو جاتی ہے۔ وہ ذہین ہے' بڑی اچھی چالیں چلتی ہے' مجھ جان دیتی ہے پھر کبھی کبھی حماقت کیوں کرنے لگتی ہے؟ کیا ہم رائے قائم کر سکتے ہیں کہ دیوی اس پر غالب رہتی ہے؟"

ثانی نے تائید کی "ہاں' ایسا ہو سکتا ہے۔ جب میں نے اسپتال میں داؤد منڈولا کے خیالات پڑھے تھے تو معلوم ہوا کہ وہ دیوی کئی برسوں سے زیرِ زمین رہ کر کوئی تپسیا کر رہی ہے یعنی چلہ کاٹ رہی ہے۔ یوں زیرِ زمین رہ کر پتا نہیں اور کیا کرتی ہو گی۔ ہو سکتا ہے داؤد منڈولا کی طرح بہت پہلے سے اس نے شی تارا پر قبضہ جما رکھا ہو۔"

"یہ دیوی کچھ زیادہ ہی ہاتھ پاؤں پھیلا رہی ہے۔ میں سامنے آیا ہوا ہوں تو یہ میرے پیچھے بھی پڑی ہوئی ہے۔ اب میں اس کے پیچھے پڑوں گا۔"

"کیا وہ تم سے رابطہ رکھتی ہے؟ یہ سوال اس لیے کر رہی ہوں کہ وہ یہودیوں کو خزانے اور یورینیم کا لالچ دے کر تمہیں حاصل کرنا چاہتی تھی اور یہ اچھی طرح سمجھتی تھی کہ تم مائیک ہرار نہیں پارس ہو۔"

"واقعی اس نکتے کو پیشِ نظر رکھا جائے تو وہ صرف یہودیوں کو خزانے کا لالچ نہیں دے رہی تھی بلکہ شی تارا پر بھی اثر انداز ہو کر مجھے اپنا معمول اور تابعدار بنانا چاہتی ہو گی۔ براہِ راست میرا سامنا کرنے کے بجائے شی تارا کو ایک ذریعہ بناتی آرہی ہے۔"

کڑی سے کڑی ملاتے رہنے سے الجھی ہوئی باتیں سلجھتی ہیں۔ ثانی اور پارس صحیح سمت پر سوچ رہے تھے لیکن ابھی ایسا کوئی اشارہ نہیں مل رہا تھا کہ وہ دیوی ہی اصلی شی تارا ثابت ہو جاتی۔

قدرت کی اپنی راہیں ہوتی ہیں۔ ستارہ شناسی یعنی علمِ نجوم راہیں دکھاتے ہیں اور انسانی تدابیر ان دونوں کے درمیان سے راہیں نکالتی ہیں۔ ایک پیش گوئی جناب تبریزی کی تھی۔ ایک جوتش ودیا دیوی شی تارا کی تھی کہ وہ آگے چل کر اعلیٰ بی بی (ثانی) کے سات برس کے ہونے سے پہلے ہی اس بچی کے خلاف زبردست محاذ قائم کرے گی۔ ایک تدبیر سونیا کی اور میری تھی کہ ہم کبریا فرہاد اور اعلیٰ بی بی (ثانی) کو کیسی تعلیم و تربیت دیتے ہیں اور سب سے آخر میں قدرت کا نامعلوم فیصلہ تھا کہ جانے کیا ظہور میں آتا ہے۔

ثانی چلی گئی تاکہ علی کے ساتھ مل کر کوئی تدبیر کرے اور کسی طرح منڈولا کا سراغ لگائے۔ داؤد منڈولا کی پناہ گاہ کا سراغ ملے گا تو پھر شی تارا اور پوجا بھی مل جائیں گی۔

دیوی شی تارا ایسی نادان بھی نہیں تھی کہ دوسرے سائے یعنی پارس کو مردہ سمجھنے لگتی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ غیر معمولی گولیاں اور فارمولے لے کر اپنے اس گینگ میں گیا ہو گا جس گینگ میں اس کے کئی خیال خوانی کرنے والے ہیں اور انہوں نے اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس قیدی جوان کو زخمی ہونے سے محفوظ رکھا تھا۔

اگر وہ جوان زخمی ہوتا تو دیوی اس کے اندر جا کر دوسرے سائے اور اس گینگ کے بارے میں ضرور بہت کچھ معلوم کر لیتی۔ اس جوان کے دماغ کو لاک رکھنے کا مقصد یہی ہو سکتا تھا کہ وہ اس گینگ کا اہم فرد ہے لہٰذا اسے ٹارچر سیل میں رکھ کر زخمی نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی کسی طرح کی محاذ آرائی کرنا چاہیے ورنہ پھر اینٹ کا جواب پتھر سے ملے گا۔

لہٰذا اس نے دوسری تدبیر کی کہ اس جوان کو قید سے رہا کرا دیا جائے اور اس کی نگرانی کرائی جائے پھر اپنے کسی آلۂ کار سے اس کا سامنا کرائے گی۔ اس آلۂ کار اور جوان کے درمیان گفتگو ہو گی تو وہ جوان کی آواز سنتے ہی اس کے اندر پہنچ جائے گی۔ اس کے بعد اسے اس گینگ کے بارے میں ہی نہیں' سائے کے بارے میں بھی کچھ معلوم ہو سکے گا اور وہ غیر معمولی چیزیں بھی ہاتھ آسکیں گی۔

سب اپنی اپنی تدابیر کر رہے تھے۔ پارس نے بھی یہ تدبیر کی کہ جیری اور تھربال کو اس جوان کے دماغ میں باری باری آتے جاتے رہنے کے لیے کہا تاکہ اس کے ساتھ کوئی زیادتی ہو تو اپنے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی فوراً جوابی کارروائی کے لیے پہنچ جائیں۔

دیوی شی تارا نے داؤد منڈولا کے پاس آکر اس کے خیالات پڑھے۔ معلوم ہوا کہ وہ بھی دیوی کے ارادے کے مطابق سوچ رہا تھا کہ قیدی جوان کو رہا کر دیا جائے اور دور سے اس کی نگرانی کرائی جائے پھر اپنے کسی آلۂ کار کے ذریعے اس جوان کی آواز سنے اور اس طرح اس کے اندر پہنچ کر معلوم کرے کہ وہ کس خیال خوانی کرنے والی ٹیم کا فرد ہے؟

دیوی شی تارا نے اس سے کہا "تم اپنے جاسوسوں کے ذریعے اس جوان کی نگرانی نہ کراؤ۔ افسروں نے ٹارچر سیل میں اس پر تشدد کرنے کے لیے اس کا لباس اور جوتے اتار دیے تھے۔ رہائی کے وقت یہ چیزیں اسے واپس کی جائیں مگر اس سے پہلے اس کے کسی ایک جوتے کے تلے میں یا ایڑی کی تہ میں ایک ننھا سا انڈیکیٹر لگا دو اور اس انڈیکیٹر سے منسلک انفارمیٹ اپنے پاس رکھو۔ اس طرح ہم دونوں کو بیٹھے بیٹھے معلوم ہوتا رہے گا کہ وہ کہاں کہاں جا رہا ہے۔"

اس کی ہدایت پر عمل ہونے لگا۔ دیوی نے سمجھ لیا تھا کہ وہ سایہ کتنا مکار ہے۔ اگر اس جوان کی نگرانی کی جائے گی تو وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر نگرانی کرنے والوں کو تاڑ لے گا اور اس جوان کو کسی خفیہ اڈے میں چھپا دے گا۔ لہٰذا اس نے یہ حکمتِ عملی اختیار کی۔ اب وہ سایہ کوئی جادو تو جانتا نہیں تھا کہ انڈیکیٹر کے متعلق جان لیتا۔

اس کی رہائی کا بندوبست کرنے کے دوران برین آدم اور الپا کہنے لگے "ہم نئے سرے سے اپنی تنظیم کو اپنی ذہانت سے قائم کریں گے۔ صرف اس بات کا صدمہ ہے کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دو نہیں' پورے چار افراد مارے گئے ہیں۔ ہم یہ کمی کیسے پوری کریں گے؟"

داؤد منڈولا نے کہا "فکر نہ کرو۔ بہت جلد کمی پوری ہو جائے گی۔ میں اور الپا دو خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ تیسرا جوڈی نارمن اسپتال میں زخمی پڑا ہے۔ وہ خود کو یہودی ثابت کر کے ہمیں فریب دے رہا تھا۔ اب الپا اس کے اندر جائے اور اس پر تنویمی

عمل کر کے واقعی یہودی بنائے۔ اس کی ٹیلی پیتھی بھی ہمارے ملک و قوم کے کام آتی رہے گی۔"

دیوی شی تارا نے معمول کے مطابق روبینہ کی آواز میں منڈولا سے کہا "برین آدم سے کہو، حوصلہ رکھو۔ تمہاری تنظیم میں خیال خوانی کرنے والوں کی کمی نہیں ہوئی ہے بلکہ تعداد بڑھ رہی ہے۔ شی تارا اور پوجا بھی میرے حکم کے مطابق اس تنظیم کے لیے کام کرتی رہیں گی۔ اس طرح خیال خوانی کرنے والے جوڈی نارمن، شی تارا، پوجا، الپا اور تم پانچ عدد ہو اور تم سب کو گائیڈ کرنے والی میں ہوں، اس طرح ہم چھ افراد ہو گئے۔ یہودی تنظیم خیال خوانی کے معاملے میں پہلے سے زیادہ مستحکم ہو گئی ہے۔"

منڈولا نے یہ بات برین آدم اور الپا کو بتائی تو ان میں جیسے پھر سے جان پیدا ہو گئی۔ مردہ تنظیم پھر سے زندہ ہو گئی۔ دیوی نے پوجا اور شی تارا کے اندر جھانک کر دیکھا۔ وہ دوپہر کو کھانے کے بعد ایک آرام دہ بستر پر لیٹی ہوئی باتیں کر رہی تھیں۔

پارس ایک کا محبوب تھا اور دوسری کا بھائی۔ اس لیے دونوں اپنی اپنی محبت کے حوالے سے اس کا ذکر کر رہی تھیں۔ دیوی شی تارا خاموشی سے معلوم کر رہی تھی کہ پوجا نے پارس سے رابطہ کیا تھا اور ڈی شی تارا کے لیے سفارش کی تھی کہ وہ اسے معاف کر دے کیونکہ وہ بیچاری کبھی کبھی ایب نارمل ہو جاتی ہے۔ وہ پارس کی کنیز بن کر ساری عمر اس کے ساتھ گزارنا چاہتی ہے مگر جانے کیوں اسے اپنا تابعدار بنانے کی حماقت کر بیٹھتی ہے۔

دیوی شی تارا چاہتی تھی کہ پارس اور ڈمی شی تارا کے تعلقات رہیں تاکہ وہ اپنی ڈمی کے ذریعے پارس کی آوازیں سنتی رہے اور پارس کی مصروفیات کا علم اسے ہوتا رہے۔ اب پوجا بھی ایک بہن کے رشتے سے پارس کی ناراضی کو دور کرنے اور بچھڑی ہوئی ڈی شی تارا کو پارس سے ملانے آگئی تھی۔ یہ تمام باتیں دیوی شی تارا کے حق میں تھیں اور وہ چاہتی تھی کہ پارس سے ڈمی شی تارا اور پوجا کا دماغی رابطہ قائم رہے۔

دیوی شی تارا نے ان کے خیالات پڑھ کر یہ بھی معلوم کیا تھا کہ پارس ان کا سراغ لگانا چاہتا ہے۔ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ ڈمی شی تارا اور پوجا کو کس نے اپنی پابندیوں میں کس بنگلے کے اندر چھپا کر رکھا ہے لیکن ان پر اس طرح عمل کیا گیا تھا کہ پارس ان سے کچھ معلوم نہ کر سکا اور دیوی شی تارا کو اپنے غیر معمولی علم پر پورا یقین تھا کہ پارس ان دونوں سے دماغی رابطے پر گفتگو تو کر سکے گا لیکن کبھی ان کا سراغ نہیں لگا سکے گا۔

وہ دونوں دوپہر کو کھانے کے بعد بستر پر لیٹی ہوئی باتیں کرتے کرتے سو گئیں۔ دوسرے لفظوں میں دیوی نے انہیں سلا دیا پھر وہ پوجا کے خوابیدہ دماغ میں آکر بولی "تم ایک گھنٹے بعد نیند سے بیدار ہو جاؤ گی۔ بہترین لباس پہنو گی اور میک اپ کر کے قیامت بن جاؤ گی پھر جس وقت بھی تمہاری سوچ تمہیں کہیں جانے کے لیے کہے تم جاؤ گی اور تمہاری سوچ تم سے جو بھی کرنے کو کہے تم کرو گی اس سلسلے میں تمہیں لاشعوری طور پر رہنمائی حاصل ہوتی رہے گی۔"

پھر وہ اپنی ڈمی شی تارا کے خوابیدہ دماغ میں آئی اور بولی "تم دیر تک سوتی رہو گی۔ بیدار ہونے کے بعد پوجا کو عارضی طور پر بھول جاؤ گی اور پوجا کتنی ہی دیر میں واپس آئے تم اس سے کوئی سوال نہیں کرو گی، یہی سمجھتی رہو گی کہ پوجا دوسرے کمرے میں مصروف تھی۔ تمہارے بنگلے میں جو مرد تمہارے ساتھ ہے اس کا نام کبھی معلوم نہیں کرو گی، اسے باس سمجھ کر اس کے احکامات کی تعمیل کرتی رہو گی۔"

دیوی کو مسلسل پوجا اور بھگتی کے باعث خاصی کامیابی ہو رہی تھی۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے مقابلے میں اسے ایسی توانائی حاصل ہو رہی تھی کہ وہ یوگا کے ماہرین اور مقفل کردہ دماغوں میں پہنچ کر ان کے چور خیالات تک پڑھ لیتی تھی۔ آئندہ چھ برس میں یقین تھا کہ اسے آتما شکتی (روحانی قوت) حاصل ہو جائے گی پھر اس پر روحانی ٹیلی پیتھی کا اثر نہ ہوتا۔ اب صرف چھ برس رہ گئے تھے۔ یوں پورے دس برس گزر جاتے اور وہ زمین کی تہ سے باہر آتی تو پارس اس کا، صرف اس کا ہوتا۔

سوال پیدا ہوتا تھا کہ پارس میں ایسے کیا لعل ہیرے موتی جڑے ہیں جس کے لیے وہ دس برس تک زیرِ زمین رہ جوتش ودیا کے تمام تقاضے پورے کر رہی تھی۔ جوتش ودیا کہتی تھی کہ دس برس سے پہلے وہ پارس سے ملے گی، اپنا اصلی چہرہ دکھائے گی، اصلی آواز سنائے گی تو اپنے دھرم سے چھوٹ جائے گی۔ مسلمان ہو کر اس کی شریکِ حیات بن جائے گی۔ وہ برہمن زادی اگر دس برس تک کسی انسان سے ملاقات کیے بغیر عبادت اور دھیان گیان میں مصروف رہے گی تو پارس کو اپنا ہندو دھرم پتی بنا سکے گی۔ اب ہر کسی سے اپنا چہرہ چھپانے، اپنی آواز نہ سنانے اور ہمیشہ دھیان گیان اور پوجا بھگتی میں رہنے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ وہ زیرِ زمین رہتی۔ بات پارس کے خوبرو، دلیر اور ناقابلِ شکست ہونے کی نہیں تھی کہ وہ حاصل نہ ہوتا تو وہ مر جاتی۔ اصل بات اپنے دھرم کی تھی۔ وہ صرف ہندو ہی نہیں بلکہ سب سے اونچی ہندو برہمن زادی تھی۔ اپنی جان دے سکتی تھی مگر اپنا دھرم نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ دس برس کی تپسیا کے بعد پارس سے اس کا ایمان چھڑا سکتی تھی اور جوتش ودیا کہتی تھی کہ ایسی کامیابی کے وقت روحانی ٹیلی پیتھی بھی پارس کو اس کا دھرم پتی بننے سے روک نہیں سکے گی۔

اس قیدی جوان کو رہا کر دیا گیا۔ ایک افسر نے اس کا لباس اور جوتے واپس کرتے ہوئے کہا "اسے پہن لو، ہمیں اندازہ ہو گیا ہے کہ تمہارا تعلق کسی خطرناک تنظیم سے ہے۔ ہم اپنے ملک میں کسی بھی تنظیم کی دہشت گردی اور تخریب کاری نہیں چاہتے اس لیے تمہیں رہا کیا جا رہا ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "تمہارے دماغ میں اس وقت خیال

خوانی کرنے والے موجود ہوں گے۔ ہم ان پر یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اس جوان کی رہائی کے پیچھے ہماری کوئی سازش نہیں ہے۔ ہمارا کوئی جاسوس اس کی نگرانی نہیں کرے گا۔ آپ لوگوں سے گزارش ہے کہ اپنے اس جوان کو چوبیس گھنٹوں یا زیادہ سے زیادہ اڑتالیس گھنٹوں کے اندر ہمارے ملک سے باہر لے جائیں۔ ہم یہاں امن و سلامتی چاہتے ہیں۔ اگر آپ کو ہمارے ملک سے کوئی شکایت ہے تو آپ حضرات سفارتی سطح پر گفتگو کر سکتے ہیں۔"

جے مورگن نے اس جوان کی زبان سے کہا "میں حیران ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ میرا قصور اتنا ہی ہے کہ آج صبح میں نے ایک پہاڑی پر ایک سائے کو گوشت پوست کے جسم میں تبدیل ہوتے دیکھا۔ وہاں ٹیلی پیتھی کی باتیں سن کر میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے گونگا بن کر رہنا چاہیے پھر مجھے چند گولیوں اور فارمولوں کی اہمیت معلوم ہوئی۔ میں انسانی جسم میں نمودار ہونے والے سے وہ چیزیں لے کر فرار ہو گیا۔"

ایک افسر نے کہا "لیکن وہ چیزیں تمہارے پاس سے برآمد نہیں ہوئیں۔ وہ کہاں ہیں؟"

"میں ان چیزوں کو لے کر فرار ہوتے وقت بہت خوش تھا کہ اب میں بھی دنیا والوں سے روپوش رہ سکوں گا۔ اس خوشی میں بھول گیا کہ اس کار میں ایک اور سایہ چھپا ہوا ہے۔ اس نے پتا نہیں کیسے کار کو پتھر سے ٹکرا دیا۔ میں جھنجلا کر بڑبڑانے لگا۔ تب دوسری غلطی کا احساس ہوا۔ وہاں پتا نہیں کتنے خیال خوانی کرنے والے اس سائے کے اندر چھپے ہوئے تھے۔ انہوں نے میرے دماغ پر قبضہ جما کر وہ تمام غیر معمولی چیزیں اس سائے کو دے دیں۔ میں خالی ہاتھ تھا، خالی ہی رہ گیا۔"

"تم اب تک گونگے کیوں بنے ہوئے تھے؟"

جوان کی زبان نے کہا "جناب! میں اس وقت بھی گونگا ہوں۔ یری زبان سے پتا نہیں کون بول رہا ہے اور جو بول رہا ہے وہ یہ کہنا اہتا ہے کہ وہ لوگ اپنے کام آنے والوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ں انجانے میں ان کے کام آیا تھا۔ پھر یہ کہ میں مسلمان ہوں، وہ ں حوالے سے بھی میری مدد کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے یس یا اڑتالیس گھنٹوں کے اندر اندر اسرائیل سے باہر پہنچا دیں ے۔"

دیوی، منڈولا اور الپا ان افسران کے اندر رہ کر یہ باتیں سن ہے تھے۔ جب باتیں ختم ہو گئیں اور وہ جوان لباس اور جوتے ن کر چلا گیا تو انہوں نے جوان کی زبان سے جو آواز اور لہجہ سنا اسے گرفت میں لیا۔ خیال خوانی کی پرواز کی پھر واپس آگئے۔ ۔ سمجھ میں آگئی۔ دیوی کے متعلق تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو علوم ہوتا جا رہا تھا کہ وہ مقفل کردہ دماغوں میں بھی چلی جاتی ہے لیے جے مورگن نے آواز اور لہجہ بدل کر گفتگو کی تھی اور اکو اس لہجے کا کوئی شخص نہیں ملا تھا۔

اگرچہ اس جوان کی بے گناہی پیش کی گئی تھی۔ تاہم ایک بات کھٹک رہی تھی کہ خود وہ جوان کیوں گونگا بنا ہوا ہے؟ وہ بے قصور ہے اور اس معاملے سے لاتعلق ہے تو پھر بولتا کیوں نہیں ہے؟

اس جوان کا گونگا پن اس کی اپنی ایک رازداری تھی۔ اس نے ابتدا میں ہی پارس کے سائے سے التجا کی تھی کہ اس کا اصل نام اور کام نہ پوچھا جائے۔ جب اس کا کسی برادر کبیر سے رابطہ ہو گا اور برادر کبیر اجازت دے گا تو وہ سب کچھ بتا دے گا۔ پارس نے وعدہ کر لیا تھا اور اپنے خیال خوانی کرنے والوں سے بھی کہہ دیا تھا کہ جو جوان اہم چیزیں ہمارے حوالے کر چکا ہے اس کے چور خیالات نہ پڑھو اسے بدستور گونگا رہنے دو۔ پھر کبھی معلوم ہو جائے گا کہ اس کا برادر کبیر کون ہے؟

وہ جوان رہائی پا کر کھلی فضا میں آیا تو اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کے ایک جوتے میں انڈیکیٹر چھپا ہوا ہے اور یہ بات پارس، علی، ثانی اور ہمارا کوئی بھی فرد نہیں جانتا تھا۔ منڈولا اس انڈیکیٹر سے منسلک رہنے والے انفارمر سیٹ کے پاس بیٹھا توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ وہ سیٹ بہت وسیع و عریض تھا۔ اس پر تل ابیب شہر کی تمام روٹ لائنیں اور مخصوص معلوماتی اشارے بنے ہوئے تھے۔ وہ جوان جوتا پہن کر پیدل یا ٹیکسی وغیرہ میں جہاں بھی جا رہا تھا، وہاں انفارمر سیٹ پر ننھی سی اسپارکنگ ہوتی تھی اور یہ معلوم ہوتا رہتا

تھا کہ وہ شہر کے کن علاقوں سے گزرتا جارہا ہے۔
دیوی منڈولا کے اندر تھی۔ وہ بھی دیکھ رہی تھی کہ وہ جوان کہیں رک جاتا تھا' کہیں چند منٹ گزارتا تھا پھر کسی طرف چل پڑتا تھا۔ پھر انفار مریٹ پر ہونے والی اسپارکنگ ایک جگہ رک گئی۔ دیوی نے چند منٹ انتظار کرنے کے بعد منڈولا سے پوچھا "یہ کون سی جگہ ہے؟"
"دیوی جی! یہ شہر کے چھوٹے سے علاقے میں ایک چھوٹی سی جگہ ہے۔ مغرب کی نماز کا وقت ہوچکا ہے۔ شاید وہ جوان نماز پڑھنے کے لیے وہاں رکا ہوا ہے۔"
وہ واقعی نماز پڑھ رہا تھا۔ خدا کا شکر ادا کررہا تھا کہ رہائی نصیب ہوئی ہے اور کسی نے اس کی اصلیت معلوم نہیں کی ہے۔ اس نے نماز سے فارغ ہوکر سوچا کہ ایک یا دو سپارے پڑھے گا۔ اتنے میں عشا کی نماز کا وقت ہوجائے گا تو وہ نماز ادا کرکے اپنی رہائش گاہ کی طرف جائے گا اور وہاں جانے سے پہلے کسی ریستوران میں رات کا کھانا کھائے گا۔
دیوی منڈولا کے اندر سے نکل کر پوجا کے اندر آئی۔ وہ حکم کے مطابق بہت ہی بن سنور کر بیٹھی ہوئی تھی۔ دیوی نے اس کی سوچ میں کہا "اب میں ایک کار میں بیٹھ کر جاؤں گی۔ ذرا تفریح کروں گی پھر واپس آجاؤں گی۔"
دراصل وہ چاہتی تھی کہ پوجا اس جوان سے ڈرامائی انداز میں ملاقات کرے۔ ملاقات کو دوستی میں بدل کر اس سے باتیں کرے۔ اس طرح جوان کا گونگا پن ختم کرکے اس کی آواز سنائے پھر دیوی اس جوان کے اندر جاکر اس کی پوری ہسٹری معلوم کرلے گی۔
پوجا اس بنگلے سے باہر آئی۔ دیوی نے منڈولا سے کہا "الپا کو پوجا کے اندر پہنچاؤ۔ وہ تل ابیب پہلی بار آئی ہے' الپا اس کے اندر رہ کر اسے گائیڈ کرے گی۔ تم اس انفار مریٹ کو دیکھتے رہو اور انڈیکیٹر سے ہونے والی اسپارکنگ کے مطابق الپا کو بتاتے رہو کہ وہ جوان کہاں جارہا ہے۔"
منڈولا نے حکم کی تعمیل کی۔ الپا کو پوجا کے پاس پہنچا کر اسے سمجھادیا کہ کس طرح پوجا کو گائیڈ کرنا چاہیے۔ پھر وہ دماغی طور پر حاضر ہوکر انفار مریٹ کو دیکھنے لگا۔ وہ اسپارکنگ جہاں رک گئی تھی وہاں سے حرکت میں آگئی تھی۔ یعنی شکار اب وہاں سے کسی دوسری جگہ جارہا تھا۔ اس اسپارکنگ کے مطابق منڈولا خیال خوانی کے ذریعے الپا کو اس جوان کے گزرنے کی راہیں بتارہا تھا اور الپا' پوجا کی سوچ میں اسے سمجھا رہی تھی کہ کن راہوں سے گزرنا ہے۔
یہ کام بڑے خفیہ طریقے سے ہورہا تھا۔ مجھے اور میرے بیٹوں وغیرہ کو خبر نہیں تھی۔ جے مورگن بھی اس کے دماغ میں نہیں تھا۔ وہ اسے اسرائیل سے باہر بھیجنے کے انتظامات میں مصروف تھا۔
آخر ایک ریستوران کے سامنے پوجا نے گاڑی روک دی۔
انفار مریٹ کے مطابق وہ اسپارکنگ اسی ریستوران میں تھی۔ یعنی وہ جوان وہاں کھانے گیا تھا۔ اب اسے اس طرح پہچانا جاسکتا تھا کہ اس نے سفید پینٹ پر کالی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ ریستوران کی میزیں بھری پڑی تھیں۔ ایک آدھ میز خالی بھی تھی۔ وہاں عمدہ کھانا ملتا تھا اس لیے اچھی خاصی بھیڑ تھی۔ پوجا نے ڈائننگ ہال میں داخل ہوکر دور تک نظریں دوڑائیں۔ ایک کالی جیکٹ والا نظر آیا۔ وہ ایک میز پر تنہا تھا۔ میز کے دوسری طرف والی کرسی خالی تھی۔ وہ قریب آکر بولی۔ "کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟"
وہ کالی جیکٹ والا علی تیمور تھا۔ اس نے معذرت چاہتے ہوئے کہا "سوری! میری ساتھی واش روم گئی ہوئی ہے۔ یہ سامنے والی کرسی اسی کے لیے ہے۔ وہ ادھر والی میز خالی ہے' آپ وہاں آرام سے بیٹھ سکیں گی۔"
وہ مایوس ہوکر دوسری میز کی طرف جانے لگی۔ اس کے اندر دیوی اس کی سوچ میں کہہ رہی تھی "کوئی بات نہیں' وہ اس پرے بھی نظر آئے گا۔"
پوجا بیٹھ گئی۔ بیٹھنے کے بعد علی کی میز کے نیچے نظر گئی تو دیوی نے دیکھا۔ وہ سفید نہیں کالی پینٹ پہنے ہوئے تھا۔ پوجا بھی دیوی کی مرضی کے مطابق یہی دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی' اس ریستوران کی بھیڑ میں کوئی دوسرا کالی جیکٹ والا ضرور ہے جس نے سفید پینٹ پہنی ہوئی ہے۔ ویٹر نے آکر آرڈر کے لیے پوچھا۔ وہ بولی "مجھے ایک ساتھی کا انتظار ہے۔ کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے کالی جیکٹ اور سفید پینٹ پہنی ہوئی ہے۔"
ویٹر نے کہا "یس مس! وہ کاؤنٹر کے قریب پانچ نمبر کی میز پر ہے۔"
پوجا پانچ نمبر کی میز کی طرف جانے لگی۔ علی تیمور کے اندر پارس کا سایہ سمایا ہوا تھا۔ جب پوجا علی کے پاس آئی تھی تب ہی اس نے سرگوشی میں کہا۔ "علی! یہی پوجا ہے۔ اس کے ساتھ ثانی تارا کو بھی ہونا چاہیے تھا۔"
علی نے کہا "یہ سوچنا چاہیے کہ یہ میرے پاس کیوں بیٹھنا چاہتی تھی جبکہ ایک قریبی میز خالی تھی اور وہ دیکھو۔ وہ اس خالی میز سے اٹھ کر دوسری طرف جارہی ہے۔"
اتنے میں ثانی واش روم سے آگئی۔ علی نے ایک انگلی سے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دماغ میں آکر بولی "کیا بات ہے؟"
علی نے کہا "میرے پاس نہیں' پارس کے پاس جاؤ۔"
وہ پارس کے پاس آئی۔ اس نے کہا "یہاں پوجا تنہا آئی ہے لیکن وہ تنہا نہیں ہوگی۔ وہ علی کے ساتھ تمہاری کرسی پر بیٹھنا چاہتی تھی۔ علی نے اسے قریبی میز پر جانے کے لیے کہا۔ وہ وہاں گئی لیکن ویٹر سے کچھ کہنے کے بعد وہاں سے بھی اٹھ کر ادھر کاؤنٹر کے قریب والی میز پر ایک شخص کے پاس گئی ہے۔"
علی نے میز پر جھک کر سرگوشی میں کہا "وہ ابھی جس کے پاس [illegible]

ی ہے' اس نے بھی میری طرح کالی جیکٹ پہنی ہوئی ہے۔"
پارس نے کہا "ثانی کوئی چکر ہے۔ وہ صرف کالی جیکٹ والے کے پاس ہی کیوں بیٹھنا چاہتی ہے۔ تمہیں پوجا کے اندر نہیں جانا چاہیے۔ اس کے اندر منڈولا یا دیوی ہوسکتی ہے۔ میں تمہارے اندر آرہا ہوں۔ تم اس کی میز کے پاس جاکر اپنا پرس گراؤ اور اسے جھک کر اٹھاؤ۔ اتنی سی دیر میں' میں پوجا کے اندر سما جاؤں گا۔"
ثانی نے یہی کیا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر ادھر سے گزرتے وقت پانچ نمبر کی میز پر ٹھیک پوجا کے برابر اپنے پرس کو گرایا پھر جھک کر اسے اٹھانے لگی۔ وہ پوجا کے اتنے قریب تھی کہ پارس اس میں سے نکل کر پوجا کے اندر سما گیا۔ ثانی اپنا پرس اٹھا کر چلی گئی۔ پھر ایک چکر لگا کر علی کے پاس آگئی۔ پوجا کے اندر واقعی دیوی تھی۔ اس کی دلچسپی اور توجہ کالی جیکٹ اور سفید پینٹ والے جوان پر تھی۔ اس لیے اس نے ثانی کی طرف دھیان نہیں دیا تھا۔ ادھر پوجا نے اس شخص سے اس میز کی دوسری کرسی پر بیٹھنے کی اجازت چاہی۔ اس شخص کے منہ میں لقمہ بھرا ہوا تھا۔ اس نے زبان سے بجائے ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کی اجازت دی۔ پوجا نے بیٹھتے ہوئے کہا "شکریہ۔ میں دراصل تنہائی سے بور ہوجاتی ہوں اس لیے تمہارے پاس آئی ہوں۔"
اس نے لقمہ چباتے ہوئے ہاں کے انداز میں سر ہلایا' اس کی آمد پر مسکرایا۔ منہ میں لقمہ اتنا ٹھنسا ہوا تھا کہ وہ فوراً زبان سے بول نہیں سکتا تھا۔ کھانے کا انداز ایسا تھا جیسے صبح سے بھوکا ہو اور اب جلدی جلدی بھوک مٹا رہا ہو۔ جوان کو گرفتار کرنے کے بعد واقعی بھوکا رکھا گیا تھا۔ دیوی بے چینی سے اس کے بولنے کا انتظار کررہی تھی۔
آخر اس نے وہ لقمہ نگل کر کہا "آپ میری میز پر آئی ہیں' مجھے میزبانی کرنا چاہیے۔ آپ کیا کھانا پسند کریں گی؟"
پوجا نے کہا "آپ میزبانی کا تکلف رہنے دیں۔ ویسے یہاں کی جو بہترین ڈش ہے وہ کھاؤں گی۔"
دیوی نے اس جوان کی آواز سن لی تھی اور اب اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ پتا چلا کہ وہ بینک ڈکیتی کرنے والے ایک گروہ کا آدمی ہے۔ دو دن پہلے اپنے گروہ سے اس کا جھگڑا ہوگیا تھا۔ اس نے علیحدگی اختیار کرلی تھی مگر اس کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ وہ دو دنوں تک بے فکری سے کھاتا پیتا اور اچھا لباس پہنتا۔ آج اس نے موقع پاکر ایک کوٹھی سے اچھی خاصی رقم چرائی تھی۔ صرف رقم ہی نہیں' لباس بھی چرایا تھا۔ اس کوٹھی والے کی کالی جیکٹ اور سفید پینٹ بھی پہنی تھی مگر پہننے کو اچھے جوتے نہیں ملے۔ وہ اپنے پرانے جوتے پہن کر ہی نکلا۔ اتنے اچھے لباس میں وہ جوتے بہت برے لگ رہے تھے۔ ایک مسجد کی سیڑھی پر کسی حد تک نئے جوتے نظر آئے۔ اس نے اپنے جوتے اتار کر وہ جوتے پہن لیے پھر ادھر ریستوران میں کھانے کے لیے آگیا۔

دیوی شی تارا اس کے خیالات پڑھ کر جھنجلا گئی۔ بات سمجھ میں آگئی کہ وہ چور بدمعاش کہیں سے رقم اور لباس ہی نہیں بلکہ مسجد سے وہ جوتے چرا کر پہنے ہوئے ہے جو اس جوان کے تھے۔
منڈولا انفار مریٹ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ انڈیکیٹر کی اسپارکنگ اس ریستوران کی نشاندہی کررہی تھی اور درست کررہی تھی۔ وہ جوتے وہاں تھے مگر جوتوں کا مالک وہاں نہیں تھا۔ دیوی نے کہا "منڈولا! گڑبڑ ہوگئی۔ وہ جوان اسی مسجد میں ہوگا۔ برین آدم سے کہو کہ اس افسر کو ایک جاسوس کے ساتھ ابھی وقت ضائع کیے بغیر اس مسجد کی طرف روانہ کرے' اب تو کوئی چالاک جاسوس ہی اس کی نگرانی کرسکتا ہے۔"
منڈولا حکم کی تعمیل کرنے لگا۔ ثانی نے پارس کے پاس آکر پوچھا "کیا ہورہا ہے؟"
وہ بولا "ابھی معلوم نہیں ہورہا ہے کہ یہاں کس قسم کا گیم کھیلا جارہا ہے۔ شاید تھوڑی دیر میں معلوم ہوجائے۔"
پوجا کے لیے کھانا آگیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک پولیس انسپکٹر سپاہیوں کے ساتھ آیا اور کالی جیکٹ والے سے بولا "چور ایک نہ ایک دن پکڑا جاتا ہے۔ چلو باقی کھانا تمہیں پولیس والے کھلائیں گے۔"
ثانی اور علی نے دور سے پولیس والوں کو دیکھا پھر ثانی پارس کے پاس آکر بولی "یہ کیا ہورہا ہے؟"
"فی الحال تو ایک معمولی بات لگ رہی ہے کہ ایک چور کو پکڑ کرلے جایا جارہا ہے۔ تم چور کے اندر جاسکتی ہو۔ خاموش رہوگی تو دیوی تمہیں محسوس نہیں کرسکے گی۔"
چور نے پوجا کی طرف دیکھ کر کہا "میں سمجھ رہا تھا تم کوئی کال گرل ہو مگر تم تو جاسوس نکلیں۔"
پوجا نے کہا "میں نہ کال گرل ہوں اور نہ جاسوس مگر تم کیا ہو' یہ پولیس والے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔"
پولیس والے اسے پکڑ کر لے جارہے تھے۔ ثانی نے پارس کے پاس آکر کہا "میں نے اس شخص کے مختصر سے خیالات پڑھے ہیں۔ وہ واقعی ایک چور اور بدمعاش ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک معمولی چور کو گرفتار کرنے کے لیے پوجا کو کیوں استعمال کیا جارہا ہے؟"
پارس نے کہا "کچھ میری سمجھ میں آرہا ہے۔ پوجا پہلے کالی جیکٹ دیکھ کر علی کے پاس آئی پھر شاید غلطی کا احساس ہوا تو وہ اس کالی جیکٹ والے چور کے پاس آئی۔ یہ عجیب سی بات ہے کہ ہم صبح سے جس اجنبی جوان کی حفاظت کررہے ہیں اس نے بھی کالی جیکٹ پہنی ہوئی ہے۔ کیا ہم یہ رائے قائم کریں کہ وہ جوان کہیں روپوش ہوگیا ہے اور اسے پوجا کے ذریعے تلاش کیا جارہا ہے؟"
"میں ابھی معلوم کرتی ہوں کہ وہ جوان کہاں ہے؟"
ثانی نے جے مورگن کے پاس آکر کہا "تم اس قیدی جوان

کے دماغ میں رہ چکے ہو۔ مجھے وہاں پہنچاؤ۔"

جے مورگن نے اسے پہنچایا۔ وہ ایک بس میں بیٹھ کر بیت المقدس جارہا تھا۔ ثانی نے اس کے خیالات پڑھنے کے بعد معلوم کیا کہ مسجد کے زینے پر اس کے نئے جوتے چوری ہوگئے کوئی اپنے پرانے جوتے چھوڑ گیا تھا۔ جوان اب وہ جوتے پہن کر جارہا تھا۔ کڑی سے کڑی مل گئی۔ ثانی نے پارس کے پاس آکر کہا "اہمیت اس چور کی نہیں' ان جوتوں کی ہے۔ وہ مسجد سے چرائے گئے ہیں اور وہ اسی جوان کے جوتے ہیں۔ بظاہر جوتوں کے ادھر ادھر ہونے سے ایک چور پکڑا گیا لیکن انہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اسی چور نے وہ جوتے چرائے ہیں۔ تو پھر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پوجا اور اس کے اندر رہنے والی جوان کو صورت سے نہیں' جوتوں اور کالی جیکٹ کے ذریعے پہچان سکتی ہیں۔"

"میں جلد ہی اور بہت کچھ معلوم کرلوں گا۔ وہ جو بھی کررہے ہیں اس سے ہمیں فائدہ پہنچ رہا ہے۔ ہمیں پوجا مل گئی ہے اب اس کے ذریعے شی تارا اور منڈولا کی رہائش گاہ بھی معلوم ہوجائے گی۔"

پوجا نے کھانے کا بل ادا کیا پھر وہاں سے جانے لگی۔ الپا اس کے اندر رہ کر گائیڈ کررہی تھی کہ کن راستوں سے گزر کر وہ پھر اپنی رہائش گاہ پہنچے گی۔ الپا ہو یا دیوی تمام خیال خوانی کرنے والے دماغوں میں آنے والے کو محسوس کرسکتے تھے لیکن ہر انسان کے اندر ایک سایہ ہوتا ہے۔ اس سائے میں دوسرا سایہ گھل مل جائے تو خیال خوانی کرنے والے اسے محسوس نہیں کرسکتے۔ خود ہم اپنے اپنے اندر کے سائے کی موجودگی کو اس وقت تک سمجھ نہیں پاتے جب تک کہ روشنی میں اسے نہ دیکھیں۔ اسی طرح پوجا بھی اپنے اندر پارس کے سائے کو محسوس نہیں کررہی تھی۔

پوجا کار ڈرائیو کرتی ہوئی اپنی رہائش گاہ پہنچ گئی۔ الپا اسے چھوڑ کر چلی گئی۔ بنگلے کے ... شی تارا میز پر بیٹھی تنہا رات کا کھانا کھارہی تھی۔ اس نے پوجا کو دیکھ کر کہا "مجھے زور کی بھوک لگ رہی تھی۔ آؤ کھانے بیٹھ جاؤ۔"

پوجا نے بتایا کہ وہ کھانا کھاچکی ہے۔ شی تارا نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا کہ وہ کہاں گئی تھی اور کہاں سے کھاکر آرہی ہے۔ دیوی نے دوپہر ہی کو اس کے خوابیدہ دماغ میں آکر حکم دیا تھا کہ وہ پوجا سے کوئی سوال نہیں کرے گی۔

منڈولا کے کمرے کا دروازہ کھلا۔ اس نے آواز دی "پوجا! کار کی چابی لاؤ۔ میں باہر جاؤں گا۔"

وہ منڈولا کے کمرے کے پاس آئی۔ پھر پرس میں سے چابی نکال کر اسے دی۔ وہ کمرے کے اندر جانے کے لیے پلٹا۔ پوجا بھی واپس شی تارا کے پاس آنے کے لیے پلٹی' دونوں کی پیٹھ ایک دوسرے کی طرف ہوئی۔ ایسے وقت پارس کا سایہ پوجا کے اندر سے نکل کر منڈولا کے اندر پہنچ گیا۔ ان میں سے کسی نے سائے کو ایک جگہ سے نکل کر دوسری جگہ منتقل ہوتے نہیں دیکھا۔

دیوی منڈولا کے اندر تھی۔ اگر پارس اتنی احتیاط سے کام نہ لیتا تو وہ منڈولا کے ذریعے اسے دیکھ سکتی تھی۔ وہ پوجا سے چابی لینے کے بعد جرابیں اور جوتے پہن کر باہر جارہا تھا۔ اس نے اپنا شخصیت تو بدل لی تھی' اس کے باوجود وہ کبڑوں جیسے انداز سے چلنے کے باعث پہچانا جاسکتا تھا۔ دیوی نے تاکید کی تھی کہ کبھی ضرورت کے وقت وہ رات کی تاریکی میں بنگلے سے نکل کر فوراً کار میں بیٹھ جایا کرے تاکہ اس کا وہ مخصوص انداز کسی کی نظروں میں نہ آئے۔ اس وقت اس جوان کو تلاش کرنا ضروری تھا اس لیے وہ کار میں شہر کا ایک چکر لگانے کے لیے نکلا تھا۔

دیوی کے لیے وہ جوان بھی اہم ہوگیا تھا۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ ایسے کس گینگ سے تعلق رکھتا ہے' جس میں کچھ زیادہ ہی خیال خوانی کرنے والے ہیں اور اس جوان کو بہت اہم سمجھ کر اس کی حفاظت کے لیے کہیں بھی پہنچ جاتے ہیں۔

ثانی نے پارس کے پاس آکر پوچھا "کیا کررہے ہو؟"

"منڈولا کے اندر آرام فرما رہا ہوں۔ بنگلے میں شی تارا اور پوجا اکیلی ہیں۔ تم انہیں وہاں سے نکال سکتی ہو۔"

ثانی نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر جناب تبریزی کے پاس پہنچ کر سلام کیا اور کہا "آپ پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے۔ آپ بہت کچھ جانتے ہیں مگر دنیاوی معاملات میں اسی وقت مداخلت کرتے ہیں جب قدرت کی طرف سے اشارہ ملتا ہے۔ میں یہ جانتے ہوئے بھی آپ سے مدد حاصل کرنے آئی ہوں۔ میں شی تارا اور پوجا پر عمل کروں گی تو دیوی اس کا توڑ کرلے گی۔ میں آپ سے روحانی ٹیلی پیتھی کی درخواست کرنے آئی ہوں۔"

انہوں نے فرمایا "تم صرف اپنی مرضی سے نہیں آئی ہو۔ قدرتی حالات تمہیں لے کر آئے ہیں۔ مجھے معلوم ہوچکا تھا کہ تم ان دونوں کی سفارش کرنے کے لیے آنے والی ہو۔ جاؤ مطمئن رہو۔"

ثانی نے شکریہ ادا کیا پھر دماغی طور پر علی کے پاس حاضر ہوگئی۔

○☆○

مائیک ہرارے پریشان تھا۔ اس کی کامیابی' ناکامی میں بدل گئی تھی۔ اس نے شی تارا اور پوجا پر عمل کرکے انہیں اپنے ملک کا وفادار بنایا تھا پھر سپر ماسٹر اور اعلیٰ فوجی افسران سے فخر کے ساتھ متعارف کرانے کے بعد کہا تھا کہ ان سب نے اب تک نہ جانے کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو گنوا دیا۔ آخری بار پوجا بھی ان کے ہاتھوں سے نکل گئی تھی اور ہرارے نے کہا تھا کہ یہ سب ان لوگوں کی بے جا پابندیوں کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا وہ آزاد رہ کر اپنے ملک و قوم کے لیے کام کرے گا۔

لیکن اس کی یہ خوش فہمی اور حوصلہ بہت ہی مختصر مدت کے ... جب وہ ... شی تارا اور پوجا کے دماغوں میں گیا تو

انہوں نے سانسیں روک لیں۔ وہ دونوں اس رہائش گاہ میں بھی نہیں تھیں جہاں انہیں چھپا کر رکھا تھا۔ وہ بڑا پریشان ہوا کہ آخر یہ دشمنی کس نے کی ہے؟ کس نے اس کے تنویمی عمل کا توڑ کیا ہے اور دونوں کو چھین کرلے گیا ہے؟

اس نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے مخاطب کیا اور بتایا کہ شی تارا اور پوجا دونوں اس کے ہاتھوں سے نکل گئی ہیں۔ اس وقت میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ کتنے ہی دشمن تھے۔ کس پر شبہ کیا جاسکتا تھا۔ ویسے ان دنوں زیر زمین رہنے والی دیوی کا بڑا تذکرہ ہورہا تھا۔ اس نے تو میرے بیٹے پارس کو بھی طلب کیا تھا۔

انہی باتوں کے پیش نظر میں نے کہا "دشمن تو کئی ہیں لیکن میرا شبہ زیر زمین رہنے والی دیوی پر ہے۔"

ہرارے نے پوچھا "یہ دیوی کون ہے؟ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ زیر زمین رہتی ہے؟"

"ایسا میرے پارس کے ساتھ ہوچکا ہے۔ وہ دیوی اسے بھی اپنے قابو میں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ اس کے ہتھکنڈوں سے بچ نکلا۔ میرا خیال ہے اسی نے تمہارے تنویمی عمل کا توڑ کیا ہے۔"

"آپ کے دونوں بیٹے علی تیمور اور پارس بڑے عجیب و غریب ہیں۔ کبھی مصیبتیں آنے سے پہلے بچ نکلتے ہیں اور کبھی مصیبتوں میں گھر کر بھی اپنے بچاؤ کا راستہ نکال لیتے ہیں۔ دیوی نے ... چھوڑ دیا اور میرے شکار لے گئی۔"

اس کے آخری فقرے میں طنز تھا۔ میں نے اسے محسوس کیا۔ پھر کہا "میں نے دیوی کے متعلق ایک رائے قائم کی ہے کہ شاید اس نے تمہارے عمل کا توڑ کیا ہے۔"

"میں شطرنج کا کھلاڑی ہوں۔ اپنے سامنے تمام مہروں کی پوزیشن دیکھ کر رائے قائم کرتا ہوں پھر چال چلتا ہوں۔"

میں نے تسلیم کیا "بے شک۔ میں نے اپنی زندگی میں جتنے ذہین افراد دیکھے ہیں ان کی فہرست میں تمہارا نام بھی ہے۔"

"آپ بھی بلاشبہ ذہین ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ چوری کرنے والا پہلے یقین کرلیتا ہے کہ جہاں ہاتھ کی صفائی دکھانے والا ہے وہاں کچھ چرانے کے لیے ہے بھی یا نہیں؟ شی تارا اور پوجا کے بارے میں بھی جسے معلوم ہوگا کہ وہ میری تحویل میں ہیں' اسی نے انہیں میرے گھر سے چرایا ہے۔"

"یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کو تمہاری کارکردگی کا علم تھا۔"

"آپ صرف دشمنوں کی بات نہ کریں۔ دوست بھی اکثر میٹھا زہر بن جاتے ہیں۔"

میں نے کہا "یہ بھی درست ہے' اس لحاظ سے میں ہی پہلا اور آخری دوست ہوں جسے یہ خبر تھی کہ تم نے ان دونوں کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا ہے۔ میں تمہاری باتوں میں تلخی محسوس کررہا ہوں۔ وضاحت سے کہہ دو' کیا مجھے میٹھا زہر سمجھ رہے ہو؟"

"میں ایسا سمجھ کر آپ کا کیا بگاڑ لوں گا؟ ویسے امریکا کے ٹریننگ سینٹر میں تمام نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہ سب سے پہلے سمجھایا جاتا ہے کہ فرہاد اور سونیا پر کبھی بھروسا نہ کرو۔ وہ دوست بن کر جان بچاتے ہیں تو اس مہربانی کا بہت بڑا فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ آپ نے واقعی میری جان بچائی تھی۔ آپ خود شی تارا اور پوجا پر تنویمی عمل کرسکتے تھے لیکن یہ سب کچھ مجھ سے کرایا۔ مجھے ان کے دماغوں پر قبضہ جمانے کا موقع دے کر مجھ پر بہت بڑا احسان کیا۔ یہ نئی زندگی آپ کی وجہ سے جی رہا ہوں مگر سمجھ گیا ہوں کہ آپ مجھے زندگی دے کر کیا کچھ حاصل کررہے ہیں۔"

"ہرارے! یہ سب اپنے نظریے اور عقیدے کی باتیں ہیں۔ فائدہ پہنچا رہے تو سامنے والا دوست اور کسی دوسرے سے نقصان پہنچے اور وہ نقصان پہنچانے والا نظر نہ آئے تو وہی دوست' دشمن نظر آنے لگتا ہے۔ اس پر جو عقیدہ ہوتا ہے وہ مٹی میں مل جاتا ہے۔"

"آپ میرا اعتماد قائم رکھنا چاہتے ہیں تو شی تارا اور پوجا کو واپس لے آئیں۔"

"اگر وہ میرے پاس ہوتیں تو ابھی تمہیں مل جاتیں۔ مگر تم یقین نہیں کروگے اور جب کروگے تو دوستی کا وقت گزر چکا ہوگا۔"

"میں تو یہ جانتا ہوں کہ وقت گزر چکا ہے۔"

"میں اتنی دیر کبھی کسی کو اپنے دماغ میں آکر باتیں کرنے کا موقع نہیں دیتا لہٰذا اب تم جاؤ۔"

میں نے ... سانس روک لی۔ وہ چلا گیا۔ اب میں بابا صاحب کے

ادارے میں سونیا کے ساتھ ایک کوارٹر میں تھا۔ وہاں ہمارے دو ننھے بچے تھے۔ کبریا فرہاد اور اعلیٰ بی بی (ثانی)' دونوں اتنے پیارے تھے کہ میں دنیا کو بھول کر ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارتا تھا۔ وہ ایسے صحت مند تھے کہ ڈیڑھ برس کی عمر میں تین چار برس کے لگتے تھے۔ بہت پیاری پیاری باتیں کرتے تھے۔ ایک بار ان کے سامنے کوئی مشکل ترین بات کہہ دی جائے تو وہ ان کے ذہن میں نقش ہو جاتی تھی۔ پھر وہ اسے بھولتے نہیں تھے۔ ادارے میں انہیں بڑی عمدہ ٹریننگ دی جارہی تھی لیکن سونیا اپنی جگہ ایک یونیورسٹی تھی۔ وہ اپنے بچوں کو ایسی تربیت دے رہی تھی کہ ان دونوں بچوں کی ذہانت اور حاضر دماغی ابھی سے ظاہر ہونے لگی تھی۔

جناب تبریزی نے سونیا سے کہہ دیا تھا کہ جب یہ بچے ڈیڑھ برس کے ہو جائیں گے تو آزمائشی دور شروع ہوگا۔ اعلیٰ بی بی (ثانی) پر ہر برس کے ساتویں ماہ میں کوئی مصیبت نازل ہوگی اور کبریا فرہاد تقریباً تین برس کی عمر میں کہیں گم ہو سکتا ہے۔ یہ تمام پیش گوئیاں سننے کے بعد ہی میں دوسری مصروفیات چھوڑ کر اپنے بچوں کے پاس آگیا تھا اور یہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اب سونیا گمنامی سے نکل کر اپنے بچوں کی خاطر ایکشن میں آئے گی۔

سونیا نے پوچھا "کس سے باتیں ہو رہی تھیں؟ خیریت تو ہے؟"

"میں چاہتا تھا مائیک ہرارے سے دوستی رہے۔ میں اسے فائدے پہنچاؤں اور اس کے عوض وہ ہم مسلمانوں کی دوستی کا قائل ہو جائے۔ پھر امریکا میں اسلام دشمنی کی جو پالیسیاں بنتی رہیں' مائیک ہرارے ان کی مخالفت کرتا رہے۔"

سونیا نے کہا "تم نے ایک بار اس کی جان بچائی پھر شی تارا اور پوجا کو اس کے حوالے کیا۔ وہ اور کیا چاہتا ہے؟"

"اسے شبہ ہے کہ میں فراڈ کر رہا ہوں۔ میں نے ہی شی تارا اور پوجا کو اس سے واپس چھین لیا ہے۔ ان کے امریکی سینٹر میں سب سے پہلے یہی سبق سکھایا جاتا ہے کہ فرہاد اور سونیا پر کبھی بھروسا نہ کیا جائے۔"

"یعنی اس نے بھی بھروسا نہیں کیا۔ تمہاری پچھلی نیکیاں بھلا دیں۔ یہ تو معلوم کرو کہ شی تارا اور پوجا کہاں ہیں؟"

"معلوم کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ وہاں علی تیمور' پارس اور ثانی ہیں' ان کے بعد ہماری وہاں ضرورت نہیں ہے۔"

سونیا نے پوچھا "یہ دیوی کیا بلا ہے؟ میں ڈیڑھ برس سے ادارے سے باہر نہیں گئی۔ مجھے بتاؤ' اب تک کیا ہو چکا ہے اور اب کیا ہو رہا ہے؟"

میں اسے تمام حالات بتانے لگا۔ ادھر مائیک ہرارے تل ابیب میں تنہا رہ گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ دوستی ختم ہونے کے بعد شاید میں اس سے دشمنی کروں گا اس لیے اس نے رہائش گاہ بدل لی تھی۔ اس کی عقل سمجھا رہی تھی کہ فرہاد علی تیمور سے ہوشیار رہے اور اسے دشمنی کا موقع نہ دے۔ دوسرے یہ کہ تل ابیب میں فرہاد کے کتنے لوگ ہیں؟ یہ معلوم کیا جائے۔ پھر اس نے دو انسانی سایوں کو اسکرین پر دیکھا تھا۔ اس کی بھی خواہش تھی کہ کسی طرح وہ غیر معمولی گولیاں اس کے ہاتھ لگ جائیں۔

وہ کسی بھی سائے تک پہنچنا چاہتا تھا۔ پہلے یہ معلوم ہوا کہ ایک سایہ سرکس میں دلچسپ تماشا دکھائے گا لیکن اس سے پہلے ہی سرکس والا میدان بموں کے دھماکوں سے تباہ ہو گیا۔ ہرارے خیال خوانی کے ذریعے وہاں کے ایک حاکم کے دماغ میں اس وقت پہنچا جب گورنر ہاؤس میں ان کا اجلاس ہو رہا تھا۔ وہاں جوڈی نارمن کے سائے نے یہ انکشاف کیا کہ وہاں کی سب سے بڑی یہودی تنظیم تباہ ہو چکی ہے اور اس کے اہم فرد مارے گئے ہیں۔

اجلاس میں ایک عورت نے آکر جوڈی نارمن کی تردید کی اور کہا۔ "یہ جوڈی نارمن جھوٹ بولتا ہے۔ ہماری یہودی تنظیم سلامت ہے۔ میں اسی عورت کی زبان سے الپا بول رہی ہوں۔"

اسی وقت دوسری عورت نے آکر کہا "میں بھی اسی عورت کی زبان سے بول رہی ہوں۔ دیوی جی' صرف تم ہی آواز بدل کر دھوکا دینا نہیں جانتی ہو۔ میں بھی الپا کی آواز بنا کر بول رہی ہوں مگر الپا نہیں ہوں۔ اگر تم ہو تو تم نے اور تنظیم کے دوسرے خیال خوانی کرنے والوں نے ان حکمرانوں اور افسروں سے دوسری آواز میں باتیں کیوں کی تھیں؟ اگر کوئی مجبوری تھی تو اب الپا بن کر کیوں بول رہی ہو؟"

مائیک ہرارے چھپ چھپ کر معلومات حاصل کر رہا تھا۔ پھر پتا چلا کہ جوڈی نارمن سائے سے گوشت پوست کے انسانی جسم میں ظاہر ہو چکا ہے اور بری طرح زخمی ہو گیا ہے۔ اس کے پاس جو غیر معمولی گولیاں اور فارمولے تھے انہیں ایک جوان لے کر فرار ہو گیا ہے۔

پھر پتا چلا کہ جوان گرفتار ہو گیا ہے لیکن گونگا بنا ہوا ہے پولیس افسران اسے زخمی کر کے اس کے چور خیالات اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو پڑھوانا چاہتے تھے لیکن اس جوان کی حفاظت اتنے نامعلوم ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کی تھی کہ کوئی اس جوان کو زخمی کر کے اس کے دماغ سے اس کی اصلیت معلوم نہ کر سکا۔

مائیک ہرارے اس ٹارچر سیل کے انچارج اور افسران کے دماغوں میں جھانکتا پھر رہا تھا۔ اس طرح یہ معلوم ہوا کہ جوان کو بظاہر آزاد کر دیا جائے گا لیکن اس کے ایک جوتے کے تلے میں انڈیکیٹر چھپا دیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا رہے گا کہ وہ کہاں جا رہا ہے اور کس سے مل رہا ہے؟

ان افسران کے دماغ میں کوئی یہودی خیال خوانی کرنے والا کہہ رہا تھا کہ بے شمار خیال خوانی کرنے والے جس جوان کی حفاظت کر رہے تھے' وہ جوان ضرور کچھ زیادہ ہی اہم ہوگا۔ اس لیے دشمنوں کو اس جوان کے دماغ میں پہنچنے اور چور خیالات پڑھنے کا موقع نہیں دیا گیا تھا۔ لہٰذا معلومات کے لیے ایک انڈیکیٹر اس کے ایک جوتے میں چھپا دیا گیا تھا لیکن انڈیکیٹر سے ظاہر ہونے والا نتیجہ دیوی اور منڈولا کو معلوم ہوتا اس لیے ہرارے یہ معلوم نہ کر سکا۔ اس نے ایک افسر کے دماغ سے منڈولا کا نام معلوم کیا لیکن افسر کو منڈولا کا پتا یا فون نمبر معلوم نہیں تھا اور نہ ہی وہ افسر کسی دیوی کے بارے میں جانتا تھا۔

اس کا تمام دن اسی طرح ادھوری معلومات حاصل کرنے میں گزرا۔ شام سے رات ہونے لگی۔ اسے یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ فرہاد کا کوئی بیٹا یا اور کوئی فیملی ممبر اس شہر میں موجود ہے یا نہیں؟ البتہ عقل کہتی تھی کہ ایک نہیں کئی فیملی ممبرز ہیں۔ اس جوان کو ٹارچر سیل میں انہوں نے ہی بچایا ہوگا۔ کیونکہ اتنی زیادہ تعداد میں خیال خوانی کرنے والے فرہاد کے پاس ہیں یا پھر ایم آئی ایم نے بھی اپنے خیال خوانی کرنے والوں کا مظاہرہ کیا ہے۔

مائیک ہرارے نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ تنہا رہے گا تو دھوکا کھا کر جوڈی نارمن کی طرح اسپتال پہنچ جائے گا۔ اس نے جوڈی کے اندر جا کر اس کے چور خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ وہ بھی اپنے ملک امریکا کا وفادار ہے اور سپر ماسٹر کی پابندیوں سے آزاد رہ کر کام کرنے کے لیے اپنی ایک ٹیم بنانا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت وہ غیر معمولی گولیاں اور فارمولے اس کے ہاتھ آگئے۔ افسوس کہ عمان کے اجلاس میں کسی نامعلوم جوان نے آکر کام بگاڑ دیا اور اس سے گولیوں کی ایک ڈبیا چھین کر سایہ بن گیا۔

وہ سایہ بن جانے والا اجنبی جوان بھی ایک معما تھا۔ اس نے اجلاس میں کہا تھا کہ ایم آئی ایم سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ یہ اب تک پتا نہیں چل سکا کہ وہ کون تھا؟ اور اب کہاں ہے؟

جب ہرارے شی تارا کو اپنی معمولہ بنانے کے لیے اس کے خیالات پڑھ رہا تھا تب اتنا معلوم ہوا تھا کہ اسی نامعلوم سائے نے اس کی پٹائی کی تھی اور اسے زخمی کر کے اسپتال پہنچایا تھا۔ اس سے یہ اندازہ ہوا کہ وہ سایہ شی تارا کو نہیں جانتا تھا۔ اگر اسے معلوم ہوتا کہ جسے اسپتال پہنچایا ہے وہ خیال خوانی جانتی ہے تو شاید وہ شی تارا کو اپنا بنا کر رکھتا۔

ہرارے شطرنج کی چالوں کے مطابق تمام حالات کو سمجھ رہا تھا اس لیے پارس کی چالوں کو نہیں سمجھ رہا تھا۔ وہ سچ مچ شی تارا سے محبت کرتا تھا مگر اس سے ناراض تھا اس لیے اس کی پٹائی کی تھی۔ وہ کار سے ٹکرا کر زخمی ہوئی اور اسپتال پہنچائی گئی تو پارس کو افسوس ہوا۔ وہ سایہ بننے کے باوجود اس کی تیمارداری کے لیے جا سکتا تھا۔ ایسے میں پوجا مل گئی۔ اس نے ثانی کے ذریعے پوجا پر عمل کرایا۔ اس کی پچھلی زندگی یاد دلائی اور تیمارداری کے لیے اسے شی تارا کے پاس پہنچا دیا۔ ہرارے پوجا کو بھی معمولہ بناتے وقت یہ معلوم نہ کر سکا کہ وہ کس طرح سپر ماسٹر سے باغی ہو کر شی تارا کے پاس آئی ہے اور آنے سے پہلے کس نے اس پر عمل کیا ہے۔

یہ تمام واقعات ایسے تھے کہ ان میں دور تک پارس کا نام نہیں آرہا تھا بلکہ یہ معلوم ہوا تھا کہ پارس شی تارا سے نفرت کرتا ہے۔ اسی لیے میں نے ہرارے کو اجازت دی تھی کہ وہ شی تارا کو اپنی معمولہ بنا سکتا ہے اور اس نے یہی کیا تھا اور اس کے ساتھ اسے پوجا بھی مل گئی تھی۔

یہ تو میں بھی نہیں جانتا تھا کہ شی تارا ایک ڈمی ہے اور اصل دیوی شی تارا کوئی اور ہے۔ اسی نے ہرارے کے عمل کا توڑ کیا تھا اور شی تارا کے ساتھ پوجا کو بھی لے گئی تھی۔ شطرنج کی چالیں چلنے والے نے یہی سمجھا کہ میں نے اسے دھوکا دیا ہے۔ اب وہ مجھ سے بدظن ہو کر اپنی ایک الگ طاقت' ایک الگ تنظیم بنانا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے لیے وہ سب سے پہلے اپنے ہم وطن جوڈی نارمن کو اپنا بنا لینا چاہتا تھا تاکہ یہودی اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں۔ وہ شام کو اس ارادے سے آیا تو جوڈی نے سانس روک لی۔ وہ اسپتال کے بستر پر تھا۔ معمولی زخم تھے جو قابل برداشت تھے اس لیے منڈولا کے حکم کے مطابق الپا نے اس پر عمل کیا تھا اور اسپتال کے اندر فوجی پہرے میں رکھا تھا۔

ہرارے وہاں جا کر خود پھنسنے کی نادانی نہیں کر سکتا تھا اس لیے تھک ہار کر اپنی رہائش گاہ جانا چاہتا تھا۔ وہاں جانے سے پہلے کھانے کے لیے ایک معروف ریستوران میں آیا اور کھانے لگا۔ ایسے ہی وقت اسے پوجا نظر آئی۔ تمام دن کی بھاگ دوڑ اور ناکامی کے بعد گم شدہ مال مل رہا تھا۔ وہ چاہتا تو وہیں ریستوران میں اسے مخاطب کرتا مگر اتنی عقل تھی کہ اب وہ اس کی معمولہ نہیں ہے جس نے بھی اسے معمولہ بنایا ہے وہ کسی مقصد کے لیے اسے ریستوران میں لایا ہے پھر یہ کہ اس کے ساتھ شی تارا نہیں تھی۔

اس نے دور ہی سے اسے دیکھا۔ پولیس والے بھی نظر آئے اور وہ اس شخص کو گرفتار کر کے لے گئے جو پوجا کے سامنے بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ ان پولیس والوں نے پوجا سے کچھ نہیں کہا۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آرہی تھی کہ پوجا کسی یہودی خیال خوانی کرنے والے کے قبضے میں ہے۔ وہ ریستوران سے نکل کر اپنی کار کی طرف جانے لگی۔ ہرارے اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا۔ وہ اس کا تعاقب کر کے اس کی رہائش گاہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہاں شی تارا بھی ہوگی۔ اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ الپا اس کے دماغ میں ہے اور اس کی رہنمائی کرتی ہوئی لے جارہی تھی اور ہرارے کی طرح الپا اور پوجا کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کے اندر پارس کا سایہ چھپا ہوا ہے۔

یوں یہ قافلہ اس بنگلے میں پہنچا' جہاں صرف شی تارا ہی نہیں منڈولا بھی تھا اور منڈولا کے اندر دیوی موجود تھی۔ مائیک ہرارے نے اپنی کار اس بنگلے سے ذرا دور لے جا کر روکی تھی اور سوچ رہا تھا کہ پوجا وہاں تنہا نہیں ہوگی۔ وہاں شی تارا ہو یا نہ ہو ان پر عمل کرنے والا ضرور ہوگا۔ تھوڑی دیر بعد تصدیق ہو گئی۔ داؤد منڈولا بنگلے سے نکل کر اسی کار میں کہیں جا رہا تھا جس کار میں ابھی پوجا آئی تھی۔

جب وہ کار بنگلے کے احاطے سے نکل کر دور چلی گئی اور ایک شاہراہ پر مڑ گئی تو مائیک ہرارے اپنی کار سے اتر کر پیدل چلتا ہوا اس بنگلے کے احاطے میں دبے قدموں چوروں کی طرح پہنچا۔ یہ وہ وقت تھا' جب ثانی علی کے ساتھ ایک کار میں آ رہی تھی۔ اس نے تھوڑی دیر پہلے جناب تبریزی سے درخواست کی تھی کہ شی تارا اور پوجا پر روحانی ٹیلی پیتھی کی جائے تاکہ دیوی اس کا توڑ نہیں کر سکے۔

اس عمل کے بعد ضروری تھا کہ شی تارا اور پوجا کو اس بنگلے سے نکال کر اپنے بنگلے میں لے جایا جائے اسی لیے وہ علی کے ساتھ وہاں پہنچ گئی۔ مائیک ہرارے نے پہلے بنگلے کے چاروں طرف دبے پاؤں چل کر اطمینان کیا کہ اندر لوگ جاگ رہے ہیں یا سو رہے ہیں؟ وہاں صرف اس کی مطلوبہ شی تارا اور پوجا ہی ہیں یا اور بھی کوئی ہے؟ یہی سمجھ میں آ رہا تھا کہ صرف وہی دونوں ہیں۔

پھر وہ بنگلے کے اگلے حصے میں آیا۔ اندر جانے کے لیے دروازہ کھولا تو وہ کھل گیا۔ اسے باہر سے نہ لاک کیا گیا تھا اور نہ ہی اندر سے چٹخنی لگائی گئی تھی۔ اس نے دروازے کے اندر ایک قدم رکھا۔ پھر قدم رک گئے پیچھے سے کسی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ ایک صحت مند خوبرو جوان کھڑا ہوا تھا۔ وہ علی کی اصل صورت پہچانتا تھا لیکن علی دوسرے روپ میں تھا۔ اس نے اشارے سے ہرارے کو بنگلے کے باہر آنے کے لیے کہا۔ یہ خیال تھا کہ اندر شی تارا اور پوجا پر روحانی ٹیلی پیتھی کی جا رہی ہوگی یا ختم ہو چکی ہوگی اور دونوں گہری نیند میں ہوں گی۔

مائیک ہرارے نے باہر آ کر پوچھا "کیا آپ یہاں رہتے ہیں؟" علی نے انکار میں سر ہلایا۔ اس نے پوچھا "تو پھر آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟"

"تم سے پوچھنے آیا ہوں کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

علی نے بات ختم کرتے ہی سانس روک لی پھر کہا "اچھا تو تم خیال خوانی بھی جانتے ہو مگر افسوس کہ مجھے سانس روکنے کا کمال آتا ہے۔ اب اصل بات بتاؤ؟"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولا "یہاں دو لڑکیاں ہیں۔ میں نے ان پر عمل کیا تھا مگر دوسرا عامل انہیں یہاں لے آیا ہے۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ مسکرا کر بولا "تم ابھی بچے ہو۔ میرا نام ساری دنیا جانتی ہے۔ میں فرہاد علی تیمور ہوں۔"

ثانی کو ہنسی آ گئی۔ علی نے اس سے کہا "تم ان فرہاد صاحب کا جغرافیہ درست کرو۔ میں اپنا کام کرتا ہوں۔"

وہ اندر چلا گیا۔ ثانی نے ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کیا پھر کہا "اس حملے کا جواب دو۔"

ایک دوشیزہ نے صرف ایک ہاتھ مارا تھا۔ ناک سے اور باچھوں سے خون نکل آیا تھا۔ ہرارے شطرنج کا عالمی چیمپئن تھا۔ اپنی ذہانت سے کام لے کر اپنے مقابل کی چالوں کو ناکام بناتا تھا لیکن وہ فائٹر نہیں تھا۔ وہ رومال سے ناک اور منہ سے بہنے والا خون پونچھتے ہوئے بولا "دیکھیے مس! یہ کوئی شریفانہ حرکت نہیں ہے۔"

وہ بولی "وہ دیکھو' شریفانہ حرکت اسے کہتے ہیں۔"

ہرارے نے دیکھا۔ علی' شی تارا کو کاندھے پر لاد کر بنگلے سے باہر ایک ویگن کار میں لے جا رہا تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر اسے ایک سیٹ پر لٹایا۔ پھر وہ دوبارہ اندر گیا اور وہاں سے پوجا کو اٹھا لایا۔ اسے ویگن کی دوسری سیٹ پر لٹایا۔ ثانی نے کہا "اگر چاہتے ہو کہ تمہیں بھی کاندھے پر نہ اٹھایا جائے تو اپنی اصلیت بتا دو۔"

علی اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا پھر پوچھا "کیا اپنا جغرافیہ بتا دیا؟"

وہ سہم کر بولا "ابھی بتاتا ہوں۔ پہلے یہ تو بتا دو۔ تم دونوں کون ہو؟"

علی نے کہا "کیا ابھی تم نے نہیں دیکھا۔ ہم کاندھا دینے والے ہیں اور کاندھا دینے والے قبر تک پہنچاتے ہیں۔"

وہ سہم کر بولا "میں ہاتھا پائی کرنے والا نہیں ہوں۔ جن دو لڑکیوں کو تم لے گئے ہو' ان پر میرا حق ہے۔ میں نے ان پر عمل کیا تھا مگر فرہاد علی تیمور نے مجھے دھوکا دیا اور انہیں یہاں پہنچا دیا۔"

علی نے اپنے باپ کے خلاف ایسی باتیں سن کر اس کے منہ پر ایک گھونسا رسید کیا۔ وہ پیچھے کی طرف لڑکھڑا کر کمرے کے اندر جا کر گر گیا۔ ایک ہی فولادی ہاتھ نے اسے بے ہوش کر دیا۔ انہوں نے دروازے کو باہر سے بند کر دیا پھر وہاں سے چل پڑے۔ ثانی نے اسے پہلے ہی ایک ہاتھ مار کر ناک اور منہ سے لہو بہا کر اس کے دماغ میں جگہ بنالی تھی اور یہ معلوم کر لیا تھا کہ وہ مائیک ہرارے ہے۔

پھر اس نے میرے خلاف چند الفاظ کہے تو پتا چل گیا کہ ہم سب نے مل کر اسے پہلی بار ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے تبدیل ہونے سے بچایا تھا۔ دوسری بار یہودیوں سے بچایا تھا' اس کا برین واش نہیں ہونے دیا تھا اور اس کی جگہ پارس کو پہنچا دیا تھا۔ پھر میں نے اسے شی تارا اور پوجا کو معمولہ بنانے کا موقع دیا۔ اس کے بعد بھی وہ میری مخالفت میں بولنے والا تھا جس کی سزا علی نے یہ دی کہ ایک ہی گھونسا مار کر اسے بے ہوش کر دیا۔ وہ کمرے کے اندر جا کر گرا۔ باہر سے دروازہ بند کر دیا گیا تاکہ وہ وہیں پڑا رہے اور دروازہ اس وقت کھلے جب دیوی اور منڈولا وہاں پہنچیں۔

ابھی تو دیوی' منڈولا کے اندر رہ کر شہر میں گھوم رہی تھی۔ وہ کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ انٹیلی جنس والوں نے اپنی معلومات کے مطابق خفیہ اڈوں' مشکوک لوگوں اور جرائم پیشہ افراد کے جو ریکارڈز رکھے ہوئے تھے ان میں سے بہت سے افراد اور اڈوں کو منڈولا جانتا تھا اور وہاں باری باری ہر جگہ جا رہا تھا۔

وہ اور دیوی دونوں ہی وہاں کے کسی فرد سے بات کر کے باقی تمام افراد کے ذہنوں کو پڑھتے تھے اور اس جوان کے حلیے اور لباس وغیرہ کے بارے میں معلوم کرتے تھے جو بھی کالی جیکٹ اور سفید پینٹ میں دکھائی دیتا تھا اس کے دماغ میں گھس کر اس کی اصلیت معلوم کرتے تھے اور مایوس ہو جاتے تھے۔

پھر برین آدم نے موبائل فون سے رابطہ کیا اور کہا "یروشلم جانے والے راستے میں جو تیسری چیک پوسٹ ہے وہاں ایک مسافر بس معمول کے مطابق آدھے گھنٹے کے لیے رکی تھی۔ ٹارچر سیل کا ایک افسر دو دنوں کی چھٹی لے کر اپنی جیپ میں یروشلم جا رہا ہے اس نے اس جوان کو مسافر بس میں دیکھا ہے۔ آپ حکم دیں کیا کیا جائے؟"

منڈولا نے کہا "بس ڈرائیور کو رازداری سے سمجھاؤ کہ وہ بس میں کوئی خرابی پیدا کر کے وہاں ہمارے آنے تک رکا رہے اور مجھے فون پر اس افسر کی آواز سناؤ۔"

برین آدم نے یہی کیا۔ دوبارہ اس افسر سے رابطہ کر کے اسے احکامات سنائے کہ اسے کس طرح بس ڈرائیور کو رازدار بنانا اور اس بس کو روکے رکھنا ہے۔ افسر نے کہا "میں یہی کروں گا۔ جب تک دوسرا حکم نہیں ملے گا اس بس کو آگے نہیں بڑھنے دوں گا۔"

دیوی اور منڈولا نے برین آدم کے دماغ میں رہ کر افسر کی باتیں سنیں مگر وہاں سننے والے صرف دو نہیں تھے۔ تین تھے۔ تیسرا پارس کا سایہ جو منڈولا کے اندر سمایا ہوا تھا۔

دیوی نے منڈولا سے کہا "اب تم خیال خوانی نہ کرو۔ تیزی سے ڈرائیو کر کے ادھر پہنچو' میں افسر کے پاس جا رہی ہوں۔"

منڈولا نے ہائی وے پر کار کی رفتار طوفانی کر دی۔ وہ جانتا تھا کہ اب دیوی اس کی آمد تک اس بس کو آگے نہیں جانے دے گی۔ اس کے بعد وہی جانتی تھی کہ اس جوان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟ وہ شاید اسے نہ روکے گی' نہ ٹوکے گی۔ ایسا کرنے سے اس جوان کے خیال خوانی کرنے والے پھر آ سکتے تھے اور ٹارچر سیل کی طرح بس میں بھی خون خرابا کر سکتے تھے۔ اب وہ دوسری ہی حکمت عملی آزمائے گی۔

وہ تیز رفتاری سے ڈرائیو کرنے کے باعث ایک گھنٹے میں وہاں پہنچ گیا۔ وہاں بس ڈرائیور نے افسر کے حکم کی تعمیل کی تھی یا پھر دیوی نے ڈرائیور کے دماغ میں گھس کر اسے بس کو کسی بہانے روکے رکھنے پر مجبور کیا ہوگا۔ جب منڈولا کی کار قریب پہنچنے لگی تو وہ بس اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔ دیوی نے منڈولا کے پاس آ کر کہا "میں نے اس جوان کو دیکھا ہے۔ وہ اس بس میں موجود ہے۔ ہم دیکھیں گے کہ وہ کہاں جا رہا ہے' کن لوگوں سے مل رہا ہے اور کہاں پناہ لے رہا ہے؟"

منڈولا کے دماغ میں ہونے والی دیوی کی باتیں پارس نہیں سن سکتا تھا کیونکہ اسے کسی کے دماغ میں جھانکنا' یا خیال خوانی کرنا نہیں آتا تھا لیکن منڈولا تنہائی میں بڑبڑانے یا زیر لب باتیں کرنے کے انداز میں جو جوابات دیتا تھا یا دیوی سے سوالات کرتا تھا اس کے ذریعے وہ ان دونوں کی باتیں کسی حد تک سمجھ لیتا تھا۔

اور اس نے یہی سمجھا تھا کہ وہ اس جوان کو اس بات سے بے خبر رکھ رہے ہیں کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ثانی نے آ کر کوڈ ورڈز ادا کیے۔ پارس نے سوچ کے ذریعے بتایا کہ دیوی منڈولا کے اندر موجود ہے اور آگے جانے والی بس میں بیٹھا ہوا وہ جوان بیت المقدس جا رہا ہے۔

ویسے وہ جوان بھی پراسرار تھا۔ اپنے اندر کی بات چھپا رہا تھا۔ کسی حد تک سانس روک کر خیال خوانی کرنے والوں کو اپنے اندر آنے سے روک سکتا تھا۔ اس کے باوجود گونگا بنا رہتا تھا۔ شاید وہ زیادہ دیر سانس روکنے کا عادی نہیں تھا۔ اس سے کہا گیا تھا کہ وہ چوبیس یا اڑتالیس گھنٹے کے اندر اندر اسرائیل سے چلا جائے۔ جے مورگن اس کے جانے کا بندوبست بھی کر رہا تھا لیکن وہ اس کے برعکس تل ابیب چھوڑ کر بیت المقدس جا رہا تھا شاید اسے بھی کوئی مشن پورا کرنا تھا۔

یہ اسراریت دیوی اور پارس وغیرہ کو بھی مجبور کر رہی تھی کہ خاموشی سے اس جوان کی مصروفیات کا جائزہ لیا جائے۔ دیوی کو اس بات پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ بدستور گونگا بنا ہوا تھا اگر وہ ایک ذرا سی بھی آواز سن لیتی تو اتنی دور بیت المقدس تک اس کا تعاقب نہ کرتی۔ اس کے اندر پہنچ کر بہت کچھ معلوم کر لیتی۔

ثانی پارس کو بتا رہی تھی "مائیک ہرارے کا بھی دماغ پھر گیا ہے اور وہ ہمارے پاپا سے بدظن ہو گیا ہے۔ علی نے اسے بے ہوش کر کے اسی بنگلے میں باہر سے لاک کر دیا ہے' جہاں سے شی تارا اور پوجا کو لایا گیا ہے۔"

وہ رات کے دو بجے پرانے بیت المقدس پہنچے۔ وہ نوجوان بس سے اتر گیا۔ منڈولا نے بھی اس سے بہت دور اپنی کار چھوڑ دی اور راستے کے روشن حصوں کو چھوڑ کر تاریکی میں چلنے لگا تاکہ اس جوان کی نظروں میں نہ آئے۔

پرانے شہر کے راستے بہت وسیع نہیں تھے۔ گلیاں بھی تنگ تھیں۔ وہ ایک گلی میں داخل ہو کر اطمینان سے جا رہا تھا اور سمجھ رہا تھا کہ اتنی رات کو ویران اور سنسان گلیوں میں اب کوئی اسے پریشان نہیں کرے گا۔ ایک مسجد کے پاس ایک کھنڈر نما پرانی

عمارت تھی۔ وہ عمارت کے دروازے پر دستک دینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے کے پیچھے سے ترکی زبان میں کچھ پوچھا گیا۔ جوان نے ترکی زبان میں ہی جواب دیا۔ پھر دروازہ کھل گیا۔

اس کے اندر آتے ہی دروازے کو اندر سے بند کردیا گیا۔ وہ دونوں ایک تنگ سی راہداری سے گزرتے ہوئے ایک ہال نما بڑے سے شکستہ کمرے میں پہنچے' وہاں چھ مسلح جوان تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا "تم نے یہاں پہنچنے میں دیر کردی۔ یہ بھی اچھا ہی کیا۔ برادر کبیر نے فون پر ہمیں بتایا ہے کہ تم مصائب میں گرفتار رہے ہو اور ہمیں تاکید کی ہے کہ تمہارے آتے ہی باقی ساتھی گونگے بن جائیں کیونکہ تمہارے ساتھ ایک بلا آئی ہے جو کسی کے بھی دماغ میں پہنچ جاتی ہے۔"

جوان نے کہا "لیکن میں تو صبح سے گونگا بنا رہا ہوں۔ کوئی بلا میرے اندر نہیں آسکتی۔"

"تم بھول رہے ہو۔ ابھی دروازے پر دستک دینے کے بعد تم نے مادری زبان میں ہمارے ایک ساتھی سے اپنا تعارف کرایا تھا۔ وہ بلا ترکی زبان بھی جانتی ہے اور ابھی ہمارے درمیان موجود ہے۔"

اس جوان نے پریشان ہوکر کہا "پھر تو مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ میری آمد سے ہمارا یہ خفیہ اڈا ظاہر ہوگیا ہے۔"

ان کے لیڈر نے کہا "کوئی بات نہیں' وہ جو یہاں آئی ہے اسے معلوم ہونے دو کہ ہم ایم آئی ایم کے مجاہدین ہیں۔ ہمیں کچھ ہوگا تو نارچ سیل میں تباہی کا جو نمونہ پیش کیا گیا تھا اس سے بڑے دھماکے تل ابیب میں ہوں گے۔ اور وہ شخص جو باہر کھڑا ہوا ہے اور جس کے دماغ میں رہ کر وہ یہاں تک آئی ہے وہ شخص یہاں سے زندہ نہیں جائے گا۔"

دیوی شی تارا حیرانی سے سوچ رہی تھی کہ وہ کون ہے' جسے یہاں اس کی آمد کی خبر ہوگئی ہے۔ اس نے معمول کے مطابق روبینہ کی آواز اور لہجہ اختیار کیا پھر اس جوان کی زبان سے بولی "یہ درست ہے' میں یہاں موجود ہوں اور تمہارے برادر کبیر سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

لیڈر نے کہا "تم آتما شکتی کے ذریعے کسی کے بھی اندر پہنچ سکتی ہو لیکن ہمارے برادر کے اندر نہیں جاسکو گی۔ ویسے ہمارے برادر کبیر سے تم کئی بار گفتگو کرچکی ہو۔"

وہ حیرانی سے بولی "کیا میں تمہارے برادر سے کئی بار گفتگو کرچکی ہوں؟ مگر کب؟"

وہ بولا "ہم زیادہ نہیں جانتے۔ اتنا معلوم ہے کہ آخری بار تم نے انہیں مرنے اور دوبارہ زندہ ہونے کو کہا اور وہ انتقال فرما گئے۔ تم خود اس بات کی گواہ ہو۔ اب وہ دوسری زندگی حاصل کرکے مصلحتاً خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔"

دیوی نے پھر حیرانی سے کہا "بے شک۔ میں نے ایسا کہا تھا اور وہ مرچکے تھے۔ میری سوچ کی لہروں کو ان کا دماغ نہ مل سکا۔ کیا وہی تمہارے برادر کبیر تھے؟"

پارس اپنی کھوپڑی سہلا رہا تھا کیونکہ دیوی کے سامنے اسے برادر کبیر بنایا جاچکا تھا۔ دیوی نے کہا "میں تمہارے برادر کبیر سے باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"وہ شاید آج یا کل کسی وقت تم سے باتیں کریں گے۔ انہوں نے ہم سے اتنا ہی کہا ہے کہ آئندہ اس کبڑے کے ساتھ ادھر نہ آنا ورنہ اس کی حالت بھی جوڈی نارمن جیسی ہوگی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں جارہی ہوں اور تمہارے برادر کبیر کا انتظار کروں گی۔"

پھر خاموشی چھا گئی۔ لیڈر نے اس جوان سے کہا "ہمیں جو ہدایات دی گئی ہیں ان کے مطابق مجھے اور تمہیں اس ملک سے چلے جانا چاہیے۔ یہاں ہماری جگہ دوسرے مجاہدین آئیں گے اور یہ جگہ بھی بدل دی جائے گی۔ یہ کھنڈر خالی رہے گا۔ اگر وہ کبڑا اس بلا کو لے کر ادھر آئے گا تو واپس نہیں جاسکے گا۔ اب تم جاکر باہر کا دروازہ بند کردو۔"

وہ جوان بیرونی دروازہ بند کرنے آیا۔ منڈولا وہاں سے پلٹ کر جارہا تھا۔ پارس کا سایہ جوان کے اندر سے نکل کر پھر منڈولا کے اندر سما گیا۔ ثانی نے کہا "میرا خیال ہے اس نے جوان کو باہر کا دروازہ بند کرنے کے لیے صرف اسی لیے بھیجا تھا کہ تم اس کے اندر سے نکل کر پھر منڈولا کے اندر چلے آؤ۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔ میں تمہیں اس سے زیادہ حیرانی کی بات بتاؤں۔ میں نے ہی دیوی سے کہا تھا کہ میں ایک بار مرجانے کے بعد دوبارہ زندہ ہوسکتا ہوں۔ پھر میں نے ڈراما بازی کی۔ اپنی آواز اور لہجہ وغیرہ بدل دیا۔ وہ میرے دماغ سے نکل گئی پھر میرے اسی لہجے کو گرفت میں لے کر مجھے ڈھونڈتی رہی ہوگی لیکن آج تک مجھے پا نہ سکی۔"

"تم پکے بدمعاش ہو۔ اگر یہ تمہاری ہی شرارت تھی تو وہ دوسرا مجاہد اشارتاً تمہیں کہہ رہا تھا کہ اس کے برادر کبیر شاید آج یا کل کسی وقت اس دیوی سے باتیں کریں گے۔ اس دوسرے مجاہد کی اس بات کا مقصد اور کیا ہوسکتا ہے؟"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ ان مجاہدین کے برادر کبیر نے انہیں پہلے ہی بتایا ہوگا کہ اس جوان کے دماغ میں ایک دیوی ہی نہیں' میرا سایہ بھی آرہا ہے۔"

"ویسے ہم نے پہلی بار ایم آئی ایم کے مجاہدین کو دیکھا ہے۔ ان کا برادر کبیر یقیناً غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل ہے۔"

یہی باتیں دیوی منڈولا سے کہہ رہی تھی۔ منڈولا نے پوچھا "اور آپ تمام باتیں سن کر خاموشی سے چلی آئیں؟"

"میں حالات اور غیر معمولی کردار کو تم سے زیادہ سمجھتی ہوں۔ ان کا برادر کبیر مجھے دیکھے اور سمجھے بغیر میرے بارے میں ایسی باتیں کہہ رہا تھا جو اس سے ایک بار پہلے بھی ہوچکی ہیں۔ میں عجیب و غریب صلاحیتیں رکھنے والوں سے کتراتی ہوں۔ شاید وہ میرا نام نہیں جانتا ہے۔ مجھے دیوی بھی نہیں کہہ رہا تھا بلکہ ناگواری سے مجھے ایک بلا کہہ رہا تھا۔"

"ویسے ہمارا یہ شبہ درست نکلا کہ وہ کوئی عام سا جوان نہیں تھا۔ نارچ سیل میں ایم آئی ایم کے خیال خوانی کرنے والے اس کی حفاظت کررہے تھے۔"

"اور ہم نے یہ دانش مندی بھی کی کہ اسے مزید قیدی بناکر نہیں رکھا۔ اس کا تعاقب کرنے سے یہ تو معلوم ہوا کہ تمہارے اسرائیل میں بھی ایم آئی ایم کے مجاہدین ہیں اور میں حیران ہوں کہ جو مجھے چلبلی کہتا تھا وہی ان کا سربراہ ہے۔"

منڈولا نے پوچھا "یہ چلبلی کیا چیز ہے؟"

وہ اس لفظ کے معنی سمجھتی تھی مگر بولی "پتا نہیں' یہ اس کی زبان کا کوئی لفظ ہے' تم کام کی باتیں کیا کرو۔"

وہ بولا "میں اب تک یہ سوچ رہا تھا کہ فرہاد کے پاس زیادہ خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ انہوں نے نارچ سیل میں جوان کی مدد کی ہے مگر یہ ایم آئی ایم والے بھی اچھے خاصے خیال خوانی کرنے والے رکھتے ہیں۔"

دیوی نے کہا "ہماری ٹیلی پیتھی کی ایک دنیا ہے۔ یہاں زیادہ سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو رکھنے والے کامیاب ہوتے ہیں۔"

وہ بولا "دیوی جی! آپ کی مہربانی سے ہماری تنظیم میں خیال خوانی کرنے والوں کی کمی نہیں رہی ہے۔ ہمارے چار آدمی مرگئے پھر بھی خیال خوانی کرنے والے خاصی تعداد میں ہیں۔"

وہ اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا اور تل ابیب کی طرف واپس جانے لگا۔ دیوی نے جوڈی نارمن کے پاس پہنچ کر دیکھا۔ وہ اسپتال کے بستر پر آرام سے سو رہا تھا۔ اس کے خوابیدہ ذہن نے بتایا کہ اس کے زخم ٹھیک ہورہے ہیں اور وہ الپا کا معمول اور تابعدار بن چکا ہے۔

اسے تو تابعدار بنانے کے بجائے گولی ماردی جاتی کیونکہ اصلی غیر معمولی گولیاں اور فارمولے اس کے پاس نہیں رہے تھے لیکن اسے صرف اس لیے زندہ رکھا گیا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا تھا اور یہودی تنظیم کے خیال خوانی کرنے والوں میں اضافہ کررہا تھا اور اب اس کا مذہب تبدیل کرکے اسے یہودی اور محب وطن اسرائیلی بنادیا گیا تھا۔

دیوی پھر الپا کے پاس گئی۔ وہ اتنی رات کو برین آدم کے ڈرائنگ روم میں تھی۔ دونوں کو داؤد منڈولا کا انتظار تھا۔ وہ دونوں بھی اس جوان کو اہمیت دے رہے تھے اور منڈولا سے اس کے بارے میں جاننے کے لیے بے تاب تھے۔

الپا نے کہا "پتا نہیں کیا بات ہے۔ مسٹر منڈولا نے اب تک ہم سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ صبح کے چار بج کر بیس منٹ ہوچکے ہیں۔"

برین آدم نے کہا "بہتر ہے تم جاکر سوجاؤ۔ ابھی نہ سہی' صبح اس جوان کے بارے میں معلوم ہوجائے گا۔"

وہ بولی "مجھے نیند نہیں آرہی ہے۔ سچ پوچھئے تو اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی موت کا بہت افسوس ہورہا ہے۔"

"ہاں' وہ دوسرا سایہ بہت مکار نکلا۔ خود کو جوڈی نارمن بناکر ہمیں دھوکا دیتا رہا۔ ہماری فوج کے ہاتھوں سے ہمارے ہی خیال خوانی کرنے والوں کو ہلاک کرادیا۔ پتا نہیں وہ کمبخت کون ہے؟"

"جی ہاں' اس دوسرے سائے کے بارے میں اب تک معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کون ہے؟"

برین آدم نے کہا "دیوی جی' بلاشبہ ہر ایک کے دماغ میں پہنچ جاتی ہیں۔ پتا نہیں وہ بھی اب تک اس سائے کے اندر جاکر اس کے خیالات کیوں نہیں پڑھ سکیں؟"

"بگ برادر! آپ بھول رہے ہیں کہ وہ دوسرا سایہ ہمیشہ جوڈی کی آواز اور لہجے میں بولتا تھا۔ اگر وہ اپنے اصل لہجے میں بولتا تو دیوی جی ضرور اس کی اصلیت معلوم کرلیتیں۔"

دیوی شی تارا نے منڈولا سے کہا "الپا اور برین آدم اس جوان کے بارے میں جاننے کے لئے بے چین ہیں۔ ان سے مختصر گفتگو کرو اور انہیں سونے کے لئے کہہ دو۔ کل کسی وقت باتیں ہوں گی۔"

منڈولا نے برین آدم کو مخاطب کرکے کہا "صبح ہونے والی ہے۔ تم دونوں سوجاؤ۔ کل باتیں ہوں گی۔"

"آپ اس جوان کے بارے میں کچھ تو بتائیں۔"

"ہم نے فی الحال اسے آزاد چھوڑ دیا ہے۔ اس کا تعلق ایم آئی ایم تنظیم سے ہے۔ ابھی اسے چھیڑنے سے اس تنظیم کے تمام خیال خوانی کرنے والے امن و امان کا مسئلہ پیدا کردیں گے۔"

"اس سلسلے میں دیوی جی کیا کررہی ہیں؟"

"کل تک ایم آئی ایم کے سربراہ اور دیوی جی میں اہم گفتگو ہوگی۔ اس کے بعد ہی ہم سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے؟"

وہ انہیں آرام کرنے کی تاکید کرکے دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ وہ صبح ساڑھے پانچ بجے تل ابیب کے اپنے بنگلے میں پہنچا۔ گاڑی کو احاطے میں لاکر باہر نکلا۔ پھر برآمدے میں آیا اور دروازے کو کھول کر دیکھا تو ٹھٹک گیا۔ سامنے فرش پر ایک شخص چاروں شانے چت پڑا ہوا تھا۔ اس کے سینے کی ہلکی ہلکی سی لرزش بتارہی تھی کہ سانس چل رہی ہے اور وہ زندہ ہے۔

منڈولا نے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے بلند آواز میں پوچھا "یہاں اور کون ہے؟ جو بھی ہے' سامنے آجائے۔ دن نکل چکا ہے۔ میں شور مچاؤں گا تو لوگ جمع ہوجائیں گے' کسی بھی چھپنے والے کو بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا۔"

وہاں کوئی ہوتا تو جواب ملتا۔ دیوی کے حوصلہ دینے پر منڈولا کمرے میں آیا پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے پانی سے بھرے ہوئے جگ کو ہرارے کے اوپر ڈالا۔ پانی منہ پر پڑا تو اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں پھر سہمی ہوئی [illegible] کو دیکھ کر سوچنے لگا کہ وہ کہاں ہے؟

پھر اسے یاد آگیا کہ وہ پوجا کا تعاقب کرتا ہوا آیا تھا لیکن ایک نوجوان کے ایک ہی گھونسے نے اسے فرش پر لٹا دیا تھا۔ وہ فوراً ہی گھبرا کر منڈولا سے بولا "مجھے معاف کردو۔ میں لڑنے جھگڑنے والا آدمی نہیں ہوں۔ پلیز مجھے جانے دو۔"

اس نے جیسے ہی بولنا شروع کیا' دیوی شی تارا اس کے اندر جاکر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ پھر یہ پڑھ کر چونک گئی کہ ایک دوشیزہ ایک جوان مرد کے ساتھ آئی تھی۔ وہ مرد شی تارا اور پوجا کو اٹھا کر اپنی گاڑی میں ڈال کر اپنی ساتھی دوشیزہ کے ساتھ چلا گیا مگر جانے سے پہلے اسے وہاں بند کرکے چلا گیا۔

دیوی نے کہا "منڈولا کسی نے شی تارا اور پوجا کو اغوا کیا ہے۔ میں اس اغوا کرنے والے سے نمٹ لوں گی۔ فی الحال اس شخص کے ہاتھ پاؤں اچھی طرح باندھ کر کسی کمرے میں ڈال دو۔ یہ بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور یہ شطرنج کا عالمی چیمپئن مانیک ہرارے ہے۔ یہ بھی شی تارا اور پوجا کو حاصل کرنے آیا تھا مگر مات کھا گیا ہے۔"

منڈولا نے دیوی کے احکامات پر عمل کیا۔ مانیک ہرارے بے ہوشی کے بعد کمزوری محسوس کررہا تھا۔ منڈولا سے اپنی رہائی کی جنگ نہ لڑسکا پھر دیوی بھی اس کے اندر رہ کر اسے لڑنے اور بھاگنے کا موقع نہ دیتی۔ منڈولا اسے دوسرے کمرے میں لے گیا۔ پھر ایک بستر پر لٹا کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے۔

اس کے بعد منڈولا نے دیوی سے پوچھا "کیا آپ نے معلوم کرلیا ہے کہ ان دونوں کو اغوا کرکے کہاں لے جایا گیا ہے؟ اور اب ہمیں انہیں حاصل کرنے کے لئے کہاں جانا ہوگا؟"

دیوی نے مسکرا کر کہا "یہ معلوم کرنا کون سی بڑی بات ہے۔ چور ہمارا مال خود ابھی واپس لائے گا۔"

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہاں ثانی اور علی آئے تھے لیکن جاننے کا طریقہ معلوم تھا۔ ڈمی شی تارا اور پوجا اس کی معمولہ تھیں۔ ان کے اندر پہنچتے ہی معلوم ہوجاتا کہ وہ دونوں کہاں ہیں؟ اور انہیں لے جانے والا کون ہے؟

دیوی شی تارا نے معمول کے مطابق پہلے رسمی طور پر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کی سوچ کی لہروں نے ڈمی کے دماغ کو تلاش کیا مگر وہ برسوں کا تابعدار دماغ نہیں ملا۔ اس بات پر ذرا حیرانی ہوئی۔ اس نے پوجا کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لیا۔ اس کی سوچ کی لہریں فضا میں بھٹکتی رہیں مگر اسے پوجا کا دماغ بھی نہیں ملا۔

تب دیوی نے سنجیدگی سے سوچا۔ کیا کسی نے ان [illegible] کئے ہوئے میرے عمل کا توڑ کیا ہے؟

جب کوئی توڑ کرتا تو دیوی شی تارا کے لئے کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہوتا تھا۔ ایسے وقت وہ آتما شکتی سے کام لے کر بڑے بڑے منتر اور یوگا جاننے والوں کے اندر بھی پہنچ جاتی تھی۔ اس بار اس نے آتما شکتی کی غیر معمولی صلاحیت کو آزمایا اور پہلے اپنی ڈمی کے پاس پہنچنا چاہا مگر نہ پہنچ سکی پھر اس نے یہی عمل پوجا کے لئے کیا تو اسے پوجا کا دماغ بھی نہیں ملا۔ وہ دونوں اس دنیا سے گم ہوگئی تھیں؟

کیا کسی دشمن نے ان دونوں کو قتل کردیا ہے؟ موت کے بعد انسانی حواس خمسہ ختم ہوجاتے ہیں۔ مرنے والا نہ بول سکتا ہے' سن سکتا ہے' نہ دیکھ سکتا ہے' نہ دماغ سوچ سکتا ہے اور نہ ہی اپنے عامل کو سونگھ کر اپنے پاس بلا سکتا ہے کہ آؤ میں مرچکا ہوں مجھے آتما شکتی سے زندہ کردو۔

داؤد منڈولا ایک صوفے پر سر جھکائے بیٹھا تھا اور انتظار کر رہا تھا کہ دیوی جی ابھی اسے مخاطب کریں گی لیکن جب بہت دیر ہوگئی تو اس نے مخاطب کیا "دیوی جی! آپ کا یہ غلام آپ کے کسی حکم کا منتظر ہے۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے دو تین بار مخاطب کیا پھر صوفے پر لیٹ گیا۔ پارس کا سایہ بھی اس کے اندر آرام سے لیٹ کر سونے لگا۔ ثانی اس سے یہ کہہ کر چلی گئی کہ آرام کرو' دیوی جی دیر تک بھٹکتی رہے گی۔

اور وہ بھٹک رہی تھی اور سوچ رہی تھی' ایسا دشمن کون ہے جو دو حسین عورتوں کو بنگلے سے کہیں لے جاکر قتل کردے؟

دیوی شی تارا کے علم میں ایسا کوئی دشمن نہیں تھا۔ وہ ذہن میں دماغی طور پر حاضر ہوکر مہادیو شیو شنکر کی مورتی کے آگے جوڑ کر پوچھنے لگی "یہ کیا ہورہا ہے؟ میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ دونوں ایک ساتھ اس بنگلے سے کہیں لے جائی جائیں گی اور دشمن انہیں قتل کردے گا۔"

وہ اپنے بھگوان کو پکارنے لگی "ہے بھگوان! مجھے جس حد آتما شکتی ملی ہے اسے اور بڑھا دے۔ مجھے اتنی شکتی دے کہ میں دونوں کو زندہ یا مردہ دیکھ سکوں اور اگر واقعی انہیں ہلاک کیا گیا تو میں ان کے قاتل کو پہچان سکوں۔"

کہتے ہیں کہ روحیں بھٹکتی ہیں۔ بعض افراد دعویٰ کرتے ہیں انہوں نے اپنے کسی عزیز کی روح کی جھلک دیکھی ہے۔ ایسا زیادہ چاہت' بہت زیادہ دلی لگاؤ کے باعث بھی ہوتا ہے کہ مرنے والا آنکھوں کے سامنے کبھی کبھی آکر مسکراتا ہے۔ اپنی زندگی کی کوئی پچھلی بات دہراتا ہے پھر پلک جھپکتے ہی غائب ہوجاتا ہے۔

دیوی شی تارا کو اپنی ڈمی سے کوئی دلی لگاؤ نہیں تھا لیکن چار برسوں سے پارس کی وجہ سے وہ ڈمی سے خاص لگاؤ رکھتی تھی۔ شاید اسی لئے بھگوان سے پرارتھنا کرتے وقت اسے دھیمی دھیمی سی سرگوشی سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی "میں نے پارس کو صرف اپنا بدن ہی نہیں اپنا دل بھی دیا ہے۔ وہ بھی مجھے جان سے چاہتا ہے۔ وہ اصلی اور نقلی عورت' اصلی اور نقلی شی تارا کو نہیں بلکہ میری شخصیت' میرے عورت پن اور میری دل ربائی پر جان دیتا ہے۔ میں محبت کے امتحان میں پاس ہوچکی ہوں اور تم اس کی محبت میں صفر ہو۔ کچھ بھی نہیں ہو۔ اس کے اور دنیا کے لئے محض ایک دیوی ہو۔ کسی بھی دیوی کی پوجا کی جاتی ہے' محبت نہیں کی جاتی اور محبوبہ کی پوجا نہیں کی جاتی اس سے محبت کی جاتی ہے۔ اس لئے وہ مجھ سے صرف مجھ سے محبت کرتا ہے۔ جو ڈمی تھی وہ جیت چکی ہے جو اصلی تھی وہ ہار گئی ہے ہاہاہا۔ ہار گئی ہے۔ ہاہاہا۔۔۔۔"

وہ بھگوان سے پرارتھنا کرنا بھول گئی تھی۔ بالکل خاموش رہ کر سمجھنے کی کوشش کررہی تھی کہ واقعی وہ اپنی ڈمی کی آواز سن رہی ہے یا یہ محض واہمہ ہے۔ ٹیلی پیتھی سر کے اندر بولتی ہے اور محبت کا جادو سر چڑھ کے بولتا ہے۔ یہ سمجھنے میں دشواری ہورہی تھی کہ وہ اندر بول رہی ہے یا پارس کی شی تارا سر چڑھ کر بول رہی ہے؟

ڈمی شی تارا حسن و جمال میں دیوی شی تارا سے کم نہیں تھی۔ ان دونوں کے چہروں میں ذرا فرق تھا۔ آواز بھی مختلف تھی۔ باقی ایک مرد پر جادو کرنے کے لئے ایک عورت کے پاس قدرت کے جو عطیات ہوتے ہیں وہ سب کچھ ڈمی کے پاس تھے۔ شاید اسی سے اس کی سماعت میں یہ آواز گونج رہی تھی کہ ڈمی جیت گئی اور اصلی ہار گئی۔ اور اس کی ہار پر قہقہوں کی آوازیں بھی گونج رہی تھیں۔

دیوی شی تارا پھر ایک بار اپنی آتما شکتی کو آزمانا چاہتی تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ ایک دھند لکے میں پہنچ گئی ہے اور اس دھند میں کچھ ایسی آواز سنائی دی ہے جیسے کھٹ کی آواز کے ساتھ ٹیلی فون کا ریسیور رکھا گیا ہو۔

وہ فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کرکے داؤد منڈولا کے پاس پہنچی۔ اس وقت منڈولا فون کا ریسیور رکھ رہا تھا۔ اس نے پوچھا "یہ تم ابھی کس سے باتیں کررہے تھے؟"

وہ بولا "دیوی جی! میں آپ کو کئی بار آوازیں دے چکا ہوں۔ ابھی فون پر شی تارا بول رہی تھی کہ وہ پوجا کے ساتھ خیریت سے ہے اور آئندہ پوری آزادی کے ساتھ خیریت سے رہے گی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ آپ نے ایک ڈمی کو برسوں سے اس قدر سچ بنا دیا ہے کہ وہ سچ ہوگئی ہے اور جو سچ ہے وہ صفر بن چکی ہے۔ پھر اس نے قہقہہ لگا کر ریسیور رکھ دیا۔"

دیوی نے پوچھا "تم نے اس سے یہ کیوں نہیں کہا کہ وہ مجھ سے بات کرے؟"

"اس نے آپ سے ہی باتیں کرنے کے لئے فون کیا تھا۔ اسی لئے میں آپ کو پکار رہا تھا۔"

"کیا تم نے پوچھا نہیں کہ وہ کہاں ہے؟ آئندہ اس سے کیسے رابطہ ہوسکتا ہے؟"
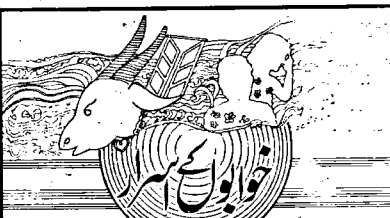
"دیوی جی! اس نے مجھے کچھ کہنے یا پوچھنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ ایسی باتیں کہنے کے بعد اس نے قہقہہ لگایا پھر ریسیور رکھ دیا۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ ابھی بھگوان سے پرارتھنا کرتے وقت کچھ زیادہ آتما شکتی مانگتے وقت اس کے اندر جو آوازیں آرہی تھیں وہ واقعی اس ڈمی کی تھیں۔ وہ سن رہی تھی اور اسے واہمہ سمجھ رہی تھی۔ اس نے پھر آتما شکتی کے ذریعے ڈمی کے پاس پہنچنا چاہا۔ ایک نہیں کئی بار کوششیں کیں مگر ناکام رہی۔ وہ دیوی اس شی تارا تک نہ پہنچ سکی جو جیت گئی تھی اور اسے شکست دے چکی تھی۔

وہ پریشان ہوکر سوچنے لگی کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس نے پوری آتما شکتی کے ساتھ ایک حسینہ پر بڑی پختگی سے عمل کرکے اسے اپنی ڈمی بنایا تھا۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس عمل کا توڑ نہیں کرسکتا تھا۔ آئندہ چھ برس تک وہ اس کی ڈمی بن کر رہنے والی تھی لیکن وہ اس کے زبردست اور پختہ تنویمی عمل سے آزاد کیسے ہوگئی؟

یہ بھید سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ ایک خیال تھا کہ ایسا شاید روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے کیا گیا ہے لیکن وہ ڈمی پچھلے دنوں پارس کی نظروں سے گرگئی تھی۔ فرہاد کی فیملی سے نکال دی گئی تھی۔ پھر یہ کہ جناب تبریزی کی طرح ہر ایک کو روحانی ٹیلی پیتھی کا علم حاصل نہیں ہوجاتا۔ ایسے لوگ شاید ہی کہیں نظر آتے ہیں جو پوجا بھگتی' عبادت و ریاضت کے ذریعے آتما شکتی یعنی روحانی قوت حاصل کرتے ہیں۔

بیت المقدس کے ایم آئی ایم کے گردہ میں جناب تبریزی

نہیں تھے لیکن مجاہدین کے لیڈر کے ذریعے کوئی کہہ رہا تھا کہ اس جوان کے اندر ایک بلا چھپ کر آئی ہے۔ یہ روحانیت یا یہ غیب کی باتیں ایم آئی ایم کے کسی برادر کبیر کو کیسے معلوم ہوگئی تھیں۔

کیا یہ کوئی چال تھی۔ یا قدرتی حالات تھے کہ دیوی تل ابیب سے بیت المقدس آئی اور ادھر تل ابیب سے شی تارا اور پوجا کو غائب کردیا گیا۔ ایسی سازشیں اور چال بازیاں ہوتی ہی ہیں۔

لیکن دیوی کے دماغ میں ایک ہی سوال گونج رہا تھا کہ یہ روحانی ٹیلی پیتھی، غیب کی باتیں ہوں یا چال بازی جو کچھ بھی ہے لیکن خیال خوانی اور آتما شکتی کے ذریعے شی تارا اور پوجا سے دماغی رابطہ قائم کیوں نہیں ہو رہا ہے؟

ٹیلی فون کی گھنٹی نے ایک دم سے چونکا دیا۔ دیوی کی مرضی کے مطابق منڈولا نے لپک کر ریسیور اٹھایا پھر کہا "ہیلو دیوی جی موجود ہیں۔ تم شی تارا ہو نا؟ بولو تم کون ہو؟"

دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی "تم کون بے وقوف ہو۔ مجھ جیسے مذکر کو مونث شی تارا بنا رہے ہو۔ میں برادر کبیر ہوں۔ تمہاری دیوی میرے اندر آسکتی ہے۔"

پارس نے دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا۔ اسی علاقے میں اسے ایک ایسا بنگلا مل گیا تھا جو بند پڑا ہوا تھا۔ اس نے اس بنگلے میں گھس کر ایک کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے بند کرکے بالکل اندھیرا کرنے کے بعد وہاں کا ٹیلی فون استعمال کیا تھا اور اب مختلف آواز اور لہجے میں بول رہا تھا۔ اس نے اپنا ریسیور رکھا ہی تھا کہ دیوی شی تارا اس کے اندر آکر بولی "تم...... تم وہی ہو نا؟"

"ہاں وہی ہوں۔ تم نے مجھے مرجانے کو کہا۔ میں مرگیا۔ پھر دوسری بار زندہ ہوگیا۔"

"تم نے دوسری زندگی پاتے ہی مجھ سے رابطہ کیوں نہیں کیا؟"

"کیسے کرتا؟ میرے ایک بار مرنے اور دوسری بار نئی زندگی پانے کا ایک اہم مقصد تھا۔ وہ مقصد پورا ہونے کے بعد تم سے باتیں کر رہا ہوں۔"

"تم چند گھنٹے پہلے بیت المقدس میں مجھ سے باتیں کرسکتے تھے۔"

"نہیں کرسکتا تھا۔ تمہیں اور تمہارے منڈولا کو اتنی دور دوڑانے کا مقصد یہی تھا کہ مجھے زیادہ سے زیادہ خیال خوانی کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ اس لئے میں نے شی تارا اور پوجا کو مار ڈالا۔"

"کیا؟" وہ بے یقینی سے بولی "جب تمہیں خیال خوانی کرنے والوں کی ضرورت ہے تو پھر ان دونوں کو کیوں مار ڈالا؟"

"تاکہ وہ بھی نئی شخصیت کے ساتھ واپس آئیں۔ جیسا کہ تم دیکھ چکی ہو، میں ایک بار مرچکا تھا اب دوسری بار زندگی پاکر تم سے بول رہا ہوں۔"

وہ غصے سے بولی "تم فراڈ ہو۔ کوئی ایک بار مرنے کے دوبارہ زندہ نہیں ہوتا۔ تم نے میری خیال خوانی کرنے والیوں کو اغوا کیا ہے۔"

"اگر اغوا کرتا تو تم آتما شکتی کے ذریعے ان کے پاس پہنچ جاتیں اسی لئے دونوں کو ہلاک کرڈالنے کے بعد انہیں دوبارہ پیدا کیا ہے۔ اس وقت زچہ خانے میں ہوں۔ دونوں بچیاں آپریشن سے ہوئی ہیں، دونوں بڑے سائز کی جوان بچیاں ہیں۔ اس لئے ڈاکٹروں کو آپریشن کرنا پڑا۔ تم خود سوچو، ایک نہیں دو دو بچیوں کو جنم دینے میں میری کیا حالت ہوئی ہوگی۔ میں بہت کمزور ہوگیا ہوں۔ ڈاکٹروں نے مجھے زیادہ باتیں کرنے سے منع کیا ہے۔ اب جاؤ، شام کو باتیں ہوں گی۔"

پارس نے سانس روک لی۔ وہ اس کے دماغ سے باہر ہوگئی۔ پھر زیر زمین مہادیو کی مورتی کے سامنے دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ گم صم سی ہوکر مہادیو شیو شنکر کو دیکھتی رہی اور سوچتی رہی۔ میں مقفل دماغوں میں اور یوگا جاننے والوں کے اندر پہنچ کر اپنی آتما شکتی کی دھاک بٹھاتی رہی۔ اس آتما شکتی کے باعث کوئی میرے دماغ کو چھو نہیں سکتا۔ کوئی میری صورت، میری آواز اور میری اصلیت معلوم نہیں کرسکتا۔ مجھے تو ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ہر ایک سے بازی لے جانا چاہئے لیکن یہ برادر کبیر کون ہے۔ اس کی شکتی (قوت) کیا ہے؟ یہ اپنی یا کسی کی بھی شخصیت کیسے بدل دیتا ہے؟ کہ میں آتما شکتی کے زور پر بھی اپنی ڈی شی تارا اور پوجا تک نہیں پہنچ پارہی ہوں۔

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر آنکھیں بند کرکے بھگوان کی بھگتی میں ڈوبنے لگی۔ بڑی دیر تک دھیان گیان میں رہی پھر عقل کہنے لگی "مجھے جوتش ودیا کے مطابق بے شک دس برس تک زیر زمین رہنا چاہئے لیکن باہر کی دنیا کو بھی سمجھنا چاہئے کہ دشمن میرے مقابلے میں کیسے کیسے غیر معمولی علوم حاصل کر رہے ہیں۔ مجھے اپنی شکتی سے دشمنوں کی کمزوریوں کو بھی سمجھنا چاہئے اور اب میں سمجھ لوں گی کہ یہ ایم آئی ایم کیا چیز ہے اور برادر کبیر کی کسی نہ کسی کمزوری تک کس طرح پہنچا جاسکتا ہے؟

وہ برادر کبیر اسے کترنا رہا تھا جبکہ وہ دوسرے تمام خیال خوانی کرنے والوں پر برتری حاصل کرتی جارہی تھی۔ یہ تو بہرحال برتری اور کمتری کا مسئلہ تھا۔ وہ برادر کبیر سے نمٹنے کے کئی راستے نکال سکتی تھی لیکن سب سے اہم مسئلہ زندگی اور موت کا ہوتا ہے اس لئے ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) ایک اہم اور بنیادی مسئلہ بنی ہوئی تھی۔

دیوی شی تارا چاہتی تھی کہ اعلیٰ بی بی (ثانی) سات برس کی نہ ہونے پائے ورنہ دس برس زیر زمین رہنے اور پارس کو اپنے دھرم میں لانے سے پہلے وہ لڑکی اس کی پوجا بھگتی اور تپسیا کو ناکام بنا دے گی۔ دس برس پورے ہونے سے پہلے ہی اسے دنیا والوں کے سامنے بے نقاب کردے گی۔

جناب تبریزی کی پیش گوئی اور دیوی کی جوتش ودیا کے مطابق ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) سات برس تک اس طرح خطرات سے کھیلنے والی تھی کہ ہر برس کے ساتویں مہینے اس پر مصیبتیں آتیں اور ایسی کوئی مصیبت اس بچی کے لئے موت بھی بن سکتی تھی۔ دیوی نے ایسا ہی کچھ خطرناک منصوبہ بنالیا تھا۔ وہ ڈیڑھ برس کی ہوگئی تھی۔ یعنی ایک برس چھ ماہ کے بعد ساتواں مہینہ شروع ہوچکا تھا۔ اس مہینے میں دیوی کی طرف سے جو جان لیوا حملہ ہونے والا تھا وہ اعلیٰ بی بی (ثانی) کے لئے واقعی جان لیوا ثابت ہوسکتا تھا۔

لیکن اس خطرناک کھیل کی تکمیل کے لئے اسے اپنی ماتحت ڈی شی تارا کی سخت ضرورت تھی اور اسے چند گھنٹوں کے لئے حاصل کرنا تھا اور حاصل کرنے کے لئے برادر کبیر سے دشمنی کے باوجود دوستی کرنی لازمی تھی اور وہ اسی فکر میں تھی کہ چند دنوں کے لئے یا چند گھنٹوں کے لئے ڈی شی تارا اسے پھر سے مل جائے۔

اسے چرایا گیا تھا یا چھینا گیا تھا اور چرائی یا چھینی ہوئی چیز کا واپس ملنا ناممکن تو نہیں ہوتا؟

○☆○

یہ بہت پرانی بات ہوگئی جب پی ایل او کے مجاہدین نے پہلی بار مملکت اسرائیل کی مخالفت شروع کی تھی اور کئی برس تک یہودیوں کے خلاف جہاد کرتے رہے تھے۔ اسی طرح چھوٹی بڑی اسلامی ... بھی بیت المقدس کی آزادی کے لئے جان کی بازیاں لگاتی رہیں لیکن عالمی سیاست اور وہ بھی سپرپاور کی سیاست بڑے بڑے پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کردیتی ہے۔ انہوں نے پی ایل او کو مغربی غزہ کی ایک چھوٹی سی پٹی دے کر اس تنظیم کو ذرا ٹھنڈا کردیا۔

اس دوران حماس کے نام سے مسلمانوں کی ایک ایسی زبردست تنظیم ابھری کہ یہودی اپنے ہی ملک میں اس تنظیم کے کسی مجاہد کو دیکھ کر دہشت کے مارے کہیں چھپ جاتے تھے۔ آج کل امریکا اور اسرائیل وغیرہ حماس سے بھی کوئی امن سمجھوتا کرنے کی کوشش میں ہیں۔

ابھی یہ کوششیں جاری تھیں کہ ایم آئی ایم یعنی مجاہدین اسلامک مشن نے ایسا تہلکہ مچادیا کہ اس تنظیم سے صرف یہودی نہیں، وہ اسلامی ممالک کے سلاطین بھی پریشان ہوگئے، جو اسرائیل کو تسلیم کرکے اس سے سفارتی تعلقات قائم کرنا چاہتے تھے اور ایم آئی ایم کی ابتدائی سرگرمیاں ثابت کر رہی تھیں کہ وہ سفارتی تعلقات کے بہانے یہودیوں کو اسلامی ممالک میں پھیلنے نہیں دیں گے۔

اس تنظیم کے سربراہ کو کئی بار مذاکرات کی دعوتیں دی گئیں لیکن کوئی دعوت نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی اس کے برعکس یہ بات عام ہوگئی کہ ایم آئی ایم سے ہونے والے مذاکرات کو امریکا ناکام بنا رہا ہے۔ اس نے ایک بار اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے مائیک ہرارے کو ایم آئی ایم کا فراڈ سربراہ بنا کر بھیجا۔ دوسری بار جوڈی نارمن فراڈ سربراہ بن کر آیا۔ اس کا تعلق بھی امریکا سے تھا۔

اسرائیلی حکام نے اور دوسرے بڑے ممالک کے اخبارات نے بارہا یہی نکتہ اٹھایا کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے مسلمانوں اور یہودیوں کے مذاکرات میں رکاوٹیں کیوں پیدا کرتے ہیں؟ سرماسٹر وغیرہ پریشان تھے کہ اب ان کے پاس ایک پاشا کے سوا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں رہا اور جو خیال خوانی کرنے والے امریکا سے تعلق رکھتے تھے وہ اپنی مرضی سے ایسی حرکتیں کرکے اپنے ملک کو بدنام کر رہے تھے۔

اسرائیلی حکام نے امریکا سے اس سلسلے میں رسمی سی شکایات کیں کیونکہ دونوں ممالک سیاسی اعتبار سے ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم تھے۔ پھر یہ کہ اس طرح کے فراڈ اور مذاکرات کی ناکامیوں سے یہودی تنظیم کو دو بڑے فائدے پہنچے تھے۔ ایک تو یہ کہ جوڈی نارمن زخمی ہونے کے بعد الپا کا یعنی یہودی تنظیم کا معمول اور تابعدار بن گیا تھا اور اب علی نے مائیک ہرارے کو منڈولا کے بنگلے میں بے ہوش چھوڑ کر اسے بھی مجبور کردیا تھا کہ وہ منڈولا کا یعنی یہودی تنظیم کا تابعدار رہے۔

اسرائیلی حکام امریکا پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے کہ انہوں نے ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔ انہوں نے جوڈی نارمن اور مائیک ہرارے کو اپنا تابعدار بنانے کے بعد ان کی شخصیت بھی تبدیل کردی تھی۔ یہ ظاہر نہیں کیا تھا۔ ان کے پاس

دو امریکی خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔

ایم آئی ایم کا اصل سربراہ ذاکر علی عبادت میں مصروف رہتا تھا اور اپنی تنظیم کے نام پر ہونے والے یہ تماشے دیکھتا رہتا تھا۔ اس نے صرف پہلی بار مذاکرات کے وقت ایک انسانی ڈھانچے کو سربراہ بنا کر دمشق بھیجا تھا۔ یہ ڈھانچا علامت کے طور پر تھا کہ اسلامی ممالک کے عوام اور سربراہ یہودیوں اور عیسائیوں کی سازشوں کو نہیں سمجھیں گے اور غفلت اور پسماندگی میں رہیں گے تو دنیا کے تمام مسلمانوں کا مستقبل خدانخواستہ ایسا ہی ڈھانچا ہو گا۔

پھر ذاکر علی نے پہلے اجلاس میں یہ بھی کہا تھا کہ ایم آئی ایم کا سراغ لگانے اور اس کے سربراہ کو حسین عورتوں کے ذریعے پھانسنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے اس لئے خود سربراہ نہیں آیا ہے۔ مذاکرات کے لئے انسانی ڈھانچا ہی کافی ہے جسے کوئی گرفتار نہیں کر سکے گا اور واقعی نہ کوئی اس سربراہ کے اڈے کا پتا معلوم کر سکا نہ اسے گرفتار کر سکا۔ وہ ڈھانچا ان کے سامنے ہی موم کی طرح پگھل گیا تھا۔

اس کے بعد ہی دوسرے تمام اجلاسوں میں ایم آئی ایم کے نام سے فراڈ سربراہ آنے لگے تاکہ مجاہدین کی اس تنظیم کو دنیا والوں کے سامنے فراڈ ثابت کیا جا سکے۔ ایسی سازشیں کرنے کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکل رہا تھا۔

جب ایسے تماشے ہو چکے تو ایم آئی ایم کے سربراہ نے اسلامی ممالک کے سربراہان اور وہاں کے اہم عہدیداران کے نام ایک تفصیلی خط ٹائپ کیا۔ اس خط کی کئی کاپیاں تیار کیں اور انہیں تمام اسلامی ممالک میں ارسال کر دیا۔

خط کا متن کچھ یوں تھا "الحمد للہ کہ ہم سب مسلمان ہیں اور ایک محتاط سروے کے مطابق پوری دنیا میں ہماری تعداد ایک ارب پچیس کروڑ ہے۔ جتنی ہماری تعداد ہے اتنا زیادہ ہمارا ایمان نہیں ہے۔ مسلمان کہلانا آسان ہے' مسلمان ہونا بہت مشکل ہے۔ ہم محض اپنے اپنے ملک اور علاقے کو کسی حد تک اہمیت دے کر اپنی برتری اور وقار قائم رکھتے ہیں اور پسماندہ ممالک کے مسلمانوں کو کمتر سمجھ کر ان سے متحد نہیں ہوتے۔ ان سے صرف ہمدردی کرتے ہیں اور زکوٰۃ و خیرات دینے کے انداز میں ان کی مدد کرتے ہیں لیکن ان کی سیاسی حمایت نہیں کرتے اور غیر مسلموں کی سیاست میں شریک ہو کر محض نمائشی برتری حاصل کرتے ہیں۔ یہی سوچنے اور سمجھنے کا مقام ہے کہ ہمیں اپنی برتری قائم رکھنی ہے یا دین اسلام کی؟

"میں نے ایم آئی ایم کے سربراہ کی حیثیت سے پہلی بار مذاکرات کی دعوت قبول کی تو معلوم ہوا کہ امریکی اور اسرائیلی نمائندے بھی اجلاس میں شریک ہو رہے ہیں جبکہ انہیں شریک ہونے کی اجازت نہیں دینا چاہئے تھی۔ کیونکہ ہم اپنے اسلامی معاملات پر اور تمام مسلمانوں کے مستقبل پر باتیں کرنے والے تھے اور ان باتوں کا تعلق امریکا اور اسرائیل سے یا کسی بھی غیر مسلم سے نہیں تھا۔

"آپ میں سے کئی اسلامی ممالک اسرائیل سے سیاسی اور کاروباری معاہدے کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان معاہدوں پر عمل کر کے مسلم اور غیر مسلم سب ہی مناسب فائدے اٹھائیں۔ اسلام میں ابتدا سے کاروباری معاملات میں یہودیوں اور عیسائیوں سے رابطے رہے ہیں۔ بشرطیکہ کاروبار دیانتداری سے ہو اور منہ سے شہد ٹپکا کر پیٹھ میں چھرا گھونپنے والی باتیں نہ ہوں۔

"اگر آپ حضرات چاہتے ہیں کہ بات نہ بگڑے اور پرامن طریقوں سے بن جائے اور چھوٹے بڑے تمام اسلامی ممالک متحد رہ کر ترقی کی راہوں پر گامزن رہیں تو پھر ہمیں سب سے پہلے صرف اسلامی کانفرنس کا اہتمام کرنا چاہئے۔ پہلے صرف اسلامی ممالک کے اکابرین آپس میں مل بیٹھیں اور اپنے مسائل پر گفتگو کریں۔ اس کانفرنس میں کوئی غیر مسلم نہ ہو۔ کانفرنس کی صرف وڈیو اور آڈیو ریکارڈنگ ہو اور انہیں فی الحال دنیا کے سامنے پیش نہ کیا جائے اور آپس کی باتیں آپس ہی میں رکھی جائیں میرا یہ مشورہ [illegible]ل ہو تو مندرجہ ذیل [illegible] پر اپنے جوابات ارسال فرمائیں۔

[illegible]پتا درج کرنے کے بعد آگے تحریر کیا گیا تھا......

"میرا خیال ہے کہ اس بار انقرہ میں اسلامی کانفرنس ہو یا پھر اکثریت کی جو رائے ہو گی اس کے مطابق کانفرنس کی جگہ مقرر کی جائے گی۔ میں جواب کا منتظر رہوں گا۔ فقط والسلام راقم الحروف سربراہ ایم آئی ایم......"

تمام اسلامی ممالک اس خط کو پڑھ کر ایک دوسرے سے مشورے اور تبصرے کرنے لگے۔ اس خط کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ اس میں صرف اسلامی کانفرنس کے انعقاد کی بات تھی اور یہ اندیشہ نہیں تھا کہ وہاں کوئی غیر مسلم پہلے کی طرح فراڈ سربراہ بن کر آئے گا۔ اس بار کسی طرح دھوکا کھانے کا اندیشہ نہیں تھا۔

چند اسلامی ممالک جو امریکا اور اسرائیل کے زیر اثر تھے اور جو امریکا کے سیاسی مشوروں پر عمل کرتے تھے انہوں نے رازداری سے مشورہ طلب کیا۔ امریکا اور اسرائیل نے کہا۔ یہ اچھی بات ہے۔ اسلامی کانفرنس کے بہانے ہی ایم آئی ایم کے مجاہدین اور سربراہ منظر عام پر آنے دو اور انہیں امریکا اور اسرائیل سے دوستی پر مائل کرو۔

جو امریکا نواز تھے اور مسلمان بھی رہنا چاہتے تھے ان کا خیال تھا کہ ایم آئی ایم کا سربراہ دانشمند ہو سکتا ہے مگر نادان بھی ہے۔ وہ اسلامی کانفرنس میں غیر مسلموں کو شامل ہونے سے نہیں روک سکے گا۔ ایسا اسلامی و جذباتی خط لکھتے وقت وہ بھول گیا تھا کہ امریکی یہودی اور ہندو ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے اپنے مسلمان چھوڑ کے دماغوں میں رہ کر اسلامی کانفرنس میں شرکت کریں گے اور سربراہ کو خبر بھی نہیں ہو گی' وہ خوش فہمی میں مبتلا رہے گا۔

دیوی شی تارا جو ٹیلی پیتھی کے علاوہ آتما شکتی [illegible] تھی وہ

اب ایم آئی ایم کے سربراہ کی جانی دشمن بن چکی تھی۔ اسے یقین تھا کہ ایم آئی ایم کے مجاہدین اپنے سربراہ کو برادر کبیر کہتے ہیں اور اسی برادر کبیر نے اس کی ڈی شی تارا اور پوجا کو [illegible]سے چھین لیا تھا اور وہ چھیننے والا اسلامی کانفرنس میں ضرور آئے گا۔ جو محض دماغی رابطے کے ذریعے اسے کئی بار الو بنا چکا تھا اور اس کی خیال خوانی کرنے والیوں کو چھین کر نقصان پہنچا چکا تھا۔ اسے وہ اپنے کسی آلۂ کار کے ذریعے کانفرنس میں دیکھے گی پھر اس سے اپنی ڈی اور پوجا کو حاصل کرے گی یا پھر اسے زندہ اس کانفرنس سے نہیں جانے دے گی۔

ایم آئی ایم میں سربراہ ذاکر علی (وارز بیک) کے سوا کوئی ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا لیکن میرے خیال خوانی کرنے والوں نے کئی بار کافی تعداد میں مجاہدین کی مدد کی تھی اور ایم آئی ایم کے نام سے دشمنوں کو ٹیلی پیتھی کا جواب ٹیلی پیتھی سے دیا تھا اس لئے دشمن یہ سمجھ رہے تھے کہ ایم آئی ایم کے سربراہ کی پشت پر بے شمار خیال خوانی کرنے والے رہیں گے۔

یوں تو سربراہ ذاکر علی صرف ٹیلی پیتھی جانتا تھا لیکن دن رات عبادت کرتا تھا۔ مراقبے میں اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھتا تھا۔ ساری دنیا کی دولت حاصل کر سکتا تھا لیکن حماقت کے ساتھ نہایت سادگی سے زندگی گزار رہا تھا۔ اسے دیکھنے اور جاننے والے اسے ولی اللہ کہتے تھے۔ برسوں کی سچی اور بے غرض عبادت گزاری نے اسے کشف و کمال عطا کیا تھا اور وہ بہت سی نامناسب چھپی ہوئی باتوں کو سمجھ لیا کرتا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ دیوی جب اس ایم آئی ایم کے جوان کے اندر چھپ کر بیت المقدس کی اس کھنڈر نما عمارت میں گئی تھی تو ذاکر علی نے مجاہدین کے ایک لیڈر کے ذریعے کہہ دیا تھا کہ اس جوان کے اندر ایک بلا موجود ہے اور اشارتاً پارس سے بھی کہا تھا کہ وہ آج کل میں دیوی سے باتیں کرنے والا ہے۔ پارس سمجھ گیا تھا کہ ایک بار مرنے کا ڈھونگ رچا کر اسے دوسری بار زندہ ہو کر دیوی سے باتیں کرنا چاہئیں۔

اس طرح بات یوں بنی کہ دیوی نے پارس کو ایم آئی ایم کا برادر کبیر سمجھ لیا اور یہ بھی سمجھ لیا کہ اسلامی کانفرنس میں جو بھی سربراہ آئے گا' وہ اس کا دشمن برادر کبیر ہی ہو گا۔

اسلامی کانفرنس کے لیے مشترکہ طور پر یہ طے کیا گیا کہ وہ اگلے ہفتے انقرہ میں ہو گی اور ترکی کی حکومت میزبانی کے فرائض انجام دے گی۔ جس عمارت میں یہ اجلاس ہو گا اس کے اطراف چار میل تک عام راہ گیروں کے لیے راستے بند رہیں گے۔ تمام سربراہان اور عہدے داران کو فوجی ائرپورٹ سے سخت انتظامات کے ساتھ لایا جائے گا۔ کسی بھی غیر مسلم کو ایسے کسی راستے سے گزرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور غیر مسلم اخباری رپورٹرز اور فوٹو گرافرز کو بھی اس اجلاس میں شریک ہونے کا اجازت نامہ

نہیں [illegible] گا۔

جن ممالک کے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود تھے' وہ مطمئن تھے۔ انہیں اپنے ملک میں بیٹھے ہی بیٹھے اس اسلامی کانفرنس کی مکمل رپورٹ ملنے والی تھی۔ یوں حساب کیا جائے تو مخالفین میں سب سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والے اسرائیل میں تھے جبکہ چار عدد مارے گئے تھے لیکن ان کے بعد انہیں جوڈی نارمن اور مائیک ہرارے مل گئے تھے۔ الپا جیسی ایکشن میں رہنے والی عورت تھی۔ منڈولا ان سب کا سربراہ تھا اور دیوی شی تارا پس پردہ رہنے والی ان سب کی مالکہ تھی۔

سپر ماسٹر اور وہاں کی فوج کے اعلیٰ افسران پریشان تھے۔ ان کے پاس صرف ایک پاشا رہ گیا تھا۔ وہ اسی کے ذریعے اسلامی کانفرنس کی الٹی سیدھی رپورٹ حاصل کر سکتے تھے لیکن اس سے ذہانت اور حاضر دماغی کی توقع نہیں کر سکتے تھے۔ وہ مائیک ہرارے سے حب الوطنی کی امید رکھے ہوئے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ اب اپنے اختیار میں نہیں رہا تھا۔ اب انہیں ٹرانسفارمر مشین پر بھی بھروسا نہیں رہا تھا۔ اس مشین کے ذریعے جنہیں ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا گیا تھا وہ کسی حد تک سیکھنے کے باوجود اب نارمل ہو گئے تھے۔ اس مشین کی خرابی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی اس لیے مزید ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا نہیں کئے جا رہے تھے۔

دیوی شی تارا کو یہودیوں سے نہ محبت تھی اور نہ کوئی جذباتی لگاؤ تھا۔ وہ منڈولا کو اپنا آلۂ کار بنائے رکھنا چاہتی تھی اس لیے یہودی خفیہ تنظیم پر چھائی ہوئی تھی۔ حکمرانی کا شوق کسے نہیں ہوتا۔ دیوی کو بھی تھا۔ وہ اپنے پارس کو حاصل کرنے کے بعد دنیا کے تمام خیال خوانی کرنے والوں پر حکمرانی کرنا چاہتی تھی۔ اس لیے وہ اسرائیل کی طرح امریکی خیال خوانی کرنے والوں کے پاس رہ کر وہاں کے حکمرانوں کو بھی اپنے دباؤ میں رکھنا چاہتی تھی۔

اسے معلوم تھا کہ اب ان کے پاس ایک کند ذہن پاشا رہ گیا ہے۔ وہ کبھی وقت آنے پر اس کی غیر معمولی سماعت اور بصارت سے بھی کام لے سکتی تھی۔ فی الحال وہ اسلامی کانفرنس کے سلسلے میں سپر ماسٹر وغیرہ کی مایوسیاں دور کر سکتی تھی۔ اس نے منڈولا سے کہا "تم نے مائیک ہرارے پر عمل کر کے اسے اپنا تابعدار بنایا ہے لیکن وہ میری مرضی کے مطابق کبھی کبھی اپنے ملک اور قوم کے لیے بھی کام کرتا رہے گا۔"

وہ بولا "میں آپ کا تابعدار ہوں۔ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا لیکن برین آدم اور تنظیم کے دوسرے افراد اور حکمرانوں کو معلوم ہو گا کہ مائیک ہرارے صرف ہمارا نہیں ہے اور میں کسی وجہ سے مجبور ہوں تو میری بڑی سبکی ہو گی۔"

وہ بولی "میں ہرارے کو اس طرح استعمال کروں گی کہ تمہارے لوگوں کو اس کا علم نہیں ہو گا۔ تم فکر نہ کرو۔"

دیوی ہرارے کے پاس آئی پھر بولی "تم یوگا کے ماہر ہو مگر مجھے

آنے سے نہیں روک سکتے۔ تم پہلے کیا تھے' یہ نہیں جانتے لیکن آج یہودی ہو اور مملکت اسرائیل کی وفاداری کر رہے ہو۔"

ہرارے نے پوچھا "تم کون ہو؟ واقعی میں سانس روک رہا ہوں پھر بھی تم موجود ہو۔"

"دشمن مجھے بلا کہتے ہیں۔ تم بھلا کہنے لگو گے کیونکہ میں تم سے بھلائی کروں گی۔ تم پر جو عمل کیا گیا ہے' اسے میں کمزور کردوں گی۔ تمہیں پچھلی زندگی یاد آجائے گی۔"

"پھر تو تم میرے لیے باعث رحمت ہو۔ میں تمہارا شکر گزار رہوں گا۔ کیا مجھ پر تنویمی عمل کروگی؟"

"میں معمولی اور عام ٹیلی پیتھی جاننے والی نہیں ہوں۔ میرے پاس آتما شکتی ہے۔ میں چند منٹوں میں سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ بنادیتی ہوں۔ تم اسی طرح صوفے پر آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھے رہو اور آنکھیں بند کرلو۔ تمہیں بند آنکھوں کے پیچھے اپنی زندگی کے اہم اور خاص حالات کی فلم چلتی ہوئی دکھائی دے گی۔"

مائیک ہرارے نے اس کی ہدایات پر عمل کیا اور آنکھیں بند کرلیں۔ پھر واقعی جیسے سینما کے اسکرین پر اسے اپنی زندگی کے اہم واقعات دکھائی دینے لگے۔ آخری سین بھی نظر آیا کہ علی کس طرح اسے ایک ہی گھونسا مار کر بے ہوش کرکے چلا گیا تھا۔ بعد میں داؤد منڈولا نے آکر اس پر تنویمی عمل کرکے عیسائی سے یہودی بنا کر مملکت اسرائیل کا وفادار بنادیا تھا۔

ان مناظر کے دوران یہ بھی دکھائی دیا کہ شی تارا اور پوجا کو کوئی اغوا کرکے لے گیا ہے۔ پھر بند آنکھوں کے پیچھے یہ معلومات فراہم کی گئیں کہ اگلے ہفتے انقرہ میں اسلامی کانفرنس ہونے والی ہے۔ وہاں غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع ہے۔ سپر ماسٹر وغیرہ پریشانی سے سوچ رہے ہیں کہ ان کے پاس مائیک ہرارے جیسے خیال خوانی کرنے والے ہوتے تو وہ زرخرید مسلمانوں کے اندر رہ کر اسلامی کانفرنس کی تمام خفیہ رپورٹ حاصل کرلیتے۔ پھر یہ کہ ہرارے کی معمولہ بننے والی شی تارا اور پوجا بھی بہت کام آتیں۔

مائیک ہرارے نے آنکھیں کھول کر کہا "مجھے سب کچھ یاد آگیا ہے۔ میں یہودی نہیں عیسائی ہوں۔ امریکی ہوں اور میں ملک کی خاطر کسی زرخرید مسلمان کے دماغ میں رہ کر اس کانفرنس میں جاؤں گا اور وہاں کی مکمل رپورٹ حاصل کروں گا۔"

دیوی نے کہا "میں نے تمہیں پچھلی زندگی یاد دلائی ہے۔ تمہاری اصلیت تمہیں بتائی ہے مگر تم عیسائی بھی رہوگے اور یہودی بھی۔ امریکا کے لیے بھی کام کروگے اور اسرائیل کے لیے بھی۔"

"نہیں۔ میں صرف امریکی ہوں۔ محب وطن ہوں' صرف اپنے وطن کے لیے کام کروں گا۔"

دیوی نے اسے آنکھیں بند کرنے پر مائل کیا۔ اس نے آنکھیں بند کیں پھر چند سیکنڈ کے بعد کھولیں۔ دیوی نے کہا "تمہاری حب الوطنی کی ایسی کی تیسی۔ اب بولو تم کون ہو؟"

وہ پریشان ہو کر تھوڑی دیر سوچتا رہا پھر بولا "میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ تم جو کہوگی' وہی رہوں گا۔"

"تم عیسائی بھی رہوگے اور یہودی بھی۔ امریکا کے وفادار بھی رہوگے اور اسرائیل کے بھی۔ جاؤ اور سپر ماسٹر کو تسلی دو کہ تم شی تارا اور پوجا کے ساتھ اسلامی کانفرنس میں رہوگے اور امریکی حکام کو مکمل رپورٹ فراہم کروگے۔"

"لیکن ان دونوں کو تو اغوا کرلیا گیا ہے۔ تم غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل ہو۔ کیا بتاسکتی ہو کہ وہ دونوں کہاں ہیں؟"

"میں جانتی ہوں۔ ان دونوں کو ایم آئی ایم کا سربراہ برادر کبیر لے گیا ہے۔ میں تدبیر کر رہی ہوں۔ ہم ان دونوں کو حاصل بھی کریں گے اور برادر کبیر کو بھی اپنے قابو میں کریں گے۔"

"تم جو کہوگی' وہ کروں گا۔ میں تمہارا تابعدار ہوں۔"

"تم صرف میرے نہیں بلکہ داؤد منڈولا کے تنویمی عمل کے مطابق اس کے بھی تابعدار رہوگے۔ میں جب چاہوں گی تم سب کے مزاج بدل دیا کروں گی۔ اب جاؤ اور اپنے سپر ماسٹر کو تسلی دو۔"

وہ بیٹھے بیٹھے خیال خوانی کے ذریعے سپر ماسٹر کے پاس پہنچ گیا۔ پہلے دفتر کے باہر کھڑے ہوئے مسلح فوجی جوان کے اندر جا کر اسے دفتر میں لے گیا۔ وہاں فوجی افسران اہم گفتگو کر رہے تھے۔ سپر ماسٹر نے ناگواری سے پوچھا "تم اجازت حاصل کئے بغیر کیوں آئے ہو؟"

فوجی جوان نے کہا "میں نہیں آیا ہوں بلکہ ہرارے آیا ہے' مائیک ہرارے۔"

ان سب نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر ہرارے! ابھی ہم تمہیں ہی یاد کر رہے تھے۔"

وہ بولا "مجھے اندازہ تھا کہ اسلامی کانفرنس ہونے والی ہے اور ایسے وقت میں ہی کام آؤں گا۔ اگر آپ لوگ پاشا سے کام لیں گے تو پچھتاوے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔"

"بے شک۔ ہم یہ سوچ رہے تھے کہ تم نہیں آؤگے تو ہم پاشا کی غیر معمولی سماعت سے کام لیں گے۔ وہ یہاں بیٹھ کر کانفرنس میں ہونے والی تمام گفتگو سنتا رہے گا' وہ گفتگو ساتھ ساتھ اپنی زبان سے دہراتا رہے گا اور وہ تمام باتیں ہم ریکارڈ کرتے رہیں گے۔"

مائیک ہرارے نے کہا "یہ طریقہ بھی بہت خوب ہے۔ آپ لوگوں کو پاشا کی اس صلاحیت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ادھر میں بھی شی تارا اور پوجا کے ساتھ خیال خوانی کے ذریعے موجود رہوں گا۔"

سپر ماسٹر نے کہا "تم نے یہاں آکر ہماری تمام پریشانی دور کردی ہے۔ ویسے کبھی شی تارا اور پوجا سے بھی ہماری بات کراؤ۔"

"ضرور کراؤں گا لیکن ابھی وہ دونوں دوسری جگہ مصروف ہیں۔ اچھا اب چلتا ہوں پھر کسی وقت آؤں گا۔"

مائیک ہرارے دماغی طور پر اپنے صوفے پر حاضر ہوگیا۔ پھر اس نے سوچ کے ذریعے دیوی کو آواز دی۔ جواب میں منڈولا

سوچ کے ذریعے کہا "دیوی جی مصروف ہیں۔ میں تمہارا عامل بول رہا ہوں۔ تم نے دیوی جی کے حکم پر عمل کیا۔ اپنے سپر ماسٹر کے پاس جا کر اسے تسلی دی۔ بس اسی طرح احکامات کی تعمیل کرتے رہو۔ دیوی جی ہر بلا سے تمہاری حفاظت کرتی رہیں گی۔"

غیر مسلموں کو یہ منظور ہے کہ طوفان' سیلاب اور زلزلے آتے رہیں لیکن تمام مسلمان یکجا نہ ہوں۔ دنیا میں ان کی اتنی بڑی تعداد ہے کہ یہ متحد ہوجائیں تو پھر کوئی دوسری سپر پاور نہیں بن سکے گی خواہ وہ امریکا ہو' اسرائیل ہو یا بھارت ہو۔ وہ اسلامی کانفرنس بھارت کے لیے بھی تشویش کا باعث بن گئی تھی کیونکہ اس کے مشرق' مغرب اور شمال میں اسلامی ممالک تھے۔ ان تمام ممالک کے درمیان وہ جیسے ایک چٹکی میں رہے گا۔ جتنے بھی ایٹم بم اور میزائل تیار کرلے' مسلمانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ انہیں مارنے کے لیے ہتھیار کی نہیں' حکمت عملی کی ضرورت تھی۔ عیسائی' یہودی اور ہندو تینوں کی یہ مشترکہ پلاننگ تھی کہ مسلمانوں کو خواہ کتنا ہی سر پر چڑھالیا جائے لیکن انہیں کبھی متحد نہ ہونے دیا جائے۔ یہ یکجا ہوں گے تو دوسری تمام قوموں کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ موجودہ حکمت عملی بہت خوب ہے کہ یہ اسلامی ممالک متحد نہیں ہوپاتے اور آپس میں اتحاد نہ ہونے کے باعث یہ بڑے بڑے اسلامی ممالک ایک ناخن برابر اسرائیل کے دباؤ میں شعوری یا غیر شعوری طور پر رہتے ہیں۔

بھارتی حکمرانوں اور ان کی فوج کے اعلیٰ افسروں کے لیے یہ بات پریشان کن تھی کہ وہ اسلامی کانفرنس کی کارروائی نہیں دیکھ سکیں گے' ان کی خفیہ گفتگو نہیں سن سکیں گے کیونکہ وہاں غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع تھا۔

ایک فوجی افسر نے کہا "امریکا اور اسرائیل کے پاس کئی خیال خوانی کرنے والے موجود ہیں۔ وہ چھپ کر اس کانفرنس میں جاسکیں گے۔ کاش! ہمارے پاس بھی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوتا۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "آپ ہونے کی بات کرتے ہیں۔ جبکہ ہمارے پاس ایک خیال خوانی کرنے والی تھی۔ وہ اپنا نام پوجا بتاتی تھی۔ وہ کشمیر میں فرہاد کے بیٹے پارس کو اپنا قیدی بنانا چاہتی تھی لیکن ہم نے اسے دشمن بنالیا۔"

ایک اور انٹیلی جنس کے افسر نے کہا "ہمارے ایک نہایت ہی تجربہ کار جاسوس نے رپورٹ دی تھی کہ اس کا اصل نام پوجا نہیں بلکہ شی تارا ہے۔ وہ فرہاد کے بیٹے سے محبت کرتی تھی اس لیے کشمیر میں ہمارے تمام فوجی افسران کو وارننگ دی تھی کہ کوئی پارس کو ہلاک نہ کرے صرف زخمی کرے۔ بے شک وہ ہندوستانی تھی لیکن اپنے دیس کے خلاف ایک مسلمان سے محبت بھی کر رہی تھی اور ہمارے فوجی افسروں کی توہین بھی کر رہی تھی۔ جب اسے پارس نہ ملا تو اس نے ہمارے کئی افسران کو گالیاں بھی دیں اور انہیں سزائیں بھی دیں۔"

"ہاں۔ وہ ہمارے دیس کی تھی۔ ہندو تھی' مگر ایک مسلمان کے لیے ہمیں نقصان پہنچا رہی تھی۔ وہ دیس بھگت نہیں تھی۔ اس لیے بھارت کو چھوڑ کر کہیں چلی گئی ہے۔"

وہ بھارتی حکمران اور فوجی افسران ایک بڑے سے ڈرائنگ روم میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ ایک ملازمہ نے آکر کہا "مجھے اندر آنے کی اجازت نہیں دی جارہی تھی۔ باہر کھڑے ہوئے فوجی مجھے روک رہے تھے لیکن دنیا کی بڑی سے بڑی فوج میرا راستہ نہیں روک سکتی۔ دیکھ لو کہ میں تمہاری خفیہ میٹنگ میں آگئی ہوں۔"

ایک افسر نے ڈانٹ کر پوچھا "تم یہاں کیسے آگئی ہو؟ کیا ہتھیار چھپا کر لائی ہو؟ میں تمہاری تلاشی لوں گا۔"

وہ افسر اپنی جگہ سے اٹھ کر ملازمہ کے قریب آیا پھر اپنے لباس کو ٹٹولنے لگا اور ایک ریوالور نکال کر سینٹر ٹیبل پر رکھ کر بولا "دیکھا آپ لوگوں نے یہ اپنے لباس میں یہ ریوالور چھپا کر لائی تھی۔"

سب لوگ حیرانی سے اس افسر کو دیکھ رہے تھے۔ ایک حاکم نے کہا "میجر پاٹھک مکرجی! آپ نے اس ملازمہ کی نہیں خود اپنی تلاشی لی ہے اور یہ ریوالور بھی آپ کا ہے۔"

"ایں؟" میجر پاٹھک مکرجی نے حیرانی سے اپنے ریوالور کو اٹھا کر دیکھا۔ ملازمہ نے مسکرا کر کہا "یہ ٹیلی پیتھی کا کمال ہے۔"

سب لوگوں نے ایک بار پھر چونک کر اسے دیکھا۔ وہ بولی "میں یہاں کی ملازمہ ہوں مگر میری زبان سے شی تارا بول رہی ہے۔"

وہ سب گم صم ہو کر اسے تکنے لگے۔ وہ بولی "ابھی یہاں میرے بارے میں باتیں ہورہی تھیں۔ مجھے غدار کہا جارہا تھا اور ایک مسلمان سے محبت کرنے کا طعنہ دیا جارہا تھا۔ بے شک میں نے چند بھارتی فوجی افسران کو سزائیں دیں کیونکہ وہ ڈیوٹی کے وقت بھی شراب پیتے تھے' ٹھوس منصوبوں کے بغیر اپنے فوجی جوانوں کو لڑنے کے لیے آگے بڑھادیتے تھے اور خود عیاشی میں مصروف رہتے تھے۔ ایسے تو تم لوگ قیامت تک کشمیر کے حالات کو کنٹرول نہیں کرسکوگے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم تمہاری باتوں کو ایک حد تک درست تسلیم کرتے ہیں مگر تم نے ایسا غیر معمولی علم حاصل کرکے اپنے بھارت دیس کے لیے کیا کیا؟ یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ تم ایک مسلمان نوجوان کی دیوانی ہو۔"

وہ بولی "جو بات دیکھنے میں درست لگتی ہے' وہ اندر سے کچھ اور ہوتی ہے۔ فرہاد ٹیلی پیتھی کا دیوتا ہے جسے تم اوپر سے نہیں مار سکوگے' اسے اندر سے مارو تو وہ مرجائے گا یا پھر کمزور پڑجائے گا۔ میں اس کے بیٹے پارس کو زخمی کرکے اس پر تنویمی عمل کرکے اسے ہندو بنانا چاہتی تھی۔ بیٹا اپنے باپ کا سرمایہ ہوتا ہے۔ یہ

سرمایہ میں لوٹ لیتی تو فرہاد آدھا مرجاتا اور جو آدھا رہ جائے' وہ دیوتا تو کیا انسان بھی نہیں رہتا۔"

"تم نے یہ باتیں پہلے کیوں نہیں بتائیں؟"

"اس لیے کہ فرہاد کے بڑے وسیع ذرائع ہیں۔ اسے معلوم ہوتا کہ میں کیسی چال چل رہی ہوں تو وہ بیٹے کو بدستور مسلمان رکھنے اور زندہ سلامت رکھنے کے لیے مجھے مار ڈالتا۔"

"کیا ابھی تمہیں اس سے خطرہ نہیں ہے؟"

"وہ کچھ عرصے کے لیے بابا صاحب کے ادارے میں رہنے گیا ہے۔ جب تک وہاں رہے گا' دنیاوی معاملات میں دلچسپی نہیں لے گا۔ حتیٰ کہ اگلے ہفتے ہونے والی اسلامی کانفرنس میں بھی شریک نہیں ہوگا۔ البتہ اس کے دوسرے خیال خوانی کرنے والے وہاں ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایم آئی ایم کے پاس بھی خیال خوانی کرنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ امریکا اور اسرائیل کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ضرور کسی نہ کسی طرح اس کانفرنس میں چھپ کر رہیں گے۔"

ایک حاکم نے پوچھا "کیا عقل اسے تسلیم کرتی ہے کہ ایم آئی ایم کے ساتھ ایک اہم اسلامی کانفرنس ہو رہی ہو اور وہاں فرہاد موجود نہ ہو؟"

"جو اندر کی بات نہیں جانتے' ان کی عقل تسلیم نہیں کرے گی۔ فرہاد کانفرنس میں شریک نہیں ہوسکے گا کیونکہ کل رات تک اس کی سب سے چھوٹی بیٹی اعلیٰ بی بی (ثانی) ماردی جائے گی اور اس بچی کو ختم کردینے کے مکمل انتظامات ہوچکے ہیں۔"

"تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے جو معلومات رکھتی ہو' وہ ہم نہیں رکھتے لیکن تمہاری باتوں سے ثابت ہوگیا ہے کہ تم فرہاد کو کسی طرح اندر ہی اندر کمزور بنا رہی ہو۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے درمیان غلط فہمی رہی اور ہم نے تمہیں دشمن سمجھ لیا۔ ہم شرمندہ ہیں' معافی چاہتے ہیں اور التجا کرتے ہیں کہ اپنے دیس کی بھلائی کے لیے کام کرو۔"

"کیوں کروں؟ تم لوگوں کی دشمنی کے باعث پارس مجھ سے بچھڑ گیا۔ میں اس سے جی جان سے محبت کرتی ہوں لیکن یہ قسم کھا چکی ہوں کہ اسے اپنا بنانے سے پہلے مسلمان سے ہندو بناؤں گی لیکن اب میں اسے کہاں تلاش کروں؟"

"تم جہاں کہوگی' ہم وہاں اسے تلاش کریں گے۔ جو طریقے بتاؤگی' اس پر عمل کریں گے۔ بے شمار ممالک میں ہمارے جاسوس ہیں۔ وہ سب تمہارے احکامات کی تعمیل کریں گے۔"

"اور اس کے عوض تم چاہتے ہو کہ میں اپنے دیس کی طرف سے اسلامی کانفرنس میں موجود رہوں اور وہاں کی تمام خفیہ باتیں معلوم کروں؟"

"ہاں' تم ہمارے دل و دماغ کی باتیں جانتی ہو' تم ہی بتاؤ کیا تمام مسلمانوں کو متحد رہنا چاہیے؟"

"ہرگز نہیں۔ اگلے ہفتے اسلامی کانفرنس میں جو اہم اور خفیہ باتیں ہوں گی' انہیں سننے کے بعد ایک لائحہ عمل تیار کیا جائے گا کہ پانچوں انگلیاں مل کر جب ایک گھونسا بنتی ہیں تو اس گھونسے کی انگلیوں کو پھر کس طرح الگ الگ کیا جاسکتا ہے۔ اگر تم لوگ مجھ سے التجا نہ بھی کرتے تو میں وہاں ضرور جاتی کیونکہ جب کبھی ایم آئی ایم کے سربراہ کے آنے کی بات ہوتی ہے' وہاں پارس ضرور جاتا ہے۔ میں نے دمشق' عمان اور تل ابیب میں اس کی موجودگی کے آثار پائے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ انقرہ بھی ضرور آئے گا۔"

ایک افسر نے کہا "جس عمارت میں وہ کانفرنس ہونے والی ہے' اس عمارت کے چاروں طرف چار میل تک عام راہ گیروں اور غیر مسلموں کو جانے کی اجازت نہیں ہے لیکن چار میل کے بعد ہمارے کئی جاسوس موجود رہیں گے۔ تم انہیں اپنا آلہ کار بنا سکتی ہو۔ کیا ابھی ان کے دماغوں میں جانا چاہوگی؟"

"مجھے صرف ایک کی آواز سناؤ۔ میں باقی سب کے اندر بھی پہنچ جاؤں گی۔ چونکہ میرے دیس کے فوجی اور حکمران مجھ پر بھروسا کررہے ہیں اس لیے ایک اور خوش خبری سنا رہی ہوں۔ ہمارے بھارت دیس میں ایک نہیں دو ٹیلی پیتھی جاننے والیاں ہیں اور اس دوسری کا نام پوجا ہے۔ کیا آپ لوگ اس سے باتیں کریں گے؟"

سب نے خوشی کا اظہار کیا۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "آج ہمارے دیس کے لیے یہ بہت یادگار دن ہے۔ ہم ایک کے لیے ترس رہے تھے' ہمیں دو ٹیلی پیتھی جاننے والیاں مل گئی ہیں۔"

اتنی دیر سے دیوی اس ملازمہ کی زبان سے شی تارا کی آواز اور لہجے میں بول رہی تھی۔ اسے مجبوراً ایسا کرنا پڑا کیونکہ اس کی ڈی شی تارا اور پوجا اس کی گرفت سے نکل کر ایسی گم ہوئی تھیں کہ وہ آتما شکتی کے ذریعے بھی ان کے دماغوں میں نہیں پہنچ پارہی تھی۔ اس بار دیوی نے پوجا کی آواز اور لہجے میں کہا "میں پوجا ہوں اور اپنے دیس کے حکمرانوں اور فوج کے تمام افسران کو نمستے کرتی ہوں۔"

ان سب نے بھی اپنے اپنے ہاتھ جوڑ کر اس ملازمہ کو نمستے کہا' پوجا بولی "میں شی تارا کو دیدی کہتی ہوں اور اپنی اس دیدی کی محبت اور توجہ سے اس مقام تک پہنچی ہوں۔ ابھی انقرہ میں ایک مسلمان کے اندر موجود تھی۔ آپ سے مختصر سا تعارف حاصل کرنے آئی ہوں اور اب جارہی ہوں۔ جانے سے پہلے ایک اہم بات بتادوں' آپ فون کے ذریعے انقرہ میں اپنے جاسوس سے بات کریں گے تو دیدی آپ کے دماغ میں رہ کر اس جاسوس کی باتیں سنیں گی اور اس کے اندر پہنچ جائیں گی۔ آپ اپنے تمام جاسوسوں کو پارس کی ایک اہم پہچان بتادیں کہ وہ پلکیں نہیں جھپکتا ہے۔ زہریلے سانپ کی طرح اس کی دونوں آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ جب اسے یاد آتا ہے یا وہ اپنی یہ پہچان چھپانا چاہتا ہے تو پلکیں جھپکنے لگتا ہے۔ اچھا اب میں جارہی ہوں۔ جے رام جی کی....."

پوجا چلی گئی جبکہ وہ موجود ہی نہیں تھی۔ دیوی نے پھر ڈی شی تارا کی آواز اور لہجے میں بھارت کے ان بڑوں سے باتیں کیں۔ فون کے ذریعے انقرہ میں ایک ہندو جاسوس کی آواز سنی اور یہاں سے رخصت ہوگئی۔

اس طرح اس نے اسرائیل' امریکا اور بھارت کے اکابرین سے باتیں کیں' ان کا اعتماد حاصل کیا اور جن کے پاس خیال خوانی کرنے والے تھے' ان کے تمام خیال خوانی کرنے والوں پر قبضہ جمایا۔ بھارت میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہ تھا۔ ویسے حقیقتاً وہ خود بھارت سے تعلق رکھتی تھی۔ اپنے دیس کے لیے تو وہ تمام خیال خوانی کرنے والوں کو استعمال کرسکتی تھی اگر ڈی شی تارا اور پوجا اس کے قابو میں ہوتیں تو اسے خود بھارت جاکر اتنی باتیں نہ کرنی پڑتیں۔ وہ زیرِ زمین رہ کر ہی سب کو دیکھ سکتی تھی اور سب کے پاس پہنچ سکتی تھی۔ صرف میرے خیال خوانی کرنے والے اس سے محفوظ تھے۔ دس برس پورے ہونے تک وہ ہم میں سے کسی کے قریب نہیں آسکتی تھی۔

اسے جو آتما شکتی حاصل ہوئی تھی اس کے مطابق وہ ایسی ہی چالیں چل سکتی تھی جن کے نتیجے میں وہ آئندہ تمام خیال خوانی کرنے والوں کی ملکہ کہلاتی۔ ملکہ عالم بننے کا جو راستہ تھا اس پر وہ کامیاب ہوتی جارہی تھی۔

مگر راستے میں رکاوٹیں بھی ہوتی ہیں۔ فی الوقت دو رکاوٹیں تھیں' ایک ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) اور دوسرا وہ برادر کبیر جو اس کی دو خیال خوانی کرنے والیوں کو چھین کر لے گیا تھا۔ اس کا اندازہ تھا کہ برادر کبیر میں کوئی غیر معمولی صلاحیت نہیں ہے۔ البتہ وہ بہت مکار ہے۔ دوسروں کو بے وقوف بنا کر اپنا کام نکالنا جانتا ہے۔ اس نے بے وقوف بنا کر ہی اسے اور منڈولا کو بیت المقدس تک دوڑایا تھا تاکہ اتنی دیر میں ڈی شی تارا اور پوجا کو آسانی سے کہیں لے جاسکے۔

اس کی ان حرکتوں سے یہ بھی پتا چل رہا تھا کہ وہ تل ابیب میں ہے۔ شی تارا اور پوجا کو بھی اسی شہر میں کہیں چھپا کر رکھا ہے اور وہ آتما شکتی رکھنے کے باوجود اس لیے ان کے دماغوں میں نہیں پہنچ پارہی ہے کہ اس نے اپنا' شی تارا [illegible] کا لب و لہجہ' آواز اور شخصیت بدل دی ہے۔ جب تک وہ ان کی نئی آواز اور لہجہ نہ سنتی' تب تک ان کے اندر نہیں جاسکتی تھی۔

ویسے اسلامی کانفرنس میں یقین تھا کہ وہ ایم آئی ایم والا برادر کبیر ضرور موجود ہوگا اور وہاں جس آواز اور لہجے میں بھی گفتگو کرے گا' اسے سن کر وہ اس کے اندر پہنچ جائے گی اور جب اس کے اندر پہنچے گی تو شی تارا اور پوجا کا بھی سراغ لگالے گی۔ اس نے تمام خیال خوانی کرنے والوں پر اسی لیے قبضہ کیا تھا کہ کسی نہ کسی کے ذریعے نہیں چھپے ہوئے برادر کبیر تک ضرور پہنچے گی۔

ایسا بھی تو ہوسکتا تھا کہ برادر کبیر سربراہ نہ ہو بلکہ ایم آئی ایم

کا کوئی دوسرا عہدے دار ہو۔ اس نے ہر پہلو سے سوچ کر منصوبہ بنایا تھا اور جو منصوبے خوب سوچ سمجھ کر بنائے جاتے ہیں' ان میں کامیابی یقینی ہوتی ہے۔

ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) کے خلاف بھی اس نے کئی ماہ پہلے یہ انتظامات کرلیے تھے کہ جب وہ ڈیڑھ برس کے بعد ساتواں مہینہ گزارے گی تو اسے کس طرح ہمیشہ کے لیے راستے سے ہٹایا جاسکے گا۔

وہ خود زمین کی تہ سے اوپر نہیں آسکتی تھی۔ جو کام ہوتا تھا' وہ اپنی ڈی شی تارا کے ذریعے کرتی تھی لیکن وہ ڈی بھی بابا صاحب کے ادارے میں نہیں جاسکتی تھی۔ جب قریب پہنچنے کی کوئی صورت نہ ہو تو دور سے کالا جادو ہی کیا جاسکتا ہے۔

وہ خود کالا جادو نہیں جانتی تھی مگر کسی بہت بڑے جادوگر سے یہ کام کراسکتی تھی۔ جنوب مغربی افریقہ میں ایک ژولو قبیلہ ہے۔ اس قبیلے میں کروناڈونگا نامی ایک خطرناک اور ناقابل شکست جادوگر رہتا تھا۔ اسے ناقابل شکست اس لیے کہا جاتا تھا کہ افریقہ کے دوسرے کئی قبیلوں کے جادوگروں میں سے جب بھی کسی سے اس کا مقابلہ ہوا تو اس نے اپنی جادوئی قوت سے اسے شکست دی۔ وہ جسمانی طور پر قد آور پہاڑ دکھائی دیتا تھا۔ اتنا طاقتور تھا کہ جادوئی قوت کے ساتھ جسمانی قوت سے بھی اپنے حریف کی گردن یا ہاتھ توڑ دیتا تھا۔

دیوی نے اس کے بارے میں کافی معلومات حاصل کی تھیں اور ڈی شی تارا کو اس کے دماغ میں پہنچایا تھا۔ شی تارا کئی ماہ پہلے اس کے قبیلے میں گئی تھی اور اس سے معاملات طے کئے تھے۔ اسے بتایا تھا کہ پیرس کے ایک مضافاتی علاقے میں ایک بچی ابھی ایک برس تین ماہ کی ہے۔ اب سے ٹھیک چوتھے ماہ اس کے مقدر میں مصیبت لکھی ہوئی ہے۔ اس مصیبت کو اس بچی کی موت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

جادوگر کروناڈونگا نے پوچھا "اس بچی کو مار ڈالنا کیا اتنا مشکل ہے کہ تم اتنی دور میرے پاس آئی ہو؟"

"ہاں۔ وہ بابا صاحب کے ادارے میں رہتی ہے۔ یوں سمجھو ایک ایسے قلعے میں ہے جس میں کوئی دشمن داخل نہیں ہوسکتا پھر اس کے ماں باپ اور بھائی وغیرہ بہت خطرناک ہیں۔ اگر وہ خطرے کی بو سونگھ لیں تو پھر دشمن کو زندہ نہیں چھوڑتے۔"

وہ اپنے چٹان جیسے سینے پر گھونسے مار کر بولا "میرا نام ڈونگا ہے' کروناڈونگا۔ میرے سامنے کسی کو خطرناک مت بولو۔ میں موت کو چبا کر نگل جاتا ہوں۔ جاؤ' ان خطرناک کہلانے والوں سے کہہ دو کہ اب سے چوتھے مہینے وہ بچی ان کی آنکھوں کے سامنے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرجائے گی۔"

"بچی کے بزرگوں سے کچھ نہیں کہنا ہے۔ اگر یہ کام رازداری سے کروگے تو منہ مانگی رقم دی جائے گی۔ تمہارے دوسرے مطالبات بھی پورے کئے جائیں گے۔"

"میرا مطالبہ ہے' پچاس ہزار ڈالر۔ پیرس میں میرا ایک بھائی زبردست پہلوان ہے۔ کشتی کا عالمی چیمپئن ہے۔ تم اس سے ملو اور اس کے بینک اکاؤنٹ میں میری مطلوبہ رقم جمع کرادو۔"

"میں ابھی جاؤں گی' کل تمہارے بھائی سے ملاقات کروں گی۔ پرسوں رقم جمع ہوجائے گی لیکن کام نہ ہوا اگر تمہیں ناکامی ہوئی تو....؟"

"کروناڈونگا نے کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا۔ میں نے بڑے بڑے جادوگروں کو مٹی میں ملادیا ہے۔"

"اس بچی کا باپ ٹیلی پیتھی کی دنیا کا شہنشاہ کہلاتا ہے۔ خاندان میں اور کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں جو دماغوں میں آتے ہیں۔ میں تمہیں اس لیے بتارہی ہوں کہ وہ تمہارے دماغ میں آکر تمہارے جادو کو ناکام بناسکتے ہیں۔"

"تم نے بتادیا' اچھا کیا۔ پہلے میں کالے جادو سے اپنے دماغ کو پتھر بناؤں گا۔ ٹیلی پیتھی کی لہریں اس پتھر سے ٹکرا کر واپس جائیں گی۔ کوئی میرے کام میں رکاوٹ پیدا نہیں کرسکے گا۔"

"تم اس بچی کو کیسے ختم کروگے؟ اس کا نام اعلیٰ بی بی (ثانی) ہے۔ اس کی ماں کا نام سونیا اور باپ کا نام فرہاد علی تیمور ہے۔"

کروناڈونگا نے اپنے ماتحت ... پسی ہوئی دال منگائی۔ جب وہ دال آگئی تو اسے سرسوں کے تیل سے گوندھ کر ایک ننھا سا پتلا بنایا گیا۔ کروناڈونگا نے اس پتلے کو اپنے دیوتا کے قدموں میں رکھا پھر اس کے ساتھ ایک لانبی سی سوئی رکھی۔ اس کے بعد کہا "یہ اس بچی اعلیٰ بی بی (ثانی) کا پتلا ہے۔ جب میرا بھائی مروناڈونگا یہ خبر بھیجے گا کہ تم نے اس کے اکاؤنٹ میں پچاس ہزار ڈالر جمع کرادئے ہیں تو میں ہر صبح سورج نکلنے سے پہلے اس پتلے کے سامنے اپنے دیوتا کے قدموں میں منتر پڑھا کروں گا۔ یہ عمل چوتھے مہینے کی پہلی تاریخ سے شروع ہوگا۔ پھر سات تاریخ کی صبح منتر پڑھتے ہوئے سوئی ادھر اس پتلے کے سینے میں دل کی جگہ پیوست کردوں گا اور ہزاروں میل دور وہ بچی تڑپ تڑپ کر مرجائے گی۔"

شی تارا وہاں سے پیرس آئی۔ اس نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ ایسے رازداری سے ہونے والے کاموں کو انجام دیتے وقت وہ سحر زدہ سی رہتی ہے۔ وہ یہی سمجھتی رہی کہ ہندوستان سے افریقہ اور افریقہ سے پیرس کا سفر صرف اپنے پارس کی تلاش میں کرتی ہے۔ اسے تلاش کرنے کے دوران جو حرکتیں اس سے ہوتی ہیں' وہ اسے یاد نہیں رہتیں کہ زیر زمین رہنے والی دیوی شی تارا کی رازدارانہ باتیں اس کے ذہن سے بھلادیا کرتی تھی۔

اس نے پیرس آکر اس پہاڑ جیسے پہلوان مروناڈونگا سے ملاقات کی۔ اسے اس کے بڑے بھائی کروناڈونگا سے ملاقات کا مقصد بتایا۔ پھر دوسرے دن اس کے اکاؤنٹ میں پچاس ہزار ڈالر جمع کرادئے۔ اس کے بعد وہ بھول گئی کہ اس نے کیا کیا تھا۔ وہ اپنے پارس کے عشق میں بھٹکنے لگی۔

وہ حسین تھی' دل نشین تھی۔ پارس اسے بے حد چاہتا تھا مگر بعض اوقات اس کی احمقانہ حرکتوں سے بیزار ہوکر اس سے دور ہوجاتا تھا۔ نہ وہ سمجھتا تھا نہ یہ سمجھ پاتی تھی کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟

دیوی نے خود کو بہت پراسرار بنا رکھا تھا۔ چونکہ اب اعلیٰ بی بی (ثانی) کی مصیبت یا موت کا وقت قریب آرہا تھا اور اس کا علم کہہ رہا تھا کہ اسے زیر زمین رہ کر آئندہ کے لیے تمام خیال خوانی کرنے والوں پر حکومت بھی کرنا ہے اس لیے وہ پہلے پروفیسر ایزک اور پھر داؤد منڈولا پر ظاہر ہوئی۔ ساتویں ماہ کی پہلی تاریخ شروع ہوچکی تھی۔ ہزاروں میل دور ژولو قبیلے کا کروناڈونگا کالا عمل شروع کرچکا تھا۔ اس عمل کا کچھ رد عمل اس بچی پر ہورہا تھا' وہ پہلی تاریخ کو بخار میں مبتلا ہوگئی۔

دوسری تاریخ کو سارا بدن دکھنے لگا۔ وہ بے چینی اور تکلیف محسوس کرنے لگی۔ اس بچی میں بلا کی قوت برداشت تھی۔ تکلیف محسوس کرتے وقت مسکرانے لگتی تھی۔ اس کی مسکراہٹ کہتی تھی کہ موت بھی آئے گی تو وہ ہنستے ہنستے جان دے دے گی۔

تین تاریخ کو پیرس میں کئی بین الاقوامی پہلوانوں کا زبردست مقابلہ تھا۔ جمیلہ رازی اور ہیرو وغیرہ وہ مقابلہ دیکھنے گئے۔ وہ دونوں جسمانی طور پر ایسے طاقتور تھے کہ اگر مقابلے پر آتے تو تمام پہلوانوں کے ہاتھ پاؤں توڑ کر رکھ دیتے لیکن وہ صرف تماشا دیکھنے آئے تھے۔ جب مروناڈونگا رنگ میں آیا تو چاروں طرف سے تالیوں کا شور بلند ہوا۔ تماشائی اس کے لڑنے اور جیتنے کے انداز کو بہت پسند کرتے تھے۔ اس کے مقابلے میں ایک نیا پہلوان تھا' جو دیکھنے میں پہلوان نظر نہیں آتا تھا۔ اس نے پورے کپڑے پہن رکھے تھے اور سر پر بڑا سا رومال باندھا ہوا تھا۔

مروناڈونگا نے مائیک ہاتھ میں لے کر کہا "دیکھو' پہاڑ کے مقابلے میں مٹی کا ایک کیڑا آیا ہے۔ اسے میں لباس اتارنے کا موقع ہی نہیں دوں گا۔ یہ ابھی یہاں سے بھاگتا ہوا نظر آئے گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے مائیک ایک طرف پھینک کر اس پر حملہ کیا۔ مگر حملہ ناکام رہا۔ اس نے پلٹ کر دوسرا پھر تیسرا حملہ کیا۔ پھر حملے کرتا چلا گیا۔ طرح طرح سے ڈاج دے کر اس نئے پہلوان کو صرف ایک ہاتھ مارنا چاہتا تھا اور وہ ایک ہاتھ مارنے کی حسرت رہ جاتی تھی۔ وہ نیا پہلوان ہر حملے کے وقت کبھی ادھر سے ادھر ہوجاتا تھا کبھی اچھل کر اس کے سر پر سے گزر جاتا تھا۔

مروناڈونگا کبھی اس طرح ناکام نہیں ہوا تھا۔ بار بار کی ناکامی اسے اشتعال دلا رہی تھی۔ اس کا غصہ اور جنون بڑھتا جارہا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہوکر حملہ کرنا چاہتا تھا کہ ایسے ہی وقت نئے پہلوان نے فضا میں اچھل کر گھومتے ہوئے اس کے منہ پر ایک کک لگائی۔ ایک زبردست کک تھی کہ مروناڈونگا کا منہ گھوم گیا۔ وہ لڑکھڑا کر رنگ کے رسے سے ٹکرایا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون بہنے لگا تھا۔

جس ایرینا میں مقابلہ ہورہا تھا' وہاں ہزاروں تماشائی تھے۔ سب پر سکتہ طاری ہوگیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایک عالمی چیمپئن کئی ناکام حملوں کے بعد ایک ہی لات کھا کر رنگ کے رسے کا سہارا لے گا اور اس کے منہ اور ناک سے خون بھی بہنے لگے گا۔ ادھر مروناڈونگا کا سر چکرا گیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک نئے پہلوان کا پہلا حملہ اتنا زوردار ہوگا۔

وہ جلد ہی سنبھل کر جوابی حملہ کرنا چاہتا تھا لیکن پھر زوردار گھونسا پڑا۔ وہ ذرا سا ڈگمگایا لیکن سنبھلنے سے پہلے ہی مقابل نے اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر سر سے بلند کیا پھر فرش پر پٹخ دیا۔ ریڑھ کی ہڈی میں ایسی چوٹ لگی کہ وہ فوراً اٹھنے کے قابل نہ رہا۔

تب مقابل پہلوان نے اپنے سر سے بندھے ہوئے رومال کو کھینچ کر ایک طرف پھینکا تو ہزاروں تماشائی حیرت سے چیخ پڑے۔ وہ مقابل مرد نہیں تھا۔ عورت تھی۔ اس کی زلفیں شانوں تک تراشیدہ تھیں۔ پھر اس نے اپنے جسم سے لانبا سا گاؤن اتارا۔ وہ ایک خوب صورت اور صحت مند جسم کی مالکہ تھی۔

میں جمیلہ رازی اور ہیرو کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے موبائل فون نکالا اور نمبر ڈائل کئے۔ ژولو قبیلے میں بابا صاحب کے ادارے کا ایک شخص پہنچا ہوا تھا۔ اس نے ہیلو کہہ کر پوچھا "لیس سر! کیا میں اسے فون دوں؟"

میری اجازت سے اس نے کروناڈونگا کو فون کا ریسیور دیا۔ وہاں سے کروناڈونگا کی آواز آئی "ہیلو کون ہے؟"

"میں پیرس کے ایرینا سے بول رہا ہوں۔ یہاں تمہارا بھائی مروناڈونگا اپنی زندگی کی آخری کشتی لڑ رہا ہے۔ یہاں سے وہ چار آدمیوں کے کاندھوں پر جائے گا۔"

"یو شٹ اپ۔ میرا بھائی ایسا شہ زور ہے کہ کتنے ہی پہلوانوں کو اسپتال پہنچا چکا ہے۔ کون ہے اس کے مقابلے پر؟"

"تم جس بچی کو مار ڈالنے کے لیے کالا جادو کر رہے ہو۔ تمہارا بھائی اسی بچی کی ماں سے مقابلہ کر رہا ہے۔"

ایک زوردار قہقہہ سنائی دیا پھر وہ بولا "کیا تم کوئی مسخرے ہو؟ میرے بھائی کے سامنے وہ عورت کھڑی بھی نہیں ہوسکے گی۔"

"فون پکڑے رہو۔ میں تمہارے بھائی سے ابھی بات کراتا ہوں۔"

اتنی دیر میں سونیا نے رنگ کے اندر مروناڈونگا کو مار مار کر لہولہان کردیا تھا۔ وہ ایک رسے کو پکڑ کر رنگ میں اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اس کے قریب آکر کہا "یہ فون پکڑو۔ تمہارا بھائی بات کرنا چاہتا ہے۔"

وہ فون پکڑ کر زور زور سے ہانپنے لگا۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے سنا۔ ادھر وہ کہہ رہا تھا "یہ میں کیا سن رہا ہوں' کیا تم واقعی کسی عورت سے مقابلہ کر رہے ہو؟"

"ہاں۔ مم..... مگر یہ عورت نہیں کوئی بلا ہے۔ یہ ابھی میری گردن لاک کر کے کہہ رہی تھی کہ یہ اس بچی کی ماں ہے جسے مارنے کے لیے میرے اکاؤنٹ میں پچاس ہزار ڈالر جمع کئے گئے تھے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟ ایک عورت نے تمہاری گردن دبوچ کر ایسا کہا اور تم نے سن لیا۔ اسے ختم کر دو۔"

"یہ مجھے ختم کر رہی ہے۔ میں اسے ایک بار بھی ہاتھ نہ لگا سکا۔ یہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی۔ میں یہ مقابلہ چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں مگر یہ جانے کا موقع نہیں دے رہی ہے۔"

سونیا نے اس کے ہاتھ سے فون چھین کر اپنے کان سے لگا کر کہا "سن شیطان کے بچے! دنیا کا کوئی پہلوان اس ماں سے نہیں لڑ سکتا جس کی اولاد کی زندگی خطرے میں ہو۔ اسے ختم کرنے کے بعد میں تیرے پاس آرہی ہوں۔"

سونیا نے فون مجھے دیا پھر مرونا ڈونگا کے سر اور ٹھوڑی کو ایک داؤ سے پکڑ کر زور کا جھٹکا دیا۔ اس کے حلق سے آخری چیخ نکلی۔ میں نے فون پر کہا "کرونا! یہ تیرے بھائی کی آخری چیخ تھی۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی ہے۔"

وہ چیخ کر بولا "یہ جھوٹ ہے۔ ایک عورت اتنی شہ زور نہیں ہو سکتی۔ میرے بھائی سے بات کراؤ۔"

میں نے کہا "ہم جانتے ہیں کہ وہ بچی سات تاریخ کی صبح تک زندہ رہے گی مگر تم نہیں جانتے کہ اس کی ماں تمہاری زندگی میں سات تاریخ نہیں آنے دے گی۔ اب اپنی فکر کرو۔"

یہ کہہ کر میں نے فون بند کر دیا۔ وہاں ایک اسٹریچر ٹرالی آگئی تھی اور اس پر مرونا ڈونگا کی لاش رکھی جا رہی تھی۔ فوج کے دو افسروں اور کئی مسلح فوجی جوانوں نے سونیا کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا تاکہ مرونا ڈونگا کی پارٹی کے لوگ مشتعل ہو کر اس پر حملے نہ کریں۔ پھر جمیلہ رازی اور ہیرو کے ساتھ میں بھی تھا۔ ہم نے یہ انتظامات پہلے سے کر رکھے تھے اور فرانس کی حکومت سے کہہ دیا تھا کہ آج کشتی لڑنے کے بہانے مرونا ڈونگا کو مار دیا جائے گا۔ لہٰذا سونیا کی سیکیورٹی کے لیے مکمل انتظامات کئے جائیں۔

ہم ایرینا سے نکل کر اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر بابا صاحب کے ادارے کی طرف جانے لگے۔ ادھر سے کرونا ڈونگا فون کے ذریعے ریسلنگ آرگنائزیشن کے عہدے داروں سے معلومات حاصل کر رہا تھا اور اپنے بھائی کی موت کی تصدیق کر چکا تھا۔

ہمیں معلوم تھا کہ اس کا دماغ پتھر ہے۔ سوچ کی لہریں اس پر اثر نہیں کرتی ہیں۔ میں نے وہاں بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے شخص سے کہا "کرونا ڈونگا کو گولی مار کر زخمی کرو۔ گولی چلانے کا الزام تم پر نہ آئے۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا پھر مجھے اس کے اندر جگہ مل گئی۔ دو ...... ز فلائٹ سے سونیا جنوبی افریقہ جانے والی تھی۔ میرے لیے ضروری ہو گیا تھا کہ کرونا ڈونگا کو کہیں چھپنے اور عمل کرنے کا موقع نہ دوں۔ اس کے دماغ میں رہوں پھر وہ جہاں وہاں سونیا کو پہنچا دوں۔

یہ جو دشمن جاں ہوتے ہیں، انہیں آرام اور سکون کی پسند نہیں آتی۔ یہ ہنگامہ آرائی کے پیچھے موت کو دعوت دیتے۔ اس سے بڑی نادانی کیا ہوگی کہ ایک شیرنی اپنے بچوں کے سو رہی تھی، خواہ مخواہ اسے جگا دیا گیا۔

○☆○

انقرہ کی رونق قابل دید تھی۔ بڑے بڑے دولت مند ممالک کے سلاطین، ان کے مشیر اور اعلیٰ عہدے دار آئے تھے۔ ان کی شان و شوکت کے مطابق ان کی رہائش کا انتظام تھا۔ شہر کے تمام فائیو اسٹار ہوٹل ریزرو تھے۔ وہاں ان ممالک کے صحافی، اخباری رپورٹرز اور فوٹو گرافرز کا قیام تھا۔ کے شراب فروشوں نے اسکاٹ لینڈ کی مہنگی سے مہنگی شراب بوتلیں اپنی دکانوں میں سجا رکھی تھیں۔ دنیا کی حسین ترین سیاحت کے بہانے شہر کے ہوٹلوں، کلبوں اور تفریح گاہوں آرہی تھیں۔ امیر کبیر مسلمان عیاشی میں عالمی شہرت رکھتے ایک رات کی قیمت اتنی دیتے ہیں کہ اتنی رقم میں صومالیہ لاکھوں فاقہ زدہ مسلمان ایک ہفتے تک پیٹ بھر کر کھا سکتے ہیں۔

اسلامی کانفرنس صرف ایک دن کے لیے تھی لیکن ایک ہفتے پہلے سے میلہ لگا ہوا تھا۔ تمام رات پورا شہر رو سے جگمگا تا رہتا تھا۔ بڑے بڑے شاپنگ سینٹرز میں مردوں دے کر حسین دوشیزاؤں کو سیلز گرل رکھا گیا تھا۔ وہ مسکرا کر کی جو قیمت بتاتی تھیں، خریدار اپنی شان امارت دکھانے اسی قیمت پر چیزیں لے جاتے تھے۔

غیر مسلموں کو کانفرنس میں شریک ہونے کی اجازت نہ لیکن شہر میں ان کا داخلہ ممنوع نہیں تھا۔ عیسائی، یہودی بھارت کے بڑے بڑے اخبارات کے صحافی اور نقادیہ تماشا رہے تھے۔ مسکرا رہے تھے۔ تبصرے لکھ رہے تھے اور ذرائع سے ایسی ایسی تصاویر حاصل کر رہے تھے جن سے ثابت تھا کہ اسلامی کانفرنس کے بہانے عیش و عشرت کا بازار گرم ہے۔

دنیا سمجھ رہی تھی کہ کانفرنس میں سب سے اہم مسئلہ بحث رہے گا کہ اسلامی ممالک کو اسرائیل سے سمجھوتا کرنا کرنا اور اس سے سفارتی تعلقات قائم رکھنے چاہئیں یا نہیں؟

بہت عرصہ پہلے مصر نے کیمپ ڈیوڈ سمجھوتا کر کے اس غور طلب بنا دیا تھا کہ جلد یا بدیر اسلامی ممالک کو اسرائیل دوستانہ مصافحہ کرنا پڑے گا ورنہ ہر اسلامی ملک اپنی ڈیڑھ مسجد بنا کر باری باری اسرائیل کے وجود کو تسلیم کرنے کا کرنے کے لیے عالمی سیاست انہیں مجبور کر دے گی۔ جیسے کہ مجبور تھا۔ اس کے بعض علاقے اسرائیل کے قبضے میں تھے ہے دوستانہ معاہدہ ہونے پر وہ علاقے اردن کو واپس مل ...ے (کچھ علاقے اردن کو واپس مل چکے ہیں) ملک شام کے ساتھ بھی ایسا ہی کچھ مسئلہ تھا۔ اس قسم کے مسئلے اسرائیل کو تسلیم کرنے پر مجبور کر رہے تھے۔

وہ جو اسلامی کانفرنس ہو رہی تھی، اس کے نتائج سب کو معلوم تھے۔ ایسے نتائج کو سمجھنے کے لیے ٹیلی پیتھی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ سب جانتے ہیں کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں، ساڑھے چار نہیں ہوتے لیکن میری داستان میں جو واقعات پیش ہوتے ہیں وہ ٹیلی پیتھی کے حوالے سے ہوتے ہیں۔ یہودیوں سے جنگ جاری رکھنے کے لیے مجاہدین اپنی جان کی بازیاں لگاتے رہتے ہیں۔ ایسے میں ایم آئی ایم جیسی دھماکا خیز تنظیم قائم ہو اور اس کے مجاہدین یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان فولادی دیوار بن جائیں تو پھر طرح طرح کی سیاسی چالیں چلی جاتی ہیں۔

ایم آئی ایم اور اس کے سربراہ کو بدنام کرنے کی پہلی چال ناکام ہوئی پھر ایم آئی ایم کے فراڈ سربراہ بن کر آنے والے بے نقاب ہوتے گئے۔ تب تمام اسلامی ممالک کو مجبور ہو کر ایم آئی ایم کے مشورے پر یہ تسلیم کرنا پڑا کہ پہلے صرف مسلمان آپس میں بیٹھ کر اپنے ملکی استحکام اور باوقار مستقبل کی راہ ہموار کریں پھر جسے چاہے تسلیم کریں۔

غیر مسلموں اور خصوصاً امریکا، اسرائیل اور بھارت کو اس کانفرنس سے زیادہ دلچسپی تھی اور یہ رائے قائم کی جا رہی تھی کہ اس بار بھی ایم آئی ایم کا سربراہ منظر عام پر نہیں آیا اور اپنی جگہ کسی اور کو سربراہ بنا کر بھیجا تو کانفرنس کے مقاصد کمزور پڑ جائیں گے۔

بہرحال کانفرنس کے انعقاد کا دن آگیا۔ دن کے دس بجے سے کانفرنس کی ابتدا ہونے والی تھی لیکن آرام طلب مسلمان اکابرین نے اجلاس میں آتے آتے دن کے بارہ بجا دیئے۔ مختلف ملکوں کے اکابرین آرہے تھے اور اس کرسی کو دیکھ رہے تھے، جہاں ایم آئی ایم کا ایک معمر سربراہ بیٹھا ہوا تھا۔ سوا بارہ بجے تلاوت کلام پاک سے کانفرنس کا آغاز ہوا پھر اس معمر سربراہ نے کہا "میں چند ابتدائی کلمات کے بعد آپ حضرات کو باری باری اپنی بات کہنے کا موقع دوں گا۔"

وہ معمر سربراہ اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر بولا "یہ کرسی ایم آئی ایم کے سربراہ کے لیے ہے۔ میں اسے اس لیے چھوڑ رہا ہوں کہ سربراہ میں نہیں ہوں۔ جو صاحب ہیں، وہ اس کرسی پر تشریف رکھتے ہیں۔"

وہ معمر شخص اپنی جگہ سے ہٹ کر کرسی کے پیچھے چلا گیا۔ تمام حاضرین نے غور سے دیکھا۔ اس کرسی پر ایک سایہ بیٹھا ہوا تھا۔ ایک ملک کے سربراہ نے کہا "یہ کیا مذاق ہے۔ جب بھی ایم آئی ایم کی طرف سے اجلاس منعقد ہوتا ہے تو ایسے ہی بچکانا تماشے ہوتے ہیں۔"

سائے نے کہا "یہی تو مشکل ہے کہ جو آنکھوں کے سامنے سچ دکھائی دیتا ہے، آپ اسے تماشا کہتے ہیں اور دیدہ دلیر ہم مسلمانوں کے ساتھ جو تماشا کرتے رہتے ہیں، انہیں ہم سچ تسلیم کر لیتے ہیں۔"

وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تاکہ لوگ اسے آسانی سے دیکھ سکیں پھر بولا "میں پہلی ملاقات میں ایک انسانی ڈھانچا بن کر آیا اور آپ سے میں نے صاف لفظوں میں کہا تھا کہ اب بھی ہم نے ایمان کا راستہ اختیار نہ کیا تو دنیا کے سارے مسلمان صرف ڈھانچے بن کر رہ جائیں گے لیکن میری وہ بات اور میرا وہ ظاہر آپ کے لیے محض ایک تماشا تھا۔

"پھر ایم آئی ایم کو بدنام کرنے کے لیے فراڈ سربراہ آئے لیکن آپ میں سے کسی نے امریکا سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ کے ساتھ وہ تماشے کیوں کئے گئے؟ پھر جو ڈی نارمن سربراہ یا ایک تماشا بن کر آیا۔ ابھی میں آپ کے سامنے ایک سایہ ہوں لیکن سایہ بننے تو وہ آیا تھا اور سایہ بن کر آپ کے سامنے سے چلا گیا لیکن آپ نے اسے تماشا نہیں کہا۔ کیوں نہیں کہا؟ کیا اس لیے کہ وہ امریکی مائی باپ تھا؟"

دوسرے سربراہ نے پوچھا "ہم آپ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ یہاں ہماری طرح گوشت پوست کے جسم میں تشریف کیوں نہیں لائے؟"

سائے نے جواب دیا "اس لیے کہ میں موجودہ مسلمانوں کی نمائندگی کرنے آیا ہوں۔ آپ تمام حضرات مسلمان ہیں۔ ہم سب مسلمان انسانی جسم رکھتے ہیں لیکن اسلامی جسم نہیں رکھتے۔ ہم سب نے اسلام کو سایہ بنا دیا ہے۔ روشنی پیچھے ہو تو ہم اسلام کے سائے کو سامنے زمین پر پھینکتے ہیں اور روشنی آگے ہو تو اپنے ایمان کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

"گوشت پوست کے جسم میں جانور بھی جیتا اور مرتا ہے۔ ہمیں اس کانفرنس میں یہی طے کرنا ہے کہ ہم جانور کی طرح جی رہے ہیں یا انسان کی طرح؟ اگر انسان کی طرح جی رہے ہیں تو انسان کسی مقصد کے لیے جیتا ہے اور وہ مقصد ہمیشہ ایمان ہوتا ہے۔

"آئیں، ہم ایمان کے سہارے یہ طے کریں کہ غیر مسلموں کے محتاج نہیں رہیں گے اور اپنے تمام تر وسائل کے ذریعے دین اسلام کی حکمرانی قائم کریں گے۔ ایسا ہوا تو میں آپ کے سامنے اس سائے کو چھوڑ کر گوشت پوست کے انسانی روپ میں آجاؤں گا۔"

"کیا آپ نے وعظ اور نصیحت کرنے کے لیے ہمیں یہاں بلایا ہے؟"

"صرف میں نے نہیں بلایا۔ ہم سب نے یہاں مل بیٹھنے کا مشترکہ فیصلہ کیا ہے۔ یہاں ہر فرد کو اپنی بات کہنے کی آزادی ہے۔

مجھ پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ میں تماشے کرتا ہوں۔ میں نے اس الزام کا جواب دیا ہے۔ ویسے آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟"

"اس اجلاس کے ایجنڈے میں پہلی بات یہی ہے کہ ہمیں اسرائیل سے تعلقات رکھنے چاہئیں یا نہیں؟ کیا ہمیں سفارتی سطح پر تعلقات قائم کرنے چاہئیں یا نہیں؟"

سائے نے کہا "جب پہلی بار فلسطین میں اسرائیلی حکومت قائم کی جارہی تھی تب آپ تمام اسلامی ممالک نے اس کی مخالفت کی تھی۔ جب کیمپ ڈیوڈ سمجھوتا ہوا تو آپ تمام ممالک مصر سے ناراض ہوگئے کیونکہ اس نے اسرائیل کو تسلیم کیا تھا۔ مگر آج آپ بھی وہی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تھوک کر چاٹنا منظور ہے تو پھر یہ آپ کا عمل ہے۔"

"آپ سخت اور ناگوار انداز میں کیوں کہتے ہیں۔ اس بات کو نرم لہجے میں بھی کہا جاسکتا ہے۔ اپنی حکومت قائم رکھنے کے لیے سیاسی تبدیلیاں لازمی ہوتی ہیں۔ ہم اردن کے مسلمانوں نے یہودیوں سے جنگ کی۔ ہمارے کچھ علاقے ان کے قبضے میں چلے گئے' کیا ہم ان علاقوں سے دست بردار ہوجائیں؟ یا امن معاہدہ کرکے وہ علاقے واپس لے لیں' آپ بتائیں دانش مندی کیا ہے؟"

"جب پانی سر سے گزر گیا تو دانش مندی کی بات کی جارہی ہے! یہودیوں سے جنگ کرتے وقت امن معاہدے کا خیال نہیں آیا! اردن کے آس پاس کے اسلامی ممالک نے جنگ میں اس کا ساتھ نہیں دیا کیونکہ سب نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رکھی تھی۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا ساتھ نہیں دے رہا تھا لیکن اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے آج تمام مسلمان ایک ساتھ مل کر یہاں بیٹھے ہیں۔ یہ آپ حضرات کا اسلامی عمل ہے۔ نصرت' فتح وکامرانی حاصل کرنے کا وقت تھا تو سب الگ الگ تھے لیکن ذلت کی پستی میں سب ایک جگہ نظر آرہے ہیں۔ جب کلام پاک کی یہ ہدایت آپ کی سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ یہود ونصاریٰ کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہوں گے تو پھر میری باتیں آپ کی سمجھ میں کیا آئیں گی اس لیے آئندہ ایم آئی ایم آپ کے سیاسی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گی۔ ہمیں یہودیوں اور عیسائیوں سے شکایات ہوں گی تو ہم ان سے نمٹ لیا کریں گے۔ ایسے وقت آپ میں سے کوئی ان کی حمایت اور ہماری مخالفت کرے گا تو ہم آپ سے بھی دشمنی سے باز نہیں آئیں گے۔"

اس بات پر ہر طرف خاموشی چھاگئی۔ وہاں کانفرنس میں شریک ہونے والے اسلامی ممالک کو یہ اطمینان ہوگیا کہ آئندہ اسرائیل سے معاہدہ کرنے پر ایم آئی ایم والے ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔

سائے نے کہا "آج میرے لیے انتہائی مایوسی کا دن ہے لیکن آپ حضرات کے لیے' یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے روز عید ہے۔ [illegible] نے اسلامی کانفرنس کے لیے شرط رکھی تھی کہ اجلاس میں غیر مسلموں کو شریک نہ کیا جائے لیکن یہاں [illegible] الپا' داؤد منڈولا' عیسائی مائیک ہرارے اور ایک دوغلا پاشا [illegible] ہے۔ آپ مسلمان حضرات اتنے منافق ہوگئے ہیں کہ انہیں اندر چھپا کر لائے ہیں۔ منافقوں کے درمیان بیٹھ کر علم ودانش حق وایمان کی باتیں نہیں کی جاسکتیں لہٰذا اس اجلاس کو برخاست ہونا چاہیے۔"

ایک اسلامی ملک کی خاتون صحافی نے کہا "اس کانفرنس [illegible] غیر مسلم شریک ہوتے تو کوئی فرق نہ پڑتا کیونکہ یہاں ان کے [illegible] نہیں' ان کے حق میں باتیں ہوتی رہی ہیں۔"

"اس لیے ہوتی رہی ہیں کہ مسلمانوں کی منافقت نے [illegible] بدل لیا ہے اور محترم خاتون اس وقت تم نہیں بول رہی ہو۔ [illegible] زبان سے دیوی بول رہی ہے۔ وہ دیکھنے آئی ہے کہ برادر [illegible] ہے؟ وہ اس اجلاس کے دوران دوبار میرے دماغ میں آچکی [illegible] لیکن میرے خیالات نہ پڑھ سکی۔ میں اس کی الجھن دور کر [illegible] ایم آئی ایم کے مجاہدین اپنے سربراہ کو برادر کبیر کہتے ہیں اور [illegible] دو خیال خوانی کرنے والیوں کو میں نے ہی پناہ دی ہے اور وہ بھی میں ہی ہوں جو ایک بار مرنے کے بعد دوسری بار زندہ ہے۔"

وہ خاتون اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی "تم کیے فراڈ ہو۔ دعوے سے کہتی ہوں کہ تم ایم آئی ایم کے سربراہ نہیں ہو۔ [illegible] نے اس اجلاس کے اندر اور باہر اچھی طرح معلوم کیا ہے [illegible] آئی ایم کا ایک بھی مجاہد یہاں نہیں ہے۔ کیا سربراہ کا کوئی گارڈ نہیں ہوتا ہے؟"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ باڈی گارڈ اور مجاہدین میں [illegible] آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ذاتی حفاظت کے لیے باڈی گارڈ رکھ [illegible] ہے اور مجاہدین ملک وقوم' مذہب اور نیک مقاصد کے لیے [illegible] کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ میں ابھی سایہ ہوں۔ میری [illegible] یعنی جسم نہیں ہے۔ پھر باڈی گارڈ کی کیا ضرورت ہے؟"

ایک ملک کے نمائندے نے پوچھا "اس بات کا کیا ثبوت [illegible] کہ تم ایم آئی ایم کے سربراہ ہو؟"

"میرے ماں باپ زندہ ہوتے تو وہ گواہی دیتے۔ انہوں [illegible] میرا نام محمد سربراہ خان رکھا تھا۔"

"ہم نام نہیں' عہدہ پوچھ رہے ہیں۔"

"وہ تو میرے باپ کا نام تھا۔ محمد عہدہ خان۔"

ایک ملک کے اعلیٰ عہدے دار نے کہا "ابھی آپ [illegible] دانش مندانہ اور ایمان افروز باتیں کررہے تھے اور اب [illegible] جوابات دے رہے ہیں۔"

"سوال احمقانہ ہوگا تو جواب بھی ویسا ہی ملے گا۔ سا[illegible] جانتی ہے کہ کسی ملک کے سربراہ کی طرح کبھی میری تصویر [illegible]

نہیں ہوئی۔ کسی تنظیم کے سربراہ کی طرح میں کبھی منظر عام پر نہیں آیا۔ پھر میں ایم آئی ایم کے سربراہ ہونے کا ثبوت کیسے پیش کروں گا؟"

"یہی تو مسئلہ ہے۔ کوئی شناخت نہ ہونے کے باعث ایم آئی ایم کے سربراہ ہونے کا دھوکا کئی بار دیا گیا ہے۔"

"اصلی سربراہ ہونے کی ایک شناخت ہے۔ ابھی میں دیوی سے ایک بات کہوں گا' وہ یہاں سے بھاگ جائے گی۔"

ایک نمائندے نے پوچھا "یہ دیوی کون ہے؟"

سائے نے کہا "ان محترم خاتون کے اندر ایک عورت خیال خوانی کے ذریعے موجود ہے۔ اس کی اصلیت کوئی نہیں جانتا۔ وہ دیوی کہلاتی ہے۔ میری بات سننے کے بعد وہ پھر نہیں بولے گی کیونکہ یہاں سے فوراً چلی جائے گی۔"

دیوی نے اس خاتون کی زبان سے کہا "ہاں میں خیال خوانی کے ذریعے اس خاتون کی زبان سے بول رہی ہوں اور عام طور پر دیوی کہلاتی ہوں' بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ تمہارے پچاس ہزار ڈالر ضائع ہورہے ہیں۔ ڈولو قبیلے کا کرونا ڈونگا منتر پڑھتے پڑھتے بھول جاتا ہے۔ اسے منتر بھولنے نہ دو۔ پرسوں سات تاریخ ہے۔"

یہ ایسی بات تھی کہ دیوی شی تارا کے ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ کرونا ڈونگا کے وعدے کے مطابق سات تاریخ کی صبح کو اعلیٰ بی بی (ثانی) کی موت کالے جادو سے لکھ دی گئی تھی لیکن سائے نے کہہ دیا تھا کہ اس کے راستے کا ننھا سا کانٹا پاؤں میں چبھتا رہے گا۔ کالے جادو سے بھی نہیں نکلے گا۔ یہ سنتے ہی وہ خاتون صحافی کے دماغ سے نکل کر کرونا ڈونگا کے دماغ میں پہنچ گئی۔

ادھر اجلاس میں سائے نے صحافی خاتون سے پوچھا "کیوں دیوی جی! خاموش کیوں ہوگئیں؟ کچھ تو بولو۔ یہاں لوگ تمہاری آواز سننے کا انتظار کررہے ہیں۔"

صحافی خاتون نے کہا "مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں ابھی تک بے اختیار اپنی مرضی کے خلاف بولتی رہی۔ پتا نہیں مجھے کیا ہوگیا ہے؟"

سائے نے کہا "جو ہوا تھا' وہ اب نہیں ہوگا۔ میں نے اپنے سربراہ ہونے کا ثبوت پیش کردیا ہے' اب وہ نہیں آئے گی۔ میں بھی جارہا ہوں۔"

وہ سایہ چلتا ہوا اس شخص کے پاس آیا جو کرسی کے پیچھے کھڑا تھا پھر وہ اس کے جسم میں سماگیا۔ وہ شخص بیرونی دروازے کی طرف جانے لگا۔ ایک ملک کے سربراہ نے کہا "ذرا ایک منٹ رک جاؤ اور بتاؤ کہ تم کون ہو؟"

"میں آپ حضرات کی طرح انسان ہوں۔ یہ سمجھتا ہوں کہ سچائی انسان کے اندر چھپی ہوتی ہے اس لیے جب تک سربراہ کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا' میرے اندر کا سچ سایہ بن کر آپ لوگوں کی سچائیوں کو بیان کررہا تھا۔" پھر وہ ہنستے ہوئے بولا "ہم اور آپ بھی کیا چیز ہیں۔ اپنے ساتھ جھوٹ کو لیے پھرتے ہیں اور سچائی کو سایہ بنا کر زمین پر چھوڑتے جاتے ہیں مگر وہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتی....."

وہ کہتا ہوا بیرونی دروازے تک گیا پھر وہاں سے پلٹ کر بولا "میں نے ایم آئی ایم کا سربراہ ہونے کا ثبوت پیش کردیا۔ دوسرا ثبوت یہ پیش آیا کرے گا کہ جو بھی سربراہ بن کر آنا چاہے گا' وہ آئندہ کسی اجلاس میں پہنچنے سے پہلے اوپر پہنچ جائے گا۔ یوں بھی آج بات ختم ہوگئی۔ اسلامی ممالک کی اپنی اپنی مرضی ہے۔ جو چاہیں وہ کریں۔ ایم آئی ایم کا کوئی بندہ آپ کے کسی اجلاس میں شریک نہیں ہوگا لیکن جو بات خلاف اسلام ہوگی اور جس سے بھی ہوگی' وہ ہمارے ہاتھوں جہنم میں پہنچایا جائے گا۔ ویلیس آل۔"

وہ جانا چاہتا تھا پھر رک کر بولا "میں نے ابھی ویلیس آل کہا۔ مجھے ایک مسلمان کی حیثیت سے رخصت ہوتے وقت خدا حافظ کہنا چاہیے لیکن نہیں کہہ سکتا' مجبوری ہے۔ میرے کہنے سے خدا اس کی حفاظت کبھی نہیں کرے گا جو حصول تحفظ کے لیے ایمان کے مطابق عمل نہ کرتا ہو۔"

وہ دروازہ کھول کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد تمام اسلامی ممالک کے اکابرین ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے کہ بات بن گئی ہے۔ اب ان کے ملکی اور سیاسی معاملات میں ایم آئی ایم کے مجاہدین مداخلت نہیں کریں گے۔

ان میں سے جن اکابرین کے دماغوں میں جتنے خیال خوانی کرنے والے تھے' وہ اپنے اپنے ملک کے حکمرانوں کو یہ خوش خبری سنا رہے تھے۔ امریکا اور اسرائیل تو جشن منانے لگے۔ یہ خوش خبری بھارت کو بھی مل گئی تھی لیکن وہ اتنی اچھی خبر سننے کے لیے شی تارا اور پوجا کا انتظار کررہے تھے۔

دیوی شی تارا نے اپنے بھارت دیس کی بھلائی کے لیے وہاں بھی ٹیلی پیتھی جاننے والیوں کی موجودگی لازمی سمجھی تھی۔ آئندہ اس نے پروگرام بنایا تھا کہ بھارت میں چند خیال خوانی کرنے والوں کو اپنا تابعدار بنا کر رکھے گی۔

اس پروگرام کے مطابق شی تارا اور پوجا کو بھارت میں ہونا چاہیے تھا لیکن وہ دونوں اس کی گرفت سے نکل گئی تھیں۔ اس لیے پچھلی بار اس نے بھارتی حکمرانوں کی تسلی کے لیے خود ہی شی تارا اور پوجا بن کر بات کی تھی اور انہیں خیال خوانی سے متعلق سنہری سپنے دکھائے تھے۔

اب اس کا فرض تھا کہ وہ اسلامی کانفرنس میں غیر مسلموں کی کامیابی کی خوش خبری خود بھارتی حکمرانوں کے پاس آکر سناتی مگر اسے بہت بری خبر ملی تھی۔ اس نے اپنی راہ سے ایک ننھا سا کانٹا نکالنے کے جو انتظامات کیے تھے' سائے نے ان کی ناکامی کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اس لیے وہ سب کچھ بھول کر طوفانی رفتار سے کرونا ڈونگا کے اندر پہنچ گئی تھی۔

اس کے پتھر جیسے دماغ میں کوئی اور نہیں پہنچ سکتا تھا لیکن اس کے خیالات نے بتایا کہ کسی نے اسے گولی مار کے زخمی کیا ہے۔ زخمی کرنے والا فرار ہو کر کہیں چھپ گیا تھا۔ کرونا ڈونگا اس کا تعاقب نہ کرسکا تھا۔ اس کے قبیلے کے لوگ اسے اٹھا کر لائے تھے اور اس کے زخم کا علاج کررہے تھے۔

یہ واردات تین اور چار تاریخ کی درمیانی شب ہوئی تھی۔ وہ ہر صبح دیوتا کے قدموں میں رکھے ہوئے اعلیٰ بی بی (ثانی) کے ماش کی دال کے پتلے پر منتر پڑھتا تھا لیکن چار تاریخ کی صبح شدید تکلیف کے باعث نہ پڑھ سکا۔ اسے سات دن تک وہ کالا عمل کرنا چاہیے تھا لیکن ایک دن کا ناغہ ہوگیا تھا۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے' کوئی بات نہیں وہ آخری منتر سات کو نہیں' آٹھ تاریخ کو پڑھے گا۔

دیوی پریشان ہورہی تھی۔ دنیا میں سات کے ہندسے کو خوش بختی کی علامت سمجھا جاتا ہے لیکن ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) کے لیے سات کا ہندسہ ایک طرح سے منحوس تھا۔ ہر برس کا ساتواں مہینہ اور ہر مہینے کا ساتواں دن اس بچی کے لیے وبالِ جان بنتا رہتا۔ ادھر کرونا ڈونگا نے ایک دن کا ناغہ کردیا تھا۔ اب وہ آٹھ تاریخ کو عمل کرنے والا تھا۔ یعنی وہ منحوس تاریخ گزار کر کالا عمل کرتا تو ضروری نہیں تھا کہ کامیابی ہوتی۔ ناکامی کے زیادہ امکانات تھے۔

دیوی ہمیشہ روبینہ کی آواز اور لہجے میں بولتی تھی۔ اس نے کہا "ڈونگا! تم کام بگاڑ رہے ہو۔ تم سے معاملات طے کرتے وقت بتایا گیا تھا کہ اس بچی کے لیے سات کا ہندسہ منحوس ہے اور تم سات تاریخ گزارنے کے بعد عمل کرنا چاہتے ہو؟"

اس کی بیار سوچ نے کہا "جب سے مجھے گولی لگی ہے' میرے اندر پتا نہیں کون کون عورتیں بولتی رہتی ہیں؟ پہلے بولنے والی کی آواز اور لہجہ کچھ اور تھا۔ یہ ابھی کسی دوسری آواز میں بول رہی ہے۔"

دیوی نے کہا "یہ تو میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ کسی خیال خوانی کرنے والی یا والے نے تمہارے اندر پہنچنے کے لیے تمہیں زخمی کیا ہے۔ مجھے بتاؤ' کیا وہ پہلے آنے والی تمہارے کالے جادو میں کوئی رخنہ ڈالتی ہے؟"

"میں تو نہیں سمجھتا کہ وہ ایسا کرتی ہے۔ آج پانچ تاریخ کی صبح کو میں نے دیوتا کے چرنوں میں اس پتلے پر منتر پڑھا تھا اور پورا پڑھا تھا مگر میرا چیلا کہہ رہا تھا کہ میں نے منتر کچھ عجیب سا پڑھا تھا۔ میرے اس چیلے نے میری زبان سے پہلے کبھی ایسا منتر نہیں سنا تھا۔"

"پھر تو تمہارا وہ چیلا درست کہہ رہا ہے۔ اس بچی کو زندہ رکھنے کے لیے دشمن چال چل رہے ہیں۔"

"تم کون ہو؟ میں تمہاری آواز بھی پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"میں وہی ہوں جو تمہارے پاس معاملات طے کرنے آئی تھی۔ میں نے اپنی آواز بدل دی ہے۔ اگر یقین کرنا چاہتے ہو تو لو وہی آواز سنو۔"

وہ ڈی شی تارا کی آواز میں بولی "میں نے تمہاری بڑی شہرت سنی تھی کہ تم بہت خطرناک جادوگر ہو۔ اسی لیے تم پر بھروسا کرکے میں نے پیرس میں تمہارے بھائی مرونا ڈونگا کے اکاؤنٹ میں پچاس ہزار ڈالر جمع کرائے تھے۔"

وہ تکلیف سے کراہتا ہوا بولا "آہ! میرا جوان شیر جیسا بھائی کشتی کا عالمی چیمپئن تھا۔"

"تھا؟" دیوی نے حیرانی سے پوچھا "یہ تم "تھا" کیوں کہہ رہے ہو۔ کیا اب وہ کشتی نہیں لڑتا ہے؟"

"آہ! اس دنیا میں رہتا تو لڑتا رہتا۔ مجھے اب بھی یقین نہیں آرہا ہے کہ کوئی عورت اس قدر شہ زور ہوسکتی ہے۔ اس نے میرے بھائی سے کشتی لڑی' اسے بری طرح زخمی کیا پھر اس کی گردن توڑ دی۔"

دیوی حیرانی اور بے یقینی سے سن رہی تھی۔ اس نے پوچھا "کون تھی وہ عورت؟"

"یہی تو اب تک پتا نہیں چلا۔ میں نے ایرینا ریسلنگ آرگنائزیشن کے عہدے داروں سے معلوم کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ مرد بن کر آئی تھی۔ کشتی کے دوران اس نے خود کو عورت ظاہر کیا۔"

"یہ کشتی کے اصولوں کے خلاف ہے۔ پہلوان ایک دوسرے کو زخمی تو کرسکتے ہیں لیکن جان نہیں لے سکتے۔ تمہیں فرانس کی حکومت سے رجوع کرنا چاہیے تھا۔"

"میں نے ایسا کیا تھا لیکن حکومت اور انتظامیہ بھی اس عورت کو تلاش کرنے کا کہہ کر تسلیاں دے رہی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ پولیس وغیرہ کو ڈاج دے کر کہیں روپوش ہوگئی ہے۔"

"کیا تم کالے جادو سے اس عورت کا سراغ لگا سکتے ہو؟"

"ہاں' اگر میں ایک خاص منتر پڑھ کر اپنے جسم کے کسی حصے کو بھی تکلیف دوں تو وہ تکلیف اس عورت کے جسم کے اسی حصے میں پہنچے گی۔"

"اگر وہ کہیں روپوش ہوگی اور تکلیف اٹھائے گی تو مجھے کیا پتا چلے گا؟"

"میں بار بار منتر پڑھ کر اپنے جسم کو تکلیف دیتا رہوں گا تو وہ تکلیف سے بے حال ہو کر خفیہ پناہ گاہ سے نکلنے اور کسی ڈاکٹر وغیرہ کے پاس جانے پر مجبور ہوجائے گی۔ اب تم سوچو کہ وہ منظر عام پر آئے گی تو کس طرح پولیس وغیرہ کی مدد سے اسے گرفتار کرسکو گی؟"

"ہوں۔ اس بچی پر کامیاب عمل کرنے کے لیے پہلے اس عورت کو ٹھکانے لگانا ہوگا۔"

"ابھی تم کہہ رہی تھیں کہ سات تاریخ گزر جائے تو کالا عمل ناکام ہوسکتا ہے۔"

"ہاں' میں نے کہا تھا مگر ایک اہم بات یہ ہے کہ یہ بچی پیدائش کے لحاظ سے ایک سال بعد ساتواں مہینہ ہے۔ تاریخ سات نہ سہی۔ مہینہ تو ساتواں ہے۔ کامیابی کے ننانوے فیصد امکانات ہیں۔"

"اگر میرے چیلے کے کہنے کے مطابق میرے منتر پڑھنے کے دوران گڑبڑ ہوتی ہے اور مجھے اس کا علم نہیں ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ عورت کہیں روپوش رہ کر میرے کالے جادو میں رکاوٹ ڈال رہی ہے۔"

"اسی لیے تو کہتی ہوں کہ پہلے اس عورت کو اس کی خفیہ پناہ گاہ سے نکالنا ہوگا۔"

"تم کہو تو میں ابھی وہ خاص منتر پڑھتا ہوں پھر اپنے جسم کے کسی حصے کو تکلیف پہنچاؤں گا تو وہ تڑپنے لگے گی۔"

"تمہارے عمل کا اثر کب تک رہے گا؟ یعنی وہ کب تک تڑپتی رہے گی؟"

"ایک گھنٹا یا ایک گھنٹے سے کچھ کم وقت تک اسے تکلیف محسوس ہوتی رہے گی۔"

"اس کے بعد اسے آرام آجائے گا تو وہ اپنے خفیہ اڈے سے نہیں نکلے گی۔"

"میں پھر منتر پڑھوں گا اور پھر اپنے جسم کے کسی حصے کو تکلیف دوں گا۔ میرے حصے کی تکلیف اسے پہنچتی رہے گی' ایسا عمل کئی دن' کئی ہفتے جاری رکھوں گا تو اسے مجبور ہو کر منظرِ عام پر آنا ہوگا۔"

"واقعی تم باکمال جادوگر ہو۔ ابھی منتر نہ پڑھو۔ وہ پیرس میں ہوگی۔ میں وہاں چند گھنٹوں میں درجنوں آلۂ کار بناؤں گی۔ ان آلۂ کاروں کو زیادہ سے زیادہ اسپتالوں اور ڈاکٹروں کی نگرانی پر مامور کروں گی۔ وہ عورت آخر کار کسی نہ کسی ڈاکٹر کے پاس علاج کے لیے ضرور آئے گی۔ تم آرام کرو' میں زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے کے اندر آؤں گی۔"

دیوی کرونا ڈونگا کے دماغ سے نکل آئی۔ اب اس کا ارادہ تھا کہ اپنے تمام ماتحت خیال خوانی کرنے والوں کے ذریعے بھی کئی آلۂ کار بنائے گی اس طرح پیرس میں سیکڑوں آلۂ کار بن جائیں گے اور اس خفیہ پناہ گاہ میں رہنے والی کو ڈھونڈ نکالیں گے۔

حقیقت نہ کرونا ڈونگا کو معلوم تھی اور نہ ہی ایرینا ریسلنگ آرگنائزیشن کے ممبران کو معلوم تھی۔ ہم نے حکومتِ فرانس کی فوج' انٹیلی جنس اور پولیس کو رازدار بنا کر مرونا ڈونگا کو مار ڈالا تھا۔ سونیا میک اپ میں آئی تھی۔ اس نے جادوگر کرونا ڈونگا کو وارننگ دینے کے لیے اس کے بھائی کو ہلاک کیا تھا۔ پھر وہاں سے چلی آئی تھی۔ فوج اسے گھیرے میں لے کر ایرینا سے باہر آئی تھی۔ سب نے یہی دیکھا تھا کہ سونیا کو مرڈر کیس میں گرفتار کرکے لے جایا جارہا ہے۔ بعد میں مختلف ابلاغ کے ذرائع سے بتایا گیا کہ وہ عورت کوئی چھلاوا تھی۔ فوج اور پولیس کو ڈاج دے کر کہیں روپوش ہوگئی ہے۔

سونیا دوسرے دن چار تاریخ کو پیرس سے روانہ ہوئی۔ اپنے ساتھ ڈمی شی تارا کو ساتھ لے گئی۔ آئندہ اسے ڈمی نہیں کہا جائے گا۔ وہ شی تارا ہی کہلائے گی کیونکہ پارس کی محبوبہ وہی تھی۔ ماضی میں جتنی دشمنی کرتی رہی اس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ یہ بات اب صاف ہوگئی تھی اس لیے میری فیملی میں اسے اور پوجا کو قبول کرلیا گیا تھا۔ پوجا کو صرف پارس نے چھوٹی بہن نہیں بنایا تھا بلکہ میں نے' سونیا نے اور آمنہ نے اپنی بیٹی بنا کر گلے لگایا تھا۔

شی تارا کو سونیا اس لیے ساتھ لے گئی تھی کہ اس نے ژولو قبیلے میں جا کر کرونا ڈونگا سے ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) کے خلاف معاملات طے کیے تھے۔ اب وہ معاملات طے کرنے والی شی تارا نہیں رہی تھی۔ جناب تبریزی نے اس کی اور پوجا کی شخصیت کو

بدل دیا تھا اور روحانی ٹیلی پیتھی کے باعث دیوی ان دونوں کے دماغوں میں خاموشی سے داخل نہیں ہوسکتی تھی۔

شی تارا نے چار تاریخ کی صبح ہی کروناڈونگا کے منتر پڑھنے کے دوران خیال خوانی کے ذریعے گڑبڑ کی تھی اور کالا جادو کرنے کا ایک دن ضائع کردیا تھا۔ پانچ تاریخ کو شی تارا بڑی خاموشی سے کروناڈونگا کے دماغ میں رہی۔ خاموشی کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت دیوی کروناڈونگا کے دماغ میں رہ کر وہی پلان بنارہی تھی کہ پہلے مرونا ڈونگا کی قاتلہ کو اس کے خفیہ اڈے سے منظرِعام پر لایا جائے اور اسے ہلاک کیا جائے تاکہ وہ کروناڈونگا کے کالے جادو میں آئندہ گڑبڑنہ کرسکے۔

شی تارا یہ تمام باتیں سونیا کو بتاتی جارہی تھی۔ پھر دیوی تقریباً دو گھنٹوں کے لیے اپنے بے شمار آلۂ کار بنانے چلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد سونیا پھوس کی اس جھونپڑی میں داخل ہوئی، جہاں کروناڈونگا ایک چٹائی پر لیٹا ہوا تھا۔ اس نے ایک دراز قد حسین عورت کو دیکھا تو اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولا "تم کون ہو؟"

"میں وہی تمہارے بھائی مرونا کو مارنے اور جہنم میں پہنچانے والی عورت ہوں۔"

کروناڈونگا نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھا۔ پھر پوچھا "تم یہاں کیسے آگئیں؟"

"موت تو کہیں بھی آسکتی ہے۔ میں نے اریٖنا میں ہی فون پر کہا تھا کہ مرونا کو ختم کرنے کے بعد تمہارے پاس آؤں گی مگر تمہیں یقین نہیں تھا۔ اس لیے ابھی دماغ میں آنے والی کو تم نے میری تلاش میں پیرس بھیج دیا ہے۔"

وہ حقارت سے بولا "میرے قبیلے میں آنے کے بعد کیا یہاں سے زندہ جاسکوگی؟"

"ہاں، اس قبیلے کے سردار کی کھوپڑی پر میری ایک خیال خوانی کرنے والی سوار ہے۔ وہ قبیلے کے کسی فرد کو میرے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا۔ اس جھونپڑی میں تم تنہا رہ گئے ہو۔ مشکل یہ ہے کہ زخمی بھی ہو۔ میرا مقابلہ کیسے کروگے؟ مجھ پر کوئی جادو کرنے کے لیے منتر پڑھنا پڑے گا اور میں منتر تمہیں پڑھنے کا موقع نہیں دوں گی۔"

وہ بے بسی سے سونیا کو دیکھ کر سوچنے لگا کہ کس طرح اس پر کامیاب حملہ کرنے کے لیے مہلت حاصل کرے۔ یہ کسی طرح ایک بار میرے قابو میں آئے گی تو اپنے بھائی کا انتقام بہت برے طریقے سے لوں گا۔

سونیا نے کہا "جتنی تدابیر کرسکتے ہو، کرلو۔ مگر یہ بھی دیکھ لو کہ ٹیلی پیتھی ایسا جادو ہے جو دشمن کو سوچنے کے قابل بھی نہیں چھوڑتا۔"

شی تارا اس قبیلے کے سردار کے دماغ پر قبضہ جماکر اسی جادوگر کی جھونپڑی کے باہر تھی۔ یعنی وہاں کا سردار بھی جھونپڑی کے باہر کھڑا ہوا تھا۔ سونیا نے بلند آواز سے کہا "تارا بیٹی! ایک ہلکا سا جھٹکا پہنچا کر پھر سردار کے پاس چلی جاؤ۔"

شی تارا نے کروناڈونگا کے اندر پہنچ کر ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر چٹائی پر گر کر تڑپنے لگا۔ اس کا دماغ پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا اور وہ تکلیف برداشت کررہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد تکلیف کم ہونے لگی۔ وہ گہری گہری سانسیں لے کر بولا "مجھے معاف کرو۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ تم مجھ سے زیادہ زبردست ہو اور یہ بھی سمجھ گیا ہوں کہ تم اس بچی کی ماں ہو جس پر میں کالا جادو کررہا تھا۔ مجھے یاد آگیا ہے۔ میں نے تمہاری آواز اریٖنا سے فون پر سنی تھی۔"

"میں تمہیں کیوں معاف کروں۔ اپنی معصوم بچی کی جان کے دشمن کو معاف کرکے مجھے کیا ملے گا؟"

"تم جو کہوگی، وہ کروں گا۔ زندگی بھر تمہارا غلام بنا رہوں گا۔"

"اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو میں ابھی تمہیں آزماتی ہوں۔ میرے حکم کی تعمیل کروگے تو تمہیں معاف کردوں گی۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "میں ابھی تعمیل کروں گا۔ مجھے حکم دو، میں ابھی عمل کروں گا۔"

"ہاں۔ بات عمل کرنے کی ہے۔ تھوڑی دیر پہلے تم کہہ رہے تھے کہ ایک خاص منتر پڑھوگے پھر اپنے جسم کے کسی حصے کو تکلیف پہنچاؤگے تو وہ تکلیف تمہیں نہیں، مجھے پہنچے گی۔"

"مجھے معاف کرو، میں نے اپنے جادو کے غرور میں کہا تھا۔"

"میں نے معاف کیا مگر تم ایسا کرسکتے ہو۔ جو دیوی تمہارے دماغ میں آئی تھی اس دیوی پر جادو کرنے کی نیت سے وہ خاص منتر پڑھو اور اپنے جسم کے کسی حصے کو تکلیف پہنچاؤ۔"

اس نے بے چون وچرا اپنے چیلے کو بلا کر انگاروں سے بھری ہوئی ایک انگیٹھی منگائی۔ پھر وہ خاص منتر پڑھنے لگا۔ جب منتر مکمل ہوا تو اس نے انگیٹھی سے ایک دہکتے ہوئے انگارے کو اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ ایک دہکتا ہوا انگارا ہتھیلی پر ہو اور تکلیف نہ ہو؟ لیکن کروناڈونگا کو کچھ نہیں ہو رہا تھا۔

یکبارگی دیوی کے حلق سے چیخ نکلی۔ وہ اپنی ہتھیلی یوں دیکھنے لگی جیسے سلگتا، دہکتا ہوا انگارا آکر چپک گیا ہو، ایسی جلن ہو رہی تھی جیسے ہتھیلی کا گوشت اس انگارے سے پکنے والا ہو۔

وہ مہادیو شنکر کی مورتی کے قدموں میں گر کر تڑپنے لگی، تڑپ کر پرارتھنا کرنے لگی۔ "ہے مہادیو! یہ میری ہتھیلی پر کیا ہے۔ میں برداشت نہیں کرسکوں گی۔ مجھے آرام دے، مجھے بتادے، میرے ساتھ کوئی دشمنی کررہا ہے تو میں اس کا کیا کروں؟"

پتھر کی مورتی نہیں بولتی، عقل سے سمجھنا پڑتا ہے۔ اسے جلد یا بدیر یہ سمجھنا تھا کہ اس نے شہد کے چھتے میں ہاتھ ڈالا ہے۔ ایک ماں اپنے بچوں کی بلائیں لیا کرتی تھی۔ ممتا سے بلائیں لینے والی کو اس نے بلا بنا ڈالا ہے۔

وہ اپنی ہتھیلی کو کبھی پھونک رہی تھی، کبھی پنکھا جھل رہی تھی مگر انگارے کی جلن بڑی تکلیف دہ تھی۔ زندگی میں پہلی بار اس کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔ وہ ہتھیلی کو کبھی پانی میں ڈبو رہی تھی۔ بڑی مشکل یہ تھی کہ اسے ابھی اور چھ برس زیرِ زمین رہنا تھا اور وہ وہاں سے نکل کر علاج کے لیے کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں جاسکتی تھی۔

ایک ذرا سہولت یہ تھی کہ وہ ہمالیہ کی وادی میں ایک گہرے تہ خانے میں تھی۔ سردی کا موسم تھا۔ برف جمی ہوئی تھی۔ وہ بار بار برف پر ہتھیلی کو رگڑ رہی تھی۔ اس طرح تکلیف میں ذرا سی کمی ہوتی تھی۔ اسے ہمیشہ بھگوان کو یاد کرکے شانتی ملتی تھی۔ بھگوان ہو، خدا ہو، ربِ کائنات ہو۔ نام کوئی سا لو۔ خدا اوّل وآخر خدا ہے۔ ساری کائنات کا خالق ہے۔ اس نے ہدایات کے لیے آسمانوں سے صرف کتابیں نہیں بھیجیں، دنیاوی حالات کو سمجھنے کی عقل بھی دی ہے۔

دیوی سے جب بے عقلی ہوتی، کسی مصیبت میں گرفتار ہوتی تو بھگوان کی مورتی کے آس پاس رامائن اور شریمد بھگوت گیتا رکھی ہوتی تھی، جنہیں وہ پڑھتی تھی اور اپنی ذات پر نازل ہونے والے مصائب کے اسباب معلوم کرتی تھی۔ وہاں رکھی ہوئی شریمد بھگوت گیتا کے اوراق ہوا سے الٹنے لگے تو اس نے پڑھا۔ ایک صفحے پر لکھا تھا۔

وہ مورکھ جو مایا کے دھوکے میں آئیں
گنوں اور افعال سے دل لگائیں
جو پاپی خود اپنی ہی خاطر پکائیں
تو اپنے ہی پاپوں کا بھوجن وہ کھائیں

یہ بات اس کے دماغ میں پتھر کی طرح آکر لگی کہ برائی پکائیں گے تو کھانے کو برائی ہی ملے گی۔ جیسا کریں گے ویسا بھریں گے۔ عقل نے سمجھایا، ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ کروناڈونگا کے دماغ میں رہ کر یہ منصوبہ پکارہی تھی کہ وہ خاص منتر پڑھ کر عمل کرے گا تو وہ روپوش رہنے والی منظرِعام پر آئے گی۔ وہی پکا ہوا منصوبہ اسے کھانے کو مل رہا تھا۔ روپوش تو وہ بھی تھی۔ کیا کسی ڈاکٹر کے پاس جانے کے لیے منظرِعام پر آسکتی تھی؟

کیا وہ کروناڈونگا جو کالا عمل کررہا تھا، اس کا الٹا اثر اس پر ہورہا تھا۔ وہ اسے گڑھا کھودنے کے لیے کہہ کر آئی تھی اور خود اس میں گررہی تھی۔ لیکن ابھی تو اس نے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ ایک دو گھنٹے میں کئی آلۂ کار بنائے گی اس کے بعد وہ عمل کرے گا۔ مگر ابھی کررہا ہے۔ کیوں کررہا ہے؟

اب ہتھیلی کی جلن کم ہورہی تھی۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی کروناڈونگا کے اندر پہنچی۔ وہ ایک چٹائی پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ جس عورت پر عمل کرنا چاہیے تھا، وہ اچانک اس کی جھونپڑی میں آگئی تھی۔ اس کے بھائی مروناڈونگا کی قاتلہ تھی۔ اور اب جھونپڑی میں اسے قتل کرنے آئی تھی۔ اس نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا تھا۔ اور اسے مار ڈالنا چاہتی تھی۔

اس نے اپنی جان بچانے اور زندہ رہنے کے لیے اس سے معافی مانگی تو اس عورت نے اسی شرط پر معاف کرنے کا وعدہ کیا کہ دیوی جو عمل اس پر کرانا چاہتی تھی، وہی عمل اب دیوی پر کیا جائے۔ تب اس نے وہ انگارے والا عمل کیا تھا جس کے نتیجے میں اتنی دیر سے اس کی ہتھیلی جلتی اور اسے تڑپاتی رہی تھی۔

وہ حیرانی سے سوچنے لگی کہ آخر وہ عورت کون ہے جو یہ جان گئی تھی کہ سونیا کی بیٹی کو کالے جادو سے ہلاک کیا جائے گا؟ پھر وہ جسمانی طور پر کس قدر شہ زور تھی کہ اس نے ایک پہلوان کی گردن توڑ دی تھی اور کیسی تیز طرار تھی کہ دیوی اسے پیرس میں ڈھونڈنے والی تھی اور وہ جنوبی افریقہ پہنچ گئی تھی۔ وہ کیسے ذرائع کی مالکہ ہے کہ اس نے کروناڈونگا کو سزا دی۔ اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا اور ڈولو قبیلے کے سردار اور دوسرے لوگوں نے اس عورت کو ایسی حرکتوں سے باز نہیں رکھا؟

دیوی ابھی سونیا کے متعلق نہیں سوچ رہی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ کالے جادو کے ابتدائی عمل سے ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) بیمار رہنے لگی تھی۔ اس لیے ایک ماں اپنی بیمار بیٹی کو چھوڑ کر اس طرح میدانِ عمل میں نہیں آئے گی۔ پھر یہ کہ وہ ایک عرصے سے بابا صاحب کے ادارے سے باہر نہیں نکلی تھی۔ رسونتی (آمنہ) کی طرح شاید اسی ادارے میں رہ کر دنیاوی معاملات سے دور ہوگئی تھی اور اب عبادت میں اور اپنے بچوں کی پرورش وتربیت میں مصروف رہے گی۔

اس کی معلومات کے مطابق میری فیملی میں صرف ایک جمیلہ رازی ایسی تھی جو پاشا کی طرح غیر معمولی سماعت وبصارت کے علاوہ بے حد وحساب جسمانی قوت کی مالکہ تھی۔ اسی نے کروناڈونگا کے پہلوان بھائی کی گردن توڑی ہوگی اور وہی جنوبی افریقہ گئی ہوگی۔ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی تھی اس لیے اس کے کسی ساتھی نے کروناڈونگا کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا ہوگا۔

اس نے کچھ اور معلومات حاصل کرنے کے لیے کروناڈونگا کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا وہ عورت اس سے انگارے والا عمل کرانے کے بعد چلی گئی تھی اور جانے سے پہلے کہہ گئی تھی کہ وہ ہر ایک گھنٹے کے بعد یہی عمل کرتا رہے کہ وہ دیوی زمین کی تہ سے نکل کر منظرِعام پر آنے کے لیے مجبور ہوجائے۔

اگر وہ جمیلہ رازی تھی تو بہت ہی چالاک تھی۔ دیوی کا داؤ دیوی پر ہی آزما رہی تھی۔ یہ تو اچھا ہوا کہ اس نے اس جادوگر کے خیالات پڑھ لیے ورنہ ہر گھنٹے ایسا عمل ہوتا رہتا تو وہ علاج کے لیے زمین کے اوپر آنے پر مجبور ہوجاتی۔

اس نے کروناڈونگا کو مخاطب کیا "تم تو تھالی کا بینگن نکلے۔

میرے دشمن کی طرف لڑھک گئے۔ اب ایک گھنٹے بعد کون سا عمل میرے خلاف کروگے؟"

وہ پریشان ہو کر بولا "میں مجبور ہوں۔ تمہارے پچاس ہزار ڈالر واپس کردوں گا۔"

"ذلیل! کُتے! میں تیرے ہر ایک گھنٹے کے عمل کے نتیجے میں مرجاؤں گی تو ڈالر میرے کیا کام آئیں گے۔"

وہ بولا "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس کے کام آؤں۔ میں تو دونوں طرف سے مارا جارہا ہوں۔ کیا تم بھی میرے دماغ میں زلزلہ پیدا کروگی؟"

"ایسا کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ میں تمہیں کچھ اور کرنے پر مجبور کروں گی تو ادھر سے پھر جوابی کارروائی ہوگی۔ میں سمجھ رہی تھی تمہارے ذریعے بڑی رازداری سے اس بچی کو مار ڈالا جائے گا اور کسی کو خبر نہیں ہوگی۔ لیکن وہ بابا صاحب کا ادارہ ہے۔ وہاں ایک سے بڑھ کر ایک خیال خوانی کرنے والے اور غیر معمولی جسمانی قوت کے حامل افراد ہیں۔ میں ان سے کترا کر اپنی منزل تک پہنچنا چاہتی ہوں۔ بہرحال اپنے چیلے کو بلاؤ۔"

اس نے چیلے کو بلایا۔ پھر دیوی کی مرضی کے مطابق بولا۔

"وہاں جو . ڑی رکھی ہوئی ہے اسے لے آؤ۔"

چیلے نے حکم کی تعمیل کی۔ وہ بولا "اب اس کلہاڑی کے پھل کو تیزی سے میرے سر پر مارو۔"

وہ حیرانی سے بولا "گرو! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

وہ بولا "یہ ایک نیا جادوئی عمل ہے۔ تم جیسے ہی کلہاڑی سے میرے سر کے دو ٹکڑے کروگے، میں دو دشمن عورتوں سے ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کرلوں گا۔"

چیلا ایسا کرتے ہوئے ہچکچا رہا تھا۔ دیوی نے اس کے دماغ پر غالب آکر اسے کلہاڑی سے وار کرنے پر مجبور کیا۔ پھر اس نے مجبور ہو کر اتنی زور سے سر پر ضرب لگائی کہ واقعی کلہاڑی کا پورا پھل کھوپڑی کے اندر دھنس گیا۔ سر دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ پھر وہ بیٹھے بیٹھے اوندھے منہ جھک کر فرش پر گر پڑا۔ دیوی کی خیال خوانی نے اس سے رابطہ کرنے یا اس کی موت کا یقین کرنے کے لیے پرواز کی مگر سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آگئیں۔ وہ مرچکا تھا۔

یہ خطرہ ٹل گیا کہ اب ہر ایک گھنٹے بعد اسے کالے جادو کے عذاب سے گزرنا ہوگا۔ دیوی نے کالے جادو کا باب ہی ختم کردیا تھا۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر مہادیو کے چرنوں میں اوندھے منہ گر پڑی۔ اطمینان کی گہری گہری سانسیں لینے لگی۔ اس کا باپ علم نجوم میں عالمی شہرت کا حامل تھا۔ وہ خود ایسی جوتش ودیا میں کامل تھی۔ باپ نے اپنی موت سے پہلے سمجھایا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے اور فرہاد علی تیمور کی فیملی کے کسی معمولی فرد سے بھی نہ کبھی بات کرنا نہ اپنی اصلی صورت دکھانا، اس طرح کی روپوشی اسے محفوظ رہے گی۔

واقعی وہ اس طرح اب تک محفوظ رہ کر زندگی گزار رہی تھی۔ اس روز پہلی بار وہ موت کے منہ میں جاتے جاتے بچ تھی۔ اور ایسا محض اس خوش فہمی سے ہوا تھا کہ وہ بڑی رازدا سے ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) پر حملہ کرائے گی۔ اس واردات میں راست شریک نہیں رہے گی۔ جس طرح پچھلے چار برسوں سے ا ڈی شی تارا سے کام لیتی آئی تھی اسی طرح اسے آلہ کار بنا کر صاحب کے ادارے سے ہزاروں میل دور ایک وچ ڈاکٹر (جادو کردناڈونگا سے بچی کو قتل کرائے گی۔

وہ چھوٹے بڑے معاملات میں ہمیشہ ڈی شی تارا کو آلہ کار کامیاب ہوتی آئی تھی۔ خصوصاً پارس کے معاملے میں کامیا رہتی تھی۔ اس نے ڈی کے ذریعے پارس کو اپنا دیوانہ بنالیا اسی طرح اس نے اعلیٰ بی بی (ثانی) کی ہلاکت کے لیے کامیا یقین کیا تھا۔ ایسے وقت اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ چار برس اس کے شکنجے میں رہنے والی وہ ڈی آزاد ہوجائے گی اور وہ ایم ایم کا سربراہ برادر کبیر اسے اس طرح اغوا کرے گا اور اس کی کے دماغ کو اس طرح تبدیل کرے گا کہ وہ اپنی آتما شکتی کے زو بھی اس کے اندر نہیں پہنچ سکے گی۔

اب وہ سوچ رہی تھی کہ ایم آئی ایم کا برادر کبیر بابا صاح کے ادارے سے کوئی تعلق رکھتا ہے۔ اس نے شی تارا کو ا کرنے کے بعد اس سے معلوم کیا ہوگا کہ وہ ڑولو قبیلے کے ایک کے پاس اعلیٰ بی بی (ثانی) کی ہلاکت کے لیے گئی تھی۔ جب اس ڈی کی اس بچی سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ پھر شاید بابا صا کے ادارے میں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم کیا گیا ہوگا ڈی ہمیشہ سحر زدہ رہ کر کسی کی آلہ کار بنی رہتی تھی اور اس پارس سے بھی کبھی محبت اور کبھی دشمنی کرتی تھی۔

دیوی بڑی تشویش سے یہ بھی سوچ رہی تھی، کیا روحانی پیتھی کے ذریعے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کس نے پارس کی تارا کو ڈی بنایا تھا؟ کیا یہ بھی معلوم کیا جاسکتا ہے کہ اصلی شی کوئی اور ہے اور وہ پارس کا مذہب بدل کراسے اپنا شوہر بنا کر کے لیے دس برس تک زیر زمین رہے گی؟

یہ ایسے تشویش ناک سوالات تھے جو اس کے ذہن دھماکے کر رہے تھے اور اسے دھمکیاں دے رہے تھے کہ ننھی بی بی (ثانی) سے دشمنی کرنے کا انتقام لینے کے لیے وہ بزرگ جن تبریزی روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے پاس زیر زمین پہنچ ہیں۔ وہ سہم کر اپنی جنم کنڈلی کے مطابق پھر جوتش ودیا کی مد میں اپنے مستقبل کا حال معلوم کرنے لگی۔ بہت دیر تک حسا کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے شکتی کی انتہا کو پہنچنے والے بھی اس کے پاس فی الحال نہیں پہنچ گے۔ ابھی مقدر اس کی حمایت میں ہے۔

یہ مقدر کی حمایت اس لیے بھی ہے کہ بعض بزرگان دین

ہندوؤں کے رشی منی اور مہاگنی کو کائنات کے بہت سے گہرے راز معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن وہ چپ کا تالا منہ پر لگائے رکھتے ہیں۔ جب تک قدرت کی طرف سے اشارہ نہیں ملتا، وہ ایشور اور سنسار کے بھید کسی کو نہیں بتاتے۔ ویسے بعض اوقات ان کی باتوں سے کچھ اشارے سمجھ میں آجاتے ہیں۔

جیسا کہ ایک بار جناب تبریزی نے کہا تھا کہ اصلی شی تارا کا چہرہ اور اصلی آواز کوئی سات برس تک سن نہیں پائے گا۔ اعلیٰ بی بی (ثانی) سات برس کی ہونے کے بعد اسے بے نقاب کرے گی۔ ان کی اس پیش گوئی سے واضح ہوگیا تھا کہ وہ ڈی شی تارا کو ڈی ہی سمجھ رہے ہیں اور اس سے آگے کچھ نہیں بتا رہے ہیں۔ اب اس سے آگے سات برس کی اعلیٰ بی بی (ثانی) بھید کھولے گی۔

ان خیالات سے دیوی کی ڈھارس بندھ رہی تھی کہ ابھی روحانی ٹیلی پیتھی بھی اس کی نشاندہی نہیں کرے گی اور نہ ہی وہ بزرگ انتقامی کارروائی کے لیے کسی کو بتائیں گے کہ اصلی شی تارا کون ہے اور کہاں ہے؟ یہ کاتب تقدیر نے لکھا تھا کہ وہ ساڑھے پانچ برس ابھی اور محفوظ رہے گی اور اگر ستاروں کی چال میں تبدیلی آئے گی تو شاید کاتب تقدیر اپنی تحریر بدل دے اور ایک بچی کے ذریعے اسے بے نقاب نہ کرے اور اس طرح وہ اپنی تپسیا کے دس برس زیر زمین رہ کر پورے کرسکے۔

مرتے مرتے ایک نئی زندگی ملے اور محتاط انداز میں وہ نئی زندگی گزارنے سے مرادیں پوری ہوتی رہیں تو پھر اپنے اندر ایک نیا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ اعلیٰ بی بی (ثانی) پر ناکام حملہ کرنے کے بعد وہ بال بال بچی تھی۔ قسمت نے ساتھ دیا تھا۔ نہ اس کی اصلیت ابھی تک کسی پر ظاہر ہوئی تھی اور نہ کسی کو انتقامی طور پر اس نے جان لیوا حملہ کرنے دیا تھا۔ اس سے پہلے ہی اس کردناڈونگا کو ختم کردیا تھا۔

اس طرح خود کو محفوظ کرلینے کے بعد آئندہ کے لیے حفاظتی انتظامات ضروری تھے۔ سب سے پہلے تو اپنی پوجا اور تپسیا میں اور شدت پیدا کرکے آتما شکتی کی انتہا کو پہنچنا ضروری تھا۔ وہ فی الوقت اتنا چاہتی تھی کہ روحانی ٹیلی پیتھی کی وجہ سے اس کی نشاندہی نہ ہو اور آتما شکتی کے کمال سے وہ روپوش ہوجایا کرے۔

ایسے مقاصد کے لیے مسلمانوں کو کسی پیر کامل کی اور ہندوؤں کو کسی گرو گھنتال سے راہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ دیوی نے یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے یہ طے کرلیا کہ جلد سے جلد کسی ایسے مہاگنی کو تلاش کرے گی جو اسے روحانی قوتوں سے بچ کر رہنا سکھائے گا۔ اور مذہب یعنی دھرم کے معاملے میں اس کی راہنمائی کرتا رہے گا۔

وہ مہادیو کی مورتی کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے جوتش ودیا کی ایک ضخیم کتاب رکھی ہوئی تھی۔ وہ کتاب علم نجوم پر عالمی شہرت رکھنے والے اس کے باپ نے لکھی تھی۔ باپ کی لکھی ہوئی کتاب نے بیٹی کی بڑی راہنمائی کی تھی اور اب تک مشکلات اور مسائل کے دوران اسے راستہ دکھاتی رہتی تھی۔ اب بھی وہ راستہ دکھا رہی تھی۔ باپ مرچکا تھا مگر اس کا علم اور تجربہ کہہ رہا تھا کہ فرہاد کا بیٹا صرف اسی صورت میں تیرا دھرم پتی بنے گا کہ تو دس برس تک اس کے بیٹے سے ملتی بھی رہے اور اس سے اس طرح چھپتی بھی رہے کہ وہ آئندہ ہونے والی دھرم پتنی شی تارا کی اصلی صورت بھی نہ دیکھ سکے اور اصلی آواز بھی نہ سن سکے۔ یہ عجیب پہیلی تھی کہ وہ دس برس تک پارس کے پاس بھی رہا کرے اور اتنی دور بھی رہا کرے کہ اس کے پاس نہ آئے۔ جب تک دس برس پورے نہ ہوجائیں۔

ان دس برسوں میں یوں تو چھوٹی بڑی مصیبتیں آئیں گی، جن سے نمٹتے رہنا ہوگا۔ لیکن ایک بہت بڑی مصیبت آئے گی جو اس کی جان کا عذاب بن جائے گی۔ دس برس پورے ہونے سے پہلے اس مصیبت کی گردش میں آکر بے نقاب ہوجائے گی۔ اس طرح وہ پارس کو ہندو دھرم پتی نہیں بنا سکے گی۔ اس کے برعکس ایک اونچی ذات کی ہندو برہمن ہو کر اس کی مسلمان شریک حیات بن جائے گی۔

پھر ایسے وقت بھی ایک مسئلہ پیدا ہوگا کہ پارس اسے قبول کرے گا یا نہیں؟ کیونکہ ان دونوں کے درمیان ایک اور ہستی آئے گی جو پارس کے دل و دماغ پر چھائی رہے گی۔

یہ ستارہ شناسی یا جوتش ودیا بڑی الجھی ہوئی ہوتی ہے۔ اس الجھن کے اندر سے سلجھے ہوئے راستے تلاش کرنے پڑتے ہیں۔ دیوی نے پہلا راستہ یہی تلاش کیا کہ اس نے ایک ڈی شی تارا تلاش کی اور اسے پارس کے پیچھے لگادیا۔ اس طرح وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی شی تارا اس کے ساتھ بھی تھی اور اس سے اتنی دور بھی کہ اس کا اصلی چہرہ پارس یا اور کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا اور نہ اصلی آواز سن سکتا تھا۔ یہ مسئلہ تو حل ہوگیا تھا۔ مگر چار سال بعد جب وہ ڈی ہاتھ سے نکل گئی، کسی دوسرے کے قابو میں چلی گئی تو باپ کی لکھی ہوئی وہ بات یاد آگئی کہ جب دس برس پورے ہوجائیں گے تو پارس اسے قبول کرے گا یا نہیں؟ کیونکہ ان کے درمیان ایک دوسری ہستی آئے گی جو پارس کے دل و دماغ پر چھائی رہے گی۔

اب یہ بات سمجھ میں آرہی تھی کہ وہ دوسری ہستی وہی ڈی ہوگی جو اب پارس کے اور ساری دنیا کے سامنے شی تارا کی حیثیت سے جانی پہچانی جاتی تھی اور پچھلے چار برسوں میں وہ پارس کے دل و دماغ پر چھاگئی تھی۔ پارس حسین عورتوں کے معاملے میں غیر سنجیدہ رہا کرتا تھا۔ اس کی زندگی میں کتنی ہی حسینائیں آئی تھیں اور نہ جانے کتنی آئیں گی۔ اس کے باوجود وہ شی تارا کو سب سے زیادہ چاہتا تھا۔ اتنا زیادہ کہ شی تارا کی موجودگی میں اگر کوئی حسینۂ عالم بھی آجائے تو اسے نظر انداز کرکے صرف اپنی شی تارا کو اہمیت

دیتا۔

ان تمام حالات کے پیش نظر یہ بات صاف ہوگئی تھی کہ اصلی شی تارا کے مقابلے میں اس کی ڈمی بازی لے جانے والی تھی۔ یعنی وہ بھی ایک مسئلہ بن گئی تھی۔ اب اسے بھی تلاش کرکے پارس کی زندگی سے اتنی دور کرنا تھا کہ وہ پھر کبھی قریب نہ آپاتی۔ چتا کی آگ اسے ٹھنڈا کردیتی۔

انسان کو اونچا مقام حاصل کرنے کے لیے یا اپنی دلی مرادیں پوری کرنے کے لیے بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ دن رات کا سکھ چین غارت کرکے بڑی محنت اور دماغ سوزی سے کام کرنا پڑتا ہے۔ بعض لوگ اپنا ایک اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے لیے ایمان اور تہذیبی اصولوں پر چلتے ہیں اور بعض کو صرف ایسے ہی راستے دکھائی دیتے ہیں جو دیوی کو دکھائی دے رہے تھے۔

اس نے باپ کی لکھی ہوئی تنتر ودیا کی کتاب کو اچھی طرح ایک کپڑے میں لپیٹ کر رکھ دیا۔ مہادیو کی مورتی کو جھک کر پرنام کیا۔ پھر اپنے کمرے میں آگئی۔ اس زیر زمین حصے کے کمرے میں بھی چھت پر' دیواروں پر' بستر کی چادر اور تکیے کے غلافوں پر پارس کی تصویریں مسکرا رہی تھیں۔ وہ چادر پر پارس کے اوپر آکر لیٹ گئی۔ تکیے کو اس لیے سینے سے لگالیا کہ اس کے غلاف میں بھی پارس مسکرا رہا تھا۔ پھر وہ خیال خوانی کی پرواز کرکے مائیک ہرارے کے پاس پہنچ گئی۔

ہرارے دو بیڈ روم کے ایک چھوٹے سے بنگلے میں تھا۔ اس کی رہائش گاہ کا علم صرف دیوی اور داؤد منڈولا کو تھا۔ اس وقت وہ خیال خوانی کے ذریعے سپر ماسٹر اور اعلیٰ فوجی افسران کے پاس ایک دفتر میں تھا اور انہیں یہ خوش خبری سنا رہا تھا کہ اسلامی کانفرنس کے نتائج امریکا اور اسرائیل کے حق میں ہوئے ہیں۔

اس نے کانفرنس کے مختصر سے حالات بتاتے ہوئے کہا۔ "وہاں ایم آئی ایم کا سربراہ تنہا آیا تھا اور اس کرسی کے پیچھے کھڑا رہا تھا جس پر سربراہ کو بیٹھنا چاہیے تھا۔ پھر سب نے دیکھا کہ اس کرسی پر ایک سایہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے اسلامی ممالک کے اکابرین سے بہت سی چبھتی ہوئی باتیں کیں اور وعدہ کیا کہ وہ ان ممالک کے ملکی و سیاسی معاملات میں آئندہ مداخلت نہیں کرے گا۔ کاتب تقدیر نے جن کے لیے ذلت اور پستی لکھ دی ہے' وہ مجاہدین کی جدوجہد سے بلندی اور عزت کے مقام پر نہیں آئیں گے اور جن مسلمانوں کے لیے کاتب تقدیر نے سربلندی لکھ دی ہے ان کے لیے مجاہدین کو جہاد نہیں کرنا پڑے گا۔ پھر اس سائے نے اجلاس سے جاتے وقت کہا کہ ایم آئی ایم اگرچہ مداخلت نہیں کرے گی لیکن کسی بھی اسلامی ملک میں دین اسلام کے خلاف کوئی بات ہوگی تو مجاہدین اس ملک کے لیے عذاب جان بن جائیں گے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "یہ ہمارے لیے بہت بڑی خوشخبری ہے۔ اب اسرائیل اور اردن کے درمیان معاہدہ ہوسکے گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا "مسٹر ہرارے! کیا اسلامی کانفرنس کے اکابرین نے یہ سوال نہیں کیا کہ ایم آئی ایم کا سربراہ تنہا کیوں آیا ہے؟"

ہرارے نے کہا "یہ سوال کیا گیا تھا' اس نے جواب دیا کہ مجاہدین نیک مقاصد کے لیے جہاد کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ باڈی گارڈ کسی بڑی شخصیت کی جسمانی حفاظت کے لیے ہوا کرتے ہیں۔ ایک سائے کا کوئی جسم نہیں ہے۔ اس لیے باڈی گارڈ کو نہیں لایا گیا ہے۔"

"دیکھا جائے تو اس نے بڑا معقول جواب دیا ہے لیکن وہ شخص کون تھا جو سائے کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا؟"

"اس شخص کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے شی تارا اور پوجا اس کا تعاقب کررہی ہیں۔ اور مجھے یقین ہے یہودی خیال خوانی کرنے والے بھی اس کی اصلیت معلوم کرنے کی کوشش میں ہوں گے۔"

جیسا کہ پچھلے باب میں بیان کیا جاچکا ہے' شی تارا اور پوجا پہلے ہرارے کے قابو میں آئی تھیں۔ پھر اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھیں۔ یہ ابھی کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ دونوں کہاں ہیں۔ مگر دیوی کو برادر کبیر نے بتایا تھا کہ وہ اب اس کی پناہ میں ہیں۔ اس لیے ہرارے جھوٹ بول رہا تھا کہ وہ دونوں اس شخص کا تعاقب کررہی ہیں جو اجلاس میں سائے کے ساتھ آیا تھا۔

حقیقت یہ تھی کہ الپا اور منڈولا اس شخص کے تعاقب میں تھے۔ منڈولا نے الپا سے کہا تھا کہ وہ شی تارا بن کر بھارتی حکمرانوں کو خوشخبری سنا کر چلی آئے اور ان سے یہ مصروفیت ظاہر کردے کہ ابھی ایم آئی ایم کے سربراہ کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے اس کا تعاقب کررہی ہے۔ الپا نے بھارت کے حکمرانوں سے یہی کہا تھا اور پھر اس شخص کے دماغ میں آگئی تھی۔ وہ خیال خوانی کرنے والے اس بات پر حیران تھے کہ انہیں تعاقب کرنے کے لیے اس شخص کے دماغ میں جگہ مل گئی تھی اور وہ سب آسانی سے اس کے خیالات پڑھ رہے تھے۔

اس کے خیالات کہہ رہے تھے کہ وہ ایک سیدھا سادہ انسان ہے۔ پانچ وقت کا نمازی ہے۔ زیادہ وقت مسجد میں گزارتا ہے۔ گھر میں صرف ایک عورت ہے۔ اس کے پاس کمائی کے ذرائع ہیں۔ کئی افراد اسے تین وقت روٹیاں پہنچاتے ہیں۔ وہ صرف سوچتا ہے اور کسی سے بھی کہہ دیتا ہے کہ آج فلاں چیز کھانے کو جی چاہتا ہے۔ آدھے گھنٹے کے اندر اس کی مطلوبہ چیز اس کے گھر میں پہنچ جاتی ہیں۔

ہرارے نے اس کی سوچ میں پوچھا "کیا آج کانفرنس میں میرے سائے نے جو وعدہ کیا ہے اس پر میں قائم رہوں گا؟ اسلامی ممالک کے سیاسی معاملات میں مداخلت نہیں کروں گا؟"

"بے شک اپنے وعدے پر قائم رہوں گا۔ جب کھانے کو بریانی اور مرغ مسلم مل رہا ہو تو آرام سے گھر میں بیٹھ کر موج کرنا چاہیے۔ دوسروں کے معاملات میں مداخلت کرنے سے خواہ مخواہ دن رات مصروف رہنا پڑتا ہے۔"

پھر اس کی سوچ میں پوچھا گیا "میرے تمام مجاہدین کہاں ہیں؟"

اس کی سوچ نے کہا "آہ! اب کہاں رہے۔ میں تو یہ سوچ کر کانفرنس میں آیا تھا کہ آج سے تنظیم کا سلسلہ ختم کردوں گا۔ اسی لیے تمام مجاہدین کو چھٹی دے دی تھی۔ ان سے کہہ دیا تھا کہ اب وہ اپنے طور پر زندگی گزاریں۔ آج کانفرنس میں اسی لیے تنہا آیا تھا کہ اب میرے پاس کوئی مجاہد نہیں رہا تھا۔"

وہ ایک چرچ کے بڑے سے گیٹ کو کھول کر احاطے میں آیا۔ چرچ میں داخل ہونے والے دروازے پر ایک بوڑھی عورت کھڑی ہوئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی آگے بڑھ کر بولی "میں جانتی تھی کہ نماز کا وقت ہوگا تو تو سیدھا یہاں آئے گا۔ بیٹے! میں تجھے کیسے سمجھاؤں کہ یہ چرچ ہے مسجد نہیں ہے۔"

وہ بولا "مجھے سمجھانے کی کیا ضرورت ہے ماں! یہ تجھے سمجھنا چاہیے کہ خدا یہاں بھی ہوگا۔ عبادت یہاں بھی ہوسکتی ہے۔"

"بے شک۔ یہاں عبادت ہوتی ہے۔ مگر ہر مذہب میں عبادت کے طریقے الگ ہوتے ہیں۔ میرے بیٹے! میں نے بڑی بڑی رقمیں خرچ کی ہیں۔ بڑے ڈاکٹروں سے تیرے نارمل ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ پھر تجھے پاگل خانے سے نکال کر لائی ہوں۔ تو پھر الٹی سیدھی حرکتیں کرے گا تو تجھے پھر پاگل خانے پہنچا دیا جائے گا۔"

اس کے بعد پھر کسی خیال خوانی کرنے والے نے ان ماں بیٹے کی باتیں نہیں سنیں۔ سب اپنی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوکر اپنا سر پکڑ کر سوچنے لگے "یہ ہمیں سراسر الو بنایا گیا ہے۔ ہم اب تک ایک پاگل کے خیالات پڑھ رہے تھے۔"

الپا نے اس بوڑھی ماں کے بھی خیالات پڑھے تو تصدیق ہوگئی کہ وہ واقعی ایک پاگل بیٹے کی ماں ہے۔ بیٹے کے لیے پریشان رہتی ہے اور بڑے بڑے ڈاکٹروں سے اس کا علاج کرواتی رہتی ہے۔

الپا نے برین آدم کے پاس آکر کہا "پتا نہیں وہ دوسرا سایہ کس بدمعاش کا ہے جس نے جوڈی سے گولیوں کی ڈبیا چھین کر خود کو ایک سائے میں تبدیل کرلیا ہے...."

داؤد منڈولا' مائیک ہرارے سب ہی برین آدم کے پاس خیال خوانی کے ذریعے پہنچے ہوئے تھے۔ دیوی بھی موجود تھی اور خاموشی سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ منڈولا نے کہا۔ "وہ سایہ بننے والا شخص نہایت ہی مکار ہے۔ پہلے تو خود کو جوڈی نارمن کہہ کر ہمیں دھوکا دیتا رہا۔ اس کے فریب میں آکر ہمارے فوجیوں نے ہمارے چار بہترین خیال خوانی کرنے والوں کو مار ڈالا۔ آج ایک اسلامی کانفرنس میں سربراہ کی کرسی تک پہنچنے کے لیے ایک پاگل کے جسم میں سما کر آیا تھا۔"

ہرارے نے کہا "اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آج کی اسلامی کانفرنس بھی ایک فریب تھی۔ اصل ایم آئی ایم کا سربراہ نہیں آیا تھا۔ وہ سایہ ہم سب کا وقت ضائع کررہا تھا۔"

الپا نے کہا "سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایم آئی ایم کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لیے ہر بار وسیع پیمانے پر اعلانات کیے گئے۔ اس کے بعد بھی اس تنظیم کا سربراہ کبھی نہیں آیا اور نہ ہی اس نے کسی ایسے اجلاس کے خلاف کچھ کہا۔ وہ ہمیشہ خاموش رہتا ہے' اپنی کسی خفیہ پناہ گاہ سے نکلتا نہیں ہے اور اس کی جگہ دوسرے لوگ سربراہ بن کر دھوکا دینے چلے آتے ہیں۔"

برین آدم نے کہا "ہمیں فی الحال انجان بن جانا چاہیے کہ اس بار بھی دھوکا ہوا ہے۔ ہم میں سے کوئی غیر مسلم اس کانفرنس میں نہیں تھا۔ اسلامی ممالک کے اکابرین کے ٹیلی فون اور فیکس وغیرہ موصول ہورہے ہیں۔ اردن کے مراسلے میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے کہ اسرائیل سے معاہدہ کرنے کی تاریخ مقرر کی جائے۔ ایم آئی ایم والے ہمارے معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے۔"

دیوی نے منڈولا کے اندر رہ کر کہا "برین آدم بہت ہی دانشمندانہ مشورہ دے رہا ہے۔ چوبیس گھنٹے انتظار کیا جائے اگر ایم آئی ایم کے کسی سربراہ کی جانب سے اس اسلامی کانفرنس کی مخالفت نہیں ہوگی تو فوراً اسرائیل اور اردن کا معاہدہ ہوجانا چاہیے اس طرح بات صاف ہوجائے گی کہ ایم آئی ایم مداخلت کرے گی یا نہیں؟"

منڈولا نے ان سب سے یہی بات کہہ دی کہ صرف چوبیس گھنٹے ایم آئی ایم کے مخالفانہ بیان کا انتظار کرنے کے بعد فوراً اسرائیل اور اردن کا معاہدہ ہوجانا چاہیے۔ پھر دیوی نے منڈولا سے کہا "تم نے مائیک ہرارے پر عمل کیا تھا۔ تم اس کے عامل ہو۔ مگر میں حکم دیتی ہوں کہ میرے اگلے حکم تک تم ہرارے کے دماغ میں نہ جاؤ۔"

پھر وہ ہرارے کے پاس آکر بولی "میں تھوڑی دیر دوسری جگہ مصروف رہوں گی پھر تم سے آکر گفتگو کروں گی۔ ہماری اہم گفتگو کے دوران تمہارا عامل منڈولا بھی موجود نہیں رہے گا۔ میں نے اسے تمہارے اندر آنے سے منع کردیا ہے۔"

وہ تمام خیال خوانی کرنے والے اس کے ماتحت بن چکے تھے۔ اس کے احکامات کے پابند رہا کرتے رہتے تھے۔ وہ منڈولا اور ہرارے کو پابند کرکے پارس کے دماغ میں آئی۔ اس کی چھٹی حس نے بتایا کہ محترمہ تشریف لائی ہیں "تم نے کانفرنس میں میری بات سنتے ہی وہاں سے بھاگ کر میری عزت رکھ لی۔ سب نے مجھے ایم آئی ایم کا سربراہ تسلیم کرلیا ہے۔"

"تم پکے بدمعاش ہو۔ ایک پاگل کے جسم میں سما کر اس کانفرنس میں آئے تھے۔"

"تم مجھے پکا کچا بدمعاش کہہ رہی ہو۔ جب کہ میں نے تمہیں ایک اہم اطلاع دے کر احسان کیا ہے۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں سونیا کی بیٹی پر کالا جادو کرا رہی ہوں اور وہ جادوگر کروناڈونگا اس مقصد میں ناکام ہو رہا ہے۔ مجھے سچ بتاؤ ورنہ تمہارا منہ توڑ دوں گی۔"

"ایک سایہ ناہموار زمین پر سے گزرتا رہے تو اس کا منہ اور جسم ٹیڑھا میڑھا ہوتا رہتا ہے۔ تم خواہ مخواہ میرا منہ توڑنے کی زحمت نہ کرو۔ ذرا عقل سے کام لو تو سمجھ میں آجائے گا کہ مجھے اس کالے جادو والی ساری باتیں کیسے معلوم ہوئیں۔"

"مجھے عقل سے کام لینے کے لئے نہ کہو۔ جلدی بتاؤ تمہیں میرا یہ اندرونی راز کیسے معلوم ہوا؟"

"خدا تمہیں عقل دے۔ سیدھی سی بات سمجھ نہیں رہی ہو کہ میں نے ثی تارا اور پوجا کو اغوا کرکے ان پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔ مجھے ثی تارا نے بتایا ہے کہ تم سونیا کی بیٹی کو اپنے راستے سے کیوں ہٹانا چاہتی ہو اور کالے جادو کے معاملات طے کرنے کے لیے تم نے ثی تارا کو جنوبی افریقہ کروناڈونگا کے پاس بھیجا تھا۔"

وہ بولی "واقعی' میں نے یہ پہلو نظر انداز کردیا تھا۔ میرا دھیان جناب تبریزی کی روحانی ٹیلی پیتھی کی طرف تھا۔ میں سمجھ رہی تھی کہ شاید روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے سونیا وغیرہ کو کالے جادو کا علم ہوگیا ہے۔"

"تم غلط سمجھ رہی تھیں۔ میں نے سنا ہے کہ روحانی ٹیلی پیتھی بڑی خطرناک ہوتی ہے۔ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والا اگر دشمن بن جائے تو اس سے نہ تم چھپ کر زیرِ زمین رہ سکتی ہو اور نہ میں سائے کے اندر اپنی اصلیت چھپا سکتا ہوں۔ ہم جیسے تمام پر اسرار پردہ نشین چشم زدن میں ظاہر ہو جائیں گے۔"

"تمہاری باتوں سے یہ حوصلہ مل رہا ہے کہ ابھی ہم دونوں روحانی ٹیلی پیتھی سے محفوظ ہیں اور تمہارے پاس ثی تارا کی موجودگی بھی یہی ثابت کررہی ہے کہ میں سونیا' فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے والوں سے تو محفوظ ہوں مگر تم سے نقصان اٹھا رہی ہوں۔ اب پورے یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ تم نے اور ثی تارا نے میرے کالے جادو والے منصوبے کو ناکام بنایا ہے۔"

"شکر کرو کہ صرف ناکام بنایا ہے۔ تمہارے اس شیطانی عمل والی بات سونیا تک نہیں پہنچائی ہے ورنہ بابا صاحب کا پورا ادارہ تمہارے خلاف حرکت میں آجاتا۔"

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ تم نے مجھ پر یہ مہربانی کیوں کی ہے اور ساتھ ہی نامہربان ہو کر میرا کام کیوں بگاڑا ہے؟"

"میں نے صرف تم پر مہربانی نہیں کی ہے۔ اپنے آپ پر کی ہے۔ اگر میں یہ بات بابا صاحب کے ادارے تک پہنچاتا تو وہ صرف تمہیں ہی نہیں مجھے بھی سائے کے اندر سے ڈھونڈ نکالتے۔"

"ہاں۔ یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ تم نے دراصل اپنا تحفظ کیا ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ تم نے میرا کام کیوں بگاڑا ہے۔ تم مجھ سے کیا دشمنی ہے؟"

"بات دشمنی کی نہیں' محبت کی ہے۔ محبت سے یہ مراد نہیں کہ مجھے تمہاری جیسی بدصورت عورت سے محبت ہوگئی ہے۔"

وہ غصے سے بولی "یوشٹ اپ۔ میں اتنی حسین ہوں کہ مجھے دیکھو گے تو دنیا کی تمام حسیناؤں کو بھول جاؤ گے۔"

"یہ ساری دنیا کہتی ہے کہ حسن کبھی چھپایا نہیں جاتا۔ بدصورتی کو چھپانے کے لیے منہ پر نقاب ڈالا جاتا ہے مگر تم نے تو حد کردی۔ اپنے عیب چھپانے کے لیے زمین کے اندر چلی گئی ہیں۔"

"تم سے باتیں کرتے وقت کبھی کبھی سر چکرانے لگتا ہے۔ جو اصل بات ہوتی ہے' اسے بھول جاتی ہوں۔ میں خوبصورت یا بدصورت جیسی بھی ہوں۔ میری بات کا جواب دو۔ تم نے میرا کام کیوں بگاڑا؟"

"میں وہی کہنے جارہا تھا کہ محبت کی وجہ سے۔ وہ جو ثی تارا ہے' وہ فرہاد کے بیٹے پارس سے محبت کرتی ہے۔ اور وہ اعلیٰ بی بی (ثانی) پارس کی چھوٹی بہن ہے۔ ثی تارا نہیں چاہتی تھی کہ اس کے محبوب کی چھوٹی بہن پر عمل کیا جائے۔ میرا دل بہت نرم ہے۔ کسی محبت کرنے والی کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھے جاتے۔ پھر یہ کہ وہ میری معمولہ اور تابعدار ہے۔ تم میری کوئی نہیں ہو۔ اس لیے میں نے اس کا کام بنایا۔ تمہارا بگاڑ دیا۔"

یہ قائل کرنے والی بات تھی۔ دیوی جانتی تھی کہ ڈی ثی تارا پارس پر جان دینے لگی ہے۔ اس نے ہی اپنے محبوب کی چھوٹی بہن کو بچانے کے لیے کالے جادو کو ناکام بنایا ہے۔ وہ بولی "تم نے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا ہے کیا اس کے دماغ سے پارس کا نام ونشان نہیں مٹا سکتے تھے؟"

"میں کہہ چکا ہوں محبت کرنے والوں کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا اور پارس کو اس سے ملا نہیں سکتا۔ کیونکہ ہم آئی ایم اور بابا صاحب کے ادارے والوں میں کچھ اندرونی اختلافات ہیں جو میں بتا نہیں سکتا۔ اور ثی تارا کی آنکھوں میں آنسو اب میں کیا کرتا؟ ہاں ایک ترکیب سوچی ہے۔ کسی خوبرو جوان کو پکڑ کر اس پر تنویمی عمل کروں گا۔ اسے پارس بنا دوں گا اور اس پارس اس رونے والی کو پیش کردوں گا۔"

"تم اس رونے والی کے ساتھ مر جاؤ تو اچھا ہوگا۔"

"میں نے اس سے کہا تھا کہ مجھ پر مرو۔ مگر وہ صرف پارس کے لیے ہی روتی ہے۔ میں نے اسے سمجھایا کہ میں دنیا میں بالکل تنہا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد کوئی آنسو بہانے والا نہیں ہے۔ اپنے آنسو میری میت کے لیے سنبھال کر رکھو مگر وہ راضی نہیں ہوئی۔"

"میں ایک بات اچھی طرح سمجھ گئی ہوں کہ تم اس کے محبوب کی چھوٹی بہن کو آئندہ حملوں سے بھی بچاؤ گے کیونکہ وہ پارس کو چھوڑے گی' نہ اس کی بہن کو نقصان پہنچنے دے گی۔"

"میں مجبور ہوں۔ تم کوئی مشورہ دو۔"

"مجھ سے ثی تارا کا سودا کرو۔ بولو اسے میرے حوالے کرنے کی کیا قیمت لوگے یا کن شرائط پر اسے میرے حوالے کردو گے؟"

"تمہارے حوالے کیسے کروں؟ وہ تو مرنے کے بعد زمین کے اندر جائے گی۔"

"بکواس مت کرو۔ سنجیدگی سے اپنی شرائط پیش کرو۔"

"قصہ حاتم طائی کی طرح سات سوالوں کے جوابات دو اور اسے لے جاؤ۔"

"اگر تم واقعی سنجیدگی سے کہہ رہے ہو تو صرف میرے بارے میں نہ پوچھنا کہ میں کون ہوں اور کہاں رہتی ہوں؟ باقی جو سوالات ہیں۔ وہ پوچھو۔"

"پہلا سوال یہ ہے کہ میں ایک سایہ ہوں۔ کیا مجھے شادی کرنے کے لیے ایک سائی مل جائے گی؟ اور اگر کہیں سے مل جائے گی تو ہم سایہ اور سائی کے سایہ سایہ سے بچے ہوں گے اور اگر ہوں گے تو خاندانی منصوبہ بندی والوں پر اس کا کیا اثر پڑے گا؟"

وہ فوراً ہی اس کے دماغ سے نکل کر اپنے بستر پر حاضر ہوگئی۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولی "ہے بھگوان! یہ ایم آئی ایم کے مجاہدین کیسے گدھے ہوں گے جنہوں نے ایسے شخص کو اپنا سربراہ بنایا ہے؟ اور اسے برادر کبیر کہتے ہیں۔" پھر وہ کچھ سوچ کر بڑبڑائی "نہیں۔ اس کا تعلق ایم آئی ایم سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ہوتا تو وہ ایک پاگل کے جسم میں سما کر کانفرنس میں نہیں آتا۔ پہلے وہ خود کو جوڑی نارمن کہہ کر سب کو بیوقوف بناتا رہا۔ اب ایک تنظیم کا سربراہ بن کر پھر کوئی مکارانہ چال چل رہا ہے۔ یہ بہت خطرناک ہے۔ بہت خطرناک...... سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اسے کیسے اپنے اعتماد میں لوں؟"

وہ محسوس کررہی تھی کہ اس سے باتیں کرنے کے بعد سر گھوم رہا ہے۔ دماغ گرم ہوگیا ہے۔ وہ تھوڑی دیر تک اپنے دماغ کو ٹھنڈا کرتی رہی۔ پھر مائیک ہرارے کے پاس پہنچ گئی۔ اس کے اندر خاموش رہ کر اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔

جب تک وہ ہرارے کے خیالات پڑھ رہی ہے' تب تک یہ ذکر ہو جائے کہ پارس اس اسلامی کانفرنس میں کیسے پہنچا؟ پچھلے باب میں ذاکر علی (سابقہ وارز بیک) کا اور حمائلہ کا ذکر ہو چکا ہے۔ وہ دونوں استنبول آکر ایک علاقے میں نہایت سیدھی سادی سی زندگی گزار رہے تھے۔ جب کہ ذاکر علی ٹیلی پیتھی کے ذریعے دنیا کی تمام دولت اور آسائشیں حاصل کرسکتا تھا۔ لیکن دونوں میاں بیوی نے دنیا داری کے بجائے دین داری اختیار کی۔ ذاکر علی نو مسلم تھا۔ اس نے وہاں کی مساجد لائبریریوں میں دینی کتب کا مطالعہ کیا تھا علمائے کرام کی صحبت میں وقت گزارتا رہا تھا اور ریڈیو' ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے دنیائے اسلام کی حالت زار کو سمجھ کر بڑے صدمات سے سوچتا تھا کہ دولت مند اسلامی ممالک کی کمی نہیں ہے پھر بھی ان اسلامی ممالک کے مسلمان پسماندگی اور محتاجی کی زندگیاں گزارتے ہیں۔ مسلمانوں کے پاس علم اور ذہانت کی کمی نہیں ہے' لیکن دولت مند اسلامی ممالک اپنے ذہین مسلمانوں کی ذہانت اور جدید ٹیکنالوجی کی صلاحیتوں کو ابھارنے کے لیے اپنی دولت اور قدرتی وسائل کو کام میں نہیں لاتے ہیں۔

تب' ذاکر علی اور حمائلہ نے یہ طے کیا کہ ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں استعمال کرکے دنیائے اسلام کے جس حد تک کام آسکتے ہیں' آنا چاہیے' اس مقصد کی ابتدا کے وقت جواد خیری جیسا شہ زور اور مسلمانوں کے لیے دردمند دل رکھنے والا نوجوان مل گیا۔ پھر اس کے بعد رفتہ رفتہ تعلیم یافتہ اور باصلاحیت مجاہدین ملتے چلے گئے۔ چند دیانت دار مشیر بھی ملے اور اسے مشورے دیتے رہے کہ غیر مسلموں کی سازشوں کو کمزور بنانے یا ختم کرنے کے لیے اور مسلمانوں کا وقار بلند رکھنے کے لیے دشمنوں کی مکاریوں کا جواب ہمیشہ شرافت سے نہیں کبھی کبھی مکاریوں سے بھی دینا پڑتا ہے۔ اگرچہ مکاری اچھا عمل نہیں ہے لیکن سیاست میں نیک مقاصد کے لیے مجبوراً ایسا کرنا پڑتا ہے۔

مثلاً ایم آئی ایم کو بدنام اور کمزور کرنے کے لیے اور مشکلات پیدا کرنے کے لیے فراڈ ایم آئی ایم کے فراڈ سربراہ یکے بعد دیگرے آرہے تھے اور یہ تاثر دنیا والوں کو دے رہے تھے کہ یہ بکھری ہوئی کوئی منتشر تنظیم ہے۔ اسلامی ممالک کو دھمکیاں دے کر بلیک میلنگ کرتی ہے۔ وہ پردہ بڑی بڑی رقمیں طلب کرتی ہے اور بظاہر مسلمانوں کے جذبات کو ابھارنے اور انہیں مشتعل کرنے کے لیے کہا جاتا ہے کہ یہودیوں سے دوستی نہیں ہونی چاہیے اور امریکا پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔

ذاکر علی کے جتنے مشیر تھے' وہ مشورہ دے رہے تھے کہ اب اسے اصل سربراہ کی حیثیت سے منظرِ عام پر آکر دشمنوں کے جھوٹ اور فریب کا جواب دینا چاہیے۔

لیکن ذاکر علی نے پہلے دن سے یہ اٹل فیصلہ کرلیا تھا کہ وہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے سربراہ کی حیثیت سے اپنے مجاہدین اور تمام مشیروں کے سامنے بھی نہیں آئے گا۔ وہ ہمیشہ موبائل فون کے ذریعے یا خیال خوانی کے ذریعے اپنے قابل اعتماد لوگوں سے گفتگو کرتا تھا۔ اس نے مشیروں کو سمجھایا "میں سربراہ کی حیثیت سے جاؤں گا تو اپنے دین کے مطابق اصولی گفتگو کروں گا۔ میرے مقابل بیٹھنے والے سیدھی سی ہیرا پھیری سے مجھے قائل کریں گے۔ میں تو کلام پاک کی ایک ہی بات پر قائم رہوں گا کہ یہود و نصاریٰ کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں بن سکتے۔ وہ ہمیشہ جھوٹ اور فریب سے مسلمانوں کے ساتھ تعلقات قائم رکھیں گے اور انہیں پسماندگی کی طرف لے جاتے رہیں گے۔ کیا قاہرہ کانفرنس اس بات کا ثبوت نہیں ہے۔ وہاں کہا گیا کہ تمام دنیا کے ممالک آبادی کم کریں۔ اس

بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہ اپنی آبادی نہیں بڑھائیں گے اور مسلمان ان کی باتوں میں آکر اپنی نسل کم کرتے جائیں گے۔ کیا ہم اپنی عقل سے اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ غیر مسلم ہم مسلمانوں کی اکثریت سے پریشان ہیں۔"

ایک مشیر نے کہا "آپ ایسے ہی حقائق کانفرنس میں بیان کرسکتے ہیں۔"

"سیاسی دنیا میں بیان بازی کچھ ہوتی ہے اور عمل کچھ اور ہوتا ہے۔ فی الوقت تو یوں سمجھ لو کہ میں محض نام کا سربراہ ہوں۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایک جگہ بیٹھ کر آپ حضرات کو بڑی بڑی امداد فراہم کرسکتا ہوں لیکن عملی طور پر کبھی میدان عمل میں نہیں آؤں گا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ایم آئی ایم کی سربراہی کسی ایسے شخص کے ہاتھوں میں ہو' جو اینٹ کا جواب پتھر سے دینا جانتا ہو۔ اگر ہم نے اس سلسلے میں جلد ہی کوئی قدم نہ اٹھایا تو پتا نہیں اور کتنے فراڈ سربراہ آکر ہماری تنظیم کو بدنام کرتے رہیں گے۔"

اس بات پر سب متفق ہوئے کہ ایم آئی ایم کا بنیادی سربراہ تو ذاکر علی رہے گا لیکن عملی سربراہ کسی نہایت تیز طرار اور چالباز شخص کو ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں کئی سیاسی چالبازوں کے ناموں کی فہرست بنائی گئی۔ لیکن جو چالباز ہوتے ہیں' وہ اپنی تنظیم کے لیے بھی کبھی کوئی چالبازی کرسکتے ہیں۔ عملی سربراہ تو ایسا ہو' جو دولت اور اقتدار کی خواہش نہ رکھتا ہو۔ اور صرف دینی مقاصد کے لیے' تنظیم کے لیے وفاداری سے کام کرنا چاہتا ہو۔

ایک مشیر نے کہا "ایسا بے لوث' بے غرض' باصلاحیت اور ذہین شخص بابا صاحب کے ادارے سے مل سکتا ہے۔"

مشکل پھر وہی تھی کہ ذاکر علی بابا صاحب کے ادارے' مجھ پر اور میری فیملی کے کسی فرد کے سامنے ظاہر نہیں ہونا چاہتا تھا۔ وہ خاموشی اور گمنامی سے دین اسلام کے لیے کام کرتے کرتے اس دنیا سے ایک عام انسان کی طرح رخصت ہوجانا چاہتا تھا۔

اس مشکل کو آسان کرنے کے لیے ایک مشیر بابا صاحب کے ادارے میں آیا اور جناب تبریزی سے ملاقات کی۔ انہوں نے کہا "مجھے کچھ نہ بتاؤ۔ ایم آئی ایم کا سربراہ سچا مسلمان ہے۔ اس اصول پر قائم ہے کہ ایک ہاتھ سے نیکی کرو تو اپنے دوسرے ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ سربراہ اپنی خواہش کے مطابق گمنامی میں رہ کر نیکیاں کرتا رہے گا۔ عملی سربراہی کے لیے میرے انتخاب کے مطابق ایک نوجوان آپ کی تنظیم میں رہے گا۔ ہماری بھی خواہش ہے کہ وہ نوجوان اور اس کا نام کسی پر ظاہر نہ ہو۔ حتیٰ کہ ایم آئی ایم کا بنیادی سربراہ بھی خیال خوانی کے ذریعے اس سے باتیں کرسکے گا۔ لیکن اس کا نام اور پتا معلوم نہ کرسکے گا اور نہ ہی کوئی اس کی اصلی صورت کبھی دیکھ سکے گا کیونکہ فی الحال نہ اس کی کوئی صورت ہے نہ اس کا کوئی جسم ہے۔"

مشیر نے کہا "آپ کی بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی؟"

"میرے ادارے کا وہ نوجوان عملی سربراہ بنے گا جس نے پچھلی بار جوڈی نارمن سے گولیاں چھین کر ایک کھائی تھی اور سایہ بن گیا تھا۔ وہ آج بھی ایک سایہ ہے۔"

"کیا اب وہ ہمیشہ سایہ بن کر رہے گا؟"

"نہیں۔ گولی کے اثر کے مطابق وہ انسانی جسم میں نمودار ہوگا۔ لیکن وہ اپنی اصلی صورت اور شناخت کے ساتھ نہیں رہے گا۔ تاہم ان شرائط پر پورا اترے گا کہ تنظیم کے مقاصد بے غرضی سے کسی لالچ یا معاوضے کے بغیر حاصل کرے گا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے رہائشی اور ذاتی اخراجات بھی خود پورے کرے گا۔"

انہوں نے ایک آڈیو کیسٹ منگوا کر مشیر کو دیا۔ پھر کہا۔ "اس میں اس جوان کی آواز ہے۔ تمہارا مومن سربراہ یہ آواز سن کر اس سے دماغی رابطہ کرسکے گا۔"

اسی رات وہ مشیر کیسٹ لے کر استنبول پہنچ گیا۔ ذاکر علی خیال خوانی کے ذریعے معلوم کررہا تھا۔ اس نے مشیر سے کہا۔ "مجھے اس جوان کی آواز سناؤ۔ میں تمہارے اندر رہ کر سن رہا ہوں۔"

اسے آواز سنائی گئی۔ اس نے کہا "ہاں یہ اسی جوان کی آواز ہے جسے ہم نے ٹی وی اسکرین پر دیکھا تھا۔ اس نے صرف جوڈی نارمن سے گولیاں نہیں چھینی تھیں بلکہ اہم دستاویزات اور ویڈیو کیسٹ کا بریف کیس بھی اس اجلاس سے لے گیا تھا۔ واقعی وہ ہمارا عملی سربراہ بن سکتا ہے۔ میں ابھی اس سے بات کرتا ہوں۔"

ذاکر علی خیال خوانی کی پرواز کرکے پارس کے دماغ میں آیا۔ پارس نے کہا۔ "السلام علیکم! اطلاع ملتے ہی میں استنبول آگیا ہوں۔ پرسوں اسلامی کانفرنس ہے۔ آپ فرمائیں میرے لیے کیا ہدایات ہیں؟"

ذاکر علی نے کہا "میں تمہارے پاس آکر حیران ہوں۔ تم نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس نہیں روکی جب کہ عملی سربراہ کے عہدے کے لیے یوگا کا ماہر ہونا لازمی ہے۔"

"میں جسے چاہتا ہوں اپنے دماغ میں آنے دیتا ہوں۔ ورنہ سانس روک لیتا ہوں۔ میرے بزرگ جناب تبریزی نے ہدایت کی تھی کہ آپ کا خیر مقدم کروں اور آپ کے کام آتا رہوں۔"

"لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں ہی تمہارے اندر آیا ہوں؟ کوئی دشمن بھی آسکتا تھا۔"

پارس نے سانس روک لی۔ ذاکر علی دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ اس نے پھر اس کے اندر آکر پوچھا "تم نے ابھی سانس کیوں روک لی تھی؟"

"آپ کو یہ بتانے کے لیے۔ کوئی دشمن یا ناپسندیدہ شخص آتا تو میں اس طرح یوگا کی مہارت سے کام لیتا۔ یہ میرے بزرگ محترم جناب تبریزی کی مجھ پر خاص عنایت ہے۔ دنیا میں بے شمار عجوبے ہیں۔ انہوں نے میرے دماغ کو عجوبہ بنایا ہے۔ کسی کی بھی سوچ کی لہر کو محسوس کرتے ہی دوست اور دشمن کو پہچان لیتا ہوں۔ اور دشمن کو اپنے اندر رہ کر باتیں کرنے کی اجازت دوں تو وہ میرے خیالات پڑھنے میں ناکام رہتا ہے۔ آپ ہمارے اپنے ہیں۔ آزمائش کے طور پر آپ کو اپنے خفیہ خیالات پڑھنے نہیں دوں آپ پڑھنے کی کوشش کریں۔"

وہ خاموش ہوگیا۔ ذاکر علی اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ اس کے اس حصے میں پہنچ گیا تھا جہاں انسان اپنے عیب اور اپنی کاریاں چھپا کر رکھتا ہو۔ اسے اس حصے سے بہت کچھ سنائی دے رہا مگر سنائی دینے والی زبان سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ اس نے رانی سے پوچھا "یہ کون سی زبان ہے؟"

وہ بولا "زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم۔ یہ آپ کی ترکی زبان ہے۔ لیکن آپ کسی ترکی زبان کی فلم کو تیزی سے الٹا چلائیں آپ خود اپنی زبان سمجھ نہیں پائیں گے۔ دنیا کی ہر قوم اپنی زبان تیزی سے الٹا آڈیو چلا کرنے تو ان کے پلے کچھ نہیں پڑے گا۔"

"میں حیران ہوں کہ تمہارے خفیہ خیالات کے خانے میں کسی زبان کے الفاظ کیسے الٹ جاتے ہیں اور کیسے اتنی تیزی سے لگتے ہیں۔ کیا یہ بھی جناب تبریزی کی روحانیت کا کمال ہے؟"

"جی ہاں۔ آئندہ بھی حیران ہونے کے لیے بہت کچھ ہے۔ لیے میرے دماغ کی باتیں رہنے دیں۔ آپ یہ بتائیں کہ اسلامی کانفرنس میں کیا چاہتے ہیں؟ ویسے آپ اپنی تنظیم سے پہلے پی ایل او کا انجام دیکھ رہے ہیں کہ وہ کس طرح بھلائے جارہے ہیں۔ دوسری اسلامی مجاہدین کی خطرناک تنظیم حماس ہے۔ اس کے لیے بھی جال بچھائے جارہے ہیں اور سمجھوتے کی راہیں نکالی جارہی ہیں۔ ایک عظیم شاعر نے کہا تھا کہ اس قوم کی حالت کبھی نہیں بدلتی' جو خود کو بدلنے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں۔ بیشتر اسلامی ممالک کے پاس اپنی تقدیر بدلنے اور اسلام کو سربلند رکھنے کے بہت زیادہ وسائل ہیں۔ مگر وہ ان وسائل کو بھی غیر مسلموں کے سائے میں رہ کر استعمال کرتے ہیں اور انہیں ہی فائدے پہنچاتے ہیں۔"

"تم درست کہتے ہو۔ میں اسی کے لیے فکر مند ہوں کہ اپنی قوم کی حالت کیسے بدلے گی۔"

"ایک نادان بچہ کسی گرم چیز کو چھوتا ہے تو اسے چھونے دیا جائے۔ ایک بار اس کی انگلیاں جلیں گی تو دوسری بار وہ اسے ہاتھ نہیں لگائے گا۔ اسی طرح جو اسلامی ممالک یہودیوں کی گود میں گرنا چاہتے ہیں' انہیں ذرا ایک بار گرنے دیں۔ ان کی ڈھکی چھپی ہوئی مکاریوں سے ٹھوکریں کھا کر انہیں منہ کے بل گرنے دیں۔ پھر وہ خود ہی یہودیوں کی گود سے نکل کر بھاگیں گے۔"

ذاکر علی نے کہا "لیکن یہ پتا نہیں ہے کہ یہودیوں سے معاہدہ کرنے والے اسلامی ممالک کو کتنے برسوں میں عقل آئے گی۔ کیا تب تک ہم تمام مسلمانوں کو پسماندہ زندگیاں گزارتے اور طرح طرح کے کافرانہ ہتھکنڈوں سے مرتے دیکھتے رہیں گے۔"

"ہرگز نہیں، ہم اپنے ایک بنیادی اصول پر قائم رہیں گے اور وہ ہے جس اسلامی ملک میں دین اسلام کے قوانین کے خلاف کوئی قانون بنے گا۔ یا کہیں ہمارے مذہب کو تضحیک کا نشانہ بنایا جائے گا، وہاں ہم ایسے اسلام دشمنوں کو جہنم میں پہنچا دیں گے۔"

"تمہاری بات دل کو لگ رہی ہے۔ ہم ساری دنیا کے مسلمانوں کو صراط مستقیم پر چلا نہیں سکتے مگر گمراہی سے روک ٹوک سکتے ہیں۔ اگر وہ باز نہیں آئیں گے تو دنیا والوں کے سامنے ڈنکے کی چوٹ پر ان کی غلط پالیسیوں کی نشاندہی کریں گے۔"

پھر وہ کچھ سوچ کر بولا "مگر تم تو فی الحال ایک سایہ ہو۔ اس کانفرنس میں کیسے جاؤ گے؟"

"جیسے، آپ نے پہلی بار ایک ڈھانچے کو بھیجا تھا۔"

"اس طرح تو دنیا والے پھر ہمیں فراڈ سمجھیں گے۔"

"جب ہم ان کے درمیان ہونے والے معاہدوں میں مداخلت نہیں کریں گے تو امریکا اور اسرائیل جیسی بڑی طاقتیں کبھی دنیا والوں کے سامنے ہمیں فراڈ نہیں کہیں گی۔ اور ہمارے دماغ میں بھی رہیں گی کہ اسلامی ممالک میں دین اسلام کے خلاف کوئی کام ہوگا تو ہم پھر ان کے دشمن بن جائیں گے۔"

"تم بڑے پتے کی باتیں کررہے ہو۔ واقعی میں نے جیسا ایک عملی سربراہ کے لیے سوچا تھا، تم اس سے بھی زیادہ باکمال اور ذہین ہو۔ کیا میں تمہاری رہائش کا انتظام اس شہر میں کروں؟"

"آپ بھول رہے ہیں کہ میں فی الحال ایک سایہ ہوں۔ میری رہائش ہمیشہ تاریکی میں رہتی ہے۔ آپ میری فکر نہ کریں۔"

اس طرح پارس ایم آئی ایم کا ایک ایسا عملی سربراہ بن گیا جسے کوئی پارس کی حیثیت سے نہیں جانتا تھا۔ اس تنظیم کا ایک بنیادی سربراہ ذاکر علی تھا اور دوسرا عملی سربراہ پارس تھا۔ عجیب تنظیم تھی کہ دونوں سربراہ ایک دوسرے کی اصلیت نہیں جانتے تھے۔ مجاہدین اور مشیر وغیرہ انہیں برادر کبیر کہتے تھے۔ وہ ایسے برادر تھے جنہیں کبھی کسی نے نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی ان کا پتا ٹھکانا جانتے تھے۔

اس اسلامی کانفرنس میں جو کچھ ہوا، اس کا ذکر پچھلے باب میں ہوچکا ہے۔ ذاکر علی خیال خوانی کے ذریعے پارس کے اندر تھا اور اس کی ایمان افروز باتیں اور فیصلے سنتا رہا تھا۔ وہ مطمئن تھا۔ مگر الجھن میں تھا کہ یہ کس قسم کا بندہ ہے؟ ایک پاگل کے جسم میں سما کر گیا ہے؟

جب وہ کانفرنس کے اختتام پر پاگل کے جسم میں سما کر واپس جارہا تھا تو ذاکر علی اس وقت بھی اس کے دماغ میں تھا۔ پھر اس نے اس پاگل کو ایک شخص کے گلے لگتے دیکھا۔ پاگل نے کہا "ارے بھائی جان! آپ کہاں گم ہوگئے تھے" اس شخص نے فوراً اس سے علیحدہ ہوکر پوچھا "کیا تم پاگل ہو؟ خواہ مخواہ مجھے اپنا بھائی بنا رہے ہو؟"

پاگل نے معذرت چاہی۔ پھر کہا "میں پاگل نہیں ہوں۔ آپ کی شکل میرے بھائی جان سے ملتی ہے۔ میں دھوکا کھا گیا تھا۔ معاف کردیں۔ سوسوری۔"

پاگل آگے بڑھ گیا۔ پارس اس شخص کے جسم میں سما گیا جسے پاگل نے بھائی جان کہا تھا۔ ذاکر علی نے سوچ کے ذریعے پوچھا "تم نے ایسا کیوں کیا۔ پاگل کو اس شخص کے گلے لگا کر اس کے جسم میں کیوں سما گئے؟"

پارس نے کہا "آپ میرے دماغ میں تھے اور مجھے آگہی ہو رہی تھی کہ اس پاگل کے دماغ میں کئی دشمن خیال خوانی کرنے والے موجود تھے اور دیکھنا چاہتے تھے کہ یہ سایہ کدھر جاتا ہے۔ جس کے جسم میں سما کر آیا تھا، وہ شخص کون ہے؟ اب آگے جا کر دشمن خیال خوانی کرنے والوں کو پتا چلے گا کہ وہ ایک پاگل کے دماغ میں رہ کر میرا پیچھا کررہے تھے۔"

"میں مان گیا۔ اس دنیا میں جینے کے لیے تھوڑی سی ہوشیاری ضروری ہے ورنہ انسان میری طرح صرف دین دار بن کر رہ جائے۔ ابھی تم نے کانفرنس میں اسلامی ممالک کے اکابرین کو جتنے کے بعد یہ ڈھیل دے دی کہ وہ یہودیوں سے معاہدہ کرسکتے ہیں۔ امریکا اور اسرائیل کے حق میں باتیں کہہ دی ہیں تو انہیں یہ یعنی ایم آئی ایم کے خفیہ اڈے کا خیال چھوڑ دینا چاہیے تھا۔ دشمن پھر دشمن ہوتا ہے۔ اور حمایت میں کہنے والوں کا بھی پتا اور ان کی کمزوریاں معلوم کرنے کی کوششیں کرتا رہتا ہے۔ ہوتا تو دھوکا کھا جاتا۔ تم نے تو دھوکے کا منہ توڑ جواب دیا۔ اب میں پوری طرح مطمئن ہوں کہ یہ تنظیم صحیح ڈگر پر چلتی رہے گی۔"

"انشاءاللہ میری یہی کوشش رہے گی۔ اب آپ جائیں اپنے مشیروں کے خیالات معلوم کریں۔ میرے پاس جب چاہیں آسکتے ہیں۔"

ذاکر علی بہت خوش تھا۔ وہ خدا حافظ کہہ کر اس سے رخصت ہوگیا۔ پارس جس کے اندر سمایا ہوا تھا، وہ ایک کار میں آکر بیٹھ گیا۔ پھر اسے اسٹارٹ کرکے ڈرائیو کرنے لگا۔ پارس نے اس کے اندر سوچ کے ذریعے پوچھا "کیا تم موجود ہو؟"

پوجا نے کہا "جی ہاں۔ کھانا بھی پکا رہی تھی اور اپنے جان کے پاس بھی آجا رہی تھی۔ آپ کتنی دیر میں آرہے ہیں؟ زور کی بھوک لگی ہے۔"

"بھوک برداشت کرو۔ میں نے کہا تھا۔ چولہا ہانڈی اور گرہستی چھوڑ دو۔ روزانہ جو مشقیں سکھایا کروں انہیں بار بار کرکے ان میں مہارت حاصل کرتی رہو۔"

"آج انقرہ میں پہلا دن ہے۔ پہلے دن میں اپنے ہاتھوں کا کھانا کھلاؤں گی۔ پھر کل سے آپ کے حکم کی تعمیل کروں گی۔"

"اچھا میرے آنے تک شی تارا کے پاس جاؤ اور معلوم کرو کہ قبیلے میں ممّا (سونیا) کے ساتھ کیا کررہی ہے۔"

وہ چلی گئی۔ آگے جاکر ایک کار نے راستہ روک دیا۔ چلانے والے نے خطرہ محسوس کرتے ہوئے ریورس گیئر میں پیچھے جانا چاہا۔ پتا چلا کہ پیچھے سے بھی راستہ رکا ہوا ہے۔ پچھلی کار سے ایک شخص نکل کر پارس کے عارضی جسم والے کے پاس آیا۔ پھر بولا۔ "آگے بھی گاڑی پیچھے بھی گاڑی اور بیچ میں تم ہو۔ کل اپنے دفتر کے اسٹاف کو تنخواہ دینے کے لیے دو لاکھ ڈالر لے جارہے ہو۔"

پارس کے عارضی جسم نے پوچھا "تم کون ہو؟"

جواب ملا "ایک ضرورت مند ہوں مگر تم دو لاکھ مانگنے سے نہیں دوگے اور میرے پاس کوئی اسلحہ بھی نہیں ہے۔ ہاں اگلی کار میں دیکھو پچھلی سیٹ پر تمہاری بیوی بیٹھی ہے اس کے ساتھ جو شخص ہے اس کے پاس گن ہے۔ کسی بھی لمحے ایک گولی تمہاری بیوی کو ختم کردے گی۔ اگلی سیٹ پر تمہارا دس برس کا بیٹا ہے۔ وہ بھی گن پوائنٹ پر ہے۔ اب بولو انہیں زندہ گھر لے جانے کے لیے تمہیں کیا کرنا چاہیے۔"

اس نے پریشان ہوکر پوچھا "کتنی رقم لے کر انہیں چھوڑ دو گے؟"

"جتنی بریف کیس میں ہے۔ یعنی پورے دو لاکھ۔ ایک لاکھ میں بیوی زندہ رہے گی۔ دوسرے لاکھ میں بیٹا سلامت مل جائے گا۔"

وہ مجبور تھا۔ رقم سے زیادہ بیوی اور بیٹے کی زندگی عزیز تھی۔ اس نے کہا "ٹھیک ہے۔ میری بیوی اور بیٹے کو لے آؤ اور رقم لے جاؤ۔"

اس شخص نے کہا "ایسے نہیں۔ تم وہ بریف کیس اٹھاؤ۔ سامنے والی کار میں بیٹھے ہوئے شخص کو دو۔ وہ بریف کیس کھول کر اطمینان کرے گا کہ رقم ہے یا نہیں؟ پھر تم اپنی بیوی اور بیٹے کو لے کر اپنی کار میں چلے آنا۔ چلو جلدی کرو۔"

پارس کے عارضی جسم نے کار کا دروازہ کھولا۔ پاس رکھے ہوئے بریف کیس کو اٹھایا۔ پھر تیزی سے چلتا ہوا آگے رکی ہوئی کار کی پچھلی سیٹ کے دروازے کے پاس آیا۔ اس کی بیوی رو رہی تھی۔ لڑکا بری طرح سہا ہوا تھا۔ اس نے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص کو بریف کیس کھول کر دکھایا۔ پھر کہا "پورے دو لاکھ ہیں۔ پلیز میری بیوی اور بچے کو چھوڑ دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں تمہارے جانے کے بعد پولیس کو اطلاع نہیں دوں گا۔"

پیچھے بیٹھے ہوئے شخص نے ہنستے ہوئے کہا "اس علاقے کی پولیس ہماری ہے۔ تم شوق سے اطلاع دے سکتے ہو۔"

وہ بریف کیس لے کر دروازہ کھول کر باہر آیا۔ پارس کا سایہ بریف کیس والے کے اندر سما گیا۔ وہ رقم لوٹنے والے تین تھے۔ ایک شخص آگے سیٹ پر لڑکے کے ساتھ تھا۔ بریف کیس لینے والا

ان کا باس تھا۔ اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا "ہم نے اسے آگے سے روکا اور تم اسے پیچھے سے روک کر یہاں لے آئے۔ یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ ہم ایک کمزور عورت اور معصوم بچے کو یرغمال بنا کر ان سے رقم لوٹ رہے ہیں۔"

پچھلی کار والے نے کہا "باس! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ رقم مل گئی ہے فوراً یہاں سے نکل چلو۔"

باس نے پوچھا "اگر تمہارے پاؤں میں گولی لگے گی تو فوراً کیسے نکل چلو گے؟"

یہ کہتے ہی اس نے پچھلی کار میں آنے والے کی ایک ٹانگ میں گولی ماردی۔ وہ چیخ مار کر سڑک پر گر پڑا۔ دوسرے ساتھی نے فوراً اگلی سیٹ سے نکل کر پوچھا "باس! یہ تم نے کیا کیا۔ اپنے ساتھی کو زخمی کردیا۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟"

باس نے کہا "یہ فوراً چلنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ گولی لگنے کے بعد چل سکے گا۔ یا نہیں اور اگر تمہارا ایک بازو زخمی کیا جائے تو تم کار چلا سکو گے یا نہیں؟"

اس نے بات ختم کرتے ہی دوسری گولی چلائی اور دوسرے ساتھی کے بازو کو زخمی کردیا۔ اتنی دیر میں سڑک پر بھیڑ لگ گئی تھی۔ گاڑیاں اور راہ گیر سب ہی رک گئے تھے۔ مگر ڈرتے ہوئے تھے کہ کوئی گولی ان کی طرف نہ آجائے۔ اس نے مجمع سے کہا۔ "ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو ایک شریف آدمی کے بیوی بچے اور اس کی نقد رقم کی حفاظت کررہا ہوں اور تمہارے سامنے یہ ہتھیار پھینک رہا ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے اپنی گن دور ایک طرف پھینک دی۔ بریف کیس اس کے مالک کو واپس کرتے ہوئے کہا "یہ رہی آپ کی امانت۔ اپنے بیوی بچے کو ساتھ لے جائیں۔"

ایک پولیس افسر نے اس کا پھینکا ہوا اسلحہ اٹھالیا تھا۔ وہ شخص اپنا بریف کیس لینے باس کے قریب آیا۔ پارس پھر اس کے اندر سے نکل کر بریف کیس والے کے جسم میں داخل ہوگیا۔ دن کی روشنی میں زمین اور کار پر ایک سائے کی ذرا سی حرکت نظر آئی کہ وہ سایہ ایک کے سائے سے نکل کر دوسرے کے سائے میں گم ہوگیا ہے۔ شاید کچھ لوگوں نے دیکھا ہو اور یہ سمجھا ہو کہ اتنی بھیڑ میں کتنے ہی لوگ ادھر سے ادھر ہو رہے تھے۔ ویسے ہی اس سائے نے اپنی جگہ تبدیل کی تھی۔

اب وہ باس بڑی بے بسی سے اس بھیڑ کو اور پولیس افسر کے ہاتھ میں اپنے پھینکے ہوئے ہتھیار کو دیکھ رہا تھا اور افسر اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہہ رہا تھا "شاباش! تم ایک ذمے دار شہری ہو۔ تم نے رقم بھی بچائی اور تین آدمیوں کی زندگی بھی۔"

وہ پریشان ہوکر اپنے زخمی ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ انہیں زخمی کرتے وقت اور لوٹی ہوئی رقم واپس کرتے وقت وہ سمجھ رہا تھا کہ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے لیکن اس کے اندر سے بے اختیار ایسا

کوئی کر رہا تھا اور اب ایسا کر چکنے کے بعد وہ شرمندہ سا ہو کر اپنے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

اب وہ ساتھی نہیں رہے تھے۔ زخموں کی تکلیف سے کراہتے ہوئے اسے گالیاں دے رہے تھے۔ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے "کیا تم پر کوئی آسیب سوار ہو گیا ہے؟ تم نے ہی اس ڈکیتی کا پلان بنایا۔ اور جب کامیاب ہو گئے تو ہمیں زخمی کر کے اتنی بڑی رقم واپس کر کے تمام لوگوں کے سامنے ہیرو بن رہے ہو۔"

وہ واقعی پولیس اور عوام کی نظروں میں ایک ڈاکو سے ہیرو بن گیا تھا۔ حراست میں لیے جانے والے زخمیوں کی چیخ پکار اور سچ بیانی پر کوئی یقین نہیں کر سکتا تھا۔ اس دنیا میں یہی ہوتا ہے۔ جو آنکھوں کے سامنے درست نظر آتا ہے' وہی سچ ہوتا ہے۔ خواہ اس سچ کے پیچھے کتنا ہی جھوٹ اور مکاری چھپی ہوئی ہو۔

پارس جس کے جسم میں سما کر کار میں جا رہا تھا اس کی بیوی کہہ رہی تھی "سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ پاگل کا بچہ کیسا مجرم تھا وہ بنگلے میں اپنے ان دونوں ساتھیوں کے ساتھ گھس کر ہم ماں بیٹے کو گن پوائنٹ پر اپنے ساتھ یہاں تک لایا تھا۔ اس کے ارادے بتا رہے تھے کہ رقم وصول کرنے کے بعد وہ ہمیں قانونی کارروائی اور گواہی کے لیے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ شیطان سے اچانک فرشتہ کیسے بن گیا۔"

کار ڈرائیو کرنے والے نے کہا "تم درست کہتی ہو۔ میں اس فرشتہ بننے والے کو پہچان گیا تھا۔ وہ میرے ایک کاروباری حریف کا دست راست ہے۔ مجھے بھی رقم دینے کے بعد موت نظر آ رہی تھی۔ وہ ہمیں گواہی دینے کے لیے زندہ نہ چھوڑتا۔ یہ تو معجزہ ہو گیا کہ کامیابی حاصل کرنے کے بعد وہ دشمن سے ہمارا حمایتی بن گیا۔ ہمیں گھر پہنچ کر نماز شکرانہ ادا کرنا چاہیے۔"

اس نے اچانک ایک جگہ گاڑی روک دی۔ دراصل پارس نے رکوادی تھی۔ اس کی بیوی نے پوچھا "کیا بات ہے؟ آپ نے کار کیوں روک دی؟"

پارس کا سایہ اس کے اندر سے نکل کر کار کی کھڑکی سے باہر چلا گیا تھا۔ ڈرائیو کرنے والے کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس نے وہاں کار کیوں روکی تھی۔ اس نے سوچتے ہوئے اسے دوبارہ اسٹارٹ کیا۔ پھر پارس کے سائے کو ایک بنگلے کے پاس چھوڑ کر آگے چلا گیا۔ پوجا اسی بنگلے میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔

اس نے کال بیل کا بٹن دبایا پھر کہا "میں ہوں۔ نظر نہ آنے والے کے لیے دروازہ کھولو۔"

وہ دروازہ کھول کر بولی "بھوک سے جان نکل رہی ہے۔ پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں۔ کہاں رہ گئے تھے آپ؟"

اس نے دیر سے آنے کی وجہ مختصراً بتائی پھر کھانے کے دوران پوجا اسے بتانے لگی کہ شی تارا کس طرح سونیا کی ہدایات کے مطابق کام کر رہی ہے۔ پھر سونیا نے کس طرح کروناڈونگا کو مجبور کیا تھا کہ جو دیوی کالا جادو کرانا چاہتی تھی' الٹا اس پر جادو کیا جا[ئے]۔ کروناڈونگا نے اپنی ہتھیلی پر ایک دہکتا ہوا انگارا رکھ کر کہا تھا کہ آگ کی جلن اس دیوی کی ہتھیلی تک پہنچ رہی ہوگی اور وہ ناقابل برداشت تکلیف محسوس کر رہی ہوگی اور یہ تکلیف گھنٹے بھر تک رہے گی۔

سونیا نے کروناڈونگا سے کہا تھا کہ وہ زندگی چاہتا ہے تو ہر گھنٹے کے بعد ایسا ہی خاص منتر پڑھ کر اپنے جسم کے کسی نہ کسی [حصے] کو تکلیف پہنچاتا رہے تاکہ وہ تکلیف دیوی کو پہنچتی رہے اور [وہ] علاج کے لیے زمین سے باہر نکلنے پر مجبور ہو جائے۔ وہ اپنی [زندگی] کے لیے سونیا کے حکم کے سامنے ہر ایک گھنٹے کے بعد ایسا [کرنے] والا تھا لیکن دوسری بار جب شی تارا خیال خوانی کے ذریعے [اس] کے پاس گئی تو وہ مر چکا تھا۔ اس کے چیلے کی سوچ نے بتایا کہ [کس] طرح اس کی موت واقع ہوئی تھی اور موت کا وہ طریقہ بتا رہا [تھا کہ] دیوی نے آئندہ اس کے کالے جادو سے محفوظ رہنے کے لیے [ایسا] کیا ہے۔

پارس نے کھانے کے بعد کہا میں اپنے کمرے میں جا کر [آرام] کر رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ دیوی پھر میرے پاس آئے گی۔ [جب] تک میرے کمرے کا دروازہ بند رہے' تب تک تم یہی سمجھنا [کہ] وہ میرے اندر ہے۔ ایسے میں تم مجھے مخاطب کرو گی تو اسے معلوم [ہو] جائے گا کہ تم انقرہ میں میرے ساتھ ہو اور تم ہو تو شی تارا بھی [یہیں] ہوگی۔ پھر اس کے ٹیلی پیتھی کے تمام کتے ہماری بو سونگھتے یہاں [تک] پھریں گے۔"

پارس کے اندازے کے مطابق دیوی اس کے پاس آئی [تھی]۔ پارس نے اپنی باتوں سے اسے کافی تنگ کیا تھا۔ وہ اپنا سر پکڑ [کر رہ] گئی تھی۔ پھر وہ ہرارے کے پاس آئی تھی اور خاموشی سے اس [کے] خیالات پڑھتی رہی تھی۔

وہ سوچ رہا تھا "میں کیا ہوں؟ میری عجیب حالت ہو گئی [ہے]۔ میں اپنے ملک امریکا کا وفادار ہوں اور اس کے ساتھ ہی ایک یہودی کی طرح اسرائیل سے بھی وفاداری کر رہا ہوں۔ دیوی [نے] بتایا ہے کہ داؤد منڈولا نے مجھ پر عمل کر کے عیسائی سے یہودی [بنایا] ہے۔ لیکن دیوی جب چاہتی ہے مجھے عیسائیت کی طرف اور [اس] سے وفاداری کی طرف لے آتی ہے۔ آخر یہ دیوی کون ہے؟ [اس کی] آمد پر میں اس کی سوچ کی لہروں کو بھی محسوس نہیں کر پاتا۔

یہاں تو میں بہت بری طرح غلام بن گیا ہوں۔ آہ! [فرہاد] صاحب یاد آ رہے ہیں۔ وہ چاہتے تو میری جان بچاتے وقت [مجھے] معمول اور تابعدار بنا لیتے۔ لیکن انہوں نے مجھے آزاد چھوڑ [دیا]۔ مجھ سے پہلے بھی کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے آئے۔ انہوں [نے] انہیں بھی اپنا پابند کبھی نہیں بنایا۔ ایک شی تارا اور پوجا [جب] تنویمی عمل کے اثر سے نکل گئیں تو میں نے فرہاد صاحب [کو بتایا] کیونکہ صرف وہی جانتے تھے کہ میں نے ان دونوں کو اپنی

بنایا ہے۔ لیکن ایسے وقت یہ بھول گیا کہ ان کی فیملی میں کسی بھی خیال خوانی کرنے والے نے کسی دشمن خیال خوانی کرنے والے کو کبھی اپنی پابندیوں میں نہیں رکھا۔ ہمیشہ اس کے مقدر کے مطابق اسے زندگی گزارنے کا موقع دیا۔

آہ! میرے مقدر میں ایسی غلامی لکھی تھی کہ ایک طرف داؤد منڈولا کا معمول اور تابعدار رہوں۔ دوسری طرف کسی دیوی کا محکوم رہا کروں۔ کبھی یہودی بن جایا کروں۔ کبھی اپنی عیسائیت کی طرف لوٹ آیا کروں۔ کبھی اپنے ملک امریکا کی وفاداری کروں اور کبھی اسرائیلی کتا بن کر پیچھے دُم ہلاتا پھروں۔ یہ میں کیسی دوغلی زندگی گزار رہا ہوں؟'

دیوی اس کے خیالات سنتی رہی۔ پھر بولی "واقعی تم دوغلی زندگی گزار رہے ہو۔ تم جتنے گہرے صدمے سے یہ باتیں سوچ رہے ہو' اس کا اثر مجھ پر ہو رہا ہے۔ میں مانتی ہوں کہ تمہارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔"

وہ دیوی کی آواز پر چونک گیا تھا۔ پھر یہ سن کر تسلی ہوئی کہ وہ اس سے ہمدردی کر رہی تھی۔ وہ بولی "میں نے بھی یہ سنا ہے اور دیکھا ہے کہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے کبھی جبراً کسی کو تابعدار بنا کر نہیں رکھتے۔ لیکن تم یہ کیسے یقین سے کہہ سکتے ہو کہ فرہاد نے تمہیں بالکل آزاد چھوڑ دیا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے تم پر عمل کیا ہو اور تمہارے ذہن سے اس عمل کو بھلا دیا ہو۔ اور خاموشی سے آکر چلا جاتا ہو اور تمہیں خبر نہ ہوتی ہو۔ جیسا کہ میری آمد سے تم بے خبر رہے ہو؟"

وہ بولا "میں تمہاری اس بات سے انکار نہیں کروں گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی میرے اندر تمہاری طرح آتا ہو۔ لیکن اس نے کبھی مجھ سے کسی دوسرے کی غلامی نہیں کرائی۔ جیسا کہ ابھی اسرائیل کی غلامی کرائی جا رہی ہے۔ کبھی میرا مذہب تبدیل نہیں کرایا۔ مذہب تبدیل کرانے سے تو بہتر تھا کہ مجھے آدمی سے کتا بنا دیا جاتا۔"

"واقعی جیسا تمہارے ساتھ ہو رہا ہے' ویسا کسی دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ساتھ کبھی نہیں ہوا۔ مجھے اپنی اس غلطی کا احساس ہو رہا ہے کہ تمہارا مذہب بار بار تبدیل نہیں ہونا چاہیے۔ تم عیسائی ہو۔ تمہیں عیسائی ہی رہنا چاہیے۔"

"میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم میرے مذہب کے سلسلے میں میرے جذبات کا احساس کر رہی ہو۔ میں التجا کرتا ہوں کہ میرے حب الوطنی کے جذبات کو بھی سمجھو۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔ میری عقل کہتی ہے کہ تمہارے جیسے عقلمند اور شاطر کو غلام بنا کر نہیں بلکہ دوست بنا کر رکھنا چاہیے۔"

"اوہ خدا! تمہاری زبان سے ایسے الفاظ سن کر مجھے نجات کا راستہ نظر آ رہا ہے۔ میں خداوند یسوع کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم مجھے تنویمی عمل کے اثرات سے نجات دلاؤ گی تو میں تمام عمر تمہارے کام آتا رہوں گا۔ مجھے ایک بار صرف محکوم نہیں دوست بنا کر آزماؤ۔ تمہارے دشمنوں کے تمام مخالفانہ ارادوں کو خاک میں ملا دوں گا۔"

"مجھے یقین ہے۔ تم بہت ذہین اور حاضر دماغ ہو اور بڑی مدبرانہ چالیں چلتے ہو۔ مجھے تمہارے جیسے دوست کی ضرورت ہے۔ میں تمہیں داؤد منڈولا کے تنویمی عمل سے نجات دلانے آئی ہوں۔"

وہ خوشی سے کھل گیا۔ صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ فوراً ہی جھک کر فرش پر آگیا۔ دونوں گھٹنے فرش پر ٹیک کر اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر خلا میں تکتے ہوئے کہا "خداوند یسوع تمہاری عمر دراز کرے۔ تمہارا بھگوان تمہاری آتما شکتی کو اس انتہا پر پہنچا دے کہ روحانی قوت والے کبھی تمہارے مقابلے پر آنے کی جرات نہ کریں۔ میں تمہارے لیے صرف دعائیں نہیں کروں گا بلکہ دوا بن کر بھی تمہارے کام آتا رہوں گا۔ بس ایک بار صرف ایک بار' میری دوستی کو آزما لو۔"

"اچھا اب فرش پر سے اٹھ جاؤ اور اپنے بستر پر آرام سے لیٹ جاؤ۔ میں ابھی تمہیں داؤد منڈولا کے تنویمی عمل سے نجات دلا رہی ہوں۔"

وہ فوراً ہی اٹھ کر بستر پر آیا اور چاروں شانے چت لیٹ کر اپنے ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دیے اور اپنے ذہن کو دیوی کی طرف سے ہونے والے عمل کے لیے مائل کرنے لگا۔ پھر دیوی اسے خیال خوانی کے ذریعے گہری نیند سلا کر اس پر عمل کرنے لگی۔

یہ انسان کی ازلی فطرت ہے کہ اسے کسی کام کے لیے روکا جائے تو وہ تجسس میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ فلاں کام میں ایسا کیا راز ہے کہ اسے کرنے سے منع کیا جا رہا ہے۔ اگر کوئی بات سننے سے منع کیا جاتا ہے تو وہ چھپ کر سننے کی کوشش کرتا ہے۔ دیوی نے منڈولا سے کہا تھا کہ وہ مائیک ہرارے کے دماغ میں اس وقت تک نہ جائے جب تک کہ وہ حکم نہیں دے گی۔ وہ تابعدار تھا۔ اس نے وعدہ کیا کہ دیوی کے اگلے حکم تک وہ ہرارے سے دور رہے گا۔

وعدہ تو اس نے کیا تھا لیکن یہودی بچہ تھا' کھوج لگائے بغیر سکون سے نہیں رہ سکتا تھا۔ اس میں اتنی جرات نہیں تھی کہ وہ دیوی کے خلاف کچھ کرتا۔ لیکن بڑی خاموشی سے ہرارے کے اندر رہ کر یہ سن سکتا تھا کہ آخر دیوی ہرارے سے ایسی کیا باتیں کرنا چاہتی ہے' جسے چھپا رہی ہے۔ تنہائی میں کوئی ایسی کھچڑی نہ پکا رہی ہو' جو اس کے لیے زہر ہو سکتی ہو؟

وہ بڑی خاموشی سے ہرارے کے اندر آکر اس کی اور دیوی کی باتیں سنتا رہا۔ پھر اس نے دیوی کو تنویمی عمل کرتے سنا۔ اس نے ہرارے پر جو عمل کیا تھا' وہ اس عمل کا توڑ کر رہی تھی۔ یہ تماشا دیکھ کر وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ اب ہرارے کے دماغ میں رہ کر وہ کیا کر سکتا تھا؟

وہ دیوی کی غیر معمولی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت کو چیلنج نہیں کرسکتا تھا۔ اگر دیوی کے عمل کے بعد جب ہرارے تنویمی نیند سوتا تب بھی وہ جوابی کارروائی کے طور پر ہرارے کو پھر اپنا تابعدار رازداری سے نہیں بنا سکتا تھا کیونکہ دیوی سے کوئی راز چھپ نہیں سکتا تھا۔ یہ پتا ہی نہیں چلتا تھا کہ وہ کب دماغ میں آتی ہے اور چور خیالات پڑھ لیا کرتی ہے۔ اگر اس نے یہ پڑھ لیا کہ منڈولا نے اس کے حکم کے خلاف ہرارے کے دماغ میں آکر ان کی باتیں سنی تھیں اور جوابی کارروائی کے طور پر پھر ہرارے کو اپنا تابعدار بنایا ہے تو وہ اس کے دماغ میں زلزلے پیدا کرتے کرتے اسے پاگل خانے میں بھیج دیتی۔

ایک ایسی بلا گلے پڑی تھی، جس سے وہ شاید کبھی نجات حاصل نہیں کرسکتا تھا۔ دل اور دماغ پر اس کا خوف بھی طاری رہتا تھا۔ اسی لیے اس نے یہ بھی نہیں سنا کہ وہ ہرارے پر کس قسم کا تنویمی عمل کررہی ہے۔ وہ سن کر اس کا بگاڑ بھی کیا سکتا تھا؟ ویسے اگر وہ سن لیتا تو اسے دیوی کی کچھ پریشانیوں اور کمزوریوں کا علم ہوجاتا۔

اس نے ہرارے کو سب سے پہلے منڈولا کے تنویمی عمل سے نجات دلائی۔ پھر اپنے مطلب پر آئی اور اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ وہ آئندہ خود کو ایسا ہی آزاد سمجھے گا جیسے فرہاد سے دوستی کے دوران سمجھا کرتا تھا۔ دیوی اس کے دماغ میں آئے گی تو اسے بھی محسوس کرلے گا تاکہ پورا یقین ہوجائے کہ اب وہ دیوی کا بھی معمول اور تابعدار نہیں ہے۔

اس کے بعد ایک اور بات اس کے ذہن میں نقش کی کہ وہ دوسری آواز اور لہجہ اختیار کرکے آئے گی تو وہ اسے محسوس نہیں کرے گا۔ اس ... دوسری آواز اور لہجہ ہرارے کے سحرزدہ ذہن میں نقش ... دیا۔ اس کی وضاحت یوں ہے کہ ہرارے جب اسے اپنے اندر محسوس کرتے ہی سانس روکے گا تو یقین ہوجائے گا کہ وہ سچ مچ دوستی نبھا رہی ہے اور اسے اس قدر آزادی دے چکی ہے کہ اب خود اس کی اجازت کے بغیر اس کے اندر نہیں آسکتی۔ مائنگ ہرارے کو اس قدر اپنے اعتماد میں لینے کا یہی راستہ تھا۔

دوسری طرف اس نے ایک اجنبی آواز اور لہجہ اختیار کرکے اس پر عمل کیا تھا۔ اب اس کے ذہن پر نقش ہوکر آئندہ ایک اجنبی عورت کی سوچ اختیار کرکے آئے گی تو وہ اسے کبھی محسوس نہیں کرسکے گا۔ دیوی کی بنائی ہوئی ایسی زنجیریں پہنا رہے گا جو اسے کبھی نظر نہیں آئیں گی اور نہ ہی کبھی دیوی کی دوغلی دوستی پر شبہ کرسکے گا۔

اسے اس طرح شکنجے میں لے کر اس نے اس کے اندر یہ بات پتھر کی لکیر بنادی کہ وہ دیوی سے دوستی نبھانے کے لیے خطرناک دشمنوں کا بھی دشمن بن جائے گا۔ اور دیوی کے دو چار اہم مسائل حل کرنے کے لیے اپنی تمام شاطرانہ چالوں کو کام میں لائے گا۔

اور دیوی جب بھی اپنا کوئی اہم مسئلہ پیش کرے گی، وہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے اپنی تمام حب الوطنی اور اپنے تمام فرائض کو بالائے طاق پشت ڈال کر پہلے اپنی مہربان دوست دیوی کے کام آیا کرے گا۔

ایسی چند اہم باتیں اس کے ذہن میں نقش کرانے کے بعد اس نے اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ پھر وہ داؤد منڈولا کے اندر آئی۔ چپ چاپ اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ اندر چھپی ہوئی باتیں خیال خوانی کرنے والوں سے چھپائے نہیں چھپتیں۔ دیوی سے بھی کوئی ایک ذرا سی بات نہیں چھپا سکتا تھا۔ وہ پوشیدہ باتیں خود ہی کھلی ہوئی کتابوں کی طرح سامنے آجاتی تھیں۔

اس نے مخاطب کیا "ہیلو منڈولا۔"

وہ ایک دم سے چونک گیا۔ پھر بولا "آپ؟ آپ آئی ہیں؟ فرمائیے میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"حکم نہیں ایک سوال ہے کیا تم میرے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہو؟"

وہ ... ہوئے بولا "جی...... جی ہاں۔ میری کیا مجال ہے کہ آپ کے حکم سے کبھی انکار کروں؟"

"ہاں انکار تو نہیں کرتے ہو مگر چوری چھپے تو کچھ کرتے ہی ہو۔ اگر کرتے ہو تو پھر اگل ڈالو تاکہ مجھے کچھ نہ کہنا پڑے۔"

"جی۔ وہ بات یہ ہے کہ میرے اندر عجیب سی کھلبلی پیدا ہوگئی تھی کہ آپ نے مجھے ہرارے کے دماغ میں تاحکم ثانی جانے سے منع کیوں کیا ہے؟"

"تم برداشت نہ کرسکے اور اس کے اندر چلے آئے۔ ہماری کچھ باتیں بھی سنیں۔ پھر یہ بھی دیکھا کہ میں نے اس کے دماغ سے تمہارے تنویمی عمل کا توڑ کیا ہے۔"

"جی ہاں۔ مگر میں فوراً ہی چلا آیا تھا۔ آپ میری سچائی کو میرے چور خیالات سے معلوم کرسکتی ہیں۔"

"میں نے معلوم کیا ہے۔ تم تنویمی عمل کی ابتدا میں ہی ہرارے کے دماغ سے نکل آئے تھے اور آگے میں نے جو باتیں اس کے ذہن میں نقش کیں، وہ تم نے نہیں سنیں۔ میرا جو راز آئندہ ہرارے سے وابستہ رہے گا۔ اس سے تم لاعلم ہو اور اسی لیے ابھی زندہ ہو"

"آپ سمجھ سکتی ہیں کہ مجھے اپنی زندگی عزیز ہے اور آپ کی مہربانیوں سے زندہ رہنے کے لیے مزید حماقت نہیں کی۔ آپ نے جو بھی تنویمی عمل کیا، اس کا ایک لفظ بھی نہیں سنا۔"

"وفاداری یا تابعداری ایسی نہیں ہوتی کہ حکم کی تعمیل کی بھی جائے اور نہ بھی کی جائے۔ تم اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ تمہاری یہ چوری پکڑی جائے گی۔ اگر پکڑے نہ جانے کا یقین ہوتا تو میرے آئندہ کے منصوبے خاک میں ملا چکے ہوتے۔ میں نے زندہ تو چھوڑ دیا ہے مگر تمہاری یہ چوری کی عادت بھی چھڑا دوں گی"

"آپ میری مالکہ ہیں۔ جو چاہیں مجھے سزا دے سکتی ہیں۔ یہ چوری کی عادت چھوٹ جائے تو اچھی بات ہے۔"

"میں نے کبھی تم پر تنویمی عمل نہیں کیا۔ اس کی ضرورت نہیں سمجھی۔ کیونکہ میں ویسے بھی بن بلائے دماغوں میں چلی آتی ہوں۔ لیکن اب تمہیں چند معاملات کے سلسلے میں اپنا پابند بنا کر رکھنا ہوگا۔ جاؤ۔ بستر پر لیٹ جاؤ۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی اور بستر پر جاکر لیٹ گیا۔

○☆○

سونیا اور شی تارا جنوبی افریقہ سے واپس آگئی تھیں۔ کروناڈونگا کی موت کے بعد کالے جادو کا خطرہ ٹل گیا تھا۔ اعلیٰ بی بی پہلے کی طرح صحت مند ہوگئی تھی۔ اس کی زندگی کو موت میں بدلنے والی سات تاریخ گزر چکی تھی مگر اس کی زندگی کے دوسرے سال کا ساتواں مہینہ ابھی جاری تھا۔

اعلیٰ بی بی (ثانی) کی زندگی میں سات کا عدد اس وقت تک تشویشناک رہتا جب تک وہ سات برس کی ہوکر اصلی شی تارا کا اصلی چہرہ بے نقاب نہ کردیتی اور اسے اپنی اصلی آواز اور لہجے میں بولنے پر مجبور نہ کردیتی۔

سونیا نے مجھ سے کہا "وہ جادوگر مرچکا ہے۔ اس زیر زمین رہنے والی دیوی کی چال ناکام ہوگئی ہے مگر ابھی ساتواں مہینہ جاری ہے۔ پتا نہیں وہ چڑیل میری بچی کے خلاف اور کیسے جان لیوا منصوبے بنا رہی ہوگی۔"

میں نے کہا "تم نے ساری زندگی بڑی جدوجہد میں گزاری۔ بڑے بڑے دشمنوں کو زیر کیا۔ اپنی جان کی بھی پروا نہیں کی۔ لیکن اولاد نے ہمیں پریشان ہونا سکھا دیا ہے۔"

سونیا نے کہا "ماں بننے کے بعد میرے اندر بھی یہی تبدیلی آئی ہے۔ میں نہیں جانتی تھی کہ فکر اور پریشانی کیا ہوتی ہے۔ مگر اپنے دونوں بچوں کے لیے اس وقت تک فکر مند رہوں گی ... تک کبریا اور اعلیٰ بی بی (ثانی) کو علی تیمور اور پارس کی طرح ناقابل شکست نہ بنادوں۔"

میں نے اس کے شانے کو تھپک ... "زیادہ فکر نہ کرو۔ کبریا اور اعلیٰ بی بی کے لیے جناب تبریزی کی بھی دعائیں کام کرتی ہیں۔ تم نے دیکھا تھا کہ انہوں نے عین وقت پر شی تارا اور پوجا پر روحانی ٹیلی پیتھی کا عمل کیا تھا۔ تب ہمیں معلوم ہوا کہ یہ بیچاری اصلی نہیں ڈمی شی تارا ہے اور پارس کو پھانسنے کے لیے استعمال کی جاتی رہی ہے۔ ہمارے لیے اب یہ ڈمی نہیں ہے۔ یہی ہمارے لیے شی تارا ہے۔ اسی نے تمہیں بتایا تھا کہ کس طرح کروناڈونگا کے ذریعے ہماری بیٹی پر کالا جادو کیا جانے والا ہے۔"

سونیا نے شی تارا کو اپنی بانہوں میں لے کر اس کی پیشانی چوم کر کہا "میری بیٹی کو بچانے میں میری اس ہونے والی بہو نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ بیچاری ڈمی بن کر دیوی سے سحرزدہ بھی رہی اور ہماری نفرتوں کا شکار ہوتی رہی لیکن اب میں اس ڈمی بنانے والی اصلی شی تارا کو اصلی نہیں رہنے دوں گی۔ اسے ڈمی بنادوں گی۔ جس طرح وہ کروناڈونگا کے ذریعے مجھ پر جادو کرنے والی تھی اور میں نے جادو کو اس پر الٹ دیا تھا، اس طرح اس کی شخصیت کو بھی الٹ کر اصلی سے ڈمی بنادوں گی۔"

وہ ایسی ہی چالباز تھی۔ دشمنوں سے زندگی اور موت کی بازیاں کھیلتے کھیلتے چالیں اس طرح بدل دیتی تھی کہ وہ بازیاں ہی الٹ جاتی تھیں۔ پتا نہیں اپنے بچوں کے لیے اس کے ذہن میں ابھی کیسے کیسے منصوبے پک رہے تھے۔ میں نے مسکرا کر دیکھا پھر پوچھا "ارادے کیا ہیں؟"

وہ بولی "کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ صرف تھوڑی سی پبلسٹی چاہتی ہوں کہ سونیا نے بابا صاحب کا ادارہ چھوڑ دیا ہے۔ جب تک اعلیٰ بی بی (ثانی) سات برس کی نہیں ہوگی، تب تک سونیا زیر زمین رہے گی۔ نہ کسی کو اپنی صورت دکھائے گی اور نہ ہی اپنی اصلی آواز سنائے گی۔ وہ شاید زمین کے اندر ہی اندر کسی سے ملاقات کرنے گئی ہے۔"

میں نے اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ میں فرہاد علی تیمور کی حیثیت سے کافی مقبول ہوں۔ انسان اپنے سامنے دوسروں کو کمتر سمجھتا ہے۔ لیکن میں اکثر سوچتا ہوں کہ سونیا اور پارس نے کیسا شیطانی دماغ پایا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایسی چالیں چل جاتے ہیں کہ دشمنوں کو یا تو مرنا پڑتا ہے، یا منہ چھپانا پڑ جاتا ہے۔ میں نے کہا "سونیا! تم کیا چیز ہو۔ اس طرح تو تم دیوی کی نیندیں اڑا دو گی۔ وہ بھاگتی پھرے گی اور زیر زمین جگہ بدلتی رہے گی۔ اور ایسی ہی بھاگ دوڑ میں وہ بھٹکتی ہوئی تمہارے روبرو آجائے گی۔"

وہ بولی "میں جناب تبریزی کی پیش گوئی پر یقین رکھتی ہوں۔ اللہ نے چاہا تو میری بیٹی سات برس کی ہوکر اسے منظر عام پر لائے گی۔ میں جو چال چل رہی ہوں، یہ محض اسے بدحواس ... کے لیے ہے تاکہ وہ پوری ذہانت سے کام لے کر آئندہ میری بیٹی پر ... نہ کرے اور اگر کرے تو بدحواسی میں غلطیاں کرتی رہے۔"

"تم انسان کی نفسیاتی کمزوریاں سمجھ کر چالیں چلتی ہو۔ کیا واقعی اس ادارے سے باہر جاؤ گی؟"

"ہاں۔ جاؤں گی۔ لیکن دن رات زیر زمین نہیں رہوں گی۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جتنے ممالک ہیں، جتنے کھنڈرات، تہ خانے اور زیر زمین خفیہ اڈے ہیں۔ ان کے اندر جایا کروں گی۔ پھر اوپر آجایا کروں گی۔ جانتے ہو یوں اوپر بھی رہا کروں گی؟"

"تمہاری کھوپڑی کو پارس ہی سمجھ سکتا ہے۔ مجھے وضاحت سے بتاؤ؟"

وہ بولی "صرف اس بنیادی بات کو سمجھنا ہے کہ وہ دیوی شی تارا اپنا اصلی چہرہ کیوں نہیں دکھا رہی ہے اور اصلی آواز کیوں نہیں سنا رہی ہے؟ میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ وہ پوجا ... کے

ذریعے غیر معمولی علوم حاصل کررہی ہے اور کوئی مخصوص عمل کررہی ہے۔ تاکہ ایک دن ڈمی کو ختم کرکے خود پارس کی زندگی میں آسکے۔ اس کے لیے شاید یہ لازمی ہوگا کہ وہ خود کو مخصوص عرصے تک روپوش رکھے۔"

سونیا نے مزید وضاحت سے کہا "اب بنیادی بات یہ ہوئی کہ وہ اپنا چہرہ اور آواز چھپا ہے۔ ایسے تو وہ میک اپ کے ذریعے بھی چھپ سکتی ہے اور آواز بدل سکتی ہے۔ جب اسے معلوم ہوگا کہ میں بھی زیر زمین رہنے لگی ہوں اور کہیں نہ کہیں ہمارا سامنا ہوسکتا ہے تو اپنے بچاؤ کے لیے میک اپ کے ذریعے چہرے اور آواز کو بدل کر زمین کے اوپر بھی آنے پر مجبور ہوگی تاکہ میں زیر زمین اس کے لیے بھٹکتی رہوں۔ اور میں یہی چاہتی ہوں کہ وہ کسی بھی بہروپ میں زیر زمین رہنا چھوڑ دے تاکہ میری سات برس کی بچی کو زیر زمین جاکر اسے تلاش نہ کرنا پڑے۔"

ثی تارا نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر کہا "اوہ مما! آپ ایسی ہیرا پھیری سے پلاننگ کرتی ہیں کہ میرا تو سر ہی چکرانے لگا ہے۔ مجھے تو پارس واقعی آپ ہی کا بیٹا لگتا ہے۔ آپ ہی نے اسے جنم دیا ہے یا پھر اس کی زبردست ٹریننگ کی ہے۔"

اسی وقت سلمان میرے پاس آیا۔ میں نے کہا "ہاں بولو؟ کوئی خاص بات ہے؟"

"ہاں۔ ٹرانسفارمر مشین کا انچارج اور اس کا خاص ماتحت جان مائیکل میرے تابعدار تھے۔ لیکن افسوس جان مائیکل اسپتال میں بیمار تھا۔ وہاں اس کی موت ہوچکی ہے۔ اور جو انچارج تھا' وہ کافی بوڑھا ہوچکا تھا۔ اسے ریٹائر کردیا گیا ہے۔ اس طرح اس مشین کو آپریٹ کرنے والے اب ہمارے قابو میں نہیں رہے ہیں۔ وہاں نئے انجینئر اور مکینک آئے ہوئے ہیں۔ وہ سمجھ لیں گے کہ مشین میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ پہلے والے انچارج اور جان مائیکل اس میں خرابی پیدا کردیا کرتے تھے۔ وہ غدار تھے یا پھر دشمن خیال خوانی کرنے والوں کے زیر اثر تھے۔"

میں نے کہا "یہ معاملہ ہمارے خلاف ہوگیا۔ ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ بار بار مشین کو تباہ کرنے سے کوئی بات نہیں بنتی ہے۔ وہ دوسری مشین بنالیتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ مشین کو آپریٹ کرنے والے ہمارے قابو میں رہیں۔ اس طرح اس مشین سے کوئی بھی نارمل خیال خوانی کرنے والا پیدا نہیں ہوگا۔"

سونیا نے کہا "یہ طریقہ بہتر تھا۔ مشین کو تباہ کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ اسے آپریٹ کرنے کے لیے جو نئے مکینک وغیرہ آئے ہیں وہ کون ہیں؟ شاید ہم انہیں بھی ٹریپ کرسکیں۔"

سلمان نے کہا "میں معلومات حاصل کررہا ہوں۔ لیکن سپر ماسٹر وغیرہ بڑی رازداری سے کام لے رہے ہیں۔ یہ نئے مکینک اور انجینئرز بیڈ کو آنرز میں نظر بند رہتے ہیں۔ ہمیں خیال خوانی کے لیے

ذریعے وہاں جن افراد تک پہنچ سکتا تھا' ان کے خیالات نے یہی بتایا کہ وہ نئے انجینئر اور مکینک سے واقف نہیں ہیں۔ ایک اہم بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ وہ نئے آنے والے اور مشین کو آپریٹ کرنے والے یوگا کے ماہر ہیں۔"

اس ملک میں پاشا کے سوا کوئی خیال خوانی کرنے والا نہیں رہا تھا۔ اب جو نیا طریقہ کار اختیار کیا گیا تھا' اس سے اب نئے خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ ہونے والا تھا۔ سونیا نے کہا "ہمارے پاس جمیلہ رازی اور ہیرو غیر معمولی سماعت کے حامل ہیں۔ وہ دونوں اسی ادارے میں ہیں۔ یہاں بیٹھے بیٹھے وہ سپر ماسٹر اور ان کے اعلیٰ فوجی افسران کی باتیں سن سکتے ہیں۔ وہ مشین کے نئے مکینک وغیرہ کے علاوہ نئے ٹیلی پیتھی کا علم سیکھنے والوں کے متعلق بھی گفتگو کریں گے۔ اس طرح ہمیں ان کی مصروفیات اور ان کے منصوبوں کا علم ہوتا رہے گا۔"

میں نے کہا "بے شک! ہم ان کے نئے مکینک اور نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر نہیں پہنچ سکیں گے۔ لیکن جمیلہ اور ہیرو کے ذریعے سپر ماسٹر وغیرہ کی باتوں سے ان کے منصوبوں اور پروگراموں کے متعلق بہت کچھ معلوم کرسکیں گے۔"

سلمان چلا گیا۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے جمیلہ اور ہیرو سے رابطہ کیا۔ وہ اسی ادارے میں تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ بابا صاحب کے ادارے کے ریکارڈ روم میں جائیں۔ وہاں کا انچارج انہیں سپر ماسٹر کی آواز کا آڈیو کیسٹ سنائے گا۔ اس کے بعد وہ وقتاً فوقتاً اس کی اور فوج کے اعلیٰ افسران کی باتیں سنتے رہیں اور ان کی پلاننگ معلوم کرتے رہیں۔ جب بھی وہ اہم منصوبے بنائیں تو جمیلہ اور ہیرو مجھے فوراً بتائیں۔

انہیں یہ ذمے داریاں سونپ کر میں دماغی طور پر حاضر ہوا۔ سونیا نے کہا "آپ پارس سے رابطہ کریں اور اس سے کہیں کہ وہ پاشا سے کچھ اگلوانے کی کوشش کرے۔ شاید پاشا کو مشین کے نئے مکینک اور نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے متعلق معلوم ہو۔"

میں نے سونیا سے کہا "تم مجھے پارس سے رابطہ کرنے کو اس لیے کہہ رہی ہو کہ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ مگر میں کیوں اس سے رابطہ کروں؟"

سونیا نے تعجب سے پوچھا "کیوں رابطہ نہیں کریں گے؟ کیا بیٹے سے باتیں نہیں کریں گے؟"

میں نے مسکرا کر کہا "بھئی کچھ سمجھا کرو۔ جب ہماری ہونے والی بہو خیال خوانی کرتی ہے اور اس سے باتیں کرسکتی ہے تو ہمیں بیٹے اور بہو کے درمیان نہیں آنا چاہیے۔"

ثی تارا سر جھکا کر مسکرانے لگی۔ سونیا نے ہنس کر کہا "یہ تو میں بھول ہی گئی تھی۔ ثی تارا کو صرف رابطہ ہی نہیں کرنا چاہیے بلکہ وہاں جانا بھی چاہیے وہاں پوجا بھی ہے۔ ان تینوں کی موجودگی سے آئی ایم کی تنظیم کو بڑی تقویت پہنچے گی۔"

پھر اس نے ثی تارا سے کہا "ابھی تو تم پارس اور پاشا سے ملے کرادو۔ اس کے بعد وہاں جانے کی تیاری کرو۔"

ثی تارا سر پر آنچل رکھ کر شرماتی ہوئی دوسرے کمرے میں ئی۔ پھر اس نے خیال خوانی کے ذریعے پارس کو مخاطب کیا اور کہا یں بول رہی ہوں۔ تمہاری بہت بڑی مجرم ہوں۔ مجھے معاف روو۔"

پارس نے کہا "اب تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگیا ہے۔ اچھی طرح معلوم ہوچکا ہے کہ دیوی تمہیں ڈمی بنا کر کیسے ظلم کرتی ی ہے۔ تمہاری مرضی کے خلاف تم سے کام کراتی تھی۔ تم اس ے حکم پر مجھے اپنا معمول اور تابعدار بنانا چاہتی تھیں۔ وہ یقیناً ب نہایت ہی غلط عمل تھا مگر اب ہزار بار مجھے اپنا تابعدار بنالو۔ یں بناؤ گی تب بھی جی جان سے تمہارا بنا رہوں گا۔"

ثی تارا فرط مسرت سے رونے لگی۔ پھر بولی "میں دل کی ہرائیوں سے تمہیں چاہتی آئی ہوں۔ میری چاہت ایک عبادت ی طرح رہی۔ اس لیے خدا نے تمہارا پیار مجھے انعام کے طور پر دیا ہے۔ مما کہہ رہی ہیں کہ مجھے تمہارے پاس جاکر رہنا چاہیے۔ تم اجازت دو تو میں آنے کی تیاری کردوں۔"

وہ بولا "وہ آئیں ہمارے گھر میں خدا کی قدرت ہے۔ کبھی ہم ان کو' کبھی ہم ان کو اور کبھی ہم ان کو دیکھتے ہیں۔ حالانکہ شاعر نے کہا تھا کہ کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں۔ لیکن تم ایسی چیز ہو کہ تمہیں دیکھتے وقت گھر کو دیکھنے کی فرصت نہیں ملے گی۔ اب بتاؤ کب آرہی ہو؟"

"شاید آج رات کو یا کل صبح تک۔ اس سے پہلے ایک کام کرنا ہے۔ میں پاشا سے رابطہ کرارہی ہوں۔ اس سے یہ اگلوانے کی کوشش کرو کہ ٹرانسفارمر مشین کے دو نئے انجینئر اور مکینک کون ہیں اور نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے جارہے ہیں یا نہیں؟ انکل سلمان پہلے جس مکینک کے دماغ میں جگہ بنائے ہوئے تھے' وہ مرچکا ہے۔"

پارس نے اسے بتایا کہ پاشا سیدھی طرح اسے اپنے اندر آنے نہیں دے گا۔ لہٰذا اس سے رابطہ کرنے کے لیے کون سی چال چلنی چاہیے۔ اس نے چال بتائی۔ ثی تارا نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تم شرارت سے کبھی باز نہیں آؤ گے۔"

پھر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس سے پہلے کہ پاشا سانس روکتا' وہ بڑے ہی جذباتی انداز میں بولی "ہائے! مجھے پارس سے بچاؤ۔"

پارس کو تو وہ جیسے پیدائشی دشمن سمجھتا تھا۔ پھر ایک عورت کی سریلی آواز نے اس سے التجا کی تھی۔ وہ کسی سریلی چیز کو کیسے چھوڑ سکتا تھا۔ اس نے پوچھا "اے مظلوم حسینہ! تم کون ہو؟"

"میں ایک شکاری کی بیٹی ہوں۔ میرا باپ گینڈوں کا شکار کرتا تھا۔ مجھے بچپن سے گینڈے جیسے مرد پسند ہیں۔ مجھے آج تک کوئی

ایسا گینڈا نہیں ملا۔ اس لیے اب تک کنواری ہوں اور اپنی بدقسمتی پر رو رہی ہوں۔"

"نہ۔ نہ۔ نہیں۔ تم نہ رونا۔ تمہاری بدقسمتی کے دن سمجھو کہ ختم ہوگئے ہیں۔ میں بالکل گینڈے جیسا ہوں اور اتنا شریف گینڈا ہوں کہ مجھے شکار کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ میں خود پھنس جاتا ہوں۔"

"مگر میں تمہیں کیسے پھانسنے آؤں؟ پارس نے مجھے ایک کمرے میں بند کردیا ہے۔"

"کہاں بند کیا ہے؟ کہاں ہے وہ کمرا؟ میرا مطلب ہے کہ کہاں ہے وہ پارس؟ میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گا۔"

"وہ اسی مکان کے دوسرے کمرے میں ہوگا۔ میں نے ابھی اس کی آواز سنی ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ اگر اس کی آواز اور لہجہ وہی پرانا ہے تو میں ابھی اس کے دماغ میں پہنچ کر زلزلہ پیدا کروں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر پارس کے دماغ میں پہنچ کر بولا "ابے او لفنگے! آوارہ' بے شرم! کیا تیری ماں بہنیں نہیں ہیں؟"

"ہیں۔ مگر ایک گینڈی نہیں تھی۔ اتفاق سے مل گئی ہے۔"

"اے خبردار! اسے ہاتھ نہ لگانا ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔"

"یہی اسے سمجھا رہا ہوں کہ تم سے برا کوئی نہیں ہوسکتا۔ کہاں برے کے پاس پھنسنے جارہی ہو۔"

"تم اسے الٹا سمجھا رہے ہو۔ برا ہونے کا مطلب ہے خطرناک۔ میں تمہارے لیے خطرناک ہوں۔"

"لیکن گینڈے کی ناک تو چپٹی اور چپکی ہوئی سی ہوتی ہے۔ وہ خطر ہوسکتا ہے' ناک نہیں ہوسکتا۔"

"میں جیسا بھی ہوں' وہ مجھے پسند کرتی ہے۔"

"وہ صرف پسند نہیں کرتی۔ تمہارے لیے تڑپتی ہے۔"

"آہ! میرے لیے تڑپتی ہے؟ ارے تم کیوں پیدا ہوگئے؟ کیوں میری محبت کے پیچھے پڑ گئے ہو؟"

"اس لیے کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ میں نے اسے سمجھایا ہے کہ ہمارے خاندان میں درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ اور گینڈے کے خاندان میں صرف ایک گینڈا جانتا ہے۔ وہاں اور کوئی نہیں ہے۔"

"کیوں نہیں ہیں؟ وہ جو چار ایب نارمل تھے انہیں دماغی امراض کے اسپتال میں بھیج دیا گیا۔ اب نئے چار پیدا ہوگئے ہیں۔"

"گینڈی کو حاصل کرنے کے لیے جھوٹ بول رہے ہو۔ جب مشین سے پیدا ہونے والے ایب نارمل ہوجاتے ہیں تو پھر معقول ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے چار کیسے پیدا ہوگئے؟

"کیسے بھی پیدا ہو گئے؟ تم اس حسینہ کی بات کرو۔"

"میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔ جس گینڈا خاندان میں زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں گے' وہ اسی خاندان کے گینڈے سے شادی کرے گی۔ میں اس حسینہ کو یقین دلا رہا ہوں کہ ہمارے خاندان کی ٹرانسفارمر مشین سے کبھی ایب نارمل گینڈے پیدا نہیں ہوتے۔ میں نے اسے اپنے ہاں کے مکینک اور انجینئر کے نام بھی بتا دیے ہیں' جو ہماری مشین آپریٹ کرتے ہیں۔"

"ابے جھوٹے مکار! ٹرانسفارمر مشین تم لوگوں کے پاس نہیں ہے۔ پھر اس کے مکینک اور انجینئر کہاں سے آ گئے؟"

"یہی بات میں اس سے کہتا ہوں کہ تمہارے ہاں کوئی مکینک اور انجینئر نہیں ہے۔"

"ہے۔ بالکل نئے نئے آئے ہیں۔ بہت قابل لوگ ہیں۔ حسینہ سے میری بات کراؤ میں بھی اسے یقین دلاؤں گا۔"

تھوڑی دیر بعد شی تارا نے خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ "ہائے میرے گینڈے! یہ پارس کہہ رہا ہے کہ تم اپنے ہاں کی مشین کے انجینئر اور مکینک کو نہیں جانتے ہو۔ وہاں تمہاری عزت دو کوڑی کی ہے۔ کوئی تمہیں راز کی باتیں نہیں بتاتا ہے۔ اور تم اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے ذریعے بھی کچھ معلوم نہیں کر سکتے ہو۔"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولا "پارس بہت کمینہ ہے۔ یہاں میری بہت عزت ہے۔ میں خود ہی راز کی باتیں معلوم نہیں کرتا۔ اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتا۔"

شی تارا نے کہا "ضرورت ہے۔ اس سے عزت اور وقار بڑھتا ہے۔ اگر تم اپنی غیر معمولی سماعت اور بصارت سے چھپی ہوئی باتیں دور بیٹھ کر سنو گے تو تمہاری معلومات میں اضافہ ہو گا۔ میں فخر سے کہہ سکوں گی کہ میرا گینڈا دنیا جہاں کی معلومات رکھنے والا انسائیکلوپیڈیا ہے۔"

"تم مجھ پر فخر کرنا چاہتی ہو تو اب میں سپر ماسٹر کی باتیں سنتا رہوں گا۔ وہ انجینئر سے' مکینک سے اور فوجی افسران سے جتنی باتیں کرے گا' میں تمہیں فخر کرنے کے لیے سناتا رہوں گا مگر ہماری ملاقات کیسے ہو گی؟"

"اگر تم آج کل میں مجھے فخر کرنے کا موقع دو گے اور مجھے یقین آ جائے کہ تم پارس کی طرح جھوٹ نہیں بول رہے ہو تو میں چالاکی سے پارس کے کھانے پینے کی کسی چیز میں بے ہوشی کی دوا ملا کر اسے بے ہوش کرنے کے بعد یہاں سے بھاگ نکلوں گی۔ پھر تم جہاں بلاؤ گے' وہاں چلی آؤں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ میں جلد ہی تم سے رابطہ کروں گا۔"

شی تارا اس کے دماغ سے نکل آئی۔ پاشا غیر معمولی سماعت کے ذریعے ان کی باتیں سن سکتا تھا۔ اس لیے انہوں نے زبان سے باتیں نہیں کیں۔ وہ پارس کے اندر آ کر بولی "واقعی سپر ماسٹر وغیرہ پاشا کو اہم معاملات میں راز دار نہیں بناتے ہیں ورنہ ابھی وہ جوش میں آ کر راز کی ساری باتیں بتا دیتا۔"

"کوئی بات نہیں۔ اب وہ گدھا تم سے ملنے کی خاطر غیر معمولی سماعت کے ذریعے سپر ماسٹر وغیرہ کی تمام اہم باتیں سنتا رہے گا اور تمہیں بتاتا رہے گا۔"

پوجا نے کچن سے نکل کر کمرے میں آ کر پارس کے سائے کو دیکھا۔ سایہ دیوار پر نظر آ رہا تھا۔ وہ سر جھکائے ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا "بھائی جان! کیا بات ہے؟ ایسا لگتا ہے جیسے پریشان ہو کر سر جھکائے سوچ رہے ہوں۔"

وہ بولا "ہاں پریشانی کی بات ہے۔ وہ یہاں ہمارے گھر آنا چاہتی ہے۔ میں اسے سمجھا رہا ہوں کہ میری بہن اس کا یہاں آنا بالکل پسند نہیں کرے گی۔ لیکن وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہی ہے۔"

"مگر وہ ہے کون؟ کیوں آپ کے پیچھے پڑی ہے۔"

"کیا بتاؤں کہ کون ہے؟ تم اسے دیکھو گی تو غصے سے منہ پھیر لو گی۔ یا پھر اسے دھکے دے کر یہاں سے نکال دو گی۔"

"پتا نہیں کون کون سی بلائیں آپ کے پیچھے پڑی رہتی ہیں۔ ذرا دیکھوں تو سہی' وہ کیا بلا ہے؟"

وہ پارس کے دماغ میں گئی۔ پھر ناگواری سے بولی "اے کون ہو تم؟"

شی تارا نے کہا "میں پوجا نامی ایک چڑیل کی بہن ہوں۔"

"دیدی!" وہ خوشی سے چیخ مار کر اچھل پڑی "او میری پیاری دیدی! آپ کب آ رہی ہیں؟"

"آج رات یا کل صبح تک۔ آنے سے پہلے فلائٹ کے بارے میں بتا دوں گی۔"

پوجا پارس کے بازوؤں کو پکڑ کر [illegible] بولی "بھائی جان! آپ بہت خراب ہیں۔ اتنی بڑی خوش خبری یوں ڈرا ڈرا کر رہے تھے۔"

شی تارا اور پارس قہقہے لگانے لگے۔

○☆○

نئے انجینئر اور مکینک نے ٹرانسفارمر مشین کو پوری توجہ سے چیک کرنے کے بعد کہا "اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ آپ حضرات اس بات کا سراغ لگائیں کہ اس مشین سے گزر کر ایب نارمل کیوں ہو جاتا تھا۔"

نئے انچارج انجینئر نے سپر ماسٹر کے ایک منتخب جوان کو مشین سے گزارا۔ پھر اسے آبزرویشن میں رکھا گیا اور طرح طرح سے آزمایا گیا۔ وہ بالکل نارمل رہا اور صحیح خیال خوانی کے ذریعے رپورٹ فراہم کرتا رہا۔

پہلے جو بوڑھا انچارج تھا اور ریٹائر کر دیا گیا تھا' اس کے خیالات پڑھے گئے۔ وہ بوڑھا یوگا کا ماہر نہیں تھا۔ اس کے دماغ میں کوئی بھی آ کر مشین میں خرابی پیدا کر سکتا تھا۔ اس کا ماتحت جان مائیکل یوگا کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ مگر شبہ کیا گیا کہ دشمن اس پر تنویمی عمل کر کے مشین میں خرابی پیدا کرتا رہا ہو گا۔

بری' بحری اور فضائی افواج کے ایک ایک اعلیٰ افسر اور سپر ماسٹر نے ایک خفیہ اجلاس میں فیصلہ کیا کہ اس بار ایسے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے جائیں جو کبھی کسی دشمن کے فریب میں نہ آ سکیں اور ان کے دماغوں کو یوں فولاد کی طرح بنایا جائے کہ کوئی ان پر تنویمی عمل کر کے انہیں اپنا تابعدار اور امریکا کا غدار نہ بنا سکے۔

انہوں نے چار عدد ایسے صحت مند جوانوں کا انتخاب کیا جو ذہانت کے تمام مشکل ترین امتحانات میں سو فیصد نمبروں سے کامیاب ہوئے۔ اور حاضر دماغی کا بھی کامیاب مظاہرہ کرتے رہے۔ ان چاروں کو گونگے افراد کی اشاراتی زبان سکھائی گئی۔ جب انہیں مشین سے گزارا گیا تو انہیں ٹیلی پیتھی کا علم نصیب ہوا۔ لیکن مشین کے انجینئر اور مکینک نے اسے اس طرح آپریٹ کیا تھا کہ ان چاروں کی قوت گویائی ختم ہو گئی تھی۔ وہ چاروں گونگے بن گئے تھے۔

ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی کے بھی دماغ میں اس کی آواز سن کر اور اس کے مخصوص لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے چور خیالات تک پہنچتے ہیں یا پھر اس کی آنکھوں میں جھانک کر یا اس کی تصویر کی آنکھوں کے راستے دماغ میں چلے آتے ہیں۔ ان چاروں کی آنکھوں میں کانٹیکٹ لینس لگائے گئے تاکہ آنکھوں کی اصل پتلیاں جو اندرونی جذبات و احساسات کی عکاسی کرتی ہیں' وہ کانٹیکٹ لینس کے پیچھے چھپی رہیں۔

ایک ہفتے کے بعد اس ٹرانسفارمر مشین کے ایک بیڈ پر پاشا کو لٹایا گیا اور دوسرے بیڈ پر ان چاروں میں سے ایک کو لٹا کر مشین کو آپریٹ کیا گیا۔ آپریشن کے چند گھنٹوں کے بعد خاطر خواہ نتیجہ نکلا۔ اس نوجوان میں بھی غیر معمولی سماعت اور بصارت کی خوبیاں پیدا ہو گئیں۔ اس کامیاب تجربے کے بعد باقی تین جوانوں کو بھی مشین کے ذریعے غیر معمولی سماعت و بصارت کا حامل بنایا گیا۔

اب سپر ماسٹر کی ماتحتی میں ایک نہیں' پانچ پاشا ہو گئے تھے۔ اصلی پاشا تو تمام تر غیر معمولی صلاحیتوں کے باوجود کند ذہن تھا۔ باقی چاروں بے حد ذہین تھے۔ وہ لوگ مائیک ہرارے کی طرح محب وطن تھے۔ اس کے علاوہ انہیں سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے سربراہوں کا انتہائی تابعدار اور محکوم بنایا تھا۔

صرف اتنا ہی نہیں' مشین کے ذریعے ان کے ذہنوں کو کسی بھی طرح کے تنویمی عمل سے یا کسی اور منفی عمل سے بے حس بنا دیا گیا تھا۔ ان کے ذہنوں پر جیسا بھی عمل کیا جاتا' وہ ذہن بھی اس عمل سے متاثر نہ ہوتے۔ یعنی کوئی بھی دشمن خیال خوانی کرنے والا ان چاروں میں سے کسی کو اپنا معمول اور تابعدار نہیں بنا سکتا تھا۔

جب بھی ان چاروں پر کامیاب تجربات ہوتے تو سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران [illegible] خفیہ میٹنگ ہوا کرتی تھی۔ اور وہ تمام کیے جانے والے کامیاب تجربات پر تبصرے کرتے تھے اور [illegible]

پلاننگ کرتے تھے کہ آئندہ ان چاروں سے اس طرح ڈرامائی انداز میں کام لیا کریں گے کہ دشمنوں کو حیرانی اور پریشانی رہا کرے گی۔ کن غیر معمولی افراد سے ان کا سابقہ پڑا ہے؟ یہ کون لوگ ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ اور کس ملک یا تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں؟

اکثر سپر ماسٹر کے دفتر میں ایسی خفیہ میٹنگ ہوا کرتی تھی۔ اس کے بند کمرے میں کسی فوجی ملازم کو بھی آنے کی اجازت نہیں تھی۔ ایسی رازداری تھی کہ وہاں دیواروں کے بھی کان نہیں تھے۔

لیکن تھے۔ ان سے دور ہزاروں میل دور جمیلہ رازی اور ہیرو سپر ماسٹر کی تمام باتیں سنتے تھے اور سپر ماسٹر کے ذریعے فوجی افسران کی بھی گفتگو سنائی دیتی تھی۔ یوں تو راز شاید ہی کبھی ہمیشہ راز رہتا ہو۔ بھید پانے کی جستجو میں رہنے والے ایک دن بھید پا لیتے ہیں۔ لیکن جمیلہ اور ہیرو نے سپر ماسٹر کا کوئی مشن شروع ہونے اور ان چاروں کو استعمال کرنے سے پہلے ہی ان کے تمام رازوں کو پا لیا تھا۔ اب وہ چاروں دنیا والوں کے لیے یا دوسرے مخالفین کے لیے تو عجوبے ہو سکتے تھے مگر ہمارے لیے کھلی کتاب بن چکے تھے۔ آئندہ کبھی ان سے نمٹنے کے لیے ہمیں سوچنا سمجھنا تھا کہ موسم کی پیش گوئیاں ہو چکی ہیں۔ آندھیاں چلنے والی ہیں اور ان آندھیوں سے کس طرح بچا جا سکتا ہے یا ان کا رخ موڑا جا سکتا ہے۔

اب سپر ماسٹر وغیرہ مائیک ہرارے کے محتاج بن کر نہیں رہتے تھے۔ ان کے پاس ہرارے سے بھی زیادہ ذہین اور شاطر ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہو گئے تھے۔ اور وہ چاروں کبھی ہرارے کی طرح باغی نہ ہوتے' ہمیشہ سپر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران کے تابعدار رہتے اور تابعدار بھی ایسے کہ ان سے کسی بھی حکم پر کبھی یہ نہ پوچھتے کہ ان سے ایسا کام کیوں لیا جا رہا ہے۔ ایسی بحث صرف مائیک ہرارے خود کو دانشمند سمجھ کر کیا کرتا تھا۔

ایک میٹنگ میں سپر ماسٹر نے کہا "سب سے خطرناک دشمن اپنے ہی لوگ ہوتے ہیں' جو دوستی اور وفاداری کے دعوے کرتے ہیں مگر ہماری لاعلمی میں ہمیں دھوکے دیتے ہیں یا بہت بعد میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہمیں بعد میں ہرارے کے بارے میں معلوم ہوا۔"

ایک افسر نے کہا "ہم سے دور ہو کر' اس ملک سے باہر جا کر وہ حب الوطنی کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر جب سے گیا ہے کبھی اپنے ملک کے لیے کوئی قابل ذکر کام نہیں کیا۔"

دوسرے افسر نے کہا "ہمیں یہ کہہ کر فریب دیتا رہا ہے کہ اس نے [illegible] پیتھی جاننے والیوں شی تارا اور پوجا کو اپنے قابو میں کر لیا ہے۔ مگر ہمیں ان کی ٹیلی پیتھی سے بھی ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔"

سپر ماسٹر نے کہا۔ "میں نے اس کا ذکر اس لیے چھیڑا ہے کہ ہمارے یہ حیرت انگیز ٹیلی پیتھی جاننے والے پہلا اسے فوج کے ڈسپلن کے خلاف ہماری توہین کرنے کی سزا دیں گے۔ وہ جہاں بھی ہو گا اسے پکڑ کر لائیں گے۔ ہم اسے پھر مشین سے گزار کر اپنا [illegible]

تابعدار بنائیں گے۔ وہ بلاشبہ ذہین اور شاطر ہے۔ ہمیں ایسے شخص کی ضرورت ہے۔ ہم اسے موجودہ چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح ناقابل شکست مگر اپنا تابعدار بنائیں گے۔"

ایک افسر نے کہا "میں تمہاری تائید کرتا ہوں۔ اگر ہم موجودہ طریقے کے مطابق مائیک ہرارے کو بھی اپنے چاروں خیال خوانی کرنے والوں کی طرح بنائیں گے تو وہ ہمارا سب سے زبردست ہتھیار ثابت ہوگا۔"

"اگر وہ اپنی آواز اور لہجے میں گفتگو کرتا ہے تو اس کی آواز کا ریکارڈ ہمارے پاس ہے۔ ہمارے خیال خوانی کرنے والے اپنی غیر معمولی سماعت سے اس کی آوازیں سنتے رہیں گے۔ اس کی مصروفیات کے بارے میں بھی معلوم کرتے رہیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوسکے گا کہ وہ آج کل کس ملک اور کس شہر میں ہے۔ اس کے بعد اسے گھیرنا آسان ہو جائے گا۔"

سپر ماسٹر نے کہا "تو پھر یہ طے ہو گیا کہ ہمارے چاروں میں سے ایک خیال خوانی کرنے والے جان کارٹر کو ہرارے کی آواز سنائی جائے گی۔ پھر جان کارٹر قبر تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔"

سب نے تائید کی۔ سپر ماسٹر نے کہا "مائیک ہرارے اپنا آدمی تھا، ہم نے پہلے اپنے آدمی کی بات کی۔ مگر غیروں میں سب سے خطرناک ایک نامعلوم دیوی ہے جس کا آج کل ذکر ہو رہا ہے اور یہ خوبی بیان کی جارہی ہے کہ وہ یوگا کے ماہرین کے دماغوں میں بھی گھس آتی ہے اور جسے چاہے اپنا تابعدار بنا لیتی ہے۔"

ایک افسر نے کہا "اسی نے مایا کے کھنڈر کے نیچے ایک خفیہ اڈا بنایا تھا۔ ہماری ایک ٹیم کو وہاں اس کی موجودگی کے آثار ملے ہیں۔ وہ خود کو پراسرار بنا کر کیوں رکھتی ہے اور کیا ارادے رکھتی ہے، یہ معلوم کرنا اور اسے بھی اپنے قابو میں کرنا بہت ضروری ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "اگر وہ کسی کے بھی دماغ میں گھس آتی ہے تو ہوسکتا ہے کہ ابھی ہماری باتیں بھی سن رہی ہو۔"

"سننے دو اور اسے معلوم ہونے دو کہ اب اس کی بھی شامت آگئی ہے۔ ہمارے خیال خوانی کرنے والے اسے زمین کی تہ سے بھی نکال لائیں گے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "میں دیوی کو تلاش کرنے اور اسے پکڑ کر یہاں لانے کی ذمے داری اپنے دوسرے خیال خوانی کرنے والے آندرے نوک کو دیتا ہوں۔ آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟"

سب نے تائید کی۔ سپر ماسٹر نے کہا "پچھلے دنوں ایم آئی ایم کی تنظیم نے ناک میں دم کر دیا تھا۔ اگرچہ اسلامی کانفرنس میں واضح طور سے کہہ دیا ہے کہ جو اسلامی ملک چاہے وہ اسرائیل سے معاہدے کرسکتا ہے۔ اس کے باوجود تنظیم درد سری رہے گی۔ کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہونے دے گی جس میں سیاسی ہیر پھیر کے ذریعے مسلمانوں کو پسماندہ بنایا جائے۔ ہمیں اس تنظیم کے سربراہ تک پہنچنا اور اسے بے نقاب کرنا ہوگا۔"

تینوں افواج کے اعلیٰ افسران توجہ سے باتیں سن رہے۔ سپر ماسٹر نے کہا "وہ پہلے مذاکرات میں انسانی ہڈیوں کا ڈھانچا بن کر آیا۔ پھر اسلامی کانفرنس میں خود کو ایک انسانی سایہ بنا کر پیش کیا۔ انسانی ٹھوس جسم کو سایہ بنانے والی وہ گولیاں طبی سائنس کا نا قابل یقین ہی حیرت انگیز کمال ہے۔ یہ گولیاں پہلے جوڈی نارمن کے پاس تھیں جسے ایم آئی ایم کا وہ سربراہ چھین کر لے گیا۔"

ایک افسر نے کہا "سایہ بننے والے اس سربراہ کی آواز کا کیسٹ بھی ہمارے پاس ہے۔ یہ آواز ہمارے تیسرے خیال خوانی کرنے والے مارکوس برٹن کو سنائی جائے۔ اگرچہ سائے کو گرفتار نہیں کیا جاسکتا لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے سایہ بن کر نہ رہتا ہو۔ ہمارا مارکوس برٹن بہت چالاک ہے۔ اس سربراہ سائے کی رگ رگ تک پہنچ جائے گا۔"

ان چاروں خیال خوانی کرنے والوں میں کوئی کسی سے کم نہیں تھا۔ سب باصلاحیت، ذہین اور تیز طرار تھے۔ اس لیے سب نے تائید کی کہ مارکوس برٹن ایم آئی ایم کے سربراہ سائے (بارڈر) کو بے نقاب کرے گا۔

سپر ماسٹر نے کہا "اسرائیل ہمارا سب سے زبردست مہرہ ہے مگر ہمارے لیے دردِ سر بھی بن جاتا ہے۔ اس کی خفیہ یہودی تنظیم میں اب وہ پہلا سا دم خم نہیں رہا۔ پھر بھی وہ قائم ہے۔ ہم سے بغاوت کرنے والا داؤد منڈولا بھی اس تنظیم میں کافی اہمیت رکھتا ہے۔ ہمیں یہ معلوم کرنا ہوگا کہ اس یہودی تنظیم میں اب کتنے خیال خوانی کرنے والے رہ گئے ہیں اور کون اسے خفیہ طور پر قائم رکھے ہوئے ہے۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "یہ تمام معلومات حاصل کرنے کے لیے ہمارے چوتھے اور آخری خیال خوانی کرنے والے فیوری بوائے کو مامور کیا جائے۔ اور وہ ایسا طریقہ اختیار کرے کہ ان کی لاعلمی میں اس تنظیم کے اندرونی راز معلوم کرتا رہے۔ ان یہودیوں کو خوش فہمی میں بھی مبتلا رکھے کہ کوئی ان کی تنظیم تک نہیں پہنچے گا۔"

وہ سب سوچ سمجھ کر منصوبے بنا رہے تھے اور ان منصوبوں کے مطابق اپنے چاروں خیال خوانی کرنے والوں کو میدان میں بھیجنے والے تھے۔ اس میں شبہ نہیں کہ جب سے ٹرانسفارمر مشین بنائی گئی ہے تب سے ناکامیوں کا منہ دیکھنے کے بعد اب انہوں نے نہایت دانشمندی سے اس ٹرانسفارمر مشین کو استعمال کیا اور چار غیر معمولی ٹیلی پیتھی جاننے والے عجوبے پیدا کیے جو واقعی مخالفین کے لیے لوہے کے چنے ثابت ہونے والے تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ سپر ماسٹر نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "کیا بات ہے؟"

دوسری طرف سے اس کے ماتحت نے کہا "سر! ابھی شام کا اخبار آیا ہے......"

سپر ماسٹر نے بات کاٹ کر کہا "شام کا اخبار روز آتا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ میٹنگ کے دوران ڈسٹرب نہ کرنا۔ اخبار ایک گھنٹے کے بعد بھی پڑھا جاسکتا ہے۔"

"لیکن سر! بہت اہم خبر ہے اور وہ سونیا کے متعلق ہے۔"

"کیا؟" وہ چونک کر بولا "ادھوری باتیں نہ کیا کرو۔ کیا لکھا ہے سونیا کے بارے میں؟"

سونیا کا نام سن کر وہاں بیٹھے ہوئے تمام فوجی افسران کے کان کھڑے ہوگئے۔ وہ سوالیہ نظروں سے سپر ماسٹر کو فون پر گفتگو کرتے ہوئے دیکھتے رہے۔

پھر سپر ماسٹر نے ریسیور رکھ کر افسران سے کہا "ہم تو سمجھ رہے تھے کہ آمنہ (رسونتی) کی طرح سونیا بھی گوشہ نشین ہوگئی ہے۔ لیکن وہ تو کفن پھاڑ کر نکل آئی ہے۔"

ایک نے بے یقینی سے پوچھا "کیا واقعی۔ وہ۔ وہ...."

سپر ماسٹر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا "آج شام کے اخبار میں یہ چھپا ہے کہ اس نے اپنے دونوں بچوں کو بابا صاحب کے ادارے کے حوالے کر دیا ہے اور خود ادارہ چھوڑ کر ایک مخصوص مدت کے لیے زیرِ زمین رہائش اختیار کرنے جارہی ہے۔"

"کیا؟" سب ہی نے حیرانی سے پوچھا۔ ایک نے کہا "یہ کیا بات ہوئی۔ وہ زیرِ زمین کیوں رہے گی؟"

"ایک اخباری رپورٹر نے یہی سوال کیا تھا۔ اور اس نے جواب دیا تھا کہ وہ وضاحت سے کچھ نہیں کہے گی بس یوں سمجھ لیں کہ وہ زیرِ زمین کسی سے ملاقات کرنے جارہی ہے۔ ملاقات کے بعد اپنے بچوں کے پاس واپس آجائے گی۔"

چند لمحات تک خاموشی رہی پھر ایک افسر نے میز پر ہاتھ مار کر کہا "بات سمجھ میں آگئی۔ ابھی ہم جس پراسرار دیوی کا ذکر کر رہے تھے وہ بھی زیرِ زمین رہتی ہے۔ ہم سب سونیا کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس نے "ملاقات" کا لفظ معنی خیز انداز میں استعمال کیا ہے۔ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔ ہوسکتا ہے اس دیوی کے ساتھ اس کی ٹھن گئی ہو۔"

سپر ماسٹر نے کہا "اس دیوی سے اس کا کوئی اختلاف ہے یا نہیں؟ یہ وہ سمجھے، ہمارے سمجھنے کے لئے یہ کافی ہے کہ بابا صاحب کے ادارے سے ایک زہریلی گیس خارج ہوگئی ہے۔ وہ ہمارا سانس لینا بھی دشوار کر دے گی۔"

ایک افسر نے کہا "فی الحال ہماری اس سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔"

"آپ اس پہلو سے سوچیں کہ وہ مسلمان ہے۔ اگر ایم آئی ایم کے سربراہ نے اس سے مدد طلب کی تو وہ امریکا اور اسرائیل دونوں کے پیچھے پڑ جائے گی۔"

دوسرے افسر نے کہا "اس نے بیان دیا ہے کہ زیرِ زمین کسی سے ملاقات کرنے جارہی ہے۔ اگر ہم لفظ "ملاقات" کو معنی خیز یا طنزیہ نہ سمجھیں اور یہ فرض کرلیں کہ وہ زیرِ زمین رہنے والی دیوی سے دوستانہ ملاقات کے لیے جارہی ہے تو پھر دیوی کی حمایت اور ہماری مخالفت کرے گی۔"

وہ سب شام کا اخبار منگوا کر توجہ سے وہ خبر پڑھنے لگے۔ لیکن خبر مختصر تھی کیونکہ سونیا کا بیان مختصر تھا، وضاحت نہیں تھی۔ سمجھنے کے لیے صرف اتنی سی بات تھی کہ جس بلا کے متعلق گوشہ نشینی کا یقین کر لیا گیا تھا، وہ اس گوشے سے نکل آئی تھی۔ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ نکلنے کے بعد واقعی زیرِ زمین جائے گی؟ زمین کے کس حصے میں جائے گی؟ یا دھوکا دے رہی ہے اور زمین پر ہی رہے گی؟ کتنے عرصے تک رہے گی؟ یہ سب سمجھ رہے تھے کہ جب تک اپنے بچوں کے پاس واپس نہیں جائے گی، دشمنوں کی آدھی سانس اٹکی رہے گی۔ یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کس روز بابا صاحب کے ادارے سے نکل کر گئی ہے؟ کس بہروپ میں اور کس سمت گئی ہے؟ جس اخبار کے رپورٹر نے بابا صاحب کے ادارے کے انکوائری سیکشن سے پوچھا، سیکشن انچارج نے اسے سونیا کی آواز کا کیسٹ سنا دیا اسی لیے وہ ادارے سے جاتے وقت کسی کو نظر نہیں آئی۔

سپر ماسٹر نے کہا "ابھی ہم اپنے چاروں خیال خوانی کرنے والوں کو بلائیں گے۔ میں بابا صاحب کے ادارے کے انکوائری سیکشن سے رابطہ کروں گا اور فون پر سونیا کا ریکارڈ کیا ہوا بیان سنوں گا۔ میرے ساتھ آپ اور وہ چاروں خیال خوانی کرنے والے سنیں گے۔ پھر یہ چاروں کی ڈیوٹی رہا کرے گی کہ وہ تھوڑی دیر میں غیر معمولی سماعت سے سونیا کی آوازیں سنتے رہیں۔ اس طرح معلوم ہوتا رہے گا کہ وہ کہاں ہے اور کیا کرتی پھر رہی ہے؟"

ان چاروں نئے خیال خوانی کرنے والوں کو بلایا گیا اور سمجھایا گیا کہ انہیں ابھی سونیا کی آواز سنائی جائے گی۔ وہ چاروں اس کی آواز کو ذہن نشین کریں اور وقفے وقفے سے اس کی آوازیں سن کر معلوم کرتے رہیں کہ وہ کہاں ہے اور کن خاص لوگوں سے مل رہی ہے اور ایک طویل عرصے کے بعد بابا صاحب کے ادارے سے ایسے وقت کیوں نکلی ہے جب کہ اس کے بچے ابھی چھوٹے ہیں۔ انہیں ماں کی ضرورت ہے اور ماں اتنی اہم ضرورت کو نظر انداز کرکے جاچکی ہے۔

وہ چاروں سپر ماسٹر کی باتیں سن کر مسکرائے۔ پھر ایک نے کہا۔ "سر! سونیا کی آواز سنانے کے لیے ہمیں بلانے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم تو یوں بھی سن لیتے۔"

دوسرے نے کہا "جی ہاں، آپ فون پر دوسری طرف سے آنے والی کیسٹ کی آواز سنتے رہتے اور ہم آپ کے ذریعے اس آواز کو ذہن نشین کرتے رہتے۔"

تیسرے نے کہا "یہ جو آپ حضرات خفیہ میٹنگ کرتے رہتے

ہیں' آپس میں بولتے رہتے ہیں تو آپ حضرات کا ایک ایک لفظ ہم اپنے اپنے بنگلوں میں بیٹھ کر سنتے رہتے ہیں۔ آپ کی کوئی بھی میٹنگ دنیا والوں کے لیے خفیہ ہو سکتی ہے ہمارے لیے نہیں۔"

سپر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران ذرا جھینپ کر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ وہ بھول گئے تھے کہ اپنے ہی جوتے اپنے پاؤں کو کاٹا کرتے ہیں۔ وہ آپس کا کوئی راز ان خیال خوانی کرنے والوں سے کبھی نہیں چھپا سکیں گے۔

○☆○

مائیک ہرارے تنویمی نیند سے بیدار ہوا۔ لیکن اسی طرح بستر پر لیٹا رہا۔ اور سوچتا رہا کہ دن کے وقت کیوں سو رہا تھا جب کہ دن کو سونے کی عادت نہیں تھی۔

پھر اس نے دیوی کو یاد کیا۔ اسے یاد کرنے سے رفتہ رفتہ کچھ باتیں یاد آنے لگیں اور یوں یاد آنے کی وجہ یہ تھی کہ دیوی بڑی خاموشی سے اس کے اندر موجود تھی اور ہرارے کی سوچ میں اس کی یادداشت تازہ کر رہی تھی۔

اسے یاد آیا کہ دیوی نے بے لوث اور بے غرض دوستی کا وعدہ کیا تھا اور کہا تھا کہ اسے منڈولا کے تنویمی عمل سے نجات دلا دے گی بلکہ اس قدر آزادی دے گی جیسے فرہاد علی تیمور نے دی تھی اور وہ اس کے دماغ میں نہیں آتا تھا۔ اسی طرح دیوی نے بھی اس کے اندر کبھی نہ آنے کا وعدہ کیا تھا۔

وہ سوچ رہا تھا "مجھ پر تنویمی عمل ہو چکا ہے۔ منڈولا کے عمل کا توڑ ہو چکا ہوگا۔ اور دیوی بھی شاید کبھی نہیں آئے گی' کسی دوسرے ذریعے سے رابطہ کرے گی۔ مجھے یقین ہے کہ دیوی تنہا نہیں رہنا چاہتی اسی لئے دوست بنا کر رکھنے کے لئے اس پر اتنا بڑا احسان کر رہی ہے۔ اگر واقعی وہ سچے دل سے دوستی کرے گی اور مجھے کسی طرح کا دھوکا نہیں دے گی تو میں ہمیشہ اس سے وفاداری کروں گا اور جب بھی اسے میری ضرورت ہوگی تو میں دوسرے تمام فرائض چھوڑ کر اس کے کام آیا کروں گا۔"

دیوی نے ایک ایسی اجنبی آواز اور لہجہ اس کے دماغ میں نقش کیا تھا جسے وہ محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ان لمحات میں انہی اجنبی سوچ کی لہروں کے ذریعے اس کے اندر تھی اور اس کے دوستانہ خیالات پڑھ رہی تھی۔ پھر اس نے ہرارے کی سوچ میں یہ سوال پیدا کیا کہ دیوی اگر فراڈ کرے اور صرف دھوکا دینے والی دوستی کرے تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟

وہ ایک گہری سانس لے کر بے بسی سے سوچنے لگا "میں کر بھی کیا سکوں گا؟ وہ آتما شکتی کے ذریعے اس طرح دماغ میں آتی ہے کہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا جا سکتا۔ وہ میری لاعلمی میں کوئی بھی کام مجھ سے کرا سکتی ہے۔ وہ مجھے نیند کی حالت میں سحر زدہ کر کے جو کام بھی لینا چاہے گی میں وہ کرتا رہوں گا اور مجھے خبر بھی نہیں ہوگی۔"

دیوی نے اسے تھوڑی دیر تک اپنے طور پر سوچنے دیا۔ پھر اس نے ارادہ کیا کہ وہ سپر ماسٹر سے رابطہ قائم کر کے وہاں کے حالات معلوم کرے گا لیکن اس سے پہلے ہی دیوی نے اپنے معمول کے مطابق روبینہ کی آواز اور لہجے میں اس کے اندر آنا چاہا تو اس نے سانس روک لیا۔ جب سے پروفیسر ایزک کی موت ہوئی تھی تب سے دیوی روبینہ کی آواز اور لہجے کو استعمال کرتی آرہی تھی اور اس کے تمام خیال خوانی کرنے والے ماتحت اسی آواز کو دیوی کی اصل آواز سمجھتے تھے۔

جب مائیک ہرارے نے سانس روک لی تو وہ تھوڑی دیر بعد آکر بولی "ایک منٹ' میں دیوی ہوں۔ سانس نہ روکنا۔"

وہ بولا "ہاں میں نے پہلے ہی محسوس کیا تھا کہ وہ آپ کی سوچ کی لہریں ہیں مگر دھوکا بھی ہو سکتا تھا۔ کوئی آپ کی آواز میں بول سکتا تھا۔ اسی لئے میں نے......"

وہ بات کاٹ کر بولی "میری آواز کو تم چند خیال خوانی کرنے والے ہی سنتے اور سمجھتے ہیں یقین کر لو کہ میں بول رہی ہوں۔"

وہ حیرانی سے بولا "آپ کی سوچ کی لہروں کو یوگا کا کوئی ماہر بھی محسوس نہیں کرتا۔ پھر میں نے کیسے محسوس کر لیا تھا؟"

"اس لئے کہ میں زبان کی دھنی ہوں۔ میں نے تمہیں دوست بنانے کا وعدہ کیا تھا اور دوست کو کوئی اپنا معمول اور تابعدار نہیں بناتا۔ اس لئے میں نے سب سے پہلے اپنی آتما شکتی سے تمہیں آزاد کیا ہے۔ تم پر ایسا عمل کیا ہے کہ تم میری آتما شکتی کو بھی محسوس کر لیا کرو گے۔ جیسا کہ ابھی تم نے محسوس کر کے سانس کو روکا تھا۔"

وہ خوشی سے جھومتے ہوئے بولا "دیوی جی! آپ ہزار برس سلامت رہیں۔ آپ نے سچی دوستی کا ایسا ثبوت دیا ہے کہ آج سے میں دوست تو ضرور رہوں گا لیکن خداوند یسوع کی قسم دوستی میں آپ کی غلامی کروں گا۔ آپ نے مجھے زنجیریں نہیں پہنائیں لیکن اپنی سچائی کا عملی ثبوت پیش کر کے مجھے خرید لیا ہے۔"

"بس کرو ہرارے! زیادہ تعریف غیروں کی کی جاتی ہے۔ آئندہ ہم ایک دوسرے کے رازدار دوست رہیں گے اور اپنی آپس کی رازداری کو قائم رکھنے کے لئے میں نے ایک اور کام کیا ہے' جانتے ہو کیا کیا ہے؟"

"یو آر گریٹ۔ آپ نے ضرور کوئی بڑا کام کیا ہوگا۔"

"ہاں' میں نے داؤد منڈولا پر بھی تنویمی عمل کر کے اس کے ذہن سے تمہارا نام اور تمہاری شخصیت مٹا دی ہے اور یہ بھی بھلا دیا ہے کہ تم اس بنگلے میں رہتے ہو۔"

"واہ' آپ نے تو اس خبیث سے ہمیشہ کے لئے مجھے نجات دلا دی۔ اس کا مطلب ہے آئندہ وہ مجھے کہیں دیکھے گا تو نہ پہچان سکے گا اور نہ ہی اسے میرا نام یاد آئے گا۔"

"ہاں' میں چاہتی ہوں کہ تم اپنی مرضی کے مطابق آزادی

سے رہو اور میں زیر زمین رہا کروں گی۔ تم کوڈ ورڈز میرے لئے مقرر کرو تاکہ ان کوڈ ورڈز کے ذریعے تمہارے دماغ میں آؤں تو مجھے غیر نہ سمجھو۔"

وہ ذرا سوچ کر بولا "وی آر ٹو اونلی اینڈ نو تھرڈ ون" (صرف ہم دو ہیں اور تیسرا کوئی نہیں ہے۔)

وہ بولی "ٹھیک ہے' یہی کوڈ ورڈز رہیں گے لیکن صرف میں تمہارے دماغ میں آؤں گی اور تمہیں اپنے اندر نہیں آنے دوں گی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں تم پر بھروسا نہیں کرتی ہوں اور یہ اندیشہ محسوس کرتی ہوں کہ تم میرے چور خیالات پڑھو گے۔ نہیں' یہ بے اعتمادی ہماری دوستی کو کمزور کرے گی اس لئے تم یہی کوڈ ورڈز ادا کرو گے تو میں تمہیں اپنے دماغ میں خوش آمدید کہوں گی۔"

"بس اب تو کسی شک و شبے کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ اب تو میں تمہیں ہی اپنی زندگی کا مقصد بنا کر صرف تمہارے لئے سوچوں گا اور تمہارے جتنے بھی مسائل ہیں انہیں حل کرنے کے لئے اپنی پوری شاطرانہ ذہانت سے کام لیتا رہوں گا۔ کیا میں ایک بات پوچھوں؟"

"ضرور پوچھو؟"

"تم زیر زمین کیوں رہتی ہو؟ کیا مجبوری ہے؟ کیا مسئلہ ہے؟"

"مجھے علم نجوم میں مہارت حاصل ہے۔ میرا علم کہتا ہے کہ اگر میں دس برس تک اپنی اصلی شخصیت کو نہیں چھپاؤں گی' کسی کو بھی اپنا اصلی چہرہ دکھاؤں گی یا اپنی اصلی آواز سناؤں گی یا اپنا اصلی نام بتاؤں گی تو ایک نہایت ناقابل شکست جوان مجھ پر حاوی ہو جائے گا اور میں اس کی مرضی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاؤں گی اور اگر دس برس تک روپوش رہ کر اپنے بھگوان سے لو لگائے رکھوں گی' میری پوجا اور بھگتی سپھل (قبول) ہوتی رہے گی تو مجھے آتما شکتی بھی حاصل ہوگی اور میں اس جوان پر حاوی ہو جاؤں گی۔ پھر وہ جوان میری مرضی کے مطابق زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے گا۔"

"دس برس کا عرصہ بہت ہوتا ہے۔ مجھے اس جوان کا نام اور پتا بتائیں۔ میں اپنی حکمت عملی سے اسے آپ کے قدموں میں لا کر جھکاؤں گا۔"

"میری زندگی تدبیر اور تقدیر کے درمیان جکڑی ہوئی ہے۔ مشکل تو یہ ہے کہ میں اس کی نشاندہی بھی نہیں کر سکتی۔ اس کا پورا خاندان اتنا زبردست اور خطرناک ہے کہ میں اس خاندان کے کسی فرد کے دماغ میں بھی نہیں جا سکتی۔ تم بہت شاطر ہو۔ وہ لوگ بھی اتنے شاطر ہیں کہ ادھر تم ان کے خلاف کوئی چال چلو گے' ادھر وہ تمہاری ہی چال کا ایک سرا تھام کر ہم دونوں تک پہنچ جائیں گے۔"

"آپ ان سے ٹکرائے بغیر ستاروں کی چال کے مطابق اس جوان پر غالب آنا چاہتی ہیں؟"

"ہاں' میں چار برس زیر زمین رہ کر زندگی کے بڑے قیمتی لمحات پوجا اور بھگتی پر صرف کر چکی ہوں۔ صرف چھ برس رہ گئے ہیں۔ اس عرصے میں مجھ پر مصیبتیں آئیں گی۔ پہلے میں تنہا تھی اب تمہارے ساتھ ان مصائب کو دور کیا کروں گی۔"

"میرے لئے یہ بھی ایک اعزاز ہوگا کہ آپ کی ہر مصیبت میں ساتھ رہوں گا۔ ایسے وقت سمجھوں گا کہ دشمن کیسے ہیں اور ان کی چالیں چلنے کے انداز کیا ہیں؟"

"میں چاہتی ہوں' تم اس سائے کے متعلق سوچو' اسے سمجھو اور کوئی ایسی تدبیر کرو کہ اس سائے کے اندر چھپا ہوا ایم آئی ایم کا برادر کبیر ہماری گرفت میں آجائے۔"

"میں اسے شکنجے میں لینے کی تدبیر ابھی سے کروں گا۔ کیا وہ بھی آپ کے لئے پرابلم بنا ہوا ہے؟"

"تم اپنی ذہانت سے سوچ کر بتاؤ کہ میں اسے کیوں گرفت میں لینا چاہتی ہوں؟"

وہ ذرا سوچ کر بولا "ابھی دو سیدھی سی باتیں سمجھ میں آتی ہیں ایک تو یہ کہ جس جوان پر غالب آنے کے لئے آپ دس برس کا عرصہ روپوشی میں گزار رہی ہیں وہ جوان اسی سائے میں چھپا ہوا ہے۔"

"نہیں' میں نہیں جانتی کہ وہ کس شخص کا سایہ ہے۔ میرا مقصد کچھ اور ہے۔"

وہ بولا "میں سمجھ گیا۔ آپ کو اگر وہ غیر معمولی گولیاں اس سائے سے حاصل ہو جائیں تو آپ باقی چھ برس ان گولیوں کے ذریعے سایہ بن کر زمین کے اوپر آکر آزادی سے زندگی گزار سکیں گی۔ کوئی آپ کا اصلی چہرہ نہیں دیکھ سکے گا اور علم نجوم کے مطابق آپ کی روپوشی برقرار رہے گی۔"

"بالکل یہی بات ہے۔ میں زیر زمین رہ کر بے زار ہو گئی ہوں کھلی فضا میں آنا چاہتی ہوں۔ میں اتنی بڑی دنیا میں آزادی سے سانس لوں گی اور کوئی مجھے دیکھ نہیں پائے گا۔"

"پھر تو میں وہ گولیاں حاصل کرنے کے لئے جان لڑا دوں گا۔ آپ آتما شکتی سے کسی کے بھی دماغ میں گھس جاتی ہیں' اس کے اندر جا کر صرف اتنا بتا دیں کہ وہ کہاں ہے؟ پھر میں اس سے نمٹ لوں گا۔"

"اس سائے کے دماغ میں کئی بار جا چکی ہوں مگر دماغ کی اوپری سطح میں رہ کر باتیں کرتی ہوں اور اس کے چور خیالات پڑھنے میں ہمیشہ ناکام رہتی ہوں۔"

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اس کے اندر جا کر اسے گفتگو میں الجھائیں' آپ کی موجودگی میں وہ میری سوچ کی لہروں کو سمجھ نہیں سکے گا اور میں خاموشی سے اس کے دماغ کی تہ میں پہنچ کر شاید اس کے چور خیالات پڑھ سکوں گا۔"

"ہوں' میں نے یہ تدبیر نہیں آزمائی ہے۔ دراصل اب سے پہلے تمہارے جیسا قابل اعتماد دوست نہیں ملا تھا۔ اسی لئے تدبیر نہیں کی تھی۔"

"اب تو میں ہوں۔ دیر کس بات کی۔ میں آپ کے پاس آتا ہوں' آپ اس کے دماغ میں جائیں۔ اس طرح مجھے اس کے اندر جگہ مل جائے گی۔"

"ہاں' مگر میں جہاں ہوں وہاں رات ہے۔ سونے کا وقت ہے۔ اس سے باتیں کرنے کے بعد میں سونے کے قابل نہیں رہوں گی۔"

"ایسی کیا بات ہے؟"

"وہ ایسی باتیں کرتا ہے کہ اسے سننے اور سمجھنے کے لئے تھوڑا گھی پینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔"

"ایسا بھی کیا ہے۔ میں آپ کے اندر آرہا ہوں۔ اس کے پاس چلیں۔ آج سے وہ باتیں بنانا بھول جائے گا۔"

دیوی شی تارا بھی آتما شکتی کے ذریعے اپنے چور خیالات چھپانا جانتی تھی۔ اسی لئے اس نے مائیک ہرارے کو اپنے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ ہرارے کے لئے یہ دیوی کی خلوص تھی۔ وہ چور خیالات پڑھ کر دیوی کا اعتماد کھونا نہیں چاہتا تھا۔ اس کے اندر آکر سائے کے دماغ کے اندر پہنچ گیا۔

کہنے اور سننے میں یہ مضحکہ خیز بات ہے کہ سائے کا بھی دماغ ہوتا ہے لیکن یہ ایک طبی سائنس کا تجربہ تھا کہ پورا جسم اور دماغ سائے کے اندر چھپا ہوا تھا۔ یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جب ایک چیز دوسرے کے اندر چھپ سکتی ہے تو وہی دوسری چیز پہلی چیز کے اندر کیوں نہیں چھپ سکتی؟ یہ آنکھوں کا قصور ہے کہ انسانی ہاتھ تاریکی میں بھی ہوتا ہے' اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ ہلکی سی روشنی کی کرن بھی آجائے تو وہی سایہ کسی طرف نظر آنے لگتا ہے۔

بہرحال وہ دونوں پارس کے اندر پہنچ گئے۔ وہ کچھ کر رہا تھا کہیں تاریکی میں جا رہا تھا لیکن سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی ایک جگہ ٹھٹک گیا۔ پھر بولا "اچھا تو آپ تشریف لائی ہیں؟"

"میں جب بھی آتی ہوں' حیران رہ جاتی ہوں کہ تم مجھے کیسے پہچان لیتے ہو؟"

"جب ایک شہر کے کچھ لوگ پہلی بار ہزاروں میل دور دوسرے شہر کے ٹی وی اسکرین پر نظر آئے تو ساری دنیا حیران تھی کہ ادھر کے مجسم لوگ ادھر کیسے چلتے پھرتے اور بولتے دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ عجیب سی ناقابل یقین بات تھی مگر آنکھیں دیکھ رہی تھیں۔ اب یقین اتنا پختہ ہو گیا ہے کہ ٹی وی کے مناظر حیران نہیں کرتے ہیں' معمول کی چیز بن گئے ہیں۔ بہتر ہے کہ تم بھی ہمیشہ حیران ہونا چھوڑ دو کہ میں تمہیں کیسے پہچان لیتا ہوں۔"

"ہاں' سائنس نے اب دنیا کو حیران کرنا چھوڑ دیا ہے۔ جو عجوبہ سامنے آتا ہے وہ انسانی ذہن کا کمال ہوتا ہے۔"

"لیکن ایسی حیران کرنے والی بات تو نہیں ہو سکتی جو

تمہارے ساتھ ہو رہی ہے۔"

"کیوں؟ میرے ساتھ ایسا کیا ہو رہا ہے؟"

"تم زیر زمین تنہا رہتی ہو۔ پھر تمہارے پاؤں بھاری کیسے ہو گئے؟"

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"دیکھو' مجھ سے سچائی نہ چھپاؤ۔ تم ماں بننے والی ہو۔ تمہارا وزن بڑھ گیا ہے۔"

"تم فضول باتیں کیوں کر رہے ہو۔ کیا تم میری سوچ کی لہروں کے وزن کو محسوس کر سکتے ہو؟"

"کر رہا ہوں۔ تب ہی کہہ رہا ہوں۔ مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے فارغ ہو چکی ہو۔ ماں بن چکی ہو۔ بھئی اپنے ننھے کو سنبھالو۔ وہ پھدک پھدک کر میرے خفیہ خیالات کے خانے کی طرف آرہا ہے۔ توبہ توبہ ایک ناجائز بچہ پیدا کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آئی۔"

وہ دونوں فوراً ہی اس کے دماغ سے نکل آئے۔ مائیک ہرارے اپنے بستر پر گم صم بیٹھا ہوا تھا۔ دیوی نے اس کے اندر آکر کہا "سن لیا تم نے وہ کس قدر عجیب و غریب بھی ہے اور بدمعاش بھی ہے۔ مجھے تمہاری ماں بنا رہا تھا جبکہ وہ اسی بات کو سیدھے سے انداز میں کہہ سکتا تھا کہ میں اپنے ساتھ کسی اور خیال خوانی کرنے والے کو لائی ہوں۔"

ہرارے نے کہا "دیوی جی! میں اپنی حیرانی بیان نہیں کر سکتا۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ اس نے آپ کی سوچ کی لہروں کی موجودگی میں میری سوچ کی لہروں کو کیسے محسوس کر لیا؟"

"یہی سوال تو مجھے پریشان کرتا رہے گا۔ میری نیند اڑاتا رہے گا۔ اچھی بھلی سونے کے لئے جا رہی تھی۔ میں نے اسے ٹی وی اسکرین پر نہیں دیکھا مگر ساری دنیا نے دیکھا ہے۔ تم نے بھی دیکھا ہوگا وہ ایک انسان ہے۔ اس نے جوڈی سے وہ گولی چھین کر کھائی تھی۔ وہ سایہ بننے والا ایک انسان ہے' کوئی جن یا بھوت نہیں ہے کہ اس نے میرے علاوہ تمہیں بھی محسوس کر لیا۔"

"وہ جو کوئی بھی ہے' میرے لئے ایک چیلنج بن گیا ہے۔ اس کا سراغ لگانے کے لئے طریقہ کار بدلنا ہوگا۔ کیا آپ مجھے تنہا اس کے پاس جانے کی اجازت دیں گی؟"

"ہرارے! تم میرے پابند نہیں ہو۔ دوست ہو' آزاد ہو۔ آزادی سے جو کرنا چاہو' کرو۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کر کے پارس کے اندر پہنچا۔ پارس نے کہا "کیا مصیبت ہے۔ بچوں کو کھیلنے کے لئے میدان میں جانا چاہئے مگر تم پیدا ہوتے ہی میرے پاس چلے آئے ہو۔ اپنی ماں سے کہہ دو' میں تمہیں گود نہیں لوں گا۔"

وہ بولا "محترم برادر کبیر! آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ کس سے کہہ رہے ہیں؟ میں مائیک ہرارے' شطرنج کا عالمی چیمپئن ہوں۔ اسلامی کانفرنس میں آپ کی آواز سنی تھی اور سوچا تھا کہ آپ سے کچھ اہم مسائل پر گفتگو کروں گا۔"

اس نے پوچھا "کیا تم واقعی مائیک ہرارے' شطرنج کے عالمی چیمپئن ہو؟"

"بے شک۔ میں وہی ہوں۔ آپ سے کچھ......"

پارس نے بات کاٹ کر کہا "کوئی مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں نے ایک اخبار میں مائیک ہرارے کا لائف اسکیچ پڑھا تھا۔ اس میں لکھا تھا کہ مسٹر ہرارے وقت کے بہت پابند ہیں۔ وقت پر کھاتے پیتے اور سوتے جاگتے ہیں لیکن تم آج صبح دس بجے بے وقت سوئے اور دوپہر کو دو بجے بیدار ہوئے اور ابھی تک بستر پر بیٹھے ہو۔ جاؤ دانتوں کو برش کرو۔ تمہارے منہ سے بو آرہی ہے۔"

یہ کہہ کر پارس نے سانس روک لی۔ وہ کوئی جادوگر نہیں تھا کہ ہرارے کے بارے میں ایسی باتیں معلوم کر لیتا۔ دراصل جس وقت دیوی اس کے دماغ میں آئی تھی' پارس نے شی تارا کو اشارہ کیا تھا۔ وہ دماغ میں آکر دیوی کو تو پہچان گئی تھی پھر دوسرے خیال خوانی کرنے والے کی سوچ کے لہجے کو سمجھ لیا تھا۔ ان کے واپس جاتے ہی پارس نے شی تارا سے کہا "اس دوسرے کے دماغ میں ابھی دیوی ہوگی۔ تم اس کے اندر جاؤ گی تو وہ محسوس نہیں کرے گا۔"

شی تارا نے اس کے اندر آکر دیکھا تو واقعی دیوی اس سے باتیں کر رہی تھی۔ دونوں حیران تھے کہ برادر کبیر نے دیوی کی سوچ کی لہروں کے علاوہ مائیک ہرارے کی موجودگی کو کیسے سمجھ لیا۔ ان کی باتوں کے دوران شی تارا نے ہرارے کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا تھا کہ وہ آج دن کو سویا تھا اور اس پر دیوی نے تنویمی عمل بھی کیا تھا۔ یہ باتیں شی تارا نے پارس کو بتا دی تھیں۔

ادھر ہرارے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچ رہا تھا "کیا ایم آئی ایم کا برادر کبیر غیب کی باتیں جانتا ہے؟ تھوڑی دیر بعد دیوی اس کے پاس آئی تو وہ بولا "برادر کبیر ناقابل فہم ہے۔ اسے معلوم ہے کہ میں اپنی عادت کے خلاف آج دن کو دس بجے سویا تھا اور دوپہر کو دو بجے بیدار ہوا تھا۔ اور ابھی میں بستر پر بیٹھا ہوا ہوں اور میں نے اب تک دانتوں کو برش نہیں کیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا' وہ انسان ہے یا جنات کی نسل سے ہے؟"

دیوی نے پریشان ہو کر کہا "تم شطرنج کے عالمی چیمپئن ہو۔ اب بتاؤ کیا تم بھی خالص گھی پینا چاہتے ہو؟"

وہ بولا "شطرنج کی بازی میں بھی کبھی اپنے اہم مہروں کو شکست کے انداز میں پیچھے ہٹانا ہوتا ہے۔ پھر چال بدلنے سے وہی پیچھے ہٹنے والے مہرے آگے بڑھ کر کرامات دیتے ہیں اور بازی جیت لی جاتی ہے۔ میں ٹھہر کر پوری ذہانت سے سوچوں گا کہ یہ کون چکر باز ہے جو میرے سونے جاگنے کا وقت بھی جانتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے

کہیں سے جھانک کر دیکھ رہا ہو کہ میں ابھی بستر پر بیٹھا ہوں۔"

"میں نہیں مانتی کہ وہ غیب کی باتیں جانتا ہے۔ تم ایسا کرو کہ اپنی جگہ بدل کر آج کا اخبار پڑھتے ہوئے اس کے دماغ میں جا کر پوچھو کہ ابھی تم کیا کر رہے ہو۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ اس بار وہ صحیح بات کہے گا یا غلط؟"

ہرارے نے اس کی ہدایات پر عمل کیا۔ میز پر رکھے ہوئے اخبار کو اٹھا کر ایک کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے یوں بھی آج کا اخبار نہیں پڑھا تھا۔ اس اخبار کو کھول کر خیال خوانی کرتے ہوئے برادر کبیر کے دماغ میں جانا تھا مگر پہلے ہی صفحے پر سونیا کی تصویر دیکھ کر چونک گیا۔ تصویر کے ساتھ ہی جلی حرفوں میں لکھا تھا "انسان اپنی موت کے بعد زمین میں جاتا ہے۔ وہ زندہ، زمین کے اندر جا رہی ہے۔"

دیوی نے بھی ہرارے کے ذریعے یہ ہیڈلائن پڑھی۔ زمین کے اندر جانے والی بات نے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجا دی تھی۔ وہ ہرارے سے بولی "سونیا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اسے پوری طرح پڑھو۔"

سونیا کی تصویر بڑے سائز میں شائع ہوئی تھی مگر خبر بہت مختصر تھی کہ وہ ایک طویل مدت کے بعد گوشہ نشینی سے نکل چکی ہے۔ اپنے دونوں بچوں کو بابا صاحب کے ادارے کے حوالے کر کے ایک مخصوص مدت کے لئے زیر زمین رہائش کے لئے جا رہی ہے۔ اس کی زیر زمین رہنے والی بات ناقابل فہم ہے مگر اس نے کہا ہے کہ وہ انڈر گراؤنڈ کسی سے ملاقات کرنے جا رہی ہے۔ مادام سونیا ہمیشہ سے پراسرار رہی ہیں اس لئے ان کی زیر زمین جانے والی بات فی الحال ناقابل فہم ہے۔"

خبر ختم ہو گئی۔ دیوی کو محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بھی ختم ہونے جا رہی ہے۔ یہ بات دنیا والوں کے لئے ناقابل فہم ہو گی مگر وہ تو سمجھ گئی تھی کہ اس کی بیٹی پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا اس حملے کے سلسلے میں اس کی ڈی شی تارا نے شاید سونیا کو بتا دیا ہے۔ یا کسی دوسرے ذریعے سے معلوم ہو گیا ہے کہ ایک معصوم بچی پر حملہ کرانے والی ایک دیوی ہے اور وہ زیر زمین رہتی ہے۔

دیوی کا سر چکرانے لگا۔ وہ ہرارے کے دماغ سے جانا چاہتی تھی، اسی وقت وہ بولا "دیوی جی! یہ سونیا تفریح کے لئے تو زیر زمین نہیں جائے گی۔ زمین کے نیچے بھلا تفریح کا کیا سامان ہو گا۔ میرا ذہن کہتا ہے کہ وہ کسی خطرناک ارادے سے جا رہی ہے۔ پھر یہ لکھا ہے کہ کسی سے ملاقات کرنے جا رہی ہے۔" یہ کہتے ہی وہ ہنسنے لگا پھر ہنستے ہوئے بولا "زمین کے اندر تو مردے ہی ملاقات کے لئے ملیں گے۔"

دیوی نے ایک دم سے چیخ کر کہا "یو شٹ اپ۔"

وہ سہم کر ہنسنا بھول گیا۔ اگرچہ شٹ اپ بولنے والی سے دوستی ہو گئی تھی اور دوست سے سہما نہیں جاتا مگر دماغ کے چور خانے میں دیوی کا معمول چھپا ہوا تھا۔ وہ اپنے اندر کے غلام کا سراغ نہیں لگا سکتا تھا اسی لئے دوستی کے باوجود سہم گیا۔ پھر خاکساری سے بولا "سوری! کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے؟"

وہ غصے سے بولی "تم ہنس رہے ہو اور کہہ رہے ہو کہ سونیا کو زمین کے اندر مردے ہی ملاقات کے لئے ملیں گے، کیا میں مردہ ہوں؟"

تب ہرارے کو غلطی کا احساس ہوا۔ وہ ذرا سی دیر کے لئے بھول گیا تھا کہ دیوی زیر زمین رہ کر زندگی گزار رہی ہے اور وہ یہ بات بھول کر گویا اپنی دوست کو بھی مردہ کہہ رہا تھا۔

وہ عاجزی سے بولا "میں بہت شرمندہ ہوں۔ آپ سے ... میں بھول گیا تھا۔" پھر کچھ سوچ کر بولا "لیکن دیوی جی! جہاں تک میرا خیال ہے، دنیا میں ایک آپ ہی کی ہستی ہے جو زیر زمین ہے اور سونیا کا بیان ہے کہ وہ زیر زمین کسی سے ملاقات کرنے جا رہی ہے۔ کیا... کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتی ہے؟"

"ہاں...... ہاں۔ وہ ملاقات کرنا نہیں، مجھے قتل کرنا چاہتی ہے۔ وہ میری دشمن ہے۔ دشمن ہے، میں کیا کروں؟"

وہ حیرانی سے بولا "سونیا اور آپ کی دشمن؟ دیوی جی! اب آپ تنہا نہیں ہیں۔ میں آپ کا محافظ ہوں۔ پلیز مجھے بتائیں، وہ آپ سے کیوں دشمنی کر رہی ہے؟ اگر آپ اس خطرناک عورت سے محفوظ رہنا چاہتی ہیں تو مجھ سے کچھ نہ چھپائیں۔"

"تم کیا کرو گے؟ کیا اسے اتنا ہی جانتے ہو کہ وہ خطرناک ہے، یا یہ بھی جانتے ہو کہ اس کی ہر چال مختلف اور غیر متوقع ہوتی ہے۔ دشمن سوچتا کچھ ہے اور وہ کرتی کچھ ہے۔ یہ خبر اس نے صرف میرے لئے شائع کرائی ہے۔ جانتے ہو کیوں؟"

"تاکہ آپ خوف زدہ ہو کر زمین کی تہ سے نکل آئیں۔"

"نہیں، اس نے آج ہی سے اور اسی لمحے سے مجھے قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہاں میں سکون سے تھی۔ اب ہر لمحے دھڑکا لگا رہے گا کہ وہ اس تہ خانے میں آ رہی ہے۔ میں آج سے گہری نیند نہیں سو سکوں گی۔ سوتے سوتے چونک پڑوں گی۔ پوجا کرتے وقت نہ بھجن گا سکوں گی اور نہ بھگوان سے پرارتھنا کرتے وقت اونچی آواز نکال سکوں گی۔ یہ دھڑکا لگا رہے گا کہ وہ کہیں سے میری آواز سن کر چلی آئے گی۔"

"فی الحال اس سے دور رہنے کے لئے میرے ذہن میں یہ بات آ رہی ہے کہ وہ آپ کو تلاش کرنے کے لئے سب سے پہلے ہندوستان جائے گی۔ اسے معلوم ہو گا کہ آپ ہندو ہیں، پوجا پاٹ کے لئے وہاں کے مندروں کے تہ خانوں میں ہو سکتی ہیں۔ ایلورا اور اجنتا کے غاروں میں ہو سکتی ہیں۔ میرا ناقص مشورہ ہے کہ آپ فوراً ہندوستان سے کسی دوسرے ملک کے کھنڈروں، غاروں یا زیر زمین جرائم پیشہ افراد کے خفیہ اڈوں میں چلی جائیں۔"

وہ بڑا ہی معقول مشورہ دے رہا تھا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ ہندوستان ہی میں ہمالیہ کی طرف ہے۔ جب سونیا اس ملک میں پہنچے گی تو شمال کی طرف ہمالیہ کی وادیوں میں ضرور آئے گی اور زیرِ زمین حصوں کا کھوج لگائے گی۔ وہ پریشانی سے بولی "تم دانشمندانہ مشورہ دے رہے ہو مگر میں تمہیں کہہ چکی ہوں کہ وہ ہمیشہ توقع کے خلاف چالیں چلتی ہے۔ ہم سمجھ رہے ہیں کہ وہ مجھے صرف زمین کے اوپر لانا چاہتی ہے لیکن وہ مجھے ہندوستان سے باہر لانا چاہتی ہے کیونکہ دوسرے ملکوں میں مجھے زیرِ زمین مقامات کی تلاش میں کچھ وقت لگے گا۔ میں میک اپ میں اپنا چہرہ چھپائے، اپنی آواز تبدیل کر کے کسی شہر یا کسی چھوٹے پہاڑی علاقے کی طرف جاؤں گی تو ہزار بہروپ کے باوجود وہ مجھے ہندوانہ انداز اور طور طریقوں سے پہچان لے گی۔"

"اخبار میں یہ نہیں لکھا ہوا ہے کہ وہ کس دن، کس فلائٹ سے کس سمت گئی ہے۔ ہاں ایک آئیڈیا ہے۔ ہم اس سلسلے میں پاشا کی غیر معمولی سماعت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔"

وہ سوچنے لگی "اگر سونیا کی صرف آواز ہی کبھی کبھی سنائی دیتی رہے تو اس کے آس پاس کی آوازوں سے پاشا بتا تا رہے گا کہ سونیا کس ماحول میں ہے اور کون سی زبان بولنے والوں کے ملک میں ہے۔"

ہرارے نے پاشا کو مخاطب کیا۔ غیر معمولی سماعت و بصارت رکھنے والوں کے جسم اور دماغ بھی فولادی تھے۔ پاشا، جمیلہ رازی، ہیرو اور اب نئے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ایسے مضبوط دماغوں کے حامل تھے کہ دیوی آتما شکتی کے ذریعے ان کے اندر نہیں پہنچ سکتی تھی۔

پاشا نے ہرارے کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا "تم کون ہو؟"

"میں ہوں، تمہارا ٹیلی پیتھی جاننے والا ساتھی مائیک ہرارے۔ تم سے پہلے بھی کئی بار گفتگو ہو چکی ہے۔"

"ہاں، میں پہچان گیا مگر سپر ماسٹر کا حکم ہے کہ میں کسی بھی خیال خوانی کرنے والے اور خاص طور پر تم سے گفتگو نہ کروں۔ وہ کہتے ہیں کہ تم باغی ہو گئے ہو اس لئے چلے جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ ہرارے ایک فوجی جوان کے ذریعے سپر ماسٹر کے پاس آیا۔ پھر بولا "میں ہوں، مائیک ہرارے۔ کیا صرف ہیڈ کوارٹر سے چلے جانے کے باعث آپ مجھے باغی کہہ رہے ہیں۔ ابھی پاشا نے مجھ سے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا ہے۔"

"ہاں، تم ہماری نظروں میں باغی ہو۔ تم نے ایسے وقت ہمارا ساتھ چھوڑ دیا جب ہمارے پاس پاشا کے سوا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں تھا۔ ہم آج بھی کہتے ہیں، ملک کے وفادار ہو تو ہمارے پاس چلے آؤ۔ تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اب ہمارے پاس بہترین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی نہیں ہے اس کے باوجود ہم تمہیں پسند کرتے ہیں۔"

"میں بھی آپ تمام اعلیٰ افسران کی بے حد عزت کرتا ہوں اور آپ کے تمام احکامات کی تعمیل کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہوں۔"

"جب سے ہیڈ کوارٹر چھوڑ کر گئے ہو، تم نے کوئی قابلِ ذکر کام نہیں کیا۔ تمہاری یہ بات بھی جھوٹ لگتی ہے کہ تم نے شی تارا اور پوجا کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے۔ پھر یہ کہ پوجا ہماری تابعدار تھی، تم نے اس پر قبضہ جما کر اسے ہم سے چھین کر وطن دوستی کی ہے یا دشمنی؟"

"یہ میری بدقسمتی ہے کہ میری نیک نیتی کو آپ دشمنی سمجھ رہے ہیں۔"

"تم نیک نیت ہو تو پوجا سے ہماری بات کراؤ۔ وہ ہماری ہے۔ ہمیں بتا سکتی ہے کہ ملک و قوم کی خاطر کیا کر رہی ہے۔"

دیوی نے ہرارے کے اندر کہا "سپر ماسٹر کو اپنی وفاداری کا یقین دلاؤ۔ میں ابھی پوجا کی آواز میں بولوں گی۔"

ہرارے نے کہا "سر! آپ کسی ملازمہ کو بلائیں۔ پوجا اس کی زبان سے بولے گی۔"

سپر ماسٹر نے ایک فوجی جوان کو بلا کر حکم دیا کہ وہ ہیڈ کوارٹر کے اسپتال سے کسی نرس یا آیا کو بلا کر لے آئے۔ وہ حکم کی تعمیل کے لئے چلا گیا۔ ہرارے کو ابھی تک سپر ماسٹر کے چار نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی غیر معمولی صلاحیتوں کا علم نہیں تھا۔ اور سپر ماسٹر کو یہ معلوم نہیں تھا کہ جمیلہ رازی اور ہیرو نے جب ان چاروں کی غیر معمولی سماعت و بصارت کے متعلق معلومات حاصل کی تھیں تب سے ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اور میری فیملی کے دوسرے افراد نے اپنی آواز اور لہجوں کو بدل لیا تھا۔ میرے دونوں چھوٹے بچے کبریا اور اعلیٰ بی بی (ثانی) کچھ کچھ بولنے لگے تھے۔ میں ان دونوں کو بھی دوسرے انداز سے بولنا سکھاتا رہتا تھا۔ سونیا کی عدم موجودگی میں پوری طرح ان کی نگرانی کر رہا تھا اور انہیں باقاعدہ تعلیم و تربیت دے رہا تھا۔

ہیڈ کوارٹر سے ایک نرس نے آکر سپر ماسٹر کو سلیوٹ کیا۔ پھر پوچھا "یس سر۔"

سپر ماسٹر نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

نرس نے حیرانی سے کہا "سر! آپ اچھی طرح جانتے ہیں، میرا نام مارتھا ڈیوڈ ہے۔"

"میں اس لئے جان بوجھ کر پوچھ رہا ہوں کہ مسٹر ہرارے اور پوجا تمہاری آواز اور لہجے کو سن لیں۔ میرا خیال ہے، اب پوجا تمہاری زبان سے بولے گی اور میں سنوں گا۔"

دیوی نے پوجا کی آواز اور لہجے میں نرس مارتھا کی زبان سے کہا "سر! میں پوجا ہوں اور آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔"

سپر ماسٹر نے کہا "پوجا! تمہاری آواز اور لہجہ کچھ بدل سا گیا ہے۔ ذرا ٹھیک طرح اپنی صحیح آواز میں بولو۔"

دیوی ذرا ہچکچائی پھر بولی "سر! یہاں موسم بدلنے کے باعث آواز میں ذرا فرق پیدا ہو گیا ہے۔"

دیوی یہ کہتے ہی سپر ماسٹر کے اندر آگئی۔ اگرچہ وہ اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران یوگا کے ماہر تھے مگر دیوی نے اس کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ وہ مسکرا کر سوچ رہا تھا۔ اس مکار مائیک ہرارے کو معلوم نہیں ہے کہ ہم نے جو نئے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے تیار کئے ہیں ان کے اندر ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے پاشا کی غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی و دماغی قوت بھر دی ہے۔ ہمارے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے پوجا کی اصلی آواز کے کیسٹ سے آواز سنی تھی۔ پھر اس کے پاس پہنچنا چاہا تو ناکام رہا کیونکہ صرف پوجا ہی نے نہیں شی تارا اور فرہاد کی فیملی کے تمام افراد نے بھی آواز کے لحاظ سے خود کو ایسا گم کیا ہے کہ ہمارے چاروں غیر معمولی سماعت رکھنے والے ہزاروں میل دور یا نزدیک سے ان کی باتیں نہیں سن سکیں گے۔

سپر ماسٹر کہہ رہا تھا "چلو مان لیتا ہوں کہ موسم کی وجہ سے نزلہ زکام ہو گیا ہو گا اس لیے آواز میں فرق پیدا ہو گیا۔ کوئی بات نہیں، یہ جو تمہاری دیدی شی تارا ہے اس سے بولو کہ مارتھا کی زبان سے مجھے مخاطب کرے۔"

دیوی نے کہا "سر! اب میں ایک سچ بات بتا دوں۔ بابا صاحب کے ادارے میں جمیلہ رازی اور ہیرو نامی دو غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے ہیں۔ وہ بھی پاشا سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی آواز اور لہجہ بدل دیا ہے۔"

سپر ماسٹر نے ایک زور دار قہقہہ لگایا۔ پھر کہا "کچھ اور باتیں بناؤ مگر عقل کے ساتھ۔ تمہاری اور تمہاری دیدی شی تارا کی طرح مائیک ہرارے نے اپنا لہجہ اور آواز تبدیل کیوں نہیں کی۔ کیا اسے جمیلہ رازی اور ہیرو کی غیر معمولی صلاحیتوں سے خطرہ نہیں ہے؟"

دیوی اس سوال کا جواب نہیں دے سکتی تھی۔ واقعی اس نے باتیں بناتے وقت یہ فراموش کر دیا تھا کہ ہرارے ابھی تک اپنی اصلی آواز میں بول رہا ہے۔ اپنی اس ناکامی پر دیوی کو جھنجلاہٹ سی ہوئی۔ اس جھنجلاہٹ میں اس نے ایک اور غلطی کی اور کہا۔ "ہاں ہرارے کو خطرہ نہیں تھا اب میں اس کی آواز اور لہجہ بھی بدل دوں گی۔"

"تم بدل دو گی؟ تمہاری گفتگو کا مالکانہ انداز بتا رہا ہے کہ ہرارے تمہارا عامل نہیں ہے، تم اس کی عامل ہو اور اسے بدل دو گی۔ کیوں چھپ رہی ہو، صاف بتا دو تم کون ہو؟"

ادھر ہرارے نے سوچ کے ذریعے کہا "دیوی جی! یہ آپ نے کیا کیا۔ سپر ماسٹر نے ہمارا فراڈ سمجھ لیا ہے۔"

"اور میں بھی سمجھ گئی ہوں، وہ ہم سے یہ چھپا رہا ہے کہ اس کے چار نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے پاشا جیسی غیر معمولی صلاحیتوں سے بھرپور بنایا گیا ہے۔ ان میں سے ایک نے پوجا اور شی تارا کو ان کی آواز سن کر تلاش کرنا چاہا مگر اسے وہ آوازیں نہیں ملیں۔ اب سپر ماسٹر ٹیلی پیتھی اور غیر معمولی صلاحیتیں جاننے والے تابعداروں کے ذریعے اپنی پوزیشن بہت زیادہ مستحکم بنا چکا ہے۔"

"او گاڈ! اس کا مطلب ہے اس کے چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے کام کر رہے ہوں گے۔"

"اور وہ تمہاری آواز بھی سن رہے ہوں گے، ابھی اس لئے خیریت سے ہو کہ اس چار دیواری سے باہر نہیں گئے ہو اور ہم زیادہ تر سوچ کے ذریعے گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے سپر ماسٹر کے چور خیالات پڑھے ہیں۔ اس کا ایک جان کارٹر نامی خیال خوانی کرنے والا تمہیں اور آندرے فوک نامی خیال کرنے والا مجھے تلاش کر رہا ہے۔ میں آندرے فوک نامی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ناکوں چنے چبانے پر مجبور کر دوں گی۔ مجھے صرف سونیا کی طرف سے دھڑکا لگا ہوا ہے لیکن تمہارے پیچھے جو غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والا جان کارٹر پڑا ہوا ہے، اگر تمہاری آواز سن کر یہاں پہنچے گا تو تم بے بس ہو جاؤ گے۔ وہ چاروں حیرت انگیز جسمانی قوتوں کے مالک ہیں۔ جان کارٹر تمہاری ہڈیاں توڑ دے گا۔ یا پھر سپر ماسٹر کے حوالے کرے گا تاکہ تمہیں پھر مشین سے گزار کر تابعدار بنایا جا سکے۔"

"او گاڈ! ہمارے لئے مسائل اور پریشانیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔"

"تمہیں تو میں بچا لوں گی۔ ابھی تم پر عمل کر کے تمہارا لہجہ اور شخصیت بدل دوں گی۔ مگر میرا کیا بنے گا۔ وہ چڑیل پتا نہیں کہاں ہے؟ مجھ سے کتنی دور ہے؟ مجھے خود کو روپوش رکھنے کے لئے کیا کرنا ہو گا؟ تمہارے شاطر ذہن کو کیا ہوا ہے؟ میرے لئے کچھ کرو۔"

دیوی کی جان پر بن آئی تھی۔ اب وہ زمین کے اندر بھی چھپ کر نہیں رہ سکتی تھی۔ پھر چھپنے کے لئے کون سی جگہ رہ جاتی تھی۔ اپنے بچاؤ کی فکر میں وہ طرح طرح کے جتن کر رہی تھی۔ اس طرح وہ ساتواں مہینہ گزر گیا جو ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) کے لئے کوئی مصیبت لا سکتا تھا۔ مگر مصیبت لانے والی کے لیے سونیا نے مصیبت بن کر وہ مہینہ گزار دیا۔ اب آئندہ برس کے ساتویں ماہ تک اعلیٰ بی بی (ثانی) بالکل محفوظ رہتی۔

سونیا کہیں بھی زیرِ زمین نہیں گئی تھی، ادارے سے نکل کر پیرس کے اپنے کاٹیج میں آرام کرتی رہی تھی۔ اس نے دیوی پر ایک نفسیاتی حملہ کیا تھا اور اسے خود اپنے بچاؤ کی فکر میں مبتلا کر رکھا تھا۔ ایسے میں واقعی وہ اعلیٰ بی بی (ثانی) کے لئے مصیبت بننا بھول گئی تھی۔ اپنی مصیبت دور کرنے کی تدابیر کر رہی تھی۔

ساتویں ماہ کے آخری دن اس نے بابا صاحب کے ادارے سے ہیرو کو بلایا۔ پھر اپنی اصلی آواز اور لہجے میں اس سے باتیں کرنے لگی اور اس کے ساتھ پیرس کے مختلف علاقوں میں گھومتی پھرتی رہی۔ وہ چاروں نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے دوسرے

فرائض انجام دینے کے علاوہ سونیا کی آواز پر بھی توجہ دیتے تھے کہ شاید کبھی وہ بھول چوک سے اپنی اصلی آواز میں بول پڑے۔

اور وہ بول پڑی تھی۔ سپرماسٹر نے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے مارکوس برٹن کو ایم آئی ایم کے سربراہ سائے یعنی پارس کی آواز سننے اور اس کی مصروفیات معلوم کرتے رہنے پر مامور کیا تھا۔ میں نے بہت پہلے ہی خیال خوانی کے ذریعے پارس کو ان نئے خیال خوانی کرنے والوں کی غیر معمولی سماعت و بصارت کے مطابق بتادیا تھا۔ پارس نے اسلامی کانفرنس میں جو آواز اور لہجہ اختیار کیا تھا اس آواز میں اکثر اس وقت بولتا تھا جب تنہا ہوا کرتا تھا۔

گویا بند کمرے کی دیواروں سے گفتگو کرتا تھا۔ پہلے ایک فرضی آواز میں بولتا تھا "اے برادر کبیر! کیا حکم ہے؟"

پھر وہ آواز بدل کر برادر کبیر کی حیثیت سے کہتا تھا "ہم نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا ہے کہ اسرائیلی فوج کا ایک میجر اردن کے شہر زرقا میں اردنی فوجی افسران سے ملاقات کے لئے آرہا ہے۔ رات کو شراب کے ساتھ اس یہودی میجر کو خوش کرنے کے لئے ایک مسلمان حسینہ بھی پیش کی جائے گی۔ جب وہ حسینہ اس یہودی میجر کو شراب کا پہلا جام پیش کرے تو تم اس حسینہ کے دماغ پر قبضہ جماکر شراب میں زہر ملادو تاکہ وہ یہودی زندہ اپنے وطن واپس نہ جائے۔"

ایسی باتیں کہنے کے بعد وہ شی تارا اور پوجا کے پاس آکر دوسری آواز میں ان سے بولتا تھا اور انہیں پلاننگ سمجھاتا تھا۔ سپرماسٹر کے ٹیلی پیتھی جاننے والے مارکوس برٹن نے اس یہودی میجر کے پاس پہنچ کر سوچ کے ذریعے سمجھایا کہ ایم آئی ایم کا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ایک حسینہ کے دماغ پر قبضہ جماکر زہریلی شراب پلانا چاہے گا لہٰذا اسے حسینہ کی پیش کی ہوئی شراب کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے۔

سپرماسٹر نے بڑے فخر سے اسرائیلی حکام سے رابطہ کرکے کہا "دیکھو ہم ایم آئی ایم والوں کی طرف سے ہونے والی جان لیوا دشمنی سے کتنے باخبر رہتے ہیں۔ آج ہمارا خیال خوانی کرنے والے نے تمہارے یہودی میجر کو ہلاک کرنے کے منصوبے کا سراغ لگایا ہے۔" پھر انہیں تفصیل بتائی۔

اس اطلاع پر یہودی خیال خوانی کرنے والی الپا اور داؤد منڈولا بھی میجر کی حفاظت کے لئے اس کے اندر موجود رہے تاکہ اسے شہر زرقا پہنچنے کے بعد شراب پینے سے باز رکھ سکیں لیکن اس میجر کو اس اسلامی ملک میں پہنچنا ہی نصیب نہیں ہوا۔ وہ ایک چھوٹے سے مخصوص طیارے میں اپنے ایک مشیر اور چند رپورٹر اور فوٹوگرافر کے ساتھ اسرائیل سے روانہ ہوا۔ پوجا کو ٹریننگ دی جارہی تھی کہ کس طرح ہر پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی چال چلنی چاہئے۔ پوجا پہلے خاموشی سے جہاز کے پائلٹ کے اندر رہی اور معلوم کرتی رہی کہ اس کے پائلٹ کے اندر الپا بھی موجود ہے۔

ایسے میں شی تارا نے کہا "میں کو پائلٹ کے دماغ میں ا... آنے پر مجبور کرتی ہوں۔ اس کے جاتے ہی تم اپنا کام کر گزرنا۔"

شی تارا نے کو پائلٹ کے دماغ میں پہنچ کر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ مار کر گر پڑا اور تڑپنے لگا۔ الپا اسے سنبھالنے کے لئے پائلٹ کے اندر سے نکل کر کو پائلٹ کے اندر پہنچی۔ ادھر پوجا نے پائلٹ کے دماغ پر قبضہ جماکر اس طیارے کو ایک پہاڑی سے ٹکرا دیا۔ وہ ا... ٹکر تھی کہ طیارے کے پرخچے اڑ گئے۔ اس میں سفر کرنے والا کو... بھی فرد زندہ نہیں بچ سکا۔

اسرائیل کے فوجی افسران کا ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ طیارے کے حادثے میں ہلاک ہونے والا میجر بہت قابل تھا۔ ا... نے برسوں پہلے اردن میں ہونے والی جنگ میں شاندار خدما... انجام دی تھیں۔ اب اسرائیل اردن امن اور دوستی کے معاہدے کے بعد وہ میجر فاتحانہ شان سے شکست خوردہ اردنی فوج کے افسرا... سے ملنے جارہا تھا۔ لیکن ایم آئی ایم کے خیال خوانی کرنے والو... نے اسے فاتحانہ شان سے اردن کی زمین پر پہنچنے نہیں دیا۔

پھر پارس نے اردن کے اکابرین سے رابطہ کیا اور برادر کبیر کی آواز میں کہا "میں اسلامی کانفرنس میں کہہ چکا تھا کہ جو اسلامی... اسرائیل سے معاہدہ کرنا چاہے' ہم اس کے سیاسی معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے لیکن دین اسلام کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کریں گے۔ لیکن تم لوگ ایک یہودی فاتح میجر کو خوش کرنے کے لئے اسے صرف شراب ہی نہیں بلکہ ایک مسلمان لڑکی کو بھی پیش کرنا چاہتے تھے۔ ایسی میزبانی کرنے والوں میں مسلمان سرکاری عہدیدار ہیں' وہ چوبیس گھنٹے کے اندر اپنا ملک چھوڑ دیں۔ اگر وہ خود ملک بدر نہیں ہوں گے تو ان کا انجام یہودی میجر کی طرح ہوگا۔"

اردن سے اسرائیل اور اسرائیل سے امریکا تک فون کھڑکائے جانے لگے۔ خیال خوانی کے ذریعے بھی رابطے ہونے لگے۔ وہ سب تشویش میں مبتلا ہوگئے تھے۔ آپس میں کہہ رہے تھے کہ ہم اسلامی کانفرنس کے بعد مطمئن ہوگئے تھے کہ ایم آئی ایم تنظیم ہمارے معاملات سے کنارہ کشی اختیار کرچکی ہے لیکن انہوں نے اتنے نامی گرامی یہودی میجر کو مار ڈالا اور میزبانی کرنے والے چند مسلمان عہدیداروں کو ملک بدر کررہے ہیں اور وہ عہدیدار واقعی ملک چھوڑ کر جارہے ہیں کیونکہ انہیں اپنی زندگی عزیز ہے۔

کچھ عرصے کے لئے ایم آئی ایم کی دہشت کم ہوگئی تھی۔ سمجھا جارہا تھا کہ اب وہ تنظیم کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرے گی۔ اس خوش فہمی میں وہ بھول گئے تھے کہ تنظیم کے سربراہ نے دین اسلام کے خلاف ہر طرح کے عمل سے منع کیا ہے۔ اب ا... قابل میجر کے قتل اور چند مسلمانوں کی ملک بدری نے پھر ایم آئی ایم کی پہلی جیسی دہشت قائم کردی اور یہ سمجھا دیا کہ ان کے خیال خوانی کرنے والے ان کی اخلاق سوز حرکتوں کو فوراً سمجھ لیتے ہیں۔

سپرماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران نے اپنے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے چاروں جوانوں کو بلایا اور مارکوس برٹن سے کہا "دیکھو اور سمجھو کہ اپنے سینٹر میں ٹریننگ حاصل کرنے اور عملی میدان میں کام کرنے کا کیا فرق ہوتا ہے اور کس طرح ہر پہلو پر نظر رکھی جاتی ہے اور سب سے پہلے یہ اچھی طرح سمجھ لیا جاتا ہے کہ دشمن کبھی نادان یا احمق نہیں ہوتا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ایم آئی ایم کے خیال خوانی کرنے والوں نے یہ ظاہر کیا کہ وہ حسین ساقی کے دماغ پر قبضہ جماکر میجر کو زہریلی شراب پلائیں گے لیکن وہ میجر کو ہلاک کرنے کے لئے دوسری لائن آف ایکشن بنائے ہوئے تھے۔ نتیجہ دیکھ لو کہ انہوں نے پہلے سے زیادہ اپنی دہشت قائم کردی ہے۔"

مارکوس برٹن نے کہا "ہم تسلیم کرتے ہیں۔ بعض اوقات دشمن کی لائن آف ایکشن کو سمجھنا زیادہ مشکل بھی نہیں ہوتا اور بہت مشکل بھی ہوتا ہے۔ مثلاً ابھی دو گھنٹے پہلے میں نے سونیا کی آواز سنی تھی۔"

سپرماسٹر اور دوسرے افسران نے چونک کر مارکوس برٹن کو دیکھا۔ پھر ایک نے کہا "پچھلے تین ہفتوں سے اس کی ایک ذرا سی بھی آواز سنائی نہیں دی۔ پھر دو گھنٹے پہلے تم نے کیسے سن لی؟"

مارکوس نے کہا "مجھے بھی حیرانی ہوئی۔ خیال آیا کہ شاید میں دھوکا کھا رہا ہوں۔ میں نے اپنے ان تینوں خیال خوانی کرنے والے ساتھیوں سے گزارش کی۔ انہوں نے بھی اپنی غیر معمولی سماعت کے ذریعے سنا ہے۔ آپ ان سے تصدیق کرلیں۔"

باقی تینوں خیال خوانی کرنے والے اور غیر معمولی سماعت و بصارت رکھنے والے جان کارٹر' آندرے نوک اور فیوری بوائے نے تصدیق کی۔ انہوں نے بتایا کہ سونیا پیرس میں کسی شخص کے ساتھ ہے۔ پھر انہوں نے مزید تصدیق کے لئے پاشا کو بھی وہ آوازیں سننے کے لئے کہا۔ اس نے بھی یہی کہا کہ وہ سوفیصد سونیا کی ہی آواز ہے۔

سپرماسٹر نے کہا "وہ تو ادارے سے نکل کر زیر زمین رہائش اختیار کرنے اور کسی سے ملاقات کرنے والی تھی۔"

ایک نے کہا "ہوسکتا ہے۔ اسی شخص سے ملاقات کرنے گئی ہو جس کے ساتھ ابھی پیرس میں ہے۔ اس لئے اب زیر زمین رہنے کی ضرورت نہیں رہی ہو۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "نہیں' مجھے تو لگتا ہے وہ کوئی چال چل رہی ہے۔ آج شام تک ہم سب اسی دفتر میں موجود رہیں گے اور تم چاروں خیال خوانی کرنے والے مسلسل اس کی آوازیں سنتے رہو اور ہمیں بتاتے رہو کہ وہ کیا باتیں کررہی ہے اور ادارے میں اپنے بچوں کو چھوڑ کر پیرس میں کیا کرتی پھر رہی ہے؟"

وہ چاروں اپنی غیر معمولی سماعت کے ذریعے سننے لگے۔ انہوں نے پاشا کو بھی شامل کرلیا۔ وہ کند ذہن سمجھا جاتا تھا لیکن سونیا کی آواز پہچاننے اور اس کی باتیں سپرماسٹر وغیرہ کو سنانے میں غلطیاں نہیں کرسکتا تھا۔

ویسے تو وہ پانچوں غیر معمولی سماعتیں رکھنے والے سونیا کی بہت سی باتیں سناتے رہے لیکن کام کی باتیں یہ تھیں کہ اس کے ساتھ رہنے والے شخص نے پوچھا "مادام! آپ مجھے صبح سے پیرس شہر میں لئے پھر رہی ہیں مگر آپ جو چاہتی ہیں' وہ نہیں ہورہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کی چال سمجھ گئی ہو اور ناکامی سے جھنجلا کر آپ سے خیال خوانی کے ذریعے یا فون کے ذریعے کچھ کہنا ہی نہ چاہتی ہو۔"

پھر سونیا کی آواز سنائی دی "وہ بولے گی' کسی ذریعے سے بھی جھنجلا کر چیلنج کے انداز میں بولے گی۔ میں نے ان تین ہفتوں میں اسی زیر زمین رہنے والی دیوی کو خوف زدہ کررکھا تھا کہ میں اسے تلاش کرنے آرہی ہوں۔ وہ خوف زدہ ہوکر بھیس بدل کر زمین سے اوپر آگئی ہوگی۔ اپنی آتما شکتی سے معلوم کررہی ہوگی کہ میں آج کل کہاں ہوں اور جب اسے معلوم ہوگا کہ میں پیرس میں ہوں اور زیر زمین رہنے والی جھوٹی بات کہہ کر اسے الو بناتی رہی ہوں تو وہ جھنجلا کر ضرور کوئی حماقت کرے گی اور یہ حماقت اسے بہت مہنگی پڑے گی۔"

یہ باتیں وہ پانچوں سن رہے تھے اور سنا رہے تھے۔ سپرماسٹر نے کہا "میں نے پہلے ہی اندازہ کیا تھا کہ سونیا اس دیوی کی تلاش میں زیر زمین جارہی ہے مگر وہ بہت مکار ہے۔ اس نے دیوی کو خوف زدہ کرنے کے لئے یہ جھوٹی خبر دنیا کے مشہور اخبارات میں شائع کرائی تھی اور بڑی خاموشی سے پیرس میں قیام کررہی تھی۔"

ایک افسر نے پوچھا "لیکن سونیا نے اپنی آواز کیوں تبدیل کی تھی اور آج اپنی آواز میں کیوں بول رہی ہے؟"

"شاید دیوی بھی آتما شکتی کے ذریعے اصلی آواز سن کر معلوم کرلیتی ہے کہ دوست یا دشمن کہاں ہیں اسی لئے اس نے آواز بدلنے والی چال چلی ہے۔"

پھر وہ سب بڑی سی کمپیوٹر اسکرین پر دیکھنے لگے۔ ان پانچوں غیر معمولی سماعت رکھنے والوں میں سے ایک کمپیوٹر کو آپریٹ کررہا تھا اور جو کچھ وہ سن رہے تھے' وہ باتیں سپرماسٹر اور اعلیٰ افسران کو بتانے کے لئے اپنی زبان کے بجائے کمپیوٹر کی تحریر سے مدد لے رہے تھے۔

وہ شخص سونیا سے پوچھ رہا تھا "مادام! میں آپ کا خدمت گار ہوں۔ مجھے اتنا بتادیں کہ دیوی سے آخر دشمنی کیا ہے؟"

سونیا کی آواز آئی "میرے بچوں کی پیدائش پر جناب علی اسد اللہ تبریزی نے پیش گوئی کی تھی کہ اصلی شی تارا کو سات برس تک کوئی نہیں دیکھ سکے گا اور نہ ہی اس کی اصلی آواز سن سکے گا۔ جب میری بیٹی اعلیٰ بی بی (ثانی) سات برس کی ہوگی تو... اصلی شی تارا کو دنیا والوں کے سامنے بے نقاب کرے گی۔"

اس شخص نے کہا "اچھا تو وہ بے نقاب ہونا نہیں چاہتی۔ اس لئے آپ سے دشمنی کررہی ہے۔"

"مجھ سے زیادہ میری معصوم بچی سے دشمنی کررہی ہے۔ وہ میری بچی کو مار ڈالنا چاہتی ہے۔ علم نجوم کے حساب سے یہ مہینہ جس کا آج آخری دن ہے' میری بیٹی کے لئے خطرناک تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ میری بیٹی کے خلاف کوئی چال چلتی' میں نے یہ خبر پھیلا کر اسے خوف زدہ کردیا کہ میں اس کی تلاش میں زیرزمین آرہی ہوں۔ اس طرح اسے اپنی فکر ہوگئی اور یہ پورا مہینہ اس نے خود کو محفوظ رکھنے میں گزار دیا۔ اب یہ منحوس مہینہ ختم ہونے والا ہے لہٰذا اس دیوی کہلانے والی اصلی شی تارا کو معلوم ہوگا کہ میں نے اسے کس طرح الو بنایا ہے۔"

"آج رات بارہ بجے یہ مہینہ ختم ہوجائے گا۔ پھر آپ ادارے میں واپس چلی جائیں گی؟"

"نہیں' میں ایک دن اور گزاروں گی۔ پرسوں صبح ادارے میں واپس جاؤں گی۔"

"اب آپ کہاں جانا چاہتی ہیں؟"

"چلو ہلکا سا لنچ کریں۔ پھر مجھے میرے کاٹیج میں پہنچا دینا۔ میں شام تک سونا چاہتی ہوں۔"

سپرماسٹر کے دفتر میں وہ سب کمپیوٹر کی تحریر کو پڑھتے رہے۔ جب سونیا لنچ کے بعد اپنے کاٹیج میں چلی گئی تو کمپیوٹر شام تک کے لئے بند ہوگیا کیونکہ وہ خاموش ہوگئی تھی اور شاید سوگئی تھی۔

سپرماسٹر نے اپنے پانچوں غیرمعمولی صلاحیتیں رکھنے والوں سے کہا "دیکھو اور سمجھو کہ یہ عورت کیسی چالباز اور خطرناک ہے۔ اس نے ایسی چال چلی کہ اپنی بیٹی پر ذرا بھی آنچ نہیں آنے دی اور اب اسے یقین ہے کہ پیرس میں دیوی سے اس کا رابطہ ہوگا۔"

ایک افسر نے کہا "ہوسکتا ہے کہ دیوی اپنے چند آلہ کاروں کے ذریعے سونیا پر حملہ کرائے۔"

دوسرے افسر نے کہا "یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دیوی اپنے آلہ کاروں کو گائیڈ کرنے کے لئے کسی بھیس میں خود پیرس پہنچے۔"

سپرماسٹر نے کہا "یہ تو ہمارے لئے سنہری موقع ہے۔ سونیا صرف دیوی کو پھانسنے کے لئے پیرس میں ہے۔ وہ ابھی ہمارے متعلق سوچنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھ رہی ہے۔ وہ ایک ماں ہے صرف بیٹی کی دشمن کے لئے پیرس میں ہے۔ ایسے وقت ہمارا ایک غیرمعمولی جسمانی قوت رکھنے والا سونیا کی ہڈیاں توڑ سکتا ہے۔"

ایک افسر نے کہا "اور اگر دیوی کا کوئی آلہ کار ہاتھ آجائے تو ہمارے خیال خوانی کرنے والے اس کے دماغ میں دیوی کی آواز سن کر اس کی شہ رگ تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔"

اس میں کوئی شبہ نہیں رہا تھا کہ پیرس میں دو خطرناک عورتوں کی جنگ ہونے والی تھی اور ان دونوں عورتوں کو یہ نہیں معلوم تھا غیرمعمولی صلاحیتیں رکھنے والے ان دونوں عورتوں کو پیرس کی جنت سے جہنم میں پہنچا سکتے ہیں۔

فوراً یہ منصوبہ بنایا گیا کہ خصوصی طیارے سے جان کا[رٹر کو] پیرس بھیجا جائے۔ وہ جانتے تھے کہ پیرس میں جھیل کے کنار[ے] کاٹیج ہیں' جن میں کبھی کبھی فرہاد کی فیملی کے افراد آکر رہ[تے] سونیا بھی ایسے ہی ایک کاٹیج میں تھی۔ اگر کاٹیج کا پتا نہ ہوتا [تو] جان کارٹر' سونیا کی آوازیں سن سن کر اس کے پاس پہنچ جاتا۔

خصوصی طیارے کی روانگی سے پہلے جتنا بھی وقت ملا وہ سونیا پر توجہ دیتے رہے۔ یہ خیال تھا کہ شاید وہ ایک آدھ گھنٹے میں سونے کے بعد بیدار ہوجائے۔ ان کا خیال درست نکلا۔ فو[ن کی] گھنٹی نے سونیا کو نیند سے جگا دیا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان لگاتے ہوئے پوچھا "کون؟"

دوسری طرف سے ایک عورت کی آواز آئی "تم نے چالاکی سے اپنی بیٹی کو بچالیا مگر یہ نہیں سوچا کہ بیٹی کی بلا ماں پر آسکتی ہے۔"

سونیا نے کہا "اچھا تو تم دیوی یعنی اصلی شی تارا ہو۔"

"میرا ایک اور نام ہے موت۔ تمہاری موت۔ تم ہمار[ے] ادارے میں واپس نہیں جاسکو گی۔"

سونیا کا قہقہہ سنائی دیا "محترمہ موت صاحبہ! اب مجھے گانے آرہی ہو؟"

"میں ہمیشہ علم نجوم کے مطابق کام کرتی ہوں اور ستارے [کہتے] ہیں کہ تم آج کا دن اور ایک رات گزرنے کے بعد صبح پانچ [بجے] زندگی کی آخری سانس لوگی۔"

"پھر تو میں ابھی آرام سے سو سکتی ہوں۔ خواہ مخواہ میری [نیند] خراب کردی۔"

ٹیلی فون کا ریسیور رکھنے کی آواز آئی۔ پھر سونیا کی طرف خاموشی رہی۔ وہ پھر سوگئی ہوگی۔ ان پانچوں غیرمعمولی صلا[حیتیں] رکھنے والوں نے دوسری عورت پر توجہ دی۔ یہ ظاہر ہوچکا تھا [کہ وہ] دیوی ہے۔ اس وقت کسی سے فون پر کہہ رہی تھی "میں آتما [شکتی] کے ذریعے یوگا کے ماہرین کے دماغوں میں بھی پہنچ سکتی ہوں [مگر] آتما شکتی کے لئے اپنی اصلی آواز میں بولنا پڑتا ہے۔ اس لئے فون پر اطلاع دے رہی ہوں۔ تم اپنے آدمیوں کے ساتھ چار[وں طرف سے] اس کاٹیج کو گھیر لوگے۔ اس کا ایک سیکریٹری نما خدمت گار [ہے۔] اس پر آسانی سے قابو پاسکو گے۔ باقی باتیں میں صبح چار بجے کر[وں] گی۔ ابھی مجھے یہ سمجھنا ہے کہ وہ صبح پانچ بجے اپنی موت کو [کس] طرح ٹالنے کی تدبیر کرے گی۔"

ریسیور رکھنے کی آواز آئی۔ پھر خاموشی چھاگئی۔ کمپیوٹر کو آف کردیا گیا۔ سپرماسٹر نے کہا "سونیا بہت چالاک ہے۔ آخر[کار اس] نے دیوی کو مقابلے پر آنے کے لئے مجبور کردیا۔ ہمیں اس دیو[ی پر] قابو پانا ہوگا۔"

ایک افسر نے کہا "ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے وا[لے] غیرمعمولی سماعت و بصارت رکھنے والے اور حیرت انگیز جسمانی و دماغی قوتوں کے حامل افراد ہیں۔ اگر ایک آتما شکتی والی بھی ہمارے قابو میں آجائے گی تو ہم ٹرانسفارمر مشین اور دیوی کے ذریعے دوسرے آتما شکتی والے پیدا کرسکیں گے۔"

دوسرے افسر نے کہا "جان کارٹر تو سونیا کو حرام موت مارے گا' دیوی کو قابو میں کرنے کے لئے ہمارے ایک اور غیرمعمولی ہیرو کو جانا چاہئے۔"

یہ فیصلہ ہوا کہ جان کارٹر کے ساتھ اب دوسرا غیرمعمولی صلاحیتیں رکھنے والا فیوری بوائے جائے گا۔ ان کے لئے فوراً ایک خصوصی طیارہ حاصل کیا گیا۔ وہ دونوں اس میں روانہ ہوئے اور ان سے کہا گیا کہ باقی غیرمعمولی صلاحیتیں رکھنے والے مارکوس برٹن' آندرے فوک اور پاشا وہیں ہیڈکوارٹر میں رہ کر خیال خوانی کے ذریعے اپنے دونوں ساتھیوں جان کارٹر اور فیوری بوائے سے دماغی رابطہ رکھیں گے اور ان کے کام آتے رہیں گے۔

وہ رات کے دو بجے پیرس پہنچے۔ وہاں ان کے لئے دو کاریں اور امریکی گائیڈ موجود تھے۔ جان کارٹر ایک کار میں بیٹھ کر جھیل کی طرف روانہ ہوا۔ اس جھیل کے اطراف بہت خوب صورت کاٹیج بنے ہوئے تھے۔ ہر کاٹیج کے گیٹ پر ان کے مالکان کے ناموں کی تختیاں لگی ہوئی تھیں۔ وہاں علی تیمور' پارس اور سونیا کے نام بھی لکھے ہوئے تھے۔ وہ کار اس کاٹیج کے سامنے رک گئی جس کے گیٹ پر سونیا فرہاد کا نام لکھا ہوا تھا۔

جان کارٹر نے کار سے اتر کر اس کاٹیج کو دیکھا۔ پھر گائیڈ سے کہا "تم یہاں بیٹھو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ گیٹ کو پھلانگ کر احاطے میں آیا۔ کاٹیج کا دروازہ بند تھا مگر اس کی جسمانی قوت کے آگے دروازہ کیا چیز تھا۔ اس نے ایک لات ماری۔ وہ ٹوٹ کر اندر کی طرف گر پڑا۔ اندر ایک بڑا سا ڈرائنگ روم تھا۔ اس ڈرائنگ روم کے وسط میں سونیا کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا۔ "تم صرف میری آواز سن کر آئے ہو یا مجھے صورت سے بھی پہچانتے ہو؟"

وہ بولا "میں نے تمہاری ساکت اور ویڈیو کے ذریعے متحرک تصویریں دیکھی ہیں۔ ہمارا سپرماسٹر کا کام کرتا ہے۔ اس نے تمہاری آڈیو اور ویڈیو کے علاوہ وہ فائل بھی پڑھنے کو دی تھی جس میں تمہاری مکاریوں سے بھرپور واقعات درج ہیں۔"

"میری تمام مکاریاں سمجھنے کے باوجود تم میرے کاٹیج کا دروازہ توڑ کر چلے آئے؟"

"اس دروازے کے بعد اب تمہاری ہڈیاں ٹوٹیں گی۔ تمہیں شاید نہیں معلوم کہ میں پاشا کی طرح گوشت پوست کا روبوٹ ہوں۔ میرا نام جان کارٹر ہے۔ تم جیسی مکار ہو' ویسی ہی غضب کی فائٹر ہو مگر مجھ پر ہاتھ بھی نہیں اٹھا سکوگی۔"

"یہی میں تم سے کہنے والی تھی کہ تم روبوٹ ہی سہی لیکن مجھے ہاتھ بھی نہیں لگا سکو گے۔ اگر مجھے پکڑ سکتے ہو تو پھر آؤ۔"

وہ آگے بڑھ کر اس کے بالکل قریب آیا۔ پھر ایک الٹا ہاتھ سونیا کے منہ پر رسید کیا۔ لیکن وہ اپنی جگہ جوں کی توں کھڑی رہی اور جان کارٹر کا مارنے والا ہاتھ اس کے چہرے کے آر پار ہوکر پھر اپنی جگہ آگیا۔ وہ اسے حیرانی سے دیکھنے لگا۔

وہ مسکرا کر بولی "مسٹر روبوٹ جان کارٹر! میں تمہارے سامنے موجود ہوں لیکن موجود نہیں ہوں۔ آج رات کے بارہ بجے وہ مہینہ ختم ہوگیا جو میری بیٹی کے لئے منحوس تھا۔ اس لئے میں بابا صاحب کے ادارے میں واپس آگئی ہوں۔ اب عکس منتقل کرنے والے آلات مجھے اس ادارے سے اس کاٹیج میں منتقل کررہے ہیں۔"

اس نے یقین کرنے کے لئے اسے چھونے اور پکڑنے کی کوشش کی۔ وہ ہنستی ہوئی بولی "اچھی طرح اپنی تسلی کرلو۔ تمہارے غیرمعمولی صلاحیتیں رکھنے والے ساتھی بھی تمہارے ذریعے اس سچویشن کو سمجھ رہے ہیں اور شاید اپنے سپرماسٹر کو بتا رہے ہیں کہ روبوٹ پہاڑ کے ٹکڑے کرسکتا ہے مگر سونیا کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔"

جان کارٹر نے آہٹ سن کر پیچھے دیکھا۔ ایک قد آور انسان کھڑا تھا۔ کچھ کچھ بندر جیسا لگ رہا تھا۔ وہ ٹوٹے ہوئے دروازے پر کھڑا سونیا سے کہہ رہا تھا "مادام! وہ دیوی شیزان ہوٹل کے سوئٹ نمبر تین سو بارہ میں ہے۔ میں وہاں سوئٹ میں داخل ہوکر اس کی گردن مروڑ دینا چاہتا تھا لیکن وہ سنسکرت زبان میں کچھ ایسے منتر پڑھ رہی ہے جن کا اثر مجھ پر ہوتا ہے۔ میں کئی بار سوئٹ کے دروازے پر گیا اور خود بخود واپس چلا آیا۔"

سونیا کے عکس نے کہا "کوئی بات نہیں' واپس آتو گئے مگر یہاں تمہاری خیریت نہیں ہے۔ اسے دیکھو' یہ گوشت پوست کا روبوٹ ہے۔ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"ہاں۔ باہر ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔ ایک شخص ہاتھوں میں گن لئے بیٹھا تھا۔ میں نے اس سے گن لے کر توڑ دی۔ وہ بے چارہ اپنی گن سے بھی زیادہ ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا ہے۔ کیوں مسٹر روبوٹ' تمہارے پاس بھی گن ہے؟"

وہ پلٹ کر بولا "میرا ایک ہاتھ ہی گن سے کم نہیں ہے۔ یہ تمہیں جہنم میں پہنچا دے گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے حملہ کیا۔ پھر جیسے دو روبوٹ یا دو پہاڑ ٹکرا گئے۔ کبھی یہ کبھی وہ ایک دوسرے کو اٹھا کر پٹخ رہے تھے۔ کبھی ایسے حملے کرتے تھے جیسے ایک دوسرے کو توڑ کر رکھ دیں گے۔ بڑا زبردست ٹکراؤ ہورہا تھا۔ وہ جس صوفے یا میز پر گرتے تھے ان کے ٹکڑے بکھر جاتے تھے۔ جس دیوار سے ٹکراتے تھے وہاں کا پلستر اکھڑنے لگتا تھا۔

ان میں سے ایک مشین کا تیار کردہ روبوٹ تھا۔ وہ محض اپنے سینٹر کا تربیت یافتہ تھا۔ اس نے کبھی کسی دشمن سے مقابلہ نہیں کیا

تھا یعنی دشمنی داؤ پیچ کا ہیر پھیر نہیں جانتا تھا۔

دوسرے ہیرو کو طبی سائنس نے ایجاد کیا تھا۔ پہلے اس نے اپنے موجد سے کمپیوٹر وغیرہ کو ہینڈل کرنا سیکھا تھا۔ پھر بابا صاحب کے ادارے میں اس کی مکمل ٹریننگ بھی ہوئی تھی اور قوت گویائی پیدا کرنے کا تجرباتی کامیاب آپریشن بھی ہوا تھا۔ اس کے بعد وہ میرے ساتھ رہ کر عملی تجربات سے گزرتا آیا تھا۔ اس کے مقابلے میں جان کارٹر جیسا روبوٹ بھلا کتنی دیر ٹھہر سکتا تھا۔ وہ لہولہان ہو رہا تھا، کبھی ڈگمگا رہا تھا، لڑکھڑا رہا تھا، اپنے بچاؤ کے لئے سنبھل رہا تھا۔ بچاؤ کے لئے لازمی ہے کہ آدمی خطرے کی جگہ سے ٹل جائے مگر بھاگنے یا ٹل جانے کے لئے اس کے دونوں زخمی پاؤں ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

وہ اتنی دیر تک اس لئے مقابلے پر ڈٹا ہوا تھا کہ اس کے اندر اس کا ساتھی آندرے فوک بھی موجود رہا تھا۔ اپنی طرف سے بھی اس میں توانائی پیدا کر رہا تھا اور اسے کرنے سے بھی روک رہا تھا۔ اس کے ساتھ پاشا بھی یہی کوشش کر رہا تھا اور ساتھ ہی سپر ماسٹر وغیرہ کو بتاتا جا رہا تھا کہ جان کارٹر کا انجام کیا ہو رہا ہے۔

پھر انجام بخیر نہیں ہوا۔ وہ کٹے ہوئے شہتیر کی طرح گر پڑا۔ ہیرو کی ٹھوکریں کھاتے کھاتے ساکت ہو گیا۔ صرف سینے میں دل کی جگہ ہلکی ہلکی سی لرزش بتا رہی تھی کہ ابھی اس میں تھوڑی سی جان ہے۔ ہیرو نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے اس کے حلق پر ایک پاؤں رکھ کر دباؤ ڈالا تو وہ بڑی نقاہت سے پھڑپھڑایا۔ پھر ہمیشہ کے لئے ساکت ہو گیا۔

سپر ماسٹر کے کمرے میں ماتمی خاموشی چھا گئی۔ تینوں افواج کے اعلیٰ افسران، غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل پاشا، آندرے فوک اور مارکوس برٹن پر تھوڑی دیر کے لئے سکتہ طاری ہو گیا۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ غیر معمولی قوتیں بھی معمولی سے معمولی یعنی صفر ہو جاتی ہیں۔

پھر یہ کہاں کی مردانگی تھی کہ روبوٹ جیسی قوتیں رکھنے والا مرد سونیا کو موم جیسی عورت سمجھ کر ہلاک کرنے آیا تھا۔ وہ سب برسوں سے دیکھتے آئے تھے کہ سونیا بہترین فائٹر ہونے کے باوجود کبھی کبھار ہی ہاتھ پاؤں کو زحمت دیتی ہے ورنہ ہمیشہ دشمنوں کو مکاریوں سے مارتی آئی تھی۔

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہمارا ٹرانسفارمر مشین والا تجربہ ناکام نہیں ہوا ہے، جان کارٹر نے غیر معمولی قوت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہمارے موجودہ ٹیلی پیتھی جاننے والے بے شک و شبہ حیرت انگیز جسمانی قوتوں کے حامل ہیں۔ اس بندر آدمی نے فرہاد سے تربیت حاصل کی ہے اس لئے بازی لے گیا ہے۔ میں نہیں چاہوں گا کہ یہ باقی رہے۔ اسے بھی مرنا ہو گا۔ ہمارے دو غیر معمولی بندے اسے تنہا گھیر لیں گے تو یہ پھر کبھی اپنے پیروں پر کھڑا نہیں رہ سکے گا۔ زمین پر ایسا گرے گا کہ پھر مٹی کے اندر ہی جائے گا۔"

سپر ماسٹر نے کہا "آپ فوج کے اعلیٰ افسر ہیں۔ اسی لئے صرف ... لڑانے کے پہلو سے سوچ رہے ہیں۔ ہمیں سونیا کی چالبازیوں پر ... پیش نظریہ سوچنا چاہئے، کیا اس نے ہمارے ایک اہم مہرے کو مارنے کے لئے محض اپنی آواز سنا کر ہمیں بے وقوف بنایا ہے یا واقعی دیوی ابھی صبح پانچ بجے اسے ہلاک کرنے والی ہے؟"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "وہ دیوی کے حملے سے بچنے کے لئے ہی ادارے میں واپس چلی گئی ہے اور پیرس کے کاٹیج میں اپنی موجودگی ظاہر کرنے کے لئے اپنا عکس منتقل کر رہی ہے۔ اس کے عکس کو دیکھ کر جان کارٹر دھوکا کھا گیا تھا۔ اب اسی طرح وہ دیوی اور اس کے آلۂ کاروں کو فریب دے کر ختم کرنے والی ہے۔"

سپر ماسٹر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "ہوں۔ وہ بندر آدمی سونیا کے عکس سے کہہ رہا تھا کہ دیوی شیزان ہوٹل کے سوئٹ نمبر تین سو بارہ میں ہے اور اپنی آتما شکتی والا کوئی ایسا منتر پڑھ رہی ہے جس کے اثر سے وہ بندر آدمی اس کے دروازے سے بار بار جا کر واپس آ گیا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سونیا نے اس بندر آدمی کو دیوی کی ہلاکت کے لئے بھیجا تھا مگر وہ ناکام رہا۔"

آندرے فوک نے کہا "سر! میں قوت سماعت سے ابھی دیوی کی آوازیں سن رہا ہوں۔ وہ کسی اجنبی زبان میں چند منٹوں تک کچھ پڑھتی ہے پھر خاموش ہو جاتی ہے۔"

مارکوس برٹن اور پاشا نے بھی تصدیق کی۔ پھر خیال خوانی کے ذریعے فیوری بوائے سے پوچھا گیا۔ اس نے کہا "جی ہاں، میں کبھی کبھی اس کی آواز سنتا ہوں پھر وہ خاموش ہو جاتی ہے۔ میں آواز کی سمت کا تعین کرتے ہوئے اس کے قریب آ گیا ہوں مگر صحیح جگہ معلوم نہیں ہو رہی ہے۔"

اسے بتایا گیا کہ وہ ہوٹل شیزان کے سوئٹ نمبر تین سو بارہ میں ہے لیکن وہ آتما شکتی کے ذریعے کچھ پڑھتی ہے جس کے اثر سے کوئی اس کے دروازے کو کھول کر داخل نہیں ہو سکتا۔ فیوری بوائے شاید اس وقت داخل ہو سکتا ہے، جب وہ خاموش ہو جاتی ہے۔

فیوری بوائے نے یہی کیا۔ اس ہوٹل کے تیسرے فلور پر گیا۔ جب دیوی نے پڑھنا بند کر دیا اور خاموش ہو گئی تو وہ دروازے پر آیا۔ کال بیل بجانے سے شاید وہ پھر منتر پڑھنا شروع کر دیتی۔ اس نے دروازے کو توڑنے سے پہلے اس کے ہینڈل کو ذرا سا گھمایا تو وہ کھل گیا۔ دیوی کو اپنے منتروں پر بھروسا تھا کہ اس کے دروازے پر کوئی نہیں آ سکے گا اسی لئے اسے اندر سے بند نہیں کیا تھا۔

وہ دبے قدموں اندر آیا۔ چھوٹے کاریڈور سے گزر کر ایک بڑے سے کمرے میں آیا۔ وہاں ایک عورت قالین پر پالتھی مارے بیٹھی منہ کھول کر کچھ پڑھنے جا رہی تھی کہ ایک اجنبی کو دیکھ کر منہ بند کر لیا۔ وہ بولا "اب یہ منہ بند ہی رکھنا۔ باتیں کرنے کے لئے کھول سکتی ہو۔ منتر پڑھنا چاہو گی تو منہ ایسے توڑے گا کہ پہچانی نہیں جاؤ گی۔"

وہ قالین پر سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی پھر بولی "کون ہو تم؟"

"یہی سوال میں تم سے کرتا ہوں۔ تم کون ہو اور ابھی کس زبان میں کیا پڑھ رہی تھیں؟"

سوئٹ کے ایک حصے کا پردہ ہلا۔ فیوری بوائے ادھر دیکھتے ہی چونک گیا۔ پردہ ہٹا کر سونیا آئی تھی اور مسکرا کر کہہ رہی تھی "یہ دیوی ہے، مجھے ہلاک کرنے کے لئے منتر پڑھ رہی تھی۔ میں نے اسے سمجھایا کہ ایک وقت میں ایک ہی کو ہلاک کرو۔ میں مرنا نہیں چاہتی، جو مرنے آ رہا ہے اسے ہی مارو۔ مرنے والے کی خواہش پوری کر کے نیکی کمایا کرو۔"

وہ حیرانی سے بولا "تم تو اپنے جھیل والے کاٹیج میں تھیں؟"

"ہاں، وہاں تمہارا ایک روبوٹ آیا تھا۔ کیا تمہارے سپر ماسٹر نے تمہیں اس کا انجام نہیں بتایا ہے؟"

دوسری طرف سے آندرے فوک نے اس کے دماغ میں آ کر کہا "فیوری! اب سونیا کی چالبازی سمجھ میں آ رہی ہے۔ اس کی دشمنی کسی دیوی سے نہیں ہے، وہ ہم سے دشمنی کر رہی ہے۔ تم ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر وہاں سے چلے آؤ۔"

فیوری بوائے نے کہا "تم مجھے بزدل سمجھتے ہو۔ جب سونیا خود ہی مرنے آ گئی ہے تو میں اس کا کام تمام کر کے ہی یہاں سے جاؤں گا۔"

"یہ سونیا نہیں، اس کا عکس ہے۔ یہ آئی ہے تو وہ بندر آدمی بھی آیا ہو گا۔ سپر ماسٹر کا حکم ہے کہ تم کسی کا مقابلہ نہ کرو، فوراً وہاں سے چلے آؤ۔"

فیوری بوائے نے سپر ماسٹر کے اندر آ کر کہا "سر! یہ آندرے فوک کیسی بزدلی کی باتیں کر رہا ہے۔ کہتا ہے آپ نے مجھے فوراً واپس آنے کا حکم دیا ہے۔"

"وہ درست کہہ رہا ہے۔ کسی خطرے کا سامنا کرنے سے پہلے چلے آؤ۔ ہم نے جان کارٹر کی موت کا صدمہ اٹھایا ہے۔ اب تمہیں نہیں کھونا چاہتے۔ وہ مکار عورت بڑی زبردست چالیں چل رہی ہے۔"

"آل رائٹ سر! میں آپ کا تابعدار ہوں۔ ابھی آ رہا ہوں۔"

وہ واپس جانے کے لئے پلٹا تو وہ دیوی کا رول ادا کرنے والی کاریڈور کا راستہ روکے کھڑی تھی اور کہہ رہی تھی "شاید ارادہ بدل رہے ہو۔ واپس جانا چاہتے ہو۔"

سونیا کے عکس نے کہا "شاید اسے بتا دیا گیا ہے کہ اس کا روبوٹ ساتھی مٹی کے کیڑے کی طرح مٹی میں مل گیا ہے۔"

وہ بولا "ہاں، مجھے ابھی بتایا گیا ہے۔ اگر وہ بندر آدمی ہوتا تو میں بتا دیتا کہ غیر معمولی جسمانی قوت کیا ہوتی ہے لیکن میں اپنے اعلیٰ افسران کے احکامات کا پابند ہوں۔ انہوں نے مجھے واپس آنے کا حکم دیا ہے اس لئے میں جا رہا ہوں۔"

سونیا نے کہا "تم اپنے اعلیٰ افسران کے حکم سے آئے ہو مگر میری مرضی سے جاؤ گے اور میری مرضی یہ ہے کہ یہ دیوی میری دشمن ہے، اسے اٹھا کر لے جاؤ۔ نہ جانا چاہے تو اسے یہیں ختم کر دو۔"

"میں صرف وہی کروں گا جس کا حکم مجھے اوپر سے مل چکا ہے۔"

وہ آگے بڑھا۔ اپنا راستہ روکنے والی کو ایک طرف دھکا دے کر باہر جانا چاہتا تھا لیکن توقع کے خلاف ایک ایسا ہاتھ پڑا جیسے منہ پر لوہے کا ڈنڈا پڑا ہو۔ وہ اچھل کر فرش پر گر پڑا۔ ناک اور منہ سے گرم لہو رسنے لگا تھا۔ اس نے سر کو جھٹک کر بے یقینی سے سوچا، کیا ایک عورت کے ہاتھوں میں فولادی قوت ہو سکتی ہے؟

وہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے کھڑی تھی اور کہہ رہی تھی "اس وقت تمہارے دماغ میں سپر ماسٹر کا پورا خاندان ہو گا، لہٰذا پورے خاندان کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں دیوی نہیں، جمیلہ رازی ہوں۔ تمہارے اس روبوٹ کو میرے ہی روبوٹ نے مارا ہے اور اسے یہ شی روبوٹ ختم کرے گی۔"

پاشا نے کہا "شی روبوٹ..... ہاہاہا۔ یہ پہلی بار سنا ہے، ہمارا فیوری بوائے اس کا کچومر نکال دے گا۔"

وہ سب لوگ فیوری بوائے کے دماغ میں تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ جیسے ہی وہ فرش پر سے اٹھنے لگا اس کے منہ پر جیسے لوہے کے جوتے کی ٹھوکر پڑی۔ جوتے کی نوک اس کی ایک آنکھ پر پڑی تھی۔ وہ بے شک غیر معمولی جسمانی قوتوں کا حامل تھا لیکن ایک آنکھ کو پھوٹنے سے نہیں بچا سکتا تھا۔ پھر وہ آنکھ ایک شی روبوٹ کے جوتے سے ضائع ہوئی تھی۔ وہ تڑپ تڑپ کر تکلیف برداشت کرتے ہوئے پھر فرش سے اٹھنے لگا۔

ہیرو نے تو اپنے مقابل کو بڑی آزادی سے مقابلہ کرنے کا موقع دیا تھا مگر جمیلہ رازی نے اس کی آنکھ پھوڑ کر اس کی آدھی غیر معمولی قوت گھٹا دی تھی۔ اسے آدھا دیکھنے، آدھا لڑنے اور آدھا سنبھلتے رہنے پر مجبور کر دیا تھا اور جو مقابلے کے ایک پلڑے پر آدھا ہو جائے وہ وزن کے دونوں پلڑے کسی طرح بھی برابر نہیں رکھ سکتا۔

وہ ایک آنکھ سے دیکھ کر اس پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ نظر نہ آتی تو پلٹ کر معلوم کرتا تھا کہ کہاں ہے؟ جدھر وہ گھومتا تھا ادھر سے بدن توڑ حملہ ہوتا تھا۔ اور وہ ٹوٹتا چلا جاتا تھا۔ سونیا کے عکس نے بلند آواز میں کہا "اس کے اندر رہ کر اس کی موت کا تماشا دیکھنے والو! اپنے سپر ماسٹر اور دوسرے دانش مند افسران سے پوچھو کہ میں ایک عرصے تک گوشۂ گمنامی میں رہ کر منظرِ عام پر آئی تو امریکا کے پیٹ میں کیوں درد شروع ہو گیا؟ کیا ہماری طرف سے اسے نقصان پہنچا تھا؟ انہوں نے خود کو نقصان پہنچایا ہے۔ اپنے دو

زبردست روبوٹ ضائع کردیئے اب جاؤ اور مشین کے ذریعے کچھ اور پیدا کرو۔ یہ تو جارہا ہے اب اس کے دماغ میں جگہ نہیں ملے گی۔"

پھر جگہ نہیں ملی۔ وہ خیال خوانی کرنے والے مارکوس برٹن' آندرے فوک اور پاشا اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئے اور اپنے افسران بالا کو پھر ایک ماتمی خبر سنانے لگے۔ وہ سب تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے پھر سپر ماسٹر نے تینوں خیال خوانی کرنے والوں سے کہا "تم لوگ جاؤ اور اپنے اپنے بنگلے میں بیٹھ کر سونیا کا ہر پہلو سے اچھی طرح جائزہ لو۔ غور کرو کہ وہ بولتی کیا ہے؟ دکھاتی کیا ہے؟ اور کرتی کیا ہے؟ جو اس کے بولنے پر یقین کرتا ہے وہ بھٹکتا ہے۔ جو اس کے دکھاوے پر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بھی دیکھتا ہے وہ گویا جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھ کر دھوکا کھاتا ہے اور جو اس کے مقابلے پر جاتا ہے وہ اس سے مقابلہ بھی نہیں کرپاتا اور ختم ہو جاتا ہے۔ دراصل سونیا بھی ایک ایسا سایہ ہے جسے دیکھا جاسکتا ہے' پکڑا نہیں جاسکتا۔ جاؤ اور اپنی اپنی ذہانت کو آزماؤ' اسے کیسے ختم کیا جاسکتا ہے؟"

وہ تینوں وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ سپر ماسٹر کے ساتھ صرف اعلیٰ افسران رہ گئے۔ ایک افسر نے میز پر گھونسا مار کر کہا "شٹ!" (لعنت)

دوسرے نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا "یہ ہمارے ساتھ کیا ٹریجڈی ہوتی رہتی ہے۔ موجودہ دور کی وہ عجوبہ مشین بھی ہمیں فائدہ نہیں پہنچا رہی ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "یہ صرف ہمارے ساتھ نہیں ہو رہا ہے۔ اسرائیل میں یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ہماری ہی مشین سے گزر کر گئے ہیں لیکن وہ جب فرہاد کی فیملی کے کسی فرد سے ٹکراتے ہیں تو بری طرح نقصان اٹھاتے ہیں۔"

"ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایم آئی ایم کے خیال خوانی کرنے والے کبھی نقصان کیوں نہیں اٹھاتے؟"

"اس کا سیدھا سا جواب ہے کہ انہوں نے کبھی فرہاد کے کسی عزیز سے ٹکر نہیں لی ہے۔ فرہاد سے یا بابا صاحب کے ادارے سے ایم آئی ایم والوں کا اب تک کوئی تعلق ظاہر نہیں ہوا ہے۔ ان کی آپس میں دوستی ہے' نہ دشمنی۔ شاید اس لئے کہ وہ سب مسلمان ہیں۔"

"ہم اپنے موضوع سے بھٹک رہے ہیں۔ ہمیں اس بات کو سمجھنا ہوگا کہ وہ ہمیشہ کامیاب اور ہم ناکام کیوں ہوتے ہیں؟"

سپر ماسٹر نے کہا "اب ایسی بات بھی نہیں ہے۔ ماضی میں ہم سے پہلے کے سپر ماسٹر اور فوجی افسران نے انہیں بھی نقصان پہنچایا ہے۔ آپ لوگ بھول رہے ہیں' ایک بار فرہاد کو موت کے منہ میں پہنچا دیا گیا تھا اور کچھ عرصے سے گمنام رہا تھا۔ ہم نے اعلیٰ بی بی (ثانی) جیسی خطرناک عورت کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہودیوں نے فرہاد کی بیوی لیلیٰ کو زندہ نہیں چھوڑا۔ ہم نے کئی بار رسونتی کو فرہاد سے متنفر کرکے اسے چھین لیا تھا۔ ہم نے بھی بے شمار کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اگر ہم غور کریں تو صرف ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے نقصان اٹھا رہے ہیں۔"

ایک افسر نے کہا "اس مشین سے جان لمبوڈا اور دوسرے کئی وفادار [illegible] کو فائدے پہنچاتے رہے' دشمنوں سے مقابلے کرتے رہے۔ ہم مشین کو الزام نہیں دے سکتے۔ اب تو ہم پاشا کو استعمال کرکے غیر معمولی ٹیلی پیتھی جاننے والے روبوٹ پیدا کر رہے ہیں اور آئندہ بھی پیدا کریں گے۔ فرہاد کے پاس صرف جمیلہ رازی اور وہ ہیرو بندر آدمی ہے۔ ہمارے پاس درجنوں ہو جائیں گے۔"

ایک افسر نے کہا "ہمیں سچائی کو تسلیم کرنا چاہئے۔ ابھی سونیا نے کہا تھا کہ وہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا رہی تھی پھر ہم نے اسے [illegible] کی کوشش کیوں کی؟"

"صرف اس لئے کہ اس کے ذریعے ہم زیر زمین رہنے والی پراسرار دیوی کو اپنے قابو میں کرسکتے تھے۔ اگر ایسا ہو جاتا تو مشین کے ذریعے ہمارے پاس آتما شکتی والے بھی ہوتے۔"

"ایسا ہوسکتا تھا لیکن آئندہ کچھ عرصے کے لئے صرف پانچ افراد سے کترانا چاہئے۔ فرہاد' سونیا' علی تیمور' پارس اور ثانی۔ جب بھی کسی مشن کے دوران یہ پانچوں نظر آئیں یا اس مشن سے ان کے کسی تعلق کا پتا چلے تو ان سے کترایا جائے۔"

"کچھ عرصے کے لئے ایسا کرنا مناسب ہے۔ فی الحال ہمارے لیے دوسرے مسائل ہیں۔ اگر ہم کسی طرح دیوی پر قابو پالیں گے تو یہ بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ پھر ہمیں یہ یقین ہے کہ ایم آئی ایم میں جو خیال خوانی کرنے والے ہیں وہ کوئی قدرتی نہیں ہوں گے۔ وہ سب ہماری ہی مشین سے گزر کر گئے ہیں۔ اس مشین سے گزرنے والے کتنے باغی ہو گئے اور کتنوں کو دشمنوں نے ٹریپ کرلیا۔ ہمیں اس بات کا سراغ لگانا ہوگا کہ ان میں سے کتنے خیال خوانی کرنے والے ایم آئی ایم کے لئے کام کر رہے ہیں۔"

"ہمیں صحیح حساب اسی وقت ملے گا جب ایم آئی ایم کا کوئی خیال خوانی کرنے والا ہمارے قابو میں آئے گا۔ اب تو کوئی ایسی چال چلی جائے کہ ایم آئی ایم والے منظر عام پر آنے کے لئے مجبور ہو جائیں۔"

"جب بڑے اور اہم اجلاس میں کوئی سامنے نہیں آیا' ایک یہودی میجر کی میزبانی اخلاق کے خلاف کی جارہی تھی تب بھی انہوں نے روپوش رہ کر میجر کو مار ڈالا اور چند مسلمان اعلیٰ عہدیداروں کو ملک چھوڑنے پر مجبور کردیا تو پھر اور کوئی ایسی تدبیر نہیں ہوسکتی جس پر عمل کرکے انہیں سامنے آنے پر مجبور کیا جاسکے۔"

وہ سب خاموش ہو گئے اور خاموشی سے سوچنے لگے۔ ان سب کے دماغوں میں وہ دیوی اہمیت اختیار کرچکی تھی' اس کو قابو میں کرنے کے لئے وہ اپنے دو اہم غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والوں سے محروم ہو گئے تھے۔ اب بھی وہ یہی سوچ رہے تھے کہ اس کی آتما شکتی حاصل کرکے بڑی کامیابیاں حاصل کرسکتے تھے۔

دیوی شی تارا دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ وہ اب تک سپر ماسٹر کے اندر رہ کر تمام معلومات حاصل کر رہی تھی۔ اسے یہ معلوم کرکے اطمینان ہو گیا تھا کہ سونیا زیر زمین نہیں گئی تھی صرف اسے اپنی آمد سے خوف زدہ کر رہی تھی تاکہ وہ اپنے بچاؤ کی فکر میں مبتلا رہے اور اس ساتویں ماہ کو اس کی بیٹی کے لئے مصیبت نہ بنائے۔

اور واقعی یہی ہوا تھا۔ دیوی اس قدر پریشان ہوئی تھی کہ اپنی حفاظتی تدابیر کرنے کے دوران اس نے اعلیٰ بی بی (ثانی) کو بھلا دیا تھا۔ وہ دل ہی دل میں اس بات کی معترف تھی کہ سونیا کو نفسیاتی حربے استعمال کرنے میں مہارت حاصل ہے۔ اور ایسی چالباز ہے کہ اس کے کاندھے پر بندوق رکھ کر سپر ماسٹر کے دو غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والوں کو مار ڈالا تھا۔ اب تو سپر ماسٹر کے تمام غیر معمولی سماعت رکھنے والے سونیا کی اصلی آواز سن کر بھی اس سے دور ہی رہیں گے' کبھی اسے ٹریپ کرنے کی جرأت نہیں کریں گے۔

وہ جمیلہ رازی اور ہیرو کی حیرت انگیز جسمانی قوتوں اور لڑنے کے انداز سے بھی متاثر تھی۔ وہ آتما شکتی کے ذریعے اسی لئے میری فیملی اور بابا صاحب کے ادارے کے کسی فرد کے دماغ میں نہیں جاتی تھی۔ اس کا علم نجوم کہتا تھا کہ ہم سے جتنی دور رہے گی' اتنی ہی محفوظ بھی رہے گی۔

اس نے علم نجوم کی اس وارننگ کو بھلا کر ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) پر حملہ کرانا چاہا تھا۔ اب سوچ رہی تھی کہ آئندہ سال کے ساتویں ماہ میں اس ننھی بچی سے بھی دور رہے گی اور اس دوران اپنی طاقت اتنی بڑھائے گی کہ وہ طاقت پہاڑ بن جائے اور سونیا تنکے کی طرح قدموں میں پہنچنے پر مجبور ہو جائے۔ اصل حکمت عملی یہی ہے کہ اگلا مجبور ہو جائے اور گھٹنے ٹیک کر سر جھکا لے۔ اگر وہ ایسا مقام حاصل کرلے تو ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) پر حملہ کرانے کی نوبت ہی نہ آئے اور وہ بچی حالات کی آندھی میں سوکھے پتے کی طرح اڑ کر خود اس کے پیروں تلے آجائے تو پھر اس کی اپنی کوئی دشمنی یا غلطی نہیں ہوگی۔ دنیا کہے گی کہ چھری خربوزے پر نہیں آئی تھی۔ خربوزہ خود ہی چھری پر آگرا تھا۔

اس رات جب سپر ماسٹر سونے کے لئے بستر پر آیا تو دیوی نے اسے گہری نیند سلا کر اس پر عمل کیا۔ اسے پوری طرح اپنا معمول اور تابعدار بنایا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی کہ ایک ہفتے کے اندر سات عدد ذہین اور صحت مند جوانوں کو ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر انہیں ٹیلی پیتھی کا علم سکھانے کے علاوہ غیر معمولی سماعت و بصارت کا حامل اور حیرت انگیز جسمانی اور دماغی طاقتوں کا مالک بنایا جائے گا۔

سپر ماسٹر نے معمول کی حیثیت سے وعدہ کیا کہ وہ ان احکامات کی تعمیل کرے گا۔ دیوی نے کہا کہ ان سات عدد جوانوں میں سے چار عدد ہندوستانی ہوں گے' دو عدد امریکی اور ایک عدد اسرائیلی ہوگا۔

اس نے تینوں افواج یعنی بری' بحری اور فضائیہ کے افسران اعلیٰ کے دماغوں میں بھی باری باری جاکر یہ عمل کیا۔ انہیں بھی اس بات کا پابند بنایا کہ چار عدد ہندوستانی' دو عدد امریکی اور ایک عدد اسرائیلی جوان ٹرانسفار مر مشین سے گزارے جائیں گے اور ان میں سے چاروں ہندوستانیوں اور ایک اسرائیلی کو آزاد چھوڑ دیا جائے گا اور ایسا کرتے وقت کوئی اعتراض نہیں کرے گا اور اعلیٰ حکام کو قائل کرے گا کہ وہ ملکی مفاد کے لئے درست کام کر رہے ہیں۔

پھر اس نے داؤد منڈولا سے رابطہ کیا۔ وہ' الپا اور برین آدم بڑے دل برداشتہ تھے۔ ان کی مضبوط خفیہ یہودی تنظیم نہایت ہی کمزور ہوگئی تھی۔ ان کے چار خیال خوانی کرنے والے پہلے ہی مارے جاچکے تھے۔ صرف الپا اور منڈولا رہ گئے تھے۔ مائیک ہرارے اس تنظیم کا باقاعدہ ممبر نہیں تھا اور جوڈی نارمن کے سلسلے میں یہ بدقسمتی تھی کہ وہ اسپتال میں زیرِ علاج رہنے کے دوران ہی مرچکا تھا۔

پھر اسرائیلی حکام کو یہ صدمہ تھا کہ ان کا ایک قابل میجر مارا گیا تھا جس کے باعث ایم آئی ایم کی دہشت بڑھ گئی تھی اور یہ ان کی طرف سے عملی وارننگ تھی کہ دین اسلام یا اخلاقی اصولوں کے خلاف کوئی کام ہوگا تو دونوں ممالک کی اہم ہستیوں کو جہنم میں پہنچادیا جائے گا۔

دیوی نے کہا "جن دشمنوں سے ہمارا مقابلہ رہتا ہے ان کے مقابلے میں ہتھیار کام نہیں آتے' صرف ٹیلی پیتھی اور ذہانت کام آتی ہے۔ اس اعتبار سے یہودی تنظیم ذرا کمزور ہوگئی ہے۔ لیکن ایسی بھی مایوسی کی بات نہیں ہے۔ یہاں برین آدم جیسا ذہین شخص موجود ہے' الپا جیسی تجربہ کار اور منڈولا جیسا چالاک خیال خوانی کرنے والا ہے پھر میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اس بار تمہیں ایک ایسا یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والا دوں گی جو پاشا کی طرح غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی و دماغی قوتوں کا حامل ہوگا۔ جسے گوشت پوست کا روبوٹ کہا جاسکتا ہے۔"

برین آدم نے کہا "یہ تو بہت خوشی کی بات ہے مگر وہ یہودی روبوٹ کون ہوگا؟"

"ایسے کسی ذہین' جوان اور صحت مند کا انتخاب تم کرو۔ اگر ایسا یہودی جوان واشنگٹن میں ہے تو بہتر ہے ورنہ یہاں انتخاب کرو اور اسے کل یا پرسوں تک واشنگٹن پہنچادو۔"

"لیکن آپ اسے ٹرانسفار مر مشین تک کیسے پہنچائیں گی؟ وہاں تو پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا ہے۔ وہ مشین جہاں ہے وہاں سے دو میل کے اطراف تک کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔"

"یہ کام مجھ پر چھوڑ دو۔ میں ایسی چال چل رہی ہوں کہ ان کے سخت حفاظتی انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔"

برین آدم نے کہا "واشنگٹن میں ایک نہایت ہی چست و چالاک یہودی باڈی بلڈر ہے۔ تعلیم یافتہ اور ذہین بھی ہے ہمارے لئے آج کل وہاں جاسوسی کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ میں ابھی اس سے فون پر رابطہ کرتا ہوں۔ آپ میرے دماغ میں رہ کر اس کی آواز سن سکتی ہیں۔"

اس نے رابطہ کیا۔ پھر اس سے کہا "رابرٹ کلون! میں برین آدم بول رہا ہوں۔ ابھی تمہارے دماغ میں ایک خیال خوانی کرنے والی آرہی ہیں۔ تم سے بہت اہم گفتگو کریں گی۔ وہ تم سے جو کہا کریں اس پر کسی بحث کے بغیر عمل کرتے رہو۔ بس میں فون بند کر رہا ہوں۔ وہ آرہی ہیں۔"

دیوی اس کی آواز سننے کے بعد اس کے اندر پہنچ گئی۔ وہ بھی یوگا کا ماہر تھا مگر اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرسکا۔ وہ تھوڑی دیر تک اس کے خیالات پڑھتی رہی۔ پھر بولی "میں تمہارے اندر موجود ہوں مگر تم میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہے ہو۔"

وہ حیرانی سے بولا "واقعی' ایسا پہلی بار میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ آپ کون ہیں؟"

"مجھے سب ہی لوگ دیوی کہتے ہیں۔ ابھی میں تمہارے خیالات پڑھ رہی تھی۔ تمہارے اندر اپنی یہودی قوم کے لئے بہت کچھ کرنے کا جذبہ ہے۔ اس لئے میں ایسے انتظامات کر رہی ہوں کہ تمہیں جلد ہی ٹرانسفار مر مشین سے گزار کر ٹیلی پیتھی سکھادوں۔"

وہ خوشی سے کھل کر بولا "آپ...... آپ تو میرے خوابوں کی تعبیر سنا رہی ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو مس کہوں یا میڈم کہوں؟ کس طرح شکریہ ادا کروں؟ اگر مسٹر برین آدم نے ابھی فون نہ کیا ہوتا تو میں آپ کی باتوں کا یقین نہ کرتا اور یہی سمجھتا کہ جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھ کر آپ کی سوچ کی لہروں کو سن رہا ہوں۔"

"تم اب بھی جاگ رہے ہو۔ یہ خواب نہیں ہے۔ اب اس ٹرانسفار مر مشین سے صرف ٹیلی پیتھی کا علم حاصل نہیں کیا جاتا ہے بلکہ تمہیں غیر معمولی سماعت و بصارت کا حامل بنایا جائے گا اور تم حیرت انگیز جسمانی و دماغی قوتوں کے مالک بھی بن جاؤ گے۔ میں جلد ہی تم سے رابطہ کروں گی اور تمہیں اس مشین تک پہنچا دوں گی۔ سپر ماسٹر اور اس مشین سے متعلقہ افسران خود تمہیں اس مشین سے گزرنے کا موقع دیں گے۔"

وہ خوشی سے بہت کچھ بولنا چاہتا تھا مگر وہ اس کے دماغ سے نکل آئی۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اس یہودی رابرٹ کلون کو مشین تک پہنچانے سے پہلے اس پر تنویمی عمل کرے گی۔ اسے اپنا تابعدار بنا کر یہ بات خاص طور پر اس کے ذہن میں نقش کرے گی کہ وہ ٹرانسفار مر مشین سے گزرنے کے بعد اور غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کرنے کے بعد بھی اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا اور گوشت پوست کا روبوٹ بننے کے باوجود نادانستگی میں اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا۔

پھر اس نے بھارت کی تینوں افواج کے اعلیٰ افسران سے رابطہ کیا۔ انہیں ایک جگہ بٹھا کر اپنا منصوبہ بتایا کہ وہ کس طرح چار ہندوستانی ذہین اور صحت مند جوانوں کو ٹیلی پیتھی بھی سکھانا چاہتی ہے اور گوشت پوست کا روبوٹ بھی بنانا چاہتی ہے۔ اس کا یہ منصوبہ سن کر سب خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ اس نے کہا "آپ لوگ ایسے ذہین اور صحت مند جوانوں کا انتخاب کریں جو امریکا میں زیرِ تعلیم ہوں یا وہاں سے فوجی تربیت حاصل کر رہے ہوں تاکہ جلد سے جلد انہیں ٹرانسفار مر مشین تک پہنچایا جاسکے۔"

وہ اعلیٰ افسران ایسے جوانوں کے نام اور پتے نوٹ کرانے لگے۔ ان سے فون کے ذریعے رابطہ کرکے دیوی کو ان کی آوازیں سنانے لگے۔ دیوی نے ان چاروں بھارتی جوانوں کے متعلق بھی یہ طے کیا کہ پہلے ان چاروں کو اپنا معمول اور تابعدار بنائے گی پھر انہیں مشین تک پہنچائے گی۔ اس طرح امریکا' اسرائیل اور بھارت تینوں ممالک کے خیال خوانی کرنے والوں پر حکومت کرسکے گی۔

ان تینوں ممالک کے لئے فی الحال ایم آئی ایم والے ایسا مسئلہ بنے ہوئے تھے جس کا کوئی حل نظر نہیں آرہا تھا۔ دیوی کا بھی یہی مسئلہ تھا کہ آخر وہ برادر کبیر کون ہے جس پر اس کی آتما شکتی کا بھی اثر نہیں ہوتا ہے۔ پھر وہ تینوں ممالک کے خیال خوانی کرنے والوں کو اس طرح ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) کے پیچھے لگاتی کہ وہ اسے اغوا کرتے یا کسی تدبیر سے بابا صاحب کے ادارے کے اندر ہی اس بچی کو ختم کردیتے۔ تدبیر ایسی ہوتی کہ بچی کی موت حادثاتی ہوتی اور دیوی پر کوئی الزام نہ آتا۔

دیوی کے چند روز بڑی مصروفیات میں گزرے۔ وہ ہر اس جوان پر تنویمی عمل کرتی رہی جو ٹرانسفار مر مشین سے گزرنے والا تھا۔ پھر وہ سپر ماسٹر اور فوجی افسران کے خفیہ اجلاس میں بھی خاموشی سے ان کے دماغوں کے اندر رہ کر انہیں مائل کرتی رہتی تھی کہ چار ہندوستانی' دو امریکی اور ایک اسرائیلی جوان اس مشین سے گزارے جائیں۔ وہ سب افسران اور سپر ماسٹر پہلے ہی اس کے معمول بنے ہوئے تھے اس لئے اس فیصلے کو تسلیم کرتے رہے جو دیوی پہلے کرچکی تھی۔

جن افراد کو ٹرانسفار مر مشین سے گزارا جاتا تھا ان افراد کے نام بہت راز میں رکھے جاتے تھے۔ انہیں صرف متعلقہ افسران ہی جانتے تھے۔ لہٰذا جب مختلف ممالک کے جوانوں کو باری باری ہر روز اس مشین سے گزارا گیا تو کوئی اعتراض کرنے اور پوچھنے والا نہیں تھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں؟ جنہیں مشین سے فائدے پہنچائے جا رہے ہیں۔

مائیک ہرارے محب وطن تھا۔ وہ ایسا کبھی نہ ہونے دیتا لیکن وہ بھی نادانستگی میں دیوی کا تابعدار بنا ہوا تھا۔ دیوی نے اسے دوسری جگہ مصروف رکھا تھا اور ادھر اپنا کام پورا کرچکی تھی۔ بھارت کو چار' امریکا کو دو اور اسرائیل کو ایک خیال خوانی کرنے والے روبوٹ مل چکے تھے۔ وہ تینوں ممالک اپنی اپنی جگہ خوش اور مطمئن تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ ایک نامعلوم' نظر نہ آنے والی اور اصلی آواز میں نہ سنائی دینے والی ان تینوں ممالک کے خیال خوانی کرنے والوں پر آئندہ حکمرانی کرتی رہے گی۔

امریکا کے دو روبوٹ خیال خوانی کرنے والے جان کارٹر اور فیوری بوائے کی موت کا جو صدمہ تھا' وہ اب نئے خیال خوانی کرنے والے دو روبوٹوں کے پیدا ہونے سے بڑی حد تک ہلکا ہوگیا تھا۔ ان دو نئے غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والوں کے نام ڈی لنکاسٹر اور ربوبی بیکر تھے۔

اسرائیلی یہودی خیال خوانی کرنے والے داؤد منڈولا اور الپا کے علاوہ برین آدم بھی دیوی کا شکر گزار تھا کہ اس نے ان کی تنظیم میں رابرٹ کلون جیسے خیال خوانی کرنے والے روبوٹ کا اضافہ کیا ہے۔

بھارتی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے تو وارے نیارے ہوگئے تھے۔ ان کے پاس اجے کمار' وجے کمار' راجیش اور رگھوناتھ نامی چار خیال خوانی کرنے والے روبوٹ آگئے تھے اور ان کے علم کے مطابق شی تارا نے یہ کمال کیا تھا۔ وہ اصلی شی تارا اپنے دیس بھارت میں خود کو دیوی کی حیثیت سے پیش نہیں کر رہی تھی۔

اب امریکی حکام اور وہاں کے اہم ذمے دار عہدیداران کے لئے یہ اطلاع تشویش ناک تھی کہ بھارت میں چار عدد اور اسرائیل میں مزید ایک عدد خیال خوانی کرنے والے روبوٹ کیسے پیدا ہوگئے۔ جبکہ امریکا کے سوا کسی اور ملک کے پاس ٹرانسفار مر مشین نہیں ہے۔ یہ سوالات سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے بروں سے کئے جا رہے تھے کیونکہ وہی ٹرانسفار مر مشین کے نگران اعلیٰ تھے اور ان کی اجازت کے بغیر کوئی مشین کے قریب نہیں پہنچ سکتا تھا۔

سپر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران حیران اور پریشان تھے کہ یہ کیسے ہوگیا؟ کیا بھارت اور اسرائیل نے بھی ٹرانسفار مر مشین بنالی ہے؟ اور اگر بنالی ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرسکتے ہیں لیکن انہوں نے غیر معمولی سماعت و بصارت رکھنے والے اور روبوٹ جیسی جسمانی قوت رکھنے والے جوان کیسے پیدا کرلئے؟

انہوں نے اپنے ملک کے حکمرانوں کو یہ جواب دے کر مطمئن کردیا کہ ان کی ٹرانسفار مر مشین ایسی جگہ ہے کہ وہاں ملک کا صدر

بھی اجازت کے بغیر نہیں جاسکتا۔ بہت پہلے ماضی میں ٹرانسفارمر مشین کے بلیو پرنٹ چوری ہوگئے تھے۔ شاید اسرائیل اور بھارت نے بھی ایسی مشین بنالی ہو۔ اگر ہم ان سے اس سلسلے میں سوالات کریں گے تو وہ معقول جواب نہیں دیں گے اور ہم ان پر جواب دہی کے لئے دباؤ نہیں ڈال سکتے کیونکہ یہ ان کے ملک کا اندرونی معاملہ ہے۔

سپر ماسٹر اور فوج کے اعلیٰ افسران نے حکام کو کسی طرح جواب دے کر کسی حد تک قائل کردیا لیکن وہ خود پریشان تھے۔ اتنا سمجھتے تھے کہ اگر اسرائیل کے پاس مشین ہوتی تو وہ صرف ایک ہی خیال خوانی کرنے والا روبوٹ پیدا نہیں کرتا۔ پھر یہ کہ اسرائیل اور بھارت کو غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے روبوٹ پیدا کرنے کے لئے پاشا جیسا کوئی ذریعہ کہاں سے مل گیا ہے۔

وہ بہت کچھ سوچ رہے تھے اور سمجھنے کی کوشش کررہے تھے مگر یہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھے کہ دیوی ان سب کے دماغوں میں چلی آتی ہے اور اس نے ان کے ذہنوں میں یہ بات نقش کردی ہے کہ وہ اس سلسلے میں کبھی دیوی پر شبہ بھی نہ کریں۔

اسرائیل اور بھارت کے نمائندوں نے امریکا آکر سپر ماسٹر سے ملاقات کی اور کہا "جس طرح آپ ایٹم بم بناسکتے ہیں اور دوسرے ممالک بھی ایسے بم تیار کرسکتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں اسی طرح ہم بھی آپ کی طرح ٹیلی پیتھی جاننے والے روبوٹ قسم کے جوان پیدا کرچکے ہیں۔ آپ کو تشویش میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے بلکہ خوش ہونا چاہئے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہیں۔ ہمارے سیاسی مفادات ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔"

اسرائیلی نمائندے نے کہا "اب ہم تینوں ممالک کے پاس ایسی قوتیں ہیں کہ ہم ایم آئی ایم والوں کو اپنے خفیہ اڈوں سے باہر آنے پر مجبور کرسکتے ہیں۔ انہیں اپنے حق میں یا خلاف بولنے پر مجبور کرسکتے ہیں اور جب وہ بولیں گے تو ہمارے تمام غیر معمولی قوتِ سماعت رکھنے والے دور بیٹھے ان کی آوازیں سنتے رہیں گے اور ان کی باتیں سنتے سنتے یہ معلوم کرتے رہیں گے کہ وہ کون ہیں؟ کون کون سے ممالک سے تعلق رکھتے ہیں؟ ان کے نام اور پتے بھی معلوم ہوتے رہیں گے۔"

"ہم انہیں کس طرح بولنے اور منظرِ عام پر آنے کے لئے مجبور کرسکتے ہیں؟"

"انہوں نے پچھلے دنوں ہمارے ایک بہت ہی قابل میجر کو مار ڈالا تھا اور چند مسلمانوں کو ملک بدر کیا تھا۔ ہم اس سلسلے میں ایک احتجاجی اجلاس منعقد کریں گے۔ اس اجلاس میں چند اور بڑے ملکوں کو شریک ہونے کی دعوت دی جائے گی اور ساری دنیا میں یہ خبر پھیلائی جائے گی کہ ایم آئی ایم کی دہشت گردی کے باعث یہ اجلاس منعقد کیا جارہا ہے۔"

دوسرے نے کہا "جب ان کے خلاف اجلاس ہوگا تو ان کے جاسوس اور خیال خوانی کرنے والے ضرور آئیں گے اور ہم خود ہی انہیں اجلاس میں شرکت کے لئے بلائیں گے تاکہ وہ دنیا والوں کے سامنے اپنی صفائی میں زیادہ سے زیادہ بولیں۔ اور جب وہ بولیں گے تو ہمارے تمام غیر معمولی قوتِ سماعت رکھنے والے ان کی آوازوں کو ذہن نشین کرلیں گے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "آپ حضرات نے بڑی اچھی ترکیب سوچی ہے۔ ہمیں کسی نہ کسی طرح ایم آئی ایم والوں کو بے نقاب کرنا چاہئے یا اپنی حد تک خفیہ طور سے ہی سہی یہ معلوم کرنا چاہئے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ یہ ابھی تک ہمارے لئے اندھیرے کے تیر ہیں' پتا ہی نہیں چلتا کہ یہ تاریکی کی کس کمان سے نکلتے ہیں۔" پھر وہ بولا "ہم یہاں ایک دشمن تنظیم کی باتیں کررہے ہیں مگر دوستوں کے اندر جو دشمنی چھپی ہوتی ہے وہ زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ ہم نے بھارت اور اسرائیل دونوں ممالک کے سربراہان سے پوچھا ہے کہ ان کے ہاں روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے کیسے پیدا ہوگئے' ہم نے دوستانہ انداز میں جواب طلب کیا تھا لیکن ہم سے غیروں کی طرح کہہ دیا گیا کہ یہ ان کے ملکوں کا داخلی معاملہ ہے۔ کیا دوست اس طرح باتیں بناکر ٹال دیتے ہیں۔"

اسرائیلی نمائندے نے کہا "آپ موضوع بدل رہے ہیں۔ اس موضوع پر آپ ہمارے حکام سے بہت کچھ کہہ سکتے ہیں۔ ابھی تو ہمیں ایم آئی ایم کی دہشت گردی کو منظرِ عام پر لانا ہے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "ایم آئی ایم والے بھی آپ لوگوں کی طرح یہ کہہ کر ٹال دیں گے کہ تمہارا قابل میجر طیارے کے حادثے میں ہلاک ہوا تھا اور چند مسلمانوں کو ملک بدر انہوں نے نہیں کیا تھا کیونکہ وہ ایم آئی ایم والوں کا ملک نہیں تھا۔ اگر جبراً انہیں ملک چھوڑنے کے لئے کہا گیا ہے تو اس کا کوئی ثبوت پیش کیا جائے۔ انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے ان مسلمانوں کو ملک چھوڑنے پر مجبور کیا تھا اس لئے ان کے خلاف کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جاسکے گا۔"

"ہم جانتے ہیں کہ وہ اپنی صفائی میں ایسا ہی کہیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ کچھ بھی کہیں' خواہ ہمیں گالیاں ہی دیں۔ بس ہم ان کی آوازیں اپنے غیر معمولی سماعت رکھنے والوں کو سنانا چاہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ یہ احتجاج اسرائیل کی طرف سے ہوگا اور یہی ملک کسی غیر جانب دار ملک میں اجلاس منعقد کرے گا کیونکہ ان کا ہی میجر مارا گیا ہے۔ ہم اس اجلاس میں شریک ہوجائیں گے لیکن اپنے حکمرانوں سے کہہ دینا کہ ہم امریکی اس احتجاج میں شریک ہونے کے باوجود اسرائیل اور بھارت سے ناراض ہیں۔"

امریکی فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "یہ بھی کہہ دینا کہ ہم نادان نہیں ہیں۔ یہ خوب سمجھتے ہیں کہ غیر معمولی صلاحیتوں والی چوری ہمارے ملک سے کی گئی ہے۔ سفارتی سطح پر اور سیاسی ضروریات

...نت ہماری دوستی قائم رہے گی لیکن تمہارے جس شخص کے
...ں وہ چرائی ہوئی غیر معمولی صلاحیتیں ہوں گی' اسے ہم زندہ نہیں
...وڑیں گے۔"

...یاست بھی خوب چیز ہے۔ اقتدار کے لئے' اپنی برتری کے
...ئے اور کسی ایک قوم کو پسماندہ رکھنے یا کچل ڈالنے کے لئے چند
...الک آپس میں دوستی بھی کرتے ہیں اور دشمنی بھی۔ اسی طرح
...ریکا' اسرائیل اور بھارت ذاتی مفادات کے لئے ایک دوسرے
...و تھوڑا بہت نقصان پہنچاتے ہیں لیکن اسلامی ممالک کو کمزور
...نے اور مسلمانانِ عالم کو پسماندہ رکھنے کے لئے آپس کے
...ضادات اور دشمنی کو بھول کر متحد ہوجاتے ہیں۔ وہ ایم آئی ایم
...ے خلاف دہشت گردی کا پروپیگنڈا کرنے اور ایک اجلاس منعقد
...رنے کے لئے آپس میں متحد ہوگئے۔

پھر انہیں متحد کرنے والی وہ دیوی پس پردہ تھی۔ ان سب کے
...رر جاکر انہیں ایسے ایک احتجاجی اجلاس کے لئے مائل کرچکی
...ی۔ اور یہ اجلاس استنبول میں ہونا قرار پایا تھا۔

پچھلی بار مائیک ہرارے نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ ہندوستان
...ں ہے تو اسے کسی دوسرے ملک میں چلے جانا چاہئے ورنہ سونیا
...ے زیرِ زمین تلاش کرنے ہندوستان ضرور آئے گی۔ اسے کیا
...علوم تھا کہ سونیا نفسیاتی حربہ استعمال کررہی ہے اور اسے ڈرا رہی
...ہے لیکن دیوی واقعی خوف زدہ ہوگئی تھی۔ کہیں بھی زیرِ زمین رہ کر
...لون سے نہ سوسکتی تھی اور نہ ہی بے فکری سے دن گزار سکتی
...ی۔ اسے ہرارے کا مشورہ قابل قبول لگا۔ جب وہ ایک زیرِ زمین
...ل رہائش گاہ چھوڑ کر جاتی تھی تو میک اپ کے ذریعے چہرے کو
...چھپالیتی تھی کیونکہ دوسری زیرِ زمین رہائش گاہ تک پہنچنے کے لئے
...زمین کے اوپر آنا' ٹرین اور طیارے کے ذریعے سفر کرنا ضروری
...تھا۔

دیوی نے یہی کیا تھا۔ اپنے اصلی حسن کو چھپانے کے لئے
...یک سانولی سی معمولی سی لڑکی کا روپ اختیار کیا تھا۔ اس نے اپنے
...طور پر سوچا کہ سونیا زیرِ زمین اسے تلاش کرتی رہے گی۔ لہٰذا وہ زمین
...پر کسی بڑے شہر میں رہے گی۔ انقرہ میں اسلامی کانفرنس کے بعد وہ
...دوبار ایم آئی ایم کے برادر کبیر سے رابطہ کرچکی تھی۔ اس کے
...بارے میں سوچتی تھی کہ کسی طرح وہ قابو میں آجائے تو اس کی
...غیر معمولی صلاحیتوں اور چالبازیوں سے بڑے فائدے حاصل
...کرسکے گی۔

اس سے رابطہ کرنے پر اس نے اندازہ لگایا کہ برادر کبیر ترکی
...میں ہے لہٰذا ترکی کے بڑے بڑے شہروں میں کچھ عرصہ گزارنا
...چاہئے۔ وہ ایک سانولی سی لڑکی کے بھیس میں ترکی آگئی تھی۔ اپنے
...مطلب کو تین ہفتے تک تلاش کرتی رہی پھر اس نے علم نجوم کو
...آزمایا کہ اسے اس ملک میں وہ ملے گا یا نہیں؟ ستارے کامیابی کا
...اشارہ دے رہے تھے۔ ایسے ہی وقت معلوم ہوا کہ سونیا فریب دے

رہی تھی۔ وہ پیرس میں تھی اور ساتویں ماہ کی آخری رات کو بابا صاحب کے ادارے میں اپنے بچوں کے پاس چلی گئی تھی۔

اسے سونیا کی اس چالبازی پر غصہ بھی آیا کہ وہ بے وقوف بنتی رہی اور اطمینان بھی ہوا کہ اب وہ بلا ٹل گئی ہے اور اب وہ زیرِ زمین جاکر پھر اپنی پوجا اور بھگتی میں مصروف رہ کر دنیاوی معاملات سے بھی نمٹ سکتی تھی لیکن وہ زیرِ زمین نہیں گئی کیونکہ علم نجوم کے مطابق یہ آگہی مل رہی تھی کہ اس برادر کبیر سے ترکی میں مل سکتی ہے۔

اس نے اسی ملک میں رہ کر سپر ماسٹر وغیرہ کو اپنا معمول بناکر ٹرانسفارمر مشین سے خوب فائدہ اٹھایا۔ امریکا' اسرائیل اور ہندوستان میں روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کردیئے پھر ایم آئی ایم کے خلاف احتجاجی اجلاس کا چکر چلایا۔ یہ اس کی تدبیر تھی کہ ایسا اجلاس استنبول میں ہوگا تو برادر کبیر ایک سایہ ہی سہی' کسی جسم میں چھپ کر ضرور آئے گا۔ اس کے دوسرے مجاہد بھی آسکتے ہیں۔ وہ کسی طرح ایم آئی ایم کے دو چار مجاہدین کی آوازیں اپنے غیر معمولی سماعت رکھنے والوں کو سنادینا چاہتی تھی۔

پھر اخبارات' ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے یہ خبریں نشر ہونے لگیں کہ ایم آئی ایم کے مجاہدین نے دہشت گردی کی ہے۔ اسرائیل کے نامور میجر کو مار ڈالا ہے اور اردن کے چند باعزت اور محترم اکابرین کو اپنا ملک چھوڑ دینے پر مجبور کردیا ہے۔ اب وہ بے چارے مسلمان خانہ بدوشی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ لہٰذا اس سلسلے میں ایک پُرامن اجلاس منعقد کیا جارہا ہے جس میں دنیا کے بیشتر بڑے ممالک شریک ہوں گے۔ چونکہ لڑائی جھگڑے اور ہنگامہ آرائی مقصود نہیں ہے اس لئے ایم آئی ایم کے سربراہ کے علاوہ مجاہدین کو بھی اجلاس میں شرکت کی دعوت دی جارہی ہے تاکہ وہ دنیا والوں کے سامنے اپنی صفائی پیش کرسکیں۔

اس اجلاس کا اچھا خاصا چرچا ہورہا تھا۔ دیوی نے برادر کبیر سے رابطہ کیا۔ پھر کہا "تم سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی پہچان لیتے ہو کہ میں آگئی ہوں۔"

پارس نے پریشان ہوکر اپنے سر کو تھام لیا اور بڑبڑایا "یہ میرے سر کے اندر کسی عورت کی آواز کیسی آرہی ہے؟ میں ابھی کسی عورت کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ شاید یہ اسی عورت کا خیال میرے اندر بول رہا ہے۔"

دیوی کچھ پریشان سی ہوئی کہ شاید برادر کبیر کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لیتے وقت کچھ غلطی ہوئی ہے۔ ابھی جس کے اندر گئی تھی اس شخص کی آواز بھی بدلی ہوئی سی لگ رہی تھی۔

اس نے دوسری بار برادر کبیر کی آواز اور لہجے کو اچھی طرح یاد کرکے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر پارس کے دماغ میں پہنچی۔ اس نے پوچھا "یہ تم ابھی آکر واپس کیوں چلی گئی تھیں؟"

وہ حیرانی سے بولی "اگر میں تمہارے پاس ابھی آئی تھی تو تم

نے اس وقت کیوں نہیں پہچانا تھا؟"

"تم نے آتے ہی کہا تھا کہ میں تمہاری سوچ کی لہروں کو پہچان لیتا ہوں۔ جب تمہیں اتنا اعتماد تھا تو پھر تمہیں واپس نہیں جانا چاہئے تھا۔"

"اچھا تو تم نے مجھے بے وقوف بنایا تھا۔"

"کوئی کسی کو بے وقوف نہیں بناتا۔ انسان کو عقل کی کمی اور اعتماد کی کمزوری بے وقوف بناتی ہے۔ تم کیسی آتما شکتی والی ہو کہ صحیح جگہ پہنچ کر بھٹک جاتی ہو۔"

"تم ہیرا پھیری سے باز نہیں آتے ہو۔ ویسے یہ تم نے درست کہا ہے' واقعی میں آتما شکتی میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں مگر تمہارا دماغ بھی بھول بھلیاں جیسا ہے۔ میں تمہارا کوئی ایک خیال پڑھنا چاہتی ہوں تو دوسرا خیال پہلے خیال کو کاٹتا ہے پھر ایسا لگتا ہے کہ تمہارے خیال کی ویڈیو فلم الٹی چل رہی ہو۔ تمہاری کوئی سوچ میری سمجھ میں نہیں آتی۔"

"کوئی بات نہیں' کوششیں کرتی رہو۔ جب میری سوچ سمجھ میں آئے تو مجھے بھی سمجھا دینا' ابھی تم نے آنے کی زحمت کیسے کی؟"

"تم اپنی تنظیم کے بارے میں سن رہے ہو کہ ایک احتجاجی اجلاس ہونے والا ہے' کیا تم اس میں شریک ہونے آؤ گے؟"

"تم عورت ہو' اپنے گھر بلاؤ۔ اجلاس میں کیوں بلا رہی ہو؟"

وہ ہنس کر بولی "میرا گھر تو زمین کے نیچے ہے' وہاں تو تم مرنے کے بعد ہی آسکو گے۔"

"میں بوڑھا ہو کر مروں گا تو تمہارے گھر آنے کا فائدہ کیا ہوگا۔ ہمارے بچے بھی نہیں ہوں گے۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ میں چاہتی ہوں کہ تم اجلاس میں آؤ اور ایسی صفائی پیش کرو کہ دہشت گرد نہ کہلاؤ۔"

"تم میرے لئے بڑے نیک خیالات رکھتی ہو۔ مگر افسوس کہ اجلاس جس دن ہو رہا ہے اسی دن میری شادی ہے۔ اگر اجلاس میں آکر صفائی پیش کروں گا تو ادھر دلہن کسی کے ساتھ صاف ہو جائے گی۔"

"تم اپنی پوری تنظیم کے ساتھ بدنام ہونے والے ہو اور تمہیں شادی کی پڑی ہے۔ کیا شادی کی تاریخ بدل نہیں سکتی؟"

"نہیں بدل سکتی۔ دلہن کو کینسر ہے اس لئے جلد سے جلد جو کرنا ہے وہ کر گزرنا ہوگا۔"

"میں اچھی طرح سمجھ رہی ہوں کہ تم بکواس کر رہے ہو۔ بہت مکار ہو۔ اجلاس میں ضرور آؤ گے۔ میں چاہتی ہوں تم اپنے مشیر اور مجاہدین کے ساتھ آؤ تاکہ ہر الزام کا منہ توڑ جواب دے سکو۔"

"خدا تمہیں نیکی کا صلہ دے۔ میرے ساتھ میرے مجاہدین کی بھی بھلائی چاہتی ہو۔ اب تو سمجھو شادی کی تاریخ بدل گئی۔ اگر نہیں بدلے گی تو میں مجاہدین کی برات لے کر آؤں گا۔ پہلے اجلاس اٹینڈ کروں گا پھر لڑکی کے گھر جاؤں گا۔ نکاح میں تین بار قبول کہا جاتا ہے۔ سنا ہے موت کے وقت بھی تین ہچکیاں آتی ہیں۔ دلہن کینسر کی تین ہچکیاں آنے سے پہلے وہ بیچاری تین بار قبول کہہ ڈالے۔ پہلی بار امریکا قبول' دوسری بار اسرائیل قبول پھر تیسری بار بھارت قبول۔ خدا ان تینوں کا سایہ تمہارے سر پر' یا تمہارا ان تینوں کے سروں پر سلامت رکھے' آمین نہیں کہوں گا۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل آئی۔ اس نے سمجھ لیا کہ وہ اجلاس میں ضرور آئے گا اور جو کچھ وہ الٹی سیدھی بکواس کر رہا تھا' وہ اس کی گہرائی کو بھی سمجھ رہی تھی اور تسلیم کر رہی تھی کہ اس کمبخت کی گہرائی تک پہنچنا محال ہے۔

پھر اجلاس کا دن آگیا۔ دیوی نے خیال خوانی کے ذریعے پریس رپورٹر کا کارڈ اور اجلاس والے ہال میں داخل ہونے کا پاس بھی حاصل کیا۔ پھر اپنے شانے پر ایک بیگ لٹکا کر ہال کے دروازے کے سامنے آئی۔ وہاں بڑے ممالک کے بڑے لوگ آئے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ لیڈیز بھی تھیں' جو بظاہر ان کی سیکریٹریز تھیں۔ پریس رپورٹرز اور فوٹو گرافرز بھی تھے۔ وہاں کی تیز روشنی میں سب کے سائے کہیں زمین پر اور کہیں دیواروں پر حرکت کر رہے تھے۔

دیوی کی متلاشی نظریں لوگوں سے زیادہ ان کے سایوں پر تھیں۔ اسے یقین تھا کہ برادر کبیر کے سائے کو کسی کا خوف نہیں ہے' وہ کسی کے اندر سما کر آئے گا یا یوں ہی کسی جسم کا سہارا لئے بغیر آئے گا تب بھی کوئی اسے نہ پکڑ سکے گا اور نہ ہی کوئی نقصان پہنچا سکے گا۔

اجلاس کے میزبان بڑے ممالک کے اکابرین کو ایک دوسرے سے متعارف کرا رہے تھے۔ کئی فوٹو گرافرز ان سب کی تصویریں اتار رہے تھے۔ فلیش لائٹس بجلی کی طرح چمک کر بجھ رہی تھیں۔ ایسے ہی وقت دیوی نے اسے ایک دیوار پر دیکھا۔ اس کے آس پاس مختلف سائے اپنے اپنے جسموں کے ساتھ متحرک تھے۔ ادھر سے ادھر گزر رہے تھے لیکن وہ ایک سایہ دیوار پر اپنی جگہ ٹھہرا ہوا تھا۔

اس بھیڑ میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ تنہا ہے۔ ان سارے لوگوں میں وہ بھی کسی جسم کا سایہ ہوگا اس لئے کوئی اس پر توجہ نہیں دے رہا تھا۔

دیوی ٹہلتی ہوئی اسی دیوار کے قریب گئی لیکن اس دیوار کی جانب اپنی پشت کرلی۔ اسے دیکھ کر اسے شبے میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ اپنے بیگ میں سے ایک بے بی آئینہ نکال کر اپنے چہرے کے سامنے لا کر یوں چہرے کو ٹشو پیپر سے کہیں کہیں پونچھنے لگی جیسے میک اپ درست کر رہی ہو۔

لیکن وہ سایہ آئینے میں صاف نظر آرہا تھا۔ وہ دیوار کے قریب ہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ اس سائے میں حرکت پیدا ہوئی۔ وہ آگے بڑھا' بڑھنے کے ساتھ وہ آئینے کا زاویہ بھی حسب ضرورت بدل رہی تھی۔ پھر اس نے دیکھا کہ وہ سایہ اس کے بالکل پیچھے آکر اس کے جسم میں سما گیا۔

دیوی کے جسم میں ایک جھرجھری سی پیدا ہوئی۔ حالانکہ سائے کے جسم میں داخل ہونے سے کچھ محسوس نہیں ہوا تھا لیکن یہ اس کا احساس تھا کہ جس کی تلاش میں آئی تھی' وہ اسی کے جسم میں داخل ہوگیا تھا۔

پارس نے ایسا دانستہ نہیں کیا تھا۔ وہ نہیں جانتا کہ ابھی جس کے جسم میں سما گیا ہے' وہ وہی دیوی ہے جس کا اصلی چہرہ کسی نے نہیں دیکھا ہے اور نہ ہی اصلی آواز کسی نے سنی ہے اور یہ وہی ہے جو پارس کو ہمیشہ کے لئے اپنے دھرم میں لا کر اپنا بنانے کے لئے دس سال تک تپسیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس میں سے چار برس سات ماہ گزر چکے ہیں۔

اور وہ اتنی طویل پوجا اور بھگتی میں مصروف رہ کر پارس کو پانے کی تمنا کرنے والی بھی یہ نہیں جانتی تھی کہ اسے ایک سائے کی صورت میں پالیا ہے۔ وہ تو یہ سمجھ کر زیرلب مسکرا رہی تھی کہ ایم آئی ایم کا سربراہ برادر کبیر اس کے اندر آکر چھپ گیا ہے۔ اگر وہ آئینے کے ذریعے نہ دیکھتی تو کبھی نہ سمجھ پاتی کیونکہ سایہ اپنا ہو یا پرایا وہ جسم کے اندر محسوس نہیں ہوتا۔

دراصل پارس اب تک دو جسموں سے گزر کر آیا تھا۔ پہلے ایک شخص کے اندر سما کر ایک کار میں بیٹھ کر وہاں پہنچا تو پتا چلا کہ وہ شخص اجلاس میں شریک نہیں ہوگا۔ کسی کاروباری معاملے میں آگے جانے والا ہے۔ اس کے ساتھ ایک بیرونی ملک کا نمائندہ بیٹھا ہوا تھا جو اجلاس میں شریک ہونے آیا تھا۔ اس لئے پارس اس کے جسم میں سما گیا۔ پھر اس نے بری طرح ناگواری محسوس کی۔ اس شخص کے پسینے میں عجیب سی بو تھی جسے وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ ہال کے بیرونی دروازے کے قریب ہی اس کے جسم سے نکل گیا۔ بظاہر وہ نادیدہ تھا لیکن دیوار پر متحرک سایوں کے درمیان ایک جگہ رک گیا تھا۔ وہیں سے اسے دیوی کا جسم ملا تو اس میں آکر سما گیا۔

وہاں ہر طرف مسلح فوجی موجود تھے۔ دیوی دروازے پر آئی تو ایک لیڈی انسپکٹر نے اس کی تلاشی لی۔ اس کے شناختی کارڈ وغیرہ دیکھے۔ جسے دیکھنا چاہئے تھا وہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ دیوی کو اندر ہال میں جانے کی اجازت مل گئی۔

وہ اندر آگئی۔ بڑے ممالک کے بڑے بڑے لوگ قیمتی اور آرام دہ کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ہال میں اچھی خاصی بھیڑ تھی۔ ہر طرف مسلح فوجی الرٹ کھڑے ہوئے تھے۔ سامنے ایک اسٹیج پر امریکا' اسرائیل اور بھارت کی فوجوں کا ایک ایک نمائندہ افسر بیٹھا ہوا تھا۔ دیوی اسٹیج کے پاس آئی۔ ایک فوجی افسر نے اسے روک کر کہا "میڈم! آپ اپنی سیٹ پر جائیں۔ کسی کو اسٹیج پر جانے کی اجازت نہیں ہے۔"

اس کی آواز سنتے ہی وہ اس کے دماغ پر غالب آگئی۔ فوجی افسر ایک طرف ہٹ گیا۔ وہ آگے بڑھ کر دو زینے چڑھ کر اسٹیج پر آئی۔ پھر مائیک کے سامنے رک کر بولی "حاضرین! متوجہ ہوں۔ میں آپ کے لئے ایک تحفہ لائی ہوں۔ یہاں ایم آئی ایم پر دہشت گردی کے الزامات عائد کئے جائیں گے۔ میں اسی ایم آئی ایم کے سربراہ برادر کبیر کو آپ کے سامنے پیش کروں گی اور میں برادر کبیر سے کہتی ہوں کہ اب وہ میرے جسم میں نہ چھپے۔ حاضرین کے سامنے آجائے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی پارس کا سایہ اس کے جسم سے نکل کر مائیک کے سامنے آکر بولا "یہ پریس رپورٹر بڑی چالاک نکلی۔ کوئی سائے کو اپنے اندر محسوس نہیں کرتا ہے مگر اس نے پتا نہیں مجھے کیسے محسوس کرلیا۔ بہرحال میں بعد میں اس سے ضرور معلوم کروں گا کہ یہ غیر معمولی احساسات کی حامل کیسے بن گئی ہے۔ ویسے میں یہاں آپ کے الزامات کے جواب دینے آیا ہوں۔ پہلے آپ حضرات یہ بیان کریں کہ ہم دہشت گرد کیوں کہلا رہے ہیں؟"

وہ آگے اور کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن توقع کے خلاف وہ ہوا جو نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اس نے ایک ماہ پہلے جوڈی نارمن سے جو گولی چھین کر کھائی تھی اس کا اثر اب زائل ہوگیا۔ تمام حاضرین حیرانی اور دلچسپی سے دیکھنے لگے۔ مائیک کے قریب نظر آنے والا سایہ انسانی جسم میں نمودار ہو رہا تھا۔ پہلے ٹرانسپیرنٹ یعنی جسم کے آر پار دکھائی دیا جیسے شیشے کا بنا ہوا ہو۔ پھر وہ گوشت پوست کے ٹھوس جسم میں سب کے سامنے ظاہر ہوگیا۔

پارس' ایم آئی ایم کا سربراہ جو ایک عرصے سے روپوش تھا' پراسرار تھا' کوئی اس کی جائے پناہ تک نہیں پہنچ سکتا تھا' حالات نے اسے بھرے مجمع میں دشمنوں کے درمیان ظاہر کردیا تھا۔ دیوی اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ تمام فوجیوں نے پارس کو اپنے اپنے ہتھیاروں کی زد پر لے لیا تھا اور اسے چاروں طرف سے گھیرتے چلے آرہے تھے۔

دیوی پیچھے ہٹ گئی تھی۔ اس کی گردن فخر سے تن گئی تھی۔ دھماکا خیز تنظیم ایم آئی ایم کے سربراہ کو اس نے بھرے مجمع میں بے نقاب کیا تھا اور اب اسے گرفتار ہونے سے بچانے کے لئے کوئی بھی کارروائی کرنا چاہتا تو پارس کو فوراً گولی ماری جاتی۔

پارس یوں پہلے کبھی نہیں پھنسا تھا۔ بچاؤ کا اب کوئی راستہ نہیں رہ گیا تھا۔

واقعی اب سے پہلے پارس اس بری طرح شکنجے میں نہیں آیا تھا۔ جس طرح کے اس وقت آچکا تھا۔ چاروں طرف دشمن ہی دشمن تھے۔ ان میں مسلح فوجی بھی تھے۔ وہ ان کی مرضی کے خلاف ذرا سی بھی حرکت کرتا تو شاید ایک گولی نہیں چلتی گولیاں ہی گولیاں چل کر اسے چھلنی کردیتیں۔ وہ ان کے درمیان دشمن ہی ایسا بنا ہوا تھا۔ ہمیشہ روپوش اور پر اسرار رہنے کے بعد اتفاق سے یا اپنی بدقسمتی سے ان کے نرغے میں آگیا۔ یہ شکاری حضرات خوب جانتے ہیں کہ نرغے میں آنے والے شیر پر صرف ایک گولی نہیں چلائی جاتی' چاروں طرف سے شکاری اپنا نشانہ آزماتے ہیں۔ کیونکہ اندیشوں میں رہتے ہیں کہ مشکل سے ہاتھ آنے والا نکل نہ جائے۔

وہ اجلاس میں تنہا آیا تھا۔ اسے بچانے والا کوئی اپنا نہیں تھا۔ البتہ ثی تارا اور پوجا اس کے اندر تھیں۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اپنی اپنی خیال خوانی کے ہتھیار کو کس طرح استعمال کرکے اسے وہاں سے زندہ سلامت نکال سکتی ہیں۔

ثی تارا فوراً ہی میرے پاس آئی۔ پوجا نے سلمان' ثانی' باربرا اور جے مورگن کو بتایا کہ پارس ایسی جگہ پھنسا ہوا ہے جہاں اسے موت ملے گی۔ یا پھر اسے گرفتار کرکے اس سے بہت برا سلوک کیا جائے گا۔ یہ خبر ملتے ہی وہ سب کے سب پارس کے اندر چلے آئے۔ ان کی آمد سے یہ ہوسکتا تھا کہ وہ مسلح فوجیوں کو گولیاں چلانے نہ دیتے۔ لیکن میرے تمام خیال خوانی کرنے والے کتنے فوجیوں کے دماغوں پر غالب آسکتے تھے۔ وہاں تو امریکا' اسرائیل اور بھارت کے نمائندے اور باڈی گارڈ میں سے بھی کوئی ایک فائر کرسکتا تھا اور مرنے کے لیے ایک ہی گولی کافی ہوتی ہے۔

میں نے پارس کے پاس آکر دیکھا۔ اسے چاروں طرف سے گن پوائنٹ پر رکھا گیا تھا۔ میں نے پوچھا "کیا بات ہے بیٹے؟"

اس نے کہا "کچھ نہیں پاپا! ایک سائے کا آنکھ مچولی والا کھیل تھا' وہ ختم ہوگیا۔ ویسے ہماری دنیا میں کھیل تماشے ختم کہاں ہوتے ہیں' یہ سلسلہ تو چلتا ہی رہتا ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ جائیں آرام کریں اور میری دوسرے عزیزوں سے بھی یہی درخواست ہے۔"

میں نے کہا "اسے تنہا چھوڑ دو۔ میں جارہا ہوں۔ تم لوگ بھی جاؤ۔"

ثی تارا نے چند لمحوں کے بعد ہی معلوم کیا کہ سب چلے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ باپ بھی بیٹے کو موت کے منہ میں چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ وہ جھنجلا کر پارس سے بولی "زیادہ خود اعتمادی آدمی کو لے ڈوبتی ہے۔ یہاں صرف ہمارے خیال خوانی کرنے والے ہی نہیں' مجاہدین کی فوج بھی چلی آتی۔ مگر تم نے تو پاپا کو بھی جانے کے لیے کہہ دیا اور وہ شاید چلے گئے ہیں۔"

وہ بولا "تم بھی چلی جاؤ۔ یا پھر خاموش رہو۔ میری اجازت کے بغیر یہاں کسی کے خلاف کوئی حرکت نہ کرنا۔"

پھر اس نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "قسمت بڑی ہرجائی ہوتی ہے۔ اچانک میرے لیے بدقسمتی اور تم سب کے لیے خوش قسمتی بن گئی ہے۔ میں بھرے مجمع میں اس اسٹیج پر ظاہر ہوچکا ہوں۔ اب مجھے گرفتار کیا جائے گا اور حراست میں رکھ کر تمام مجاہدین اور میرے خیال خوانی کرنے والوں کو مجھے مار ڈالنے کی دھمکی دے کر میری تنظیم کے تمام افراد کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا جائے گا۔ وہ ہتھیار نہیں ڈالیں گے تو مجھے گولی مار دی جائے گی۔ بائی دی وے' گیند اب آپ کے کورٹ میں ہے۔ ارادے کیا ہیں آپ حضرات کے؟"

ایک امریکی نمائندے نے کہا "تم اب ایک قیدی ہو۔ اس لیے خاموش رہو گے اور ہم بولتے رہیں گے۔"

پارس نے کہا "جب مجھے یقین ہوجائے گا کہ واقعی قیدی بن چکا ہوں تو شاید خاموش ہوجاؤں۔ فی الحال تو ضرور بولوں گا اور یہ دیوی جی سے معلوم کرنا چاہوں گا کہ اس کی جوتش ودیا کیا کہتی ہے۔ میرے مقدر میں موت ہے' قید ہے یا رہائی۔"

اس نے ہال میں بیٹھی ہوئی خواتین کو دیکھا پھر کہا "میں یہاں آؤں اور دیوی نہ آئے' یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کیا وہ جواب دینے کی زحمت فرمائیں گی؟"

ایک اسرائیلی نمائندے نے کہا "دیوی سے کیا پوچھتے ہو۔ ہم سے پوچھو' تمہارے مقدر میں ابھی موت نہیں ہے اور رہائی بھی نہیں ہے۔ تم یہاں سے زندہ جاؤ گے مگر ہمارے ٹارچر سیل میں جاؤ گے۔"

پارس نے کہا "اسرائیلی مرغے! آرام سے بیٹھو۔ مقدر کا حال دیوی جی کو بیان کرنے دو۔ ہاں تو دیوی جی' میں آپ کی رس بھری آواز سننا چاہتا ہوں۔"

دیوی ان مسلح فوجیوں سے ذرا دور کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے جسم میں پارس کا سایہ سما کر اسٹیج پر آیا تھا اور یہ دیوی کی خوش قسمتی تھی کہ پارس تو کیا' وہاں کوئی بھی اس کی اصلیت کو نہیں جانتا تھا۔ وہ ایک پریس رپورٹر کی حیثیت سے وہاں آئی تھی۔ اس نے اجلاس میں یہ انکشاف کیا تھا کہ سربراہ کا سایہ اس کے اندر ہے اور اسے باہر آنا چاہیے۔

اور اس وقت پارس کا سایہ اس کے جسم سے نکل آیا تھا۔ دیوی نے یہاں غلطی کی تھی۔ اسے یہ ظاہر نہیں کرنا چاہیے تھا کہ وہ اپنے اندر ایک سائے کو محسوس کرتی رہی تھی۔ بھلا سائے کو کون محسوس کرتا ہے۔ آدمی چھاؤں میں یا اندھیرے میں خود اپنے سائے کو نہ دیکھ پاتا ہے اور نہ ہی محسوس کرتا ہے۔ پارس نے اس سے کہا تھا کہ وہ بعد میں معلوم کرے گا کہ ایک اخبار کی رپورٹنگ کرنے والی عورت نے اس کے سائے کو کیسے محسوس کیا تھا؟ یوں محسوس کرنے کی غیر معمولی صلاحیت اس میں کیسے پیدا ہوگئی ہے؟

بہرحال ابھی تو وہ دشمنوں کے درمیان دیوی کو آوازیں دے

رہا تھا۔ اس سے اپنے مقدر کا حال پوچھ رہا تھا۔ دیوی نے ان مسلح فوجیوں کے پیچھے سے کہا "میں ہوں دیوی اور اس اخباری رپورٹر کی زبان سے بول رہی ہوں۔"

اس نے آگے بڑھ کر پارس کے قریب مائیک کے پاس آکر اپنی بات دہرائی "میں دیوی ہوں اور اس لڑکی کی زبان سے بول رہی ہوں۔ یہاں اجلاس میں اتنی جلدی اس ایم آئی ایم کے سربراہ کے بارے میں صحیح پیش گوئی نہیں کرسکوں گی۔ کیونکہ مجھے اس سربراہ کا نام' اس کی پیدائش کا وقت اور تاریخ وغیرہ معلوم نہیں ہیں۔ میں اس کی جنم کنڈلی بنا کر ہی بتا سکوں گی کہ یہ ابھی اور کتنی سانسیں لے سکتا ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے پارس کو دیکھا۔ مگر اس پارس کو نہ پہچان سکی۔ جس کی بڑی بڑی تصویریں اس کی خواب گاہ کی چھت پر' دیواروں پر' بستر کی چادر پر اور تکیے کے غلافوں میں رہا کرتی تھیں۔ پارس کی وہ تصویریں اس کی نیندیں بھی اڑاتی تھیں اور اسے تھپک تھپک کر سلا بھی دیا کرتی تھیں۔

برسوں کا بہت ہی گہرا دلی رشتہ تھا۔ اتنے گہرے جذباتی مگر خیالی تعلق کے باوجود وہ اسے نہیں پہچان رہی تھی۔ اس نے مائیک کے سامنے تمام حاضرین سے کہا "میں اس کے دماغ میں کئی بار جا چکی ہوں اور اس کے خیالات پڑھنے کی کوشش کرتی رہی ہوں۔ لیکن اس کا دماغ ایک عجوبہ ہے۔ اس کی سوچ کی کوئی لہر سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ بہت بڑا مکار ہے۔" پھر وہ زیر لب مسکرا کر بولی۔ "لیکن یہ مکار اپنے جال میں خود آپ آگیا۔ اس نے عمان میں ہونے والے اجلاس میں ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے بموں کے دھماکے کرنے کی دھمکیاں دی تھیں اور وہاں کے تمام اکابرین کو دہشت زدہ کیا تھا۔ وہاں کوئی اس کی اصلیت نہیں جانتا تھا کہ یہ ایم آئی ایم کا سربراہ ہے۔ آج اس کی بدبختی نے خود اسے ظاہر کردیا ہے۔ اس نے عمان میں ریموٹ کنٹرولر کے لیے سب کے ساتھ بم کے دھماکے کرکے مرجانے کا جھوٹا ناٹک کیا تھا۔ ابھی یہ گوشت پوست کے جسم کے ساتھ یہاں موجود ہے مگر اپنی جان پر کھیل جانے کا دعویٰ نہیں کرے گا۔ اگر کرے گا تو اس کے مجاہدین اور خیال خوانی کرنے والے اسے مرنے نہیں دیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ اس ہال کے اندر اور عمارت کے باہر اس کے مجاہدین مختلف بھیسوں میں موجود ہوں گے۔"

اس کی باتوں کے دوران ایک فوجی ماتحت افسر' پارس کے جسم اور لباس کی تلاشی لے رہا تھا اور مایوس ہو رہا تھا۔ تلاشی کے نتیجے میں کوئی نقصان پہنچانے والی چیز برآمد نہیں ہوئی البتہ اوپری جیب سے چیونگم کا ایک پیکٹ ملا۔

دیوی نے اس پیکٹ کو لے کر کہا "اس میں وہ گولیاں ضرور ہوں گی جسے نگل کر یہ سایہ بن گیا تھا۔ اچھا ہوا کہ اس کے پاس نہیں رہا اور ہمارے ہاتھ لگ گیا ورنہ یہ ہمیں باتوں میں الجھا کر اس میں سے پھر ایک گولی نکال کر اور اسے نگل کر سایہ بن جاتا اور ہم اسے اپنی گرفت میں رکھنے سے قاصر رہتے۔"

ایک امریکی فوج کا اعلیٰ افسر جو وہیں اسٹیج پر بیٹھا ہوا تھا فوراً ہی اٹھ کر دیوی کے پاس آیا اور اس پیکٹ کو اس سے جھپٹ کر لے لیا پھر کہا "ہاں۔ یہ وہی گولیاں ہوسکتی ہیں۔ میں اس میں سے ایک آزماؤں گا۔ پھر دیکھوں گا کہ یہ سربراہ کتنا بڑا چالاک ہے۔"

اسرائیلی فوج کے ایک افسر نے قریب آکر امریکی افسر کی کلائی پکڑ لی پھر کہا۔ "سوری! یہ صرف تمہیں نہیں' مجھے بھی آزمانا چاہیے۔"

بھارتی فوج کے افسر نے کہا "ہم تینوں اپنے اپنے ملک کے تمام نمائندوں کو یہاں سپروائز کرنے آئے ہیں۔ یہ ایسی چیز ہے کہ اس میں ہم تینوں کی حصہ داری ہوجائے ورنہ یہاں میرے ملک کی نمائندگی کرنے والے میرا محاسبہ کریں گے اور مجھ سے پوچھیں گے کہ اتنی اہم اور غیر معمولی گولیوں سے ہم کیوں محروم رہ گئے ہیں۔"

امریکی افسر نے غصے سے اسرائیلی افسر کو دیکھا۔ پھر سرد لہجے میں کہا "تم نے سب کے سامنے میری کلائی پکڑی ہے۔ فوراً کلائی چھوڑو اور سب کے سامنے اپنی اس احمقانہ جرأت پر معافی مانگو۔"

اسرائیلی افسر نے کلائی چھوڑ دی۔ پھر کہا "اگر یہ پیکٹ کھول کر بھارتی افسر کے مشورے کے مطابق تینوں کا حصہ برابر کردو گے تو یہی بہتر ہوگا۔ میں نے تمہاری کلائی دشمنی سے نہیں پکڑی۔ بلکہ اس بات سے روکا ہے کہ تم اسے تنہا آزماؤ۔ آزمانے کا حق ہم تینوں کو ہے۔"

ایک جاپانی افسر نے اپنی سیٹ پر سے اٹھ کر کہا "ابھی اس پیکٹ کو نہ کھولا جائے اور نہ ہی اس کے تین حصے کیے جائیں۔ یہاں چین اور فرانس کے اعلیٰ عہدیدار بھی موجود ہیں۔ ہم یہاں آپ تینوں کے سایہ بن کر غائب ہوجانے کا تماشا دیکھنے نہیں آئے ہیں۔"

ایک چینی افسر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "ہم یہاں ایم آئی ایم تنظیم کو دہشت گرد قرار دینے آئے ہیں' ایسا نہ ہو کہ ان گولیوں کو حاصل کرنے کا تنازعہ پیدا ہو اور ہم یہاں آپس میں دہشت گردی شروع کردیں اور دنیا والوں کے سامنے بات الٹی ہوجائے اور ایم آئی ایم کے علاوہ ہم بھی دہشت گرد کہلانے لگیں۔"

فرانس کے افسر نے بھی تائید کی "بے شک۔ یہاں تمام دنیا کے اخباری نمائندے موجود ہیں اور ہم سب کی تصاویر بھی اتاری جارہی ہیں۔ کل جو اخبارات شائع ہوں گے اس میں ہم مضحکہ خیز تماشا بن جائیں گے۔"

فرانس' چین اور جاپان کے افسران بھی اپنی سیٹیں چھوڑ کر اسٹیج کی طرف آنے لگے۔ اسٹیج کے زینے پر کھڑے ہوئے دو فوجی جوانوں نے انہیں روکا - ان میں سے ایک نے کہا "پلیز آپ حضرات اپنی سیٹوں پر آرام سے بیٹھیں۔ آپ سب ہمارے لیے

معزز ہیں۔"
ان تمام کے تیور بگڑنے والے تھے۔ ان سب کی باتوں کے دوران دیوی نے تمام خیال خوانی کرنے والوں سے سوچ کے ذریعے کہا "ان سب کے دماغوں پر غالب آجاؤ اور وہ پیکٹ اس رپورٹر لڑکی کو دے دو جس کی زبان سے میں اب تک بولتی آئی ہوں۔"

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ امریکا' اسرائیل اور بھارت کے تمام پرانے اور نئے خیال خوانی کرنے والے غیر شعوری طور پر دیوی کے زیر اثر تھے۔ چند لمحوں کے بعد ہی امریکی افسر نے بے اختیار آگے بڑھ کر وہ پیکٹ رپورٹر کہلانے والی دیوی کے حوالے کردیا۔ پھر کہا "ہم سب کو دیوی جی کے مناسب فیصلے سے اتفاق کرنا ہوگا۔ فرمایئے دیوی جی! کیا میں درست کہہ رہا ہوں۔"

دیوی نے کہا "میں غیر جانبدار ہوں۔ ابھی میں اس پیکٹ کو نہیں کھولوں گی۔ یہ آپ لوگوں کی امانت بن کر اس رپورٹر لڑکی کے پاس رہے گا۔ اور یہ لڑکی آپ سب کی نگرانی میں رہے گی۔"

ایک نے پوچھا "ہم کب تک اس لڑکی کی نگرانی کرتے رہیں گے اور کب یہ پیکٹ کھولا جائے گا؟"

"یہ پیکٹ ابھی یہ لڑکی آپ کے سامنے کھول کر آپ سب کو برابر حصہ دے گی۔ لیکن اس سے پہلے سربراہ برادر کبیر سے معلوم کرنا ہوگا کہ ان گولیوں کے فارمولے کہاں ہیں۔"

اسرائیلی افسر نے کہا "واقعی ہم غیر معمولی گولیوں کو حاصل کرنے کی دھن میں فارمولے کو بھول گئے تھے۔ ہم برادر کبیر سے پوچھتے ہیں کہ وہ فارمولے کہاں ہیں؟"

پارس نے کہا "گولیاں تو کئی ہیں۔ انہیں آپس میں بانٹ لو گے۔ فارمولا ایک ہی ہے' اسے کیسے تقسیم کرو گے؟ اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی کرانے کی ذمے داری جسے دی جائے گی' وہ کاپیاں کراتے وقت اس میں ضرور گھپلا کرے گا۔"

"ہم اپنے معاملات خود نمٹا لیں گے۔ تم وہ فارمولا ہمیں دو۔"

"جیسا تم لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ چیونگم کا پیکٹ نہیں ہے۔ اس پیکٹ میں غیر معمولی گولیاں ہیں۔ تو پھر یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ وہ پیکٹ کسی دکان سے نہیں خریدا گیا ہے۔ میں نے اس میں گولیاں رکھ کر وہ پیکٹ بنایا ہے۔ لیکن اس پیکٹ میں صرف چار گولیاں ہیں۔ جب کہ انہیں طلب کرنے والے ابھی تک سات ممالک سامنے آئے ہیں۔ کچھ اور ممالک کے اکابرین بھی ہیں انہیں بھی یہ گولیاں نہ دینا گویا ان سے ناانصافی ہوگی۔"

ایک فوجی افسر نے ڈانٹ کر کہا "ہمیں آپس میں لڑانے کی باتیں نہ کرو۔ وہ فارمولا ہمیں دو۔"

پارس نے انکار میں سرہلا کر کہا "ہرگز نہیں۔ برابر تولنا۔ برابر تقسیم کرنا اور صحیح انصاف کرنا لازمی ہے۔ جب ان گولیوں کو برابر تقسیم کر سکو گے تو پھر وہ فارمولا بھی تم لوگوں کے حوالے کردوں گا۔"

"زیادہ چالاک بننے کی کوشش نہ کرو۔ یہ نہ سمجھو کہ فارمولا حاصل کرنے کی خاطر ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے۔ ہمیں وہ نہیں ملا تو تم بھی زندہ نہیں رہو گے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں اور ہر طرح کی ضمانت دیتے ہیں کہ فارمولا لے کر تمہیں رہا کردیں گے۔"

ایک امریکی عہدیدار نے کہا "ہم ساری دنیا کے سامنے تمہاری زندگی کی ضمانت دیں گے۔ اگر ہمیں پہلے معلوم ہوتا کہ تم بدستور سایہ نہیں رہو گے اور اچانک جسمانی طور پر نمودار ہوجاؤ گے تو ہم سیٹلائٹ کے ذریعے پوری دنیا کے ٹی وی اسکرین پر تمہیں پیش کرتے اور باقاعدہ تمہاری زندگی اور سلامتی کا وعدہ کرتے۔ اس کے بعد جھوٹ اور فریب کی کوئی گنجائش نہ رہتی۔"

ایک اسرائیلی افسر نے کہا "ایسا اب بھی ہوسکتا ہے۔ تم اپنے خیال خوانی کرنے والوں سے کہو کہ کسی مجاہد کے ہاتھوں وہ فارمولا یہاں پہنچادیں۔ ہم اپنے خیال خوانی کرنے والوں سے کہتے ہیں۔ وہ آدھے گھنٹے کے اندر اس اجلاس میں ہم سب کو عالمی نشریات کے چینل سے نشر کرنے لگیں گے۔"

پارس نے کہا "ہماری تنظیم اپنے دینی حقوق کے لیے جہاد کرتی آرہی ہے۔ ہم نے کوئی جرم نہیں کیا ہے اور نہ ہی تمہارے پاس ہمارے کسی جرم کا ثبوت ہے۔ اس کے برعکس تم لوگوں نے ایم آئی ایم کو دہشت گرد کہنے اور بدنام کرنے کی جتنی عملی کوششیں کی ہیں ان کو جھٹلانے کے لیے ہمارے پاس ویڈیو کیسٹ اور اہم دستاویزات ہیں۔ ابھی تم عالمی نشریات کے ذریعے مجھے دنیا والوں کے سامنے پیش کرنا چاہو گے تو تمہارے خلاف وہ تمام ثبوت ہم پیش کریں گے۔"

بھارتی فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "سنا ہے' ہماری "را" تنظیم کے خلاف بھی تمہارے پاس کچھ ثبوت موجود ہیں۔ ہم تمہیں زندہ رکھنا چاہتے ہیں اور تم ہمیں ساری دنیا میں بدنام کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہو۔ کیا مرنے کے ہی ارادے سے آئے ہو؟"

پارس نے کہا "بھارت مہاراج بھی خوب بولتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ ہمارے دین میں کسی نیک مقصد کے بغیر مرنے کا ارادہ کیا جائے تو اسے خودکشی کہتے ہیں۔ تمہارے دیس کی وہ دیوی میرے بارے میں پیش گوئی نہ کرسکی۔ لیکن میں کرتا ہوں کہ جینے کے ارادے سے آیا ہوں اور یہاں سے زندہ ہی جاؤں گا۔"

"یعنی تم نے اعتراف کرلیا کہ یہاں تمہیں بچانے والے مجاہدین موجود ہیں۔"

"پھر غلط کہہ رہے ہو۔ کوئی کسی کو نہیں بچاتا۔ انسان اپنے مقدر کی زندگی لے کر آتا ہے اور مقدر کی موت مرتا ہے۔ اس لیے اب بھی یہی کہتا ہوں کہ میرا کوئی مجاہد موجود نہیں ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا بچانے والا ان لمحات میں اس زمین پر موجود ہے۔ اوپر صرف اللہ ہے۔ جب میں یہاں سے جاؤں گا تو تم سب اللہ اللہ کرو

گے۔"

ان سب کو تھوڑی دیر کے لیے چپ سی لگ گئی۔ وہ سوچنے لگے کہ اس برادر کبیر نے ایسی کیا تدبیر کی ہے کہ وہاں سے زندہ جانے کا دعویٰ بڑے اعتماد سے کررہا ہے۔ ایک سیکیورٹی افسر نے کہا "تم نے پچھلی بار ایک ریموٹ کنٹرولر ہاتھ میں لے کر ہم سب کو واقعی مشکل میں ڈال دیا تھا۔ اب وہ ریموٹ کنٹرول سے بھی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ ہم نے اس عمارت کے ہر حصے میں ... آلات لگا رکھے ہیں۔ یہاں کوئی بھی دھماکا خیز مادہ ہوگا تو ہمیں از خود اطلاع مل جائے گی اور ہمارے بے شمار خیال خوانی کرنے والے ہر ایک کے دماغ میں جھانکتے پھر رہے ہیں۔ کوئی دشمنی کے خیال سے یہاں آیا ہوگا تو ہم سے چھپ کر نہیں رہ سکے گا۔"

"یہاں کے تمام بڑوں نے تمہیں سیکیورٹی افسر بنا کر بڑی غلطی کی ہے۔ یہ ٹیلی پیتھی کے بارے میں اتنا نہیں جانتا کہ تم سب کے خیال خوانی کرنے والوں کی طرح میرے بھی خیال خوانی کرنے والے تم سب کے اندر خاموشی سے خیالات پڑھ رہے ہیں۔ اس سیکیورٹی افسر کے پاس ایسا کون سا ڈ... آلہ ہے جو میرے ایک بھی خیال خوانی کرنے والے کی نشاندہی کرسکے گا۔"

ایک امریکی فوجی افسر نے کہا "ہوں۔ وہ صرف ہم بڑے فوجی افسران اور عہدیداران کے اندر صرف اس لیے خاموش ہیں کہ ہم تمہیں گولی مارنے کا حکم دینا چاہیں تو وہ ہمارے دماغوں پر غالب آکر ہمارا حکم بدل دیں گے۔"

پارس نے کہا "بالکل نہیں۔ تمہارے خیال خوانی کرنے والے غیر معمولی سماعت و بصارت رکھتے ہیں اور جسمانی اور دماغی طور پر فولاد کی طرح اتنے مضبوط ہیں کہ وہ ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کو تم پر غالب نہیں آنے دیں گے۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ اس معاملے میں ہم تم سے ذرا کمزور ہیں۔"

اس بات پر وہ سب قائل ہوگئے۔ یہ بالکل درست تھا کہ امریکا' اسرائیل اور بھارت کے پاس غیر معمولی روبوٹ قسم کے ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ بھارت کے فوجی افسر نے کہا "ہم تمہارا نام نہیں جانتے۔ اس لیے میں تمہیں مخاطب کرنے کے لیے دیوی کی طرح برادر کبیر....."

پارس نے بات کاٹتے ہوئے کہا "برادر کے معنی بھائی کے ہوتے ہیں۔ میں تمہارا بھائی نہیں ہوسکتا کیونکہ تم لوگ ساری دنیا کے سامنے ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے لگاتے ہو اور اپنے دیس میں کشمیر میں اور اپنے ان مسلمان بھائیوں کے خون سے ہولی کھیلتے ہو۔ تم مجھے صرف کبیر کہہ سکتے ہو۔"

بھارتی افسر نے کہا "یہاں مجھ سے کشمیر کی بات نہ کرو۔ اور خواہ مخواہ ہمارا وقت ضائع نہ کرو۔ آخری فیصلہ کرو' وہ فارمولا اور باقی گولیاں ابھی ہمارے حوالے کرو گے یا نہیں؟"

پارس نے پوچھا "یہاں کشمیر کی بات کیوں نہ کروں؟ تمہاری گھر والی کا نام کشمیر کماری ہوتا تو میں مان لیتا۔ مگر وہ تو جاں نثار مسلمانوں کا علاقہ ہے جسے وہ دنیا کے نقشے پر پاکستان کا حصہ بنا کر رہیں گے۔"

"تم کسی مقصد کے لیے ہمیں باتوں میں الجھا کر شاید اتنا وقت حاصل کررہے ہو کہ یہاں مجاہدین کی فوج آجائے۔ ہم کبھی مان نہیں سکتے کہ ان کا سربراہ حراست میں ہو اور موت کے منہ میں جاسکتا ہو' یہ جان کر بھی وہ تماشائی بنے رہیں گے۔ ہرگز نہیں۔ تم ان کی پوری فوج بلالو یا کوئی بھی چال چلو۔ جب ہمیں یقین ہوجائے گا کہ تم ہاتھ سے نکل رہے ہو تو کہیں سے تم پر ایک فائر ہوگا۔"

بھارتی افسر نے کہا "دیوی نے پیش گوئی نہیں کی۔ مگر یہ بڑے اعتماد سے صحیح سلامت جانے کی بات کررہا ہے۔ ضرور کوئی ایسی بات ہے جو ابھی ہماری سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لو۔ اس کی آستینوں کے دہرے کف اور کالروں کو اچھی طرح چیک کرو۔ شاید ایسی ہی کسی جگہ اس نے ایک گولی چھپائی ہو اور ہمیں باتوں میں لگا کر اسے نگل کر پھر سایہ بن جانا چاہتا ہو۔"

اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ لیا گیا۔ دوبارہ اچھی طرح اس کی تلاشی لی گئی۔ دشمنوں کے غیر معمولی خیال خوانی کرنے والے بھی اس کے دماغ میں آتے رہے اور تسلیم کرتے رہے کہ دیوی کے بیان کے مطابق اس کا دماغ ایک عجوبہ ہے۔ وہ انسانی فطرت کے مطابق سوچتا ہوا سا لگتا تھا۔ لیکن خیالات پڑھے نہیں جارہے تھے۔ اس کی سوچ ... الٹی ویڈیو فلم کی طرح چلتی ہوئی سی لگ رہی تھیں۔ ایک امریکی عہدیدار نے کہا "ہمیں اب وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ میں ابھی ایک ہیلی کاپٹر منگوا رہا ہوں۔ وہ ہیلی کاپٹر اس عمارت کی چھت پر اترے گا۔ برادر کبیر کو اندر ہی اندر اوپر لے جا کر ہم باہر کسی ناگہانی حملے سے محفوظ رہیں گے۔"

اسرائیلی افسر نے کہا "یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ مگر اسے ہیلی کاپٹر میں کہاں لے جائیں گے؟"

امریکی عہدیدار نے کہا "یہاں سے یونان قریب ہے۔ وہاں ہمارا خصوصی طیارہ موجود رہے گا۔ ہم اسے وہاں سے طیارے میں واشنگٹن لے جائیں گے۔"

اسرائیلی فوج کے افسر نے کہا "امریکا بہت دور ہے اور آپ کے واشنگٹن کے مقابلے میں تل ابیب نزدیک ہے۔ آپ اسے ہمارے ملک میں لے چلیں۔"

بھارت کے فوجی افسر نے کہا "امریکا کے مقابلے میں ہندوستان قریب ہے۔ میزبانی ہم کریں گے۔ اسے دہلی پہنچایا جائے۔"

امریکی نے کہا "تم ہندوستانیوں کو انگلی پکڑنے کا سہارا دو تو سر پر چڑھ جاتے ہو۔ جب ہم امریکی اور اسرائیل کے نمائندے بولا کریں تو تم اپنی ... کے مطابق ذرا کم بولا کرو۔"

بھارتی افسر نے کہا "اوقات کو ذرائع اور طاقت سے سمجھا جاتا ہے۔ اس اجلاس میں کوئی طاقت ایٹم بم کا مظاہرہ نہیں کرے گی۔ یہاں تو ٹیلی پیتھی کی قوت کام آئے گی اور اس وقت ہمارے روبوٹ قسم کے غیر معمولی خیال خوانی کرنے والے تمہارے ملکوں کے خیال خوانی کرنے والوں سے زیادہ ہیں۔ تم ہیلی کاپٹر اور طیارہ منگواؤ۔ پھر دیکھو ہمارے ٹیلی پیتھی کے تمام ہیرو اس سربراہ کو تمہارے ہی طیارے میں دہلی پہنچا کر دکھائیں گے اور تم سب کے خیال خوانی کرنے والے بے بسی ظاہر کرتے رہ جائیں گے۔"

پارس نے ہنستے ہوئے کہا "ایسے ہی وقت پر کہتے ہیں' ایک انار سو بیمار' ویسے میں یقین سے کہتا ہوں کہ ابھی بھارت کا پلڑا بھاری ہے کیونکہ دیوی ہندوستانی ہے اور وہ بھی اپنے دیس والوں کا ساتھ دے گی۔"

دیوی نے کہا "اے تم چپ رہو۔ خواہ مخواہ اپنی باتوں سے ان کو آپس میں لڑانا چاہتے ہو۔"

"میں کیسے خاموش رہوں۔ ان سب کی حماقت پر ہنسی آتی ہے کہ ان سب بڑے ممالک نے اور خصوصاً امریکا اور اسرائیل نے اتنی اہم اور غیر معمولی گولیوں کا پیکٹ دیوی کے کہنے پر اس ہندوستانی رپورٹر لڑکی کو دے دیا۔ آدھا فیصلہ تو ہو ہی چکا ہے کہ یہ تمام گولیاں ہندوستان جانے والی ہیں۔"

امریکی اور اسرائیلی فوجی افسران' عہدیداران اور ان کے نمائندے چونک کر مائیک کے پاس کھڑی ہوئی دیوی کو دیکھنے لگے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو سمجھا رہی تھی کہ وہ اپنے دیس کے فوجی افسران کو سمجھائیں کہ یہ سربراہ قیدی اور یہ گولیاں کسی غیر جانبدار ملک میں لے جائی جائیں گی۔

بھارت کے وہ چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے اجے کمار' وجے کمار' راجیش اور رگھو ناتھ دیوی کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنے دیس کے چند بڑوں کے دماغوں پر حاوی ہو گئے۔ ان بڑوں میں سے ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "ہم اس معاملے کو متنازعہ نہیں بنائیں گے اور ان غیر معمولی گولیوں اور فارمولوں کے سلسلے میں امریکا اور اسرائیل پر بھی بھروسا نہیں کریں گے۔ لہٰذا اس سربراہ قیدی کو کسی غیر جانبدار ملک میں لے جایا جائے گا اور یہ ایسی معقول بات ہے کہ تمام ممالک اسے تسلیم کریں گے۔"

سب نے تائید میں کہا کہ برادر کبیر کو کسی غیر جانبدار ملک میں پہنچایا جائے گا۔ پارس چاہتا تھا کہ وہ دیوی کا یہ بھید کھول دے کہ اس نے صرف اپنے بھارت دیس کی بھلائی کے لیے دوسرے تمام ممالک کو بھی اپنے سحر میں جکڑ رکھا ہے۔ پھر وہ عجیب و غریب گولیاں ایسی تھیں کہ پھر شاید کبھی نہ ملتیں۔ وہ ان گولیوں کو یقیناً اپنے ہی پاس رکھنا چاہتی ہوگی۔ اس کے لیے وہ بڑی ذہانت سے کام لے کر فی الحال اپنی ساکھ قائم رکھ رہی تھی۔ پارس نے کہا "میں دیوی کی حاضر دماغی کو مان گیا۔ اس نے چند ہی منٹوں میں یہ منوا لیا کہ وہ صرف بھارت کے نہیں' امریکا اور اسرائیل کے ساتھ بھی انصاف کر رہی ہے۔"

اسرائیلی افسر نے کہا "یو شٹ اپ زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ یہ نہایت دانشمندانہ فیصلہ ہے کہ گولیوں کو تمہارے ساتھ کسی غیر جانبدار ملک میں لے جایا جائے۔ اب ہمیں پہلے یہاں کی چھت پر ہیلی کاپٹر منگوانا چاہیے۔"

پارس نے کہا "ارے نہیں۔ کیوں اس مہنگائی کے دور میں ہیلی کاپٹر اور طیارے کا ایندھن خرچ کرو گے۔ مجھے اس غیر جانبدار ملک کا نام بتاؤ۔ میں جیسے یہاں تنہا آیا ہوں' ویسے ہی تنہا اس ملک میں پہنچ جاؤں گا۔ ذرا جلدی سوچ کر اس غیر جانبدار ملک کا نام بتاؤ۔ میں جا رہا ہوں۔ میں جا رہا ہوں۔ میں جا....."

وہ جانے کی بات کر رہا تھا اور جا رہا تھا۔ سب اپنی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ چشم زدن میں اس کا گوشت پوست کا جسم ٹرانسپیرنٹ ہو گیا تھا جیسے شیشے کا بدن ہو۔ پھر دوسرے ہی لمحے وہ شیشہ بدن بھی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کے دونوں بازو پکڑنے والے فوجیوں کی مٹھیاں بند ہو گئیں۔ جن مٹھیوں میں بازو تھے وہ سائے میں تبدیل ہو گئے تھے۔

بڑے ممالک سے آئے ہوئے اکابرین حیرانی سے اٹھ کر ایسے کھڑے ہو گئے تھے جیسے پارس پہلے کھڑا ہوا ہو اور اب بیٹھ گیا ہو اس لیے اپنی سیٹوں پر سے نظر نہ آ رہا ہو۔ ویسے سایہ نظر آ رہا تھا۔ ایک فوجی افسر نے سائے کے منہ پر گھونسا مارا۔ مگر وہ گھونسا سائے کے خلا سے گزرتا ہوا پاس کھڑے ہوئے فوجی جوان کو لگا۔ اس طرح اجلاس کے تمام حاضرین کو یقین ہو گیا کہ سانپ گزر گیا ہے۔ اب وہ صرف لاٹھی زمین پر یا دیواروں پر مار سکتے ہیں۔ وہ سانپ پھر بھی زندہ رہے گا۔

تمام ہال میں ایک منٹ تک گہری خاموشی رہی۔ اس نے کہا تھا کہ زندہ وہاں سے جائے گا اور وہ جانے والا تھا۔ اب اسے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔ وہ سایہ مائیک کے قریب آ کر بولا "پہلے تو میں تم سب کی یہ حیرانی دور کر دوں کہ میں ہاتھ ہلائے بغیر اور کسی گولی کے بغیر پھر سایہ کیسے بن گیا۔ بات یہ ہے کہ جب جوڈی نارمن سے بھی گولیاں اور فارمولے حاصل ہو گئے تو انہیں پڑھ کر معلوم ہوا کہ کتنی خوراک کھانے سے آدمی کتنے گھنٹے' کتنے دن' کتنے ہفتے اور مہینے تک سایہ بن کر رہ سکتا ہے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد میں نے ایک گولی کے آٹھ چھوٹے چھوٹے بالکل ننھے سے ٹکڑے کیے۔ یہ ٹکڑے مسور کی دال کے دانے کے برابر ہو گئے۔"

تمام حاضرین توجہ سے اس کی باتیں سن رہے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا "میں نے تمام مجاہدین اور خیال خوانی کرنے والوں کو تاکید کی تھی کہ کبھی اجلاس میں مجھ پر برا وقت آئے تو کوئی میری مدد کو نہ آئے اور دور سے تماشا دیکھے پھر مجھے اس ہندوستانی رپورٹر لڑکی کا بدن اچھا لگا۔ میں نے اس کے بدن میں سمانے سے پہلے ایک ننھی

...لی کو نکال کر اپنی داڑھ کے نیچے دبا لیا۔ اس گولی کے بارے ...یہ وضاحت ہو جائے کہ اسے صرف منہ کے اندر کہیں دبائے ...نے سے کوئی اثر نہیں ہوتا۔ سایہ بننے کے لیے اسے نگلنا ضروری ...ہے۔"

وہاں جتنے اخباری رپورٹر تھے وہ اس کی باتوں کو لکھتے جا رہے ...اور پریس فوٹو گرافرز اس سائے کی تصویریں اتار رہے تھے۔ ...وہ کہہ رہا تھا "میرے جسم کے اور لباس کے ایک ایک حصے کی ...تلاشیاں لی گئیں۔ مجھ سے کہا جاتا تو میں اپنا منہ کھول کر بھی دکھا ...دیتا تھا۔ تب بھی وہ دال کے برابر دانہ جو داڑھ میں دبا ہوا تھا' ...دکھائی نہ دیتا۔ اسی دانے کو ابھی میں نے نگل لیا ہے۔"

اب وہ ہوا کی طرح سائے کو بھی مٹھی میں پکڑ نہیں سکتے تھے۔ ...دیوی نے اپنی مٹھی میں اس پیکٹ کو دیکھا پھر پوچھا "کیا واقعی اس ...میں وہ چار گولیاں ہیں؟"

"ہاں کھول کر دیکھ لو۔ پوری چار گولیاں ہیں۔ مگر قبض کشا ...ہیں' جو کھائے گا صبح سے شام تک ٹائلٹ میں بیٹھا رہے گا۔"

"جب سے میں تمہارے دماغ میں آنے لگی ہوں تب سے ...سمجھتی جا رہی ہوں کہ تم پکے بدمعاش اور چالباز ہو۔ مجھے ایک بار ...اپنا اصلی نام' اپنی پیدائش کی تاریخ اور وقت بتا دو۔ پھر میں تمہاری ...جنم کنڈلی بنا کر تمہارا سارا کچا چٹھا معلوم کر لوں گی۔"

"تم کسی کی زندگی کا حال معلوم کرنے کے لیے جنم کنڈلی یعنی ...زائچہ وغیرہ بنانے کی محنت کرتی ہو۔ پھر کیا کمال کرتی ہو؟ لاہور کے ...انارکلی گیٹ اور اردو بازار کے درمیان جو فٹ پاتھ ہے اس پر کئی ...طوطے والے بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کے طوطے مقدر کے لفافوں پر ...چلتے ہوئے فوراً اپنے مالک کے گاہک کی قسمت کا لفافہ نکال کر ...ان کی مختلف لائف ہسٹری پڑھوا دیتے ہیں۔ تم تو ان طوطوں سے ...بھی گئی گزری ہو۔"

وہ چیونگم کے پیکٹ کو غصے سے فرش پر پھینکتی ہوئی بولی "یو شٹ ...اپ۔ میں تمہیں دیکھ لوں گی کہ کتنے بڑے چالباز ہو۔ میں قسم کھاتی ...ہوں کہ تمہیں بے نقاب کر کے رہوں گی۔"

پارس نے جھک کر فرش پر سے وہ پیکٹ اٹھایا۔ پھر اسے اپنی ...جیب میں رکھا۔ یعنی سائے کے اندر وہ پیکٹ جا کر تمام لوگوں کی ...نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ مائیک کے پاس آ کر بولا "آپ ...حضرات یہ نہ سمجھیں کہ مجھے قبض کی شکایت ہے اور میں نے ...ٹائلٹ جانے کے لیے اس پیکٹ کو رکھ لیا ہے۔ اس میں وہی سایہ ...بنانے والی اصلی گولیاں ہیں۔ میں نے اسے واپس حاصل کرنے کے ...لیے دیوی جی کو طیش دلایا تھا۔"

امریکی' اسرائیلی اور بھارتی افسران غصے میں اٹھ کر کھڑے ...ہو گئے۔ دیوی بننے والی رپورٹر لڑکی سے کہنے لگے "بیوقوف کی بچی! یہ ...تم نے کیا کر دیا۔ اس مکار کی باتوں میں آ کر انہیں قبض کشا گولیاں ...سمجھ کر پھینک دیا۔ تم نے کس کی اجازت سے انہیں پھینکا تھا؟ تم نے ہمیں کتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے۔"

جس افسر نے اسے بیوقوف کی بچی کہا تھا' اس کے دماغ میں اس نے زلزلہ پیدا کیا۔ وہ فلک شگاف چیخیں مارتا ہوا فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ دیوی نے کہا "کسی نے میری شان میں کبھی گستاخی نہیں کی۔ اس نے مجھے بیوقوف کی بچی کہا ہے۔ اس لیے میں اسے سزائے موت سناتی ہوں۔"

اس نے دماغ کو ایسی اذیت پہنچائی تھی کہ وہ بڑی دیر تک تکلیف کی شدت سے تڑپتا رہا۔ پھر تکلیف میں کمی محسوس ہوئی تو وہ لرزتا ہوا فرش پر سے اٹھا۔ اس نے اپنے لباس سے ایک ریوالور نکالا۔ پھر کمزور سی لرزتی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں نے دیوی جی کی شان میں گستاخی کر کے ناقابل معافی جرم کیا ہے۔ مجھے دیوی کی دی ہوئی سزائے موت منظور ہے۔"

پھر اس سے پہلے کہ ایک قریبی افسر آگے بڑھ کر اسے روکتا اس نے خود کو گولی مار لی۔ یہ ایسا لرزہ خیز واقعہ تھا جسے آنکھوں سے دیکھ کر سب ہی یہ سوچ رہے تھے کہ دیوی جسے چاہے' اسے وہاں سزا دے سکتی ہے۔ جن ملکوں کے پاس فولادی دماغ کے ساتھ ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے' وہ اپنے اپنے ملک کے اکابرین سے کہہ رہے تھے کہ دیوی بہت طاقتور ہے۔ وہ کوئی جوابی کارروائی نہیں کر سکیں گے۔

دیوی نے کہا "مجھ سے گفتگو کرتے وقت میری حیثیت اور اپنی اوقات کو یاد رکھا کرو۔ یہ جو مکار سربراہ ہے اسے مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ میں نے جو گولیاں پھینکیں' وہ اصلی نہیں تھیں۔ ایسا چالباز اتنا بیوقوف نہیں ہو سکتا کہ ہم اس سے دشمنی کریں اور یہ دوست بن کر ہمیں اصلی گولیاں دے دے۔"

پارس کے سائے کے اندر سے پھر وہ پیکٹ نکلا۔ سایہ اپنی جگہ سایہ ہی تھا۔ صرف وہ پیکٹ نمایاں ہو گیا تھا۔ اس نے پیکٹ کو فرش پر پھینکتے ہوئے کہا "دیوی درست کہہ رہی ہے۔ یہ اصلی گولیاں نہیں ہیں۔ میں نے اسے اٹھا کر پھر اپنے اندر چھپا کر یہ جھانسا دیا تھا کہ تم لوگ اصلی گولیوں سے محروم ہو گئے ہو۔ یہ سنتے ہی بے چارہ ایک تو مارا گیا۔ ویسے جب سے آیا ہوں تم لوگوں کے لڑنے اور پھر مل بیٹھنے کا تماشا دیکھ رہا ہوں۔"

پھر اس نے ایک ذرا توقف سے کہا "اور صرف میں نہیں' دنیا کے تمام مشہور اخباروں اور رسالوں کے صحافی وغیرہ بھی دیکھ رہے ہیں۔ یہ ہمیں دہشت گرد کہتے ہیں۔ اب یہ لوگ اپنی زبانوں سے سچائی بیان کریں گے کہ وہ اسرائیلی میجر کیسے مارا گیا اور اردن کے چند معزز کہلانے والے اکابرین اپنا ملک چھوڑ کر کیوں چلے گئے۔ ابھی دیوی نے ایک کو موت کی سزا دی کیونکہ وہ اپنی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتی ہے۔ اسی طرح دہشت گردی کا الزام ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔ اگر یہاں موجود مختلف ممالک کے اکابرین اپنے ایک ساتھی کی طرح خودکشی نہیں کرنا

چاہتے ہیں تو سچ بیانی سے کام لیں۔ ورنہ میں تو سایہ ہوں۔ تم لوگوں کے سائے زمین میں دفن ہونے کے بعد میری طرح نظر نہیں آئیں گے۔"

مختلف ممالک کے اکابرین نے اقرار کیا کہ اسرائیلی میجر اردن کے دورے پر آنے والا تھا اور وہاں کے معزز کہلانے والے اکابرین اس یہودی میجر کو خوش کرنے کے لیے مسلمان لڑکیاں پیش کرنے والے تھے۔ اس سے پہلے ایم آئی ایم کے سربراہ نے وارننگ دی تھی کہ ان میں سے کوئی دین اسلام کے خلاف کوئی عمل نہیں کرے گا تو ایم آئی ایم کا سربراہ بھی ان کے سیاسی معاملات میں مداخلت نہیں کرے گا۔ لیکن انہوں نے برادر کبیر کی وارننگ کو اہمیت نہیں دی جس کے نتیجے میں میجر مارا گیا۔ اور جو معززین مسلمان لڑکیوں کی دلالی کرنے والے تھے انہیں جلا وطنی کا حکم سنا دیا گیا۔ آئندہ ایسا ہوگا تو نتائج بھی ایسے ہوں گے۔

ان اکابرین کے بیان کے دوران دیوی سوچ رہی تھی کہ وہ رپورٹر لڑکی کے بھیس میں آئی ہے۔ اس کے اندر برادر کبیر کا سایہ چلا آیا ہے۔ اب اس اجلاس سے واپسی میں کیا ہوگا؟

کیا وہ سایہ پھر اس کے اندر رہ کر اجلاس ہال سے باہر جائے گا؟ اور کیا باہر جا کر اس کے ساتھ رہے گا؟

وہ پریشان ہوگئی۔ سوچنے لگی۔ آخر وہ کب تک اس کے اندر رہے گا؟ ایسا نہ ہو کہ اس کی کسی چھوٹی سی غلطی سے اس کی اصلیت معلوم ہو جائے۔ وہ ایسا مکار تھا کہ ذرا سے اشارے پر کسی بھی معاملے کی گہرائی تک پہنچ جاتا تھا۔

جب تمام اکابرین کے بیانات ختم ہوگئے تو وہ بولی "میں اب تک اس رپورٹر لڑکی کی زبان سے بول رہی تھی۔ اب اس اجلاس کی ناکامی سے مایوس ہو کر اس لڑکی کے دماغ سے اور اس اجلاس ہال سے جا رہی ہوں۔"

ایک اخباری رپورٹر نے پوچھا "دیوی جی! آپ جانے سے پہلے بتا دیں کہ آپ ایم آئی ایم کی تنظیم کو دہشت ... سمجھتی ہیں یا نہیں؟ اور آپ یہاں کس ملک کی نمائندگی کرتی رہی ہیں؟"

وہ بولی "جب امریکا' اسرائیل اور اردن کے اکابرین نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ چند مسلمان معززین کو ملک بدر کیوں ہونا پڑا اور اسرائیلی میجر کو بھی موت کی سزا کیوں دی گئی ہے تو یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ ان ممالک نے مسلمانوں کے مذہب اور اخلاقی تقاضوں کے خلاف کام کیا تھا۔ اس لیے ایم آئی ایم کے سربراہ نے انتقامی کارروائی کی۔ لیکن دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو سربراہ برادر کبیر اسرائیلی میجر کے کیس کو عالمی عدالت میں پیش کر سکتا تھا۔ کسی بھی تنظیم کے سربراہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ایک نامور میجر کو سزائے موت دے۔"

پارس نے کہا "یہی سوال میں دیوی سے کرتا ہوں کہ ابھی اس نے آپ سب کے سامنے ایک اعلیٰ افسر کو سزائے موت کیوں دی؟ اس نے صرف گستاخی کی تھی۔ یا بیوقوف کی بچی کہا اور یہ میں ... کہہ رہا ہوں تو اسے بھی یہ معاملہ عالمی عدالت میں لے جانا چاہیے تھا۔ کیا اس اعلیٰ افسر کی طرح یہ بیوقوف کی بچی میرے دماغ ... زلزلہ پیدا کر سکتی ہے؟ کیا مجھے بھی اس افسر کی طرح خود کو موت ... سزا پر عمل کرنے کے لیے مجبور کر سکتی ہے؟"

وہ بولی "میں تمہاری طرح کسی تنظیم کی سربراہ نہیں ہوں ... نہ کسی خاص ملک کی نمائندہ ہوں۔ میں امریکا' اسرائیل ... بھارت کی حمایت میں بولنے آئی تھی۔ اب جا رہی ہوں۔"

پارس نے کہا "جا رہی ہو۔ یا بھاگ رہی ہو۔ میرے کسی خیال خوانی کرنے والے نے اس اجلاس میں کسی پر زیادتی نہیں کی ... تم نے ایک نہیں' تین ممالک کی نمائندگی کر کے یہاں قتل کیا ... دہشت گردی کی مثال پیش کی ہے۔"

"مجھے بھاگنے کا طعنہ نہ دو۔ تم مرد ہو کر' سایہ بن کر بھاگ رہے ہو۔"

"میرے بھاگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں تو سایہ بن ... آیا تھا سایہ بن کر جا رہا ہوں۔ پھر یہ کہ میں دشمنوں کے درمیان ہوں اور تم دوستوں کے درمیان ہو۔ تمہیں بھاگنا نہیں چاہیے ... مجھے حکمت عملی کے ذریعے دشمنوں کے شکنجے سے نکلنا چاہیے۔ ایسی دانائی کا تقاضا ہے' جو تمہارے پاس نہیں ہے۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پارس نے کہا "تم اپنے دوستوں اور حمایت کرنے والوں کے ساتھ ہو۔ پھر یہاں سے جانے میں تیزی کیوں دکھا رہی ہو۔ یہ اجلاس ہمیں دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے منعقد کیا گیا ہے۔ لہٰذا اجلاس میں شریک ہونے والے دانشوروں اور بڑے ممالک کے بڑوں کے فیصلے تو ... جاؤ۔"

وہ کیا سنتی؟ اس کی اپنی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی ... ظاہر کر رہی تھی کہ مائیک کے پاس جو رپورٹر لڑکی کھڑی ہوئی ہے ... اس کے اندر نہیں ہے۔ وہ نوجوان لڑکی دونوں ہاتھوں سے ... تھامے اجلاس میں بیٹھے ہوئے افراد کو کبھی ادھر کبھی ادھر دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں اور چہرے سے حیرانی اور پریشانی عیاں ... پھر اس نے پوچھا۔ "یہ..... یہ مجھے کیا ہو رہا تھا؟ میں بول رہی تھی ... بہت زیادہ بول رہی تھی۔ آپ لوگوں نے سنا ہوگا۔ کیونکہ میں ... مائیک کے پاس ہی کھڑی ہوئی ہوں۔ مگر میں ایسی باتیں کیوں کہہ رہی تھی' جو کہنا نہیں چاہتی تھی۔ اور میں رپورٹنگ کے لیے جو سوال ... ایم آئی ایم کے اس سربراہ سے کرتا....."

وہ بولتے بولتے ایک دم سے سائے کو دیکھ کر ٹھٹک گئی ... کے بعد کہنے لگی "ہاں یاد آ رہا ہے۔ میری آنکھیں دیکھ رہی ... یہ دوبارہ سایہ بن گیا ہے۔ لیکن یہ سب خواب لگ رہا تھا۔ میں ... رہی تھی' سن رہی تھی لیکن اپنی مرضی سے کچھ بول نہیں پا رہی تھی۔ میری زبان سے بے اختیار ایسے الفاظ نکل رہے ... ایسی باتیں کر رہی تھی جیسے میں ایک دیوی ہوں۔ ایسی دیوی ... کی مرضی سے یہ دنیا قائم ہو اور مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میں جو ... ہوں کر سکتی ہوں۔ ایک عورت ہو کر بڑے سے بڑے شہ زور مرد ...."

وہ کہتے کہتے پھر رک گئی۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر چیخ مار ... بولی "میں نے ایک شخص کو سزائے موت دی تھی اور وہ سچ مچ مر ... گیا تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ایسی درندگی دیکھی ہے۔ یہاں ... کی زبان کے ہلنے سے ایک شخص....."

وہ بات پوری کرنے سے پہلے فرش پر دو زانو ہوگئی اور پھوٹ ... پھوٹ کر رونے لگی۔ بلاشبہ وہ ایسی کامیاب اداکاری کر رہی تھی کہ ... کوئی اسے دیوی مان ہی نہیں سکتا تھا۔ سب ہی کو یقین ہو گیا تھا کہ ... خیال خوانی کرنے والی دیوی اس کے اندر آ کر اب تک زبان سے ... بول رہی تھی۔ دنیا کے مختلف ممالک سے کتنی ہی رپورٹنگ کرنے ... اور فیچر وغیرہ لکھنے والی عورتیں آئی ہوئی تھیں۔ ان میں سے دو ... عورتوں نے آ کر اسے تھپک کر تسلیاں دیں "ہمیں پتا ہے۔ دیوی ... نے خیال خوانی کے ذریعے تمہیں آلۂ کار بنایا تھا۔ وہ تمہاری زبان ... سے بولتی رہی تھی۔"

دوسری خاتون رپورٹر نے کہا "دیوی تمہیں اطلاع دے کر ایسا ... کرتی تو تم اس طرح ذہنی پریشانی اور حیرانی میں مبتلا نہ ہوتیں۔ ویسے ... اطمینان کی بات ہے کہ تم نارمل ہو۔ اور بہت سی باتوں کو سمجھ ... رہی ہو۔ کوئی کمزور ذہن کی عورت ہوتی تو دیوی کے ایسے عمل سے پاگل بھی ہو سکتی تھی۔"

وہ دیوی تھی' پاگل کیا ہوتی۔ سب کو فریب دے رہی تھی۔ دونوں رپورٹر خواتین نے اسے سہارا دے کر فرش سے اٹھایا۔ وہ مائیک کے پاس آ کر بولی "ہاں یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں نارمل ہوں اور آج میں نے ایک عجیب و غریب تجربہ کیا ہے۔ کل اپنے اخبار میں جو کچھ میں لکھوں گی' وہ دنیا کے تمام اخبارات کے رپورٹرز کی تحریر سے مختلف ہوگا۔ اور یہ دلچسپ خبر ہوگی کہ وہ رپورٹر میں ہی ہوں جس کی زبان سے دیوی بول رہی تھی۔ آج کا اجلاس جتنا اہم ہے اتنی ہی میں بھی اہم ہو گئی ہوں۔"

امریکا کا ایک اعلیٰ عہدیدار اس اجلاس کی صدارت کر رہا تھا۔ وہ اسٹیج کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سامنے رکھے مائیک کی طرف جھکتے ہوئے کہا "آج تک دیوی کو ... نے نہیں دیکھا۔ وہ کبھی کسی کے سامنے نہیں آتی ہے۔ اس ... اجلاس میں شریک ہونے کے لیے اسے خیال خوانی کے ذریعے ... کسی کے دماغ میں آنا تھا۔ اس لیے وہ اس لڑکی کے اندر آ کر اجلاس کی کارروائیاں بھی دیکھتی رہی اور اس کی زبان سے بولتی بھی رہی۔ لیکن اس نے اس لڑکی کو نقصان نہیں پہنچایا ہے۔"

پارس نے کہا "وہ اپنی بولیاں بول کر اڑ گئی ہے اب اس کی باتیں رہنے دیں۔ یہ اجلاس ایم آئی ایم کو دہشت گرد قرار دینے کے لیے منعقد کیا گیا تھا۔ اب آپ اجلاس کے صدر کی حیثیت

سے فیصلہ سنائیں۔"

"فیصلہ ایم آئی ایم کے حق میں ہے۔ اس تنظیم کے خلاف دہشت گردی کا الزام غلط تھا۔ دیوی کے طیش میں آنے کے باعث یہاں ایک قتل ہوگیا ہے۔ لیکن ایسا دیوی کے ذاتی انتقام کے باعث ہوا۔ لہٰذا جو کچھ دیوی نے کیا اس کے ذمے دار اس کے دوست ملک یعنی امریکا' اسرائیل اور بھارت نہیں ہیں۔ میں یہ فیصلہ سنانے کے بعد اجلاس کے اختتام کا اعلان کرتا ہوں۔"

میزبان ملک کے ایک عہدیدار نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "یہ اجلاس ہمارے اسلامی ملک میں ہوا۔ ہمیں خوشی ہے کہ ایک اسلامی تنظیم ایم آئی ایم کے خلاف کسی اخبار میں رپورٹنگ نہیں ہوگی۔ ہم سربراہ برادر کبیر کو مبارکباد دیتے ہیں اور ان کے ساتھ تمام حاضرین اجلاس سے گزارش کرتے ہیں کہ دوسرے ہال میں آپ حضرات کے لیے لنچ کا انتظام کیا گیا ہے۔ آپ تمام حضرات ہمارے رضا کاروں کی رہنمائی میں وہاں تشریف لے چلیں۔"

میزبانی لازمی ہوتی ہے اور مہمان بھی میزبان کی خوشی کے لیے ضرور کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ لیکن دیوی وہاں جسمانی طور پر موجود تھی۔ اگرچہ سب کو مطمئن کرچکی تھی کہ وہ اب وہاں نہیں ہے۔ اسے اب یہ اندیشہ نہیں تھا کہ وہ پہچان لی جائے گی لیکن اس سائے کی طرف سے اندیشہ تھا کہ وہ پھر اس کے جسم میں سمانے چلا آئے گا۔ اس وقت وہ سوچ رہی تھی' موقع اچھا ہے۔ تمام لوگ لنچ کے لیے دوسرے ہال میں جائیں گے تو وہ چپ چاپ دوسرے دروازے سے باہر چلی جائے گی اور اس سائے کو معلوم نہیں ہونے دے گی کہ وہ جارہی ہے۔

سوچنے اور عمل کرنے کے درمیان کوئی رکاوٹ آہی جاتی ہے۔ کئی اخباری رپورٹر عورتوں اور مردوں نے اسے گھیر لیا اور دماغ میں آنے والی دیوی کے متعلق طرح طرح کے سوالات کرتے ہوئے اس کے ساتھ دوسرے ہال میں لنچ کے لیے جانے لگے۔ وہ پریشان ہوکر انہیں مختصر سے جوابات دے کر ٹال رہی تھی اور اس بات سے مطمئن ہورہی تھی کہ وہ سایہ کہیں نظر نہیں آرہا تھا۔ پتا نہیں لوگوں کی بھیڑ میں کہاں گڈمڈ ہوگیا تھا۔

ایسے وقت ٹیلی پیتھی کام نہیں آتی۔ وہ کئی لوگوں کے دماغوں میں بیک وقت جاکر یا دوسرے تمام ماتحت خیال خوانی کرنے والوں کو بلا کر ان سوالات کرنے والوں سے پیچھا چھڑا کر جانا چاہتی تو کئی لوگ شبے میں مبتلا ہوتے کہ انہوں نے بیک وقت اس رپورٹر لڑکی سے دوری کیسے اختیار کرلی اور اسے لنچ کے لیے کیوں نہ روکا؟ شبہات میں مبتلا کرنے والے ایسے کئی خیالات پیدا ہوسکتے تھے۔

آخر اس نے بہانہ کیا۔ ان سب اخباری رپورٹرز سے معذرت چاہتے ہوئے کہا "پلیز' میں ذرا واش روم جانا چاہتی ہوں۔ پھر آکر باتیں کروں گی۔"

بہانہ کامیاب رہا۔ وہ ان سے پیچھا چھڑا کر واش روم کی طرف گئی تاکہ وہاں سے راستہ بدل کر باہر جاسکے۔ ادھر ایم آئی ایم کے سربراہ ذاکر علی نے پارس کے پاس آکر سوچ کی لہروں کے ذریعے اسے مبارکباد دی۔ پارس نے کہا "پلیز آپ فوراً چلے جائیں۔ میں نہیں چاہتا کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے میرے اندر آئیں اور آپ کی باتیں سنتے رہیں۔ آپ پھر کسی وقت رابطہ کریں۔"

ذاکر علی دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ پھر حمائلہ کو اس اجلاس کی باتیں اور پارس کی چالبازیوں کے واقعات سنائے۔ وہ خوش ہوکر بولی "میرے بھائی جان کے بیٹے اپنے باپ سے کم نہیں ہیں۔ جناب تبریزی نے ہماری تنظیم کی عملی سربراہی کے لیے پارس کا خوب انتخاب کیا ہے۔"

شی تارا اور پوجا بھی خوش ہوکر اس کے پاس آئیں۔ پوجا بولی "مبارک ہو واقعی ٹیلی پیتھی نہ جانتے ہوئے بھی آپ نے بڑے ممالک کے اکابرین سے منوالیا کہ ایم آئی ایم کی تنظیم دہشت گرد نہیں ہے۔"

شی تارا نے کہا "میری تو آدھی جان نکلی جارہی تھی کہ تم وہاں تنہا ہو۔ آخر کیسے زندہ سلامت نکل سکو گے۔ مگر تم بہت چالاک ہو۔ پھنسنے سے پہلے نکل آنے کی تدبیر کرکے گئے تھے۔"

"میں پاجامہ پہننے سے پہلے الاسٹک ڈال لیا کرتا ہوں تاکہ پاجامہ قدموں میں نہ آجائے۔ اب میں تم سے کہتا ہوں۔ جب تک فون نہ کرلوں میرے دماغ میں نہ آنا ورنہ خیال خوانی کرنے والے دشمن میرے اندر آکر تم دونوں کی موجودہ آواز اور لہجے کو ریکارڈ کرکے دیوی کو سنادیں گے۔ پھر وہ تم دونوں کے یوگا جاننے کے باوجود تمہارے اندر آکر چور خیالات پڑھ کر تمہاری اصلیت معلوم کرلے گی۔"

وہ دونوں چلی گئیں۔ اجلاس کے امریکی صدر اور میزبان۔ پارس کے سائے سے کہا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ایک ہی میز پر لنچ کرے۔ اس میز پر امریکا' اسرائیل اور بھارت کے اکابرین ہوں گے۔ اس نے جواباً کہا "میں ایک ایسی اسلامی تنظیم کا سربراہ ہوں کہ ان تینوں ممالک کا ہم نوالہ و ہم پیالہ نہیں بن سکتا۔ ان کے ساتھ ایک ہی لنچ پارٹی میں رہوں گا لیکن دور دور رہوں گا۔"

ایک امریکی نے پوچھا "تمہیں اب اندیشہ کیا ہے جبکہ سایہ بن چکے ہو۔ کوئی تمہیں پکڑ نہیں سکے گا؟"

"ہاں۔ پکڑ نہیں سکے گا لیکن یہ سب میٹھا زہر ہیں۔ سایہ کھاتے وقت میرے کھانے میں کچھ ملا سکتے ہیں۔ پھر یہ کہ میں نے اس گولی کا ایک ننھا سا ٹکڑا حلق سے اتارا ہے۔ پتا نہیں کب اس کا اثر زائل ہوجائے اور میں پھر نمودار ہوجاؤں۔"

یہ بات امریکا' اسرائیل اور بھارت تینوں ممالک کے اعلیٰ فوجی افسران کے ذہنوں میں تھی اور پارس نے بھی اعتراف کیا تھا کہ گولی کے اس دال برابر ٹکڑے کا اثر دیر تک نہیں رہے گا۔

لہٰذا سائے پر نظر رکھی جائے۔ تینوں ممالک نے اپنے اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو ہدایات دی تھیں کہ وہ مختلف افراد کے دماغوں میں رہ کر اس سائے کے ساتھ ساتھ لگے رہیں پھر جیسے ہی وہ انسانی جسم میں نمودار ہو اسے فوراً جکڑ لیا جائے۔ کوشش کی جائے کہ اسے بڑی خاموشی سے اغوا کیا جائے اور ان ممالک میں سے کسی پر پارس کے اغوا کا الزام نہ آئے۔

وہ ایسا نادان نہیں تھا کہ دشمنوں کی شکست اور انتقامی اقدامات کو نہ سمجھتا۔ وہ ہر معاملے کو اس کے مختلف پہلوؤں سے سوچتا اور سمجھتا تھا اور اس کے مطابق پہلے سے حفاظتی انتظامات کرلیا کرتا تھا۔

اس بار ایم آئی ایم کا ایک مجاہد اس کا خاص ماتحت بن کر اس اجلاس میں موجود تھا۔ وہ مجاہد ایک ملازم کی حیثیت سے شربت اور شراب کی ٹرے لیے گھوم رہا تھا۔ پارس اس محفل کے لوگوں کے سائے میں گڈمڈ ہوکر اس مجاہد کے جسم میں سما گیا تھا۔ مجاہد کی جیب میں ایک چھوٹی سی ڈبیا تھی۔ اس ڈبیا میں ایک گولی کے آٹھ عدد دال کے برابر ٹکڑے کیے ہوئے تھے جس میں سے ایک پارس نے ابھی استعمال کیا تھا۔ اس نے مجاہد کی جیب سے وہ ڈبیا نکال کر کہا۔ "بھارتی فوج کا اعلیٰ افسر ایک حسینہ کے ساتھ پی رہا ہے اور کھا رہا ہے۔ اسے شراب کا ایک جام پیش کرو۔ میں نے ایک جام میں گولی کا ایک دانہ ڈال دیا ہے۔ تمہارا ہاتھ جس جام کو اٹھائے' اسے اس افسر کو پیش کرو۔"

مجاہد ٹرے لے کر اس افسر کے پاس آیا۔ وہ حسینہ کے ساتھ کسی بات پر ہنس رہا تھا۔ پارس اپنے جسم کی توانائی سے مجاہد کا ہاتھ ایک جام کی طرف لے گیا۔ مجاہد نے اسے اٹھا کر افسر کو پیش کیا۔ افسر نے خالی گلاس واپس دے کر بھرا ہوا گلاس مجاہد سے لے لیا۔ اتنی سی دیر میں پارس کا سایہ مجاہد کے اندر سے نکل کر حسینہ میں سما گیا۔ اب وہ پارس کی مرضی کے مطابق افسر کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کے شانے پر سر رکھ کر اسے محفل سے الگ واش روم میں لے آئی۔

واش روم کے اندر کوئی نہیں تھا۔ وہاں افسر کھل کر حسینہ کے ساتھ موج مستی کرسکتا تھا۔ حسینہ نے پارس کی مرضی کے مطابق پہلے اسے شراب پلائی۔ اس کے چند گھونٹ کے ساتھ ہی وہ دانہ اس کے حلق سے اتر گیا۔ پھر جیسے ہی وہ سایہ بننے لگا پارس نے حسینہ کو اس کی طرف سے پلٹا دیا۔ اسے واش روم سے باہر لے آیا تاکہ وہ افسر کو سائے میں تبدیل ہوتے نہ دیکھ سکے۔

ثانی مجاہد کے دماغ میں تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ حسینہ واش روم سے باہر آئی ہے تو وہ مجاہد کے دماغ سے نکل کر افسر کے اندر پہنچ گئی۔ اس مجاہد کو جیسی ہدایات دی گئی تھیں وہ ان پر عمل کررہا تھا۔ اس نے شراب کا دوسرا گلاس حسینہ کو پیش کیا۔ اس میں ایسی دوا ملی ہوئی تھی جو حسینہ کی کھوپڑی الٹ دیتی۔

یہ وہی وقت تھا جب دیوی تمام رپورٹرز سے پیچھا چھڑا کر واش روم میں جانے کا بہانہ کرکے آئی تھی۔ وہ محض دکھاوے کے لیے واش روم کی طرف آئی۔ وہاں ایک ویٹر (مجاہد) اور حسینہ کو دیکھا۔ پھر دروازہ کھول کر اندر آئی تو گھبراہٹ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی کیونکہ اس واش روم کے اندر سایہ نظر آرہا تھا۔

اس کی دانست میں سایہ تو صرف برادر کبیر کا ہی ہوسکتا تھا۔ اور وہ اس سائے سے پیچھا چھڑا کر وہاں سے دور چلی جانا چاہتی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سایہ اس کے قریب آتا وہ دروازہ کھول کر باہر آئی۔ جلد بازی میں باہر حسینہ سے ٹکرائی تو پارس کا سایہ حسینہ کے اندر سے نکل کر دیوی کے اندر چلا آیا۔ وہ تیزی سے ایک کاریڈور کی طرف مڑ گئی۔ بار بار پلٹ کر دیکھتی رہی اور عمارت کے باہر جاتی رہی۔ اسے وہ سایہ اپنے تعاقب میں نظر آیا۔ حتیٰ کہ وہ عمارت کے باہر آگئی۔ فٹ پاتھ کے کنارے ایک ٹیکسی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے بولی "پرل چلو۔ کم آن ہری اپ۔ جلدی کرو۔"

وہ کھڑکی کے باہر دیکھتی رہی۔ اس عمارت کے اندر بجلی کی روشنی اور باہر دن کا اجالا تھا۔ اگر سایہ تعاقب میں آتا تو صاف نظر آجاتا۔ اور وہ نظر نہیں آیا۔ ٹیکسی اسٹارٹ ہوکر آگے بڑھ گئی۔ پھر بھی دیوی پیچھے پلٹ کر دیکھتی رہی۔ جب ایک موڑ پر وہ عمارت نظروں سے اوجھل ہوگئی تو اس نے اطمینان کی ایک لمبی سانس لی۔ آخر وہ سائے سے پیچھا چھڑانے میں کامیاب رہی تھی۔

پھر اس نے مزید اطمینان حاصل کرنے کے لیے خیال خوانی کی پرواز کی اور سربراہ برادر کبیر کے پاس پہنچی۔ پتا چلا کہ اس کا سایہ کسی تاریک مقام پر ہے۔ انسانی بدن کے اندر روشنی نہیں پہنچتی۔ بدن کے اندر تاریکی رہتی ہے۔ اور وہ یہ سمجھ نہیں سکتی تھی کہ پارس کا سایہ اس کے ہی بدن کی تاریکی میں موجود ہے۔ اس نے کہا۔ "ہیلو۔ تم تو میری سوچ کی لہروں سے مجھے پہچان لیتے ہو۔"

پارس یہ نہیں جانتا تھا کہ جو دیوی اسے مخاطب کررہی ہے اسی کے بدن کی تاریکی میں ہے۔ وہ ابھی تک اسے ایک اجنبی رپورٹر لڑکی سمجھ رہا تھا۔ اگر وہ اپنی جسمانی توانائی استعمال کرتا تب دیوی سمجھ لیتی کہ وہ اس کے اندر ہے اور اگر وہ ٹیلی پیتھی جانتا اور اس رپورٹر لڑکی کے اندر جاتا اور دیوی سانس نہ روکتی اسے دماغ میں آنے دیتی تب اسے معلوم ہوتا کہ وہ دیوی تک پہنچ گیا ہے۔ لیکن ایسا ہو نہیں سکتا تھا۔ پارس ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا۔ اس رپورٹر لڑکی کے خیالات نہیں پڑھ سکتا تھا۔ صرف اپنی جسمانی توانائی کو استعمال کرکے اسے اپنی موجودگی کا پتا دے سکتا تھا۔ اور وہ ایسا کرنا ابھی ضروری نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے دیوی کے مخاطب کرنے پر کہا "ہاں دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ اسی لیے میں فوراً ہی تمہاری سوچ کی لہروں کو سمجھ لیتا ہوں اور تم بھی دنیا کے سارے دھندے چھوڑ کر بار بار میرے پاس چلی آتی ہو۔"

وہ بولی "میرے دل کو تمہارے دل سے راہ نہیں ہو سکتی۔ تم مسلمان ہو اور میں ہندو ہوں۔"

"تم اسی ہندوستان کی ہو جہاں سیکولرازم کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی سب ایک ہیں اور آپس میں شادیاں کر سکتے ہیں۔ رشتے داریاں کر سکتے ہیں۔ تم لوگوں کی باتیں کچھ ہوتی ہیں اور اعمال کچھ ہوتے ہیں؟"

"میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتی۔ یہ بتاؤ تم اتنی تاریکی میں کیوں ہو؟"

"کیا روشنی میں آؤں گا تو رشتے داری کرو گی؟"

"تم پھر فضول بات کر رہے ہو۔"

"یہ بھی فضول سا سوال ہے کہ میں تاریکی میں کیوں ہوں؟ میں کہیں بھی رہوں تم میری ذات میں دلچسپی کیوں لے رہی ہو؟"

"اس لیے کہ تم بہت باکمال ہو۔ زبردست چالباز ہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم آسانی سے دشمنوں کے نرغے سے نکل جاؤ گے۔"

"اگر تم واقعی میری تعریف کر رہی ہو تو بہت ہی دوغلی ہو۔ جب میں اجلاس میں جسمانی طور پر نمودار ہوا تو دشمن ممالک کا ساتھ دے کر مجھ سے دشمنی کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور اب تعریفیں کر رہی ہو۔"

"دشمن تو اب بھی ہوں۔ مگر بہت متاثر کر رہے ہو۔ ایک تو تمہارا دماغ عجوبہ ہے۔ اس پر اب تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ یہ تم اپنے دماغ میں تبدیلیاں کیسے لے آتے ہو؟"

"کتنی نادان ہو۔ اتنی سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی کہ سوئچ آف کر دینے سے اندھیرا ہو جاتا ہے۔"

"دیکھو۔ باتیں نہ بناؤ۔ ابھی دوپہر ہے۔ ہر طرف سورج کی روشنی ہے۔ پھر تم نے کون سا سوئچ آف کیا ہے؟"

"میں نے دماغ کا سوئچ آف کیا ہے۔ تمام دشمن خیال خوانی کرنے والے اجلاس کے حاضرین کے دماغوں میں جھانکتے پھر رہے ہیں۔ اور معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ میرا سایہ کس کے اندر چھپا ہوا ہے۔ اسی لیے میں نے سوئچ آف کر دیا ہے تاکہ میں انہیں تو کیا تمہیں بھی نظر نہ آؤں کہ ابھی کہاں ہوں۔"

"میں سمجھ رہی ہوں کہ انسانی جسم کے اندر تاریکی ہوتی ہے اور تم ابھی کسی کے اندر چھپے ہوئے ہو۔ اور جس کے اندر ہو، اس کا پتا نہیں چلنے دو گے۔ لیکن اس وقت کیا ہو گا جب اچانک نمودار ہو جاؤ گے۔ کیونکہ تم نے گولی کا بہت ہی چھوٹا سا ٹکڑا کھایا ہے۔"

"میں نمودار ہوتے ہی تمہارے آنچل میں چھپنے کے لیے آجاؤں گا۔ خوش ہو جاؤ۔"

"تم بھی خوش ہو جاؤ۔ چھوٹے بڑے دشمن نے اپنے آلۂ کاروں کو حکم دے دیا ہے کہ تمہارے نمودار ہوتے ہی تمہیں گولی ماردی جائے۔"

"یہ تو بڑے راز کی بات ہے جو تم نے مجھے بتا دی۔ اب جانتی ہو میں کیا کروں گا؟"

"کسی بھی دشمن کے سامنے نمودار ہونے کے بعد تم کچھ نہیں کر پاؤ گے، فوراً گولی کا نشانہ بن جاؤ گے۔"

"میں ابھی تمہارے دیس کے ایک اعلیٰ فوجی افسر کو اغوا کراؤں گا۔ پھر اس کا میک اپ کر لوں گا۔ دشمن مجھے بھارتی فوج کا افسر سمجھ کر گولی نہیں ماریں گے بلکہ سیلوٹ کریں گے۔"

"ایسی تھرڈ کلاس پلاننگ کرنے سے پہلے سوچ لو کہ میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارے اور اغوا کیے جانے والے افسر کے فرق کو سمجھ لوں گی اور اپنے لوگوں کو بتا دوں گی کہ وہ تم دونوں میں سے کسے گولی مار رہے ہیں۔"

"میری تھرڈ کلاس پلاننگ کا دوسرا حصہ تم نے نہیں سنا۔ تم پہلے بھی دیکھ چکی ہو کہ میں کس طرح اپنی آواز اور شخصیت تبدیل کر لیتا ہوں۔ میں ایک بار مرنے کے بعد دوبارہ ایک نئے انسان کے روپ میں زندہ ہوا ہوں۔ آج سے بلکہ ابھی سے میں اس بھارتی فوجی افسر کی آواز اور شخصیت اختیار کر لوں گا جسے شاید میری تھرڈ کلاس پلاننگ کے مطابق اغوا کیا جا چکا ہو گا۔ اچھا ابھی تم جاؤ۔ پہلے میں معلوم کر لوں کہ اسے اغوا کیا گیا ہے یا نہیں؟"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ سانس روکنے یا یوگا کی مہارت کا مظاہرہ کرنے کے باوجود دیوی کی سوچ کی لہریں موجود رہتی تھیں لیکن وہ پارس کی مرضی کے خلاف اس کے دماغ میں نہیں رہ سکتی تھی۔ اسی لیے وہ دماغی طور پر ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر حاضر ہو گئی۔ ٹیکسی پرل ہوٹل کے احاطے میں داخل ہو چکی تھی۔ اس نے ڈرائیور کو کرایہ دیا۔ پھر کاؤنٹر پر آکر اپنے کمرے کی چابی لی۔ پارس کا سایہ اس کے اندر موجود تھا لیکن وہ اسے محسوس نہیں کر رہی تھی۔ وہ یہی معلوم کرنے کے لیے اس کے جسم میں سمایا ہوا تھا کہ اس رپورٹر لڑکی نے جس کا نام ہوٹل کے رجسٹر میں ا۔۔ چکرورتی لکھا ہوا تھا، اسے اجلاس میں اپنے اندر کیسے محسوس کر لیا تھا۔

وہ اسے اجلاس ہال کے اسٹیج پر لے گئی تھی اور مائیک کے پاس آکر حاضرین سے کہا تھا کہ وہ اپنے اندر ایم آئی ایم کے سربراہ کو لے کر آئی ہے۔ اور اس سائے نے ا۔۔ چکرورتی (دیوی) کے اندر سے نکل کر کہا تھا کہ سایہ کسی کا بھی ہو آدمی اسے نہ چھو سکتا ہے اور نہ ہی اسے اپنے اندر محسوس کر سکتا ہے۔ لہٰذا وہ بعد میں معلوم کرے گا کہ اس رپورٹر لڑکی ا۔۔ نے اسے اپنے اندر کیسے محسوس کر لیا تھا؟

اب اسی ا۔۔ کے اندر وہ اجلاس ہال سے لے کر پرل ہوٹل تک آیا تھا۔ اس کے کمرے میں پہنچا تھا اور ا۔۔ ب اب تک اسے اپنے اندر محسوس نہیں کیا تھا۔ اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ جب وہ محسوس نہیں کر رہی ہے تو پھر کسی نے اسے

محسوس کرایا تھا۔ پارس یہ رائے قائم کر رہا تھا کہ دیوی نے کسی کے دماغ میں چھپ کر اس کے سائے کو ا۔۔ کے جسم میں سماتے دیکھا ہو گا۔ پھر ا۔۔ کو اسٹیج پر لے گئی ہو گی جبکہ تمام اخباری رپورٹرز کے لیے بیٹھنے کا الگ انتظام تھا۔ ایک فوجی جوان نے ا۔۔ کو اسٹیج پر جانے سے روکا تھا۔ پھر ایک طرف ایسے ہٹ گیا تھا جیسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہٹایا گیا ہو۔ ا۔۔ کا اسٹیج تک پہنچنے کا انداز بھی ایسا تھا جیسے وہ ٹیلی پیتھی کے زیر اثر جا رہی ہو۔

ایسی رائے قائم کرنے کے بعد پارس یہ سوچ رہا تھا کہ وہ خواہ مخواہ ا۔۔ پر شبہ کر کے ہوٹل تک آیا ہے۔ لیکن اس کے اندر جانے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ اس میں بلا کی کشش تھی۔ وہ پوجا کے دوران رقص بھی کرتی تھی اور رقص ایک ایسی ورزش بھی ہے جو بدن کے حسن کو تراش خراش کر اور زیادہ حسین بنا دیتی ہے۔ کبھی کسی کو کسی کے قریب کرنے کا بہانہ تقدیر بناتی ہے۔ پارس کی حسن پرستی اس کے قریب آنے کا بہانہ بن گئی تھی۔

وہ ہوٹل کے کمرے میں آکر تھکے ہوئے انداز میں ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ بیٹھنے کے بعد اس نے سینڈل اتارنے کے لیے اپنی ساڑی کو ذرا اونچا کیا۔ پھر ایک پیر دوسرے پیر کے گھٹنے پر رکھا تاکہ سینڈل اتارنے کے لیے جھکنا نہ پڑے۔ ایسا کرنے سے ذرا سی اٹھی ہوئی ساڑی اور ذرا اوپر اٹھ گئی۔ تب پارس نے چونک کر دیکھا۔ اس کے پیروں کا نچلا حصہ ٹخنوں سے ذرا اوپر تک سانولا تھا لیکن ساڑی کے اوپر اٹھنے کے باعث پیروں کا اندرونی حصہ نہایت ہی گورا گورا اور گلابی گلابی سا تھا۔ اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ سانولی نہیں ہے بلکہ گورے اور گلابی رنگ کے اعتبار سے نہایت حسین لڑکی ہے اور اس نے اپنے اصل حسن کو چھپائے رکھنے کے لیے خود کو ایک سانولے رنگ کی لڑکی بنا رکھا تھا، ایک عام سی لڑکی جو زیادہ توجہ کے قابل نہیں ہوتی۔ یہ بات عورت کے مزاج کے خلاف ہے۔ خاص طور پر حسین عورتیں اپنے حسن کی نمائش پر فخر کرتی ہیں اور جو زیادہ حسین نہیں ہوتیں وہ اپنی کمی پوری کرنے کے لیے بیوٹی پارلر میں اپنے حسن کو مکمل کرتی ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ عورت اپنے حسن کو گھٹا کر پیش کرے۔ چاند بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی ہے لیکن چاند جیسی عورت گھٹنا کبھی نہیں چاہتی۔

پارس کا سایہ اس کی پشت کی طرف سے باہر آگیا تاکہ اس کی نظروں میں نہ آئے۔ پھر وہ اس کی نظروں سے بچتا ہوا ایک پردے کے پیچھے چھپ گیا۔ وہاں سے جھانک کر دیکھنے پر اس کا پورا چہرہ اور جسم سامنے سے نظر آرہا تھا۔ چہرے کے نقوش اچھے تھے۔ وہ نقوش اس سے بھی اچھے اور جاذب نظر ہوں گے لیکن وہاں بھی میک اپ کے ذریعے تبدیلی کی گئی ہو گی۔ چہرہ، گردن، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں جہاں تک لباس کے باہر تھے وہ سانولے نظر آتے تھے۔ اس سانولی تجوری کے اندر پتا نہیں کس قدر سحر زدہ کرنے والا حسن کا خزانہ چھپا ہوا تھا۔

چونکہ وہ رقاصہ بھی تھی اس لیے سانولے پن کے باوجود اس کے ۔۔ کے لوچ اور لچک میں ایسی قابل ۔۔ کشش تھی جو پارس کے سائے ۔۔ کے اندر کھینچ لائی تھی۔ ہو سکتا تھا کہ پہلے وہ اسے غیر ۔۔ سمجھ کر وہاں سے چلا جاتا لیکن اب اس میں صرف کشش ہی نہیں ۔۔ تجسس بھی پیدا ہو گیا تھا کہ اس نے اپنے آپ کو میک اپ میں یوں چھپا رکھا ہے؟ وہ کون ہے؟ اور کس مقصد کے لیے خود کو دنیا سے چھپاتی پھر رہی ہے؟ یا صرف اپنے دشمنوں سے چھپتی پھر رہی ہے؟

وہ سینڈل اتارنے کے بعد ایزی چیئر کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر کے بیٹھی ہوئی تھی، دراصل خیال خوانی کر رہی تھی۔ بھارت کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کے اندر پہنچ کر بول رہی تھی "مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ ایم آئی ایم والے ہمارے کسی فوجی افسر کو اغوا کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں سے کہو کہ وہ اپنے فوجی افسران کے دماغوں میں آتے جاتے رہیں تاکہ ہم دشمنوں کے اس منصوبے کو ناکام بنا سکیں۔"

اجے کمار نے کہا "دیوی جی! ابھی چند سیکنڈ پہلے کرنل کیدار شرما کے ماتحت افسر نے بتایا ہے کہ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے کہیں نظر نہیں آرہے ہیں۔ ابھی میں خیال خوانی کے ذریعے ان کا سراغ لگانا چاہتا تھا کہ اتنے میں آپ آکر اغوا کی بات کر رہی ہیں۔ معاملہ کچھ گڑبڑ معلوم ہوتا ہے۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

"تم رہنے دو۔ میں معلوم کرتی ہوں۔"

دیوی اجے کمار کے دماغ سے نکل کر کرنل کیدار شرما کی طرف گئی۔ وہ نہیں مل رہا تھا۔ اس کی سوچ کی لہریں بھٹک رہی تھیں۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی کیا واقعی اسے اغوا کیا گیا ہے اور اس کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔ کیا یہ سمجھ لوں کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے؟

اس وقت تک پارس کا سایہ پردے کے پیچھے سے نکل کر پھر پیچھے سے آکر اس کے اندر سما گیا تھا۔ وہ برادر کبیر کی باتیں یاد کر رہی تھی۔ اسی نے کہا تھا کہ ایک بھارتی فوجی افسر کو اغوا کیا جا رہا ہے اور آئندہ وہ برادر کبیر اس فوجی افسر کی آواز، لہجہ اور شخصیت اختیار کر لے گا۔ اب دیوی کو یقین ہو گیا کہ برادر کبیر کے اس چیلنج پر عمل کیا جا چکا ہے۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کر کے پارس کے پاس آئی۔ وہ پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ آئندہ اغوا شدہ افسر کی آواز اور شخصیت اختیار کر لے گا۔ اس نے دیوی کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی کرنل کیدار شرما کی آواز اور لہجے میں کہا "ارے آپ ہیں دیوی جی! آپ نے تو مجھ ناچیز کیدار شرما کو پہلے اچھی طرح ڈھونڈ لیا ہو گا۔ مجھے پتا تھا، آپ مجھ سے کتنا پیار کرتی ہیں اور پیار سے ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہاں تک ضرور آئیں گی اور آپ آگئیں۔"

وہ شدید حیرانی سے بولی "تم..... تم کرنل ہو۔ میں تو برادر کبیر

کے دماغ میں آئی ہوں۔"

"براور کبیر تو مرگیا۔ جیسے اس سے پہلے ایک بار مرگیا تھا پھر زندہ ہوگیا تھا۔ یہ اس کے بار بار مرنے کی بہت بری عادت ہے۔ دیکھیے نا۔ ابھی پھر مرنے سے پہلے مجھے اپنے اندر بٹھا کر چلا گیا ہے۔"

وہ جھنجلا گئی۔ غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔ پارس کو اس کے اندر رہ کر اس کی ایسی جسمانی حرکت کو سمجھنا چاہیے تھا لیکن اس کی توجہ اس بات پر مرکوز تھی کہ کرنل کیدار شرما کی آواز اور لہجے میں فرق نہ آئے۔ وہ غصے سے بولی "یو چیٹ! میں نے آج تک تمہارے جیسا چالباز اور مکار نہیں دیکھا۔"

"دیوی جی! میں آپ کا خادم شرما ہوں۔ مجھے مکار کہہ کر شرما شری والی بات نہ کریں۔"

"تم کرنل کیدار شرما نہیں ہو۔ تم براور کبیر ہو اور اسی کی طرح گفتگو کرو۔"

"اچھا وہ مرحوم آپ کا برادر یعنی کہ بھائی تھا۔ آہ! بھائی کی موت پر بہنوں کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ آج سے آپ اس خادم کو برادر شرم والا کہہ سکتی ہیں۔"

"میں سچ کہتی ہوں، تمہارے آخری دن آگئے ہیں۔ آج سے میں اپنے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو تمہارے پیچھے لگا دوں گی۔"

"پیچھے کیسے لگائیں گی۔ کسی بھی سائے کا آگا پیچھا سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ روشنی کے سامنے سیدھی کھڑی ہو کر دیکھیں، دیوار پر آپ کا جو سایہ پڑے گا۔ اس سے پتا نہیں چلے گا کہ وہ آپ کا سامنا ہے یا پیچھا؟ دیوی جی! آپ بھارتی ناری ہیں، اپنے دیس کے فوجی کرنل کے آخری دن لائیں گی تو پورا دیس آپ کا دشمن ہو جائے گا۔"

"میں آخری بار پوچھتی ہوں۔ تم برادر کبیر کی حیثیت سے گفتگو کرو گے یا نہیں؟"

"آپ گیدڑ سے کہیں کہ وہ شیر کی آواز میں دہاڑے تو ممکن نہیں ہے۔ میں نے دال کے دانے کے برابر گولی کھائی تھی۔ اس کا اثر کسی وقت بھی زائل ہو سکتا ہے۔ اپنے آدمیوں سے کہہ دیں کہ میں نمودار ہونے لگوں تو کوئی گولی نہ چلائے اور چلائے گا کیسے؟ میرا چہرہ اور تمام حلیہ تو کرنل کیدار شرما کا بن گیا ہے۔ وہ سب تو مجھے سلیوٹ کریں گے۔"

"تمہیں جوتے ماریں گے۔ تم جیسے ہی کرنل کے بھیس میں کہیں بھی نمودار ہو گے تو تمہیں بچ کر جانے کا موقع نہیں دیں گے، دیکھتے ہی گولی مار دیں گے۔"

وہ جھنجلا کر اس کے دماغ سے نکل آئی۔ ثانی بھی وہیں موجود تھی۔ ان کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ دماغی طور پر علی کے پاس آگئی۔ پھر بولی "یہ تمہارا بھائی پکا چالباز ہے۔ اس نے جو پلاننگ کی تھی، ویسا ہی ہونے والا ہے۔ اب وہ دیوی اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو اور دوسرے آلۂ کاروں کو حکم دے گی کہ جیسے ہی کرنل کیدار شرما نمودار ہو اسے گولی ماردی جائے۔"

علی اس کی بات سن کر تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر بولا۔ "جوڈی نارمن نے جو گولی کھائی تھی اس کی تاثیر چوبیس گھنٹے کی تھی لیکن وہ تقریباً تیس گھنٹے تک سایہ بنا رہا۔ میں نے ایسی ہی ایک گولی کے آٹھ برابر ٹکڑے کرکے پارس کو دیے تھے۔ اگر ہم فرض کرلیں کہ ایک پوری گولی کا اثر بتیس گھنٹوں میں زائل ہوتا ہے تو اس حساب سے دال کے برابر دانے والی گولی کا اثر چار گھنٹوں کے اندر ختم ہو جائے گا۔"

ثانی نے کہا "پارس کو گولی کھائے ہوئے تین گھنٹے ہو چکے ہیں۔ اور کرنل کیدار شرما کو تقریباً پونے دو گھنٹے پہلے گولی کھلائی گئی تھی۔ اس طرح اندازے کے مطابق پارس ایک گھنٹے کے اندر اور کرنل دو گھنٹے بعد ان گولیوں کے اثر سے نجات پائیں گے۔"

"ہاں، تم آدھے گھنٹے بعد مسلسل پارس کے دماغ میں رہو۔ شاید حالات کے بدلنے سے اس کا منصوبہ بھی بدل جائے۔ ہمیں کرنل کے لیے ڈیڑھ یا دو گھنٹے تک انتظار کرنا ہوگا۔"

"خدا کا شکر ہے کہ تمہارے بھائی کو بکواس کرنے کے لیے دیوی مل گئی ہے ورنہ وہ میرا مغز کھاتا رہتا۔"

علی نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "وہ جس ہوٹل میں ہے وہاں مغز کا سالن مل جاتا ہے۔ فکر نہ کرو۔ تمہارا مغز سلامت رہے گا۔ میں اسی ہوٹل میں کہیں رہوں گا۔ پتا نہیں کتنے روبوٹ قسم کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کم بخت دیوی کے زیر اثر رہے ہیں۔ مجھے ہوٹل میں پارس کے قریب رہنا چاہیے۔"

علی اور ثانی بھی استنبول چلے آئے تھے۔ علی نے ثانی سے کہا تھا "ہمیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا وہ شیطان سب سے تنہا نمٹ لے گا۔"

ثانی نے کہا "ویسے تو میں بھی تل ابیب میں بیٹھے ہی بیٹھے پارس کے کام آسکتی ہوں۔ مگر میرا دل نہیں مان رہا ہے۔ تم جانتے ہو، میں اس بدمعاش کو کتنا چاہتی ہوں۔ پھر یہ روبوٹ قسم کے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہو کر خطرے کا سگنل بن گئے ہیں۔ ایسے وقت میں پارس سے دور نہیں رہوں گی۔ وہاں اگر میری ٹیلی پیتھی کام نہیں آئے گی تو ہماری چالبازیاں کام آئیں گی۔"

ثانی کی ضد پر علی چلا آیا تھا۔ اور آنے کے بعد یونہی بیٹھا نہیں رہ سکتا تھا۔ وہ اجلاس سے تین دن پہلے ہی ثانی کے ساتھ آیا تھا اور معلومات حاصل کر رہا تھا کہ امریکا، اسرائیل اور بھارت سے جو لوگ وفد کی صورت میں آرہے ہیں، وہ کون ہیں؟ کتنے فوجی افسران ہیں۔ کتنے اعلیٰ عہدیدار ہیں، کتنے جاسوس اور کتنے روبوٹ قسم کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔

ایسی معلومات امیگریشن کے شعبے کے اعلیٰ افسران سے

حاصل ہوئیں۔ پوچھنے سے وہ کبھی نہ بتاتے کیونکہ بڑے بڑے ممالک کے ذمے دار افراد آرہے تھے۔ اس لیے ثانی نے خیال خوانی کے ذریعے علی تک معلومات پہنچائیں۔ ان بڑے ممالک سے اکابرین اجلاس سے ایک دن پہلے آئے تھے لیکن کے سراغرساں کئی دن پہلے آگئے تھے اور استنبول کے مختلف علاقوں میں ایم آئی ایم کے مجاہدین کی بُو سونگھتے پھر رہے تھے۔ علی جانتا تھا کہ جب بھی کسی بڑے ملک کے اعلیٰ عہدیدار اپنے وفد کے ساتھ آتے ہیں تو ان سے پہلے اس ملک کا، اجلاس کی عمارت کا اور اس کے آس پاس کے علاقوں کا جائزہ لینے کے لیے اس ملک سے کئی جاسوس فرضی ناموں اور جعلی پاسپورٹس وغیرہ کے ذریعے اس طرح آتے ہیں کہ امیگریشن اور اس ملک کی انٹیلی جنس والوں کو بھی ان کی ہوا نہیں لگتی۔

علی تین دنوں تک اجلاس کی عمارت کے آس پاس دیکھتا رہا۔ صبح سے شام تک دو چار بار بھیس بدلتا تھا اور ایسے افراد کو تاڑنے کی کوششیں کر رہا تھا جو بار بار ان اطراف میں دیکھے جاتے تھے۔ جو مشکوک ہوتے تھے ان سے وہ کسی بہانے گفتگو کرتا تھا اور ان کی آوازیں دور بیٹھی ہوئی ثانی کو سناتا تھا۔ اس طرح امریکا کے دو، اسرائیل کے دو اور بھارت کے چار سراغرسانوں کے اصلی نام اور استنبول میں ان کی رہائش گاہیں ان کے چور خیالات سے معلوم ہو گئیں۔

علی ان میں سے ایک ایک کو جہنم میں پہنچا سکتا تھا۔ لیکن یہ پارس کا معاملہ تھا۔ وہ ایم آئی ایم کا عملی سربراہ تھا لہٰذا پارس کو ان سراغرسانوں کے متعلق تفصیلات بتا دی گئیں۔ جب اس تنظیم کے بنیادی سربراہ ذاکر علی نے پارس سے رابطہ کیا تو اس نے ذاکر علی کو ان سراغرسانوں کے تمام نام اور پتے نوٹ کرا دیے۔ پھر کہا۔ "ابھی ان میں سے کسی کو نہ چھیڑا جائے۔ آپ مجاہدین سے کہہ دیں کہ اجلاس کا اختتام ہوتے ہی مجاہدین بڑی رازداری سے ان کا کام تمام کریں پھر ان تمام کے چہروں سے میک اپ اتار کر ان کے پاسپورٹ وغیرہ جلا ڈالیں۔ اس طرح استنبول کی حکومت اور انٹیلی جنس کو یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ اجنبی لوگ کون تھے۔ امریکا، اسرائیل اور بھارت یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ وہ تمام جاسوس ان کے ممالک سے تعلق رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ حرام موت مرنے والے غیر قانونی طور پر استنبول کی حکومت کو دھوکا دے کر آئے تھے۔

دیوی ہوٹل کے کمرے میں تھی۔ وہ اپنے خیال خوانی کرنے والوں اور دوسرے آلۂ کاروں اور سکیورٹی گارڈز وغیرہ کو اطلاع دے رہی تھی کہ ایم آئی ایم کے براور کبیر نے اجلاس میں یہ منوا لیا تھا کہ وہ لوگ دہشت گرد نہیں۔ لیکن وہ اور اس کے مجاہدین بڑی رازداری سے دہشت گردی کر رہے ہیں "میں افسوس کے ساتھ اطلاع دے رہی ہوں کہ ہمارا کرنل کیدار شرما مارا گیا ہے۔ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔"

اس کے خیال خوانی کرنے والوں نے تائید کی۔ انہوں نے بھی خیال خوانی کے ذریعے اپنے کرنل کو تلاش کیا تھا اور ان کی سوچ کی لہروں کو کرنل کیدار شرما کا دماغ نہیں ملا تھا۔

دیوی نے کہا "لیکن براور کبیر ہم سب سے بہت بڑا فراڈ کرنے والا ہے۔ ابھی وہ سایہ ہے۔ لیکن جلد ہی جسمانی طور پر نمودار ہوگا تو وہ تم سب کو کرنل کیدار شرما نظر آئے گا اور بالکل اسی کی آواز اور لہجے میں بولے گا۔ میں تم سب کو حکم دیتی ہوں کہ اس کی صورت اور آواز پر اعتبار نہ کرنا۔ جیسے ہی وہ دکھائی دے، اسے فوراً گولی مار دینا۔ اگر اس سے ذرا بھی فریب کھاؤ گے تو وہ دوبارہ سایہ بن جائے گا۔ جیسا کہ اجلاس میں سب کے سامنے بن گیا تھا۔"

وہ اپنے تمام اہم ماتحتوں کو حکم دے رہی تھی۔ ایسے وقت ثانی نے پارس کے پاس آکر پوچھا "کوئی مسئلہ ہو تو بتاؤ ورنہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد آتی رہوں گی۔"

"ہاں۔ ایک اہم بات ہے۔ یہ رپورٹر لڑکی انجلا جس کے اندر ابھی میں ہوں، یہ بھی پہنچی ہوئی لگتی ہے۔ لباس کے باہر اس کا چہرہ اور ہاتھ پاؤں سانولے ہیں۔ باقی لباس کے اندر یہ ایک اجلی اور گورے رنگ والی لڑکی ہے۔"

ثانی نے کہا "ذرا شرم کرو۔ تم نے اسے لباس کے اندر بھی دیکھ لیا۔ مجھ سے ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آتی؟"

وہ بولا "اے علی کی کلی۔ گڑ کی ڈلی۔ بگڑی ہوئی بلی! میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی ہے۔ اس نے سینڈل اتارنے کے لیے ساڑی ذرا اونچی کی تو اس کے گورے پاؤں نظر آگئے تھے۔ اگر اس سے زیادہ دیکھا ہو تو تمہاری آنکھیں پھوٹ جائیں گی۔"

"تم اپنی خیر مناؤ۔ گناہگار آنکھیں پہلے اندھی ہوتی ہیں۔"

"تم جھگڑا کرو گی۔ یا کام کی باتیں کرو گی؟"

"کام کی بات سمجھ گئی ہوں۔ انجلا نے خود کو میک اپ میں چھپا رکھا ہے۔ اس کا تعلق ضرور کسی اور ملک سے ہے۔ یا وہ دیوی کی خاص آلۂ کار ہو گی۔ اسی لیے اجلاس میں دیوی اسی کی زبان سے بول رہی تھی۔ تم یہ بتاؤ، وہ ہوٹل کے کمرے میں کیا کر رہی ہے؟"

"جب سے کمرے میں آئی ہے ایک ایزی چیئر پر خاموش بیٹھی ہوئی ہے۔ جبکہ لڑکیاں کبھی خاموش نہیں رہتیں۔ تمہاری طرح بکواس کرتی رہتی ہیں۔"

"مجھے غصہ نہیں آئے گا۔ اس کی مسلسل خاموشی کا مطلب ہے کہ وہ خیال خوانی میں مصروف ہے یا پھر اپنے اندر دیوی کی باتیں سن رہی ہے۔"

"تم یہاں سے دیکھ کر گئی ہو۔ تھوڑی دیر پہلے دیوی، مجھ سے باتیں کر رہی تھی اور میں کرنل کیدار شرما بنا ہوا تھا۔ ایسے وقت بھی انجلا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ ایسے وقت دیوی اسے سحرزدہ کرکے خاموش بٹھا دیتی ہو۔ یا وہ دیوی کی واپسی کا انتظار

کررہی ہو۔"

"اس لڑکی ا... کو اسرار کے پردے سے باہر لانا ہوگا۔ میں دیوی کی آواز اور لہجے میں اس کے دماغ میں جارہی ہوں۔ ناکامی ہوگی تو اسے یہ نہیں معلوم ہوسکے گا کہ ابھی کس نے اس کے اندر آنے کی کوشش کی تھی۔"

ا... کون ہے؟ کیوں خود کو میک اپ میں چھپائے رکھتی ہے؟ یہ سب کچھ معلوم کرنا ضروری تھا۔ ثانی نے دیوی کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لیا' خیال خوانی کی پرواز کی لیکن اس کے اندر پہنچتے ہی واپس آگئی۔ ا... نے سانس روک لی تھی اور ہڑبڑا کر کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی تھی۔ ثانی اور پارس کو کیا معلوم تھا کہ وہ کون ہے؟

وہ تو آتما شکتی والی تھی۔ سوچ کی لہروں سے پہچان گئی کہ ابھی سونیا ثانی آئی تھی۔ وہ ایک دم سے گھبرا گئی تھی۔ اگرچہ ثانی سے کمتر نہیں تھی۔ ثانی کی یوگا کی مہارت کے باوجود اس کے اندر جاکر زلزلے پیدا کرسکتی تھی لیکن جوتش ودیا کہتی تھی کہ وہ فرہاد کی فیملی کے تمام افراد سے دور رہے۔ کسی سے ٹکرائے گی تو سکون غارت ہوجائے گا' مصائب کا سلسلہ شروع ہوجائے گا اور ہوسکتا ہے کہ ایسی مصیبتوں کے باعث وہ اپنی دس برس والی تپسیا پوری نہ کرسکے۔

اسی لیے وہ جوابی کارروائی کے لیے ثانی کے دماغ میں نہیں گئی۔ پریشان ہوکر سوچنے لگی کہ وہ فرہاد کی فیملی کے کسی فرد سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرتی ہے پھر ثانی نے کیسے اس کی آواز اور لہجے کو پہچان لیا اور اس کے اندر کس دشمنی کے لیے آئی تھی۔

دیوی کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ جوتش ودیا کے خلاف میرے بیٹے سے ٹکرا رہی ہے۔ اس لیے اس کا سکون غارت ہورہا ہے۔ ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) کے ساتھ تو اس نے براہ راست کچھ نہیں کیا تھا۔ اپنی ڈی شی تارا اور جادوگر کروناڈونگا کو اس کی موت کا ذریعہ بنانا چاہا تھا مگر یہاں تو وہ اپنی لاعلمی میں پارس سے براہِ راست ٹکرا رہی تھی اسی لیے جوتش ودیا کے مطابق اس پر مصائب کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ سونیا تین ہفتوں تک اس پر نفسیاتی حملے کرتی رہی تھی۔ جن کے باعث وہ زمین کے اندر سے نکل کر اوپر آنے پر مجبور ہوگئی تھی۔

اور یہ تو اب تک اسے معلوم نہ ہوسکا تھا کہ وہ اپنی لاعلمی میں پارس سے ٹکراتی آرہی ہے۔ اگر معلوم ہوجاتا تو وہ کبھی اس کی طرف رخ نہ کرتی۔ اب اپنے دماغ میں ثانی کی ناکام آمد سے اس کے اندر خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ عقل نے کہا کہ فرہاد کی فیملی کو اس حد تک معلوم ہوگیا ہے کہ دیوی استنبول میں اجلاس کے بعد بھی موجود ہے اور اجلاس میں اس نے دوسری لڑکی کی زبان سے جتنی باتیں کی تھیں اس وقت وہ زیر زمین نہیں تھی بلکہ استنبول میں ہی تھی۔

اب وہ شہر اس کے لیے خطرے کا گھر بن گیا تھا۔ اس نے اپنی بھلائی اسی میں سمجھی کہ فوراً ہی وہ شہر چھوڑ دے۔ ابھی ثانی آئی تھی۔ اس کے بعد سونیا بھی نہ جانے کیسی چالیں چلتی ہوئی وہاں چلی آتی۔

یہ سوچتے ہی اس نے اپنی اٹیچی کھولی۔ وہ وہاں سے جانے کے لیے لباس تبدیل کرنا چاہتی تھی۔ پارس حسن پرست تھا لیکن میری طرح کسی عورت کی تنہائی میں چھپ کر اسے نہیں دیکھتا تھا اور نہ کسی حسینہ سے جبراً عشق کرتا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ لباس بدلنے کے لیے اپنی ساڑی اتارتی' اس کا سایہ پشت کی طرف سے باہر آگیا۔ پھر تیزی سے چلتا ہوا کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف آگیا۔ ثانی نے مسکرا کر کہا "میں اسی لیے تم سے بے حد پیار کرتی ہوں۔ تم شریف بدمعاش ہو۔"

وہ جواباً کچھ کہنا چاہتا تھا۔ ایسے وقت پھر گڑبڑ شروع ہوگئی۔ اس دال برابر دانے کی گولی کا اثر ختم ہوگیا۔ وہ گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہونے لگا۔ اس نے کہا "ثانی یہ تو گڑبڑ ہوگئی۔ میں ظاہر ہوچکا ہوں۔"

وہ بولی "شکر کرو کہ تمہاری شرافت کام آئی اور تم اس کے جسم سے نکل کر کاریڈور کے دروازے پر آگئے۔ ابھی وہ کمرے میں لباس بدل رہی ہوگی۔ تم چپ چاپ دروازہ کھول کر باہر چلے جاؤ۔"

"میں دروازہ آہستگی سے کھول لوں گا لیکن باہر سے بند کرتے وقت ہلکی سی آواز ابھرے گی۔"

"دروازہ پوری طرح بند نہ کرنا۔ یہ نہ سوچو کہ بعد میں وہ دروازہ کھلا دیکھ کر کیا سوچے گی۔ یہ لڑکی یوگا کی ماہر ہے۔ اس نے میری آمد پر سانس روک لی۔ اس کا تعلق ضرور دیوی سے ہوگا۔ تم فوراً یہاں سے نکلو۔"

پارس نے بڑی آہستگی سے دروازے کو کھولا۔ پھر باہر آکر اسے پوری طرح بند نہیں کیا۔ تیزی سے چلتے ہوئے لفٹ کی طرف جانے لگا۔ ابھی اس کی جیب میں ڈبیا تھی جس میں چھ عدد دال کے برابر دانے والی گولیاں تھیں۔ وہ ان میں سے ایک کو نگل کر پھر سایہ بن سکتا تھا لیکن ایک ا... کی خاطر ایسی حیرت انگیز نایاب گولیوں کو ضائع کرنا دانشمندی نہیں تھی۔ ہاں اگر یہ معلوم ہوجاتا کہ وہ دیوی ہے تو وہ اس کے اندر مسلسل چھپ کر رہتا اور اس کے زیر زمین اڈوں کا بھی پتا چلاتا رہتا۔ ثانی نے کہا "علی اسی ہوٹل میں کہیں ہے یا پھر آنے والے ہوں گے۔ تم لفٹ سے نیچے جاؤ۔ میں اپنے ادارے کے دو جاسوسوں کو یہاں بلا رہی ہوں۔ وہ ا... پر نظر رکھیں گے۔ وہ جہاں جائے گی اس کا تعاقب کریں گے۔"

وہ لفٹ کے ذریعے نیچے جاتے ہوئے بولا "تم کم از کم ایک گھنٹے تک میرے پاس نہ آنا۔ میں کسی کی بھی سوچ کی لہروں کو آنے نہیں دوں گا کیونکہ دیوی اب میرے اندر آئے گی تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ میری گولی کا اثر ختم ہوگیا ہے اور اسے یہ ابھی معلوم نہیں ہونا چاہیے۔"

پارس لفٹ کے ذریعے نیچے گراؤنڈ فلور کی طرف جانے لگا۔ ایسے وقت اس سے اور ثانی سے ایک غلطی ہوگئی۔ وہ دونوں بھول گئے کہ پارس آئی ایم کے عملی سربراہ کا وہ چہرہ اپنایا ہوا ہے جسے اجلاس میں اور استنبول ٹیلی وژن کے چینل پر سارے شہر نے دیکھا ہے۔ ابھی وہ پارس نہیں بلکہ برادر کبیر ہے۔

وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچا۔ پھر ہوٹل کے لاؤنج کی طرف جانے لگا۔ وہاں علی سے ملاقات ہوسکتی تھی۔ وہ استقبالیہ کاؤنٹر کے پاس سے گزرنے لگا تو کاؤنٹر کے پیچھے کھڑی ہوئی ایک لڑکی اور ایک شخص نے اسے بڑے ادب سے سلام کیا۔ وہ سلام کا جواب دیتا ہوا گزر گیا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ہوٹل کے کاؤنٹر والے ہر آنے جانے والے کو سلام نہیں کرتے ہیں البتہ کاؤنٹر کے پاس جاکر ہوٹل کے سلسلے میں کوئی گفتگو کی جائے تو ضرور سلام کرتے ہیں یا پھر سامنے سے گزرنے والی وی آئی پی شخصیات کو سلام کیا جاتا ہے۔ اس نے دل میں سوچا۔ تعجب ہے۔ میں وی آئی پی قسم کا بندہ نہیں ہوں مگر یہ لوگ سلام کررہے تھے۔ آخر مجھ میں کیا بات ہے؟

بات پھر بھی سمجھ نہیں آئی۔ ہوٹل میں آنے جانے والے اسے پلٹ پلٹ کر محبت اور عقیدت سے دیکھ رہے تھے۔ اور وہ ان کی اس حرکت پر اخلاقاً مسکراتا جارہا تھا۔ بعض ایسے بھی تھے جو قریب سے گزرتے وقت بڑی عقیدت سے مصافحہ کرتے تھے۔ وہ حیرانی سے سوچ رہا تھا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟

وہ لاؤنج میں پہنچا۔ وہاں کئی خوبصورت جوڑے بیٹھے تھے۔ کچھ لوگ تنہا تھے۔ ان میں علی بھی تھا۔ سب لوگ اسے دیکھتے ہی اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور عقیدت سے مسکرا مسکرا کر جھک جھک کر سلام کرنے لگے۔ علی نے اسے غصے سے گھور کر دیکھا۔ پھر تیزی سے چلتا ہوا اس سے لاتعلقی ظاہر کرتا ہوا' اس کے قریب سے بڑبڑاتا ہوا گزرا "گدھے کو سربراہ بناؤ۔ پھر بھی وہ گدھا ہی رہتا ہے۔"

علی تو بول کر گزر گیا مگر پارس ایک دم سے اچھل پڑا۔ اس کی سمجھ میں آگیا کہ ہوٹل میں آنے جانے والے مسلمان بڑی عقیدت سے اس لیے مصافحہ کررہے ہیں' اس لیے جھک جھک کر سلام کررہے ہیں اور اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہورہے ہیں کہ اسے آئی ایم کا سربراہ سمجھ رہے ہیں۔ اس نے پلٹ کر ادھر ادھر دیکھا۔ اسے علی نظر نہیں آیا۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا باہر آیا۔ اب تو اسے ہر جگہ سربراہ سمجھنے والے دوست اور دشمن مل سکتے تھے۔ خیریت اسی میں تھی کہ فوراً کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر قریبی مارکیٹ میں پہنچ کر کہیں سے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان خرید لیتا اور اپنا چہرہ اور حلیہ بدل لیتا۔

ہوٹل کے احاطے والے راستے پر پارکنگ سائیڈ سے دو کاریں آرہی تھیں۔ ایک کار تو گزر گئی لیکن دوسری کار اس کے سامنے کچھ فاصلے پر رک گئی۔ اسی وقت علی نے پیچھے سے آکر پارس کی گردن دبوچ لی۔ پھر اس کی کنپٹی پر پستول کی نال رکھتے ہوئے کہا۔ "خبردار! ذرا بھی چالاکی دکھاؤ گے تو گولی ماردوں گا۔"

پھر علی نے کار والے کی طرف پستول کرتے ہوئے کہا "اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو کار سے اترو' میں اپنے دشمن کو لے جاؤں گا۔"

وہ شخص وردی میں تھا۔ کار سے نکلتے ہوئے اپنا کارڈ دکھاتے ہوئے بولا "میں امریکن سکیورٹی افسر ہوں۔ یہ ہم دونوں کا دشمن ہے۔ اسے یہیں گولی ماردو۔"

علی نے کہا "بیوقوفی کی باتیں نہ کرو۔ پہلے ہم اس سے وہ غیر معمولی گولیاں اور فارمولا حاصل کریں گے' فوراً پچھلا دروازہ کھولو۔"

وہ دروازہ کھولتے ہوئے بولا "ہاں۔ میں بھول گیا تھا کہ اس سے بڑی اہم چیزیں حاصل کرنا ہیں۔ آیئے۔"

اس نے دروازہ کھولا۔ علی نے پارس کو پچھلی سیٹ کی طرف دھکا دے کر سختی سے کہا "چلو بیٹھو۔"

پارس کار کے اندر پچھلی سیٹ پر آیا۔ علی بھی اس کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ سکیورٹی افسر نے اسٹیئرنگ سیٹ سنبھالی پھر کار اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا "ہم اسے کہاں لے جائیں گے؟"

علی نے پستول کو سکیورٹی افسر کی کھوپڑی سے لگاتے ہوئے کہا "پہلے کار کا انجن بند کرو پھر اپنا ریوالور مجھے دو۔"

وہ انجن بند کرتے ہوئے بولا "یہ..... یہ تم کیا کررہے ہو؟ میرا ریوالور کیوں مانگ رہے ہو؟"

علی نے بڑی سفاکی سے کہا "اب ریوالور دینے سے پہلے ایک سوال بھی کرو گے اور دیر کرو گے تو گولی ماردوں گا۔"

اسے تو اب ریوالور دینا ہی تھا۔ یا پھر وہ مارنے مرنے پر تل جاتا۔ اس سے پہلے ہی پارس نے اگلی سیٹ کی طرف جھک کر اس کے ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا۔ پھر وہاں سے اٹھ کر جھکتا ہوا اگلی سیٹ پر آکر اس کے لباس کی تلاشی لینے لگا۔ ریوالور پوری طرح لوڈ تھا۔ اس کے علاوہ ایک فاضل بھرا ہوا بلٹ چیمبر اس کی جیب سے نکلا۔ اس کی دوسری جیب سے کچھ کاغذات برآمد ہوئے۔ پارس نے ثانی سے کہا تھا کہ وہ ایک گھنٹے تک اس سے رابطہ نہ کرے لیکن وہ علی کے پاس آتی جاتی رہتی تھی۔ اس بار آئی تو علی نے کہا۔ "ایک شکار ہے۔ اس کی آواز سنو۔"

علی نے اس سے سوال کیا "تم امریکا کے کس عہدیدار کے سکیورٹی افسر ہو؟"

وہ بولا "یہ تم لوگ اچھا نہیں کررہے ہو۔ مجھے ذرا سا بھی نقصان پہنچاؤ گے تو اس شہر سے زندہ نہیں جاؤ گے" پارس اس کی تلاشی لینے کے بعد ڈیش بورڈ کا خانہ کھول کر دیکھ رہا تھا۔ وہاں ایک ریموٹ کنٹرولر اور پلاسٹک کے دو پیکٹ رکھے ہوئے تھے۔ پارس نے ان چیزوں کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

ثانی علی سے کہہ رہی تھی "یہاں کے اجلاس میں سپر ماسٹر کا نائب آیا ہوا ہے۔ یہ اس نائب کی سکیورٹی فورس کا افسر ہے۔ اسٹیئرنگ کے پاس ڈیش بورڈ کے نیچے ایک خفیہ ٹرانسمیٹر کا بٹن ہے۔ اسے دبانے سے اس کی آواز دوسرے سکیورٹی گارڈ تک پہنچے گی۔ یہ ابھی بٹن دبا کر یہ اطلاع دینا چاہتا تھا کہ ایم آئی ایم کا سربراہ جسمانی طور پر ظاہر ہو چکا ہے اور ابھی یہ پرل ہوٹل کے احاطے میں اس سربراہ کے گن پوائنٹ پر ہے۔ یہ سکیورٹی افسر اس انداز میں تم لوگوں سے گفتگو کرتا کہ تمہیں شبہ بھی نہ ہوتا اور اطلاع دوسری طرف پہنچ جاتی۔"

علی نے کہا "تم یہاں باتیں کر رہی ہو مگر یہ افسر بٹن نہیں دبا رہا ہے اور نہ ہی کچھ بول رہا ہے۔ کیا اور کوئی اس کے اندر ہے؟"

"ہاں۔ میں نے انجلا کی نگرانی کے لیے بابا صاحب کے ادارے سے دو جاسوس بلائے ہیں اور باربرا سے کہا ہے کہ ان کے آنے تک وہ ہوٹل کے عملے کے اہم افراد تک پہنچے اور ان کے ذریعے انجلا پر نظر رکھے۔ میں نے یہاں کی سچویشن دیکھتے ہی باربرا کو اس افسر کے دماغ میں بٹھا دیا ہے۔"

"اب تم باربرا کو ہوٹل میں بھیج دو۔ وہ اپنا کام کرتی رہے گی۔ تم افسر کے پاس رہو۔ ہم اس کا ریوالور واپس کر رہے ہیں۔ ہمارے یہاں سے جاتے ہی اسے اوپر پہنچا دو۔"

"میں یہی کروں گی مگر تمہارے پاس یہ پستول کہاں سے آگیا۔ ہماری فیملی میں تو کوئی اپنے پاس ہتھیار نہیں رکھتا ہے۔"

علی نے کہا "یہ ٹوائے پسٹل ہے۔ ہوٹل کے باہر دو بچے کھیل رہے تھے۔ مجھے مجبوراً ایک بچے سے چھین کر یہ ڈراما پلے کرنا پڑا۔" پھر اس نے پارس سے کہا "اس افسر کا ریوالور واپس کر دو اور کار سے باہر جانے دو۔"

پارس نے اسے ریوالور دے کر کہا "اسے لو اور کار سے باہر جاکر اس سے کھیلو۔"

افسر نے ثانی کی مرضی کے مطابق ریوالور لیا۔ پھر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ علی اس کی جگہ اسٹیئرنگ سیٹ پر آگیا۔ پھر کار اسٹارٹ کرکے ہوٹل کے احاطے سے باہر جانے لگا۔ وہ سکیورٹی افسر کھڑا ہوا اس کار کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ جب وہ سامنے والی شاہراہ پر جاکر نظروں سے اوجھل ہو گئی تو اس نے ریوالور کی نال کو اپنی کنپٹی سے لگایا۔ پھر ٹریگر کو دبا دیا۔ گویا موت کا سوئچ آن کرکے زندگی کی لائٹ آف کر دی۔

پھر ثانی باربرا کے ساتھ ہوٹل کے منیجر اور کاؤنٹر گرل وغیرہ کے دماغوں میں پہنچ گئی تاکہ ان کے ذریعے انجلا پر نظر رکھی جاسکے۔

ادھر ہوٹل کے کمرے میں انجلا کہلانے والی دیوی نے لباس بدل لیا تھا۔ اس پر گھبراہٹ طاری تھی۔ تھوڑی دیر پہلے اس نے اپنے اندر ثانی کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا۔ تب سے یہ خوف طاری ہو گیا تھا کہ شاید سونیا اپنے بچوں کے پاس واپس جاکر خاموشی سے نہیں بیٹھی ہے۔ اسے ثانی اور دوسرے خیال خوانی کرنے والوں کے ذریعے تلاش کر رہی ہے۔ اور اب ثانی کی آمد سے یہ خطرہ منڈلانے لگا تھا کہ استنبول میں اس کی موجودگی کا سراغ لگایا گیا ہے۔ لیکن شاید یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کس روپ میں ہے اور کس علاقے میں ہے۔

اس نے سانولا رنگ اتار دیا تھا۔ میک اپ میں تھوڑی سی تبدیلی کی تھی۔ بلاؤز اور اسکرٹ پہن کر ایک عیسائی حسینہ بن گئی تھی پھر اس نے ایک بیگ میں اپنا نہایت ضروری مختصر سا سامان رکھا۔ اسے شانے سے لٹکایا۔ اس کے بعد تیزی سے چلتی ہوئی دروازے کے پاس آئی اور اسے کھلا دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ اس نے دروازے کو اندر سے بند کیا تھا۔ وہ باہر سے کھل نہیں سکتا تھا۔ پھر وہ کیسے کھلا ہوا ہے؟

بات یہی سمجھ میں آرہی تھی کہ باہر سے کوئی اسے کھول کر اندر آیا تھا۔ وہ خود کو اندر تنہا سمجھتی رہی تھی۔ یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ سایہ بھی اس کے ساتھ رہا تھا۔ اس نے پلٹ کر اندر کمرے میں دیکھا۔ کوئی باہر سے آکر بھلا کیسے چھپ سکتا تھا جبکہ وہ سامنے ہی کمرے میں لباس تبدیل کر رہی تھی۔ بات کچھ سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ یہ بھی اندیشہ تھا کہ اس کا سراغ لگانے والے باہر کاریڈور میں چھپے ہوئے ہوں گے۔

اسی وقت ہوٹل کے کسی دوسرے کمرے کے دروازے پر دستک سنائی دی۔ پھر دستک دینے والے نے کہا "سر! میں روم سروس کے لیے آیا ہوں۔"

وہ ہوٹل کا ملازم کسی دوسرے کمرے کی صفائی وغیرہ کے لیے آیا تھا۔ دیوی نے اس کی آواز سنتے ہی اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا وہ اپنے کمرے سے نکل کر جس کاریڈور سے گزرنے والی تھی وہاں کوئی دوست یا دشمن نہیں تھا۔ اس کا اندیشہ غلط تھا۔ وہ فوراً ہی کمرے سے نکل کر کاریڈور میں آئی۔ ہوٹل کا وہ ملازم دوسرے کمرے کا دروازہ کھلنے کے بعد اندر جارہا تھا۔ اب دیوی کو وہاں گزرتے ہوئے دیکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ اگر ہوتا بھی تو کوئی یہ یقین نہیں کر سکتا تھا کہ ہندوستانی دیوی اسکرٹ اور بلاؤز پہنتی ہے۔

وہ بھی اپنے طور پر بہت چالاک تھی۔ اس نے لفٹ کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ ثانی کی آمد نے اور اپنے کمرے کے کھلے ہوئے دروازے نے اسے اور زیادہ محتاط کر دیا تھا۔ اس لیے وہ اس زینے سے نیچے گئی جو کسی ہنگامی حالت کے وقت استعمال کیا جاتا تھا۔ وہاں کسی سے سامنا نہیں ہوا اور نہ ہی اسے کاؤنٹر اور لاؤنج کی طرف سے گزرنا پڑا۔ وہ ہوٹل کے دوسرے حصے سے گزر کر پارکنگ ایریا میں آئی۔ وہاں اس کی کرائے کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ جب وہ دروازہ کھول کر بیٹھنے والی تھی تب ایک دم سے لرز کر رہ گئی۔ ایک فائر ہوا تھا۔ اسے ایسا لگا کہ اس پر گولی چلائی گئی ہے۔ وہ لڑکھڑا کر کار اور کھلے ہوئے دروازے کے درمیان پھنس گئی۔ ایسے وقت

وہ اسی غالب آجاتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا کیا جائے۔

وہ اسی طرح پھنسی رہ کر دور احاطے کے اندرونی راستے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ مضبوط اعصاب کی مالکہ تھی۔ جلد ہی سنبھل کر سچویشن کو سمجھ گئی۔ دور کھڑے ہوئے ایک باوردی سکیورٹی افسر نے اپنی کنپٹی سے ریوالور کی نال لگا کر گولی چلائی تھی۔ خود کشی کی تھی۔ پھر اوندھے منہ زمین پر گر پڑا تھا۔

وہ آتما شکتی رکھنے والی اور ٹیلی پیتھی جاننے والی سمجھ گئی کہ اس نے خود کشی نہیں کی ہے۔ وہ اس مردہ افسر کو اجلاس میں نائب سپر ماسٹر کے ساتھ دیکھ چکی تھی۔ اور یہ بات سمجھ میں آرہی تھی کہ اسے ایم آئی ایم کے کسی خیال خوانی کرنے والے نے خود کشی پر مجبور کیا ہے۔

گویا اس ہوٹل میں صرف سونیا اور اس کے خیال خوانی کرنے والوں کا لشکر نہیں تھا بلکہ ایم آئی ایم والے بھی امریکا، اسرائیل اور بھارت کو یہ بتا رہے تھے کہ دیکھو دہشت گردی کیسے کہتے ہیں۔ ہم نے بڑے ممالک کے اجلاس میں ثابت کر دیا کہ دہشت گرد نہیں ہیں۔ مگر ہیں۔ جب باڈی گارڈز مارے جائیں گے تو پھر گارڈز کے بعد محض باڈی رہ جائے گی۔ خواہ وہ نائب سپر ماسٹر کی باڈی ہو یا اسرائیلی اور بھارتی اعلیٰ عہدیداروں کی۔ وہ خود کشی کرنے پر مجبور کیے جائیں گے اور ان کے روبوٹ قسم کے ٹیلی پیتھی جاننے والے دیکھتے رہ جائیں گے۔

اس نے اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر کار کے دروازے کو بند کیا، اسے اسٹارٹ کیا۔ پھر اسے پارکنگ ایریا سے نکال کر ڈرائیو کرتے ہوئے محتاط نظروں سے دائیں بائیں دیکھنے لگی۔ فائرنگ کی آواز پر لوگ اس کی لاش کی طرف دوڑتے آرہے تھے۔ جو واقعات پیش آرہے تھے اس سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کے دشمنوں نے پرل ہوٹل میں دیوی کی یا اس کے زیر اثر رہنے والے افراد کی موجودگی کا سراغ لگا لیا ہے۔

اور یہ بات تو دیوی کو حیران بھی کر رہی تھی اور اندیشوں میں گھیر رہی تھی کہ اس کے ہوٹل والے بند کمرے کا دروازہ خود بخود کیسے کھل گیا تھا؟ جیسے کوئی دروازہ کھول کر آیا ہو۔ دیوی کو کمرے میں دیکھا ہو۔

اور پھر کسی کو اطلاع دینے چلا گیا ہو۔

وہ سوچ رہی تھی "لیکن میں تو اخباری رپورٹر انجلا کے روپ میں ہوں۔ آج تک کسی نے میرے اصلی چہرے کو نہ دیکھا اور نہ میری آواز سنی ہے۔ میرے دیوی ہونے کی کوئی شناخت کسی کے پاس نہیں ہے۔ پھر کیا وہ دروازہ کسی جن بھوت نے یا کسی نے غیبی عمل سے کھولا تھا؟"

وہ سوچتے سوچتے چونک گئی۔ کار کو بریک لگا کر سڑک کے کنارے روک دیا۔ اب اس کا دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا، کسی جن بھوت نے یا کسی جادوگر نے نہیں بلکہ اس مقفل دروازے کو برادر کبیر کے سائے نے کھولا تھا۔

لیکن کیسے کھولا تھا؟ کیا ہوٹل سے ماسٹر کی لاکر کھولا تھا؟ اور یوں خاموشی سے کھول کر آنے اور چلے جانے کا مقصد کیا تھا؟ پھر جہاں تک آنے اور جانے کی بات ہے کوئی ضروری تو نہیں کہ وہ آنے کے بعد چلا گیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ابھی اس کے جسم کے اندر سمایا ہوا ہو۔

ایک دھڑکا سا لگ گیا، ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اندر بیٹھا ہوا ہے۔ ایک منطقی اندازہ یہ کہتا ہے کہ جو دروازہ کھول کر آتا ہے، وہ واپس جاتے وقت اسے ضرور بند کرتا ہے۔ چونکہ وہ سایہ واپس نہیں گیا تھا اس لیے دروازہ بھی کھلا رہ گیا تھا اور وہ سایہ اسے کمرے میں نظر نہیں آیا تھا۔ بھلا کیسے نظر آتا وہ تو آتے ہی اس کی لاعلمی میں اس کے اندر سما گیا ہو گا۔

یہی دھڑکا سا تھا۔ ایک وہم سا تھا۔ ایسا وہم جو سچا لگتا ہے۔ یہ سچ تھا کہ وہ اجلاس میں اس کے اندر سمایا تھا۔ اگر وہ میک اپ درست کرنے کے بہانے اسے بے بی آئینے میں آتے ہوئے اور اپنے اندر سماتے ہوئے نہ دیکھتی تو اسے کبھی محسوس نہ کر پاتی۔ یہ تجربہ تھا کہ پرایا سایہ بھی اپنے اندر محسوس نہیں ہوتا اور ابھی رپورٹر لڑکی انجلا کا بھیس چھوڑ کر ایک حسین عیسائی لڑکی بن کر بھی وہ کھلا ہوا دروازہ ثابت کر رہا تھا کہ وہ لاکھ بھیس بدل لے، سایہ اس کے اندر آتا رہے گا اور وہ اب بھی ہے۔

وہ اچانک جیسے بیمار سی ہو گئی۔ اس کے لیے وہ سایہ ایک دائمی مرض بن گیا تھا۔ اس مرض کو دور کرنے کا کوئی علاج، کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ بڑی دل برداشتہ ہو کر آہستگی سے بولی۔ "کیا تم موجود ہو؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے پھر کہا "برادر کبیر! میں تم سے کہہ رہی ہوں، کیا تم میرے اندر سمائے ہوئے ہو؟"

وہ موجود نہیں تھا۔ پھر جواب کیسے ملتا؟ لیکن پرانی کہاوت ہے کہ وہم کا علاج حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔ اور دیوی کا وہم کہہ رہا تھا کہ پہلی بار سائے کے اندر آنے کے بعد اس نے بڑے ممالک کی حمایت میں اس سے دشمنی کی تھی اور بھرے اجلاس میں کہا تھا کہ وہ اس کے جسم سے باہر آجائے۔ اور وہ باہر آگیا تھا۔

پھر وہ خود دیوی تھی اور کہہ رہی تھی "میں دیوی اس رپورٹر لڑکی کی زبان سے بول رہی ہوں" شاید دیوی کو ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔ شاید سائے کو شبہ ہو گیا تھا کہ دیوی اور انجلا کے آپس میں تعلقات ہیں۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ اجلاس میں اس سائے سے پیچھا چھڑا کر آگئی ہے لیکن یہ غلط فہمی لگ رہی تھی۔ پھر ایک اور غلطی یہ کہ اس سائے نے اسے ہندو انجلا سے ایک عیسائی لڑکی بنتے دیکھا ہو گا اور اس کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لیے اس کے اندر رہ کر ہمیشہ خاموش رہنے کا فیصلہ کر چکا ہو گا۔

وہ برادر کبیر کے دماغ میں کئی بار جاکر اس کی مکاریوں کو اچھی

طرح سمجھ گئی تھی۔ اب بھی اس کے دماغ میں جاکر پوچھ سکتی تھی کہ وہ ا بجد کے اندر موجود ہے یا نہیں؟ لیکن مشکل یہ تھی کہ اب وہ کرنل کیدار شرما بن کر بولتا تھا۔ اور یہ کبھی نہ کہتا کہ وہ برادر کبیر ہے اور کسی ا حد کو مکان بنا کر رہتا ہے۔

پھر بھی اس نے خیال خوانی کے ذریعے اسے مخاطب کیا۔ دوسری طرف پارس نے سانس روک لی۔ وہ اس وقت علی کے ساتھ کار میں تھا اور یہ نہیں چاہتا تھا کہ دیوی اس کے اندر آکر اس کے آس پاس پہلے جیسی تاریکی نہ دیکھے۔ اس وقت کار ایک بڑے جنرل اسٹور کے سامنے رکی ہوئی تھی اور علی کہہ رہا تھا "تم یہیں بیٹھو۔ میں اسٹور میں جاکر تمہارے لیے ریڈی میڈ میک اپ کا سامان لے کر آتا ہوں۔"

علی کار کا دروازہ کھول کر چلا گیا تھا۔ پارس نے کار میں بیٹھ کر دوسری بار پھر سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ ادھر دیوی مایوس ہوگئی۔ اس نے دوبار رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ دونوں بار اس نے اسے بھگا دیا۔ اور وہ سوچنے لگی کہ سب سے پہلے اپنی حفاظت کی فکر کرنا چاہیے۔ اگر برادر کبیر کا سایہ گولی کا اثر ختم ہونے کے باعث اس کے اندر سے نکل کر جسمانی طور پر نمودار ہوگا تو اجلاس میں کی جانے والی دشمنی کا بدلہ اس سے لے گا۔ اس پر ظلم کرے گا۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی عزت، آبرو کا بھی دشمن بن جائے۔

اس نے ٹیلی پیتھی جاننے والے روبوٹ اجے کمار کے دماغ میں کہا "پرائیویٹ فلائنگ کلب جاؤ اور ایک ہیلی کاپٹر حاصل کرو۔ یہ مشرقی استنبول چھوڑ کر مغربی استنبول جانا ہوگا۔ ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا روبوٹ ڈی لنکاسٹر بھی ہوگا۔ وہاں سے دوسرے ملک کا سفر کیا جائے گا۔"

پھر اس نے ڈی لنکاسٹر کے دماغ میں کہا "ابھی پرائیویٹ فلائنگ کلب پہنچو۔ وہاں ایک عیسائی لڑکی مارلن بھارتی اجے کمار کے ساتھ ہوگی۔ وہاں تمہیں آئندہ کا پروگرام بتایا جائے گا۔"

اس نے دونوں کو احکامات دینے کے بعد کار اسٹارٹ کی۔ پھر فلائنگ کلب کی طرف جانے لگی۔ وہ یہ بھی دیکھنا چاہتی تھی کہ برادر کبیر اگر اس کے اندر چھپا ہوا ہے تو اس کے ساتھ مشرقی استنبول سے باہر ہیلی کاپٹر میں جانا چاہے گا یا نہیں۔ اگر نہیں جانا چاہے گا اور اس دوران جسمانی طور پر ظاہر ہوگا تو اجے کمار اور ڈی لنکاسٹر جیسے روبوٹ اس کی ہڈیاں پسلیاں توڑ دیں گے۔

علی ریڈی میڈ میک اپ لے آیا تھا۔ پھر کار آگے بڑھا دی تھی۔ پارس ایک چھوٹے سے آئینے میں دیکھ کر اپنے چہرے پر تبدیلی کرنے لگا۔ علی نے کہا "تمہارا چہرہ تبدیل ہوتے ہی ہم سکیورٹی افسر کی یہ گاڑی چھوڑ کر کسی ٹیکسی میں جائیں گے۔"

ثانی نے علی کے پاس آکر کہا "ہوٹل میں ا... کا کمرا خالی ہے۔ وہ اپنا کچھ سامان چھوڑ کر فرار ہوگئی ہے۔ وہ اس سیکیورٹی افسر

سے ٹکراؤ کیسے ہوگیا تھا؟"

علی نے پارس سے کہا "یہ ثانی پوچھ رہی ہے کہ سکیورٹی اف سے کیسے ٹکراؤ ہوگیا تھا۔ بہتر ہے تم خود اپنی حماقت بیان کرو۔"

پارس نے کہا "حماقت میری نہیں، ثانی کی تھی۔ وہ ا لباس تبدیل کرنے والی تھی۔ میں ایک عورت کی شرم رکھنے کے لیے کمرے سے ذرا ہٹ کر دروازے کے پاس آگیا۔ اسی ثانی بی نے مشورہ دیا کہ میں دروازہ کھول کر باہر چلا جاؤں۔ علی! تم نے مجھے ہوٹل میں گدھا کہا تھا۔ اب اپنی اس نک چڑھی کو گدھی کہو۔ اس نے بھی یہ نہیں سوچا کہ میں برادر کبیر کے روپ میں ہوں۔ باہر جاؤں گا تو دوست اور دشمن سب ہی میرے پیچھے پڑ جائیں گے۔"

ثانی نے پارس کے اندر آکر کہا "واقعی ہم دونوں نے اس اہم پہلو پر غور نہیں کیا۔ ہم سے بہت بڑی غلطی ہوئی تھی۔"

"اس غلطی پر تمہارے علی نے مجھے گدھا کہا تھا۔"

وہ ہنسنے لگی تو پارس بولا "ہنستی کیا ہو؟ اس غلطی کے رشتے سے تم گدھی ہوگئیں۔"

"اے بکواس مت کرو۔ ہمت ہے تو علی کو جواب میں گدھا کہو۔"

وہ علی سے بولا "تم نے مجھے گدھا کہہ کر بات بگاڑ دی ہے کیونکہ جو کچھ ہوا اس غلطی میں ثانی برابر کی شریک تھی لہٰذا وہ بھی گدھی کہلانے کی مستحق ہوگئی۔ میں بڑے افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں، ایک گدھی کے ساتھ تمہارا رشتہ ہونے کے بعد تم کیا کہلاؤ گے؟"

ثانی نے علی کے پاس آکر کہا "دیکھو علی! یہ بات گھما پھرا کر تمہیں وہ کہہ رہا ہے۔ میرا مطلب ہے، تم نے اسے وہ کہا تھا۔ اس کے جواب میں تمہیں بھی وہ کہہ رہا ہے۔ تم اسے منہ توڑ جواب دو۔"

علی نے ہنستے ہوئے کہا "یہ میرا پکا بدمعاش بھائی ہے۔ اگر میں نے بھائی ہوکر اسے وہ کہا تو پھر دوسرا بھائی بھی آخر وہی ہوا نا؟ کیوں اس کے منہ لگتی ہو؟"

پھر اس نے گھڑی دیکھ کر کہا "ثانی! کرنل کیدار شرما کا خیال رکھو۔ اس کی گولی کا اثر بھی ختم ہونے والا ہے۔"

ثانی اس مجاہد کے پاس آگئی جو اجلاس کے بعد لنچ کے وقت شراب اور شربت کی ٹرالی لیے گھوم رہا تھا اور جس نے منصوبے کے مطابق کرنل کیدار شرما کی شراب میں سایہ بنانے والی گولی ڈالی تھی۔ ثانی نے اس کے پاس آکر پوچھا "کیا رپورٹ ہے؟"

اس نے جواب دیا "وہ ابھی تک سایہ بنا پڑا ہے۔ گولی کا اثر ابھی باقی ہے۔"

ایک مشکل یہ ہوئی تھی کہ کرنل ایک حسینہ کے ساتھ شراب پیتا ہوا واش روم میں گیا تھا اور وہیں سایہ بن گیا تھا۔ وہ حسینہ بھاگ کر باہر آگئی تھی مگر کرنل نشے کی زیادتی سے واش روم

ٹ گیا تھا۔ اب وہ سایہ تھا اسے دوسرے مجاہد یا کوئی بھی اٹھا کر بھی نہیں سکتے تھے۔ اس سائے کو اغوا کرکے وہاں سے کہیں ممکن نہیں تھا۔

ایسے وقت کوئی دوسرا واش روم میں جاتا تو سب کو بتا دیتا کہ سایہ وہاں زمین پر پڑا ہوا ہے۔ حالانکہ اجلاس کی عمارت میں دواش روم تھے۔ کسی بھی واش روم میں کوئی بھی جاسکتا تھا۔ وقت ثانی نے فوراً وہاں کے انچارج کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ کے ہاتھوں سے اس واش روم کے دروازے کو لاک کرایا اور زے پر چاک سے لکھوا دیا کہ یہ واش روم ناقابل استعمال

یوں بگڑنے والی بات بنا دی گئی تھی۔ اندر کرنل نشے میں ش پڑا تھا اور جب ہوش میں آتا تو دیکھا جاتا کہ پہلے گولی کا اثر ہوتا ہے۔ یا شراب کا نشہ؟

لنچ کرنے والے بڑے بڑے ممالک کے فوجی افسران اور دیگر عہداران اپنی اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے تھے۔ ہر ملک کے ین اپنی اپنی الگ ٹولیاں بنا کر کسی ایک کی رہائش گاہ میں آکر گئے تھے اور اجلاس میں جو کچھ ہوا تھا اس پر اپنے خیالات کا ر کر رہے تھے۔ تقریباً ڈھائی گھنٹے بعد ایک بھارتی افسر نے ممالک کی رہائش گاہوں پر فون کرکے معلوم کیا کہ ان کے کرنل کیدار شرما موجود ہیں یا نہیں؟ ہر طرف سے جواب میں ں" سنائی دے رہا تھا۔ تب اجلاس میں شریک ہونے والے افراد تک یہ بات پہنچائی گئی کہ کرنل کو شاید اغوا کیا گیا ہے۔

اب سوال پیدا ہوا کہ کس نے اغوا کیا ہے؟

ایک ہی سیدھا سا جواب تھا کہ ایسا ایم آئی ایم والوں نے ہی ہے اور تو کوئی دشمن ہو نہیں سکتا۔ لیکن بھرے اجلاس میں دنیا تمام پریس رپورٹرز کے سامنے تسلیم کیا گیا تھا کہ ایم آئی ایم لے دہشت گرد نہیں ہیں۔ وہ صرف اپنے دینی اصولوں پر عمل تے ہیں۔

ایسے اعتراف کے بعد کسی جواز کے بغیر ایم آئی ایم پر الزام نہیں کیا جاسکتا تھا۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کہا تھا کہ کی سوچ کی لہروں کو کرنل کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔ دیوی نے بھی کہ ایم آئی ایم کا برادر کبیر غیر معمولی ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ جب ہتا ہے اپنی اور دوسروں کی آواز اور شخصیت تبدیل کر دیتا ہے۔ ی کی بچی رپورٹ پر جلد ہی یقین آجائے گا۔ کرنل کا سایہ چند گھنٹوں کے بعد جسمانی طور پر ظاہر ہوجائے گا لیکن وہ کرنل نہیں راصل خود برادر کبیر ہوگا۔ خود کو کرنل کیدار شرما کہہ کر بھارت کے فوجیوں کو دھوکا دے گا۔ لہٰذا جب بھی کرنل جسمانی طور پر ظاہر ہو تو دھوکا نہ کھایا جائے۔ اسے فوراً گولی ماردی جائے ورنہ دیر کی جائے گی تو وہ دوبارہ سایہ بن جائے گا۔

پھر نائب سپر ماسٹر کو اطلاع ملی کہ اس کے ...رٹی افسر نے اپنے ہی ریوالور سے پرل ہوٹل کے احاطے میں خودکشی کرلی ہے۔ جاسوس نے اطلاع دی کہ اس کی کار بھی وہاں موجود نہیں ہے۔ کوئی لے گیا ہے۔ اس کے بعد اطلاع ملی کہ وہ رپورٹر لڑکی ا... جس کی زبان سے دیوی بولتی رہی تھی اسے بھی ہوٹل کے کمرے سے اغوا کیا گیا ہے۔ اس نے ہوٹل سے کرائے کی کار لی تھی۔ اس کار کو بھی تلاش کیا جارہا ہے۔

یہ تینوں وارداتیں ایسی ہوئی تھیں کہ تمام بڑے ممالک کے فوجی افسران اور دیگر عہدیداران کو بھی اپنے لیے خطرہ محسوس ہونے لگا۔ اب ان میں سے کوئی خود کو استنبول میں محفوظ نہیں سمجھ رہا تھا۔ وہ سب جلد سے جلد وہ شہر چھوڑ کر اپنے ملک واپس جانا چاہتے تھے اور اس کے لیے اپنے ماتحت افسران کو حکم دے رہے تھے کہ ان کے خصوصی طیاروں کی چیکنگ کی جائے۔ کہیں ایم آئی ایم والوں نے بم چھپا کر نہیں رکھا ہو۔ وہ اسرائیلی فوج کے میجر کی طرح طیارے کے حادثے میں مرنا نہیں چاہتے تھے۔

علی اور پارس نے ائرپورٹ کے قریب کار روک دی۔ علی نے کہا "یہاں سے ہماری رہائش گاہ قریب ہے۔ تم وہاں چل کر یہ ریڈی میڈ میک اپ ختم کرواور دوسرا مستقل میک اپ کرو۔"

اس بات کے دوران دیوی کی کار آکران کی کار کے پیچھے رک گئی۔ وہ بھی ہوٹل کی ... کار سے پیچھا چھڑانا چاہتی تھی۔ اس نے سوچا وہاں سے کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر فلائنگ کلب کی طرف جائے گی۔

وہ کار سے اتر کر اپنے شانے سے بیگ لٹکائے فٹ پاتھ پر چلنے لگی۔ اسی وقت علی اور پارس کار سے اتر کر فٹ پاتھ پر آئے۔ دیوی ان کے قریب تقریباً ایک گز کے فاصلے سے گزرتی ہوئی جانے لگی۔ اس نے گزرتے وقت پارس پر ایک نظر ڈالی۔ اس کے چہرے پر داڑھی اور مونچھیں تھیں۔ سر پر سنہرے بالوں کی وگ تھی اور آنکھوں پر سیاہ چشمہ تھا۔ وہ ایسا بدل گیا تھا کہ پہچانا نہیں جاتا تھا۔

لیکن دیوی اس کے پاس سے گزر کر آگے بڑھتے ہوئے سوچ رہی تھی جیسے اس داڑھی مونچھوں والے کو کہیں دیکھا ہے۔ پارس بھی اس کی چال میں رقاصہ جیسا لوچ اور لچک دیکھ کر کچھ سوچ رہا تھا۔ علی نے پوچھا "کیا ضروری ہے کہ تم ہر حسین لڑکی کو دیکھتے ہی رہو؟"

دیوی کو ٹیکسی مل گئی تھی۔ وہ اس میں بیٹھ کر جارہی تھی۔ پارس نے کہا "میں کسی اور خیال سے دیکھ رہا تھا۔ اس کی چال کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی تھی۔ ویسے کتنی ہی حسینائیں ایسی نزاکت سے چلتی ہیں۔ لیکن...... لیکن......"

پھر وہ ایک دم سے چونک کر بولا "علی! وہ جو ابھی ٹیکسی میں گئی ہے وہ ا... تھی۔ اس کے شانے سے جو بیگ لٹک رہا تھا وہ بیگ میں نے اجلاس میں دیکھا تھا اور اس کے ہوٹل کے کمرے میں

تھی۔"

"کیا بازار میں ایسے ہزاروں بیگ نہیں ملتے ہیں؟ اس حسینہ کا پیچھا کرنے کے لیے باتیں بنا رہے ہو۔"

"تم جانتے ہو۔ ہم دونوں بھائی کبھی ایک دوسرے سے جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ اس حسینہ میں انجلا جیسی کوئی بات ہے۔ وہ جب میرے سامنے سے گزر رہی تھی تو......" وہ پھر چونک کر بولا "وہ مجھ سے کافی فاصلے سے گزر رہی تھی مگر ایک ذرا انجلا کی ہلکی سی مہک محسوس ہوئی تھی۔ تم جانتے ہو۔ جس کے قریب میں زیادہ وقت گزارتا ہوں اس کے بدن کی بُو کو پھر کبھی نہیں بھولتا اور انجلا کے اندر تو میں کئی گھنٹوں تک رہا ہوں۔ ابھی وہ ذرا اور قریب سے گزرتی تو میں پورے یقین کے ساتھ اسے پہچان لیتا۔"

"اب پہچان کر کیا کرو گے؟ پتا نہیں، وہ ٹیکسی میں کتنی دور نکل گئی ہے۔"

اس وقت ثانی علی کے پاس آگئی تھی۔ پارس نے کہا "انجلا کا دیوی سے کوئی تعلق ہے یا پھر وہ دیوی کی معمولہ ہے۔ اگر ہم اسے نظروں میں رکھیں تو دیوی تک پہنچ سکتے ہیں۔"

علی نے کہا "تو پھر اسی کار میں چلو۔ شاید آگے جاکر وہ ٹیکسی میں مل جائے۔"

ثانی نے کہا "ٹھہرو۔ سکیورٹی افسر کی اس گاڑی کو چھوڑ دو۔ اس گاڑی کو تلاش کیا جارہا ہے۔ پارس! تم ہمارے بنگلے میں چلو اور پہلے صحیح اور مکمل میک اپ کرو۔ دیوی کے پتا نہیں کتنے معمول اور تابعدار ہیں۔ ایک انجلا کے پیچھے جاکر کچھ حاصل نہ ہوگا۔"

ثانی کی باتوں کے دوران علی دور ائرپورٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ثانی نے پوچھا "کیا ارادے ہیں؟"

علی نے جیب سے چابیاں نکال کر پارس کو دیتے ہوئے کہا۔ "اس میدان کے پیچھے وہ جو فلیٹس بنے ہوئے ہیں ان کے پیچھے کئی بنگلے ہیں۔ پہلی ہی قطار میں سات نمبر کا بنگلا ہمارا ہے۔ تم وہاں جاکر اپنا حلیہ تبدیل کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

پارس نے پوچھا "تم یہاں تنہا رہ کر کیا کرو گے؟"

"میں ابھی آکر بتاتا ہوں۔ وقت بہت کم ہے۔ اس کرنل کو گولی کھائے ہوئے تین گھنٹے گزر چکے ہیں۔ اس کے جسمانی طور پر نمودار ہونے سے پہلے ہمیں پھر اجلاس والی عمارت میں پہنچنا ہے۔"

پارس چابیاں لے کر چلا گیا۔ علی نے سکیورٹی افسر کے ڈیش بورڈ سے ایک ریموٹ کنٹرولر اور پنسل سیل والے بم نکالے پھر کہا۔ "ثانی! میں ائرپورٹ کے قریب جاکر کسی سے بات کرتا ہوں تم اس کے دماغ پر قبضہ جماکر ایک ایک پنسل بم ایک ایک طیارے میں رکھوا دو۔"

وہ اپنا پلان بتاتا ہوا ائرپورٹ کے اس خصوصی حصے کی طرف جانے لگا، جہاں بڑے ممالک سے آئے ہوئے خصوصی طیارے رن وے پر کھڑے ہوئے تھے۔ اس کا پلان بہت پیچیدہ نہیں تھا۔ [ثانی] نے خیال خوانی کے ذریعے اس مخصوص حصے کے سکیورٹی افسر [کو] آلۂ کار بنایا۔ پھر آدھے گھنٹے بعد ہی علی نے ریموٹ کنٹرول[ر کے] ذریعے دھماکے کیے۔ پہلے ایک اسرائیلی طیارہ زوردار دھماکے [کے] ساتھ تباہ ہوا۔ وہاں بھگدڑ شروع ہوگئی۔ اس طیارے کے پر[خچے] اڑ گئے تھے۔

وہاں کا تمام عملہ جتنی دور بھاگ سکتا تھا بھاگتا چلا گیا۔ پھر کے کچھ لوگ رک گئے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ ایک ہی بار تخریب کاری ہوئی ہے۔ اب نہیں ہوگی مگر ذرا دیر بعد ہی بھارت کے ا[یک] خصوصی طیارے کے پرخچے زوردار دھماکے سے اڑے۔ پھر تو عملے کے اوسان خطا ہوئے۔ کچھ لوگ تو دہشت سے بھاگ سکے۔ جہاں تھے وہیں اوندھے منہ گر پڑے۔ دوسرے دھماکے [نے] دلوں میں یہ دہشت پیدا کردی کہ قیامت آگئی ہے۔ اس کے بعد دھماکے ہوتے رہیں گے اور اجلاس میں شرکت کے لیے آ[نے] والے بڑے ممالک کے تمام طیارے اسی طرح یکے بعد دیگرے [تباہ] ہوتے جائیں گے۔

لیکن علی نے دو ہی طیاروں پر اکتفا کیا۔ تیزی سے دوڑتا [ہوا] آکر اسی سکیورٹی افسر کی کار کے اندر ریموٹ کنٹرول کو پھینک [کر] اپنے بنگلے میں آگیا۔ وہاں ثانی بھی آگئی تھی اور پارس کو میک ا[پ] کے دوران بتا رہی تھی کہ وہ دھماکے علی کر رہا ہے۔ پارس نے پ[وچھا] "کتنے رن بنائے؟"

علی نے کہا "صرف دو رن بنائے ہیں۔ چونکہ باؤلنگ امریکا [کی] تھی۔ امریکی ساخت کے بم تھے، امریکی نائب سپر ماسٹر کے سکیو[رٹی] افسر کی کار میں اب بھی وہ ریموٹ کنٹرولر اور اسی ساخت کے [بم] رکھے ہوئے ہیں اس لیے ترکی کی انٹیلی جنس اور پولیس والے ا[سی] نتیجے پر پہنچیں گے کہ سکیورٹی افسر کی خودکشی ایک ڈراما ہو سکتی [ہے] تاکہ یہی سمجھا جائے کہ اس سے کار چھین کر ان کی کار سے بم نکا[ل] کر اسرائیلی اور بھارتی طیارے تباہ کیے گئے۔ لیکن امریکی طیا[رہ] سلامت رہا۔ اگر یہ امریکی چال نہیں تھی تو نائب سپر ماسٹر [کے] سکیورٹی افسر کی کار میں ایسے بموں کی تعداد زیادہ کیوں تھی جب[کہ] اپنی کار میں لے کر گھومنا قانوناً ممنوع ہے۔ پھر وہ امریکی تباہ کن [بم] ترکی کیوں لایا گیا؟"

وہ باتیں کرتے ہوئے بنگلے سے باہر آئے۔ بنگلے کو لاک کیا پھر کار میں بیٹھ کر اس عمارت کی طرف جانے لگے جہاں اجلا[س] منعقد کیا گیا تھا۔

دیوی ٹیکسی میں بیٹھ کر فلائنگ کلب جارہی تھی۔ وہ ہوٹل [سے] کار چھوڑ کر جب فٹ پاتھ پر چلتی جارہی تھی تو اس نے دو نوجوانوں کو دیکھا۔ ایک نوجوان کی داڑھی مونچھیں تھیں، آنکھوں پر [سیاہ] چشمہ تھا۔ وہ اسے پہچان نہ سکی لیکن یوں لگ رہا تھا کہ اسے [کہیں] دیکھا ہے۔ چونکہ بہت سے مسائل میں الجھی ہوئی تھی اور جلد استنبول شہر چھوڑ کر جانا چاہتی تھی اس لیے یاد نہیں آرہا تھا کہ اس سیاہ چشمہ والے کو کہاں دیکھا ہے۔

ٹیکسی میں بیٹھ کر آرام سے جاتے وقت جب وہ فلائنگ کلب کے قریب پہنچنے لگی تو ایک دم سے چونک گئی۔ اچانک ہی یاد آیا کہ اجلاس میں ایم آئی ایم کے سربراہ نے بالکل وہی لباس پہنا ہوا تھا۔ بات درست تھی۔ علی نے پارس کو صرف ریڈی میڈ میک اپ کا سامان لاکر دیا تھا۔ خیال تھا کہ وہ کار میں بیٹھا رہے گا۔ صرف چہرہ نہیں پہچانا جائے گا پھر وہ گھر چل کر باقاعدہ میک اپ کرکے لباس بھی بدل لے گا لیکن تقدیر کے چکر کو کون سمجھتا ہے۔ پارس نے اسے بدن کی مہک سے اور دیوی نے اسے برادر کبیر کے لباس سے پہچان لیا تھا۔

اس کے باوجود دیوی کو پورا یقین نہیں تھا۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ برادر کبیر اب بھارتی کرنل کیدار شرما بن کر سب کو دھوکا دے کر پھر کہیں روپوش ہونا چاہے گا۔

فلائنگ کلب کے پاس اس کے روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے تابعدار اجے کمار اور ڈی لنکاسٹر اس کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ ٹیکسی کا کرایہ ادا کرنے کے بعد ان سے بولی "دیوی میرے دماغ کے اندر مجھے بتا رہی ہیں کہ آپ اجے کمار اور آپ ڈی لنکاسٹر ہیں۔"

دونوں نے کہا "دیوی نے ہمیں بھی بتایا ہے کہ آپ مس مارلن ہیں اور......"

بات پوری ہونے سے پہلے ہی ذرا دور ائرپورٹ میں زبردست دھماکا ہوا۔ زمین وہاں تک ہولے سے لرزتی ہوئی محسوس ہوئی۔ پھر ذرا وقفے سے دوسرا قیامت خیز دھماکا ہوا۔ فلائنگ کلب میں بھی ہلچل سی پیدا ہوگئی تھی۔ فون اور ٹرانسیٹر پر باتیں ہورہی تھیں۔ دیوی، ڈی لنکاسٹر اور اجے کمار خیال خوانی کے ذریعے معلومات حاصل کر رہے تھے۔ دیوی کو یہ سن کر طیش آرہا تھا کہ اس کے دیس کے طیارے کو کسی نے تباہ کیا ہے۔

ڈی لنکاسٹر نے کہا "ہم اجلاس میں مجاہدین کی موجودگی کی توقع کر رہے تھے مگر وہاں ایک بھی نظر نہیں آیا۔ لیکن یہ تخریبی کارروائیاں ان کی موجودگی ظاہر کر رہی ہیں۔ پہلے ان کے خیال خوانی کرنے والے نے ہمارے نائب سپر ماسٹر کے سکیورٹی افسر کو... خودکشی پر مجبور کیا۔ اب انہوں نے طیاروں کو تباہ کرنے اور بڑے بڑے نقصانات پہنچانے کے اقدامات کرنا شروع کیے ہیں۔"

اجے کمار نے کہا "پھر وہ ہمارے بڑے عہدیداروں اور اہم افسروں کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

دیوی نے مس مارلن بن کر کہا "مشکل تو یہ ہے کہ ان مجاہدین کا کوئی خاص لباس اور کوئی خاص پہچان بھی نہیں ہے۔ ابھی تک کوئی مجاہد ہمارے کسی خیال خوانی کرنے والے کی گرفت میں نہیں آیا ہے۔"

ڈی لنکاسٹر نے مارلن کو دیکھتے ہوئے دیوی کو مخاطب کیا اور کہا۔ "اس شہر میں ہم سب کے ممالک کے اکابرین خطرات میں گھر چکے ہیں۔ ان سب کو زندہ سلامت ان کے ملکوں میں پہنچانے کے لیے ہمیں یہاں رہنا ہوگا۔ اگر دیوی جی مناسب سمجھیں تو ابھی ہمیں یہ شہر چھوڑ کر جانے کا حکم نہ دیں۔"

اجے کمار نے کہا "میرا بھی یہی خیال ہے۔ اگر دیوی جی مس مارلن کو حفاظت کی خاطر یہاں سے بھیجنا چاہتی ہیں تو ہم میں سے ایک مس مارلن کے دماغ میں رہ کر بخیریت انہیں دوسرے ملک میں پہنچادے گا۔ یعنی ہم سب خیال خوانی کرنے والے یہاں بھی دشمنوں کا مقابلہ کریں گے اور مس مارلن کے سفر کے دوران ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کی حفاظت بھی کرتے رہیں گے۔"

وہ دونوں اپنے طور پر درست کہہ رہے تھے لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ مارلن سے نہیں، دیوی سے کہہ رہے ہیں اور دیوی اس شہر میں اپنے لیے بڑا خطرہ محسوس کر رہی تھی۔ پھر یہ کہ وہ تنہا نہیں جانا چاہتی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ جب تک زیر زمین نہیں جائے گی اور زمین پر مختلف ملکوں میں رہے گی تب تک اپنے ساتھ دو روبوٹ باڈی گارڈ رکھے گی۔ اس نے دونوں سے کہا "یہ مارلن جو تمہارے سامنے ہے یہ میری جان سے زیادہ عزیز سہیلی ہے۔ میرا حکم ہے کہ تم دونوں اس کے باڈی گارڈ رہو گے اور یہ جہاں جائے گی اس کے ساتھ جاؤ گے۔ میں اس شہر میں موجود ہوں۔ تم دونوں بھی ہزاروں میل دور رہ کر خیال خوانی کے ذریعے یہاں کے مجاہدین کے لیے مشکلات پیدا کرسکتے ہو۔ ان کی تخریب کاریوں کو دنیا کے سامنے بے نقاب کرسکتے ہو یا انہیں موت کے گھاٹ اتار سکتے ہو۔"

وہ روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے ذہنی طور پر دیوی کے غلام بنے ہوئے تھے اس لیے وہ بے اختیار اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ دیوی نے اجے کمار سے کہا "جاؤ اور دیکھو کہ ہیلی کاپٹر ہمارے لیے تیار ہے یا نہیں؟"

اجے کمار خیال خوانی کے ذریعے گیا۔ پھر دماغی طور پر حاضر ہوکر بولا "دیوی جی دو ملکوں کے طیاروں کی تباہی کے باعث تمام پروازیں ملتوی کردی گئی ہیں۔ یہ دہشت طاری ہے کہ پتا نہیں اور کون کون سے طیاروں اور ہیلی کاپٹروں میں بم چھپائے گئے ہیں۔ پرواز کے سلسلے میں فلائنگ کلب والوں پر بھی پابندیاں عائد کی گئی ہیں اور یہ بھی احکامات جاری کیے گئے ہیں کہ اس شہر کے ائرپورٹ یا کسی بھی فلائنگ کلب سے احکامات کے خلاف کوئی طیارہ یا ہیلی کاپٹر پرواز کرے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تخریب کار اور ملک دشمن عناصر یہاں سے فرار ہورہے ہیں۔ لہٰذا ایسے جبری پرواز کرنے والے طیارے یا ہیلی کاپٹر کو یہاں کے فوجی تباہ کردیں گے۔"

یہ ایسی رکاوٹ پیدا ہوگئی تھی کہ دیوی خیال خوانی کے ذریعے

جبراً کوئی ہیلی کاپٹر حاصل کر کے وہاں سے نہیں جاسکتی تھی۔ اگر ایسا کرتی تو وہاں کے فوجی اس آتما شکتی والی دیوی جی کو فضا کی بلندیوں سے آخری بلندی پر پہنچا دیتے۔ وہ مجبور ہو کر بولی "ٹھیک ہے۔ پابندیوں کے ختم ہونے تک میری یہ سہیلی مارلن یہاں رہے گی اور تم دونوں اس سے کچھ فاصلے پر دن رات اس کے ساتھ رہو گے۔ اگر باقاعدہ باڈی گارڈ بن کر اس کے ساتھ چلتے پھرتے رہو گے تو دشمنوں کو شبہ ہوگا کہ یہ لڑکی کسی اہمیت کی حامل ہے۔"

وہ خود اپنے ہی بارے میں ہر طرح سے اپنے تحفظ کے لیے انہیں سمجھا رہی تھی۔ ڈی لنکاسٹر اپنی کار میں وہاں آیا تھا۔ وہ تینوں اس کار میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ پھر انہوں نے امریکا' اسرائیل اور بھارت کے فوجی اعلیٰ افسران اور عہدیداران کے پاس پہنچ کر دیکھا۔ وہاں بڑی ہلچل مچی ہوئی تھی۔ ان کے پاس ترکی حکومت کے ذمے دار افسران تھے۔ ان سے بحث ہو رہی تھی کہ ان کی حکومت نے بڑے اور اہم ممالک کے طیاروں کی حفاظت کرنے میں غفلت برتی ہے۔ کئی ممالک کے اعلیٰ فوجی افسران وہاں کی حکومت سے بھی شکایت کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ سخت پہروں کے باوجود جب طیارے تباہ ہو سکتے ہیں تو ترکی کی حکومت بیرونی ممالک سے [illegible] والے اکابرین کی جانوں کی حفاظت کیسے کرے گی؟ اور [illegible] تک حفاظت کی یقینی ضمانت نہیں دی جائے گی' ان میں سے کوئی یہاں سے کسی طیارے میں نہیں جائے گا بلکہ اپنے عالی شان اور شاہی مہمان خانوں سے باہر نہیں نکلے گا۔

وہاں کی حکومت کے ذمے دار افسران انہیں تسلیاں دے رہے تھے' یقین دلا رہے تھے کہ شہر میں ہر جگہ حفاظتی انتظامات پہلے سے زیادہ سخت کر دیے گئے ہیں لیکن بیرونی ممالک سے جتنے اکابرین اپنے وفد کے ساتھ آئے ہیں' ان کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے سائے سے بھی محتاط رہیں۔ کسی ثبوت کے بغیر سایہ بن کر آنے والے ایم آئی ایم کے سربراہ کو کوئی الزام نہیں دیا جاسکتا۔ کوئی دوسرا دشمن بھی سایہ بن کر آسکتا ہے۔ طبی سائنس جتنی ترقی کر رہی ہے اتنا ہی انسان بزدل اور غیر محفوظ ہوتا جا رہا ہے۔ اب یہ وقت آگیا ہے کہ آدمی کو سائے سے بھی ڈر کر رہنا پڑتا ہے۔

پھر یہ بھی درست ہے کہ خطرناک دشمن اپنی دشمنی ظاہر نہیں کرتے بلکہ دوست بن کر بڑی رازداری سے انتقام لیتے ہیں۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ باہر کی چھری نے مارا ہے جبکہ بغل میں چھری ہوتی ہے۔ لہٰذا بیرونی ممالک سے آئے ہوئے اکابرین کو اپنے وفود کے اندر بھی چھپے ہوئے دشمنوں کو تلاش کرنا چاہیے۔

تقریباً رات کے آٹھ بجے اطلاع ملی کہ اغوا کیا جانے والا بھارتی کرنل کیدار شرما اسی اجلاس والی عمارت کے باہر دیکھا گیا ہے۔ مگر آدھا دیکھا گیا ہے۔ کیونکہ وہ ایک سایہ ہے اور عمارت کے نگرانِ اعلیٰ سے کہہ رہا ہے کہ اس کے لیے کار منگوائی جائے اور اسے اس کی رہائش گاہ میں پہنچایا جائے۔

یہ سنتے ہی تمام خیال خوانی کرنے والے اس کے دماغ میں پہنچنے لگے۔ اس سے پوچھنے لگے "کرنل صاحب! آپ زندہ ہیں؟"

کرنل نے کہا "ارے مجھ سے باتیں کر رہے ہو اور پوچھتے بھی ہو کہ میں زندہ ہوں یا نہیں؟"

ایک خیال خوانی کرنے والے نے کہا "لیکن ہم ایک نہیں' کئی خیال خوانی کرنے والوں نے آپ سے دماغی رابطہ کیا تھا اور آپ کی سوچ کی لہروں کو نہیں پایا تھا۔ اور آپ تو جانتے ہیں کہ مردہ دماغ میں سوچ کی لہریں نہیں ہوتی ہیں۔"

کرنل کیدار شرما نے کہا "تم لوگ خیال خوانی کرتے ہو یا جھک مارتے ہو۔ میرے دماغ میں باتیں بھی کر رہے ہو اور میرے دماغ کو مردہ بھی کہہ رہے ہو۔ کیا اس لیے مردہ کہہ رہے ہو کہ میں سایہ بن گیا ہوں۔"

دوسرے نے کہا "ہم خیال خوانی میں کچھ غلطی کر سکتے ہیں لیکن دیوی جی کی آتما شکتی سے کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے آپ کی موت کی تصدیق کی ہے اور ہمیں آپ کی حقیقت بتا دی ہے۔ آپ ہمارے کرنل کیدار شرما نہیں بلکہ ایم آئی ایم کے سربراہ برادر کبیر ہیں۔"

وہ اجلاس والی عمارت کے ایک سامنے والے کمرے میں نگرانِ اعلیٰ اور اس کے دو ماتحتوں کے قریب ایک صوفے پر آڑا ترچھا نظر آ رہا تھا کیونکہ صوفے پر اس کی بناوٹ کے مطابق ہی سایہ دکھائی دیتا ہے۔ وہ خیال خوانی کرنے والوں سے باتیں کر رہا تھا۔ امریکا اسرائیل اور بھارت کے فوجی افسران ترک فوجیوں کے سخت حفاظتی انتظامات کے ساتھ اس عمارت کی طرف آ رہے تھے تاکہ اپنی آنکھوں سے اس سائے کو دیکھ کر شاید اسے کرنل کی حیثیت سے پہچان سکیں۔

دیوی نے ان تمام افسران اور دیگر اکابرین سے کہہ دیا تھا کہ برادر کبیر بہت زبردست مکار اور بہروپیا ہے۔ وہ کرنل کیدار شرما کو ہلاک کر چکا ہے اور میک اپ وغیرہ کے ذریعے خود کو کرنل کیدار شرما بنا چکا ہے۔ اس طرح شاید بھارت جا کر وہاں کے فوجیوں کو کرنل بن کر دھوکا دیتا رہے گا اور وہاں کے فوجی راز معلوم کرتا رہے گا یا پھر اس کا اور کوئی منصوبہ ہوگا جو ابھی ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔

وہ کرنل کے دماغ میں آکر بولی "تم تو میری سوچ کی لہروں کو پہچان ہی لیتے ہو؟"

وہ بولا "دیوی جی! آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ آپ تو پہلے بھی میرے اندر آتی رہی ہیں۔ میں بھلا آپ کی سوچ کی لہروں کو کیسے نہیں پہچانوں گا۔ آپ نے تو....."

وہ اس کی بات کاٹ کر بولی "شٹ اپ۔ میں تمہیں سمجھاتی ہوں برادر کبیر! تمہیں یہ دھوکا مہنگا پڑے گا۔ تم ہمارے فوجیوں کو اور خیال خوانی کرنے والوں کو نادان نہ سمجھو۔ سایہ بننے والی

گولیاں صرف برادر کبیر یعنی تمہارے پاس ہیں۔ پوری دنیا میں ایسی عجیب و غریب گولی کسی کے پاس نہیں ہے۔ پھر ہمارے کرنل کیدار شرما کے پاس کہاں سے آسکتی ہے' ہمارا وہ کرنل سایہ کیسے بن سکتا ہے؟ وہ بیچارہ تو تمہارے درندے مجاہدوں کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔"

دیوی کی اس بات میں وزن تھا کہ جو گولیاں صرف برادر کبیر کے پاس ہیں وہ کرنل کو کہاں سے مل گئیں۔ دیوی نے پوچھا۔ "بتاؤ تم سایہ کیسے بن گئے؟ یہاں بڑے ممالک کے اہم اور ذمے دار افراد موجود ہیں۔ بتاؤ کیا ان میں سے ایک گولی تمہیں برادر کبیر نے تحفے کے طور پر دی؟ یا تم نے اس سے چھین لی۔ یا اس نے تمہیں دھوکے سے کھلا دی؟ ایسی غیر معمولی اور نایاب گولی تمہیں دھوکے سے کھلا کر وہ کیا فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے؟ پھر ہماری فوج کا کرنل ایسا نادان تو نہیں ہو سکتا کہ....."

وہ بات کاٹ کر بولا "میں نادان نہیں ہوں۔ میں نے اجلاس کے بعد لنچ سے پہلے زیادہ پی لی تھی' مدہوش ہو گیا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد پتا چلا کہ میں سایہ بن چکا ہوں۔"

دیوی نے کہا "یہ مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا کہ تم باتیں بنانے کے کتنے ماہر ہو۔ ہو سکتا ہے کہ تم اسی طرح باتیں بنا کر مجھے جھٹلا دو لیکن امریکا' اسرائیل اور بھارت کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کیسے جھٹلاؤ گے۔ سب نے اپنے اپنے علم سے اس حقیقت کو سمجھ لیا ہے کہ ہمارے کرنل کیدار شرما کو مار دیا گیا ہے۔"

ایسا کہتے وقت اچانک سائے میں تبدیلی آئی۔ وہ کہتے کہتے چپ ہو گئی۔ وہ صوفے پر بیٹھا ہوا کرنل جسمانی طور پر نمودار ہو رہا تھا۔ سب دیکھ رہے تھے۔ اس کے گوشت پوست کے ٹھوس جسم پر فوجی وردی تھی جسے پہن کر وہ اجلاس میں آیا تھا۔ ایک بھارتی اعلیٰ عہدیدار نے کہا "یہ تو واقعی ہمارے کرنل کیدار شرما ہیں۔"

کرنل نے پوچھا "آپ لوگ مجھ پر شبہ کیوں کر رہے تھے؟ اب تو میں سایہ نہیں ہوں۔ آپ سب کے سامنے ہوں۔"

روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے راجیش نے کہا "لیکن ہمارا غیر معمولی ٹیلی پیتھی کا علم کیسے دھوکا کھا گیا؟"

پارس ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا۔ ایسی سچویشن کے لیے اس نے مجھ سے کہا کہ میں برادر کبیر کی آواز اور لہجے میں اس کی طرف سے رول ادا کروں۔ اس نے مجھے مختصر طور پر بتا دیا تھا کہ دیوی سے کیسی چھیڑ چھاڑ ہوئی ہے اور وہ اسے کس طرح زچ کرنا اور احساسِ کمتری میں مبتلا رکھنا چاہتا ہے۔

اس وقت دیوی راجیش سے کہہ رہی تھی "علم کبھی دھوکا نہیں دیتا۔ انسان دھوکا کھا جاتا ہے۔ یہ تم سب کو زبردست فریب دے رہا ہے۔"

وہ مس مارلن کی حیثیت سے وہاں موجود تھی اور اس کی زبان سے بول رہی تھی۔ میں نے کرنل کی زبان سے کہا "پلیز دیوی جی! ذرا زحمت کریں اور میرے دماغ میں آئیں۔"

وہ کرنل کے اندر آکر بولی "یاد رکھو۔ تم دھوکا دینے میں کامیاب نہیں رہو گے۔ جب گرفتار کیے جاؤ گے اور تمہارے چہرے سے کرنل کا میک اپ اتارا جائے گا تو....."

میں نے بات کاٹ کر برادر کبیر کی آواز میں کہا "پلیز! یہ میک اپ اتارنے والی بات نہ کرو۔ مجھے بھی کچھ کمالات آتے ہیں۔ میرے اس چہرے پر پلاسٹک سرجری کی گئی ہے۔"

دیوی نے مارلن کی حیثیت سے سب کو مخاطب کر کے کہا۔ "دیکھو یہ برادر کبیر ہے۔ ابھی اپنی اصلی آواز میں بول رہا ہے۔ یقین نہ ہو تو دوسرے تمام خیال خوانی کرنے والے ابھی اس کے دماغ میں جا کر باتیں کریں۔"

راجیش نے کہا "دیوی جی! میں ابھی اس کے اندر تھا۔ یہ واقعی کرنل نہیں' برادر کبیر ہے۔ ابھی میک اپ میں ہمارا کرنل بنا ہوا ہے۔"

دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اس کے دماغ میں آئے۔ میں نے کرنل کے دماغ کو ڈھیل دی۔ وہ اپنی اصلی آواز میں بولنے لگا "میں سچ کہتا ہوں۔ آخر تم لوگ مجھے کرنل تسلیم کیوں نہیں کرتے ہو۔"

راجیش نے ریوالور نکال کر اسے نشانے پر رکھتے ہوئے کہا۔ "بہروپیے! ہماری دیوی کی یہی بات کافی ہے کہ ہمارے کرنل کے پاس سایہ بننے والی گولی نہیں تھی۔ لہٰذا سایہ صرف برادر کبیر کا ہو سکتا ہے اور برادر کبیر ابھی تم اپنی اصلی آواز میں دیوی جی کو چیلنج کر رہے تھے۔"

راجیش کے ہاتھ میں ریوالور دیکھتے ہی کرنل نے اپنا ریوالور نکالا۔ میں نے اس کی انگلی ٹریگر پر دبا دی۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی راجیش کے سینے میں پیوست ہو گئی۔ ادھر دیوی نے دوسرے ماتحت خیال خوانی کرنے والے اجے کمار کو حکم دیا۔ اس نے اپنا ریوالور نکال کر نشانہ لیا اور کرنل کیدار شرما پر فائر کر کے اس کی پیشانی میں سوراخ کر دیا۔

ان سب کو کرنل کیدار شرما کی موت کا صدمہ ہونا چاہیے تھا لیکن وہ سب راجیش کی طرف ہمدردی سے دوڑ پڑے۔ مگر وہ مر چکا تھا۔ دیوی کہہ رہی تھی "یہ شیطان برادر کبیر مرتے مرتے بھی ہمارے روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے کو لے مرا۔"

یہ کہہ کر اس نے کرنل پر نفرت اور غصے سے تھوک دیا۔

میں نے پارس کے پاس آکر کہا "تمہارا کام ہو چکا ہے۔ راجیش اور کرنل مارے گئے۔ دیوی نے کرنل کی لاش پر غصے سے تھوک دیا ہے۔"

میں وہاں سے چلا آیا۔ علی' ثانی اور پارس اس عمارت کے قریب ہی ایک کار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پارس نے قریبی ٹیلی فون بوتھ میں آکر رابطہ قائم کیا۔ اس عمارت کے فون کی گھنٹی بجنے لگی'

جہاں دو لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس عمارت کے نگران اعلیٰ نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو۔"

پارس نے کہا "سنا ہے آپ کی محفل میں دیوی جی موجود ہیں؟"

وہ بولا "دیوی جی کو آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔ البتہ وہ مس مارلن کی زبان سے بول رہی ہیں۔"

پھر نگران اعلیٰ نے ریسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "مس مارلن! اگر دیوی جی تمہارے اندر موجود ہوں تو ان سے کہو' کوئی شخص ان سے بات کرنا چاہتا ہے۔"

مارلن (دیوی) نے آگے بڑھ کر ریسیور لیا پھر کان سے ریسیور لگا کر بولی "ہیلو میں دیوی ہوں اور مارلن کی زبان سے بول رہی ہوں۔"

پارس نے برادر کبیر کی آواز میں پوچھا "اپنے ہی دیس کے ایک نامور کرنل کی لاش پر تھوکنا کیا تمہاری تہذیب ہے؟"

یہ کہتے ہی وہ فون بند کرکے بوتھ سے باہر آگیا۔ دیوی کی آنکھیں حیرانی سے پھیل گئی تھیں۔ اس نے بے یقینی سے کرنل کی لاش کی طرف دیکھا۔ پھر فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر پارس کے دماغ میں پہنچی۔ وہ بولا "مجھ سے یہ نہ پوچھنا کہ میں تمہاری سوچ کی لہروں کو کیسے پہچان لیتا ہوں؟"

وہ بے یقینی سے بولی "تم.... تم زندہ ہو؟"

"تم پہلے بھی دیکھ چکی ہو۔ میں ایک بار مر کر دوبارہ زندہ ہو جاتا ہوں۔ میں کرنل کیدار شرما تھا۔ گولی لگتے ہی مر گیا۔ پھر برادر کبیر کی حیثیت سے زندہ ہو گیا ہوں۔"

وہ ایک دم سے پھٹ پڑی۔ غصے سے چیخ چیخ کر اسے گالیاں دینے لگی۔ یہ خیال نہ آیا کہ پارس نے کچھ سننے سے پہلے ہی سانس روک لی تھی اور وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی تھی۔ وہاں امریکا' اسرائیل اور بھارت کے فوجی افسران اور دوسرے اہم عہدیدار بھی تھے۔ ان کے دماغوں میں تینوں ممالک کے خیال خوانی کرنے والے موجود تھے اور وہ سب مارلن کو غصے سے گالیاں دیتے ہوئے سن رہے تھے۔ سمجھ رہے تھے کہ وہ برادر کبیر کا نام لے کر گالیاں دیتے ہوئے چیلنج کر رہی تھی کہ وہ اسے اس کی تنظیم سمیت خاک میں ملا کر رکھ دے گی۔

تینوں ممالک کے خیال خوانی کرنے والے اس کے معمول اور تابعدار تھے۔ اس لیے وہ اپنی مالکہ کو غصے میں دیکھ کر چپ سادھے ہوئے تھے۔ ایک اسرائیلی فوجی افسر نے پوچھا "مس مارلن! تم غصے میں کچھ زیادہ گالیاں بک رہی ہو اور بولتی جا رہی ہو۔ تمہاری باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ تمہارے اندر دیوی غصے سے بول رہی ہے اور یہ بھی ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ برادر کبیر سے دھوکا کھا گئی ہے۔ وہ زندہ ہے اور تم نے اور تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس کے فریب میں آکر اپنے کرنل کیدار شرما کو گولی مار دی ہے۔ ادھر دو طیارے تباہ ہوئے اور ادھر دو بھارتی مارے گئے۔ ایک کرنل اور دوسرا روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والا راجیش۔"

دیوی چپ ہو کر ہانپنے لگی۔ جیسے بہت دیر تک ہوا سے لڑتی رہی ہو۔ وہاں ترکی فوج کے افسران اور سپاہی بھی تھے۔ ایک افسر فون کے ذریعے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کرنے کے بعد وہاں کے واقعات اور دو قتل کی روداد سنانے لگا۔ پھر دوسری طرف کی باتیں سننے کے بعد اس نے ریسیور رکھ کر امریکی فوج کے ایک افسر سے کہا "آپ نائب سپر ماسٹر سے رابطہ کریں۔ میں ان سے ضروری باتیں کروں گا۔"

افسر نے فون کے پاس آکر ریسیور اٹھا کر نائب سپر ماسٹر سے رابطہ کیا پھر کہا "سر! مقامی فوج کے افسر آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔"

اس نے دوسری طرف کی بات سنی۔ پھر ریسیور ترکی فوج کے افسر کو دے دیا۔ اس نے کہا "جناب! ہماری انٹیلی جنس نے طیاروں کی تباہی کی تحقیقات کی ہیں۔ ائرپورٹ کے قریب آپ کے نام پر جو کار تھی' وہاں کھڑی ہوئی تھی۔ اس کار میں سے ایسے پنسل سیل کے برابر بم برآمد ہوئے ہیں جو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے بلاسٹ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی بموں سے اسرائیلی اور بھارتی طیاروں کو تباہ کیا گیا ہے۔ آپ کا طیارہ محفوظ ہے اور شبہ کرنے کی بات ہے کہ دشمنوں نے اسرائیل اور بھارت سے دشمنی کی۔ آپ سے نہیں کی۔ اور آپ ہی کے ملک کی ساخت کے بم تباہی کے لیے استعمال کیے گئے۔"

دوسری طرف سے نائب سپر ماسٹر نے کہا "آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اسرائیل اور بھارت کے خلاف اتنی بڑی تخریب کاری ہماری طرف سے ہوئی ہے؟"

"میں اپنے ملک کی انٹیلی جنس کی رپورٹ پیش کر رہا ہوں۔ آپ نے شبہ ظاہر کیا تھا کہ ایم آئی ایم والوں نے طیارے تباہ کیے ہیں جبکہ ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔"

"یہ ایم آئی ایم والوں کی چالاکی ہے۔ انہوں نے پہلے میرے سکیورٹی افسر کو گولی ماری اور وہ کار چھین کر لے گئے۔"

"یہ بھی محض الزام ہے۔ کسی نے ایم آئی ایم کے کسی فرد کو نہیں دیکھا کہ اس نے آپ کے سکیورٹی افسر کو گولی ماری ہو۔ یہاں بھی میں آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ بھارت کے کرنل کیدار شرما نے راجیش کو گولی ماری اور اجے کمار نے کرنل کیدار شرما کو گولی مار دی۔ یہاں دو لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ ایم آئی ایم کا کوئی بندہ یہاں نہیں ہے مگر مارلن نامی ایک لڑکی فون پر برادر کبیر کو گالیاں دے رہی تھی اور قتل کا الزام بھی اسی پر لگا رہی تھی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ مارلن کی زبان سے ایک دیوی بولتی رہتی ہے۔ یعنی یہ ٹیلی پیتھی کا چکر ہے۔"

نائب سپر ماسٹر نے کہا "وہ درست الزام لگا رہی ہوگی۔ ٹیلی

[ٹیلی پیتھ]ی کے ذریعے جتنی وارداتیں کی جاتی ہیں ان کا ایک بھی ظاہری [ثبو]ت نہیں ملتا۔ ہماری آپ کی نظروں کے سامنے بہت سے ناقابلِ [یق]ین تماشے ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آپ [...]نے برادر کبیر کو سائے سے گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہوتے [د]یکھا ہے۔ پھر وہ دوبارہ سایہ بن گیا تھا۔"

"ہاں ہم نے اجلاس میں یہ بھی دیکھا کہ امریکا' اسرائیل اور بھارت نے برادر کبیر سے گولیاں اور ان کا فارمولا طلب کیا تھا۔ اسے اپنا قیدی سمجھ لیا تھا جبکہ وہ ہمارے ملک میں ہے۔ اسے ہمارا [ق]یدی بننا چاہیے تھا۔ لیکن وہ کسی کے ہاتھ نہیں آیا' دوبارہ سایہ بن گیا۔ پھر آپ تمام بڑے ممالک نے ایم آئی ایم کے حق میں متفقہ بیان دیا کہ وہ لوگ دہشت گرد نہیں ہیں۔ آپ تمام کا یہ بیان کل صبح کے اخبارات میں شائع ہوگا۔ ہمارا مشورہ ہے کہ اب آپ لوگ ایم آئی ایم پر کسی ثبوت کے بغیر الزام عائد نہ کریں۔ دنیا کی کسی قانونی کتاب میں یا کسی عدالت میں ٹیلی پیتھی جیسے علوم تسلیم نہیں کیے جاتے ہیں۔ کسی بھی عدالت میں واضح ثبوت اور چشم دید گواہ لازمی ہوتے ہیں۔"

"جہاں تک چشم دید گواہی کی بات ہے۔ اجلاس میں سیکڑوں افراد نے انسانی جسم کے بغیر اس کے سائے کو دیکھا ہے اور وہ سایہ کسی طرح کی بھی واردات کر سکتا ہے۔"

"لیکن سیکڑوں چشم دید گواہوں نے اس سائے کو واردات کرتے نہیں دیکھا۔ اس کے برعکس ہم نے یہاں بھارت کے ذمے دار افراد کو قتل کی واردات کرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہم نے سوچا بھی نہیں تھا کہ یہاں اجلاس ہوگا' آپ حضرات تشریف لائیں گے تو ہمیں میزبانی بہت مہنگی پڑے گی۔ ہیڈ کوارٹر سے کہا گیا ہے کہ بڑے ممالک کے تمام اہم افراد کو نہایت ہی خفیہ طریقے سے پورے حفاظتی انتظامات کے ساتھ رخصت کیا جائے گا تاکہ آئندہ ہمارے سفارتی تعلقات ہمیشہ کی طرح بہتر رہ سکیں۔"

اسرائیلی فوج کے افسر نے کہا "واقعی ہم میں سے کوئی یہاں محفوظ نہیں ہے۔ آپ کی حکومت سخت حفاظتی انتظامات کے ساتھ نہایت خفیہ طریقے سے ہمیں ہمارے ملک پہنچا دے تو ہم ہمیشہ آپ کے شکر گزار رہیں گے۔"

ایک بھارتی عہدیدار نے کہا "ہمارا ایک تجربہ کار کرنل مارا گیا۔ ہمیں اس کی موت کا بے حد صدمہ ہے۔ لیکن اس سلسلے میں کہا جا سکتا ہے کہ ہماری فوج میں بہت سے قابل افسران ہیں جو کرنل کی جگہ لے سکتے ہیں لیکن روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے نہ بار بار پیدا ہو سکتے ہیں اور نہ ہی یہ علم ہر کسی کو حاصل ہو سکتا ہے۔ اس لیے روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے راجیش کی موت سے ہمارے ملک اور قوم کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔"

ایک امریکی عہدیدار نے کہا "سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا جبکہ ایم آئی ایم والے صاف کہتے ہیں کہ وہ اپنے دین کے خلاف اور مسلمانوں کے معاشرے میں اخلاقی تقاضوں کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کریں گے۔ چند مسلمان اکابرین نے ایک اسرائیلی میجر اور اس کے وفد کی میزبانی مسلمان عورتوں کے ذریعے کرنا چاہی۔ پھر اس تنظیم کے لیے اسرائیلی میجر ناپسندیدہ تھا' اس نے لشکر کشی کی تھی اور اردن کے کچھ علاقوں پر قبضہ کرلیا تھا۔ اس سلسلے میں اور بہت سی باتیں ہیں۔ مختصرات یہ ہے کہ انہوں نے میجر کو طیارے کے حادثے میں مار ڈالا اور ان بے حیائی سے میزبانی کرنے والوں کو اس اسلامی ملک سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔"

ایک بھارتی افسر نے کہا "یہ بات تو سمجھو' ختم ہو چکی ہے۔ ہم سب نے اجلاس میں مجبوراً تسلیم کرلیا کہ ایم آئی ایم کی تنظیم دہشت گرد نہیں ہے۔ پھر ہمیں نقصان کیوں پہنچایا جا رہا ہے۔ ہمارے لیے روبوٹ راجیش کی موت کا صدمہ ناقابل برداشت ہے۔"

"جب بات ناقابل برداشت ہو تو پھر جواباً انتقامی کارروائی ہوتی ہے۔ یوں بھی بھارت کی پروپیگنڈا مشینری ساری دنیا میں مسلمانوں اور خصوصاً پاکستانیوں کے خلاف کام کرتی ہے۔ بھارتی حکّام نے کئی بار امریکا پر یہ دباؤ ڈالا کہ ہم پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دیں۔ ان دونوں ملکوں کے درمیان ہمیشہ سرد جنگ جاری رہتی ہے۔"

ناگواری سے کہا گیا "آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس تنظیم نے پاکستان کی حمایت میں ہمارے ایک کرنل اور ایک غیر معمولی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو مار ڈالا۔"

"آپ حقائق سے گریز نہ کریں۔ پاکستان سے جو دستاویزات جوڈی نارمن لے کر آیا تھا اور جنہیں برادر کبیر کا سایہ عمان کے اجلاس سے لے گیا تھا اس میں ان تمام بڑوں کے نام ہیں جو پاکستان کے مخصوص علاقوں میں دہشت گردی کر رہے ہیں۔ بھارتی تنظیم "را" کی پشت پناہی فوج کر رہی ہے۔ ان دستاویزات میں کرنل کیدار شرما اور راجیش کے علاوہ اور بہت نام ہیں۔ ان دستاویزات کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ہمارے سپر ماسٹر کو پہنچائی گئی ہے۔"

ایک اسرائیلی عہدیدار نے پوچھا "آج ہمارے طیارے کو کیوں تباہ کیا گیا؟ کیا وہ طیارہ کسی اسلامی ملک میں بمباری کرنے والا تھا؟"

امریکی عہدیدار نے کہا "پاکستان سے باہر یورپ اور امریکا کی مختلف اسٹیٹس میں آپ لوگ پاکستان کے زرخرید سیاستدانوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ پاکستان بھی ایک دن اسرائیل کو گلے لگا لے گا۔ برادر کبیر نے آپ لوگوں کی خفیہ ملاقات کی تصویروں کی کاپیاں بھی سپر ماسٹر تک پہنچائی ہیں۔ ایم آئی ایم کی طرف سے جب ایسی چیزیں سپر ماسٹر کو موصول ہوتی ہیں تو اس کے پیچھے ایک چھپا ہوا چیلنج ہوتا ہے کہ مجاہدین کی یہ تنظیم کسی بھی دن ایسے پاکستانی اور اسرائیلی سیاستدانوں کو سبق سکھائے

گی۔“

ایک بھارتی عہدیدار نے کہا ”آپ امریکی سیاستدان بڑے سادھو، سیدھے اور فرشتے ہیں۔ آپ لوگوں نے بھارت اور اسرائیل کو تمام مسلمانوں کے خلاف شطرنج کے مہرے بنا رکھا ہے۔ بدنام ہم ہوتے ہیں اور نیکی آپ کماتے ہیں۔“

”بھئی یہ ڈپلومیسی ہے۔ ہماری طرف سے کبھی یہ نہیں کہا جاتا کہ مسلمانوں سے کھل کر دشمنی کرو۔ اگر کبھی بات کھل جائے تو سیاسی حکمت عملی سے اس پر پردہ ڈالو۔“

ایک نے طنزیہ انداز میں کہا ”آپ پردہ ڈالنے کے ماہر ہیں۔ اسی لیے آج صرف بھارت اور اسرائیل کے طیارے تباہ ہوئے۔ مجاہدین نے امریکی طیارے کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔“

”آپ طعنہ دینے سے پہلے یہ یاد رکھیں کہ ایم آئی ایم پہلی بار دنیا والوں کے سامنے آئی تو اس نے ہم امریکیوں کے ہی طیارے کو اغوا کیا تھا۔ لیکن ہم نے بڑی حکمتِ عملی سے طیارے کو اور ایک مسافر کو بھی نقصان نہیں پہنچنے دیا۔“

پھر طعنہ دیا گیا ”اور آپ لوگوں نے طیارہ اغوا کرنے والے مجرم مجاہدوں کو گھر جانے کی چھٹی بھی دے دی۔ انہیں پہلی ہی واردات میں ایسے سر پر چڑھایا کہ اب وہ ہمارے سروں پر ناچ رہے ہیں۔“

اسرائیلی افسر نے کہا ”اس تنظیم سے امریکا کو کبھی نقصان نہیں پہنچا۔ اس کے برعکس سپر ماسٹر نے اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے مائیک ہرارے کو ایم آئی ایم کا فراڈ سربراہ بنا کر بھیجا۔ اور اس تنظیم کو ہم پر مسلط کر دیا۔“

ایک بھارتی افسر نے کہا ”امریکی چال ایسی ہی ہوتی ہے۔ سپر ماسٹر نے اپنی ایک ٹیم کو بھارت روانہ کیا۔ وہ ٹیم عکس منتقل کرتی تھی۔ وہ سیاچن کے علاقے کی جاسوسی کرنا چاہتا تھا۔ ادھر پاکستان میں بھی امریکا کی وہی ٹیم گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے باصلاحیت لوگوں کا پاکستانی فوجی ماہرین سے ٹکراؤ ہوا۔“

مارلن نے دیوی بن کر کہا ”بات تو تب ہے کہ فائدہ ہم سب کو پہنچے اور نقصان بھی ہم برابر اٹھائیں۔ کچھ تھوڑا سا امریکا کو بھی نقصان پہنچنا چاہیے۔“

ثانی ایک ترکی سپاہی کے اندر رہ کر یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس نے جے مورگن کو بلا کر کہا کہ اسے ابھی کیا کہنا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے۔ مورگن نے ہدایت پر عمل کیا۔ اپنی رہائش گاہ میں بیٹھے ہوئے نائب سپر ماسٹر کے دماغ پر حاوی ہو گیا۔ پھر اس سے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرائے۔ اجلاس کی عمارت میں جہاں وہ تینوں ملکوں کے اکابرین بیٹھے بحث کر رہے تھے اور اپنے نقصان کا ذمے دار امریکا کو ٹھہرا رہے تھے وہاں فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

ترکی فوج کے ایک افسر نے ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے نائب سپر ماسٹر نے کہا ”اپنے ٹیلی فون سیٹ کا اسپیکر آن کرو تاکہ سب لوگ نائب سپر ماسٹر کی باتیں سن سکیں۔“

افسر نے اسپیکر کا بٹن دبا کر وہاں کے تمام حاضرین سے کہا ”امریکی نائب سپر ماسٹر کا فون ہے۔ انہوں نے اسپیکر آن کرنے کے لیے کہا ہے تاکہ آپ تمام حضرات ان کی باتیں سن سکیں۔ ہاں تو جناب! میں نے اسپیکر آن کر دیا ہے، آپ بول سکتے ہیں۔“

اس ٹیلی فون سیٹ کے اسپیکر سے اس کی آواز سنائی دینے لگی۔ ”ابھی آپ لوگوں کے درمیان گرما گرم بحث ہو رہی ہے۔ بھارت اور اسرائیل ہم امریکیوں کو الزام دے رہے ہیں۔ دیوی جی کی یہ بات نہایت ہی معقول ہے کہ فائدہ ہم سب کو پہنچے تو نقصان بھی ہم برابر کا اٹھائیں۔ کچھ تھوڑا سا امریکا کو بھی نقصان پہنچنا چاہیے۔ لہٰذا نقصان اٹھانے کی ابتدا میں کر رہا ہوں۔ دیوی جی کی مرضی سے خودکشی کر رہا ہوں۔“

یہ کہتے ہی ٹیلی فون کے اسپیکر سے ٹھائیں کی آواز گونجی۔ ایک فائر ہوا تھا۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ سب سے پہلے امریکی خیال خوانی کرنے والوں نے اپنے نائب سپر ماسٹر کے دماغ کی طرف چھلانگ لگائی مگر وہ دماغ مردہ ہو چکا تھا۔ اسرائیل اور بھارت کے خیال خوانی کرنے والوں کے علاوہ دیوی نے بھی اپنے علم سے تصدیق کی۔ پھر چیخ کر بولی ”ہاں۔ میں نے کہا تھا کہ امریکا کو بھی تھوڑا نقصان پہنچنا چاہیے لیکن میں نے..... میں نے نائب سپر ماسٹر کو خودکشی پر مجبور نہیں کیا ہے۔ یہ..... یہ سراسر دشمنوں کی چال ہے۔“

وہاں جتنے امریکی اعلیٰ فوجی افسران اور عہدیداران بیٹھے ہوئے تھے، وہ مارلن کو گھور کر دیکھ رہے تھے۔ ایک ترکی افسر نے پوچھا ”تم کون ہو مارلن ہو یا دیوی؟ ابھی فون پر دیوی کا ذکر ہوا تھا۔“

وہ بولی ”میں مارلن ہوں۔ دیوی جی خیال خوانی کے ذریعے میری زبان سے بولتی ہیں اور اس وقت بھی بول رہی ہیں۔ ہمارے درمیان ایم آئی ایم کے خیال خوانی کرنے والے چھپے ہوئے ہیں۔ انہوں نے صرف اس بات سے فائدہ اٹھایا ہے کہ امریکا کو بھی تھوڑا نقصان پہنچنا چاہیے لہٰذا نقصان پہنچانے کے لیے انہوں نے امریکا کے بہت بڑے عہدیدار کے دست راست کو بے موت مار ڈالا اور الزام مجھے یعنی دیوی کو دے رہے ہیں۔“

اس ملک کا ایک افسر اپنے فوجی ہیڈ کوارٹر فون کر کے موجودہ حالات بتا رہا تھا۔ ادھر امریکی افسران اور اعلیٰ عہدیداران دیوی سے کہہ رہے تھے کہ اس نے موقع سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ابھی کرنل اور راجیش کی موت کا الزام ایم آئی ایم پر عائد کیا جا رہا تھا۔ لہٰذا دیوی نائب سپر ماسٹر کو خودکشی پر مجبور کر کے اس کا الزام بھی ایم آئی ایم پر ڈال رہی ہے۔

دیوی نے غصے سے کہا ”مجھ پر جھوٹا الزام عائد کرو گے تو ہماری آپس کی کشیدگی بڑھے گی۔ ہم دوستانہ ماحول میں امریکا سے شکایت کر رہے تھے۔“

ایک امریکی افسر نے کہا ”دوستانہ ماحول میں شکایت کی جاتی ہے، نقصان پہنچانے کی دھمکی نہیں دی جاتی۔ اور پھر فوراً ہی اس دھمکی پر عمل نہیں کیا جاتا۔ دیوی جی! آپ نے بڑی تیزی دکھائی ہے۔ ہمیں ماننا پڑے گا کہ یہ بھی دشمنوں کا کام ہے۔ آپ تو دیوی ہیں دیوی.....“

وہ پھر بھڑک کر بولی ”ہاں دیوی ہوں۔ ابھی تم سب کو نرک (جہنم) میں پہنچا سکتی ہوں۔ مگر کوئی مجھے چھو بھی نہیں سکے گا۔ سائے کو تو چھو بھی سکتے ہیں کیونکہ وہ نظر آتا ہے لیکن میں نظر بھی نہیں آتی ہوں۔ میں نے مارلن کو اپنی سہیلی بنا کر اپنے لوگوں کے درمیان رکھا ہے تاکہ اس کی زبان سے باتیں کر سکوں۔ تم امریکی دنیا کے لیے سپر پاور ہو، مگر میرے لیے خاک ہو۔ جب چاہوں گی خاک میں ملا دوں گی۔ میں کہتی ہوں۔ میں نے تمہارے نائب سپر ماسٹر کو..... خودکشی پر مجبور نہیں کیا ہے۔ اگر یقین کر سکتے ہو تو کرو ورنہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔“

ایک ترکی افسر نے کہا ”ہم کان پکڑتے ہیں، توبہ کرتے ہیں، آئندہ ہم اتنے ممالک کی میزبانی کبھی نہیں کریں گے۔ اور جس ملک میں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں گے اس ملک کے کسی خاص نمائندے کو آنے نہیں دیں گے۔“

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ افسر نے ریسیور اٹھایا، دوسری طرف کی باتیں سنیں پھر ریسیور رکھ کر کہا ”ہمارے جاسوس نائب سپر ماسٹر کی رہائش گاہ پر گئے تھے۔ وہ خود کو گولی مار کر ایک میز پر اوندھا پڑا ہوا ہے۔ اس کے سامنے ایک کھلے ہوئے لیٹر پیڈ پر لکھا ہے ”میری موت کا الزام دیوی پر عائد نہ کریں۔ اپنے ملک اور قوم کی بھلائی کے لیے دیوی جی سے ملاقات کرنا ضروری ہے اور ان سے ملاقات کرنے سے پہلے اپنے لہو سے غسل کرنا لازمی ہوتا ہے۔“

اس افسر نے کہا ”ہمارے جاسوس نے بتایا ہے کہ اس تحریر کے ساتھ نائب سپر ماسٹر کے دستخط بھی ہیں۔“

ایک امریکی افسر نے کہا ”اس تحریر سے جو مفہوم واضح ہوتا ہے اس پر اب بحث نہیں کرنا چاہیے۔ ہم اپنے لہو سے غسل نہیں کرنا چاہتے۔ بہتر ہے، ہم یہاں کی فوج کی نگرانی میں نائب سپر ماسٹر کی لاش کے پاس چلیں اور اسے امریکا پہنچانے کا انتظام کریں۔“

بھارت اور اسرائیل کے عہدیداروں نے کہا کہ انہیں بھی فوج کی نگرانی میں جلد سے جلد ان کے ملکوں تک پہنچا دیا جائے۔ وہ سب وہاں سے روانہ ہونے لگے۔ بھارتی وفد کے ساتھ مارلن تھی۔ وہ پھر خاموشی سے پارس کے پاس آئی۔ پارس نے بیزار ہو کر پوچھا ”بڑی مشکل ہے۔ تمہیں میرے بغیر سکون کیوں نہیں ملتا ہے؟“

وہ غصے سے بولی ”بکواس مت کرو۔ تمہاری مکاریاں اب ناقابل برداشت ہو گئی ہیں۔ اب تم بہت جلد اپنے بدترین انجام کو پہنچنے والے ہو۔“

”تم غلط کہہ رہی ہو۔ تمہیں پتا نہیں ہے کہ میرے گھر میں پانی بہت ہے۔ میں اس کی طرح اپنے لہو سے غسل نہیں کروں گا۔“

”تمہاری باتوں سے اشارہ مل رہا ہے کہ ایک طرف تم نے اپنے خلاف ہونے والے دہشت گردی کے الزامات کو ختم کرا دیا، پورے اجلاس میں تمہاری تنظیم کی حمایت میں بیان دیا گیا۔ دوسری طرف تم بڑی مکاری سے کوئی ثبوت چھوڑے بغیر دہشت گردی کر رہے ہو۔ بڑے ممالک کو نقصان پہنچا رہے ہو اور مجھے ان ممالک کی نظروں سے گرانے کی کوشش کر رہے ہو۔“

”تم جہاں سے بھی گرو گی، میں تمہیں گود میں اٹھا لوں گا۔ ویسے میں تمہارے راستے سے ہٹ سکتا ہوں مگر ایک شرط ہے۔“

”میں تمہاری شرط ماننے کو تیار ہوں۔ بولو کیا چاہتے ہو؟“

”اپنے اس سوال کا جواب چاہتا ہوں کہ تم زیرِ زمین رہ کر پوجا پاٹ کرتی رہیں۔ اب زمین سے باہر دنیاوی معاملات میں کیوں سرگرم ہو گئی ہو۔ اور جتنے معاملات میں سرگرمی دکھا رہی ہو، وہ سب مسلمانوں کے خلاف کیوں ہیں؟“

”اور تم جو سرگرمیاں دکھا رہے ہو، وہ ہم ہندوؤں اور یہودیوں کے خلاف ہیں۔“

”اگر تم زیرِ زمین رہ کر اخبارات پڑھتی رہتیں اور تمام دنیا کے حالات حاضرہ سے واقف رہتیں تو تمہیں معلوم ہوتا کہ تمہاری قوم یہود و نصاریٰ سے مل کر کس طرح مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر رہی ہے۔ دنیا کا کوئی شخص ایک ایسی عورت کے دنیاوی سوال کا جواب نہیں دے سکتا جو اپنی قبر سے نکل کر آئی ہو۔“

”اگر میں تمہارے خیال سے کفن پھاڑ کر آئی ہوں تو میری دشمنی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔“

”دنیا کا ہر دشمن اپنے دشمن سے یہی ایک مخصوص فقرہ کہتا ہے کہ میری دشمنی تمہیں مہنگی پڑے گی کوئی نئی بات کرو۔“

”میں تم سے بات کرنا پسند نہیں کرتی۔“

”اب تو تم دن رات بات کرنے پر مجبور ہو جاؤ گی کیونکہ میں نے اس حد تک معلوم کر لیا ہے کہ تم اسی شہر میں ہو۔ مگر کہاں ہو، صرف اتنا معلوم کرنا رہ گیا ہے۔ یہ میں دو چار گھنٹوں میں معلوم کر لوں گا۔“

یہ سنتے ہی وہ اس کے دماغ سے ایسے بھاگی جیسے پولیس کے آگے چور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتا ہے۔ اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر گھبراہٹ سے دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ اسے اب تک یقین تھا کہ وہ دنیا کے کس ملک اور کس شہر میں ہے، یہ کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اسی یقین کی بنا پر وہ پہلے انجلا اور پھر مارلن بن کر وہاں تھی۔ ویسے اس کا یقین درست تھا۔ یہ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ وہ دنیا کے کس حصے میں بیٹھی خیال خوانی کے ذریعے دوستوں اور دشمنوں سے رابطہ کر رہی ہے۔ پارس بھی نہیں جانتا تھا۔ اسے شبہ

تھا کہ وہ شاید اسی شہر میں ہے۔ اسی لیے اس نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا جو نشانے پر بیٹھا اور اس نے فوراً اس کے دماغ سے بھاگ کر شبے کو یقین میں بدل دیا تھا۔

اور وہ کرتی بھی کیا؟ ہمیشہ برادر کبیر کی غیر معمولی صلاحیتوں سے متاثر ہوتی آئی تھی اور یہ دیکھتی آئی تھی کہ وہ جو کہتا ہے' اسے کسی نہ کسی طرح کر گزرتا ہے۔ اب اس نے کہا تھا کہ اسے دو چار گھنٹوں میں ڈھونڈ نکالے گا تو یہ بات اس کی غیر معمولی صلاحیتوں سے بعید نہیں تھی۔ وہ دل سے مانتی تھی کہ وہ دنیا کا واحد مکار ہے جو اسے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دوڑا سکتا ہے۔

اس وقت وہ ترکی فوج کے حفاظتی انتظامات کے ساتھ ایک گاڑی میں بھارتی فوجی افسران کے ساتھ تھی۔ ایسی سات گاڑیوں میں امریکا' اسرائیل اور بھارت کے تمام اکابرین تھے اور ان کے ساتھ ترکی فوج کے مسلح جوان اور افسران تھے۔ دیوی نے سوچا تھا کہ مارلن کی حیثیت سے روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے اجے کمار اور وجے کمار کی رہائش گاہ میں ان کے ساتھ رہے گی۔ لیکن اب جسمانی طور پر اس شہر میں رہنا گویا برادر کبیر کو اپنے پاس آنے کی دعوت دینا تھا۔ اب تو بہتری اسی میں تھی کہ وہ ابھی یہاں سے نکل بھاگے۔ اس شہر سے ہی نہیں' اس ملک سے بھی دور چلی جائے۔

ان فوجیوں کا قافلہ جا رہا تھا۔ وہ دریائے باسفورس کے قریب پہنچ کر بولی "میں دیوی بول رہی ہوں۔ مارلن' اجے کمار اور وجے کمار کو یہاں اتار دو۔ گاڑی روک دو۔"

گاڑیاں رک گئیں۔ وہ اپنے دونوں تابعداروں کے ساتھ اتر گئی۔ جب وہ قافلہ آگے چلا گیا تو اس نے وجے کمار سے کہا "ہم یہاں سے موٹر بوٹ میں پرنس آئی لینڈ جائیں گے۔ تم آگے چلو اور موٹر بوٹ حاصل کرو۔"

وہ آگے جانے لگا۔ دیوی اس کے پیچھے چلتے ہوئے اجے کمار سے بولی "پرنس آئی لینڈ کے ارب پتی مالک کے پاس اس کا ایک ذاتی طیارہ ہے۔ اس ارب پتی کا نام اور فون نمبر معلوم کرو۔ پھر اس کے دماغ پر قبضہ جماؤ اور اسے اپنا تابعدار بناؤ۔ ہم اس کے طیارے میں بیٹھ کر کسی دوسرے ملک میں جائیں گے۔"

پھر اس نے آگے جانے والے وجے کمار سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کر کے کہا "اپنے آس پاس دیکھ کر محتاط رہ کر موٹر بوٹ حاصل کرو۔ ایسا نہ ہو کہ برادر کبیر اور اس کے آدمی ہمارا تعاقب کر رہے ہوں۔"

ثانی' علی اور پارس ایک رہائش گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ثانی نے پارس سے کہا "تم نے اندھیرے میں تیر چلایا مگر خوب نشانے پر چلایا۔ وہ فوراً ہی تمہارے دماغ سے بھاگ گئی۔ اب وہ اتنی عجلت میں اس شہر سے بھاگنا چاہے گی کہ جلد بازی میں ضرور کوئی غلطی کرے گی۔"

علی نے کہا "ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ فرار ہونے کے لیے کون سا طریقہ اور کون سا راستہ اختیار کرے گی۔"

ثانی نے کہا "ظاہر ہے یہاں کی فوج نے ائرپورٹ اور دوسرے فلائنگ کلبس کو اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے۔ اگر وہ خیال خوانی کے ذریعے جبری پرواز کرے گی تو فوجی اسے فضا میں مار گرائیں گے۔ میرا خیال ہے' وہ خشکی کا راستہ اختیار کرے گی۔ ہائی وے سے انقرہ کی طرف جائے گی۔ پھر وہاں کے ائرپورٹ سے کسی دوسرے ملک کے لیے فلائی کرے گی۔"

علی نے کہا "یا پھر دریائے باسفورس پار کر کے مشرقی استنبول سے مغربی استنبول جائے گی۔ وہاں سے یونان قریب ہے۔ لیکن وہ پارس کی چالبازیوں سے بڑی محتاط رہتی ہے۔ اب تو وہ خشکی کا راستہ یا دریائی راستہ اختیار ہی نہیں کرے گی۔"

پارس نے کہا "میں اس کی کھوپڑی کو خوب سمجھتا ہوں۔ علی! تم درست کہہ رہے ہو' وہ دریا سے یا خشکی کے راستے سے کبھی نہیں جائے گی۔"

ثانی نے پوچھا "تو کیا اسی ملک میں وہ کہیں زیرِ زمین چلی جائے گی؟"

علی نے کہا "یہاں تو وہ بری طرح خوفزدہ ہے۔ یہاں سے کسی زیرِ زمین خفیہ اڈے میں نہیں جائے گی۔ وہ جانتی ہے کہ اس سے زیادہ برادر کبیر اس ملک کے خفیہ اڈوں کو جانتا ہے۔"

پارس نے کہا "یہاں کئی جزیرے ہیں جن میں پرنس آئی لینڈ مشہور ہے۔ وہاں ایک ارب پتی شخص کے پاس ایک ذاتی طیارہ ہے۔ دیوی اس شخص کو تابعدار بنا کر اس طیارے میں فرار ہو سکے گی۔"

علی نے تائید میں کہا "یہ اس کے لیے زیادہ محفوظ اور آسان طریقہ ہے۔ لیکن وہ جانتی ہوگی کہ برادر کبیر بھی اس ارب پتی شخص کو جانتا ہوگا۔ اس کے باوجود ہم تینوں نے اس کے فرار کے جو راستے سوچے ہیں وہ ان میں سے کوئی ایک راستہ اختیار کرے گی۔ لہٰذا میں مغربی استنبول جا رہا ہوں۔ ثانی! تم انقرہ کی ہائی وے چوکیوں پر ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس پر نظر رکھو اور پارس پرنس آئی لینڈ جائے گا۔"

وہ تینوں پوری تیاریوں کے ساتھ اس رہائش گاہ سے نکل آئے۔ یہ طے پایا کہ ثانی خیال خوانی کے ذریعے کبھی علی اور کبھی پارس کے پاس آتی رہے گی۔ پھر حالات کا تقاضا ہوگا تو اپنے دوسرے خیال خوانی کرنے والوں کو بلا لیا جائے گا۔

دریائے باسفورس کے مشرقی ساحل پر دیوی اور اجے کمار بوٹ پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے تھے۔ وہ دونوں محتاط نظروں سے آس پاس دیکھتے جا رہے تھے۔ دیوی سمجھ رہی تھی کہ برادر کبیر بہت چالاک ہے۔ وہ اس کے فرار ہونے کے سلسلے میں دریائی راستے کو بھی نظروں میں رکھے گا۔ وہ چالباز کسی پہلو کو بھی نظر انداز نہیں

کرے گا۔

وہ بڑی سنجیدگی اور ذہانت سے سوچ رہی تھی کہ بچاؤ کا اور کیا راستہ ہو سکتا ہے؟ برادر کبیر نے کہا تھا کہ وہ اسے دو چار گھنٹوں میں ڈھونڈ نکالے گا۔ اگر چار گھنٹوں کا حساب رکھا جائے تو آدھا گھنٹا گزر چکا تھا۔ اس کی خیریت اسی میں تھی کہ وہ ساڑھے تین گھنٹوں کے اندر کسی دوسرے ملک پہنچ جاتی۔

وہاں بوٹ پلیٹ فارم پر سمندر اور جزیروں کی سیر کرنے والوں کی خاصی بھیڑ تھی۔ عورتیں' مرد اور بچے سب ہی تھے۔ ایک دھڑکا سا لگا ہوا تھا کہ اس بھیڑ میں وہ دشمن یا اس کے کارندے ہو سکتے ہیں۔ ایسے وقت اس نے ایک نہایت حسین عورت کو دیکھا۔ وہ اتنی حسین اور پُرکشش تھی کہ کئی لوگ اسے دیکھ رہے تھے۔ اس کے ساتھ ایک خوبرو شخص تھا۔ اس حسین عورت کو دیکھتے ہی دیوی کے ذہن میں ایک منصوبہ پکنے لگا۔ اس نے اجے کمار سے کہا "اس خوبصورت جوڑے کو دیکھو۔ میں چاہتی ہوں کہ ہم دونوں ان دونوں کے خیالات پڑھیں۔"

وہ دیوی کی ہدایت کے مطابق ان کے پاس گیا۔ پھر اس خوبرو شخص سے بولا "معذرت چاہتا ہوں۔ دراصل پہلی بار یہاں آیا ہوں۔ میرے ساتھ میری ایک بہن اور ایک بھائی ہے۔ کیا آپ گائیڈ کریں گے کہ سمندر کی سیر کے لیے ہمیں کس سمت جانا چاہیے۔"

اس شخص نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "میرا نام راجر اسمتھ ہے اور یہ میری منگیتر ہے۔ اگلے ہفتے ہماری شادی ہونے والی ہے۔ ابھی رات کا وقت ہے۔ چاندنی میں آپ مغربی ساحل تک یا کسی قریبی جزیرے تک جا سکتے ہیں۔ ہم تو پرنس آئی لینڈ جا رہے ہیں۔ وہاں رات کو بھی ایسی روشنی اور چہل پہل ہوتی ہے کہ دن کا سماں لگتا ہے۔"

دیوی' اجے کمار کے اندر رہ کر سن رہی تھی۔ وہ دیوی کی مرضی سے بولا "اگر پرنس آئی لینڈ اس قدر پُررونق جزیرہ ہے تو پھر ہم بھی وہاں جائیں گے۔ کیا آپ بوٹ کے ذریعے جا رہے ہیں؟"

"جی ہاں۔ ہم دونوں کے لیے ایک بوٹ کافی ہے۔"

دیوی ان کے قریب آ گئی۔ وہاں اس کا مارلن کی حیثیت سے تعارف کرایا گیا۔ وہ تمام باتیں سن کر بولی۔ "مسٹر اسمتھ! اگر آپ اپنی حسین منگیتر کے ساتھ ہماری لانچ میں چلیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔ لانچ کا کیبن آپ دونوں کے لیے مخصوص کر دیا جائے گا۔"

راجر اسمتھ نے کہا "آپ کی آفر میں محبت اور دوستی ہے لیکن ہم دونوں تنہائی چاہتے ہیں۔"

"آپ کو لانچ کے کیبن میں تنہائی ملے گی۔"

وہ بولا "سوری۔ ہم شادی سے پہلے کیبن والی تنہائی نہیں چاہتے۔"

اس بات پر وہ سب ہنسنے لگے۔ پھر مصافحہ کر کے رخصت ہو گئے۔ دیوی نے ان سے الگ ہو کر اجے کمار سے کہا "راجر کے دماغ میں رہو اور اس کی سوچ میں قائل کرتے رہو کہ اسے ہمارے ساتھ لانچ میں چلنا چاہیے۔"

وجے کمار نے آ کر کہا "بوٹ کا انتظام ہو گیا ہے۔ میں نے بوٹ والے کے خیالات پڑھے ہیں۔ وہ بے ضرر آدمی ہے۔"

وہ بولی "پروگرام بدل گیا ہے۔ فوراً جاؤ اور کسی چھوٹی لانچ کا انتظام پندرہ منٹ کے اندر کرو۔ لانچ والے کو خیال خوانی کے ذریعے ٹریپ کرو تاکہ وہ اور کسی مسافر کو نہ لے جائے۔ ہمارے ساتھ ایک مرد اور ایک عورت ہوگی۔"

وہ چلا گیا۔ اس نے ایک لانچ والے کو فوراً ٹریپ کیا۔ دیوی اس حسینہ کے دماغ میں آئی۔ اس کا ساتھی کہہ رہا تھا "رانی! ہمیں ان لوگوں کے ساتھ لانچ میں چلنا چاہیے تھا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

راجر اسمتھ دراصل اجے کمار کی مرضی سے ایسا بے اختیار کہہ رہا تھا۔ رانی نے کہا "سوری۔ میں تم سے پہلے کہہ چکی ہوں کہ ہم جی جان سے محبت کریں گے لیکن کسی کمرے یا کیبن کی تنہائی میں تنہا نہیں رہیں گے۔ میں ایک ہندوستانی عورت ہوں اور شادی سے پہلے تمہاری تنہائی میں نہیں آؤں گی۔"

اس کا نام پربھا رانی تھا۔ وہ ہندوستان سے لندن آئی تھی۔ وہاں تعلیم حاصل کرتی رہی تھی۔ ایک دن معلوم ہوا کہ اس کے باپ کا کاروبار تباہ ہو گیا۔ وہ یہ صدمہ برداشت نہ کر سکا۔ کوٹھی بھی نیلام ہو گئی تھی۔ ماں نے اپنے زیورات بیچ کر اس کے پاس رقم بھجوائی۔ تاکہ وہ لندن سے واپس آ سکے۔ اس کا ماموں رقم لے کر گھر سے نکلا لیکن لندن نہیں گیا۔ مزید کچھ رقم حاصل کر کے وہ دوسرے شہر جا کر ان روپوں سے کاروبار کرنے لگا۔

ادھر جب رانی لندن میں پیسے پیسے کو محتاج ہوئی تو راجر اسمتھ نے اس کی مدد کی۔ دونوں کالج میں دوست کی حیثیت سے جانتے تھے۔ راجر اس سے محبت کرتا تھا اور اسے سمجھاتا تھا "واپس جا کر کیا کرو گی۔ ماں کو بھی یہیں بلا لو۔ میں خاندانی رئیس ہوں۔ یہاں پھر تمہاری مسرتوں کے دن واپس آ جائیں گے۔"

وہ انکار کرنے والی تھی۔ راجر ایک اچھا دوست بھی تھا' اچھا انسان بھی تھا لیکن دوستی اور محبت میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ وہ ہندوستان جا کر اپنی ذات کے کسی معقول شخص سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ ایسے وقت ایک خط ملا کہ ماں بھی مر چکی ہے۔ پھر تو وہ بھری دنیا میں تنہا رہ گئی۔ اب راجر کے سوا اس کا کوئی نہیں تھا۔ حالات نے اسے قائل کر دیا کہ راجر سے اچھا جیون ساتھی اسے نہیں ملے گا۔

اب ایک ہفتے بعد ان کی شادی ہونے والی تھی۔ راجر بزنس ٹور پر اسے اپنے ساتھ استنبول لے آیا تھا۔ شاید اس لیے بھی اسے لے آیا تھا کہ تقدیر دیوی کو پربھا رانی کے ذریعے برادر کبیر یعنی پارس

سے بچانا چاہتی تھی۔

وجے کمار نے لانچ کا انتظام کرلیا تھا۔ دیوی، پربھارانی کے اور اجے کمار، راجر کے دماغ پر چھا گیا تھا۔ اس طرح وہ ان دونوں کو لانچ میں لے آئے۔ جب لانچ روانہ ہوئی تو دیوی نے رانی کو کیبن میں پہنچا کر وہاں ایک برتھ پر لٹا دیا۔ اجے کمار نے راجر کے دماغ کو خیال خوانی کی مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔ وہ لانچ کے عرشے پر کھڑا تھا اور وجے کمار لانچ کے سٹیوارڈ سے دوستی کرکے اس سے باتوں میں وقت گزار رہا تھا۔ اس کے علاوہ دو اور ملازم تھے جن سے وقت آنے پر نمٹا جاسکتا تھا۔

سفر کے دوران دیوی نے رانی کو اپنا معمول بنایا۔ پھر اس کے دماغ سے اس کے ماضی کو بھلا دیا۔ اس کے بعد اس کے ذہن میں یہ نقش کرنے لگی کہ اس کا نام شی تارا ہے۔ آج کل دیوی کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ وہ ایک عالمی شہرت رکھنے والے ماہر علم نجوم کی بیٹی ہے۔ ایک برہمن زادی ہے۔ اس نے بھی باپ کی طرح علم نجوم میں کمال بھی حاصل کیا ہے اور دن رات کی محنت سے ٹیلی پیتھی بھی سیکھی ہے۔

دیوی جو کچھ کہہ رہی تھی وہ رانی کے ذہن میں نقش ہوتا جارہا تھا۔ اور یہ باتیں بھی نقش ہوئیں کہ پارس کا مذہب بدل کر اسے اپنا دھرم پتی بنانا چاہتی ہے۔ اس مقصد کے لیے اس کی جوتش ودیا نے ا... دس برس تک دنیا والوں سے چھپ کر تپیا کرنے کی راہنمائی کی ہے۔ اس کے مطابق وہ دنیا والوں سے اپنا اصلی چہرہ اور اپنی اصلی آواز چھپاتی آرہی ہے۔ وہ ان دس برسوں میں پارس کے پاس بھی نہیں جاسکتی تھی۔ مگر اسے دیوانہ وار چاہتی تھی۔ اس لیے پارس کو اپنی نظروں کے سامنے رکھنے کے لیے اس نے ایک ڈی شی تارا بنائی تھی۔ اس ڈی کے ذریعے وہ پارس کو دیکھتی تھی اور ایسی تدبیریں کرتی رہتی تھی کہ اسے دس برس تک تپیا نہ کرنا پڑے اور پارس ذہنی طور پر اس کا معمول اور تابعدار بن کر اپنے مذہب کو بھول کر اس کا دھرم پتی بن جائے۔

لیکن پچھلے دنوں یہ بھید کھل گیا کہ اصلی شی تارا زیر زمین رہتی ہے۔ پھر وہ سونیا سے بچنے کے لیے زمین پر بڑی رازداری سے آئی تھی۔ پھر ایم آئی ایم کے برادر کبیر سے اس کی ٹھن گئی۔ وہ اسے نقصان بھی پہنچاتا رہا۔ پھر اس نے یہ معلوم کرلیا کہ دیوی استنبول میں ہے۔ لہٰذا اب یہ دیوی استنبول سے فرار ہو کر پرنس آئی لینڈ جارہی ہے۔ وہاں سے ایک ارب پتی شخص کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر اس کے ذریعے اٹلی کے شہر روم جائے گی۔ پھر وہاں سے واشنگٹن جانے کا ارادہ ہے۔

وہ اپنی زندگی کی تمام اہم تفصیلات رانی کو ذہن نشین کراتی رہی۔ اسے ہر پہلو سے زیر زمین رہنے والی دیوی شی تارا بناتی رہی۔ اس میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ صرف ایک ٹیلی پیتھی جاننے کی کمی رہ گئی تھی۔ اس کے لیے بھی اس نے سوچ لیا تھا کہ وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہونے کے بعد وہ رانی کو واشنگٹن لے جائے گی پھر سپر ماسٹر وغیرہ کو پہلے کی طرح ٹریپ کرکے رانی کو بھی ٹرانسفارمر مشین سے گزارے گی اور اسے ٹیلی پیتھی جاننے والی مکمل دیوی شی تارا بنادے گی۔ اس طرح صرف برادر کبیر نہیں، سونیا بھی رانی کو دیوی سمجھ کر دھوکا کھاتی رہے گی۔

اس نے پوری طرح عمل کرنے کے بعد رانی کو تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ پھر اجے اور وجے کمار سے کہا "اب راجر ا... کو مار کر پانی میں پھینک دو۔ رانی ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سوتی رہے گی۔ اس سے پہلے پرنس آئی لینڈ نہیں پہنچنا چاہیے۔ اس لیے لانچ کو ادھر اُدھر گھماتے رہو۔"

خود کو زندہ اور بااختیار رکھنے کے لیے دوسرے بے گناہوں اور بے قصور لوگوں کی جانیں لی جاتی ہیں۔ بیچارے راجر ا... کو مار کر پھینک دیا گیا۔ اس کے ساتھ لانچ کے دو ملازموں کو بھی پانی میں مچھلیوں کی خوراک بنا دیا گیا۔ صرف اسٹیو... ڈ کے دماغ پر حاوی رہ کر اسے زندہ رکھا گیا تاکہ وہ لانچ چلاتا رہے اور رانی کے تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد انہیں پرنس آئی لینڈ پہنچا دے۔

دیوی جس نئے منصوبے پر عمل کررہی تھی اس میں اس حد تک کامیاب ہوچکی تھی کہ اس نے تقریباً ایک مکمل دیوی شی تارا تیار کرلی تھی۔ اگر جزیرے میں برادر کبیر یا اس کے مجاہد دیوی کو تلاش کرتے پھرتے تو شاید رانی تک پہنچ جاتے۔ اسے دیوی سمجھ کر مار ڈالتے۔ یا پھر اسے اپنے کسی خفیہ اڈے میں لے جاتے۔

ویسے دیوی نے یہ طے کرلیا تھا کہ رانی کو ہمیشہ اپنی ڈمی بنا کر رکھے گی اور اس کے ذریعے بہت اہم کام کرتی رہے گی۔ اس نے اجے سے کہا "کیبن میں ٹیلی فون ڈائریکٹری پڑی ہے۔ اسے دیکھو اور اس ارب پتی کا فون نمبر معلوم کرکے اس سے رابطہ کرو اور اس کی آواز سناؤ۔"

وہ مشہور شخص تھا۔ نمبر ملنے میں دیر نہیں لگی۔ رابطہ کرنے پر اس کے سیکریٹری کی آواز سنائی دی۔ دیوی آواز سن کر اس کے اندر پہنچ گئی۔ اس سے ریسیور رکھوا کر اسے اپنے آقا کے پاس جانے پر مائل کیا۔ اس جزیرے اور وہاں کے محل کی مالکہ پہلے ایک مسلمان حسین اور جوان بیوہ تھی۔ اب اس جزیرے کو ایک ایسے بہت بڑے اسمگلر مار... ن مارکو نے خرید لیا تھا جو ترک حکومت میں ایک بہت اہم سیاستداں بھی تھا۔ اس لیے ترک فوج اور پولیس والے بھی اسے سلام کرتے تھے۔

اس کا سیکریٹری بھی دیوی کی مرضی سے اسے سلام کرنے گیا تو اس وقت مار... ن مارکو شراب پی رہا تھا اور اس کے سامنے ایک رقاصہ مختصر سے لباس میں ناچ رہی تھی۔ ایسے وقت کوئی اس کی تنہائی اور عیاشی میں مخل نہیں ہوتا تھا۔ سیکریٹری نے اس کی شاہانہ طرز کی خوبصورت سی خواب گاہ میں آکر اسے سلام کیا۔ رقاصہ نے اسے دیکھتے ہی ناچنا بند کردیا۔ مار... ٹیس مارکو نے اسے غصے سے دیکھا پھر کہا "بڈھے سیکریٹری! تو نے یہاں آنے کی جرأت کیسے کی۔ کیا تو نہیں جانتا کہ تیری نوکری تو جائے گی مگر تجھے کتنی بڑی سزا ملے گی؟"

وجے کمار بھی اس کے دماغ میں موجود تھا۔ سیکریٹری نے اس کی مرضی کے مطابق کہا "مارکو! میں اپنی غلطی اور آپ کی طرف سے ملنے والی سزا کو بھی خوب سمجھتا ہوں۔ اس کے باوجود آپ سے ایک شکایت کرنے آیا ہوں۔"

"تو اور مجھ سے شکایت کرنے آیا ہے؟ ذرا میں بھی سنوں کہ شکایت کیا ہے؟"

وہ بولا "میں دو برس بعد ساٹھ برس کا ہو جاؤں گا مگر ابھی سے سٹھیا گیا ہوں۔ اور آپ کی طرح تھوڑی سی پینا اور جوان عورت کا رقص دیکھنا چاہتا ہوں۔"

مارکو کو غصہ آنا چاہیے تھا لیکن اس کے اندر دیوی تھی۔ اس نے دیوی کی مرضی کے مطابق ایک قہقہہ لگایا پھر کہا "تیری آمد پر غصہ آیا تھا مگر اس بڑھاپے میں یہ شوق اور یہ تمنا دیکھ کر بڑا مزہ آرہا ہے۔ تو شکایت کرنے آیا ہے۔ جا میں تیری آرزو پوری کروں گا۔ آج یہ حسین رقاصہ تیرے نام کردوں گا اور یہ آدھی بوتل بچی ہوئی شراب بھی لے جا۔ اس محل کا جو کمرا پسند ہو اس میں جاکر عیاشی کر۔"

پھر اس نے رقاصہ کو حکم دیا کہ وہ بوتل اٹھا کر اس کے سیکریٹری کے ساتھ چلی جائے۔ وہ زر خرید حکم کی بندی تھی، بوتل اٹھا کر سیکریٹری کے ساتھ چلی گئی پھر اس نے اپنے سیکورٹی افسر کو بلایا اور کہا "ابھی ایک لانچ میں میرے تین مہمان آرہے ہیں۔ ایک حسین عورت اور دو مرد۔ عورت کا نام ڈی شی ہے۔ تم ابھی لانچ کی بندرگاہ پر جاؤ اور ان تینوں کو عزت اور آرام سے لے آؤ۔"

وہ "آل رائٹ سر" ... چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد مارکو نے طیارے کے انجینئر کو بلایا۔ پھر اس کے حاضر ہونے پر کہا "ابھی اپنے ماتحتوں کے ساتھ اس طیارے کو اچھی طرح چیک کرو۔ ایندھن کی ٹنکی فل کرنے کے بعد فاضل ایندھن سے بھرے ہوئے، دو کین بھی رکھ دو۔ ہم ذرا فضائی تفریح کے موڈ میں ہیں۔"

انجینئر نے کہا "میں ابھی آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ لیکن آج دن کے وقت استنبول کے وی آئی پی ائرپورٹ پر دو طیارے تباہ کردیے گئے تھے۔ تب سے حکومت نے کل صبح تک تمام پروازوں کو ملتوی کردیا ہے اور آپ کے نام بھی پیغام ارسال کیا تھا کہ کل صبح تک پرواز نہ کریں۔"

وہ بولا "جس حکومت نے یہ پیغام بھیجا ہے، میں اسی حکومت کا ایک اہم رکن ہوں۔ جاؤ اور طیارے کو تیار رکھو" وہ بھی حکم کی تعمیل کے لیے چلا گیا۔ وجے کمار بھارت کا ایک تجربہ کار پائلٹ تھا۔ وہ انجینئر کے دماغ میں رہا تاکہ طیارے کی چیکنگ ہوتے خود بھی دیکھے اور مطمئن ہوسکے۔ دیوی نے ماسٹر مارکو کو وہیں پلنگ پر لٹا دیا۔ اسے تھپک کر سلایا۔ پھر اس پر عمل کرنے لگی۔ اب سے پہلے اس نے پربھارانی پر عمل کیا تھا۔ وہ ایک گھنٹے بعد بیدار ہونے والی تھی۔ اتنا وقت گزارنے کے لیے اس نے مارکو کو اپنا معمول بنا کر اس کے ذہن میں یہ نقش کیا کہ اس کی ایک مہمان آرہی ہے جس کا نام ڈی شی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے دو ساتھی ہیں۔ وہ ان تینوں پر کسی قسم کا شبہ نہیں کرے گا۔ اس کے اندر ڈی شی جو بولے گی، اس پر عمل کرتا رہے گا۔ اگر ڈی شی کے سوا کسی کی سوچ کی لہر دماغ میں آئے تو وہ فوراً سانس روک لے۔ اور آدھے گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کے بعد بیدار ہوگا تو شراب کا نشہ بھی اتر جائے گا۔

اس طرح اس نے مارکو کو بھی اپنا معمول اور تابعدار بنا کر آدھے گھنٹے کے لیے سلا دیا۔ اسی حساب سے جب رانی ایک گھنٹے بعد بیدار ہوئی تو ادھر مارکو بھی ... گھنٹے بعد بیدار ہوگیا۔

لانچ اس جزیرے کے ساحل پر پہنچ گئی۔ مارکو کا سکیورٹی افسر چند مسلح گارڈز کے ساتھ ان کے استقبال کے لیے آیا تھا۔ دیوی کیبن کے اندر چھپی رہی۔ رانی اب خود کو دیوی شی تارا سمجھ رہی تھی۔ وہ اجے اور وجے کمار کے ساتھ محل سے آنے والی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔

دیوی نے لانچ کے اسٹیو... ڈ کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ اس لیے وہ یہ کسی سے نہ پوچھ سکا کہ لانچ میں دو عورتیں اور تین مرد سوار ہوئے تھے، ان میں سے ایک عورت اور ایک مرد (راجر ا...) کہاں ہیں۔ وہ اسٹیو... ڈ جزیرے کے مالک کی سکیورٹی فورس کو دیکھ کر مرعوب ہوگیا تھا۔

ان کے جانے کے بعد دیوی نے اسٹیو... ڈ کو لانچ کے کیبن میں خیال خوانی کے ذریعے سلا دیا اور اس کے دماغ کو ہدایت دی کہ وہ صبح آٹھ بجے سے پہلے بیدار نہیں ہوگا۔ وہ بیچارہ گہری نیند سوتا رہ گیا۔ یہ لانچ سے اتر کر ساحل پر آگئی۔ وہاں دور تک ساحلی سڑک روشن تھی۔ ہوٹل، قمار خانے اور شراب خانے کھلے ہوئے تھے۔ سنیما، تھیٹر اور بچوں کے کھیل تماشے کے کلب وغیرہ روشنیوں سے جگمگا رہے تھے۔ بوڑھوں کے لیے ٹھنڈی ساحلی ہوا کا لطف اٹھانے، ایک دوسرے سے گزری ہوئی جوانی کا دکھڑا سنانے کے لیے اوپن ریستوران وغیرہ تھے۔ ایسے دو چار ریستورانوں میں صرف بوڑھی عورتیں اور بوڑھے مرد ہی جاتے تھے۔ رانی، دیوی بن کر محل میں جاچکی تھی۔ دیوی ابھی تک مارلن کے روپ میں تھی۔ وہ بوڑھوں کے ایک ریستوران میں آکر بیٹھ گئی۔

وہاں بیٹھنے کا مقصد یہ تھا کہ اس کے حسن و شباب کو دیکھ کر للچانے والے جوان نہیں تھے۔ کوئی اس کی تنہائی میں مخل نہ ہوتا اور وہ سکون سے خیال خوانی کے ذریعے اپنی نئی ڈمی اور ماتحتوں کی خیریت معلوم کرتی رہتی اور ان کے کام بھی آتی رہتی۔

وہ کھلی فضا میں ایک میز کے پاس آکر کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہاں آس پاس کی میزوں پر بیٹھی ہوئی بوڑھیاں اور بوڑھے اور ریستوران کے مالک اور ملازمین نے اسے حیرانی سے دیکھا۔ ریستوران کا مالک بھی بوڑھا تھا۔ تمام ملازم بھی بوڑھے تھے۔ مالک نے آکر اس سے کہا "مس! شاید آپ نے یہاں کا سائن بورڈ نہیں پڑھا ہے؟"

وہ بولی "مجھے پڑھنا آتا ہے اور اگر نہ آتا تو میں یہاں صرف بوڑھے ہی بوڑھے دیکھ کر سمجھ لیتی کہ یہ ریستوران مجھ جیسی بوڑھیوں کے لیے ہے۔"

مالک نے حیرانی سے پلکیں جھپکا کر اسے دیکھا پھر پوچھا "آپ اس قدر جوان ہو کر خود کو بوڑھی کہہ رہی ہیں؟"

وہ ہنس کر بولی "بڑھاپے میں تمہاری آنکھیں کچھ زیادہ ہی کمزور ہو گئی ہیں۔ مجھے ذرا غور سے دیکھو۔"

وہ اس کے دماغ پر سوار ہو گئی۔ وہ غور سے دیکھنے لگا تو اس کی سوچ میں کہنے لگی "ہاں اندر سے بوڑھی ہے اوپر سے اتنا زیادہ میک اپ کیا ہے کہ جوان نظر آتی ہے۔"

وہ قائل ہو کر بولا "ہاں آپ بوڑھی ہو سکتی ہیں۔ مگر کمال کا میک اپ کیا ہے۔ بالکل جوان لگ رہی ہیں۔ فرمائیے کیا کھانا پینا پسند کریں گی؟"

اس نے کہا "ایک گلاس ٹھنڈا لیمن اسکواش لے آؤ۔"

"بڑھاپے میں ٹھنڈی چیزیں نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس لیے ہم ایسی چیزیں نہیں رکھتے۔"

اسے بھوک لگ رہی تھی۔ وہ بولی "بہترین بُھنا ہوا گوشت ملے گا؟"

وہ بولا "بڑھاپے میں گوشت ہضم نہیں ہوتا۔ ہم یہاں ہلکی خوراک رکھتے ہیں۔ اس میں بھی نمک کم ہوتا ہے کیونکہ زیادہ نمک بوڑھوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔"

وہ بیزار ہو کر بولی "اچھا چائے لے آؤ۔"

"ابھی لاتا ہوں۔ مگر چائے پھیکی ہو گی کیونکہ بے شمار بوڑھے شوگر کے مریض ہوتے ہیں۔"

اسے ہنسی آگئی۔ پھر وہ بولی "میں بھول جاتی ہوں کہ بوڑھی ہو چکی ہوں۔ اکثر لوگ بوڑھے ہو کر بھی اس خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ وہ جوان ہیں اور جوانوں کی طرح ہر چیز کھا پی کر ہضم کر سکتے ہیں۔ اچھا یہ بتاؤ جو بوڑھا شوگر کا مریض نہ ہو' اسے تو تم میٹھی چائے دیتے ہو گے۔"

"اسے ہم نصیحت کرتے ہیں کہ شوگر کے مریض نہیں ہو تو خدا کا شکر ادا کرو اور میٹھی چائے سے پرہیز کرو۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "میں تمہاری نصیحت یاد رکھوں گی۔ یہاں تنہا بیٹھ کر کچھ وقت گزارنا چاہتی ہوں اس لیے پھیکی ہی سہی' چائے پلا دو۔"

اس نے پھر نصیحت کی "آپ کو تنہا نہیں بیٹھنا چاہیے۔ اس لیے کہ بوڑھے دن رات تنہا رہتے ہیں۔ ان کی جوان بیٹیاں اپنے شوہروں کے ساتھ اور جوان بیٹے اپنی بیویوں کے ساتھ مگن رہتے ہیں۔ ہم بوڑھوں کے اندر کہنے کے لیے بہت کچھ ہوتا ہے مگر سننے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اسی لیے یہ چند ریستوران قائم کیے گئے ہیں۔ یہاں اجنبی بوڑھیاں اور بوڑھے آتے ہیں۔ ایک دوسرے سے شناسائی پیدا کرتے ہیں اور خوب جی بھر کے اپنے اپنے دل کی باتیں اور اپنا اپنا دکھڑا سنا کر ایک دوسرے سے ہمدردیاں کرتے ہیں۔"

وہ متاثر ہو کر بولی "تم نے بوڑھوں کی زندگی کا بہت ہی دل گداز پہلو پیش کیا ہے۔ یہاں آنے والے بوڑھے جب تک یہاں ایک دوسرے سے بولتے ہوں گے اپنی بے مروت اولادوں کو بھول کر زندگی کا تھوڑا سا آکسیجن حاصل کر لیتے ہوں گے۔"

"جی ہاں۔ میں تو کہتا ہوں' دنیا کے ہر ملک' ہر شہر اور قصبے میں ایسی جگہ قائم کرنا چاہیے جہاں انسان کا بڑھاپا چند گھنٹوں کے لیے خوشگوار ہو جائے اور انہیں اطمینان رہے کہ روزانہ اسی طرح کوئی تو ان کی باتیں سننے والا یا سننے والی ملے گی۔"

وہ بولی "کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں صرف چائے پینے تک تنہا رہوں اور تم کسی کو میرے پاس آنے نہ دو؟"

"میں سمجھ گیا۔ آپ یہاں تھوڑی دیر تنہائی میں اپنے کسی مسئلے پر غور کرنا اور اس کا حل تلاش کرنا چاہتی ہیں۔"

"ہاں۔ کچھ ایسی ہی بات ہے۔"

وہ ایک طرف اشارہ کر کے بولا "اس بڑی میز کی طرف دیکھیں۔ وہاں ایک بوڑھے کے اطراف کتنی ہی بوڑھیاں اور بوڑھے بیٹھے اس کی باتیں سن رہے ہیں۔ وہ ہمیشہ یہاں آتا ہے اور پریشان رہنے والے بوڑھوں کے مسائل سن کر انہیں بہترین مشورے دیتا ہے۔ وہ علم نجوم کا ماہر ہے اور اس نے دنیا کے ہر ملک کی سیر کی ہے اور انسانی نفسیات کو خوب سمجھتا ہے۔ آپ چائے پی کر وہاں جا سکتی ہیں۔"

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم اسے یہاں بلاؤ اور میں تنہائی میں اس سے باتیں کروں؟"

"یہ ذرا مشکل ہے۔ وہ روزانہ اسی میز پر بیٹھتا ہے۔ ضرورت مند بوڑھے اس کے پاس جاتے ہیں۔ ویسے میں آپ کا پیغام پہنچا دوں گا۔ ہو سکتا ہے' وہ آپ کے پاس چلا آئے۔"

وہ بوڑھا مالک چلا گیا۔ دیوی نے دور ایک بڑی سی میز کی طرف دیکھا۔ اس بوڑھے سے اس لیے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ علم نجوم کا ماہر تھا اور اسے بھی جوتش ودیا میں مہارت حاصل تھی۔ وہ کوئی جاسوس یا دشمن نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہاں روزانہ آیا کرتا تھا اور وہاں روزانہ آنے والا دیوی کا کوئی دشمن نہیں تھا۔

ایک بوڑھا ویٹر پھیکی چائے کی ایک پیالی اس کے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ اس نے چائے کی ایک چسکی لی۔ پھر پھیکے پن کے باعث منہ بنایا۔ ریستوران کا بوڑھا مالک اس بڑی سی میز کی طرف جا رہا تھا۔ جہاں بوڑھے کافی تعداد میں نظر آ رہے تھے۔ مالک نے اس ماہر علم نجوم سے کہا "دس نمبر کی میز پر ایک خاتون آپ سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔"

علم نجوم کے ماہر نے سر گھما کر دیوی کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔ "عقل کہتی ہے کہ ایک کو خوش کرنے کے لیے دس کو مایوس نہ کرو۔ ویسے میں اسے بھی مایوس نہیں کروں گا۔ یہاں ان سے باتیں کر لینے کے بعد اس خاتون کے پاس ضرور جاؤں گا۔"

دیوی خیال خوانی کے ذریعے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ علم نجوم کے ماہر کے اندر پہنچ گئی۔ اس کا نام کارل بوزا تھا۔ وہ ایک روسی یہودی تھا۔ تقریباً بارہ برس پہلے ہجرت کر کے یورپ آیا تھا۔ اور اس جزیرے میں پچھلے تین برسوں سے تھا۔ سب اس کی عزت کرتے تھے۔ دیوی نے مختصر سی خیال خوانی سے معلوم کیا کہ وہ نہ تو دشمنوں میں سے ہے اور نہ ہی اس سے کوئی نقصان اسے پہنچے گا۔

فی الوقت اتنی ہی معلومات کافی تھیں کیونکہ وہ پہلے اپنوں کی خبر لینا چاہتی تھی۔ اگرچہ ان کے لیے بھی کوئی خاص پریشانی نہیں تھی۔ کیونکہ ڈمی دیوی کے ساتھ دو غیر معمولی ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود تھے۔ وہ ماسٹر مارکو کے اندر پہنچ گئی۔ دیوی نے اس پر مختصر سا عمل کر کے اپنا معمول بنایا تھا اور اس کے ذہن میں چند اہم باتیں نقش کی تھیں جن کے مطابق اس نے اپنے محل میں آنے والے تین مہمانوں کا استقبال کیا تھا۔

جب اس نے رانی کے حسن و شباب کو دیکھا تو اپنا تھوک نگلنے لگا کہ کہیں رال نہ ٹپک پڑے۔ وہ حسین ترین لڑکیوں کو اپنی دولت سے خرید لیتا تھا۔ لیکن ایسی کوئی بھی حسینہ جو دولت سے خریدی نہ جا سکتی ہو' وہ اور زیادہ حسین لگتی ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ حاصل نہ ہونے والی چیز سب سے مہنگی لگتی ہے اور اسے حاصل کرنے کی ایک ضد سی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ ضد بھی نہیں کر سکتا تھا' اپنی طاقت سے بھی حاصل نہیں کر سکتا اور نہ اس کے قدموں میں گر کر حسن کی خیرات مانگ سکتا تھا۔ کیونکہ دیوی کا معمول اور تابعدار بنا ہوا تھا۔

پھر بھی اس نے کہا "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میری مہمان اس قدر حسین ہو گی۔ سوچتا ہوں تمہارے حسن کی تعریف کیسے کروں؟"

وجے کمار نے کہا "اچھی چیز کی تعریف کرنا چاہیے مگر یہ بھی سمجھتے رہو کہ پھول کے ساتھ یہ دو کانٹے ہیں۔"

اجے کمار نے کہا "جسم کو صحت مند اور طاقتور بنانے والے کو باڈی بلڈر کہتے ہیں مگر ہم دونوں باڈی بلڈر جسموں کو بناتے نہیں' بلکہ توڑ پھوڑ کر رکھ دیتے ہیں۔"

ماسٹر مارکو نے کہا "جی ہاں۔ آپ دونوں کے پہاڑ جیسے جسموں کی تعریف بھی ضرور کروں گا۔ ایسا لگتا ہے جیسے آپ دونوں چٹانوں سے تراشے گئے ہیں۔"

رانی نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا "میں ہوائی جہاز پر ابھی سیر کرنا چاہتی ہوں۔"

وہ بولا "ضرور۔ کیوں نہیں؟ میں تمہارے ایک اشارے پر دنیا کا سب سے مہنگا جہاز خرید کر لا سکتا ہوں۔"

"وہ تو بعد میں خریدو گے۔ مگر ابھی جو تمہارے پاس ہے' اس میں بیٹھ کر سیر کروں گی۔"

"بے شک۔ میں نے تمہاری آمد سے پہلے ہی ایک طیارہ ہنگامی ضرورت کے لیے تیار رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں پہلے تم رات کا کھانا میرے ساتھ نوش فرماؤ پھر۔۔۔"

وہ بات کاٹ کر بولی "نہیں۔ میں پہلے جس چیز کی خواہش کرتی ہوں' اسے پورا کرتی ہوں۔ اس لیے پہلے سیر کروں گی۔"

وہ رانی کی خواہش پوری کرنے کے لیے ان تینوں کے ساتھ محل کے اندر مختلف حصوں سے گزرنے لگا اور کہنے لگا "تمہاری آمد سے میرے محل کی رونق بڑھ گئی ہے۔ تم طیارے میں سیر کرنے جاؤ۔ میں بڑی بے چینی سے تمہاری واپسی کا انتظار کروں گا۔"

وہ محل سے نکل کر پائیں باغ میں آئے۔ اس خوبصورت باغ سے گزرنے کے بعد ایک وسیع میدان تھا۔ اس پر ایک پختہ رن وے تھا' جہاں ایک چھوٹا طیارہ کھڑا ہوا تھا۔ ایک پائلٹ بھی وہیں موجود تھا۔ اجے کمار نے کہا "ہماری مالکہ فلائی کرنے کے سلسلے میں صرف مجھ پر بھروسا کرتی ہیں۔ میں بھی پائلٹ ہوں۔ لہٰذا آپ کا پائلٹ یا آپ کا کوئی گارڈ بھی ہمارے ساتھ نہیں جائے گا۔"

ماسٹر مارکو نہ اعتراض کر سکتا تھا اور نہ ہی یہ سوال کر سکتا تھا کہ تین اجنبی کون ہیں جو کسی چوتھے کو اپنے ساتھ لے جانا نہیں چاہتے ہیں۔ وہ یہ بھی نہیں سمجھ سکتا تھا کہ اپنا طیارہ انہیں کیوں دے رہا ہے؟ دیوی نے اس کے دماغ پر حاوی ہو کر اسے سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

وہ تینوں طیارے میں سوار ہوئے۔ اسی وقت اجے کمار نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے کہا "تم کون ہو؟ کیا ہماری دیوی جی کو تلاش کر رہی ہو؟ ذرا اپنا تعارف تو کراؤ۔"

وہ ثانی تھی۔ اجلاس والی عمارت میں اجے کمار کی آواز سن چکی تھی۔ لیکن اجے کمار ثانی کو آواز اور لہجے سے پہچان نہیں سکتا تھا۔ وہ بولی "میں تمہارے ذریعے معلوم کر رہی ہوں کہ تم اپنے ساتھی اور ایک جوان عورت کے ساتھ جا رہے ہو۔ یہ عورت کون ہے؟"

"تم خیال خوانی کرتی ہو۔ اس کے دماغ میں جاؤ۔ اگر نہ جا سکو تو سمجھ لینا یہ ہماری دیوی جی ہیں۔"

پھر اجے نے رانی سے کہا "دیوی جی! کیا آپ کسی کو اپنے دماغ میں آنے دیں گی؟"

رانی ڈمی دیوی بنی ہوئی تھی۔ اس نے دیوی کی آواز اور لہجے

میں کہا" آنے والی سے کہو۔ سانپ نکل جائے تو لاٹھی نہیں پیٹنا چاہیے۔"

ثانی نے اجے سے کہا "اپنی دیوی سے کہو کہ برادر کبیر سے بات کرے۔"

اجے نے طیارے کے انجن کو اسٹارٹ کرتے ہوئے اصلی دیوی کو مخاطب کیا۔ پھر کہا۔ "ابھی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی آئی تھی۔ میں اسے پہچان نہ سکا۔ لیکن اس کا تعلق ایم آئی ایم سے ہے۔ کیونکہ اس نے کہا ہے کہ آپ برادر کبیر سے بات کریں۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ طیارہ رن وے پر تیزی سے چلنے پھر دوڑنے لگا۔ اس کے بعد فضا میں بلند ہونے لگا۔ جب اس کی پرواز ہموار ہوگئی تو دیوی نے تینوں کے پاس آکر کہا "آئندہ تم میں سے کوئی کسی کو دماغ میں آنے نہ دے' محتاط رہو۔"

وہ انہیں ہدایات دے کر بوڑھوں کے ریستوران میں دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ اس کے سامنے میز پر پھیکی چائے کی پیالی رکھی ہوئی تھی جسے وہ دوا کی طرح ناگواری سے پی رہی تھی۔ اب اسے اطمینان تھا کہ اس کی ڈمی بخیریت اجے اور دجے کے ساتھ طیارے میں پرواز کررہی تھی اور اب برادر کبیر اور اس کی تنظیم کے خیال خوانی کرنے والے انہیں روک نہیں سکتے تھے۔

اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی اور پارس کے اندر پہنچ گئی۔ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی اس نے کہا "اچھا تو آپ تشریف لے آئیں۔ اب سے چار گھنٹے پہلے میرے دماغ سے کیوں بھاگ گئی تھیں؟"

"اس لیے کہ تم شیطان ہو۔ ایسا لگتا ہے جیسے غیب کی باتیں جان لیتے ہو۔ تم نے یہ جان لیا تھا کہ میں استنبول میں ہوں۔ تم کتنے خطرناک ہو' یہ میں تمہارے اندر رہ کر اسپیڈ بوٹ کی آواز سے سمجھ رہی ہوں۔ تم مجھے ڈھونڈ نکالنے کے لیے پرنس آئی لینڈ کی طرف آرہے ہو۔"

"آرہا ہوں نہیں' آرہا تھا۔ اب یہ اسپیڈ بوٹ واپس جارہی ہے۔ ابھی میری خیال خوانی کرنے والی نے بتایا ہے کہ تم دو آدمیوں کے ساتھ ایک طیارے میں سوار ہوچکی ہو۔ اور یقیناً وہ طیارہ ماسٹر مارکو کا ہوگا۔"

وہ فاتحانہ انداز میں بولی "تم واپس جارہے ہو۔ یہ بھی تمہاری دانشمندی ہے کیونکہ میں تو ہاتھ سے نکل چکی ہوں۔ اس وقت ہمارا طیارہ تیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کررہا ہے۔"

"اکثر پیار کرنے والے کہتے ہیں کہ میری جان! میں تمہارے لیے آسمان سے تارے توڑ لاؤں گا۔ تم بھی آسمان کی بلندیوں پر ہو۔ اور میں تمہارا چاہنے والا ہوں۔ اس لیے تمہیں آسمان سے توڑ لاؤں گا۔ کیسے لاؤں گا' یہ تماشا بھی دیکھ لینا۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر پھر اس ریستوران کی میز پر آگئی۔ پارس نے پھر اس کا دل دھڑکا دیا تھا۔ اگرچہ اس سے سہم جانے والی کوئی بات نہ تھی۔ اس کی اسپیڈ بوٹ پرنس آئی لینڈ کی طرف نہیں آرہی تھی۔ وہ واپس جارہا تھا۔ اس کی خیال خوانی کرنے والی نے بتادیا تھا کہ دیوی اپنے دو آدمیوں کے ساتھ طیارے میں جاچکی ہے۔ لیکن وہ جو بولتا تھا تو اس کے پیچھے کوئی گہری بات ضرور ہوتی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اسے آسمان سے توڑ لائے گا۔

اصل بات یہ تھی کہ وہ واپس نہیں جارہا تھا' اسی جزیرے میں آرہا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جزیرے کے قریب پہنچ رہا تھا۔ اس نے سوچا' جب آہی گیا ہے تو رات کو واپس نہیں جائے گا۔ وہ رات جزیرے میں گزار کر کل دن کو کسی وقت چلا جائے گا۔ اس کے فرشتے کو بھی علم نہیں تھا کہ اصلی دیوی شی تارا اس جزیرے میں موجود ہے۔

سب اپنے اپنے طور پر پلاننگ کرتے ہیں۔ پارس کی پلاننگ بظاہر ناکام ہوئی تھی۔ وہ دیوی تک پہنچنے کے لیے صحیح سمت آرہا تھا۔ مگر ایک ڈمی دیوی کے طیارے میں جانے سے وہ اور ثانی دونوں ہی دھوکا کھاچکے تھے۔

دیوی کا منصوبہ بھی یہی تھا کہ وہ اپنی روپوشی کے دس برس پورے کرلے اور استنبول میں بھی رہے تاکہ کسی تدبیر سے برادر کبیر کا سراغ لگا سکے۔ اگر برادر کبیر وہ شہر چھوڑ کر کہیں چلا جائے گا تو پھر ایسے خطرناک دشمن تک شاید کبھی نہ پہنچ سکے جو اپنی مکاریوں سے اور حاضر دماغی سے اس کے حواس پر چھا گیا تھا۔ اور اسے ایسے الجھا کر رکھے ہوئے تھا کہ وہ ایک عرصے سے پارس کا سراغ نہیں لگا پارہی تھی۔

پہلے ڈی شی تارا کے ذریعے پارس کو بالواسطہ پالیتی تھی۔ مگر ڈمی شی تارا کا بھید کھل گیا تھا اور وہ مکار ثابت ہوئی تھی تو پارس اسے چھوڑ کر کہیں گم ہوگیا تھا اور میں نے بھی یہ ظاہر کیا تھا کہ شی تارا کو میری فیملی سے نکال دیا گیا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر دیوی یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ شی تارا اور پوجا کو پارس نے اپنے ہی پاس رکھا ہے اور وہ دونوں بھی اسی شہر استنبول میں ہیں۔ شی تارا اور پوجا کی آوازیں اور لہجے بدل گئے تھے اس لیے دیوی ان کے اندر نہیں پہنچ سکتی تھی۔

پھر جناب تبریزی نے سپر ماسٹر وغیرہ سے صاف طور سے کہہ دیا تھا کہ وہ ایم آئی ایم کی تنظیم سے نہ کوئی تعلق رکھتے ہیں اور نہ ہی اس کے سربراہ کو جانتے ہیں۔ اور انہوں نے سچ کہا تھا۔ کیونکہ اس وقت تک ذاکر علی (وارنر ہیک) نے ایم آئی ایم کے سربراہ کی حیثیت سے جناب تبریزی سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ آخر میں ذاکر علی نے ضرورت سے مجبور ہوکر بابا صاحب کے ادارے سے ایک ایسے چالباز اور حاضر دماغ جوان کو طلب کیا تھا جو عملی سربراہ کا رول ادا کرسکے۔

ایسی صورت حال کے پیش نظر بھی دیوی کبھی یہ نہیں سوچ سکتی تھی کہ پارس ہی ایم آئی ایم کے عملی سربراہ برادر کبیر کا رول ادا کررہا ہے۔ وہ انجانے میں بار بار پارس سے ہی ٹکرا رہی تھی۔

وہ پہلی بار ایک ڈمی شی تارا پیش کرکے چار برس بعد ناکام ہوگئی تھی۔ یہ راز کھل گیا تھا کہ اصلی شی تارا زیر زمین رہتی ہے۔ اور یہ سازش بھی ظاہر ہوگئی تھی کہ وہ چونکہ دس برس سے پہلے ظاہر نہیں ہونا چاہتی تھی اور اسے ننھی اعلیٰ بی بی (ثانی) سے خطرہ تھا اس لیے وہ اسے ہلاک کرانے کی ناکام کوشش کرچکی تھی۔

اس کے بعد یہ ظاہر ہوگیا کہ زیر زمین رہنے والی دیوی زمین پر کس ملک اور کس شہر میں آگئی ہے۔ ایسے میں پھر دنیا والوں کو دھوکا دینا ضروری تھا۔ اس لیے اس نے ایک بار پھر ڈمی شی تارا بنائی اب اس نام میں دیوی کا اضافہ ہوگیا تھا۔ یہ فریب پہلے مرحلے میں کامیاب رہا تھا۔ دیوی دیکھ رہی تھی' برادر کبیر دھوکا کھا کر یہی سوچ رہا تھا کہ دیوی ایک طیارے کے ذریعے فرار ہوگئی ہے۔ پھر سونیا بھی اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے یہ سن کر خوش ہورہی ہوگی کہ دیوی زمین سے نکل کر منظر عام پر آگئی ہے۔ مگر بدستور روپوش رہتی ہے۔ اگر اب اعلیٰ بی بی (ثانی) کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گی تو دنیا کے کسی بھی ملک یا شہر سے دیوی کو ڈھونڈ کر ہلاک کردے گی۔ یوں سونیا بھی نہیں جان سکے گی کہ اس نے ایک ڈمی دیوی کو ہلاک کیا ہے۔

مختصر یہ کہ ایک ڈمی دیوی موجودہ حالات میں ضروری ہوگئی تھی اور بلاشبہ اصلی دیوی نے ابھی اپنی ڈمی سے خوب فائدہ اٹھایا تھا۔ جس طرح ثانی اور پارس کو دھوکا دیا تھا اسی طرح آئندہ سونیا کو بھی دھوکا دے سکتی تھی۔

اس نے دجے کمار سے کہا "برادر کبیر کو معلوم ہوگیا ہے کہ تم دونوں [illegible] کے ساتھ اس جزیرے سے نکل چکے ہو۔ اب ایم آئی ایم والے مختلف ممالک میں چاق و چوبند ہوکر تم لوگوں کا انتظار کریں گے اور ان کے خیال خوانی کرنے والے ہر اس ائرپورٹ کے متعلقہ افسران کو ٹریپ کریں گے جہاں تم وہ طیارہ اتاروگے۔ ویسے تم دونوں کی خیال خوانی کے مقابلے میں وہ کمزور رہیں گے اس کے باوجود جتنی جلدی ہوسکے اور اس طیارے سے پیچھا چھڑاؤ۔ ہوسکے تو یونان کے بدنام زمانہ اسمگلر الیگزنڈر کے پرائیوٹ پورٹ میں جہاز اتارو۔ ہم اس اسمگلر سے نمٹ لیں گے۔"

وہ بڑی دیر سے اس ریستوران میں بیٹھی ہوئی تھی۔ رات زیادہ ہورہی تھی اور بھوک بھی لگ رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ اب کسی دوسرے ریستوران میں جاکر کھانا چاہیے کیونکہ وہاں بوڑھوں کا پرہیزی کھانا ملتا تھا۔ وہ چائے کا بل ادا کرکے جانا چاہتی تھی' اسی وقت وہ بوڑھا کارل بونزا اس کے سامنے میز کی دوسری طرف آگیا۔ وہ بولی "آپ کا شکریہ۔ آپ میرے بلانے سے اس بھیڑ کو چھوڑ کر آگئے۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "میرے آس پاس بھیڑ لگی رہتی ہے۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ اسے آئندہ ہونے والی بات معلوم ہوجائے۔ یا اس کے کسی موجودہ مسئلے کا حل نکل آئے۔ مجھ سے جہاں تک ہوسکتا ہے' میں لوگوں کی پریشانیاں دور کرنے کی کوششیں کرتا ہوں۔ اب تم بتاؤ' تمہارا کیا مسئلہ ہے۔ ویسے یہ بتادوں کہ تم بھی یہاں ایک مسئلہ بن گئی ہو۔ یہاں پورے ریستوران میں بوڑھیاں اور بوڑھے شرط لگا رہے ہیں کہ تم جوان نظر آرہی ہو مگر بوڑھی ہو۔ بعض کہتے ہیں تم ہرگز بوڑھی نہیں ہو۔"

دیوی نے مسکرا کر پوچھا "آپ نے ان کا مسئلہ بھی حل کیا ہوگا۔ ذرا مجھے بھی بتائیں' کیا میں جوان نظر نہیں آرہی ہوں؟"

"بے شک۔ دودھ' دودھ ہی ہوتا ہے اور پانی' پانی ہی ہوتا ہے۔ دودھ میں پانی مل جائے تو اس کی خاصیت ختم ہوجاتی ہے صرف اس کی سفیدی رہ جاتی ہے۔ اسی طرح پانی کی بھی قدرتی خاصیت ختم ہوجاتی۔ پانی کی جو اپنی ایک نامعلوم سی لذت ہوتی ہے جو پیاس بجھا دیتی ہے' وہ باقی نہیں رہتی۔"

"میں کچھ سمجھ نہیں پائی۔ ان باتوں کا میری ذات سے کیا تعلق ہے؟"

"یہی کہ تم خالص دودھ تھیں مگر اب اس میں تھوڑا سا پانی ملنا شروع ہوگیا ہے۔ تم اپنی جوانی کے بہترین لمحات ضائع کرتی جارہی ہو۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟ آپ نے یہاں آکر بیٹھتے ہی مجھ میں ایسی کیا بات دیکھی ہے؟"

"میں قیافہ شناس ہوں۔ آنکھیں پڑھتا ہوں۔ جب آدمی زبان سے بولتا رہتا ہے تو آنکھیں بھی اس دوران بولتی رہتی ہیں۔ ایسے وقت زبان کچھ بولتی ہے اور آنکھیں کچھ بولتی ہیں۔ دونوں کی بولیوں میں فرق ہوتا ہے۔ تمہاری حرکتیں بھی کچھ ایسی ہیں۔ جس طرح تم جوان ہوکر بوڑھوں کے ریستوران میں آبیٹھی ہو اسی طرح تم زندگی بھی ایسی جگہ گزارتی رہی ہو جہاں گزارنے سے قیمتی لمحے ضائع ہوتے رہتے ہیں۔ دودھ کو پانی ماردیتا ہے۔ جوانی کو بڑھاپا کھا جاتا ہے اور ضدی آرزوؤں کو مسلسل انتظار چباتا رہتا ہے۔ پھر پتا نہیں چلتا کہ ہم پارہے ہیں یا کھو رہے ہیں۔ پھر ایک دن آئینہ پوچھتا ہے۔ بتاؤ تمہارے خوبصورت بدن کے ذخیرے میں جوانی کتنی رہ گئی ہے؟ اور بڑھاپے کی مقدار کتنی ہے؟"

دیوی اپنے سامنے بیٹھے ہوئے یہودی بوڑھے کارل بونزا کو ایک ٹک دیکھ رہی تھی۔ وہ اگرچہ فلسفیانہ انداز میں بول رہا تھا۔ لیکن جو بول رہا تھا اس کے پیچھے دیوی کی گزرتی ہوئی زندگی جھلک رہی تھی۔ اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"کیا آپ روحانیت میں ڈوب کر بولتے ہیں؟"

"میں ایک گناہگار بندہ ہوں۔ بھلا روحانیت سے میرا کیا تعلق ہوگا۔ میں ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوا مگر آج تک کبھی عبادت

گاہ میں نہیں گیا۔ اگر میں عیسائی ہوتا تو کبھی چرچ نہ جاتا۔ اور مسلمان ہوتا تو کسی مسجد کی سیڑھی پر قدم نہ رکھتا۔ خدا کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ میں نے یہ سوچنے میں بڑا سر کھپایا کہ جس نے یہ کائنات بنائی اسے کیسے سمجھا جائے۔ آخر یہی سمجھ میں آیا کہ خدا خود سمجھ میں آتا ہے۔ اگر انسان صرف اپنے اعمال کو اچھا بناتا چلا جائے۔"

"میں بات کچھ کہہ رہی تھی' آپ اس بات کو دوسری طرف لے جارہے ہیں۔"

"تم نے مجھ سے روحانیت کے متعلق پوچھا تھا۔ کیا میں روحانیت میں ڈوب کر بولتا ہوں۔ میرا جواب ہے نہیں۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ میں اچھے اعمال میں ڈوب کر بولتا رہوں۔"

"آپ نے ابھی کہا تھا کہ ضدی آرزوؤں کو مسلسل انتظار چبا جاتا ہے۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں ضدی ہوں اور ضد میں کسی کی آرزو کر رہی ہوں؟"

بوڑھے نے بڑی سنجیدگی سے زیرِ لب مسکرا کر اسے دیکھا۔ دیوی نے نظریں چرا لیں۔ وہ بولا "اگر تم اپنا پیدائشی نام' پیدائش کا وقت اور تاریخ بتاؤ۔ اور اپنی ماں کا نام بتاؤ تو میں تمہاری زندگی کی پوری داستان تمہارے سامنے بیان کردوں گا۔"

وہ سمجھ گئی کہ وہ بوڑھا بہت پہنچا ہوا قیافہ شناس' ماہر علم نجوم اور نہ جانے کیا کچھ ہے۔ اگر وہ اپنا نام اور جنم دن وغیرہ بتائے گی تو اس بوڑھے کو اس کی تمام اصلیت معلوم ہوجائے گی۔

بوڑھے نے کہا "بعض لوگ نامور ہوتے ہیں اور بعض بے نام ہوتے ہیں۔ لیکن وہ بڑے بیچارے ہوتے ہیں' جو اپنا نام اپنی زبان سے ادا نہیں کرسکتے۔ کبھی قبرستان میں جاکر دیکھو' بہت سی قبروں پر مرنے والوں کے ناموں کے کتبے نہیں ہوتے۔ آدمی کو زندگی میں کچھ نہ ملے مگر نام تو ملے۔"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی "میرا نام مارلن ہے۔ صحیح تاریخ پیدائش معلوم نہیں ہے ورنہ ضرور بتادیتی۔"

"تم نے ریستوران کے مالک کے ذریعے مجھے اپنے پاس بلایا ہے۔ کیا تمہارا کوئی مسئلہ ہے؟"

"ہاں ایک شخص ہے۔ میں نے اسے دیکھا نہیں ہے۔ صرف اس کی آواز سنی ہے۔ میں اس کی اصلیت معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ اسے دیکھنا چاہتی ہوں۔ لیکن اس طرح کہ وہ مجھے نہ دیکھے۔"

"تم نے اس کی آواز سنی ہے۔ ایک آواز تو وہ ہوتی ہے جو ریڈیو سے آتی ہے۔ ہم اسے سنتے ہیں۔ مگر اس بولنے والے کو دیکھ نہیں سکتے۔ ایک آواز ٹیلی فون سے آتی ہے۔ فون سے بولنے والا بھی دکھائی نہیں دیتا۔ ایک آواز دل سے نکلتی ہے۔ اس آواز کو صرف دل کی دھڑکنیں ہی سنتی اور سمجھتی ہیں۔ تم کسی آواز کے پیچھے بھاگ رہی ہو۔ یا کسی سائے کے پیچھے؟"

"سایہ؟" دیوی نے ایک دم سے چونک کر بوڑھے کو دیکھا۔ پھر پوچھا "کیا آپ نے یہ خبر پڑھی ہے یا سنی ہے کہ ایک شخص گوشت پوست کے ٹھوس جسم سے سایہ بن جاتا ہے؟"

"ہاں۔ میں نے سنا ہے۔ وہ ایم آئی ایم نامی تنظیم کا سربراہ ہے۔ کیا تم اسی کو دیکھنا چاہتی ہو؟"

"ہاں۔ میں اسی کو دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"یہ کون سا مسئلہ ہے۔ بہت سے پریس فوٹوگرافرز نے اس کی تصویریں اتاری ہیں۔ تم کل کے اخبار میں دیکھ لوگی۔"

وہ جھنجلا کر بولی "آپ اتنی دانائی کی باتیں کرتے ہیں اور اتنا نہیں سمجھتے کہ میں صرف اسے دیکھنا نہیں' اس کی اصلیت معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ اس کا پتا ٹھکانا معلوم کرنا چاہتی ہوں۔"

"مگر کیوں اس کا پتا ٹھکانا اور اس کی اصلیت معلوم کرنا چاہتی ہو؟ ابھی تک تم نے اپنا مسئلہ بیان نہیں کیا ہے؟ کیا اس نے تم سے قرضہ لے کر واپس نہیں کیا؟ یا وہ کوئی مجرم ہے اور تم قانون کی بالادستی کے لیے اسے پکڑنا چاہتی ہو؟ یا اس نے ذاتی طور پر تمہیں کوئی نقصان پہنچایا ہے؟"

وہ سر تھام کر سوچنے لگی۔ پھر بولی "وہ مجرم ہے۔ مگر جرم ایسے کرتا ہے کہ اپنے پیچھے کوئی ثبوت نہیں چھوڑتا۔ اس نے بھارت دیس کے ایک کرنل اور ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو قتل کردیا۔"

"یہ تو بڑے بڑے ملکوں کے معاملات ہیں۔ کیا تم کسی ملک کی جاسوسہ ہو اور اسے گرفتار کرنے کے لیے تلاش کر رہی ہو؟"

"ہاں' خون کا بدلہ خون ہوتا ہے۔ میں اسے بھی مرتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"ابھی تم نے کہا ہے کہ اس کی اصلیت معلوم کرنا چاہتی ہو۔ اگر یہ معلوم ہوجائے کہ وہ تمہارا رشتے دار ہے تو کیا پھر بھی اسے قتل ہوتے دیکھنا چاہو گی؟"

"اس دنیا میں میرا کوئی رشتے دار نہیں ہے۔"

"ابھی نہیں ہے۔ مگر شادی کے بعد تو رشتے داری ہوسکتی ہے۔"

"میری اس سے کبھی رشتے داری نہیں ہوگی۔"

"اگر تم تقدیر کو مانتی ہو تو یہ بھی مان لو کہ دشمن کبھی دوست بن کر اپنی زندگی میں داخل ہوجاتا ہے۔"

"میرا ایک ہی آئیڈیل ہے۔ جس کے انتظار میں جی رہی ہوں۔"

"آدمی کبھی کبھی اپنے سائے سے ڈر جاتا ہے۔ جب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی کا سایہ ہے تو وہ اپنے سائے پر مسکرانے لگتا ہے۔"

"آپ یا تو فلسفیانہ انداز میں بولتے ہیں۔ یا پھر گھما پھرا کر باتیں کرتے ہیں۔ کیا میرے مسئلے کا سیدھا سا حل نہیں بتاسکتے۔"

"کوئی مسئلہ ہوتا تو اس کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کرتا۔ وہ مسئلہ نہیں ہے۔ تم نے اپنے لیے ایک مسئلہ بنالیا ہے۔ ابھی تو میری سمجھ میں یہی بات آئی ہے کہ اسے دوست بنالو۔ دشمن سمجھو گی اور وہ تمہارے سامنے بھی آئے گا تو اسے نہ گرفتار کرسکو گی اور نہ ہی اسے کوئی نقصان پہنچا سکو گی۔"

"کیا آپ یہ سوچ کر کہہ رہے ہیں کہ میں ایک عورت ہوں اور ایک مرد پر قابو نہیں پاسکوں گی۔"

"تم یہی سمجھ لو۔ میں تمہارے سامنے ایک مرد بیٹھا ہوں۔ اگرچہ بوڑھا ہوں۔ اس کے باوجود مجھ پر قابو نہیں پاسکو گی۔"

دیوی نے اسے مسکرا کر دیکھا۔ پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کی سوچ میں بولی۔ "میں کرسی سے اٹھ رہا ہوں۔ اٹھنے کے بعد دوبارہ بیٹھ جاؤں گا۔"

بوڑھے کارل بونزا نے سوچ کے ذریعے کہا "میں کیوں خواہ مخواہ کرسی سے اٹھوں پھر دوبارہ بیٹھوں۔ پلیز مجھ بوڑھے کو اٹھنے بیٹھنے کی زحمت نہ دو۔"

وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔ وہ مسکرا کر بولا "جب ہوٹل کا مالک وہاں جاکر تمہارا پیغام مجھے دے رہا تھا اور میں مالک کو تمہارے پیغام کا جواب دے رہا تھا۔ اس وقت تم میرے دماغ میں آکر میرے خیالات پڑھنے لگی تھیں اور میں سمجھ گیا تھا کہ تمہارا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جو ٹیلی پیتھی جانتے ہیں' وہ خود ہی اپنے لیے مسائل پیدا کرلیتے ہیں۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "آپ کون ہیں؟"

"میں ایک بوڑھا ہوں۔ سچ مچ بوڑھا ہوں۔ تمہارا یا کسی کا بھی دشمن نہیں ہوں۔ چونکہ میں سب کا دوست ہوں۔ اس لیے میری زندگی میں کبھی کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میرا کوئی مذہب نہیں ہے۔ لیکن میں خدا کو اس لیے پہچان سکتا ہوں کہ اپنے اعمال اچھے رکھتا ہوں۔"

وہ بے یقینی سے بوڑھے کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بولا "یقین کرو یا نہ کرو۔ مگر یہ بات گرہ میں باندھ لو کہ خدا کی پہچان صرف اچھے اعمال سے ہوتی ہے۔"

اس نے پوچھا "سچ سچ بتائیں۔ آپ کون ہیں؟ کیا آپ بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں؟"

"ہمارے درمیان بڑی دیر سے گفتگو ہو رہی ہے۔ اتنی دیر میں' میں نے تمہارے بارے میں بہت کچھ کہہ دیا ہے۔ میرے کہنے کا انداز ایسا ہی ہے۔ تم سمجھ نہ سکو تو پھر کوئی تمہیں سمجھ نہیں سکے گا۔"

واقعی اس بوڑھے نے اسے کہا تھا کہ تم زندگی ایسی جگہ گزار رہی ہو جہاں جوانی کے قیمتی لمحات ضائع ہو رہے ہیں۔ اس نے ضدی آرزوؤں کا حوالہ دیا تھا۔ اسے سمجھ لینا چاہیے تھا کہ وہ پارس کو دھرم پتی بنانے کے لیے زیرِ زمین رہ کر جوانی کے قیمتی لمحات ضائع کر رہی ہے۔ پھر بوڑھے نے کہا تھا کہ ایک دن آئینہ پوچھے گا کہ بدن کے ذخیرے میں جوانی کتنی رہ گئی ہے۔ اور بڑھاپا کتنا چھا گیا ہے۔ جوانی کے دس برس تنہائی میں گزارنے والی کی عمر اس وقت کیا ہوگی؟

پھر دیوی نے کہا تھا کہ دنیا میں اس کا کوئی رشتے دار نہیں اور بوڑھے نے کہا تھا کہ شادی کے بعد رشتے داری ہوسکتی ہے۔ آدمی کبھی کبھی اپنے سائے سے ڈر جاتا ہے۔ جب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا ہی سایہ ہے تو وہ اپنے سائے پر مسکرانے لگتا ہے۔

وہ اپنے نیک اعمال سے خدا کو پہچاننے والا دیوی کو سب کچھ سمجھا چکا تھا۔ لیکن وہ تو اسے برادر کیبر سمجھ کر اس سے ٹکرا رہی تھی۔ ایک ڈمی دیوی بناکر اسے دھوکا دے رہی تھی جبکہ بوڑھے کارل بونزا نے یہ بھی سمجھایا تھا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے خود اپنے لیے مسائل پیدا کرتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ بوڑھا نہ جانے کیا کچھ جانتا تھا لیکن اپنے لیے کبھی کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرتا تھا کہ سب کو دوست بناکر رکھتا تھا۔

بوڑھے نے کہا "بہت رات ہوچکی ہے۔ ایسے وقت گہری نیند سونا چاہیے۔ لیکن تم نے تو کھانا بھی نہیں کھایا ہے۔ آؤ دوسرے ریستوران چلیں۔ وہاں تمہیں بوڑھوں کا پرہیزی کھانا نہیں ملے گا۔"

وہ اس کے ساتھ اس ریستوران سے نکل کر ساحلی سڑک کے کنارے کنارے چلنے لگی۔ بوڑھے نے کہا "تم میری بیٹی جیسی ہو۔ میں چاہتا ہوں' تم اپنے طریقے کچھ بدلتی رہو۔ دشمنی کے راستے چھوڑنے اور دوستی کے راستے پر چلنے کی کوشش کرو۔ تم دیکھو گی کہ تمہاری پریشانیاں کم ہوتی چلی جائیں گی۔"

دیوی نے کہا "تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ کوئی دوسرا دشمنی کرے تو میں دوستی کیسے کروں گی؟"

"کوئی دوسرا دشمنی کرے تو پہلے تھوڑا سا اپنا نقصان برداشت کرکے اسے سمجھاؤ۔ اگر وہ دوست بن جائے تو آئندہ اس کے ہاتھوں نقصان نہیں پہنچے گا۔ وہ زیادہ سے زیادہ تمہیں بزدل یا کمزور سمجھے گا۔ لیکن جب تمہارے اندر بے پناہ طاقت اور غیر معمولی صلاحیتیں ہیں تو دوسرے تمہیں بزدل سمجھیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

"میری یہ بات یوں سمجھ سکتی ہو کہ خدا ایک قوت ہے۔ فرعون نے اور نمرود وغیرہ نے خدا کو کمزور سمجھا اور خود کو طاقتور جان کر خدا کہلانا چاہا۔ پہلے انہیں پیغمبروں کے ذریعے سمجھایا گیا۔ جب ان کی سمجھ میں نہیں آیا تو وہ اپنی جھوٹی خدائی کے ساتھ خاک میں ملا دیے گئے۔ انہیں اس خدا نے خاک میں ملایا جسے وہ کمزور سمجھتے تھے۔

"انسان کے اندر قوت ہے۔ لیکن قوت برداشت نہیں ہے کہ وہ خدا کی دی ہوئی قوت کو چھپا کر رکھے۔ وہ بزدلی کا طعنہ سنتے ہی اپنی قوت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ امن و سلامتی کا راستہ چھوڑ کر جنگ

وجدل کی راہ اختیار کرتا ہے۔ کیا جس نے تم سے دشمنی میں پہل کی' اسے تم نے پہلے سمجھایا کہ دوست بنو اور امن و سلامتی کی طرف آؤ؟"

وہ ذرا ہچکچائی۔ پھر بولی "آپ تو ایم آئی ایم کے بارے میں جانتے ہیں۔ انہوں نے آپ کی یہودی قوم کے خلاف اپنی بات منوانے کے لیے ایک امریکی طیارے کو اغوا کیا تھا اور دشمنی کی ابتدا کی تھی۔"

"میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوا تھا لیکن مجھے صرف یہودی قوم سے نہیں' دنیا کی ساری قوموں سے محبت ہے۔ کیونکہ میرا کوئی گھر' کوئی شہر یا ملک یا کوئی مذہب نہیں ہے۔ میرا صرف ایک خدا ہے جسے میں اپنے اچھے اعمال سے پہچاننے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ لہٰذا میرے اندر یہ جذبہ نہ بھڑکاؤ کہ یہودی قوم کے خلاف ایم آئی ایم کے سربراہ نے امریکی طیارے کو اغوا کیا۔ میں صرف تمہاری بات کر رہا ہوں۔ اس برادر کبیر نے تم سے دشمنی میں کس طرح پہل کی؟"

وہ سوچ میں پڑ گئی کہ اپنے مخالف پر کس طرح الزام عائد کرے۔ پھر اس نے کہا۔ "برادر کبیر نے میری دو سہیلیوں ثنی تارا اور پوجا کو اغوا کیا۔ اور انہیں واپس کرنے سے انکار کر دیا۔"

"نہیں بیٹی! وہ تمہاری سہیلیاں نہیں تھیں۔ تم نے انہیں اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا تھا۔ جب ایک انسان دوسرے انسان کو غلام بناتا ہے تو گویا انسانیت کی توہین کرتا ہے۔ دنیا کی عورتیں مر جانا پسند کرتی ہیں لیکن کسی کو اپنی سوکن بنانا کبھی گوارا نہیں کرتیں لیکن تم نے اس ثنی تارا کو چار برس سے اپنی سوکن بنا رکھا تھا۔"

وہ چلتے چلتے رک گئی۔ پھر ایک پیر پٹخ کر بولی "آپ کون ہیں؟ یہ تمام باتیں کیسے جانتے ہیں۔ میں بوڑھوں کے ریستوران میں سکون سے بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے آ کر مجھے بری طرح الجھا دیا ہے۔"

"یاد کرو۔ میں نہیں آیا تھا' تم نے مجھے بلایا تھا۔ اگر میں تمہارے لیے ایک مسئلہ بن گیا ہوں تو سمجھو کہ مسئلہ خود پیدا نہیں ہوتا' آدمی اس مسئلے کو دوسری میز سے اپنی میز پر بلاتا ہے۔"

وہ شدید حیرانی سے بولی "بھگوان کی سوگند۔ آپ عجیب و غریب انسان ہیں۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پلیز بتا دیں۔ آپ کون ہیں؟"

وہ پھر آگے چلنے لگے۔ اس نے کہا "ابھی تم نے بے اختیار بھگوان کی قسم کھا کر خود ہی ظاہر کر دیا کہ تم کوئی عیسائی لڑکی مارلن نہیں ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ میں بھی حیرانی' پریشانی یا گھبراہٹ کے عالم میں کبھی اپنی اصلیت خود ہی اگل دوں۔ جب تم چھپ کے میرے خیالات پڑھ رہی تھیں تو میں نے اپنے بارے میں تمہیں کچھ معلوم ہونے دیا اور کچھ معلوم ہونے نہیں دیا۔ کیا ضروری ہے کہ کسی کے بارے میں سب کچھ معلوم کیا جائے؟ سب کچھ تو صرف خدا کو معلوم ہوتا ہے۔"

"میں آپ کی ہر بات مانتی ہوں۔ میں اعتراف کرتی ہوں کہ غیر معمولی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی صرف اسی حد تک معلومات حاصل کرتے ہیں جو حد خدا نے یا بھگوان نے مقرر کی ہے۔ مگر فار گاڈ سیک' آپ اتنا بتا دیں کہ آپ کون ہیں؟"

"ہاں صرف اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ جتنا کاتب تقدیر کو منظور ہے۔ میرا نام کارل بونزا نہیں ہے۔ میں یہودی' عیسائی' مسلمان کچھ بھی نہیں ہوں۔ میرا نام مقدر بیگ ہے۔ جب میرے اعمال اچھے ہوتے ہیں تو خدا مجھے بناتا ہے۔ میرے اعمال خراب ہوتے ہیں تو خدا مجھے بگاڑتا ہے۔ اسی لیے بار بار کہتا ہوں کہ صرف اچھے اعمال سے خدا کی رحمتوں کو پہچانا جا سکتا ہے۔"

وہ شکست خوردہ انداز میں بولی "آپ ہر سوال کا جواب معنی خیز انداز میں دیتے ہیں۔ آپ کی باتیں سمجھ میں آتے ہوئے بھی جیسے بہت کچھ سمجھنے کو رہ جاتی ہیں۔"

"اسی لیے تو کہتے ہیں کہ جو سمجھنے کے لیے رہ جاتا ہے' اسے وقت سمجھاتا ہے۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے ایک ہوٹل میں داخل ہوئے۔ وہ بہت بڑا ہوٹل تھا۔ اس کے اطراف مسافروں کے لیے رہائشی کمرے بھی تھے۔ وہ دونوں ڈائننگ ہال میں آ گئے اور ایک میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ دیوی نے کھانے کا آرڈر دیا۔ ویٹر کے جانے کے بعد مقدر بیگ نے کہا "میں اسی ہوٹل کے ایک ڈبل بیڈ روم میں رہتا ہوں۔ آج کی رات تم میرے ساتھ رہو گی۔"

وہ اسے محبت سے دیکھ کر بولی "آپ میں ایک عجیب سی کشش ہے۔ آپ کی باتوں سے بھی ذہن متاثر ہوتا ہے۔"

"بیٹی! صرف تاثر کو سمجھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بات پُراثر ہو اور وہ دعوت عمل دے تو اس پر عمل کرنا چاہیے۔"

"میں ضرور عمل کروں گی۔"

"عمل کے لیے کوئی خاص پروگرام نہ بنایا کرو۔ بات اچھی ہو تو ابھی سے عمل شروع کر دو۔"

"آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں کیا کروں؟"

"تمام دنیا کو دوست بناؤ اور اس کی ابتدا برادر کبیر سے ابھی کرو۔"

وہ ذرا ہچکچائی پھر بولی "آپ جانتے ہیں کہ میں اپنے دیس بھارت پھر امریکا اور اسرائیل کے ساتھ ہوں۔ اور اسلامی تنظیموں کے خلاف ہمارا محاذ بنا ہوا ہے۔"

"یہی محاذ آرائی انسان کو انسان سے الگ کرتی ہے۔ اگر مسلم اور غیر مسلم ہونے کی بات صرف اپنی حد تک رکھو اور سب مل کر صرف ایک خدا کو سامنے رکھو تو سب کا عمل اس ایک خدا کو جاننے اور پہچاننے کے لیے ہوگا اور جب اس کے لیے ہوگا تو پھر نفرت اور محاذ آرائی کے لیے کبھی نہیں ہوگا۔

"یہ دنیا تمہاری نہیں ہے۔ صرف تمہارے رہنے کے لیے ہے۔ تم یہاں رہو گی۔ پھر فنا ہو جاؤ گی۔ پھر بھی یہ دنیا یہیں اپنی جگہ رہے گی۔ فنا ہونے سے پہلے اس جھگڑے میں نہ پڑو کہ یورپ تمہارا ہے۔ ایشیا ہمارا ہے۔ نہ تمہیں سکندر اعظم بننا ہے اور نہ ہلاکو خان اور نہ ہی ساری دنیا پر حکمرانی کرنے کے لیے سپر پاور بن سکو گی۔ خواہ کتنی ہی آتما شکتی حاصل کر لو۔ سیدھی سی بات ہے کہ دنیا میں تنہا ہو۔ جتنی زندگی رہ گئی ہے' اسے ایک جیون ساتھی کے ساتھ ہنستے بستے گزار لو۔"

ویٹر ان کے درمیان کھانے کی ڈشیں میز پر رکھنے لگا۔ دیوی سوچ رہی تھی "بوڑھے مقدر بیگ کی ہدایات پر عمل کرنا مشکل ہے۔ مگر ہاں یہ جو اپنے جیون ساتھی کے ساتھ ہنسنے بسنے کی بات ہے تو یہ بات پریشان کن ہے کہ مجھے پارس کا سراغ لگانے کا وقت نہیں مل رہا ہے۔ اس برادر کبیر نے بری طرح مجھے الجھا لیا تھا۔ شکر ہے کہ میں نے اپنی ڈی کو یہاں سے ایک طیارے میں بھیج کر اسے یقین دلا دیا ہے کہ اب دیوی استنبول اور پرنس آئی لینڈ سے کہیں جا چکی ہے۔ برادر کبیر اس جزیرے میں آنے سے پہلے واپس جا چکا ہے۔ اب میں اپنی ڈی کے ذریعے پھر پارس کو تلاش کروں گی اور ڈی کو پیش کر کے یقین دلاؤں گی کہ دیوی نے زیر زمین رہنا چھوڑ دیا ہے اور اسے جیون ساتھی بنانے آ گئی ہے۔"

ویٹر جا چکا تھا۔ دیوی نے ایک ڈش اٹھائی۔ اسی وقت سامنے والی میز پر پارس آ کر بیٹھ رہا تھا۔ وہ بہروپ میں پہچانا نہیں جا سکتا تھا مگر دیوی کے ہاتھ میں ڈش لرزنے لگی۔ اس نے خود کو سنبھالا۔ دل میں کہا "یہ..... یہ جو شرٹ پہنا ہوا ہے' ضروری تو نہیں کہ پورے استنبول یا جزیرے میں ایک ہی ہو۔ وہ شرٹ سرخ اور سیاہ رنگ کے ڈیزائن سے بنی ہوئی تھی۔ برادر کبیر بھرے اجلاس میں سائے سے گوشت پوست کے جسم میں نمودار ہوا تو وہی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ پھر اس نے رپورٹر لڑکی انجیلا کا میک اپ اتار کر مارلن کا روپ اختیار کیا اور ایک ڈانسنگ کلب کی طرف جانے لگی تو ائرپورٹ کے پاس ایک داڑھی مونچھوں والے جوان کو بھی اسی شرٹ میں دیکھا تھا۔ اب وہ اس ڈائننگ ہال میں پھر ایک جوان کو اسی شرٹ میں دیکھ رہی تھی۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسی ایک ہی رنگ اور ڈیزائن کی بہت سی شرٹس بازاروں میں ہیں اور اس شرٹ کے جملہ حقوق صرف برادر کبیر کے پاس نہیں ہیں۔

پارس کا معاملہ یہ تھا کہ وہ علی کے ساتھ اس کی رہائش گاہ میں میک اپ بدلنے آیا تھا۔ اس نے میک اپ کے ذریعے خود کو بدل لیا تھا۔ لیکن وہ شرٹ اس نے پچھلی رات خریدی تھی اور اسے بہت پسند تھی۔ اس لیے صبح سے اب تک پہنے ہوئے تھا۔ اس نے بھی ویٹر کو کھانے کا آرڈر دیا۔ پھر کھانے کے انتظار میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ڈائننگ ہال کا جائزہ لینے لگا۔ ایسے وقت اس کی نظر دیوی پر گئی۔ جب وہ علی کے ساتھ ائرپورٹ کے قریب فٹ پاتھ پر کھڑا ہوا تھا تب دیوی' مارلن بنی ہوئی بلاؤز اور اسکرٹ پہنے اسی فٹ پاتھ پر اس کے سامنے سے گزری تھی۔

ایسے وقت پارس نے اس کے چہرے کو غور سے نہیں دیکھا تھا لیکن رقاصہ کے انداز میں چلنے والی کو دیکھ کر اسے کچھ یاد آ رہا تھا۔ علی نے اسے ٹوکا تھا کہ وہ حسین لڑکیوں کو اتنی لگن سے کیوں دیکھتا ہے۔ اور پارس نے کہا تھا کہ وہ کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی ہے۔ وہ تقریباً دو گز کے فاصلے سے گزر کر گئی تھی۔ اس کے بدن کی ہلکی سی مہک نے اسے چونکا دیا تھا۔ اس نے علی سے کہا تھا کہ اس لڑکی کے بدن کی مہک پوری طرح نہیں ملی۔ وہ بس ہوا کے ہلکے جھونکے کی طرح گزر گئی۔ لیکن ایسی ہی مہک اس کے بدن سے آتی ہے۔

اس مہک کے سلسلے میں اگر پارس دوڑ کر مارلن کے قریب جاتا تو تصدیق ہو جاتی کہ وہ ا... ہے اور مارلن بن کر کہیں جا رہی ہے۔ لیکن تصدیق کرنے سے پہلے ہی وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چلی گئی تھی۔

اب پارس نے اس پر سرسری سی نظر ڈالی۔ وہ ایک بوڑھے کے ساتھ کھانے میں مصروف تھی۔ وہ اسے پہچان نہ سکا کیونکہ پہلے اس کے چہرے کو اس نے توجہ سے نہیں دیکھا تھا۔ وہ جو بلاؤز اور اسکرٹ پہنے ہوئے تھی وہ کوئی غیر معمولی نہیں تھا' عام سا تھا۔ کتنی ہی عیسائی لڑکیاں ایسے ہی رنگ اور ڈیزائن کے لباس پہنتی ہیں۔ ویٹر نے اس کے سامنے میز پر کھانے کی ڈشیں لا کر رکھیں۔ وہ کھانا کھانے لگا۔

دیوی نے کھانے کے دوران دو چار بار چور نظروں سے پارس کی طرف دیکھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جو دیوی ماسٹر مارکو کے طیارے میں وہاں سے جا چکی ہے وہ وہیں اس کے سامنے ذرا دور ایک میز پر کھا رہی ہے۔ وہ شبہ نہیں کر رہا تھا۔ اس لیے اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ اپنے کھانے میں مگن ہو گیا تھا۔

پارس کی اس بے نیازی نے دیوی کو اور زیادہ مطمئن کر دیا کہ شرٹ ایک جیسی ہونے سے شخصیت بھی ایک جیسی نہیں ہوتی۔ وہ کوئی اور ہے۔ اس کا تعاقب کرنے والا برادر کبیر تو جزیرے میں آنے سے پہلے ہی واپس جا چکا ہے۔

پھر بھی مزید تصدیق کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے معلوم کر سکتی تھی کہ برادر کبیر ابھی کہاں ہوگا؟ یہ سوچتے ہی اس نے لقمہ چباتے ہوئے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچی پھر واپس آ گئی۔ ادھر اس نے "گیٹ آؤٹ" کہہ کر سانس روک لی تھی۔

ان کے درمیان پانچ چھ گز کا فاصلہ ہوگا۔ لیکن وہ جان نہ سکے کہ اتنے قریب سے خیال خوانی ہوئی تھی۔ پارس نے یہ سوچ کر سانس روک لی تھی کہ دیوی طیارے میں نہ جانے کہاں جا رہی ہے۔ جب ہاتھ نہیں آنے والی ہے، تو پھر اس کے ساتھ بکواس

کرکے کھانے کا مزہ کیوں خراب کیا جائے۔ اس لیے وہ اسے بھگا کر مزے سے کھاتا رہا۔ یوں بھی اب ثانی کو یہ ذمے داری دی گئی تھی کہ وہ دیوی کے طیارے کا سراغ لگاتی رہے۔

بوڑھا مقدر بیگ آنکھیں بند کرکے کھا رہا تھا۔ اس کی پلیٹ میں مچھلی' مرغی اور دنبے کے گوشت کے تینوں سالن ایک دوسرے سے گڈمڈ ہوگئے تھے۔ اور وہ آنکھیں بند کیے انہیں ٹٹول کر کھا رہا تھا۔ دیوی نے حیرانی سے پوچھا "یہ آپ آنکھیں بند کرکے کیوں کھا رہے ہیں؟ لوگ دیکھ رہے ہیں۔ وہ کیا سوچیں گے؟"

وہ آنکھیں کھول کر بولا "ایک تجربہ کررہا تھا۔ آنکھیں بند کرکے پلیٹ میں سے بوٹیاں لے رہا تھا۔ اسے اٹھانے اور چکھنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ مچھلی کا ٹکڑا ہے۔ یہ مرغی کا پیس ہے اور یہ دنبے کی بوٹی ہے۔ یعنی ان جانوروں کو پہچاننے کے لیے آنکھوں سے دیکھنا ضروری نہیں ہے۔ اس کے برعکس آدمی کھلی آنکھوں سے دیکھ کر بھی دوسرے آدمی کو نہیں پہچان سکتا۔ یا پہچاننے میں دھوکا کھا جاتا ہے۔"

دیوی کی نظریں بے اختیار پارس کی طرف گئیں۔ وہ سر جھکائے پہلے جیسی بے نیازی سے کھانے میں مصروف تھا۔ وہ مقدر بیگ سے بولی "آپ کی باتوں سے کبھی کبھی وحشت سی ہونے لگتی ہے۔ یہاں اس وقت آنکھیں بند کرکے کھانے کا تجربہ ضروری تھا؟ یا آپ مجھے کچھ سمجھانا چاہتے ہیں۔"

"بیٹی! جب سے تم ملی ہو اور جب سے ہماری گفتگو کا آغاز ہوا ہے' تب سے نہ جانے کتنی باتیں تمہارے فائدے کے لیے تمہیں سمجھا چکا ہوں۔ اور یہ سمجھ رہا ہوں کہ دشمنی کے راستے چھوڑ کر دوستی کا راستہ اختیار کرنے میں تمہارے لیے بہت سی رکاوٹیں ہیں۔ تم اپنے دھرم کو اور برہمن کی اونچی ذات کے مقابلے میں ایک مسلمان کو کمتر سمجھتی ہو۔ اس لیے اسے اپنے دھرم میں لاکر دھرم پتی بنانا چاہتی ہو۔ پھر دوسرا مسلمان برادر کبیر بھی تمہاری انا کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ تم اس سے زیادہ صلاحیتیں اور قوتیں حاصل کرنے کے لیے تین ممالک کے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو اپنا غلام بنا چکی ہو۔ آج اسے دھوکا دے کر خوش ہو۔ مگر سکون سے نہیں ہو۔ اتنی رات کو ایک جزیرے میں بھٹک رہی ہو۔ آدھی رات گزر چکی ہے۔ پتا نہیں صبح تک سونا نصیب ہوگا یا نہیں؟"

کھانا ختم ہوچکا تھا۔ وہ نیپکن سے ہاتھ پونچھتی ہوئی بولی "میں کامیاب ہوچکی ہوں۔ بالکل مطمئن ہوں۔ ابھی آپ کے کمرے میں چل کر آرام سے صبح تک سوتی رہوں گی۔"

اس نے بل ادا کرنا چاہا۔ مقدر بیگ نے کہا "رہنے دو۔ یہاں میرا کریڈٹ کارڈ چلتا ہے۔ آؤ کمرے کی چابی لے کر چلیں۔"

انہیں کاؤنٹر تک جانے کے لیے پارس کی میز کے پاس سے گزرنا تھا۔ قریب پہنچتے ہی مقدر بیگ نے لڑکھڑا کر فرش پر گرنے سے پہلے میز کو تھام لیا۔ پارس نے فوراً ہی اٹھ کر اسے سہارا دیا۔ دیوی نے اس کا دوسرا بازو پکڑ کر پوچھا "آپ ٹھیک تو ہیں؟"

وہ سنبھلتے ہوئے بولا "اب تک تو ٹھیک تھا۔ یوں بھی جو ہوتا ہے ٹھیک ہی ہوتا ہے۔ آؤ بیٹی چلیں۔"

وہ دیوی کا بازو تھام کر جانے لگا۔ پارس گہری گہری سانسیں لے کر دیوی کو جاتے دیکھ رہا تھا۔ جب وہ بالکل قریب ہوگئی تھی تو اس نے ا بدن کی مہک کو صاف طور سے محسوس کیا تھا۔ وہ اس بوڑھے کے ساتھ کاؤنٹر تک گئی۔ کاؤنٹر گرل نے کی بورڈ سے پچیس نمبر کی چابی نکال کردی پھر وہ دونوں چابی لے کر چلے گئے۔

پارس اس حسینہ کو جاتے وقت توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ چونکہ دیوی پوجا کے طور پر روزانہ شیو شنکر کی مورتی کے سامنے رقص کرتی تھی اس لیے اس کی چال رقصیدہ رقصیدہ تھی۔

پارس نہیں جانتا تھا کہ دیوی ایک اچھی رقاصہ بھی ہے۔ اس نے تو رپورٹر لڑکی ا بدن کی چال میں رقص کا یہ حسن دیکھا تھا۔ وہ شاخ گل کی لچک کو بھول نہیں سکتا تھا۔

وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ نیپکن سے ہاتھ پونچھ کر ذرا فاصلے پر کھڑے ہوئے ویٹر کو بلایا پھر اسے کھانے کا بل اور ٹپ دیتے ہوئے "ابھی ایک بزرگ یہاں گرتے گرتے سنبھل گئے۔ ہم نے تھی سنبھال لیا۔ کیا تم نے بھی انہیں دیکھا تھا؟"

"جی ہاں۔ مجھے تعجب ہوا۔ اگرچہ وہ بوڑھے ہیں لیکن خاصے صحت مند ہیں۔ پتا نہیں کیسے لڑکھڑا گئے تھے۔"

"کیا تم انہیں جانتے ہو؟ میرا مطلب ہے' ان کا نام جانتے ہو؟"

"انہیں یہاں کون نہیں جانتا۔ وہ قیافہ شناس' ماہر نجوم اور ماہر نفسیات پروفیسر مقدر بیگ ہیں۔ یہاں پچیس نمبر کے کمرے میں رہتے ہیں۔"

"پروفیسر صاحب کے ساتھ لڑکی کون ہے؟"

"پتا نہیں صاحب! آج پہلی بار دیکھا ہے۔ ویسے کئی ضرورت مند پریشان رہنے والی عورتیں پروفیسر صاحب کے پاس آتی رہتی ہیں۔"

ویٹر چلا گیا۔ پارس تھوڑی دیر تک وہاں بیٹھا رہا۔ اسے انتظار تھا کہ وہ دونوں اپنے ہوٹل کے کمرے میں پہنچ جائیں۔

رہائشی کمرے ہوٹل کے دائیں بائیں اور پیچھے تھے۔ وہ دو چار منٹ میں پہنچ سکتے تھے۔ پارس پندرہ منٹ کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ کر ہوٹل کے ٹیلی فون کاؤنٹر کے پاس آیا۔ وہاں تین عدد ٹیلی فون رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک فون کا ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز آئی۔ پارس نے کہا "روم نمبر ٹو۔ ٹی فائیو پلیز۔"

وہ ریسیور کان سے لگا کر انتظار کرنے لگا۔ کمرا نمبر پچیس میں

دیوی پلنگ کے سرے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس پلنگ کے سرہانے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ دیوی نے باتھ روم کی طرف دیکھا۔ اس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ واش بیسن کے نلکے سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ اس کے ساتھ پروفیسر مقدر بیگ کے کلیاں کرنے کی بھی آوازیں تھیں۔

دیوی نے کہا "ذرا جلدی آئیں۔ آپ کا فون ہے۔"

وہ باتھ روم سے بولا "تم اٹینڈ کرو۔ معلوم تو ہو کہ کون ہے؟"

اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ پھر پوچھا "ہیلو۔ کون؟"

دوسرے ہی لمحے میں دیوی کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ اسے برادر کبیر کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا "تو جہاں جہاں بھی جائے۔ میرا سایہ ساتھ ساتھ ہوگا۔"

اتنی سی آواز سنتے ہی وہ چیخ پڑی تھی۔ پارس نے کہا "مجھے کس طرح دل کی دھڑکنوں سے چاہتی ہو کہ صرف آواز سنتے ہی پہچان لیا۔"

پروفیسر مقدر بیگ نے باتھ روم سے نکل کر پوچھا "کیا بات ہے' ابھی تم نے چیخ ماری تھی۔"

وہ ریسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر بولی "وہ..... وہ آگیا ہے۔ وہ کوئی شیطان ہے۔ جن' بھوت یا جادوگر ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا' اسے کیسے معلوم ہوجاتا ہے کہ میں کہاں چھپی ہوئی ہوں۔"

پروفیسر نے ریسیور اس کے ہاتھ سے لے کر اپنے کان سے لگا کر کہا "ہیلو! میں پروفیسر بول رہا ہوں۔ شاید تم مجھ سے ملاقات کرنا چاہو گے؟"

"آپ تو دل کی باتیں سمجھ لیتے ہیں۔ کیا آجاؤں؟"

"ہاں۔ چلے آؤ۔" یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔ دیوی نے گھبرا کر پوچھا "یہ آپ نے کیا کیا؟ اسے یہاں بلایا ہے؟ میرے پاس؟"

وہ مسکرایا پھر بولا "اسے مقدر نے بلایا ہے۔"

وہ سہم کر بولی "میں نے دعویٰ کیا تھا کہ میرا طیارہ تیس ہزار فٹ کی بلندیوں پر پرواز کررہا ہے۔ اب میں اس کے ہاتھ نہیں آؤں گی اور اس نے کہا تھا کہ چاہنے والے آسمان سے تارے توڑ لاتے ہیں۔ وہ مجھے بھی توڑ لائے گا۔ اب وہ مجھے توڑنے کے لیے آپہنچا ہے۔"

پروفیسر نے پھر اسے مسکرا کر دیکھا اور کہا "آنے دو۔ تمہیں تو بالکل نہیں ڈرنا چاہیے کیونکہ....."

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "مقدر تمہارے ساتھ ہے۔"

دیوی نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ ستارہ شناس تھی۔ اسے یوں لگا جیسے مقدر کے ستارے کو اپنے حق میں جگمگاتے دیکھ رہی ہو۔

دیوی شی تارا کے لیے وہ بڑا سنسنی خیز لمحہ تھا۔ ابھی برادر کبیر (پارس) نے فون پر کہا تھا "تو جہاں جہاں بھی جائے، میرا سایہ ساتھ ساتھ ہوگا...."

اور وہ اس کی آواز سن کر حیرانی اور خوف کی شدت سے چیخ پڑی تھی۔ دیکھا جائے تو واقعی حیرانی کی بھی بات تھی اور اسے خوف زدہ بھی ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ برادر کبیر نے کہا تھا کہ اب وہ پرنسس آئی لینڈ کی طرف نہیں آرہا ہے۔ موٹر بوٹ واپس استنبول لے جارہا ہے۔ اور اس سے پہلے دیوی نے اس کے اندر آکر فخریہ انداز میں کہا تھا کہ اب وہ اسے کبھی نہیں پاسکے گا کیونکہ وہ اجے اور وجے کمار جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے روبوٹ قسم کے باڈی گارڈز کے ساتھ ایک طیارے میں ہزاروں فٹ کی بلندی پر پرواز کررہی ہے۔ یعنی اس کی دسترس سے نکل چکی ہے۔

لیکن کہاں نکلی تھی؟ دنیا گول ہے کے مصداق آدمی جہاں سے چلے گا دنیا کی گولائی کا چکر لگا کر وہیں پہنچے گا، جہاں سے چلنا شروع کیا تھا۔

اس کی چیخ سن کر مقدر بیگ نے باتھ روم سے نکل کر چیخنے کی وجہ پوچھی۔ پھر ریسیور پر برادر کبیر سے بولا "تم شاید مجھ سے ملنا چاہتے ہو۔ ایسا ہے تو آجاؤ۔"

پھر اس نے ریسیور رکھ دیا تھا۔ دیوی نے پوچھا "یہ آپ نے کیا کیا؟ اسے یہاں کیوں بلا لیا؟"

"ڈرتی کیوں ہو۔ مقدر تمہارے ساتھ ہے۔"

دیوی نے چو[illegible] کر اسے دیکھا تھا۔ وہ ستارہ شناس تھی۔ اسے یوں لگا جیسے مقدر کے ستارے کو اپنے حق میں جگمگاتے دیکھ رہی ہو۔ ایسا یقین چند لمحوں کے لیے پیدا ہوا تھا۔ پھر اس کی عقل نے سمجھا دیا کہ وہ بری طرح جال میں پھنسنے والی [illegible] اور اسے اپنے ہوٹل کے کمرے میں لاکر پھنسوانے والا مقدر بیگ ہے۔

اس نے فوراً ہی پرس کھول کر پستول نکال لیا۔ پھر اسے نشانے پر رکھ کر بولی "کون ہو تم؟"

وہ بولا "اتنی دیر سے ساتھ ہوں۔ اپنا مکمل تعارف کرا چکا ہوں۔ پھر بھی پوچھتی ہو، میں کون ہوں؟"

"تم نے تعارف نہیں کرایا، دھوکا دیا ہے۔ پہلے اپنا نام کارل بونزا بتایا۔ خود کو پیدائشی طور پر یہودی کہا۔ پھر باتوں ہی باتوں میں ظاہر کردیا کہ تمہارا نام مقدر بیگ ہے اور یہ اسلامی نام ہے۔"

"اور میں نے یہ بھی کہا تھا کہ میرا کوئی مذہب نہیں ہے۔"

"تم باتوں کے دھنی ہو، خوب گھما پھرا کر باتیں کرتے ہو۔ میری مت ماری گئی تھی کہ تمہاری پُراسراریت کو نہ سمجھ سکی۔ تم نے بڑے ہی معنی خیز انداز میں کہا تھا کہ جس طرح میں بوڑھوں کے ریستوران میں چلی گئی تھی اسی طرح غلط جگہ ایک طویل زندگی گزار کر اپنی جوانی کے قیمتی لمحات برباد کررہی ہوں۔ یعنی تم جانتے ہو کہ میں زیر زمین رہ کر اپنے محبوب کے انتظار میں جوانی گزارتی رہی ہوں۔ تم میرے متعلق بہت کچھ جانتے ہو۔ مجھے بتاؤ کہ کیسے جانتے ہو؟"

"تم اپنے سوال کا جواب خود ہی دو کہ میں تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ کیا اس زمین پر اور کوئی ایسا ہے جو میری طرح تمہارے اندر کی تمام باتیں جانتا ہو؟"

"نہیں۔ میں ایسی اسرار بھری زندگی گزارتی آرہی ہوں۔ اپنے ہر معاملے کو اس قدر راز میں رکھتی ہوں کہ کوئی مجھے پہچان نہیں سکتا۔ پھر تم کیسے جانتے ہو؟"

"جب کوئی تمہیں پہچان نہیں سکتا ہے تو پھر تم برادر کبیر کی آواز فون پر سن کر کیوں چیخ پڑی تھیں؟ تمہارا یقین کیا ہوا کہ کوئی اور تمہیں نہیں پہچانتا ہے؟"

"وہ کوئی شیطان ہے، کوئی جن بھوت ہے۔ پتا نہیں استنبول واپس جاتے جاتے پھر اس جزیرے میں کیسے آ[illegible] اور اسے کیسے معلوم ہوا کہ میں اس کمرے میں ہوں؟"

"کیا تمہارا خیال ہے کہ میں نے اپنے کسی پراسرار علم کے ذریعے اسے یہاں بلایا ہے؟"

"اس کے سوا اور سوچا بھی کیا جاسکتا ہے۔"

"یہ بھی سوچ سکتی ہو کہ وہ تمہارے حواس پر اس قدر چھا گیا ہے کہ تم دماغ سے کام لینا بھول گئی ہو۔"

"میں بے شک بدحواس ہوں۔ مگر ایسی بھی نہیں کہ برادر کبیر کی آواز نہ پہچان سکوں۔"

"تم نے اسے درست پہچانا ہے مگر خود کو نہیں پہچانا ہے۔ ابھی تم نے فون پر جو اپنی آواز سنائی وہ دیوی شی تارا کی نہیں، بلکہ ا[illegible] کی تھی۔ وہ تمہیں ا[illegible] سمجھ کر آرہا ہے۔"

وہ ایک دم خوشی سے کھل اٹھی۔ اسے یاد آگیا کہ وہ تو بڑی دیر سے ا[illegible] کی آواز میں بولتی آرہی ہے۔ اس نے مارے خوف کے یہی سوچا کہ برادر کبیر اسے دیوی سمجھ رہا ہے۔ مقدر بیگ نے کہا۔ "تمہاری عادت ہے کہ تم اپنے پستول کے چیمبر کو الگ رکھتی ہو۔ اس خیال سے کہ کہیں یہ پرس کسی دشمن کے ہاتھ لگے تو وہ فوراً تم پر گولی نہ چلاسکے۔ ابھی تم خالی پستول سے مجھے ڈرا رہی ہو۔"

وہ پستول کو پرس میں رکھ کر اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی "آپ کو بھگوان کا واسطہ دیتی ہوں۔ پلیز بتائیں کہ آپ کون ہیں۔ دوسروں کی ہر چھپی ہوئی بات کو کیسے سمجھ لیتے ہیں؟"

وہ شاید پھر اپنی عادت کے مطابق گھما پھرا کر پیچیدہ سا جواب دیتا لیکن اس سے پہلے ہی دروازے پر دستک سنائی دی۔ وہ بولا "اب آرام سے بیٹھو۔ تم اب مارلن نہیں ا[illegible] ہو۔ اور وہ جو دیوی ہے وہ جزیرے سے فرار ہوچکی ہے۔"

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کے پاس آیا۔ پھر اسے کھول دیا۔ کھلے ہوئے دروازے پر ایک اجنبی کھڑا ہوا تھا۔ لیکن دیوی نے اس کی مخصوص شرٹ سے اسے پہچان لیا اور سمجھ گئی کہ وہ بھی ایسے ہی چہرہ بدل کر آیا ہے جیسے وہ ا[illegible] سے مارلن بن کر آئی ہے۔ اس نے مقدر بیگ سے کہا "آدھی رات گزر چکی ہے۔ ایسے میں آپ کے آرام کرنے کے وقت میں نے مداخلت کی ہے۔ اس کے لیے معذرت چاہتا ہوں۔"

مقدر بیگ نے کہا "مجھ سے رسمی گفتگو نہ کرو۔ مداخلت کرہی چکے ہو تو معذرت کیسی؟ خواہ مخواہ مجھے بھی رسمی طور پر کہنا پڑے گا۔ کوئی بات نہیں۔ جب آہی گئے ہو تو اندر چلے آؤ۔"

پارس نے کہا "آپ درست فرماتے ہیں۔ ہم اپنی عام زندگی میں بہت سی باتیں یونہی رسمی طور پر کرتے ہیں۔ بائی دی وے، آپ بھی رسمی طور پر اندر آنے کو کہہ رہے ہیں تو میں نہیں آؤں گا۔"

بوڑھے نے ہنستے ہوئے پلٹ کر دیوی کی طرف آتے ہوئے کہا "نہ آنے کی بات نہ کرو۔ تم ضرور آؤ گے۔ میری بیٹی کی کشش تمہیں کھینچ لائی ہے۔ مقناطیس کی زد میں آیا ہوا لوہا آگے کو ہی کھنچا چلا آتا ہے۔ پیچھے کبھی جا نہیں پاتا۔"

پارس نے اندر آکر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا "نیچے ہوٹل میں اور کاؤنٹر پر آپ کی تعریفیں سنی تھیں کہ آپ باکمال قیافہ شناس، نجومی اور ماہر نفسیات ہیں۔ آپ بڑے نفسیاتی انداز میں مجھ سے سلوک کررہے ہیں۔"

وہ دیوی کو دیکھتا ہوا ایک صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔ مقدر بیگ ریسیور کان سے لگائے کہہ رہا تھا "تین چائے بھیج دو۔ چینی کے ساتھ۔" پھر وہ ریسیور رکھ کر بولا "شوگر کا مرض عام ہورہا ہے۔ مجھ بوڑھے کو میٹھی چائے نہیں پینی چاہیے۔ مگر کیا کروں؟ دو نوجوانوں کے درمیان بیٹھ کر پیوں گا تو چائے یوں بھی چینی کے بغیر میٹھی ہوجائے گی۔"

پارس نے ہنستے ہوئے کہا "آپ بہت زندہ دل ہیں۔ اس لیے بڑھاپے میں بھی بوڑھے نہیں لگتے ہیں۔"

مقدر بیگ نے کہا "سنو ا[illegible]! زندہ دلی کی یہ خوبی ہے اور تم ہو کہ برادر کبیر کو دیکھ کر مرجھا سی گئی ہو۔ اس نے تمہیں مارلن کے روپ میں بھی اس لیے پہچان لیا کہ یہ سایہ بن کر کئی گھنٹوں تک تمہارے اندر رہ چکا ہے۔ لیکن تمہیں پتا ہی نہیں چلا۔ اور تم نے بھی اسے ابھی اس کی مخصوص شرٹ سے پہچانا اور کچھ میں نے بتایا کہ یہاں ایم آئی ایم کا سربراہ آرہا ہے۔ بھئی اب تو مسکرا دو۔"

وہ جبراً مسکرانے لگی۔ پارس نے پوچھا "آپ نے مجھے کس طرح پہچان لیا؟"

"بھئی میری پیدائش کے وقت میرا نام مقدر بیگ رکھا گیا تھا۔ قدرت نے مجھے اسم با[illegible] بنادیا۔ میں جیسے مقدر بن گیا ہوں اور تم تو جانتے ہو کہ مقدر سے انسان کبھی چھپ نہیں سکتا۔"

"یعنی آپ تسلیم نہیں کریں گے کہ پراسرار علوم جانتے ہیں؟"

"راز اس وقت تک راز رہتا ہے جب تک کہ راز رہتا ہے۔ علوم بھی اس وقت تک پراسرار رہتے ہیں جب تک انسانی عقل کے دائرے میں نہیں آتے۔ میری عقل کی حدود میں جو علوم ہیں، وہ اب میرے لیے پراسرار نہیں رہے۔ پھر میں کیسے تسلیم کروں کہ اسرار علوم جانتا ہوں۔"

"آپ گفتار کے غازی ہیں۔ اس انداز میں بولتے ہیں کہ ہم جیسوں کے بولنے کے لیے کچھ نہیں رہ جاتا۔"

"بوڑھوں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ کمرے میں ایک جوان لڑکی ہے۔ اس سے باتیں کرو۔"

وہ بولی "میں بری طرح پھنس گئی ہوں۔ اس دیوی نے میرے دماغ پر قبضہ جما کر یہ تاثر دیا ہے کہ میں اس سے کوئی تعلق رکھتی ہوں۔"

پارس نے کہا "جب دیوی تمہارے دماغ سے گئی اور تم اس اجلاس سے نکل کر اپنے ہوٹل کے کمرے میں پہنچیں تو میں سایہ بن کر تمہارے اندر تھا۔ میں نہیں سمجھتا کہ تمہارا تعلق دیوی سے ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ تم اپنے چہرے بدلتی ہوئی یہاں تک کیوں چلی آئی ہو؟"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی "میری کچھ مجبوریاں ہیں۔ آپ نہ پوچھیں تو بہتر ہے۔"

"تم بہتر سمجھتی ہو تو نہیں پوچھوں گا ورنہ تم نے دیکھا ہے کہ میں بڑی طاقتوں کو اجلاس میں شکست دے کر وہاں سے نکلا تھا۔ اگر تم اپنے حالات بتاؤ گی تو میں تمہیں مجبوریوں اور پریشانیوں کی دلدل سے نکال سکوں گا۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اب اسے اپنی مجبوریوں اور پریشانیوں کو بیان کرنے کے لیے کوئی جھوٹا قصہ گھڑنا تھا۔ مقدر بیگ نے ہنستے ہوئے کہا "بھئی ایسا پہلی بار ہورہا ہے۔ یہاں میرے کمرے میں آنے والے اپنی اپنی قسمت کا حال اور اپنے مسائل کا حل پوچھنے آتے ہیں۔ برادر کبیر! تم پہلے جوان ہو کہ اپنے بارے میں مجھ سے کچھ نہیں پوچھ رہے ہو۔ بیچاری ا[illegible] سے اس کا حال پوچھ رہے ہو اور اس کے مسائل کو حل کرنا چاہتے ہو۔"

"کیا مجھے ا[illegible] کے کام نہیں آنا چاہیے؟"

"تم دیکھ رہے ہو کہ یہ میری پناہ میں ہے۔ میرے کمرے میں میری بیٹی بن کر ہے اور جب تک یہ میرے پاس ہے، اس پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ تم اپنے مسئلے پر بات کرو۔"

"میرا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

"یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ دیوی تمہارے لیے مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ تم اس کے تعاقب میں یہاں تک آئے ہو۔"

"جی ہاں۔ یہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ دیوی یہاں سے کسی دوسرے ملک کی طرف پرواز کرگئی ہے۔"

"یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس جزیرے سے چلی گئی ہے؟"

"اس نے خیال خوانی کے ذریعے میرے پاس آکر کہا تھا کہ وہ اس جزیرے کے مالک مارکو کے طیارے میں پرواز کررہی ہے۔ میری ایک خیال خوانی کرنے والی نے بھی تصدیق کی ہے۔"

"بعض باتیں مصدقہ ہوتی ہیں۔ پھر مقدر کا تماشا ایسا ہوتا ہے کہ وہ تصدیق شدہ بات غلط ہوجاتی ہے۔ مثلاً یہی دیکھو کہ تم واپس استنبول جانے والے تھے۔ لیکن اس جزیرے میں آگئے۔"

"وہ بات یہ ہوئی کہ میں اپنی موٹربوٹ واپس موڑنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کا ایندھن چیک کیا تو وہ بہت تھوڑا رہ گیا تھا۔ استنبول دور تھا اور یہ جزیرہ قریب تھا۔ اس تھوڑے سے ایندھن میں جزیرے تک ہی آسکتا تھا۔ اس لیے یہاں نظر آرہا ہوں۔"

"اسے کہتے ہیں مقدر کا کھیل۔ جانا کہیں تھا اور پہنچ گئے یہاں۔ اسی طرح دیوی کے ساتھ بھی ہوا ہے۔"

دیوی عرف ا[illegible] نے چونک کر مقدر بیگ کو دیکھا۔ پارس نے پوچھا "دیوی کے ساتھ کیا ہوا ہے؟"

"وہ بھی جزیرے میں واپس آگئی ہے اور ابھی ایک محل میں ہے۔"

دیوی نے اپنی ایک دوسری ڈمی تیار کی تھی۔ پربھارانی نام کی ایک نہایت حسین دوشیزہ کو دیوی کی [illegible] ٹیلی پیتھی جاننے والے اجے اور وجے کمار جیسے [illegible] بصارت رکھنے والے اور حیرت انگیز جسمانی قوتوں کے مالک باڈی گارڈز کے ساتھ طیارے میں دوسرے ملک میں روانہ کردیا تھا پھر کئی گھنٹوں سے ان کی خیریت معلوم نہیں کی تھی۔ اسے اپنے دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے گارڈز پر بھروسا تھا کہ وہ اس کی ڈمی پربھارانی کی پوری طرح حفاظت کریں گے۔

اب یہ سن کر حیرانی ہوئی کہ اس کی ڈمی اسی جزیرے کے محل میں واپس آگئی ہے۔ اس نے فوراً خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر اپنی ڈمی کے اندر پہنچی۔ اس کے مختصر سے خیالات نے بتایا کہ واقعی وہ اس جزیرے کے ایک محل میں ہے۔ لیکن وہ محل مسٹر مارکو کا نہیں ہے، جس کے طیارے میں وہ گئی تھی۔ وہ دوسرا محل تھا۔

ابھی دیوی کے پاس طویل خیال خوانی کا وقت نہیں تھا۔ کیونکہ کمرے میں برادر کبیر اور مقدر بیگ کی گفتگو جاری تھی جسے سننا ضروری تھا۔ دیوی نے صرف اتنا اطمینان حاصل کیا کہ اس کی پربھارانی دونوں باڈی گارڈز کے ساتھ بخیریت ہے۔ یوں مطمئن ہوکر وہ دماغی طور پر مقدر بیگ اور برادر کبیر کے پاس ہوٹل کے کمرے میں حاضر ہوگئی۔

مقدر بیگ پارس سے کہہ رہا تھا "بات تو وہی ہے، جو تمہارے ساتھ پیش آئی۔ یعنی دیوی جس طیارے میں جارہی تھی اس کا ایندھن ختم ہونے لگا۔"

پارس نے کہا "تعجب ہے۔ دیوی صرف ٹیلی پیتھی ہی نہیں جانتی اس کے پاس آتما شکتی بھی ہے۔ پھر اس کے دونوں باڈی گارڈز بھی خیال خوانی کرتے ہیں اور غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہیں کیا انہوں نے پرواز سے پہلے طیارے کے ذمے دار افسروں اور ملازموں کے دماغ میں جھانک کر معلوم نہیں کیا ہوگا کہ طیارے میں کون سی خامی، خرابی یا کمی رہ گئی ہے؟"

"انہوں نے بہت محتاط رہ کر ان تمام افراد کے دماغوں میں جاکر خیالات پڑھے تھے جو طیارے سے تعلق رکھتے تھے اور وہاں آس پاس دوسری ڈیوٹی ادا کررہے تھے لیکن کسی کے ذہن میں کوئی سازش نہیں تھی۔ طیارے کے ذمے دار شخص نے ایندھن کی ٹنکی فل کردی تھی۔ ڈیش بورڈ پر اس کا کانٹا بھی بتارہا تھا کہ یہاں سے یونان جانے تک ایندھن کی کمی نہیں ہوگی۔"

ہوٹل کا ملازم چائے لے آیا پھر میز پر رکھ کر چلا گیا۔ دیوی میز کے پاس آکر چائے تیار کرنے لگی۔ مقدر بیگ نے کہا "دراصل دیوی وغیرہ مارکو کے مہمان تھے۔ اس کے محل میں گئے تھے۔ لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ مسٹر مارکو کا ایک دشمن بھائی ہے۔ جس کا نام ڈی وان ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ یہ جزیرہ اس کی ملکیت بن جائے۔ مارکو بہت بڑا اسمگلر ہے۔ ڈالر کے حساب سے ارب پتی ہے۔ اس جزیرے کا مالک بھی ہے۔ اس سے پہلے ایک مسلمان خاتون یہاں کی مالک تھی۔ اس کے بعد مارکو نے یہ جزیرہ خرید لیا تھا۔"

وہ چائے کے دو گھونٹ پینے کے بعد بولا "یوں تو جب سے انسانوں نے ہتھیار بنانے اور انہیں استعمال کرنے کی ابتدا کی ہے تب سے وہ قتل و غارت کے مرتکب ہوتے آرہے ہیں۔ لیکن دہشت گردی کی اصطلاح پہلی بار ۱۹۶۹ء میں سننے میں آئی تھی۔ شمالی آئرلینڈ میں تشدد کرنے والے انتہا پسندوں کا گروہ پیدا ہوا۔ اس گروہ نے دہشت گرد ایجنسی کی صورت اختیار کی۔ جو سیاسی پارٹی انہیں زیادہ رقم ادا کرتی تھی وہ اس کے لیے ملک میں تخریبی کارروائیاں کرکے حکومتِ وقت کو مجبور اور بے بس بنادیتے تھے۔

"پہلی بار شمالی آئرلینڈ میں دہشت گردی کی انتہا کی گئی۔ اس دہشت گردی میں دو سو پولیس والے مارے گئے۔ ۴۸۰ زخمی ہوئے۔ پولیس کے دفتروں پر ۶۸۰ حملے کیے گئے۔ موجودہ تاریخ میں پولیس ڈپارٹمنٹ پر ایسے زبردست حملے اور قتل و غارت گری نہیں ہوئی۔ پورے شمالی آئرلینڈ میں جب آٹھ ہزار بموں کے دھماکے ہوئے تو پورا یورپ لرز کر رہ گیا۔ کئی ممالک نے متحد ہوکر اینٹی ٹیررسٹ اسکواڈ قائم کرکے اس گروہ کو پسپا کیا۔ اس کا سرغنہ گرفتار تو نہیں ہوا لیکن کہیں گمنامی میں مارا گیا۔

"زہر کے پیالے میں اگر ایک قطرہ بھی رہ جاتا ہے تو وہ پانی میں مل کر پانی کی پوری ٹنکی کو زہریلا بنادیتا ہے۔ وہاں جو دہشت گردی کا زہر ختم کردیا گیا تھا اس کا ایک قطرہ رہ گیا تھا۔ واکوڈی وان اس پسپا ہوجانے والے سرغنے کا ایک خاص اور رازدار ماتحت تھا جو اسمگلنگ، اسلحہ کی مارکیٹنگ اور کسی بھی ملک میں دہشت گردی کے ذریعے سیاسی تبدیلیاں لانے اور حکومتیں تبدیل کرانے کے

ہتھکنڈے خوب جانتا تھا۔

"جرائم کی دنیا میں سیاسی دہشت گردی ایک نئی چیز تھی۔ واکوڈی وان کے چار جوان بیٹے تھے۔ اس نے بیٹوں کی مدد سے سیاسی دہشت گردی کو جاری رکھا۔ وہ جس ملک میں گئے، وہاں کی اپوزیشن سیاسی پارٹیوں نے اپنی خفیہ پناہ گاہوں میں رہنے دیا اور ان کے لیے ہر طرح کی سہولتیں فراہم کیں۔

"مارکو کو ابتدا سے اسمگلنگ کے دھندے میں مہارت بھی حاصل تھی اور وہ زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے لیے دنیا کی ہر بندرگاہ اور ہر ائرپورٹ کے کسٹم ڈپارٹمنٹ سے گہرے تعلقات رکھتا تھا۔ اس دھندے کے لیے اس نے پرنس آئی لینڈ کو اپنا اڈا اور ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے۔

"اس کے دوسرے بھائی مختلف ممالک میں باپ کے بتائے ہوئے دہشت گردی کے راستے پر چل رہے تھے۔ ادھر پچھلے کئی ماہ سے مارکو کے ایک بھائی باسکوڈی وان کو بھی ایک ایسے جزیرے کی ضرورت تھی جہاں وہ اپنے وفاداروں کو دہشت گردی کی باقاعدہ ٹریننگ دے سکے۔

"مارکو نے کہا "باسکو! تم میرے بھائی ہو۔ میں تمہیں اپنے گارڈز کے ساتھ اپنے جزیرے میں رہنے کی اجازت دے سکتا ہوں۔ لیکن یہاں دہشت گردی کے لیے ٹریننگ سینٹر بنانے نہیں دوں گا۔"

"اس نے اپنے بھائی باسکوڈی وان کو رہائش کے لیے دوسرا محل رہنے کو دیا۔ اور اسے صرف اپنے مسلح گارڈز رکھنے کی اجازت دی۔ لیکن باسکو وہ جزیرہ چاہتا ہے۔ اس نے مارکو سے کہا کہ جزیرے کی قیمت لگائے۔ مگر مارکو اسے فروخت کرنا نہیں چاہتا ہے۔ تب باسکو نے پلان بنایا کہ بھائی مارکو کو ہمیشہ کے لیے کسی حادثے کا شکار بنادے تو بھائی کی جائیداد اور یہ جزیرہ اسے مفت میں حاصل ہوجائے گا۔ کیونکہ سگا چھوٹا بھائی ہی اس کا وارث ہوگا۔ مارکو نے نہ شادی کی ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔"

مقدر بیگ نے خالی پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا "آج چھوٹے بھائی باسکو کو معلوم ہوا کہ مارکو رات کے وقت کہیں طیارے میں جانے والا ہے اور محل کے پیچھے رن وے پر طیارے کی چیکنگ ہورہی ہے اور ایندھن بھرا جارہا ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کسی دیوی نے مارکو کو خیال خوانی کے ذریعے ٹریپ کیا ہے اور مارکو کی جگہ خود طیارے میں جانے والی ہے۔ لہٰذا اس نے سوچا کہ بھری ہوئی ایندھن کی ٹنکی خالی ہوتی جائے گی تو طیارہ کسی منزل پر نہیں پہنچ سکے گا۔ کسی جگہ گر کر تباہ ہوجائے گا۔"

پارس نے کہا "سمجھ گیا۔ باسکوڈی وان کے کسی آدمی نے ایندھن کی ٹنکی میں سوراخ کردیا ہوگا۔ دیوی اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس آدمی کو نہ دیکھ سکے۔ طیارے کو فضا میں اڑاتے وقت بھی ایندھن کی مقدار بتانے والے کانٹے نے تجسس میں مبتلا نہیں کیا۔ کیونکہ ٹنکی کے سوراخ سے پیٹرول گرنا شروع ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد پتا چلا ہوگا۔ ڈیش بورڈ کا کانٹا بتارہا ہوگا کہ ٹنکی تیزی سے خالی ہورہی ہے۔ اس لیے دیوی کا باڈی گارڈ فوراً طیارے کو اسی جزیرے میں واپس لے آیا۔"

مقدر بیگ نے کہا "بالکل ٹھیک۔ کچھ ایسا ہی ہوا۔ جب طیارہ رن وے پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہوگیا تو باسکوڈی وان نے سمجھا کہ بڑا بھائی مارکو موت کے سفر پر روانہ ہوچکا ہے۔ اب واپس نہیں آئے گا۔ اس نے پہلے ہی اپنے ایک سو بیس دہشت گردوں کو مختلف بھیس میں یہاں بلا کر چھپا رکھا تھا۔ انہوں نے محل کا محاصرہ کرلیا۔

"باسکوڈی وان نے ایسا شب خون مارا تھا کہ محل کے مسلح پہرے دار کچھ مارے گئے اور باقی نے ہتھیار پھینک کر باسکو کی اطاعت قبول کرلی۔ وہ محل کے اندر آیا تو بڑے بھائی کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے پوچھا "برادر مارکو! ابھی جو طیارہ گیا ہے اس میں تم نہیں گئے۔ پھر کون گیا ہے؟"

"مارکو نے پریشان ہوکر کہا "میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ میرا دماغ میرے قابو میں نہیں ہے۔ آج شام ہی سے میں بے اختیار ایسے کام کرتا آرہا ہوں جو میری سمجھ سے باہر ہیں۔ میں نے اپنے سیکریٹری سے کہا تھا کہ محل میں میرے مہمان آرہے ہیں۔ ان کی تفریح کے لیے ایک طیارہ تیار رکھو۔ پھر ایک نہایت حسین و جمیل دوشیزہ دو باڈی گارڈز کے ساتھ آگئی۔ میں جیسے اس کا تابعدار بن گیا تھا۔ اس نے کہا کہ وہ طیارے میں سیر کرنے جائے گی۔ میں نے انکار نہیں کیا۔ وہ میرے پائلٹ کو بھی نہیں لے گئی۔ لیکن میں ایک خاموش تماشائی اور اس کا دیوانہ بنا رہا۔ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ سب کیا ہورہا ہے۔ میں نے ٹیلی پیتھی کے متعلق بہت کچھ سنا ہے۔ کیا وہ حسینہ ٹیلی پیتھی جانتی ہوگی۔"

"باسکوڈی وان اپنے بڑے بھائی کی باتیں بڑی توجہ سے سن رہا تھا اور طرح طرح کے سوالات کررہا تھا۔ پھر وہ بولا "بے شک یہ ٹیلی پیتھی کا چکر تھا۔ تمہارے بیان سے پتا چلتا ہے کہ اس نے صرف تمہیں نہیں بلکہ تمہارے خاص آدمیوں کو بھی اپنا تابعدار بنا رکھا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے دونوں باڈی گارڈز بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ کیونکہ ایک حسینہ بیک وقت کئی آدمیوں کو اپنا مطیع اور فرمانبردار نہیں بناسکتی تھی۔ ویسے یہ اچھا ہی ہوا کہ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے جہنم میں پہنچ گئے ہوں گے۔"

مارکو نے پوچھا "یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"ایسے کہ میں نے تمہیں طیارے کے حادثے میں مار ڈالنے کی پلاننگ کی تھی۔ کیونکہ تمہارے بعد مجھے ہی اس جزیرے کا مالک بننا ہے۔"

"کیا تم اپنے گھٹیا ارادے سے باز نہیں آؤ گے؟ یہاں دہشت

گروی کا ٹریننگ سینٹر بنانا چاہتے ہو؟ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہیں اس جزیرے سے باہر نکال دوں؟"

"تم اس دنیا سے باہر نکلو گے۔ میرے بڑے بھائی ہو، تمہیں گولی مارتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے۔ مگر کیا کیا جائے۔ مذہبی اور انسانی تاریخ بتاتی ہے کہ اس زمین پر پہلا قتل ایک بھائی نے دوسرے بھائی کا کیا تھا۔"

یہ کہتے ہی اس [illegible] مار دی۔ اپنے وفاداروں اور مقتول مارکو کے وفاداروں [illegible] کر کہا "اب میں اس جزیرے کا بادشاہ ہوں۔ جو میری اطاعت سے انکار کرے گا، مارا جائے گا۔"

سب نے اس کا وفادار رہنے کی قسم کھائی۔ اس نے کہا "مارکو کی لاش کا چہرہ وغیرہ بگاڑ کر سمندر میں پھینک دو۔ دوسری طرف طیارہ تباہ ہو چکا ہوگا۔ دنیا کو اور قانون کو سمجھا دیا جائے گا کہ مارکو طیارے کے حادثے میں ہلاک ہو گیا ہے۔"

اس کے احکامات کی تعمیل کی گئی۔ مارکو کا چہرہ اور اس کے جسم کے شناختی نشانات کو بگاڑ کر سمندر میں پھینک دیا گیا۔ ایسے ہی وقت وہ طیارہ واپس آتا ہوا دکھائی دیا۔

باسکوڈی وان نے پریشان ہو کر کہا "یہ کیا ہو گیا طیارہ واپس آ رہا ہے۔ شاید پائلٹ کو ایندھن کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے۔ میں اپنے پرانے اور نئے وفاداروں سے کہتا ہوں کہ تم سب اس لمحے سے گونگے بن جاؤ۔ وہ واپس آنے والے ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ تم میں سے جو بھی منہ سے آواز نکالے گا اسے میں اور میرے خاص ماتحت گولی مار دیں گے۔"

باسکوڈی وان یعنی نئے آقا کے اس وفادار نے جس نے پیٹرول کی ٹنکی میں سوراخ کیا تھا ان لوگوں کی نشاندہی کی جو ڈمی دیوی اور اس کے باڈی گارڈز سے مل چکے تھے۔ ان کی پرواز کے لیے طیارے کو رن وے پر چیک کیا تھا یعنی بنیادی بات یہ کہ ان سب لوگوں نے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنی آوازیں سنا کر اپنے دماغوں میں جگہ دی ہوئی تھی۔ اور اب وہ واپس آنے والے ان کے دماغوں پر غالب آ کر ان سب کے ذریعے باسکوڈی وان کے وفاداروں کو قتل کر سکتے تھے۔

نئے آقا باسکوڈی وان نے طیارے کے رن وے پر اترنے سے پہلے ہی ان سب لوگوں کو گولیوں سے چھلنی کرا دیا۔ ایسے کسی شخص کو زندہ نہیں چھوڑا جو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا آلہ کار بن سکتا تھا۔ بعض حالات میں عقل کام نہیں کرتی۔ ایسے وقت فاتح بننے کا نشہ بھی طاری رہتا ہے۔ اگر ایسے وقت باسکوڈی وان ذرا عقل سے کام لیتا تو اسے یہ یاد آ جاتا کہ ٹنکی کے سوراخ سے بہنے والا پیٹرول رن وے پر گرتا ہوا گیا تھا اور اب طیارے کی واپسی پر بھی اس ٹنکی سے رن وے پر پیٹرول گرتا آ رہا تھا۔ ایسے وقت وہ دور ہی سے ایک جلتی ہوئی مشعل پھینک دیتا۔ یا آگ اگلنے والی گن سے طیارے کی سمت فائر کرتا تو بہنے والے پیٹرول میں آگ لگ جاتی اور وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے طیارے کے ساتھ تباہ ہو جاتے۔

بعد میں اسے عقل آئی۔ لیکن وقت گزر جانے کے بعد عقلمندی دستک دے تو احمقانہ دستک کہلاتی ہے۔ وہ تینوں طیارے سے اتر گئے تھے۔ انہوں نے چاروں طرف دیکھا۔ کوئی نظر نہیں آیا۔ تمام مسلح افراد چھپے ہوئے تھے۔ ڈمی دیوی اور اس کے باڈی گارڈز کو اس بات کا غصہ تھا کہ مارکو کے کسی خفیہ گروہ نے ان کی علمی میں ایندھن کا مسئلہ پیدا کیا تھا۔ انہوں نے سوچا تھا کہ جزیرے میں واپس آ کر مارکو کے ذریعے ان نامعلوم دشمنوں تک پہنچیں گے۔

لیکن رن وے میں دور تک یعنی محل کے پچھلے حصے تک ویرانی نظر آئی تو ان کا ماتھا ٹھنکا۔ مارکو سمیت جتنے اہم افراد کے دماغوں میں انہوں نے جگہ بنائی تھی اور جو تابعدار تھے انہیں طیارے کی آواز سن کر آنا چاہیے تھا لیکن وہ بھی نہیں آئے تو دونوں باڈی [illegible]ل خوانی کی پرواز کی اور مارکو اور دوسرے تابعداروں کے دماغوں تک پہنچنا چاہا تو سب کے مردہ دماغوں سے ان کی سوچ کی لہریں واپس آ گئیں۔ تب انہوں نے اس پہلو سے سوچا کہ دشمن بیچارہ مارکو نہیں تھا۔ دشمن کوئی اور ہے اور ایسی منظم مسلح فوج رکھتا ہے جس نے جزیرے اور محل کے مالک مارکو اور اس کے اہم ماتحتوں کو ختم کر دیا ہے۔

اور اب جو رن وے سے محل تک خاموشی اور ویرانی نظر آ رہی تھی وہ کسی طوفان کا پیش خیمہ لگ رہی تھی۔ اجے کمار نے کہا "دیوی جی! ہمیں محل کی طرف نہیں جانا چاہیے۔ ہم ایک لمبا چکر کاٹ کر محل کے سامنے والے حصے کی پوزیشن معلوم کریں گے۔ دو چار افراد کو آلہ کار بنا کر محل کے اندر پہنچائیں گے اور وہاں کے اندرونی حالات معلوم کریں گے۔"

وجے کمار نے کہا "اجے! تم دیوی جی کو لے کر ادھر سے جاؤ۔ میں پیچھے پیچھے دیکھتا آؤں گا۔ دشمن کے مسلح افراد پیچھے سے حملہ کر سکتے ہیں۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی محل کی بلندی سے کئی سرچ لائٹیں روشن ہو گئیں وہ تینوں روشنی میں نہا گئے۔ محل کے پچھلے حصے سے دور تک ایسا اجالا پھیل گیا تھا جیسے دن کا سماں ہو۔ ایسی تیز روشنی میں بے شمار مسلح گارڈز نظر آئے۔ وہ آس پاس کی جھاڑیوں کے پیچھے سے نکل رہے تھے۔ کئی مسلح افراد ان کے پیچھے بھی اور دور آگے بھی دکھائی دے رہے تھے۔ چاروں طرف سے ان پر گنیں تنی ہوئی تھیں۔ وہ دو باڈی گارڈز اجے اور وجے کمار اپنے پاس گنیں رکھنے کے باوجود خود کو اور ڈمی دیوی کو نہیں بچا سکتے تھے۔

ان دونوں نے اپنے ہتھیار دور پھینک دیے۔ پھر اجے کمار نے بلند آواز میں کہا "ہم بالکل نہتے ہو چکے ہیں۔ ہمیں بتایا جائے کہ چند گھنٹے پہلے کی دوستی ایسی دشمنی میں کیوں بدل گئی ہے؟"

کسی طرف سے جواب نہیں ملا۔ تمام وفادار اپنے آقا باسکوڈی وان کے حکم کے مطابق گونگے بنے ہوئے تھے۔ قریب آنے والوں نے اشارے سے انہیں محل کے اندر چلنے کو کہا۔ وہ ادھر چلنے لگے۔ وجے کمار نے پوچھا "ہماری تمہاری کیا دشمنی ہے؟ کچھ تو معلوم ہو؟"

سب ہی کے لبوں پر تالے پڑے ہوئے تھے۔ اجے اور وجے کمار نے اپنے مدراس کی تیلگو زبان میں کہا "شاید انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہم ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ اس لیے سب کے سب گونگے بنے ہوئے ہیں۔"

اجے کمار نے کہا "ہم غیر معمولی جسمانی قوتوں کے مالک ہیں۔ ان سب سے تنہا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن چاروں طرف گنیں ہی گنیں ہیں۔ یہ ہمیں گولیوں سے چھلنی کر دیں گے۔"

وجے نے کہا "پھر یہ کہ ہم ان کے خلاف کوئی حرکت کریں گے تو دیوی جی کو بھی یہ لوگ زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ایم آئی ایم والوں نے ہمیں پھانس لیا ہے۔"

"یہ برادر کبیر پکا چالباز ہے۔ اسی نے ایندھن کی ٹنکی میں سوراخ کرایا ہوگا اور اس کے آدمیوں نے مارکو اور اس کے وفاداروں کو ہلاک کر کے محل پر قبضہ جمایا ہوگا۔"

"یہ ہمارے ساتھ ڈمی ہے۔ پتا نہیں ہماری اصلی دیوی اتنی رات کو سو رہی ہیں یا جاگ رہی ہیں۔ انہیں ہمارے حالات کا علم ہوگا تو وہ برادر کبیر کی بازی پلٹ دیں گی۔"

اجے نے کہا "رات کا ایک بجنے والا ہے۔ دیوی جی ضرور سو رہی ہوں گی۔ اسی لیے ہم سے رابطہ نہیں کر رہی ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ ہم ان سے رابطہ نہیں کر سکتے۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے محل کے اندر پہنچے۔ ایک وسیع و عریض ہال میں باسکوڈی وان ایک شاہانہ طرز کی کرسی پر بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ اس کے سامنے ایک چھوٹی سی میز پر کئی کاغذات رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک کاغذ اٹھا کر اجے کمار کو دیا۔ اس پر لکھا تھا "اس محل کا اور جزیرے کا نیا مالک میں ہوں۔ میرا نام باسکوڈی وان ہے۔ یہاں کسی سے یہ توقع نہ رکھنا کہ وہ اپنی آواز سنا[illegible]گا۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم تینوں ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں؟"

اجے نے کہا "آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ مارکو نے ہماری مالکہ کے حسن و شباب سے متاثر ہو کر ہمیں اپنا طیارہ دیا تھا۔ لیکن شاید [illegible]نے ہی اس طیارے کو ناکارہ بنا دیا ہے۔"

باسکوڈی وان نے وجے کو دوسرا کاغذ میز پر سے اٹھا کر دیا۔ اس پر لکھا تھا "مارکو اپنی موت سے پہلے بہت حیران اور پریشان تھا اور کہہ رہا تھا کہ جب تک طیارہ یہاں سے پرواز کر کے دور نہیں گیا تب تک مارکو اور اس کے وفادار دماغی طور پر بے بس رہے اور تم تینوں کے احکامات پر عمل کرتے رہے۔ بعد میں انہوں نے محسوس کیا کہ وہ بے بس نہیں ہیں اور ان تینوں کو نہیں پہچانتے ہیں جو طیارے میں سوار ہو کر گئے ہیں۔"

جو بھید ظاہر ہونے لگتا ہے، وہ پھر چھپائے نہیں چھپتا۔ اجے نے وجے سے تیلگو زبان میں کہا "ہم ٹیلی پیتھی کا راز چھپا نہیں سکیں گے۔ شاید یہ نہیں جانتے کہ ہم آنکھوں میں جھانک کر بھی ان کے دماغوں میں پہنچ سکتے ہیں۔ میرے اور تمہارے قریب جو گن مین کھڑے ہوئے ہیں، ہم ان کی آنکھوں میں جھانک کر ان کے دماغوں میں پہنچ سکتے ہیں اور ان کے ذریعے محل کے اس نئے آقا کو گن پوائنٹ پر رکھ سکتے ہیں۔"

باسکوڈی وان نے ایک کاغذ پر لکھ کر انہیں دیا "تم لوگ کس زبان میں گفتگو کر رہے ہو۔ آئندہ صرف انگریزی زبان میں بات کرنا۔"

اجے نے اسے پڑھ کر اپنے قریب کھڑے ہوئے مسلح گارڈ کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا۔ وجے نے بھی دوسرے گارڈ کی آنکھوں میں دیکھا پھر چند لمحوں کے بعد ان دونوں گارڈز نے اپنی اپنی گن کا رخ اپنے آقا باسکوڈی وان کی طرف کر کے کہا "خبردار! ذرا بھی حرکت نہ کرنا ورنہ ہم گولی مار دیں گے۔"

ان کی بات ختم ہوتے ہی باسکوڈی وان کے دو گارڈز نے اچانک فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اجے اور وجے کے پیروں بازوؤں پر بھی گولیاں چلائیں۔ وہ چیختے ہوئے فرش پر گر پڑے۔ ان میں قوت برداشت زیادہ تھی۔ پیروں اور بازوؤں میں گولیاں پیوست ہو گئی تھیں ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو بے ہوش ہو جاتا۔

پھر بھی آپریشن کے ذریعے ان گولیوں کو ان کے جسموں سے نکالنا ضروری تھا ورنہ قوت برداشت جواب دیتی رہتی اور وہ بے ہوشی سے موت کی طرف چلے جاتے۔

ایک گارڈ نے ایک کاغذ اجے کے قریب لا کر دکھایا۔ اس میں لکھا تھا "میں تمہارے سامنے ہوں۔ اب میری آنکھوں میں جھانک کر میرے دماغ میں آؤ۔ اپنا یہ کمال نہیں دکھاؤ گے تو تمہاری حسین مالکہ کو گولی مار دی جائے گی۔"

دوسرے باڈی گارڈ نے یہی تحریر وجے کو دکھائی۔ دونوں نے خیال خوانی کرنے کی ناکام کوششیں کیں۔ پھر اجے نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا "مسٹر باسکوڈی وان، کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس بری طرح زخمی ہو کر خیال خوانی نہیں کر سکتا۔ دماغی توانائی زائل ہو جاتی ہے۔ پلیز ہمارے جسموں سے گولیاں نکالیں۔"

باسکوڈی وان نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔ پھر ایک کاغذ پر لکھ کر ڈمی دیوی کو دیا۔ اس میں لکھا تھا "اے حور تمثال! کس جنت سے آئی ہو۔ اب ذرا اپنی ٹیلی پیتھی کا کمال دکھاؤ۔ تمہارے سامنے جو شخص کھڑا ہوا ہے اس کی آنکھوں میں جھانک کر دماغ میں پہنچو۔"

وہ اسے پڑھنے کے بعد بولی "میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہوں۔ میرے یہ دونوں باڈی گارڈز جانتے تھے۔

لیکن جب تک ان کے زخم نہیں بھریں گے اور دماغی توانائی بحال نہیں ہوگی تب تک یہ ناکارہ رہیں گے' کسی کے دماغ پر حکمرانی نہیں کرسکیں گے۔"

باسکو نے دوسرا کاغذ لکھ دیا "تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں کہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہو۔ اس کے باوجود میں اپنے تمام وفاداروں کے ساتھ گونگا بنا رہوں گا۔ اب ایک صوفے پر آرام سے بیٹھ جاؤ اور اپنی پوری ہسٹری سچ سچ بیان کرو۔ مجھے دھوکا دینا چاہو گی تو تمہارے گارڈز کی طرح تمہیں بھی اپاہج بنادوں گا بلکہ اس حسین مکھڑے پر تیزاب ڈال دوں گا۔ میری ایک بری عادت ہے کہ میں حسن و شباب کا رسیا نہیں ہوں۔ حسین ترین عورتوں کو بھی بیڈ روم میں آنے کی اجازت نہیں دیتا ہوں۔ اپنے ایک استاد کی یہ نصیحت ہمیشہ یاد رکھتا ہوں کہ بڑے سے بڑے شہ زور مرد کو صرف عورت ہی کمزور بناتی ہے۔ اور اس کا کوئی راز' راز نہیں رہنے دیتی۔ اسی لیے میری دہشت گرد تنظیم میں کوئی عورت نہیں ہے۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "میں قسم کھاؤں گی۔ روؤں گی۔ گڑگڑاؤں گی۔ تب بھی شاید تمہیں یقین نہیں آئے گا کہ میں اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتی ہوں۔ میں کب پیدا ہوئی؟ کب ہوش میں آئی؟ بس اتنا یاد ہے کہ آج شام ایک لانچ کے کیبن میں سو کر اٹھی تو یہ دونوں گارڈز وہاں موجود تھے اور مجھ سے کہہ رہے تھے کہ میں ایک حادثے میں اپنی یادداشت کھو بیٹھی ہوں۔ یہ دونوں میرے باڈی گارڈز ہیں اور میں ان کی مالکہ ہوں۔ پھر مجھے اس جزیرے میں لے آئے۔ میں محسوس کرتی آرہی ہوں کہ میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں۔ یہ دونوں جو کہتے ہیں' وہی میں کرتی رہتی ہوں۔"

اس نے ایک کاغذ لکھ کر دیا "تمہاری باتیں کسی حد تک سچ لگ رہی ہیں اور سچ نہ بھی ہوں تو میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔ میرا ایک بھائی دولت مند ممالک کے عیش کدوں میں حسین عورتیں سپلائی کرتا ہے۔ میں تمہیں اس کے حوالے کردوں گا۔"

پھر اس نے دوسرا کاغذ لکھ کر اجے اور وجے کو دیا اور ان سے کہا کہ وہ دونوں اپنی پوری رام کہانی سنائیں۔ جب تک نہیں سنائیں گے تب تک ان کے جسموں سے گولیاں نہیں نکالی جائیں گی اور وہ یونہی تکلیف سے تڑپ تڑپ کر مرجائیں گے۔۔۔۔

وہ سمجھ رہے تھے کہ ان کی دیوی ایسے وقت مدد کے لیے نہیں پہنچے گی تو انہیں مرنا ہی ہوگا۔ کیونکہ باسکو اپنے بڑے بھائی مارکو کی طرح عیاش نہیں تھا ورنہ اسے قابو میں کرنے کے لیے ڈمی دیوی کا حسن و جمال ہی کافی ہوتا۔ پھر اسے یقین نہیں دلایا جاسکتا تھا کہ وہ دونوں غیر معمولی جسمانی قوتوں کے مالک ہیں۔ کیونکہ ان کے جسموں میں پیوست ہونے والی چار چار گولیاں انہیں کمزور بنا چکی تھیں۔ لیکن انہیں کوئی تو رام کہانی سنانی ہی تھی۔

اجے نے کہا "امریکا' اسرائیل اور بھارت نے ایم آئی ایم کے خلاف انقرہ میں جو اجلاس کیا تھا ہم اس اجلاس میں بھارت کے نمائندوں کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے۔ اس اجلاس میں جو کچھ ہوا' آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا اور آپ ایک بہت بڑے گروہ کے سرغنہ ہیں۔ خود آپ نے اپنے ذرائع سے بہت کچھ معلوم کیا ہوگا؟"

باسکو نے "ہاں" کے انداز میں سر ہلایا۔ یعنی وہ اجلاس کی تمام کارروائیوں سے باخبر تھا۔ وجے کمار نے کہا "یہ جو حسینہ ہمارے ساتھ ہے اس کا تعلق ہم سے نہیں' ایم آئی ایم سے ہے۔ اس کا نام طاہرہ قدوس ہے۔ یہ ایم آئی ایم کی تنظیم میں ریکارڈ کیپر ہے اور ان کے بہت سے راز جانتی ہے۔ اس نے تنظیم کے سربراہ کو دیکھا بھی ہے۔ کئی مجاہدین کو جانتی بھی ہے۔ ہم نے اس کے چور خیالات پڑھنے کے بعد معلوم کیا کہ یہ ہمارے بہت کام آسکتی ہے۔ لہٰذا ہم نے اس پر تنویمی عمل کرکے اس کی پچھلی زندگی بھلا دی۔ ہمارا ارادہ تھا کہ اسے مصر لے جاتے پھر وہاں سے ہندوستان پہنچا دیتے۔ وہ ہمارا دیس ہے وہاں ہم اس پر دوبارہ تنویمی عمل کرکے اس کی یادداشت واپس لاتے اور ایم آئی ایم کے ڈھکے چھپے راز معلوم کرلیتے۔ ابھی ہم طیارے میں مصر کے شہر اسکندریہ جانے والے تھے۔"

ایک کاغذ پر لکھ کر پوچھا گیا "ایم آئی ایم والے بڑے خطرناک ہیں۔ تم دونوں ان کی اتنی اہم ریکارڈ کیپر کو کیسے انقرہ سے استنبول اور استنبول سے پھر یہاں لائے ہو۔"

"ہمیں بڑی محنت کرنی پڑی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ سربراہ برادر کبیر بہت خطرناک بھی ہے اور وسیع ذرائع کا مالک بھی۔ جلد ہی یہ معلوم کرلے گا کہ ہم نے اس کی ریکارڈ کیپر حسینہ کو اغوا کیا ہے۔"

ایک کاغذ کی تحریر نے کہا "وہ کتنا ہی خطرناک اور وسیع ذرائع کا مالک ہو' اس جزیرے میں آکر ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکے گا۔ تم لوگوں نے اس حسینہ طاہرہ قدوس کے دماغ کو لاک کیا ہوگا۔ ایسے میں ایم آئی ایم کے خیال خوانی کرنے والے اس کے اندر نہیں آسکیں گے اور نہ یہ معلوم کرسکیں گے کہ یہ اس محل میں ہمارے پاس ہے۔ البتہ وہ دشمن تمہارے دماغوں میں آکر بہت کچھ معلوم کرسکتے ہیں۔ لہٰذا تمہارے جیسے دماغی توانائی کھودینے والوں کو میں اپنے لیے مصیبت بنا کر نہیں رکھوں گا۔ تمہیں اب اس دنیا سے جانا چاہیے۔"

یہ پڑھتے ہی وجے کمار نے گڑگڑا کر کہا "نہیں' ہمیں جان سے مارنے کی غلطی نہ کرو۔ ہم تمہارے بہت کام آئیں گے' تمہارے تابعدار بن کر رہیں گے۔"

باسکوڈی وان کے پاس کوئی ہپناٹائز کرنے والا نہیں تھا۔ ورنہ اجے اور وجے کو تنویمی عمل کے ذریعے اپنا تابعدار بنالیتا۔ اجے نے کہا "ہم غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ جسمانی طاقت کے مقابلے میں کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کرسکتا۔"

ایک اور کاغذ کی تحریر نے کہا "اگرچہ جسمانی صحت مندی اور طاقت لازمی ہوتی ہے لیکن میرے لوگ دہشت گرد اور تخریب کار ہیں۔ دنیا کے تمام پرانے اور نئے ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی مہارت رکھتے ہیں۔ دہشت گردی میں جسمانی طاقت کی حیثیت ثانوی ہے اور اسلحہ کے استعمال کی مہارت کو اولیت دی جاتی ہے۔"

اجے نے کہا "ہمارے پاس اس کے علاوہ بھی غیر معمولی صلاحیتیں ہیں۔ ہم ہزاروں میل دور کی آوازوں کو سن سکتے ہیں۔"

اس بات پر سب قہقہے لگانے لگے۔ وجے نے کہا "اسے مذاق نہ سمجھو۔ ہم غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ ہم رات کی گہری تاریکی میں دور تک بالکل واضح طور پر دیکھ لیتے ہیں۔ کوئی دشمن اندھیروں میں ہم سے چھپ کر نہیں رہ سکتا۔"

کاغذ کی تحریر نے کہا "جب موت آتی ہے تو انسان کی بڑی بڑی حیرت انگیز اور غیر معمولی صلاحیتیں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ اگر کسی ایک بھی صلاحیت سے' تدبیر سے یا مکاری سے بچ سکتے ہو تو بچنے کی کوشش کرو۔ میں تم دونوں کو دو منٹ کی مہلت دے رہا ہوں۔"

جو ذہین' حاضر دماغ اور غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہوتے ہیں' ان کے لیے موت جیسی کسی مصیبت سے نکلنے کے لیے دو منٹ بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ وہ تو پلک جھپکتے ہی مصائب سے نکل آتے ہیں بشرطیکہ ان کی موت کا وقت نہ آیا ہو۔ جب وقت آجاتا ہے تو دو پل ہوں یا دو منٹ آدمی کچھ کر نہیں پاتا۔ مختصر یہ کہ باسکو کے ایک اشارے پر اجے اور وجے کمار کو گولیوں سے چھلنی کردیا گیا۔

ڈی دیوی دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر رونے لگی۔ ایک مسلح گارڈ نے اپنے آقا کی تحریر اسے دی۔ اس میں لکھا تھا "آنسو پونچھ لو۔ تم زندہ رہو گی۔ تمہیں محل کے ایک دور افتادہ کمرے میں قیدی بنا کر رکھا جائے گا تاکہ ہماری کوئی بات یا آواز تمہارے کانوں تک نہ پہنچ سکے اور تمہارے ذریعے دوسرے خیال خوانی کرنے والے یہاں پہنچ جائیں۔ میں اپنے بھائی سے رابطہ کرکے کل تک تمہیں اس کے حوالے کردوں گا۔ وہ بہت بڑی رقم لے کر تمہیں کسی شاہ کے عیش کدے میں پہنچا دے گا۔"

اس اکیلی رہ جانے والی نے آنسو بھری آنکھوں سے وہ تحریر پڑھی۔ پھر ایک سرد آہ بھر کر رہ گئی۔ وہ کر بھی کیا سکتی تھی؟

○☆○

جزیرے کے ہوٹل کے اس کمرے میں وہ تینوں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بڑے صوفے پر مقدر بیگ پارس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اجے اور وجے کمار کی موت اور ڈی دیوی کی بے بسی کی روداد سنانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے خاموشی اختیار کرلی تھی۔ اس نے روداد سنانے کے دوران اس دیوی کو ڈی نہیں کہا تھا۔ مگر ان کے پاس دوسرے صوفے پر بیٹھی ہوئی ا [illegible] (دیوی) سمجھ رہی تھی کہ اس وقت جزیرے کے محل میں جس دیوی کو قید کیا گیا ہے وہ ڈمی ہے اور اپنے بچاؤ کے لیے کچھ نہیں کرسکے گی۔

ان لمحات میں اصلی دیوی شی تارا کے دل پر بجلی گر چکی تھی جب اس نے اپنے بہترین اور زبردست باڈی گارڈز اجے اور وجے کی موت کے بارے میں سنا تھا۔ اس نے اپنے بھارت دیس کے لیے چار غیر معمولی روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے تھے۔ اجے کمار' وجے کمار' راجیش اور رگھوناتھ۔ ان چاروں میں سے راجیش کو کرنل نے گولی ماردی تھی اور اب اجے اور وجے بھی مرچکے تھے۔ ٹیلی پیتھی کے میدان میں بھارت کو ایک مضبوط اور مستحکم ملک بنانے کی پہلی کوشش میں تین عدد روبوٹ قسم کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ختم ہوچکے تھے۔

وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اجے اور وجے کمار جیسے زبردست وفادار ٹیلی پیتھی جاننے والے اتنی آسانی سے ماردیے جائیں گے۔ وہ اب تک کتنے ہی ایسے نقصانات برادر کبیر کے ہاتھوں اٹھاتی آئی تھی۔ ابھی وہ برادر کبیر اس کے سامنے بہروپیا بنا بیٹھا تھا۔ دہشت گردوں کے گروہ کے جس سرغنہ باسکو نے اسے نقصان پہنچایا تھا' اسے تو وہ کتے کی موت مارنے والی تھی۔ لیکن اتنے بڑے بڑے نقصانات کو پورا کرنے اور ان کی جگہ ویسے روبوٹ قسم کے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرنے میں زیادہ دقت اس لیے لگتا کہ برادر کبیر اور ایم آئی ایم اس کے حواس پر چھائے ہوئے تھے۔ اگر ان سے نمٹنے کی بات نہ ہوتی تو وہ پھر سپر ماسٹر اور وہاں کے اعلیٰ فوجی افسران کے دماغوں پر غالب آکر اپنے قابل اور باصلاحیت بھارتی افراد کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارتی۔ جو تین عدد مرچکے تھے' ان کی جگہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرلیتی۔

پارس نے مقدر بیگ سے کہا "ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ اس محل میں دیوی کیوں کمزور اور بے بس ہوگئی ہے۔ یہ مانتا ہوں کہ باسکوڈی وان اور اس کے آدمیوں نے اپنی آوازیں نہیں سنائیں اور گونگے بنے رہے۔ لیکن دیوی تو یوگا کے ماہرین کے دماغوں میں بھی پہنچ جاتی ہے۔ وہ صرف باسکوڈی وان کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اجے اور وجے کمار کو بچا سکتی تھی۔"

مقدر بیگ نے چور نظروں سے دیوی (ا [illegible]) کو دیکھا۔ پھر کہا۔ "دیوی یہی کرنے والی تھی۔ اس سے پہلے ہی دشمنوں نے گولیاں چلا کر اجے اور وجے کمار کو دونوں ہاتھوں پیروں سے اپاہج بنا دیا تھا۔ ان کے جسموں سے گولیاں بھی نکال دی جاتیں' تب بھی وہ اپاہجوں کی زندگی گزارتے۔ وہ دونوں دیوی کے کام کے نہیں رہے تھے۔ اس لیے وہ آنسو بہا کر اپنی کمزوری کا اظہار کرتی رہی۔ اس نے قیدی بننا منظور کرلیا تاکہ دوسرے دن باسکو کا دوسرا بھائی اسے لینے آئے تو وہ دونوں بھائیوں کو ٹھکانے لگا سکے۔ اس کا ارادہ ہے کہ وہ طاہرہ قدوس کے فرضی نام سے اس محل کی اور اس جزیرے کی

مالکہ بن جائے۔ ابھی اسے جس کمرے میں قید کیا گیا ہے' وہاں وہ فرش پر پلتھی مارے بیٹھی ہے۔ پوجا بھگتی میں مصروف ہے اور آتما شکتی کے ذریعے باسکوڈی وان اور اس کے خاص ماتحتوں کے اندر پہنچتی جارہی ہے۔"

پارس نے کہا "میں اس دیوی کے تعاقب میں یہاں آیا ہوں۔ پہلے تو معلوم ہوا کہ وہ ایک طیارے میں جاچکی ہے۔ اب آپ نے یہ اچھی خبر سنائی ہے کہ وہ محل میں ہے۔ اور کل باسکو کے بھائی کی آمد تک وہاں رہے گی بلکہ اس جزیرے کی مالکہ بن کر اسی محل میں طاہرہ قدوس بن کر رہے گی۔"

مقدر بیگ نے کہا "اس زیر زمین رہنے والی کو آئندہ دنیا والوں سے چھپ کر رہنے کے لیے اس سے زیادہ محفوظ جگہ شاید ہی ملے۔ لہٰذا وہ یہیں رہ کر خیال خوانی کے ذریعے امریکا' اسرائیل اور بھارت کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر حکومت بھی کرتی رہے گی اور ایم آئی ایم کی تنظیم کی جڑوں تک پہنچنے کی کوشش کرتی رہے گی۔"

پارس نے مسکرا کر کہا "اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے کہ ایم آئی ایم کا برادر کبیر اس جزیرے میں آپہنچا ہے اور اب میں اس محل میں اچانک اس کے روبرو پہنچ جاؤں گا۔"

دیوی فاتحانہ انداز میں مسکرائی۔ وہ اس کے روبرو جانے کی باتیں کررہا تھا جب کہ وہ اس کے سامنے ہی بیٹھی تھی اور یہ مقدر بیگ کی مہربانی تھی کہ اس نے پردہ رکھا تھا اور پارس سے کہہ رہا تھا "یہ جو انسان کا مقدر ہے' یہ انسان کو بھٹکاتا زیادہ ہے اور کبھی کبھی منزل تک پہنچاتا ہے۔"

پارس نے کہا "آپ دنیا جہاں کے لوگوں کے اندر کی باتیں جانتے ہیں۔ آپ نے دیوی کے ناکام فرار' مارکو اور راجے اور روجے کی موت کی باتیں ایسے بتائی ہیں جیسے سب کچھ آنکھوں سے دیکھتے رہے ہوں۔ آپ واضح طور سے اپنے متعلق کچھ بتاتے نہیں ہیں۔ میں آپ سے کچھ پوچھنے کی ضد بھی نہیں کروں گا۔ میں نے زندگی کے عملی میدان میں جو عرصہ گزارا ہے اس عرصے میں بڑے بڑے پراسرار بندے دیکھے ہیں اور ایسے حیرت انگیز اور ناقابل یقین مناظر نگاہوں سے گزرے ہیں جنہیں بیان کیا جائے تو سننے والے یقین نہیں کرتے ہیں۔ آپ جو بھی ہیں' میرے لیے محترم ہیں۔ میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس محل میں جاؤں گا تو کیا دیوی میری گرفت میں آجائے گی؟"

مقدر بیگ نے کہا "دیوی کو گرفت میں لینے کے ارادے سے نہ جاؤ۔ وہ خود کو چھپا رہی ہے۔ تم بھی اس سے اپنی اصلیت چھپاؤ اور ظاہر نہ ہونے دو کہ اسے دیوی ثی تارا کی حیثیت سے جانتے ہو۔ باقی تمہاری اپنی پلاننگ ہوا کرتی ہے۔ جیسا مناسب سمجھو' ویسا کرتے رہو۔"

پارس نے صوفے سے اٹھ کر کہا "میں نے اتنی رات تک آپ دونوں کی نیند خراب کی مگر ... کی وجہ سے آنا پڑا۔ سوچا تھا کہ اس کے ذریعے دیوی کے بارے میں شاید کچھ معلوم ہوسکے گا۔ لیکن آپ نے تو دیوی کے بارے میں پوری کتاب کھول کر میرے سامنے رکھ دی۔ اچھا' اب آپ آرام کریں۔ انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔"

اس نے مقدر بیگ سے رخصتی مصافحہ کیا۔ پھر ا... سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ ویسے میں تو کیا کوئی بھی تم سے دشمنی نہیں کرسکے گا۔ تم مقدر صاحب کی پناہ میں ہو۔ وش یو گڈ لک۔"

پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ دیوی نے دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ مقدر بیگ اپنے بستر کے سرے پر آکر بیٹھ گیا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آئی۔ پھر اس کے سامنے فرش پر دوزانو ہو کر اس کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر بولی "آپ کوئی دیوتا ہیں۔ بھگوان کے اوتار ہیں۔ برادر کبیر اس قدر مکار ہے کہ اس کے سامنے میں نے کسی کی چال کو کامیاب ہوتے نہیں دیکھا۔ لیکن آپ نے بڑی آسانی سے میری اصلیت چھپا کر میری حفاظت بھی کی ہے اور اس مکار کو بیوقوف بھی بنایا ہے۔"

"میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔ جو کرتا ہے مقدر کرتا ہے۔ تم ستارہ شناس ہو۔ تم نے ایک نہیں کئی بار اپنا زائچہ بنا کر علم نجوم کے ذریعے معلوم کیا ہے کہ تمہارے آگے دو ہی باتیں ہوں گی۔ ایک تو یہ کہ دس برس تک خود کو چھپا کر رکھنے میں کامیاب رہوگی تو اپنے محبوب پارس کو اپنی مرضی کے مطابق اپنا دھرم پتی بنالوگی یا پھر جناب علی اسد اللہ تبریزی کی پیش گوئی کے مطابق ایک سات برس کی بچی تمہیں بے نقاب کرکے تمہاری دس برس کی تپسیا برباد کردے گی اور پارس تمہیں اپنی شریک حیات بنالے گا۔ تم اپنے دھرم سے نکل جاؤ گی۔ اسی لیے میں نے ابھی برادر کبیر سے جھوٹ بول کر اسے بھٹکا دیا ہے۔ تمہیں ستاروں کی چال کے مطابق ظاہر ہونا ہے خواہ وہ پارس ہو یا برادر کبیر ہو۔ سب ہی تمہاری اصلیت جاننے کے لیے مقررہ وقت تک بھٹکتے رہیں گے۔ اب جاؤ۔ سوجاؤ۔"

وہ دوسرے بستر پر آکر لیٹ گئی۔ خیال خوانی کے ذریعے اپنی ڈی کو دیکھا۔ وہ ایک بند کمرے میں ایک بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ فکر اور پریشانی کے باعث اسے نیند نہیں آرہی تھی۔ دیوی نے اس کے دماغ کو تھپک تھپک کر سلادیا۔ وہ خود بھی تھکن سے چور ہورہی تھی۔ اس لیے اپنے دماغ کو ہدایات دے کر سوگئی۔

پارس نے بھی اسی ہوٹل میں ایک کمرا حاصل کیا۔ وہ اتنی رات کو محل میں جانا نہیں چاہتا تھا۔ جب یہ معلوم ہوچکا تھا کہ دیوی اس جزیرے کو اپنے چھپنے کی جگہ بنارہی ہے اور آئندہ محل میں ہی قیام کرے گی تو پھر جلد بازی ضروری نہیں تھی۔ وہ نیند پوری کرنے کے بعد صبح اس محل میں جانا چاہتا تھا لہٰذا وہ بھی ہوٹل کے ایک کمرے میں آکر آرام سے سوگیا۔

دوسری صبح اسے اس محل میں جانا تھا' جہاں تقریباً پونے دو سو مسلح دہشت گرد تھے۔ پھر اس کی موجودہ معلومات کے مطابق وہاں وہ دیوی بھی تھی جو خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرلیتی کہ وہاں برادر کبیر آیا ہوا ہے۔ ویسے جہاں تک دیوی کا تعلق تھا وہ اپنی آواز اور لہجہ بدل کر اسے دھوکا دے سکتا تھا۔ لیکن سیکڑوں دہشت گردوں کے درمیان جانے کے لیے لازمی تھا کہ اس کے پاس ایک سلیمانی ٹوپی ہوتی جسے پہنتے ہی وہ تمام لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوجاتا۔ اور اگر ایسی سلیمانی ٹوپی ہوتی تو پھر یہ بچوں کے لیے قصہ کہانی کی بات ہوجاتی۔

بعض قارئین نے اعتراض کے طور پر کہا ہے کہ میری داستان میں بچکانا پن آرہا ہے۔ جو بات عقل تسلیم نہیں کرتی' وہی بات دلچسپی پیدا کرنے کی خاطر پیش کی جاتی ہے۔ مثلاً پارس ایک گولی نگل کر سایہ بن جاتا ہے اور اس کا گوشت پوست کا جسم نگاہوں سے اوجھل ہوجاتا ہے۔ پھر اس سائے کے اندر اس کی زندگی ہوتی ہے اور زندگی کی توانائی اور ذہانت وغیرہ سب کچھ چھپا ہوتا ہے۔ وہ سایہ جب چاہے اپنی توانائی اور ذہانت استعمال کرسکتا ہے۔

کیا ایسا ہوسکتا ہے؟

نہیں ہوسکتا۔ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ آنکھیں گواہی مانگتی ہیں اور عقل ٹھوس دلائل کا تقاضا کرتی ہے۔ یہی عدالتوں میں بھی ہوتا ہے کہ چشم دید گواہی اور ٹھوس ثبوت لازمی ہوتے ہیں۔ تب حقیقت تسلیم کی جاتی ہے یعنی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ انسان صرف اسے تسلیم کرتا ہے جسے آنکھوں سے دیکھتا ہے اور جسے عقل تسلیم کرتی ہے۔

لیکن قدرت کی عدالت میں ایسا نہیں ہوتا ہے۔ اس دنیا میں وقتاً فوقتاً ایسے ناقابل فہم واقعات پیش آتے رہے' جن کی توجیہات آج تک نہ پیش کی جاسکیں۔ ایک انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کردینا۔ ہمارے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا۔ یہ تو دنیا کی سب سے عظیم ہستی رسول کریمؐ کے ایک معجزے کی بات ہے۔ لیکن خدا وہ ہے جو مذہب کے بغیر بھی کسی کافر کو اپنے موجود ہونے کا کوئی ناقابل فہم اشارہ دے کر اس کی عقل کو سوچ سوچ کر تھک جانے پر مجبور کردے پھر وہ تھک ہار کر کہہ دے کہ خدا کہیں ہے۔ یا یہ جو ناقابل فہم بات ہوئی ہے' یہ محض ایک اتفاق ہے۔

ابھی جس وقت قارئین یہ داستان پڑھ رہے ہیں۔ اس وقت لندن میں ایک دس سال کا بچہ موجود ہے جس پر آسمانی بجلی گری تھی۔ بجلی گرے اور کوئی زندہ رہے؟ یہ ناممکن ہے۔ مگر وہ لڑکا زندہ ہے اور بجلی گرنے کے بعد ایک ہائی پاور کی سری بن گیا ہے۔ وہ لڑکا جسے چھولیتا ہے' اسے بجلی کا جھٹکا پہنچتا ہے۔ کوئی قریب آئے تو لڑکے کے جسم سے نیلی شعاعیں خارج ہونے لگتی ہیں۔ وہ ایک اسکول میں زیر تعلیم ہے۔ اسے دوسرے بچوں سے ذرا الگ ریڑھ کی بنی ہوئی کرسی پر بٹھایا جاتا ہے۔

میرے ... قارئین یکم اپریل ۱۹۹۵ء کے روزنامہ جنگ کے آخری صفحے پر اس لڑکے کی مختصر سی روداد پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن مسیل میں ہی بیان کرسکتا ہوں کہ ماہر ڈاکٹر اور سائنس داں اس لڑکے کی اسٹڈی کررہے ہیں کہ وہ گوشت پوست کا جسم رکھتا ہے پھر وہ آسمانی بجلی سے جل کر کوئلہ کیوں نہ بن گیا؟ اس کے جسم کا اندرونی نظام بالکل انسانی ہے پھر وہ سری کیسے بن گیا؟ اس کے گوشت پوست سے بجلی کی قوت کیسے خارج ہوتی ہے کہ دوسرے جھٹکا سا محسوس کرتے ہیں؟

ابھی تو بڑی توجہ سے اس لڑکے کی اسٹڈی ہورہی ہے۔ ہوسکتا ہے' ڈاکٹر اور سائنس داں کچھ سمجھ پائیں اور اگر وہ نہ سمجھ سکے تو دو میں سے کوئی ایک بیان دیں گے کہ خدا کا وجود ہے' جو ہم نہیں سمجھتے' وہ خدا سمجھتا ہے۔ یا پھر ان کا بیان ہوگا کہ یہ محض اتفاق ہے۔ کبھی کبھی ایسے ہی دوسری نوعیت کے ناقابل فہم واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔

جی ہاں رونما ہوتے رہیں گے جو لوگ اپنے ایمان اور روح کی گہرائیوں سے خالق حقیقی کو سمجھ نہیں پاتے' انہیں سمجھانے کے لیے ایسے ناقابل فہم واقعات رونما ہوتے رہیں گے۔ اگر آئندہ اس سری بن جانے والے لڑکے سے کوئی زیادتی ہوگی اور سیاست داں یا جرائم پیشہ افراد اسے منفی مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہیں گے تو پھر میں مداخلت کروں گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ سری بن جانے والا میری داستان کا ایک حصہ بن جائے گا اور اسے بچوں کے پڑھنے کا قصہ کہنا درست نہ ہوگا۔ جب میں صومالیہ کے مسلمانوں کی بھوک پیاس' کشمیری مسلمانوں کے جہاد اور بعض اسلامی ممالک کی بے حسی بیان کرتا ہوں تو یہ بچوں کے پڑھنے کے لیے نہیں بڑوں کے مطالعے کے لیے ہوتی ہیں۔

میری یہ داستان نوجوانوں اور بوڑھے بچوں کے پڑھنے کے لیے ہے۔ اگر میں دلچسپی کا عنصر قائم نہ رکھوں اور وقفے وقفے سے چٹخارے دار مگر دلوں میں برچھی کی طرح اتر جانے والی باتیں نہ کروں تو یہ محض اخباری رپورٹ ہوگی کہ دولت مند عیاش مسلمان یہودی عورتوں سے بچے پیدا کرکے انہیں اسلام کی طرف کم اور یہودیت کی طرف زیادہ لے جارہے ہیں۔ یہ بھی اخباری رپورٹ ہوگی کہ ازبکستان اور ترکمانستان جیسے اسلامی ممالک جو شمالی ایشیا میں ہیں' وہاں جمہوریہ چین کا راستہ روکنے کے لیے امریکا کیسی چالیں چل رہا ہے اور اپنا ملک کس طرح ایک مہرہ بنتا جارہا ہے۔ اگر یہ تمام تفصیلات بیان کروں تو میری پیش کردہ ایک قسط بھی کوئی نہیں پڑھے گا۔

میرا یہ عزم ہے کہ میں تفریحی انداز میں مسلمانوں کو ان تمام خطرات سے آگاہ کروں۔ جو امریکا' اسرائیل اور بھارت کی طرف سے درپیش ہیں۔ مٹھائی تو یوں بھی لذیذ ہوتی ہے۔ پھر دکاندار اس

مٹھائی پر چاندی کا ورق چڑھا کر اسے اور جاذب نظر کیوں بنا تا ہے؟ وہ کیوں چاہتا ہے کہ دیکھنے والی آنکھیں للچائیں اور مٹھائی خریدنے آجائیں؟

جن حضرات کو عکس کا منتقل ہونا' بندر کا آدمی بن جانا اور پارس کا سائے میں تبدیل ہو جانا پسند نہ ہو' ان سے گزارش ہے کہ ایسی باتوں کو چاندی کا ورق سمجھ کر اسے مٹھائی سے نکال دیا کریں۔ باقی مٹھائی کھاتے رہا کریں۔ ہاں اگر کہیں کڑوا پن محسوس ہو گا تو اس چاندی کے ورق کی ضرورت پیش آئے گی۔

فینٹسی اسے کہتے ہیں جو حقائق کے برعکس ہوتی ہے۔ فینٹسی لکھنے کے لیے کہانی کا تانا بانا ایسے بنا جاتا ہے کہ ناقابلِ یقین باتوں پر بھی اس لیے یقین آجاتا ہے کہ وہ بڑے دلچسپ پیرائے میں لکھی جاتی ہیں۔ پڑھنے والے دلچسپی کی خاطر خود کو یہ سمجھاتے ہیں کہ یہ بالکل فینٹسی یا بنڈل بازی نہیں ہے۔ جب لکھنے والے نے ٹھوس دلائل اور حوالے دیے ہیں تو یہ سچ ہو سکتا ہے۔

اگر میری اس داستان کے متعلق فرض کیا جائے کہ یہ فینٹسی یا خیالی قصہ گوئی ہے تو پھر یہ دنیا کی پہلی خیالی کہانی ہے' جس میں ساری دنیا کے حقائق اور سیاسی اور معاشرتی سچائیاں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں اور جس میں دنیا کے تمام مسلمانوں کی بے حسی' پسماندگی اور زوال پسندی کا درد و کرب ایسا بھرا ہے جیسے ایک ماں کے سینے میں ممتا بھری رہتی ہے۔ کسی بھی ماں کا کلیجا نوچ کر پھینکا جا سکتا ہے لیکن اس کے اندر سے کوئی طاقت ممتا کا جذبہ نہیں نکال سکتی۔ اسی طرح میری داستان کے اندر سے دورِ جدید کی تمام سچائیوں کو کوئی طاقت نوچ کر نہیں پھینک سکتی۔

میری داستان نوجوانوں اور بوڑھے بچوں کے لیے ہے اور اس میں بچکانا پن نہیں ہے۔ اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں لمبے نہیں ہوتے۔ اس لیے جھوٹ زیادہ دور تک نہیں چل سکتا۔ جب کہ یہ داستان اٹھارہ برس اور سات ماہ سے جاری ہے۔

ایک قلم کار کی تحریر میں خواہ کتنی ہی جان ہو' اس کے لکھنے کے اسٹائل میں خواہ کتنی ہی کشش ہو' وہ اس وقت تک اپنے قارئین کے دل و دماغ پر نقش نہیں ہو گا' جب تک کہ وہ روح کی گہرائیوں میں اتر جانے والی سچائیاں بیان نہیں کرے گا۔

ذرا ان لمحات میں آپ اپنے آس پاس دیکھیں' آپ کے پاس ہی مقدر بیگ بیٹھا ہوا ہے۔ اگر وہ آپ کو نظر نہیں آرہا ہے تو پھر آپ اسے آنکھوں کی بصارت سے دیکھ رہے ہیں۔ کاتبِ تقدیر کی عطا کی ہوئی بصیرت سے نہیں دیکھ رہے ہیں۔ یہ مقدر بیگ دشمن ہے جو بھٹکاتا ہے اور یہ مقدر بیگ دوست ہے جو گمراہی سے پھر آپ کو راستی پر لاتا ہے۔ اور وہ اس داستان میں کئی بار کہہ چکا ہے کہ اس کا کوئی مذہب نہیں ہے۔ وہ صرف اچھے اعمال سے خدا کو پہچانتا ہے۔ یہ کہہ کر وہ سمجھانا چاہتا ہے کہ جب اچھے اعمال سے خدا کو پہچانا جا سکتا ہے تو پھر خدا کو پہچاننے والے سے مقدر بیگ کبھی دشمنی کرنے کی جرات نہیں کرے گا۔ یہ مقدر بنانے کا نسخہ ہے جو مقدر بیگ بتا رہا ہے۔

مشکل یہ ہے کہ کوئی بھی معاملہ جو ایک کے لیے درست ہوتا ہے' وہ دوسرے کے لیے غلط ہو سکتا ہے۔ ایم آئی ایم والے کہتے تھے کہ مسلمانوں کو پسماندہ بنائے رکھنے' دولت مند مسلمانوں کو شراب و شباب میں ڈبونے اور دنیا میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو کم کرنے کی سازشیں کرنا غلط ہے۔ امریکا' اسرائیل اور بھارت کے نقطہ نظر سے یہی غلط بات درست تھی اور وہ اپنی سازشوں کو کامیاب بنانے کے سلسلے میں جو چالیں چل رہے تھے ان میں دیوی پیش پیش تھی۔ مقدر بیگ نے اسے سمجھایا تھا کہ وہ دوستی' امن اور بھائی چارے کا راستہ اختیار کرے۔ لیکن جن کے مفادات کو نقصان پہنچتا ہو' انہیں نیک ہدایات سمجھ میں نہیں آتیں۔

دیوی نے بھی مقدر بیگ کی نیک ہدایات کو ٹال دیا تھا۔ اس کے باوجود وہ دیوی کی حفاظت کر رہا تھا اور پارس کو بھٹکا رہا تھا۔ کیونکہ کاتبِ تقدیر نے جو تحریر کیا تھا' اس تحریر کے مطابق مقدر بیگ عمل کر رہا تھا۔ دیوی کی روپوشی ختم ہونے کے لیے جس وقت کا تعین ہو چکا تھا' اس سے پہلے مقدر بیگ اسے ظاہر ہونے اور اسے نقصان پہنچنے کے راستے پر چلنے نہ دیتا۔ اور وہ خود ایسے راستے پر چل رہی تھی' تب بھی مقدر بیگ پارس کو گمراہ کر کے اسے تحفظ دے رہا تھا۔

○☆○

دوسرے دن پارس جزیرے پر واقع اس محل میں پہنچ گیا۔ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ وہ چھوٹا سا جزیرہ دنیا کے نقشے میں ایسی جگہ ہے جس کے شمال میں ترکی اور جنوب میں افریقہ کی اسلامی ریاستیں ہیں۔ دیوی اپنی ڈمی کو سامنے رکھ کر خود وہاں روپوش رہ کر تمام اسلامی ممالک کو طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کر سکتی تھی۔ اس جزیرے کے مشرق میں اسرائیل تھا۔ وہ یہودیوں کے سر پر بھی سوار رہتی۔ میری داستان کے ایسے ہی سچے اور کھرے واقعات ہوتے ہیں' جنہیں پڑھنے سے دشمنانِ اسلام کی سازشوں کا علم ہوتا رہتا ہے۔ پارس سایہ بن کر گیا ہے تو جانے دیں۔ اس سائے کو چاندی کے ورق کی طرح سچائی کی مٹھاس کے ساتھ کھالیں یا پھر چاندی کے ورق کو اپنے ذہن سے نکال کر ایک طرف رکھ دیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس صدی کے آخر تک معتبر سائنس داں یہ اعلان کریں کہ انسان نگاہوں سے چشم زدن میں اوجھل ہو سکتا ہے اور جس طرح سایہ انسان کے اندر رہتا ہے اسی طرح انسان سائے کے اندر رہ سکتا ہے۔

بہر حال دیوی اسی ہوٹل کے کمرے میں تھی۔ مقدر بیگ کسی کام کا بہانہ کر کے کمرے سے چلا گیا۔ وہ جانتا تھا کہ دیوی تنہائی میں

خیال خوانی کرے گی اور محل میں قید رہنے والی اپنی ڈمی کے اندر رہ کر اسے اصلی دیوی بنائے گی۔ ایسا اس لیے کرے گی کہ پچھلی رات برادر کبیر اس کے کمرے سے اس محل میں جانے اور دیوی پر قابو پانے کا ارادہ کر کے گیا تھا۔

اب سے پہلے وہ ایک ڈمی شی تارا بن کر پارس اور تمام دوستوں اور دشمنوں کو فریب دیتی رہی تھی۔ آئندہ وہ ڈمی دیوی بنا کر برادر کبیر اور ساری دنیا کو فریب میں مبتلا رکھنا چاہتی تھی۔ اس نے پچھلی رات ڈمی کے اندر پہنچ کر معلوم کیا تھا۔ بیچاری بہت پریشان تھی۔ سہمی ہوئی بھی تھی۔ اسے ایک کمرے میں قید کر دیا گیا تھا۔ یہ یاد کر کے وہ رونے بھی لگی تھی کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے دونوں محافظ اجے اور وجے کمار کو مار ڈالا گیا تھا۔ پھر اس بات کا بھی رونا تھا کہ اسے پچھلی زندگی یاد نہیں آرہی تھی۔ اتنا ہی یاد آتا تھا کہ اس کا نام شی تارا ہے اور جتنے لوگ زیر زمین رہنے والی شی تارا کا ذکر سن چکے ہیں' وہ اسے دیوی کہتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے' اس کا اصل نام پربھارانی تھا۔ وہ ایک ایسے انگریز سے شادی کرنے والی تھی جو اس کے برے وقت میں بہت کام آتا رہا تھا۔ لیکن دیوی اور اس کے دونوں گارڈز نے انہیں ٹریپ کیا تھا۔ اس کے محسن انگریز منگیتر کو مار کر سمندر میں پھینک دیا تھا اور دیوی نے لانچ کے کیبن میں پربھارانی پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنی ڈمی بنایا تھا۔ لیکن یہ تمام کام بڑی عجلت میں ہوا تھا اس لیے دیوی پوری طرح اپنی تمام باتیں اور عادتیں اس کے ذہن میں نقش نہیں کر سکی تھی۔ اسی وجہ سے پربھارانی خود کو دیوی شی تارا سمجھنے کے باوجود یہ سوچتی رہتی تھی کہ وہ کون ہے؟ کہاں سے آئی ہے؟ اور اس کی پچھلی زندگی کیا تھی؟

دیوی کے لیے یہ لمحہ فکریہ تھا کہ برادر کبیر محل کی طرف گیا ہے۔ اگر پربھارانی سے اس کا سامنا ہو گا اور وہ اپنے بھولے ہوئے ماضی کے سلسلے میں کوئی پریشانی ظاہر کرے گی تو وہ مکار برادر کبیر شبہ کرے گا بلکہ یقین کرے گا کہ وہ اصلی دیوی نہیں ہے۔ جو اصلی ہے وہ پہلے کی طرح ڈمی شی تارا والا ڈراما پلے کر رہی ہے۔

دیوی کو اس جزیرے کے موجودہ مالک باسکوڈی وان اور اس کے اس بھائی کی فکر نہیں تھی جو پربھارانی کے حسن و شباب کو کسی عیش کدے میں پہنچانے والا تھا۔ وہ ہوٹل کے کمرے میں رہ کر ہی ان بھائیوں کو چٹکی میں مسل سکتی تھی۔ وہ اپنی ڈمی کو مکمل ڈمی دیوی بنانا چاہتی تھی لہٰذا اس نے صبح بیدار ہوتے ہی پھر ایک بار پربھارانی کے خوابیدہ دماغ کو از سرِ نو اپنا معمول اور تابعدار بنایا پھر اپنی ایک ایک عادت' ایک ایک ادا' اپنے بدلتے ہوئے لہجے اور آواز کو اس کے ذہن میں نقش کیا۔ اسے پچھلی زندگی یہ یاد دلائی کہ وہ دس برس تک زیرِ زمین رہ کر ستاروں کی چال کے مطابق زمین کے اوپر آنا اور اپنی اصلیت ظاہر کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اب اس نے زیرِ زمین رہنے کا ارادہ ترک کر دیا ہے اور مختلف بہروپ میں دنیا والوں کے درمیان رہنے بھی لگی ہے اور اپنے بھارت دیس کی برتری کے لیے امریکا اور اسرائیل سے دوستی نباہ رہی ہے اور دوستی کی آڑ میں انہیں بھی دھوکا دے کر ان کے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنا چکی ہے۔

پھر یہ بھی ذہن نشین کیا کہ وہ جب ضروری سمجھتی ہے تب خیال خوانی کرتی ہے اور اس نے اپنے دونوں محافظوں کو بچانے کے لیے اس وجہ سے خیال خوانی نہیں کی کہ اس سے پہلے ہی وہ دونوں اپاہج بنا دیے گئے تھے۔ اس کے کسی کام کے نہیں رہے تھے۔ وہ ٹیلی پیتھی اور آتما شکتی کو استعمال کرنے کے لیے باسکوڈی وان کے دوسرے بھائی کی آمد کا انتظار کر رہی تھی۔

دیوی نے اس بار اسے اپنی مکمل ڈمی بنا کر آدھے گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اب وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ برادر کبیر محل میں پہنچ چکا ہے یا نہیں؟ یہ معلوم کرنے کے لیے محل میں رہنے والوں کے اندر پہنچنا ضروری تھا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر ہوٹل کے ایکسچینج والے سے کہا کہ وہ مسٹر مارکو کے پی اے سے باتیں کرنا چاہتی ہے لہٰذا محل کے کسی فون سے رابطہ کرایا جائے۔

وہ جانتی تھی کہ مارکو اب اس دنیا میں نہیں رہا ہے پھر بھی وہ انجان بن رہی تھی۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ وہاں نئے مالک باسکو کا نیا پی اے آیا ہو گا لیکن اسے اسی پرانے پی اے کی آواز سنائی دی۔ اس کا مطلب ظاہر تھا کہ وہ اپنے پرانے آقا کے بعد اب اپنے نئے مالک کا وفادار بن گیا ہے۔ اس نے پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

"میں زیرو دن بول رہی ہوں۔ آج آدھی رات کے بعد نئے مال کی کھیپ ساؤتھ پورٹ پر آنے والی ہے۔"

"آپ نئے مال کے بارے میں بتائیں۔"

"مسٹر مارکو جانتے ہیں کہ کون سی چیز اسمگل ہو کر آرہی ہے۔"

"سوری میڈم! مسٹر مارکو اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ اب اس جزیرے کے نئے آقا باسکوڈی وان ہیں۔ آئندہ ان سے آپ کی ڈیلنگ ہو گی۔"

"میں کسی سے ملاقات کرنے اور تمام معاملات طے کرنے کے بعد ہی مال سپلائی کرتی ہوں۔ پہلے اپنے آقا سے معلوم کرو۔ کیا وہ مجھ سے کاروبار جاری رکھنا چاہتا ہے؟ میں بعد میں فون کروں گی۔"

وہ ریسیور رکھ کر پی اے کے اندر پہنچ گئی۔ وہ بھی ریسیور رکھنے کے بعد باسکوڈی وان سے کہہ رہا تھا "سر! انڈیا کی ایک لیڈی اسمگلر ہے' اس کا کوڈ نیم زیرو دن ہے۔ آج آدھی رات کے بعد اس کا مال یہاں پہنچنے والا ہے۔ لیکن وہ دوسری پارٹی کو یہ مال دے دے گی کیونکہ آپ اس کے لیے نئے ہیں۔ پہلے وہ ملاقات کرتی ہے' تمام معاملات طے کرتی ہے اس کے بعد مال سپلائی کرتی ہے۔"

"مجھے دہشت گردی کے ذریعے کروڑوں ڈالرز مختلف ممالک

سے ملتے رہتے ہیں۔ اگر اسمگلنگ کے نئے دھندے سے بھی خاصی آمدنی ہوگی تو میں تمہیں اسمگلنگ کے شعبے کا انچارج بنا دوں گا۔ تم خود ہی اس سے معاملات طے کرلو۔"

وہ پی اے کے ذریعے باسکو ڈی وان کی آواز سن کر اس کے اندر پہنچ گئی اور معلوم کرنے لگی کہ اس محل میں کوئی نیا مہمان آیا ہے یا دہشت گردی کے سلسلے میں کسی ملک کا نمائندہ اس سے کسی ڈیلنگ کے لیے پہنچا ہوا ہے یا نہیں؟

باسکو کے خیالات نے بتایا کہ محل میں کوئی ایسا نمائندہ یا مہمان نہیں آیا ہے۔ ویسے ایک گھنٹے کے اندر اس کا بھائی ڈی راکو وان وہاں پہنچنے والا ہے۔ ان دونوں بھائیوں باسکو اور ڈی راکو وان میں خوب بنتی تھی۔ ایک طرح سے دونوں کا دھندا مشترکہ تھا۔ ڈی راکو وان خاص طور پر دولت مند اسلامی ممالک کے عیاش حکمرانوں اور دوسرے اعلیٰ عہدیداروں سے رازدارانہ دوستی رکھتا تھا اور بھاری معاوضے پر حسین ترین عورتیں پیش کرتا تھا پھر اپنے بھائی باسکو کے لیے ان ممالک کے حالات معلوم کرتا تھا۔ جس ملک کے حکمرانوں کو اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لیے دہشت گردوں کی ضرورت ہوتی تھی' اس ملک میں باسکو اپنے ایسے دہشت گرد اور تخریب کار بھیجتا تھا جو اس ملک کی زبان اور رسم و رواج سے واقف ہوتے تھے۔ کسی بھی ملک کی زبان اور تہذیب سے واقفیت رکھنے والے قاتل دہشت گرد وہاں جعلی پاسپورٹوں کے ذریعے رہائش اختیار کرلیں تو وہاں کے عوام اور انتظامیہ کو پتا نہیں چلتا کہ ایسے دشمن ان کے درمیان موجود رہتے ہیں۔

پھر باسکو ڈی وان کے خیالات نے بتایا کہ اس کا بھائی ڈی راکو وان تنہا نہیں رہتا ہے۔ اس کے ساتھ دو مسلح گارڈز' ایک بہت ہی تجربہ کار مشیر اور تین عدد بہت ہی بدمعاش قسم کی چھٹی ہوئی عورتیں ہوتی ہیں۔ وہ تینوں مختلف زبانیں جانتی ہیں اور کسی نئی حسینہ کو محبت سے یا ظلم و ستم سے قابو میں کرکے مختلف دولت مند عیاشوں تک پہنچاتی ہیں۔

دیوی کا خیال تھا کہ برادر کبیر ڈی راکو وان کو' اس کے باڈی گارڈز کو یا مشیر کو ٹریپ کرے گا اور ان میں سے کسی ایک کے بہروپ میں رہ کر محل کے اندر پہنچے گا۔ جب ایسی کوئی بات نہیں بنے گی تو پھر آخری حربے کے طور پر سایہ بن کر وہاں جائے گا۔ وہ دونوں بھائی نہایت خطرناک اور سفاک قاتل تھے۔ لیکن دیوی انہیں چیونٹی کے برابر سمجھتی تھی۔ اسے محض برادر کبیر کی طرف سے تجسس تھا کہ وہ کس طرح محل میں پہنچے گا' وہاں کیا کرے گا اور اس ڈی دیوی تک کیسے پہنچے گا؟

اصل فکر یہی تھی کہ وہ ایک ڈی ظاہر نہ ہونے پائے اور برادر کبیر اس کے قریب رہ کر بھی اسے اصل دیوی سمجھتا رہے۔ اس مقصد کے لیے اس نے دوبارہ پربھارانی پر تنویمی عمل کرکے ہر اعتبار سے اسے دیوی بنا دیا تھا۔ صرف ایک کمی رہ گئی تھی کہ پربھارانی

خیال خوانی نہیں کرسکتی تھی۔ یہ کمی دور کرنے کے لیے اس نے دو تدابیر بھی کی تھیں۔ ایک تو یہ کہ جب تک برادر کبیر اس ڈی کے پیچھے پڑا رہتا' تب تک وہ خود ڈمی کے اندر رہ کر وقتاً فوقتاً خیال خوانی کرتی رہتی۔ دوسری تدبیر یہ تھی کہ وہ جلد ہی پربھارانی کو ٹرانسفارمر مشین تک پہنچا کر اسے ٹیلی پیتھی بھی سکھا دیتی اور اس کے دوسرے بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والے روبوٹ راجیش' اجے کمار اور وجے کمار مارے گئے تھے۔ ان کی جگہ وہ چھ بھارتی خیال خوانی کرنے والوں کا اضافہ کرنا چاہتی تھی۔

ڈی راکو وان ایک گھنٹے بعد اس محل میں اپنے حواریوں کے ساتھ آگیا۔ دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کی۔ باسکو نے اسے بتایا کہ طاہرہ قدوس (پربھارانی) ایک نہایت حسین و جمیل دوشیزہ ہے۔ وہ اس کے حسن کی ایک جھلک کسی عیاش حکمران کو دکھا کر اس کے ملک کے حالات کے مطابق دہشت گردی کی راہیں ہموار کرسکتا ہے۔

ان کی گفتگو کے دوران دیوی خیال خوانی کے ذریعے موجود تھی اور ڈی راکو وان کے حواریوں کے اندر پہنچ کر یقین کررہی تھی کہ برادر کبیر نے ان میں سے کسی کا بہروپ اختیار نہیں کیا ہے۔ اگر وہ کسی کے بھیس میں ہوتا اور دیوی اس کے اندر پہنچتی تو وہ بے اختیار سانس روک لیتا۔ یا پھر اپنی عادت کے مطابق شرارتیں کرتا۔ آواز بدل کر اسے کہتا "دیوی جی! تمہیں محل کے جس کمرے میں قید رکھا گیا ہے میں وہ کمرا کھلوا کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں۔ آج تک ہماری ملاقات خیال خوانی کے ذریعے ہوتی رہی۔ آج ہم روبرو ملیں گے۔"

لیکن ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ وہ کسی حواری کے بھیس میں نہیں تھا۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ وہ سایہ بن کر وہاں کسی کے اندر موجود ہے۔ اور یہ بات زیادہ قرین قیاس تھی کہ وہ ڈمی دیوی کے اندر ہی ہوگا اور ابھی خاموشی سے تماشا دیکھنا چاہتا ہوگا کہ دیوی باسکو اور ڈی راکو وان سے کس طرح نمٹنے والی ہے۔

باسکو ڈی وان نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ محل کا آخری کمرا کھول کر طاہرہ قدوس کو لایا جائے۔ وہ ماتحت حکم کی تعمیل کے لیے گئے۔ باسکو نے بھائی سے کہا "جیسا کہ میں ابھی بتا چکا ہوں' طاہرہ کے دونوں باڈی گارڈز ٹیلی پیتھی جانتے تھے۔ میں نے انہیں مار ڈالا ہے۔ طاہرہ کے متعلق شبہ ہے کہ وہ بھی ٹیلی پیتھی جانتی ہوگی۔ لیکن وہ اپنے چہرے اور اپنی سنائی ہوئی روداد سے مظلوم نظر آتی ہے۔ ان مرنے والے باڈی گارڈز نے اس پر تنویمی عمل کیا تھا اور اس کی پچھلی زندگی بھلا دی تھی۔ اسے یاد نہیں ہے کہ وہ پہلے کون تھی اور کہاں سے آکر اس محل میں قیدی بن گئی ہے۔ بہرحال تم اس کے سامنے زبان سے کچھ نہ بولنا۔ ہم دونوں بھائیوں کو کسی فریب میں نہیں آنا چاہیے۔ بشرطیکہ وہ طاہرہ فریبی ہو۔"

دیوی محل کے ڈرائنگ ہال میں آئی۔ اس کے دائیں بائیں

[...]ر پیچھے مسلح افراد تھے۔ وہ دونوں بھائی بہت ہی آرام دہ صوفے پر [...]ٹھے ہوئے تھے۔ باسکو نے ایک کاغذ پر لکھ کر دیوی کو بتایا "یہ میرا [...]ائی ڈی راکو وان ہے۔ یہ آج شام کو تمہیں کسی ملک میں لے [...]ئے گا۔"

ڈی نے اس تحریر کو پڑھنے کے بعد کہا "یعنی یہ تمہارا دلال [...]ائی شام تک فون کے ذریعے مختلف ممالک کے دولت مند [...]راکین سے میرا سودا کرے گا۔ جو زیادہ بولی دے گا' اس ملک میں [...]ھے لے جائے گا۔"

ڈی راکو وان نے غصے سے کہا "اے خبردار! مجھے دلال نہ کہنا۔ [...]م منشیات' اسلحے اور حسین عورتوں کے ذریعے مختلف ممالک کی [...]یاست میں گھستے ہیں۔ ان ممالک کی سیاسی کمزوریاں معلوم کرتے [...]ں۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لیے ہم تمہاری جیسی بے مثال [...]سیناؤں کو تربیت دیتے ہیں کہ وہ کس طرح ہمارے لیے کام کرتی [...]ہیں گی۔"

ڈی نے مسکرا کر کہا "باسکو' تمہارا یہ بھائی بڑا گرم مزاج ہے۔ [...]ی شان کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرتا ہے۔ ابھی [...]وڑی دیر پہلے اسے تم نے سمجھایا تھا کہ یہ میرے سامنے گونگا [...]رہے۔ لیکن میں نے اسے دلال کہا تو یہ بھڑک کر بولنے لگا۔"

باسکو حیرت سے اپنی کرسی پر سے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ پھر بولا۔ [...]ب تو میں بھی زبان کھول رہا ہوں۔ میں نے تنہائی میں بھائی کو [...]نگا بن کر رہنے والی بات سمجھائی تھی اور تم نے محل کے آخری [...]رے میں قید رہ کر سن لی۔ اب تم ایک کے بعد ایک کے دماغ میں [...]تی رہو گی۔"

وہ کہنا چاہتا تھا کہ اب تو اسے زندہ نہیں چھوڑا جائے گا۔ اس [...]ے تمام وفادار اسے گولیوں سے چھلنی کردیں گے لیکن وہ ایسا نہ [...]ہ سکا۔ دیوی نے اس پر غالب آکر اپنی مرضی کے مطابق بولنے پر [...]ور کیا۔ اس نے کہا "ہاں تم ایک کے بعد ایک کے دماغ میں [...]تی رہو گی۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے ساتھ میرے تمام وفادار [...]اری ٹیلی پیتھی کے ذریعے مارے جائیں لہٰذا میں تمام وفاداروں [...]حکم دیتا ہوں کہ اب وہ گونگے بن کر نہ رہیں اور سب ہی ایک [...]ک کرکے محترمہ طاہرہ قدوس (دیوی) کو سلام کریں اور اپنا اپنا [...]بتاتے جائیں۔"

باسکو کی اس بات پر اس کا بھائی [...]اض کرسکتا تھا لیکن دیوی [...]پنے بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والے رگھوناتھ کو بلا چکی تھی۔ وہ ڈی [...]کو وان کے دماغ پر قبضہ جمائے ہوئے تھا۔ وہاں جتنے مسلح وفادار [...]ے' وہ اپنے آقا کے حکم کے مطابق یکے بعد دیگرے دیوی کو سلام [...]کرکے اپنا اپنا نام بتانے لگے۔ دیوی کی طرح پارس کو بھی ایک ٹیلی [...]ی جاننے والے کی ضرورت تھی۔ ایسے موقع پر ثانی یا باربرا [...]س کے پاس آتی تھیں۔ اس نے محل میں جانے سے پہلے فون کے [...]ذریعے ثانی سے کہا تھا "مجھے تمہارے ڈیڈی یعنی انکل سلمان کی

ضرورت ہے۔ ویسے تم بھی میرے اندر آتی جاتی رہو۔"

جب ایک وفادار نے سلام کیا اور اپنا نام بتایا تو سلمان نے برادر کبیر کے لہجے میں اس کی زبان سے کہا "ویسے میں نے سلام کرکے غلطی کی ہے۔ مجھے نمستے یا رام رام کہنا چاہیے۔"

دیوی نے اسے چونک کر دیکھا۔ پھر کہا "اچھا تو برادر کبیر! تم آچکے ہو۔ ابھی میں باسکو کے دماغ کو آزاد نہیں چھوڑ سکتی۔ تھوڑی دیر بعد تمہارے پاس آؤں گی۔"

"وہ تو نگاہوں کے سامنے آچکی ہو۔ کل تم نے دعویٰ کیا تھا کہ ہزاروں فٹ کی بلندیوں پر پرواز کرتی ہوئی کسی دوسرے ملک جارہی ہو۔ میں بڑا مایوس ہوگیا تھا لیکن میری دعا قبول ہوئی اور تم ہزاروں فٹ کی بلندیوں سے پرواز کرتی ہوئی زمین کی پستی میں آگئی ہو۔ کیا تمہیں احساس نہیں ہوتا کہ تمہارے مقدر میں پستی ہے اور تمہارے لیے ہی کہا گیا ہے۔ پہنچے اسی زمین پر اونچی اڑان والے....."

دیوی اور رگھوناتھ نے باسکو اور ڈی راکو وان کے دماغوں کو ذرا ڈھیل دی ہوئی تھی۔ دونوں بھائیوں نے پریشان ہوکر ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر باسکو نے کہا "کیا ایم آئی ایم کا سربراہ برادر کبیر یہاں موجود ہے؟"

اس وفادار نے کہا "ہاں۔ میں ہوں برادر کبیر! یہ جو حسینہ تمہارے سامنے ہے اس کا اور میرا ستارہ کچھ ملتا ہے۔ شاید دل سے دل بھی مل جائے۔ اسی لیے میں اس کی حفاظت کے لیے یہاں آیا ہوں۔ یوں سمجھ لو۔ میں اس چھیل چھبیلی کو [...] زندہ رکھنا چاہتا ہوں۔"

وہ بولی "تم بھیس بدل کر آئے ہو۔ دشمنوں میں گھرے ہوئے ہو اور مجھے زندہ رکھنے کی بات کرتے ہو۔ کیا یہاں کسی کی گن سے ایک گولی چلے گی تو تمہارا خاتمہ نہیں ہوگا؟"

"دیوانے جان پر کھیل جاتے ہیں۔ اگر میں پروانے کی طرح تم پر نثار ہو جاؤں گا تو میری موت کے بعد بھی تم مجھے یاد کرکے ٹھنڈی آہیں بھرتی رہو گی۔"

دیوی باسکو کے دماغ پر پوری طرح حاوی ہوگئی تھی۔ اس نے برادر کبیر کی باتوں کے دوران بڑی آہستگی سے باسکو کے لباس کے اندر سے ریوالور نکالا۔ پھر اچانک ہی ایک وفادار کا بھیس بدلنے والے برادر کبیر پر گولی چلا دی۔ ایک نہیں' یکے بعد دیگرے چھ گولیاں اس کے جسم میں اتار دیں۔ ایم آئی ایم کا سربراہ پہلی بار اس کے نشانے پر آیا تھا۔ وہ اس کی آواز' لہجے اور بولنے کے مخصوص اسٹائل سے دھوکا نہیں کھاسکتی تھی۔ پوری طرح یقین کرنے کے بعد اس کی لاش زمین پر گرا دی تھی۔

تھوڑی دیر کے لیے سناٹا چھا گیا۔ وہ دونوں بھائی اور ان کے وفادار گم صم سے ہوکر کبھی اس لاش کو اور کبھی دیوی کو دیکھتے رہے۔ پھر دیوی نے کہا "میں نے اس یقین [...] کی ہے کہ

ایم آئی ایم کے مجاہدین اس محل کے باہر ہوسکتے ہیں اور اس کے خیال خوانی کرنے والے ابھی اس کی موت کی خبر اپنی پوری تنظیم والوں کو سنا رہے ہوں گے۔ وہ اس محل پر بھرپور حملہ کرنے آسکتے ہیں لیکن میں ان کے ہاتھ نہیں آؤں گی۔

پھر اس نے دونوں بھائیوں کو دیکھ کر کہا "تم دونوں بھی میرے دشمن ہو۔ میں ایک ہی وقت میں تمام دشمنوں سے نمٹنا نہیں چاہتی۔ ایم آئی ایم والوں کا حملہ بھرپور ہوگا اس لیے تم دونوں میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔"

پھر وہ رگھوناتھ سے بولی "باسکو پر گولی چلاؤ" ٹھیک اسی وقت اس نے باسکو کے ذریعے ڈی راکو وان پر گولی چلائی۔ سب نے سہم کر دیکھا۔ دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کو اپنے اپنے ریوالور سے مار ڈالا تھا اور اس جزیرے پر اقتدار قائم رکھنے والی کرسی خالی چھوڑ دی تھی۔

تمام وفاداروں نے اپنے ہتھیار فرش پر ڈال کر غلاموں کے انداز میں دونوں ہاتھ باندھ کر سر جھکالیا تھا۔ گویا دیوی کی اطاعت قبول کرلی تھی [illegible] نے خوش ہو کر فاتحانہ انداز میں ان سب کو دیکھا پھر ایک [illegible] ٹھٹک گئی۔

ایک وفادار کے ہاتھ میں [illegible] تھی [illegible] "تم [illegible] حاصل [illegible] آقاؤں کی موت سے [illegible] حاصل [illegible]"

وہ بولا "میں نے تمہارے جیسی گوبر دماغ عورت پہلے بھی نہیں دیکھی۔ اب سے پہلے میں کئی بار مرنے کے بعد زندہ ہوگیا۔ اس کے باوجود تم نے ابھی ایک نہیں، پوری چھ گولیوں سے مجھے مار ڈالا۔ آخر تمہیں کیا حاصل ہوا؟ میں پھر زندہ ہوگیا۔ ایک تو ہوتا ہے پکا عاشق جو مرتے دم تک پیچھا نہیں چھوڑتا لیکن میں قیامت کا عاشق ہوں، جب تک زندہ رہو گی، تمہیں بیوہ ہونے نہیں دوں گا۔"

ڈی کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔ اس کے اندر دیوی تھی۔ دراصل وہ حیران تھی، اسے یاد آگیا تھا کہ اس سے پہلے بھی برادر کبیر کئی بار مر کر زندہ ہوگیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اپنی آواز اور لہجہ بلکہ شخصیت بدل کر ایسی ڈرامے بازی کرتا رہتا ہے۔ فی الحال وہ اس بات پر حیران تھی کہ جسے ابھی گولیاں ماری تھیں اسے سچ مچ برادر کبیر سمجھی ہوئی تھی اور ان دونوں بھائیوں کو ہلاک کرنے کے بعد مردہ برادر کبیر کے چہرے سے میک اپ صاف کرکے مکمل یقین کرنے والی تھی کہ واقعی اس نے ایم آئی ایم کے سربراہ کا خاتمہ کردیا ہے۔

وہ ڈرامے باز پھر اپنی زندگی کا ثبوت دے رہا تھا اور یہ سمجھا رہا تھا کہ وہ اس محل میں موجود ہے اور کسی بہروپ میں نہیں آیا ہے۔ وہ موجود بھی ہو اور نہ بھی ہو تو یہ صاف سمجھ میں آنے والی بات تھی کہ وہ سایہ بن کر آیا ہے اور کسی کے اندر موجود ہے۔ ہوسکتا ہے، اس کی ڈی کے اندر ہی سمایا ہوا ہو۔

وہ جھنجلا گئی۔ عجیب شخص سے پالا پڑا تھا۔ وہ پیچھا ہی نہیں چھوڑ رہا تھا۔ اس زیرِ زمین رہنے والی کے لیے وہ جزیرہ بہت ہی مناسب تھا۔ وہ ڈی کو بظاہر دیوی بنا کر رکھتی اور خود وہاں کسی کانچ میں رہ کر دشمنوں کو بھٹکاتی رہتی اور امریکا اور اسرائیل جیسے دوستوں کو الو بناتی رہتی۔

اسے مقدر بیگ کی یاد آئی کیونکہ جو کچھ ہو رہا تھا، وہ تقدیر کا ہی تماشا تھا۔ برادر کبیر کل رات استنبول واپس جا رہا تھا مگر نہ جاسکا۔ وہ خود اپنی ڈی کو جزیرے سے دور کسی دوسرے ملک بھیج کر یہ سب پر اور خصوصاً برادر کبیر پر یہ ظاہر کرنے والی تھی کہ چڑیا اڑ چکی ہے۔ اب چڑیمار خالی ہاتھ رہے گا۔ لیکن کیا مقدر کا کھیل تھا کہ طیارہ اس کی ڈی کو واپس جزیرے میں لے آیا۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے رگھوناتھ سے بولی "میں برادر کبیر سے نمٹنے میں مصروف رہوں گی۔ تم اس محل کے معاملات کے ساتھ میری اس ڈی کی حفاظت کرتے رہو۔"

"دیوی جی کا حکم سر آنکھوں پر۔ کیا ضرورت پیش آئے تو میں آپ کی جگہ دیوی بن کر خیال خوانی کا مظاہرہ کرکے ثابت کرسکتا ہوں کہ وہ ڈی ہی دیوی جی ہیں۔"

"ہاں۔ ایسا تو تمہیں کرنا ہوگا لیکن ایک اہم بات یاد رکھو۔ برادر کبیر سایہ بن کر یہاں آیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری ڈی کے اندر موجود ہے لہٰذا محتاط رہنا۔"

پھر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اور پارس کے دماغ پر دستک دی۔ پارس کا دماغ بھی طلسم ہوشربا تھا۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی نے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے ناقابلِ فہم بنادیا تھا۔ وہ آتما شکتی کے ذریعے یوگا جاننے والوں کے اندر پہنچنے کے باوجود سمجھ نہیں پاتی تھی کہ جس کے لیے وہ دس برس تک روپوش رہ کر ساری دنیا سے اپنی اصلیت چھپانا چاہتی تھی اور اس مقصد میں کامیاب ہونے والی تھی وہ بھی اپنے پارس کو پہچان نہیں پاتی تھی۔

اس نے کہا "ہیلو مسٹر کبیر! میں برادر کبیر نہیں کہوں گی کیونکہ برادر تو بھائی کو کہتے ہیں اور تم میرے عشق میں مبتلا ہو۔"

"میری دیوانگی دیکھو۔ پہلے تمہیں دیکھے بغیر عشق کیا۔ آج پہلی بار اس محل میں تمہارے حسن کا جلوہ دیکھ رہا ہوں۔ کیا قیامت ہو، جی چاہتا ہے تمہارے ہی اندر گھر بنا کر رہ جاؤں۔"

"ابھی تم کہاں ہو؟"

"سایہ کبھی اپنے جسم سے جدا نہیں ہوتا اس لیے تمہارے اندر رہوں۔"

"اوہ۔ یہ تو تم میرے اندر رہ کر ظلم کر رہے ہو۔"

"تمہارے اندر رہنا ظلم کیسے ہوگیا؟"

"خود ہی سوچو۔ ایک بیوی بھی چوبیس گھنٹے اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رہتی۔ پھر ہمارا کوئی ایسا رشتہ نہیں ہے۔ تمہیں میرے اندر نہیں رہنا چاہیے۔ میں غسل خانے جاتی ہوں۔ لباس تبدیل کرتی ہوں۔ کیا ایسے میں تمہیں موجود رہنا چاہیے۔"

"تمہیں صرف اس بات پر اعتراض ہے کہ غسل خانے جانا ہوگا۔ لباس تبدیل کرنا ہوگا۔ ایسے میں کسی غیر کو نہیں رہنا چاہیے۔ بھئی غیریت تو ذرا سی دیر میں ختم ہوجائے گی۔ ہم غسل خانے جانے کی غلطی کریں گے۔ تمہاری شکایت دور ہوجائے گی۔"

"تمہیں ایک کنواری لڑکی سے ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم نہیں آتی؟"

"تم کسی بھی کنوارے کنواری سے پوچھ لو۔ پہلے شرم آتی ہے پھر لاکھ اسے بلاؤ کم بخت واپس نہیں آتی۔"

"کیا تم جانتے ہو، میں کسی کی امانت ہوں۔ جو میرا ہونے والا پتی دیو ہے، وہ شیر کا بچہ ہے۔"

"کیا تمہاری عقل گھاس چرنے گئی ہے۔ انسان ہو کر ایک جانور کو پتی دیو بناؤ گی۔"

"کیا بکتے ہو۔ شیر میں نے فرہاد علی تیمور کو کہا ہے اور اس کا بیٹا پارس ایک دن میرا دھرم پتی بنے گا۔"

"میں مسلمان ہوں۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے تمام افراد کی عزت کرتا ہوں۔ فرہاد صاحب اور ان کے بیٹوں سے میرا کبھی سامنا نہیں ہوا۔ اگر ہوگا تو دوست اور بھائی کی حیثیت سے ہوگا۔ اگر میں پارس سے درخواست کروں گا کہ تم پر مرتا ہوں، وہ تمہیں چھوڑ دے تو مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں چھوڑ دے گا۔"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ مجھے حاصل کرنے سے باز آجائے گا؟"

"اس لیے کہ اس نے اب تک تمہیں دیکھا نہیں ہے۔ صرف تمہارے نام سے دھوکا کھا کر ایک وفادار تی تارا سے محبت کرنے لگا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس نے تمہیں کبھی نہیں دیکھا ہے۔ پہلے میں نے تمہیں دیکھا ہے اور ایک مسلمان پہلے جسے دیکھ کر اپنا بنانے کا ارادہ کرلیتا ہے، وہ عورت دوسرے مسلمان کے لیے ماں بہن اور بیٹی ہوتی ہے۔"

"تم فضول باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو۔"

"میں تمہیں نیکی اور شرافت کی باتیں بتا رہا ہوں۔ جب ایک مسلمان کسی کو پسند کرلے تو دوسرا اس پر میلی نظر نہیں ڈالتا۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ مسلمان جان دے دے گا مگر ایمان نہیں دے گا۔ وہ تمہارا دھرم پتی کبھی نہیں بنے گا۔"

"کیا تم میرے دھرم پتی بن جاؤ گے؟"

"میں ایسی کوئی چیز بنے بغیر تمہارے اندر پہنچا ہوا ہوں۔ ایک شریف عورت اسی مرد کو اپنا بنالیتی ہے، جو اس کے اندر سما جاتا ہے۔ تم خود ہی بتاؤ کیا تم شریف عورت نہیں ہو؟"

"تم بے کار باتوں میں میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔"

"واقعی ابھی دن کے وقت محل کے اس درباری ہال میں لوگوں کی موجودگی میں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ ہم اس مسئلے پر رات کو بیڈ روم میں بحث کریں گے۔"

"کسی کے بیڈ روم میں آنا شرافت نہیں ہے۔"

"میں خود نہیں آؤں گا۔ یہ تو تم اپنے پیارے سائے کو خود لے جاؤ گی۔ جس بستر پر سونے جاؤ گی وہاں کروٹ کروٹ ساتھ رہوں گا۔"

"تم تو مجھے لاجواب کردیتے ہو۔"

"بھلا میں کیا لاجواب کروں گا۔ خدا نے تمہیں لاجواب بنا کر میرے لیے بھیجا ہے۔"

"میں تم سے جیت نہیں سکتی اس لیے التجا کرتی ہوں، کبھی کبھی میرے اندر سے چلے جایا کرو۔"

"تم جب چاہو گی، چلا جایا کروں گا۔ جب بھی بلاؤ گی، حاضر ہوجایا کروں گا۔"

"ذرا ابھی نکل کر دکھاؤ۔"

"یہ لو..." وہ اس کے اندر سے نکلا۔ دیوی نے فرش پر بچھے ہوئے قالین پر ایک مردانہ سایہ دیکھا۔ اس سائے کا گوشت پوست والا جسم نہیں تھا۔

وہ بولی "ہاں میں تمہیں دیکھ رہی ہوں۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہمیشہ میرے اندر نہ رہو۔ کبھی ضرورت ہو تو میرے پاس آجایا کرو۔"

"تم ہمیشہ روپوش رہی ہو۔ اب مجھے رہنے دیا کرو۔ کوئی عالیشان بنگلا چھوڑ کر جھگی میں رہنا نہیں چاہتا۔ اب جہاں جاؤں گا، وہ بدن جھگی لگے گا۔ پھر یہ کہ بدن بدلتے رہنے سے میرا چال چلن خراب ہوگا۔ عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنے مرد کو اپنے ہی گھر میں رکھے۔"

وہ سایہ پھر فرش پر سے رینگتا ہوا ڈی کے سائے میں جا کر مل گیا۔ پھر اس کے اندر آگیا۔

اس نے کہا "میں سمجھ گئی، تم مجھے نہیں چھوڑو گے اور نہ ہی میں تم سے پیچھا چھڑا سکوں گی۔ بہرحال ابھی تمہارے دماغ سے جا رہی ہوں۔ پھر آؤں گی۔"

"یہ کیا ضروری ہے کہ تم خیال خوانی کے ذریعے آؤ۔ ہم تو ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ زبان سے گفتگو کرسکتے ہیں۔"

"بے شک یہی کروں گی لیکن سب کے سامنے تم خود کو میرے اندر ظاہر نہ کرو۔ ہم صرف تنہائی میں زبان سے گفتگو کیا کریں گے۔ اچھا میں جا رہی ہوں۔"

وہ رگھوناتھ کے پاس آکر بولی "میرا خیال درست نکلا۔ وہ دشمن سایہ بن کر ڈی کے اندر ہے۔ تم ذرا محتاط رہنا۔ اسے یہی معلوم ہونا چاہیے کہ وہ ڈی نہیں بلکہ خیال خوانی کرنے والی دیوی ہے۔"

"میں آپ کا غلام ہوں۔ آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔"

وہ دماغی طور پر ہوٹل کے اس کمرے میں حاضر ہو گئی جہاں مقدر بیگ کے ساتھ قیام تھا۔ وہ موجود نہیں تھا۔ اسے آزادی سے خیال خوانی کرنے اور محل پر قبضہ جمانے کے لیے تنہا چھوڑ گیا تھا۔

وہ جیسا چاہتی تھی ویسا ہی ہو رہا تھا۔ ایک بار ڈمی شی تارا بنا کر پارس کو دھوکا دیتی رہی تھی اب دیوی شی تارا کی ڈمی بنا کر برادر کبیر جیسے گھاگ انسان کو خوش فہمی میں مبتلا کر رہی تھی۔

اس وقت وہ مارلن کے روپ میں تھی۔ برادر کبیر اسے انجلا سمجھ کر گیا تھا۔ اب وہ نیا روپ اختیار کر کے اس جزیرے میں ایک اچھا سا کاٹیج خرید کر وہاں مستقل رہائش اختیار کرنا چاہتی تھی۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ وہ مقدر بیگ سے رابطہ قائم کر کے اسے بتانا چاہتی تھی کہ ہوٹل کا کمرا چھوڑ کر جا رہی ہے۔ اور وہ اتنی بڑی مہربانی کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتی تھی کہ جس برادر کبیر کو فریب دینا محال ہوتا' اسے مقدر بیگ نے بھٹکا دیا تھا اور اصلی دیوی سے دور کر کے اسے ڈمی کے پاس پہنچا دیا تھا۔

دیوی کی سوچ کی لہریں بھٹک کر واپس آ گئیں۔ ان سوچ کی لہروں کو مقدر بیگ کا دماغ نہیں ملا۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ اس نے آواز' لہجہ اور شخصیت بدل لی ہے ورنہ سوچ کی لہریں اسی دماغ سے واپس آتی ہیں جو مردہ ہو جاتا ہے۔ لیکن مقدر تو آدمی کی آخری سانس تک جیتا ہے۔ مقدر گیا تو سانس گئی اور سانس گئی تو مقدر گیا۔ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

○☆○

کراچی میں ملک کے تمام صوبوں کے کئی خاندان آباد ہیں۔ یہ شہر صرف ایک ملک پاکستان کے لیے نہیں بلکہ دنیا کے تمام ممالک سے اپنی بندرگاہ اور بین الاقوامی ائرپورٹ سے منسلک ہونے کے باعث بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ فرحانہ اور ساجد علی (سابقہ ایوان راسکا) لاہور سے کراچی آئے تھے۔ پھر یہاں سے دنیا کی سیر کرنے کے لیے ایک ایک ملک اور ہر ملک کے اہم شہروں میں بظاہر تفریح کے لیے جانا چاہتے تھے۔

یہ فرحانہ کی خواہش تھی۔ ساجد سے محبت ہونے سے پہلے وہ صرف مغل پورہ تک محدود تھی۔ زیادہ سے زیادہ لاہور کے مختلف علاقوں میں کبھی جاتی رہی تھی۔ نہایت غریب' مظلوم اور کمزور تھی۔ کمزور اس لحاظ سے کہ مضبوط ارادوں کے باوجود ایک لڑکی تھی۔ حسین بھی تھی اور مستقل مزاج بھی لیکن کسی شہ زور مرد کا سہارا نہیں تھا۔ ماں باپ بوڑھے اور لاچار تھے اور بھائی آوارہ اور محلے کا ایک معمولی سا غنڈا تھا۔ اس کے پاس دوسروں کو زیر کرنے والی طاقت تھی نہ دولت اور نہ ہی یہ دو چیزیں حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ تھا۔

بھلا ہو مقدر بیگ کا' ایک دن اس کے گھر آ گیا اور اسے ہزاروں میل دور ماسکو میں قید رہنے والے ایوان راسکا یعنی موجودہ ساجد علی سے خیال خوانی کے ذریعے متعارف کرا دیا۔ ان کی ابتدائی جان پہچان کی تفصیلات بہت پہلے ایک باب میں بیان کی جا چکی ہیں۔ ساجد علی نے اسلام قبول کرنے کے بعد فرحانہ سے نکاح پڑھوایا تھا اور اس کے بعد پہلے اسلام آباد پھر لاہور چلا آیا تھا۔

شادی سے پہلے ہی وہ خیال خوانی کے ذریعے فرحانہ کے لیے ایک بہت بڑی طاقت بن گیا تھا۔ وہ مغل پورہ کے چھوٹے سے مکان سے نکل کر عالی شان کوٹھی میں آ گئی تھی۔ اس شہر کے نامی گرامی غنڈوں اور ضمیر فروش پولیس افسروں کے لیے لوہے کا چنا بن گئی تھی۔ اسے سیاست کے ہارس ٹریڈنگ والے گھوڑے بھی نہیں چبا سکتے تھے۔

اس نے ساجد سے ساری دنیا دیکھنے اور گھومنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ ساجد بابا صاحب کے ادارے سے مشورے حاصل کیے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا۔ جناب تبریزی نے اسے اجازت دی کہ وہ فرحانہ کی خواہش پوری کرے۔ کیونکہ اس کی خواہش پوری کرنے کے دوران ان دونوں کو متعدد دشمنوں سے اور مختلف آزمائشی حالات سے گزرنا بھی تھا۔

سفر کا آغاز کراچی کے بین الاقوامی ائرپورٹ سے کرنا تھا۔ اپنے ہی ملک کے شہر کراچی پہنچتے ہی ان دونوں کے لیے وہ شہر ایک چیلنج بن گیا۔ ان دنوں وہاں طوائف الملوکی' لاقانونیت اور قتل و غارت گری کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ وہ دونوں اپنے ملک کے عزیز ترین شہر کو آفات میں چھوڑ کر تفریح کے لیے کسی دوسرے ملک نہیں جا سکتے تھے۔ لہٰذا کچھ عرصہ کے لیے وہاں رہ گئے۔

جناب تبریزی نے سجاد کو سمجھا دیا تھا کہ جو کچھ کراچی میں ہو رہا ہے' اسے دیکھے سمجھے لیکن اپنے طور پر صرف اسی حد تک کچھ کرے جس حد تک مقدر بیگ اجازت دیتا ہے۔ کیونکہ جب کسی شہر اور ملک کے باشندوں پر اجتماعی آفات نازل ہوتی ہیں تو اس میں قدرت کی بھی کچھ مرضی شامل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں کے عوام پر سیاستدانوں اور نوکر شاہی کے کاذب خداوندوں کو مسلط کر کے اپنے بندوں کی قوتِ برداشت اور ایمان محکم کو آزماتا ہے۔ پھر ایسے ثابت قدم باشعور بندوں کے ذریعے تخت کا تختہ کرتا ہے اور یوں انہیں مصائب سے نکلنے کا حوصلہ اور سلیقہ بھی سکھاتا ہے۔

تادمِ تحریر کراچی کے حالات وہاں کی پولیس اور انتظامیہ کے لیے شرمناک ہیں۔ وہاں دو چار ڈکیتیاں ہوں' چار چھ کاریں چھینی جائیں اور دو ایک بندے قتل کر دیے جائیں تو یہ کہا جاتا ہے کہ ابھی کراچی میں امن اور سکون ہے۔

اگر اسی کو امن و سکون کہا جاتا ہے کہ دہشت گرد اسلحہ لیے

آزاد پھرتے ہیں تو اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ شہر کس طرح آفت زدہ بن چکا ہے۔ روزانہ دو چار بچوں' دو چار عورتوں' دو چار بوڑھوں اور جوانوں کا قتل کیا جاتا یا ملک الموت کے لیے ہر روز لنچ اور ڈنر پیش کرنا لازمی ہوگیا ہے۔

مقتولین کے ورثا جس کرب و اذیت سے گزر رہے ہیں اس کے پیش نظر انہیں تسلیاں دینے والے الفاظ کا ذخیرہ ختم ہوچکا ہے۔ ان کے آنسو اس لیے نہیں پونچھے جاسکتے کہ مردوں کی قمیصوں کے دامن اور عورتوں کے دوپٹے لہو سے تر ہیں۔ ایسے میں آنسو پونچھے جارہے ہیں تو وہ آنسو لہو کی سرخیوں سے پورے پاکستان کے چہرے پر پھیل رہے ہیں اور ملکِ خداداد کو ایک عجوبہ اور مضحکہ خیز بنا رہے ہیں۔

کوئی مسلمان پاکستان کو مضحکہ خیز نہیں کہے گا۔ ایسا غیر مسلم کہہ رہے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کو ہندوؤں سے کیا خطرہ تھا کہ انہوں نے پاکستان بنایا؟ بابری مسجد کی تو صرف دیواریں گرائی گئیں۔ پاکستان کی مسجدوں میں تو بم بلاسٹ ہوتے ہیں۔ مساجد کی چار دیواری میں نمازیوں کو قطار میں کھڑا کرکے گولیوں سے چھلنی کردیا جاتا ہے۔ اس شہر کی ایک مسجد میں بم کے دھماکے سے جو تباہیاں منظرِ عام پر آئیں اس کی تو مثال نہیں ملتی۔ اگر مختلف مسالک کے علماً متحد نہ ہوجاتے اور وہ آپس میں لڑانے والے دشمنوں کی چال بازیوں کو سمجھ نہ لیتے تو شہر میں مسلمانوں کے درمیان ہی زبردست خوں ریزی ہوتی اور بنیاد پرستی اور انتہا پسندی کے طعنے دینے والے امریکی اور یورپی ممالک سی این این سے یہ تماشا دکھا دیتے کہ دنیا والو! دیکھو یہ مسلمان ایسے بنیاد پرست ہوتے ہیں کہ غیر مسلم تو کیا خود اپنے ہی دین کے دوسرے فقے والوں کو برداشت نہیں کرتے ہیں۔ لیکن پاکستان کو یہ فخر حاصل ہے کہ علمائے کرام نے دشمنانِ اسلام کی ایسی کوششوں پر پانی پھیر دیا۔

فرحانہ اور ساجد نے پرل ہوٹل میں قیام کیا تھا اور وہاں سے کرائے کی کار لے کر کراچی شہر کے مختلف علاقوں میں گھومتے پھرتے رہتے تھے۔ ہر صبح اخبارات یہی بتاتے تھے کہ نامعلوم افراد موٹر سائیکل پر یا کاروں میں بیٹھ کر فائرنگ کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ یہ بڑی حیرانی کی بات تھی کہ ہر چوراہے پر پولیس اور رینجرز کھڑے رہتے تھے اور گزرنے والی گاڑیوں کو روک کر چیک کرتے تھے اس کے باوجود فائرنگ کرنے والے آزادانہ گھومتے تھے۔ ان نامعلوم افراد میں سے کبھی کوئی پکڑا نہیں گیا۔ کوئی مجرم گرفتار نہیں ہوتا تھا۔ فرحانہ نے ساجد سے کہا "کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ یہاں کی پولیس اور انتظامیہ جان بوجھ کر ان دہشت گردوں کو چھوٹ دے رہی ہے۔ بلکہ ان کے لیے سہولتیں فراہم کررہی ہے۔"

ساجد نے کہا "ظاہر تو یہی ہوتا ہے۔ ویسے جب تک میں کسی دہشت گرد کے دماغ میں نہیں پہنچوں گا تب تک حقیقت معلوم نہیں ہوگی۔"

"مجھے تو بڑا ڈر لگتا ہے۔ پتا نہیں کب کوئی گولی ہماری طرف آجائے۔ ان دہشت گردوں کے حملے کسی خاص دشمن کے لیے نہیں ہوتے۔ وہ اندھا دھند فائرنگ کرتے ہیں۔ ایک شیر خوار بچہ ماں کی چھاتی سے لگا ہوا تھا۔ ایک گولی اس بچے کو لگی جو دوستی اور دشمنی تو کیا اس دنیا کو بھی نہیں سمجھتا تھا۔ صرف ماں کی چھاتی کو پہچانتا تھا۔ وہ چھاتی سے لگا نہ ہوتا تو گولی ماں کے سینے کے پار ہوتی۔ کیا بچہ تھا کہ ماں کے لیے ڈھال بن گیا۔ دنیا میں چار دن کے لیے آیا اور ماں کے دودھ کا حق ادا کرگیا۔"

"چند نامعلوم افراد نے چلتی گاڑی سے نماز کے دوران ایک مسجد میں بم پھینک دیا۔ اب بھلا نمازیوں سے ان کی کیا دشمنی ہوسکتی تھی؟ ویسے ہر اچھے برے کاموں کی وجوہات ہوتی ہیں۔ ہم وجوہات معلوم کریں گے۔"

انہیں یہاں دوسرا مہینہ گزر رہا تھا اور ان کے ساتھ کوئی واردات نہیں ہوئی تھی۔ نہ کسی نے ان پر گولیاں چلائی تھیں نہ ان سے نقدی اور زیور چھینے تھے اور نہ ہی کار چھین کر لے گئے تھے۔ جب کہ روزانہ ایسی ہی وارداتوں کی خبریں شائع ہوتی تھیں اور یہ خبریں جھوٹی نہیں ہوتی تھیں۔ اخبارات پڑھنے کے بعد فرحانہ اور ساجد ان علاقوں میں جاتے تھے اور بے گناہ افراد کی لاشیں دیکھتے تھے۔

فرحانہ نے ہوٹل کے آرام دہ بستر پر لیٹ کر کہا "ساجد! مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے یہاں کے تمام دہشت گردوں کو تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے کا علم ہوگیا ہے۔ اسی لیے وہ ہماری طرف رخ نہیں کرتے ہیں۔ تمہیں کار ڈرائیو کرتے دیکھ کر دور سے کترا جاتے ہیں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "یہ بڑی بچکانا سی بات ہے۔ لیکن ہماری شادی کی رات اسلام آباد میں کئی غیر ملکی دہشت گرد' تخریب کار اور اسلحہ فروش پکڑے گئے تھے اور فرہاد صاحب کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے خوفزدہ ہوکر فرار ہوگئے تھے۔ وہ فرار ہونے والے ہم دونوں کو پہچانتے ہیں۔ اگر ہم اس آفت زدہ شہر میں اور کچھ دنوں تک محفوظ رہیں گے تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ وہی اسلام آباد والے مجرم یہاں دہشت گردی کررہے ہیں اور ہمیں پہچان کر ہم سے کترا رہے ہیں۔ شاید یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم تنہا نہیں ہیں۔ اسلام آباد کی طرح فرہاد صاحب کی ٹیلی پیتھی جاننے والی ٹیم ہماری پشت پر ہے۔"

ساجد کچھ دیر سوچتا رہا پھر مزید بولا "یہ درست ہے کہ یہاں بے گناہ شہری مارے جارہے ہیں۔ لیکن مختلف سیاسی پارٹی سے تعلق رکھنے والے پُرجوش کارکن بھی قتل کیے جارہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں کئی مختلف سیاسی پارٹیوں کے دہشت گرد ہیں اور وہ سب ہی ہمیں نہیں پہچانتے ہیں۔"

"نہ پہچانیں۔ یا پھر ایسا بھی نہیں ہے کہ ہم ان کے رشتے دار ہیں اس لیے وہ ہمیں معاف کردیتے ہیں اور اپنے ہتھیاروں کا رخ دوسری طرف کردیتے ہیں۔"

ساجد نے کہا "خدا نہ کرے کہ انسانوں کی جانوں سے کھیلنے والے ہمارے رشتے دار ہوں۔ ویسے ایک بات عقل میں آرہی ہے۔ ہمیں کسی طرح ایسے مجرموں کے جال میں پھنسنا چاہیے جو لوٹ مار کرتے ہیں۔ نقدی' زیورات اور کاریں چھین کر فرار ہوجاتے ہیں۔"

"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا کہ ان سے ہمارا سامنا کیسے ہوگا؟"

"میری سمجھ میں آرہا ہے۔ دیکھو ہم پرل ہوٹل میں رہتے ہیں۔ اگرچہ یہ بہت مہنگا ہوٹل ہے اس کے باوجود مجرم ہمیں باہر سے آئے ہوئے مسافر سمجھتے ہوں گے۔ اور ظاہر ہے کہ مسافر لاکھوں روپے لے کر تو نہیں گھومتے۔ پھر یہ کہ وہ پجیرو اور لینڈ کروزر جیسی گاڑیاں چھینتے ہیں اور انہیں اندرونِ ملک بڑے بڑے وڈیروں اور جاگیرداروں کو فروخت کرتے ہیں۔ اس کے برعکس ہم کرائے کی معمولی سی کار میں گھومتے ہیں۔ ایسے میں کوئی ڈاکو یا دہشت گرد ہمیں گھاس نہیں ڈالے گا۔"

"ہوں۔ تمہاری بات سمجھ میں آرہی ہے۔ انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے ہمیں خود کو کروڑ پتی یا ارب پتی ظاہر کرنا ہوگا۔"

"ہاں۔ ہم یہ بھی اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ مختلف سیاسی پارٹی کے لوگ سرمایہ داروں سے بڑی بڑی دکانوں اور تاجروں سے بھتے وصول کرتے ہیں اور ایسے نامعلوم مجرم بھی ہوتے ہیں جو فون وغیرہ پر دھمکیاں دیتے ہیں کہ اگر بیس پچیس لاکھ روپے ادا نہ کیے گئے تو انکار کرنے والے کو گولی ماردی جائے گی۔"

فرحانہ نے کہا "تو پھر ایسا ہی کرتے ہیں۔ ہم رئیس ابنِ رئیس ابنِ رئیس بن جاتے ہیں۔ تمہاری ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایسا بن جانا کچھ مشکل تو نہیں ہے؟"

قطعی مشکل نہیں تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے کسی بھی ارب پتی سیٹھ کو ٹریپ کرکے اس سے کروڑوں روپے حاصل کرکے ڈیڑھ دو کروڑ کی شاندار کوٹھی اور پجیرو یا لینڈ کروزر جیسی دو چار گاڑیاں خرید سکتا تھا۔ لیکن کوٹھی اور گاڑیوں کے خریدنے کے سلسلے میں کاغذی کارروائیوں میں کئی دن گزر سکتے تھے۔ ساجد نے فرحانہ سے کہا "آسان طریقہ یہ ہے کہ یہاں کے ارب پتی تاجروں نے اپنی بیوی بچوں کو حفاظت کی خاطر ملک سے باہر بھیج دیا ہے اور خود تنہا رہ کر حالات کا سامنا کررہے ہیں۔ ایسے کسی تاجر پر تنویمی عمل کرکے اسے تابعدار بنا کر اس کی کوٹھی میں رہ سکتے ہیں۔ اس طرح ہمارا سامنا اصل مجرموں سے ہوسکے گا۔"

فرحانہ نے ٹیلی فون ڈائریکٹری اٹھائی۔ پھر اس کی ورق گردانی کرتے ہوئے بڑی بڑی کمپنیوں کے مالکان کے نمبر باری باری ڈائل کرنے لگی۔ فون پر جس سے بھی رابطہ ہوتا تھا' ساجد فرحانہ کے اندر رہ کر اس کی آواز سنتا تھا۔ اس کے خیال پڑھتا تھا۔ پھر کہتا تھا۔ "یہ ہمارے کام کا بندہ نہیں ہے۔ کسی اور کو فون کرو۔"

وہ پھر کسی دوسرے کو فون کرتی تھی۔ آخر ایک ایسا تاجر ملا' جو ارب پتی تھا۔ لیکن دولت ایسے چھپا کر رکھتا تھا اور کاروبار میں ایسے بڑے بڑے نقصانات دکھایا کرتا تھا کہ انکم ٹیکس والے اس سے لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپے سے زیادہ وصول نہیں کرسکتے تھے۔ لیکن وہ خفیہ دھندوں کے ذریعے انکم ٹیکس کے طور پر ادا کیے گئے لاکھ یا ڈیڑھ لاکھ کی جگہ کروڑوں روپے کمالیتا تھا۔ نہایت کنجوس تھا اور بے حد عیاش تھا۔ حسین عورتوں کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے اس نے بیوی سے کہا تھا کہ دہشت گرد اسے دھمکیاں دیتے ہیں۔ بچوں کی زندگی خطرے میں ہے۔ لہٰذا وہ میکے چلی جائے۔ وہ بیچاری بچوں کی سلامتی کی خاطر پنڈی چلی گئی تھی۔

ساجد نے اس سے فون پر کہا "ہیلو چودھری صفدر نواز' اتنی عالی شان کوٹھی میں بند ہوکر بڑے بڑے نوٹ گنتے رہتے ہو۔ اس میں ہمارا بھی تو حصہ ہے۔"

وہ ناگواری سے بولا "کون ہو تم؟ کیا مجھے دھمکیاں دے کر مرعوب کرنا چاہتے ہو؟ جانتے ہو میں کون ہوں؟"

"جانتا ہوں۔ اس ملک میں جتنے بڑے بڑے بیورو کریٹس ہیں' ان میں تمہارا بھی نام ہے۔ تم تاجر بھی ہو اور ایک ایسے سرکاری عہدیدار ہو جس کے آگے' ہر آنے والی یا قائم رہنے والی حکومت مجبور ہوتی ہے۔ تمہیں اس قدر تحفظ فراہم کرتی ہے کہ کوئی تمہارے کالے دھندوں کا حساب نہیں لیتا ہے۔ اس کے عوض تم بھی حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کی حفاظت کرتے ہو۔ اپوزیشن اور دوسری سیاسی پارٹیوں سے انہیں محفوظ رکھنے کے لیے تم نے دہشت گردوں کی ایک ایجنسی کی خدمات حاصل کی ہیں۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟"

"تم کون ہو...؟ اور یہ سب کچھ کیسے جانتے ہو؟"

"اتنے اندر کے گہرے راز معلوم کرنے کے لیے بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔"

"باتیں نہ بناؤ۔ تم اس ملک کی بڑی اپوزیشن یا چھوٹی اپوزیشن کے کارندے ہو کیا حرام موت مرنے کے لیے مجھے فون کیا ہے؟"

"ہم پچھلے دو ہفتوں سے کسی دہشت گرد کا انتظار کررہے ہیں۔ کوئی کم بخت سامنے ہی نہیں آتا تھا۔ آج تم سے گفتگو کا شرف حاصل ہوگیا۔ ہم چھوٹی مچھلی پکڑنا چاہتے تھے بڑی مچھلی ہاتھ آگئی۔ تم ہی وہ دلال ہو جو بیرونِ ملک کے ایک دہشت گرد گروپ کو بلا کر یہاں ان کے لیے سہولتیں فراہم کررہے ہو۔"

"بکواس مت کرو۔ کیا تمہاری سیاسی پارٹی والوں نے افغانستان سے ایک دہشت گرد گروپ کو نہیں بلایا ہے؟ یا خود اپنے پیدا کردہ دہشت گردوں سے ہمارے لوگوں کو قتل نہیں کرا رہے

"تم مجھے جو بھی سمجھ لو۔ مجھے اپنے دہشت گردوں کی پرورش کے لیے پچیس کروڑ روپے کی ضرورت ہے۔ آج رات یہ رقم تیار رکھنا۔ میرے لوگ آئیں گے اور رقم لے جائیں گے۔"

"پچیس کروڑ کیا پچیس پیسے ہیں جو کوٹھی میں رکھے رہتے ہیں۔ کیا یہ رقم تمہارے باپ کی....."

ساجد نے فون بند کردیا۔ چودھری صفدر نواز کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ اس نے غصے سے ریسیور رکھ دیا تھا۔ اس کا ایک سیکریٹری کہہ رہا تھا "سر! ایکسچینج والے کہہ رہے ہیں کہ یہ کسی نے کارڈ فون بوتھ سے باتیں کی ہیں اور یہ فون بوتھ صدر کے علاقے میں ہے۔"

وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ اسے ساجد کی یہ بات یاد آرہی تھی کہ ایک بڑی مچھلی ہاتھ آگئی ہے اور وہ ارب پتی ایک دہشت گرد گروپ کو یہاں بلا کر ان کے لیے سہولتیں فراہم کررہا ہے۔ اس نے متعلقہ حکام سے موبائل فون کے ذریعے باری باری رابطہ قائم کیا اور انہیں ایک اجنبی کے فون کے متعلق بتایا کہ وہ اجنبی اسے دہشت گرد گروپ کے ایک دلال کی حیثیت سے جانتا ہے اور اس سے پچیس کروڑ کا مطالبہ کررہا ہے۔

اسے ہر فون پر یہی جواب ملا کہ اسے یا اس کے آدمیوں کو پچیس کروڑ لینے کے لیے آنے دو۔ انہیں گرفتار کرکے حقیقت اگلوالی جائے گی۔ پھر چودھری صفدر نواز نے دہشت گرد گروپ کے کمانڈر سے رابطہ کیا۔ اسے بھی اجنبی کے متعلق بتایا پھر کہا "اپنے تربیت یافتہ نشانے باز افراد کی خفیہ ڈیوٹی میری کوٹھی پر لگاؤ اور انہیں سمجھاؤ کہ آج رات یہاں آنے والوں کو گھیرنے اور زندہ پکڑنے کی کوشش کریں یا صرف زخمی کریں۔ ہم انہیں گرفتار کرکے ان سے بہت کچھ اگلوانا چاہتے ہیں۔"

ساجد نے کار کے پاس آکر فرحانہ سے کہا "یہ ہم نے عقلمندی کی کہ صفدر نواز کے خیالات پڑھنے کے بعد ہوٹل سے فون نہیں کیا۔ اس کے سیکریٹری نے اسے بتایا ہے کہ میں اس فون بوتھ سے باتیں کررہا تھا۔ اب تم ڈرائیو کرو۔ میں تمہارے پاس بیٹھ کر خیال خوانی کروں گا۔ وہاں ان کے درمیان بڑی کھچڑی پک رہی ہے۔"

وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آگئی۔ ساجد اس کی جگہ آکر بیٹھ گیا۔ وہ کار چلانے لگی۔ اور وہ اسے بتانے لگا کہ صفدر نواز سے کیا گفتگو ہوتی رہی۔ فرحانہ نے کہا "پچیس کروڑ بہت بڑی رقم ہوتی ہے اور اتنی رقم ان حالات میں کوئی اپنے پاس نہیں رکھتا۔ میرا خیال ہے تم نے اسے محض دھمکی دی ہے۔"

"ہرگز نہیں۔ یہ رقم تو اس سے وصول کرنا ہی ہے۔ اس کے چور خیالات نے بتایا ہے کہ وہ تمام کالا دھن کوٹھی کے تہ خانے میں رکھتا ہے۔ اور اس تہ خانے کا چور دروازہ کہاں ہے' یہ صرف وہی جانتا ہے۔ اور اب میں بھی جب چاہوں گا' جان لوں گا۔"

وہ صدر سے گورا قبرستان کے راستے پر لانڈھی کی سمت جارہے تھے۔ فرحانہ نے عقب نما آئینے میں دیکھ کر کہا "پیچھے ایک یلو کیب ہے۔ اس کی پچھلی سیٹ کی کھڑکی سے ایک گن نظر آرہی ہے۔"

ساجد نے اپنی طرف کے عقب نما آئینے میں دیکھا۔ اس یلو کیب کی دوسری کھڑکی سے بھی ایک گن دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے کہا "تم گاڑی کی رفتار بڑھاتی جاؤ۔ ان لوگوں کا عام سا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ آگے والی گاڑی کو اوور ٹیک کرتے وقت فائرنگ کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔"

فرحانہ رفتار بڑھا رہی تھی۔ پیچھے والی گاڑی کی بھی رفتار بڑھتی جارہی تھی۔ ساجد نے کہا "تمہاری ڈرائیونگ کی کامیابی اسی میں ہے کہ انہیں آگے بڑھنے کا راستہ نہ دو اور پچھلی گاڑی کے دائیں بائیں سائیڈ میں بھی نہ رہو۔ ٹھیک اس گاڑی کے سامنے چلتی رہو گی تو انہیں کھڑکیوں سے لٹک کر فائرنگ کا موقع نہیں ملے گا۔"

فرحانہ اس کے کہنے کے مطابق بڑی کامیابی سے ڈرائیو کررہی تھی۔ وہ تقریباً دو سو گز تک ایسی ہی تیز رفتاری سے آگے پیچھے دوڑتے رہے۔ پھر ساجد نے فرحانہ کے دماغ میں پہنچ کر خیال خوانی کے ذریعے اچانک اس سے بریک لگوایا اور اسے اپنی طرف کھینچ لیا تاکہ اچانک گاڑی کے رکنے سے وہ اسٹیئرنگ سے نہ ٹکرائے۔ پیچھے والے سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ آگے والی گاڑی توقع کے خلاف رکے گی۔ ان کی گاڑی آکر اگلی گاڑی سے ٹکرا گئی۔ ڈرائیور نے بریک لگائے۔ لیکن زخمی بھی ہوا۔ پیچھے اسلحہ بردار بھی دو سیٹوں کے درمیان سینڈوچ بن گئے اور غصے میں گالیاں بکنے لگے۔

ساجد یہی چاہتا تھا۔ ان کی آوازیں سننے کے لیے ہی اس نے یہ چال چلی تھی۔ فرحانہ کو بچالیا تھا۔ خود ڈیش بورڈ سے ٹکرا کر ذرا سا زخمی ہوا تھا لیکن خیال خوانی کے قابل تھا۔ گالیاں دینے والوں میں سے ایک کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے ذریعے معلوم ہوا کہ وہ تعداد میں چار ہیں۔ آگے ڈرائیور کے ساتھ ان کا ٹریز بیٹھا ہے۔ اس کے پاس ایک ٹی ٹی ہے۔ پیچھے دو گن مین ہیں۔ ساجد ٹریز یعنی دہشت گردی کی ٹریننگ دینے والے کے اندر تھا۔ چونکہ وہ ان سب کا بڑا تھا اور غصے والا تھا اسی لیے بے تحاشا گالیاں بکنے لگا تھا۔ وہ ڈیش بورڈ سے ٹکرا کر زخمی ہوگیا تھا۔

ساجد نے اسے اٹھنے پر مجبور کیا۔ اس نے سیٹ کے نیچے گری ہوئی ٹی ٹی اٹھائی۔ پھر پیچھے گھوم کر اپنے دونوں مسلح شاگردوں کو دو گولیاں مار کر ختم کیا۔ تیسری گولی ڈرائیور کی کھوپڑی میں اتار دی۔ پھر ٹی ٹی کو وہیں پھینک کر یلو کیب سے نکل کر ساجد کی کار کی پچھلی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

فرحانہ سوالیہ نظروں سے کبھی ساجد کو اور کبھی دشمن کو دیکھ رہی تھی۔ ساجد نے ٹریز کے دماغ میں ایک زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخیں مارنے اور پچھلی سیٹ پر تڑپنے لگا۔ ساجد فرحانہ سے بولا "گاڑی

بڑھاؤ۔ یہ دہشت گردوں کو ٹریننگ دینے والا ماسٹر ہے۔ یوگا کا ماہر ہے۔ زخمی ہوگیا تھا اس لیے مجھے اس کے اندر جگہ مل گئی۔ میں نے زلزلہ پیدا کرکے اس کے دماغ کو اور پلپلا کردیا ہے۔ اب یہ چور خیالات چھپا نہیں سکے گا۔"

فرحانہ نے کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھاتے ہوئے کہا "تم بھی زخمی ہوگئے ہو۔"

"میں پہلے سے اپنی پلاننگ کے مطابق محتاط تھا۔ اس لیے معمولی سا زخم لگا ہے۔"

"مجھے تم پر فخر ہے۔ تم نے مجھے زخمی نہیں ہونے دیا۔"

"تم میرا دل ہو اور کوئی اپنے دل پر زخم نہیں لگاتا۔ اب خاموش رہو۔ مجھے دشمن کا جغرافیہ پڑھنے دو۔"

کار کے اندر خاموشی رہی لیکن پیچھے سیٹ پر پڑا ہوا ٹریز تکلیف سے کراہتا رہا۔ اس کا نام اور خفیہ اڈا معلوم کرنے کے بعد ساجد نے کار روکنے کے لیے کہا۔ فرحانہ نے کار روک دی۔ ٹریز پچھلا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ ساجد نے کہا "اب ہوٹل واپس چلو۔"

فرحانہ نے گاڑی واپس موڑ لی۔ ٹریز کی جیب میں ایک موبائل فون تھا۔ اس نے ساجد کی مرضی کے مطابق اس فون کے ذریعے دہشت گردوں کے کمانڈر سے رابطہ کیا پھر کہا "ایک بری خبر ہے۔ یلو کیب کا ڈرائیور اور دونوں گن مین مارے گئے ہیں۔ مخالف پارٹی نے اچانک ہی حملہ کیا تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے جان بچائی ہے۔ ابھی کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس آرہا ہوں۔"

کمانڈر نے پوچھا "تم اس وقت کہاں ہو؟ تم لوگوں پر حملہ کہاں ہوا تھا؟ کیا تم نے کسی کو پہچانا ہے؟"

"میں ابھی آکر آپ کو پوری تفصیل بتاؤں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ بس آرہا ہوں۔"

اس نے رابطہ ختم کرکے اِدھر اُدھر دیکھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک آئل ٹینکر تیزی سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ ساجد نے پوری طرح ٹریز کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ جیسے ہی وہ ٹینکر قریب آیا' ٹریز نے اس کے آگے چھلانگ لگادی۔ اس کی آخری چیخ سنائی دی۔ پھر موت کی خاموشی چھاگئی۔

ساجد نے ایسا اس لیے کیا کہ وہ زندہ رہتا تو کمانڈر کے پاس جاکر سچ اگلتا کہ کسی مخالف پارٹی نے نہیں بلکہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے انہیں نقصان پہنچایا ہے۔ اس طرح کمانڈر سمجھ لیتا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اب اس کے دماغ میں بھی گھس چکا ہوگا اور اس طرح وہ تمام دہشت گردوں تک اور انہیں کرائے پر حاصل کرنے والی پارٹیوں تک ضرور پہنچے گا۔ لہٰذا ٹریز کی موت کے بعد یہ اندیشہ ختم ہوگیا تھا۔

ساجد نے یہ تمام باتیں فرحانہ کو بتائیں۔ پھر ہوٹل پہنچ کر کہا۔ "میں ابھی تم سے باتیں کروں گا۔ پہلے چودھری صفدر نواز سے نمٹ لینا چاہتا ہوں۔ اس کے تہ خانے میں ایک ارب ستر کروڑ ہیں۔ شہر کے ایک بینک میں اسّی لاکھ روپے ہیں۔ یہ میں اس کے بیوی بچوں کے لیے چھوڑ دوں گا۔ تہ خانے میں جو رقم ہے اس کا چور دروازہ کہاں ہے' کیسے کھلتا ہے' یہ صرف میں جانتا ہوں۔ لندن اور پیرس کے دو بینکوں میں اس کے تین ارب روپے ہیں۔ یہ سب پاکستانی خزانے سے لوٹی ہوئی رقم ہے۔ اسے پاکستان واپس آنا چاہیے۔"

وہ چودھری صفدر نواز کے دماغ پر غالب آگیا۔ چودھری نے لندن اور پیرس کے بینکوں کے نام یہ لکھا کہ اس کے اکاؤنٹ میں جتنی رقم ہے وہ سب اس کے پاکستانی اکاؤنٹ میں منتقل کردی جائے۔ رقم کے سلسلے میں دونوں بینکوں کے پاس اس کے دستخط شدہ چیک پہنچنے والے ہیں۔

اس نے یہ تحریر فیکس کے ذریعے لندن اور پیرس کے بینکوں تک پہنچائی۔ پھر دونوں بینکوں کے چیک لکھ کر دستخط کرنے کے بعد اپنی کار میں بیٹھ کر اسٹیٹ بینک آیا۔ وہاں کے متعلقہ اعلیٰ افسر سے ملاقات کی پھر اس سے کہا "اس شہر کے حالات جان لیوا ہوتے جارہے ہیں۔ پتا نہیں کوئی گولی مجھے بھی آلگے۔ میں موت سے پہلے وہ تمام رقم اپنے ملک کے خزانے میں واپس لانا چاہتا ہوں جو بیرونی ممالک میں ہے۔ یہ اس سلسلے کے چیک ہیں اور یہ میرا تحریری اجازت نامہ ہے۔"

اعلیٰ افسر نے چیک کو پھر تحریر کو پڑھا اور کہا "آپ ایک محب وطن شہری ہیں۔ ہمارے ملک کی جو دولت باہر تھی اسے آپ واپس لارہے ہیں۔"

چودھری نے کہا "آپ نے میری تحریر میں یہ بھی پڑھا ہے کہ میری کوٹھی کے تہ خانہ میں ایک ارب ستر کروڑ روپے ہیں۔ میں چاہتا ہوں آپ ابھی ایک پولیس پارٹی کے ساتھ چلیں اور اپنی موجودگی میں وہ رقم نکال کرلے آئیں۔"

وہ سب ملکی خزانے کی رقم تھی۔ اعلیٰ افسر نے اپنے فرض میں کوتاہی نہیں کی۔ ایک گھنٹے کے اندر ایک پولیس پارٹی اور بینک کے مزید دو اہم افسران کے ساتھ گیا۔ چودھری نے چور دروازے سے انہیں تہ خانے میں پہنچایا۔ تمام رقم ان کے حوالے کی۔ پھر دوسرے دن ملاقات کرنے کا وعدہ کرکے انہیں رخصت کردیا۔

ان کے جانے کے بعد اس نے فون کے ذریعے اپنی بیوی سے رابطہ کیا اور کہا "تم تو جانتی ہو کہ کراچی میں کس طرح مردوں' عورتوں اور بچوں کی اموات ہورہی ہیں۔ بچے یتیم ہورہے ہیں اور ماؤں کی گود خالی ہورہی ہے۔ اگر ان سب کو قتل کرنے والا تمہیں مل جائے تو کیا کروگی؟"

"میں پہلے اس پر تھوک دوں گی پھر اسے گولی مار دوں گی۔ جب میں اپنے اکلوتے بچے کو دیکھتی ہوں تو اسے سینے سے لگا کر سوچتی ہوں کہ کراچی کی وہ مائیں کیسے جی رہی ہیں' جن کے سامنے ان کے بچوں کو گولیوں سے چھلنی کردیا گیا؟ کیا ایسی درندگی سے

مارنے والے انسان نہیں ہیں؟ کیا ان کے دلوں میں ذرا بھی خوفِ خدا نہیں ہے؟"

"اصل بات یہی ہے۔ جس کے دل سے خدا کا خوف مٹ جاتا ہے' وہ جانور بن جاتا ہے۔ درندگی کی انتہا کرتے وقت وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ حتیٰ کہ اپنی موت سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ میرا دل خوف سے خالی ہے۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"وہی جو آج تک تم سے چھپاتا رہا۔ ایسے دہشت گردوں اور سفاک قاتلوں کو اپنے ملک میں آنے کی دعوت میں نے دی ہے۔ اگرچہ مخالف سیاسی پارٹیاں بھی یہی کررہی ہیں لیکن آج میں صرف اپنا محاسبہ کررہا ہوں۔ ابھی ہمارا بچہ دو برس کا ہے۔ تم جوان ہو' میرے بعد دوسری شادی کرلینا۔"

"یہ آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ آپ کیسی بہکی بہکی باتیں کررہے ہیں۔ میں کبھی یقین نہیں کروں گی کہ آپ اتنی پستی میں گر کر ماؤں کی گود اولاد سے اور مسجدوں کی چاردیواری نمازیوں سے خالی کرتے رہے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں' تمہیں یقین نہیں آئے گا۔ کراچی اور پنڈی کے بینکوں میں تمہارے نام سے اکاؤنٹ ہے۔ تم کسی کی محتاج نہیں رہو گی۔ میں نے جو گھناؤنے جرائم کیے ان کی سزا خود کو دے رہا ہوں۔ یہ آواز سنو اور یقین کرلو کہ ایک درندہ اس دنیا سے چلا گیا ہے۔"

اس نے اپنی کنپٹی سے ریوالور کی نال لگائی۔ پھر ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی چلادی۔ دوسری طرف سے بیوی کی چیخ سنائی دی۔ وہ ہیلو ہیلو کہہ کر آوازیں دے رہی تھی۔ میز پر سے لٹک کر جھولنے والے ریسیور سے اس کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ لیکن مردہ کانوں تک نہیں پہنچ رہی تھیں۔

ساجد نے دماغی طور پر حاضر ہو کر فرحانہ کو دیکھا۔ اس نے پوچھا "کیا ہوا؟"

اس نے مختصر سی روداد سنائی پھر کہا "سامان پیک کرو۔ ہم اس شہر سے' اس ملک سے جائیں گے۔"

"کیا دوسرے دہشت گردوں کو چھوڑ دو گے؟"

"میں نے چودھری صفدر نواز کے بلائے ہوئے دہشت گردوں کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ ایک چودھری کے مرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اس کی جگہ دوسرا آجائے گا۔ کتنے ہی بیوروکریٹس اور سیاستدانوں کے پاس ملکی خزانے سے لوٹے ہوئے اربوں روپے ہیں۔ ان کا محاسبہ کیا جائے گا۔ انہیں سزائے موت دی جائے گی۔ اس کے بعد دوسرے ان کی جگہ لیتے رہیں گے۔ پاکستانی قوم ذرا سی باشعور ہو اور بنیادی برائی کو سمجھ لے کہ جب تک جاگیردار اور سرمایہ دار اقتدار کی جنگ جاری رکھیں گے تب تک وہ دونوں اپنے اپنے ائرکنڈیشنڈ ڈرائنگ روم میں بیٹھے تماشا دیکھتے رہیں گے اور قوم مرتی رہے گی۔ آج میدانِ جنگ کے لیے کراچی کا انتخاب کیا گیا ہے۔ کل لاہور کی باری آئے گی۔ کیونکہ دونوں شہر سرحد کے قریب ہیں۔ "را" کے لیے سرحدوں کو کمزور بنایا جارہا ہے۔ کل بھارتی فوج کے لیے سرحدیں ننگی کرنے کے لیے لاہور بہت اہم ہے۔ جو قوم بنیادی کمزوری کو سمجھ کر خود کو بدلنا نہیں جانتی' اس قوم کو ایک لاکھ ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی بدل نہیں سکتے۔ چلو سامان پیک کرو۔"

اسے تبریزی صاحب نے جس حد تک عمل کرنے کی تاکید کی تھی اس نے خود کو وہیں تک محدود رکھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ اتنے بڑے عالم' بزرگِ دین نے جب تاکید کی ہے اور اسے اپنی ٹیلی پیتھی کو محدود رکھنے کی ہدایت کی ہے تو اس کے پس پردہ یہی حقیقت ہوگی کہ عوام بیزار ہو کر شعوری طور پر حالات کا تجزیہ کریں گے اور چھوٹے بڑے سیاستداں مکافاتِ عمل سے دوچار ہوں گے۔

O☆O

ثانی اور علی ہزاروں فٹ کی بلندی پر ایک طیارے میں تھے اور جاپان کی طرف پرواز کررہے تھے۔ وہ دونوں ذہنی طور پر الجھے ہوئے تھے کہ تبریزی صاحب نے انہیں جاپان جانے کی ہدایت کیوں کی ہے؟ انہوں نے صرف اتنا فرمایا تھا "جاپان جاؤ۔ وہاں ایک نیا مذہب ابھر کر منظرِ عام پر بڑے دبدبے کے ساتھ آرہا ہے۔ اس مذہب کو سمجھنے' پرکھنے اور مذہب کے بانی سے نمٹنے کے لیے پہلے جاپان کے چھوٹے بڑے شہروں میں سے ایک شہر ناکامے گورد پھر دوسرے شہر کای یاچو میں جاؤ۔ جب کچھ سمجھنے میں کمی رہ جائے تو پھر مجھ سے رابطہ کرنا۔"

وہ دونوں ان کی ہدایت کے مطابق جاپان جارہے تھے۔ علی نے کہا "ثانی! مجھے اپنی اور تمہیں اپنی ذہانت پر بھرپور اعتماد ہے۔ ہم اپنی ذہانت سے دور کی کوڑی لے آتے ہیں۔ مُردے کو قبر سے نکالا جاتا ہے۔ ہم قبر سے بھی زیادہ گہرائیوں سے دشمنوں کو نکال لاتے ہیں۔ یعنی روپوش رہنے والوں کی چالوں اور پراسرار بن کر رہنے والوں کو بے نقاب کردیتے ہیں۔ پھر تبریزی صاحب کی ہدایت سمجھ میں کیوں نہیں آرہی ہے۔ ہمیں جاپان کے کسی مذہب سے کیا لینا ہے؟"

وہ بولی "سچ پوچھو تو میں بھی الجھی ہوئی ہوں۔ تبریزی صاحب مسلمانوں کو جھنجوڑنے اور بیدار کرنے والی راہوں پر ہمیں چلاتے ہیں اور جاپان میں مسلمانوں کے لیے کوئی خاص پرابلم نہیں ہے۔"

"کیا کشمیر کے مسلمان ہمارے لیے کم اہمیت رکھتے ہیں؟"

"کشمیر؟ میں کہتی ہوں' کشمیر کے عام مسلمان اور سر پر کفن باندھے ہوئے مجاہدین ہماری آتی جاتی سانسوں کی طرح ہیں۔"

علی نے کہا "پچھلے دنوں سری نگر کے وکلا نے بھارت کے ہائی کورٹ سے اجازت حاصل کی تھی کہ وہ بھارت کی تمام جیلوں میں جاکر کشمیری قیدیوں سے ملاقات کریں گے۔ ہائی کورٹ نے انہیں

سات بڑی جیلوں میں جاکر قیدیوں سے ملنے کا اجازت نامہ جاری کیا تھا۔"

علی کہہ رہا تھا اور وہ سن رہی تھی "بھارت کی تہاڑ جیل میں ۴۰ کشمیری قیدی کی حیثیت سے رکھے گئے ہیں۔ ان کے جرائم نامعلوم تھے۔ محض شبہ تھا کہ وہ باغی (مجاہدین) ہیں۔ یہ نظریات اور ایسے ہی حالات کا فرق ہوتا ہے جو ایک کی نظر میں مجرم ہوتا ہے وہ دوسرے کی نظروں میں مجاہد ہوتا ہے۔ وہاں ایک مجاہد مشتاق احمد زرگر مجاہدین کا سالار تھا۔ اس نے یومِ جمہوریہ کے موقع پر بھارت کا قومی ترانہ گانے سے انکار کردیا تھا۔ اسے اس بری طرح مارا گیا تھا اور ایسے ایسے ستم ڈھائے گئے تھے کہ وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔

بھارت کا ایک مشہور قومی ترانہ یہ ہے۔ "جو نوگونو مونو بھارت بھاگیہ ودھاتا۔ جونو ہے۔ جونو ہے۔ جونو جونوگونو مونو بھارت بھاگیہ ودھاتا....."

جب مشتاق احمد ظلم و ستم سہتے سہتے مجذوب ہوگیا اور اسے جنونی پاگل سمجھا جانے لگا تو جیلر اس سے بولتا تھا "بولو! جونوگونو مونو بھارت....."

وہ مجذوب کہتا تھا "ہو۔ ہو۔ اللہ ہو۔ ہو ہو۔ اللہ ہو۔"

الٰہ آباد سینٹرل جیل میں ۲۴ کشمیری قیدی ہیں۔ انہیں طبی سہولتیں فراہم نہیں کی جاتیں اور ایسی ایسی بدسلوکی کی جاتی ہے کہ سینے میں انسان کا دل رکھنے والا کوئی بھی شخص توبہ توبہ کرے گا۔

۱۹۰ قیدیوں نے جیل کے حکام کو خط لکھا کہ بھارتی سیکولرازم کیا یہی ہے کہ مسلمانوں قیدیوں سے کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید نہ پڑھو۔ گیتا پڑھو۔ ۲۲ کشمیریوں کو جو نمازیں پڑھتے تھے' ان کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر وکلا اور قانون دان کے سامنے لایا گیا۔ سوال کرنے پر جواب دیا گیا کہ ان کی یہی سزا ہے۔ انہیں سورج کی روشنی کو دیکھنے نہیں دیا جاتا اور ایک ہی کال کوٹھری میں بند رکھا جاتا ہے۔"

ثانی نے کہا "جب پارس کشمیر میں تھا تو میں اس کے دماغ میں آتی جاتی رہتی تھی۔ پھر اچانک وہ جناب تبریزی کی ہدایت کے مطابق کشمیر سے چلا آیا۔"

علی نے کہا "بھارت میں صوبائی الیکشن کے نتیجے میں شیوسینا کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ شیوسینا کا زور بمبئی اور مہاراشٹر میں ہے۔ اس کا سربراہ بال ٹھاکرے ہے۔ اس نے دہلی کے حکام کو یعنی بھارت کی قومی مرکزی حکومت کو الٹی میٹم دیا ہے کہ ۱۹۹۷ء میں بھارت میں خانہ جنگی شروع ہوگی۔ مہاراشٹر میں ۴۲ ہزار غیر قانونی مسلمان آباد ہیں۔ انہیں بھارت سے نکال دیا جائے ورنہ جنگجو ہندو تنظیموں کے رضاکار مسلمانوں کا قتلِ عام کریں گے اور چونکہ اس صوبے میں شیوسینا کو برتری حاصل ہے اس لیے وہ سرکاری مشینری کو بھی مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں گے۔"

"بابری مسجد کی شہادت کے بعد یہ مسلمانوں کی جان و مال کو نابود کرنے والی دہشت ناک پیش گوئی ہے۔ ہمیں بھارت جاکر ایسے متعصب ہندوؤں سے نمٹنا چاہیے۔ لیکن ہمیں جاپان جانے کی ہدایت کی گئی ہے اور ہم وہیں جارہے ہیں۔"

علی نے کہا "تم تبریزی صاحب سے رابطہ کرو۔ کچھ تو معلوم ہو کہ ہم راستہ کیوں بدل رہے ہیں۔"

ثانی نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر تبریزی صاحب کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا "تم دونوں بڑے ذہین ہو پھر بھی الجھن میں ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم دینی اور ایمانی جذبات میں ڈوب گئے ہو۔ اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں بہنوں اور ماؤں کے کام آنے کے لیے بے چین ہوگئے ہو۔"

"جی ہاں یہی بات ہے۔ ہم پہلے اپنے مسلمان بھائیوں کے کام آنا چاہتے ہیں۔"

انہوں نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو کیوں پیدا کیا ہے؟ کیا اس لیے کہ جب اسے بھوک لگے تو وہ دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ یا اپنی محنت سے کما کر کھائے۔ غیرت اور شرافت کس میں ہے؟"

وہ بولی "اپنی محنت میں ہے۔"

"اپنے ملک یا علاقے کو آزاد رکھنے کے لیے اپنے عزم اور حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لڑنے کے لیے طاقت اور ہتھیار اور خوراک ضروری ہے۔ لہٰذا ہتھیار اور خوراک کسی نہ کسی طرح کشمیری مجاہدین تک پہنچائی جارہی ہے۔"

"لیکن ان سب سے زیادہ طاقت ور ہتھیار ٹیلی پیتھی ہے اور ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی نہیں ہے۔ آپ یہ ہتھیار استعمال کرنے کی اجازت کیوں نہیں دے رہے ہیں؟"

انہوں نے فرمایا "کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہنچائی ہوئی ہدایت سے زیادہ بڑا ہتھیار اس دنیا میں ہے؟ وہ چاند کو دو ٹکڑے کرنے والے دشمنانِ اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کردیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے اے رسولؐ تمہارا کام بندوں کو میرا پیغام پہنچانا ہے۔ جو (باضمیر اور باایمان ہیں) راہِ راست پر لائے جانے والے ہیں انہیں ہم راستی پر لائیں گے۔ یہ واضح ہے کہ تمام حریت پسند اور ایمان والوں کو اپنی جنگ خود لڑنا پڑتی ہے۔ کامیابی اور ناکامی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبرؐ کو کوئی معجزانہ طاقت استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی تو پھر ہم اور تم اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کو استعمال کرنے والے کون ہوتے ہیں۔ ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ دنیا کے جتنے مسلمان اپنے حقوق کے لیے لڑ رہے ہیں' انہیں مختلف حیلوں سے توانائی پہنچائیں اور جو مسلمان پستی کی طرف جارہے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا پر چھوڑ کر ان کے زوال سے سبق اور عبرت حاصل کرتے رہیں۔"

ثانی نے کہا "یہ کلام مجید میں ہمارا پڑھا ہوا سبق ہے۔ ہم بھول گئے تھے۔ آپ نے یاد دلایا ہے تو ندامت ہو رہی ہے۔ مگر آپ سے التجا ہے کہ جاپان میں ابھرنے والے نئے مذہب سے ہمارا کیا تعلق ہے۔ ہم وہاں کیوں جا رہے ہیں؟"

"اللہ تعالٰی نے دوسروں کی طرح تمہیں اور علی کو بھی ذہانت دی ہے۔ ایسی جلدی کیا ہے؟ جاپان پہنچو اور معلوم کرو۔ تم دونوں کو نئے مذہب کا نام معلوم ہے۔ اس کے نام پر غور کرو۔"

انہوں نے سانس روک لی۔ ثانی نے دماغی طور پر حاضر ہو کر اسے تبریزی صاحب کی گفتگو تفصیل سے سنائی۔ علی نے کہا "واقعی ہم نے قرآن مجید پڑھا اور ایسی ہدایات کو بھول گئے۔ اب ہمیں تبریزی صاحب کے مشورے کے مطابق اس نئے مذہب کے نام پر غور کرنا چاہیے۔"

یہاں میں قارئین کی معلومات کے لیے یہ عرض کر دوں کہ یہ داستان کا محض ایک دلچسپ حصہ نہیں ہے۔ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے۔ جاپان میں تادمِ تحریر ایک نیا مذہب ابھر چکا ہے۔ اگرچہ یہ بدھ مذہب سے مماثلت رکھتا ہے لیکن پسِ پردہ ایک سیاسی چال ہے جو بعد میں واضح ہو گی۔ اس نئے مذہب کا نام ہے "اوم شن رکیو۔"

ثانی اور علی تبریزی صاحب کے مشورے کے مطابق اس نام پر غور کر رہے تھے اور اس نام کا سرا تھام کر سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد علی نے چونک کر کہا "ثانی! اس مذہب کا نام اوم شن رکیو ہے۔ اور لفظ "اوم" ہندی سنسکرت زبان سے ہے جس کے معنی ہیں 'حقیقتِ کبریٰ۔ بھارت کے کسی بھی ہندو گھر میں جا کر دیکھو' وہاں ہندی کا لفظ اوم دیواروں پر یا دروازے کی چوکھٹ پر نظر آئے گا۔ بدھ مذہب کی ابتدا ہندوستان سے ہوئی اور اس نئے مذہب کا نام اوم سے شروع ہوتا ہے۔ اوم کے معنی ایک سب سے بڑی ٹھوس حقیقت 'ایک خدا' ایک ایشور....."

"ہاں یہ اچھے اور مقدس معنی ہیں اور بدھ مذہب نہایت ہی... پُرامن ہے۔ خون ریزی اور دہشت گردی تو دور کی بات ہے' اس مذہب کے ماننے والے ایک چیونٹی کو بھی مارنا پاپ یعنی گناہ سمجھتے ہیں۔"

"بے شک اس مذہب کے افراد مہذب ہوتے ہیں۔ لیکن دنیا کا کون سا ملک' کون سا مذہب اور کون سی قوم ایسی ہے جس میں اچھے اور پُرامن افراد کے درمیان شرپسند نہیں ہوتے۔ پھر اس مذہب کی ابتدا اس بھارت دیس سے ہوئی ہے جہاں ہندو' مسلم' سکھ' عیسائی کے اتحاد کا اور سیکولرازم کا نعرہ لگایا جاتا ہے اور نعروں کے پسِ پردہ ہندوستانی مسلمانوں پر سب سے زیادہ ستم ڈھایا جاتا ہے اور سب سے زیادہ قتل ان کا کیا جاتا ہے تاکہ مسلمانوں کی نسل کشی ہوتی رہے۔"

ثانی اور علی کو اس نئے مذہب "اوم شن رکیو" کے متعلق ابتدائی مختصر سی معلومات حاصل تھیں۔ وہ جانتے تھے کہ اس مذہب کے بانی کا نام "شوکو آسا ہارا" ہے۔ وہ موجود عہد کا مسیحا کہلانا چاہتا ہے اور اس کے ماننے والے اسے مسیحا اور نجات دہندہ بھی کہتے ہیں۔

شوکو آسا ہارا انا پرست ہے۔ خود کو کسی سے کمتر نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی غلطی اسے کم تر بنانے والی ہو تو وہ اس غلطی کو مختلف حوالوں سے نیکی کا درجہ دے دیتا ہے۔ وہ جاپان کے ایک مشہور جزیرے کیوشو کے ایک علاقے چیز و مانسو موٹو میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی ایک آنکھ میں پیدائشی طور پر روشنی نہیں تھی۔ بینائی صرف دوسری آنکھ میں تھی۔ یعنی وہ کانا ہے۔

چونکہ ایک آنکھ بینائی سے محروم ہے اس لیے اس نے نابیناؤں کے اسکول میں تعلیم پائی۔ یہیں سے اس کے اندر برتری کا احساس پیدا ہوا کیونکہ اس اسکول میں سب دونوں آنکھوں سے اندھے تھے اور صرف وہ ایک آنکھ سے دیکھ سکتا تھا۔ ان سب طلبا و طالبات کے مقابلے میں برتر تھا۔ اسے کسی بات پر غصہ آتا تو وہ ان کی پٹائی کر دیتا اور بیچارے اندھے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔ اس طرح وہ کہاوت کے مطابق اندھوں میں کانا راجا تھا۔

۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۰ء کے دوران جاپان نے صنعتی میدان میں اتنی زبردست ترقی کی کہ امریکا اور یورپ کی صنعتی کمپنیاں الیکٹرونک سامان سے لے کر کاریں اور موٹر سائیکلیں تیار کرنے اور جاپان کے مقابلے میں اعلیٰ معیار قائم رکھنے میں ناکام ہونے لگیں۔ ایسی ناکامی اور شکست بھلا مغرب والے کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ جاپان کی اقتصادی اور صنعتی ترقی... میں رکاوٹیں ڈالنے کے لیے کئی طرح کی خفیہ سازشیں کی گئیں۔ ان میں ایک سازش یہ تھی کہ وہاں خریدے ہوئے جاپانیوں کے ذریعے نئے نئے مذاہب پیدا کیے جانے لگے۔ عوام کو یہ سمجھایا جانے لگا کہ ان کا ملک صنعتی ترقی کے نام پر مادیت پرست ہو رہا ہے اور روحانیت سے دور ہوتا جا رہا ہے۔

جاپانی بدھ مذہب کو مانتے ہیں اور روحانیت کے بڑے قائل ہیں۔ لہٰذا ایسے تمام مذاہب کی بھی قدر کرتے ہیں' جن میں روحانیت کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ کانا شوکو آسا ہارا تعلیم سے فارغ ہو کر دوا سازی کرتا رہا۔ جعلی دوائیں بنانے اور مختلف کیمیکلز کے ذریعے نقصان دہ گیس وغیرہ تیار کرنے کے الزام میں گرفتار ہوا تھا۔ مگر ایک خفیہ ایجنسی نے بھاری جرمانہ ادا کر کے اسے رہائی دلائی اور ہندوستان پہنچا دیا۔ اس نے کوہِ ہمالیہ کے دامن میں ایک جگہ تپسیا شروع کر دی جیسے مہاتما بدھ نے مال و دولت اور راج پاٹ چھوڑ کر عبادت اور ریاضت شروع کی تھی۔

وہاں اس نے یوگا کی مشقوں میں کمال حاصل کیا۔ تبت کے ایک لامہ سے آتما شکتی حاصل کی۔ آتما شکتی یعنی روحانی قوت سب ہی کو حاصل نہیں ہوتی۔ پھر روحانیت ایسی چیز ہے جسے سمجھنے

کے لیے سب سے پہلے مستحکم ایمان اور نیک نیتی لازمی ہوتی ہے۔ اس داستان کی دیوی شی تارا اسی لیے مکمل طور پر آتما شکتی حاصل نہیں کر پا رہی تھی کہ اس کی نیت میں کھوٹ سدا سے تھا۔ یہی حال کانے شوکو آسا ہارا کا تھا۔ اس نے کچھ آتما شکتی ایسے حاصل کی جیسے نیم حکیم حکمت و طب کے کچھ ادھورے گُر حاصل کر لیتے ہیں۔

شوکو آسا ہارا نے واپس جاپان پہنچ کر اعلان کیا کہ اسے "ساتوری" حاصل ہو گئی ہے۔ جاپانی اصطلاح میں ساتوری کا مطلب ہے نروان حاصل کرنا۔ اور نروان کے معنی ہیں عرفانِ حقیقت حاصل کر لینا۔

اولیائے کرام عرفانِ حقیقت معلوم کرنے کے لیے ساری زندگی عبادت و ریاضت میں گزار دیتے ہیں اور وہ کانا شوکو آسا ہارا صرف دو برس میں ہندوستان اور تبت کے جادوگروں سے ایسے ایسے جادوئی کمالات حاصل کر کے آیا تھا جن کے مظاہرے سے اکثر جاپانی باشندے متاثر ہوتے تھے۔ یہ سمجھ نہیں پاتے تھے کہ وہ جادو کو روحانیت کا نام دے رہا ہے۔

اس نے ۱۹۸۷ء میں نئے مذہب "اوم شن رکیو" کا آغاز کیا اور اس مذہب کے ماننے والوں میں اضافہ کرنے لگا۔ اضافہ اس طرح ہوتا تھا کہ وہ آتما شکتی کا مظاہرہ کرتا تھا۔ ایک بار اس نے ایک بہت بڑے صنعت کار سے تنہائی میں ملاقات کی اور بڑی رازداری سے ہپناٹزم کے ذریعے اسے اپنا تابعدار بنا لیا۔ پھر مختلف شہروں میں ایک مہاتما کی طرح روحانیت کا پرچار کرتے ہوئے کہتا تھا کہ جاپانی حکومت صنعتی ترقی کی آڑ میں مادیت کو حاوی کر رہی ہے اور روحانیت کو اس ملک سے ختم کر دینا چاہتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک صنعت کار شاکی پاما پیش پیش ہے۔ لیکن میری زندگی میں ایسے دشمن صنعت کار کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ مجھے گیان حاصل ہوا ہے کہ اگر صنعت کار شاکی پاما توبہ کر کے روحانیت کی طرف مائل نہیں ہو گا اور اپنی فیکٹری کے آدھے حصے کو میرے مذہب کے ماننے والوں کے لیے عبادت کی غرض سے وقف نہیں کرے گا تو آج سے تیسرے دن اس کی موت واقع ہو جائے گی۔

اس کے اس اعلان اور مذہبی پرچار کو بکواس سمجھا گیا۔ اس کے باوجود حفاظت کے لیے مسلح سپاہیوں کی ڈیوٹی صنعت کار کی رہائش گاہ اور فیکٹری پر لگا دی گئی۔ اس چال بازی سے سب بے خبر تھے کہ اس نے صنعت کار کے دماغ میں ہپناٹزم کے ذریعے یہ بات نقش کر دی ہے کہ وہ ایک مخصوص وقت میں خودکشی کر لے گا اور اس بیچارے نے واقعی اپنے ہاتھوں سے اپنی جان دے دی۔

اس واقعے کے بعد اس کے ماننے والوں کی تعداد میں اور اضافہ ہو گیا۔ پولیس اور جاسوس حیران تھے۔ وہ کانے شوکو آسا ہارا پر قتل کا الزام نہیں لگا سکتے تھے کیونکہ چند جاسوس شوکو آسا ہارا کی خفیہ نگرانی کرتے رہے تھے اور وہ مجرم جائے واردات سے سینکڑوں میل دور تھا۔

جو جاپان صنعتی انقلاب برپا کرنے اور ساری دنیا پر چھا جانے میں کامیاب ہو گیا ہے' اس پر یہ پہلا زبردست حملہ تھا۔ پھر شوکو آسا ہارا نے ایک بہت بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ "ہماری حکومت صنعتی مال ساری دنیا میں پہنچا رہی ہے جب کہ حکومت کو چاہیے کہ وہ ساری دنیا کو مادیت کی منڈی بنانے کے بجائے روحانیت کی منڈی بنائے اور یہ ثابت کرے کہ ہمارا جاپان روحانیت کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ اگر ایک ماہ کے اندر حکومت نے مادیت کی جگہ روحانیت کو حاوی نہ کیا تو ہمارے ملک کے کسی حصے میں بڑی آفتیں آئیں گی۔"

بعض اوقات اللہ تعالٰی شیطانی راہ پر چلنے والوں کو ڈھیل دیتا ہے۔ پھر قدرتی حالات بھی ایسے پیش آ جاتے ہیں کہ ایک جھوٹے کا جھوٹ' سچ بن جاتا ہے۔ پچھلے دنوں جاپان کے شہر کوبے میں جو زلزلہ آیا اسے ٹی وی اور اخبارات کی تصاویر کے ذریعے ساری دنیا نے دیکھا۔ بدھ مذہب کے پیروکار بڑی عقیدت سے شوکو آسا ہارا کی حمایت کرنے لگے۔

اس کے بعد ہی ایک دن ایک شخص مضافاتی ریلوے اسٹیشن "تاکا ے گورو" سے ٹرین پر سوار ہوا۔ اس کے پاس ایک چھوٹا سا کاغذ کا بنڈل تھا۔ جب اگلا اسٹیشن آیا تو وہ اس بنڈل کو سیٹ کے نیچے چھوڑ گیا۔ ٹرین آگے بڑھ گئی۔ تھوڑی سی دیر میں اس بنڈل سے ایک ناگوار سی بُو والی گیس خارج ہونے لگی۔ کمپارٹمنٹ کے لوگوں نے ناک اور منہ ڈھانپ لیے۔ لیکن ڈھانپنے سے پہلے اس بُو کو جس حد تک سانس کے ذریعے اپنے جسموں کے اندر پہنچا چکے تھے اس کا اثر یہ ہوا کہ آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔ پھیپھڑے سانس لینے میں دشواری محسوس کرنے لگے۔ کئی مسافر درمیانی دروازہ کھول کر دوسرے کمپارٹمنٹ کی طرف بھاگنے لگے۔ درمیانی دروازہ کھلنے کے باعث وہ بدبودار گیس دوسرے کمپارٹمنٹ تک پہنچنے لگی۔

اگلے اسٹیشن پہنچنے تک مسافروں کی حالت بدتر ہو چکی تھی۔ جو دوڑنے بھاگنے کے قابل رہ گئے تھے' وہ ٹرین کے دروازوں اور کھڑکیوں سے چھلانگیں لگا کر باہر کی تازہ ہوا میں آئے۔ جو اندر رہ گئے ان میں سے کچھ مر گئے اور کچھ اسپتال پہنچا دیے گئے۔

یہ واقعہ حکومتِ جاپان اور پولیس کے لیے بڑا پریشان کن تھا۔ اس نئے مذہب کے بانی کی پیش گوئیاں درست ہو رہی تھیں۔ ملک میں آفات آ رہی تھیں۔ پہلی آفت یعنی زلزلہ تو قدرتی تھا۔ لیکن دوسری آفت صاف ظاہر کر رہی تھی کہ وہ مجرمانہ کارروائی ہے۔

تقریباً چار برس پہلے وہ کانا شوکو آسا ہارا جعلی دوائیں تیار کرنے اور ایک خطرناک گیس تیار کرنے کے سلسلے میں گرفتار ہوا تھا۔ حکومت' پولیس اور انتظامیہ سمجھ رہی تھی کہ جاپان کی صنعتی ترقی کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔ انہوں نے شوکو آسا ہارا کو

گرفتار کرلیا۔

اسے گرفتار کرتے وقت یہ اندیشہ تھا کہ اس کے ماننے والے ہزاروں افراد مشتعل ہوں گے اور مختلف شہروں میں بغاوت کے علم بلند ہوں گے۔ لیکن خلافِ توقع امن و امان قائم رہا۔ شوکو آساہارا نے اپنے ماننے والوں سے کہا "فکر نہ کرو۔ میں عدالت جاؤں گا اور باعزت طور پر بری ہو کر آجاؤں گا۔"

جس روز عدالت میں اس کی پیشی تھی اس روز باقاعدہ ٹی وی کیمرے لائے گئے تھے تاکہ پورے جاپان میں عدالتی کارروائی دکھائی جاسکے۔

جب عدالتی کارروائی شروع ہوئی تو سرکاری وکیل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا "مسٹر شوکو آساہارا' تمہارے خلاف اب سے تقریباً چار سال پہلے....."

شوکو آساہارا نے ہاتھ اٹھا کر وکیل کو آگے کہنے سے روکا پھر پوچھا "آپ مجھے شوکو آساہارا کیوں کہہ رہے ہیں؟ میں حوالات سے جیل اور جیل سے عدالت تک یہی کہتا آرہا ہوں کہ میں شوکو آساہارا نہیں ہوں بلکہ اس کا ماننے والا ایک ناچیز بندہ ہوں۔"

"تم ہمیں فریب نہیں دے سکتے۔ ہم اور ٹی وی پر دیکھنے والے تمام جاپانی باشندے گواہی دیں گے کہ تم ہی شوکو آساہارا ہو۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی عدالت کے کمرے میں ایک اور شوکو آساہارا داخل ہو کر بولا "یہ درست کہہ رہا ہے۔ یہ وہ نہیں ہے' جو آپ سمجھ رہے ہیں۔"

عدالت میں کھڑے ہوئے پولیس اور ان کے افسران نے دوسرے شوکو آساہارا کو گھیر لیا۔ ایک نے کہا "اچھا تو اصلی مجرم شوکو آساہارا تم ہو۔"

اسی وقت عدالت کے کمرے میں تیسرا شوکو آساہارا داخل ہو کر بولا "خبردار! ہمارے مذہبی گرو شوکو آساہارا کو مجرم نہ کہنا۔ کیونکہ اب تک ان پر کوئی جرم ثابت نہیں ہوا ہے اور نہ ہی تم لوگوں نے انہیں حراست میں لیا ہے۔"

عدالت کا جج' وہاں کا عملہ' پولیس والے اور حاضرین کے علاوہ ٹی وی کے ناظرین سب ہی حیرانی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے۔ وہ تینوں شوکو آساہارا ایک دوسرے کے ایسے ہم شکل تھے کہ ان کے درمیان بال برابر فرق نظر نہیں آرہا تھا۔ پولیس افسران اور جاسوس ان تینوں کے چہروں اور گردنوں کا اچھی طرح معائنہ کررہے تھے۔ ان کے چہروں پر نہ عارضی میک اپ تھا اور نہ ہی انہوں نے ماسک میک اپ کیا ہوا تھا۔

ان تینوں سے سوالات کئے جانے والے تھے۔ اس سے پہلے ہی چوتھا شوکو آساہارا عدالت کے کمرے میں داخل ہو کر بولا "مجھے بھی چیک کیا جائے۔ پھر یقین کرلیا جائے کہ ہم نے اپنے مذہبی گرو کی عقیدت میں اپنے چہروں پر پلاسٹک سرجری کرائی ہے یا یہ ہمارے گرو کی آتما شکتی ہے' جو ان کے چاہنے والوں کو ان کے جیسا بنا دیتی ہے۔"

پھر پانچویں شوکو آساہارا نے عدالت میں آتے ہوئے کہا۔ "آپ حضرات دیکھتے جائیں کہ ہمارے گرو کتنی سچائی سے روحانیت کا پرچار کرتے ہیں؟ اتنی سچائی سے کہ ان کے بے شمار چاہنے والے ان کے ہم شکل بن چکے ہیں۔"

پھر تو ایک کے بعد ایک شوکو آساہارا عدالت میں داخل ہونے لگے۔ وہ بڑا سا کمرا بھر گیا اور کہیں کھڑے ہونے کی جگہ نہیں رہی۔ جہاں نظر جاتی تھی' وہاں وہی نظر آرہا تھا۔ ایک شوکو آساہارا نے چند کاغذات جج کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "می لارڈ! میں ایک بیرسٹر ہوں۔ یہ میرا وکالت نامہ ہے اور درخواست بھی ہے کہ میں اپنے مذہبی گرو شوکو آساہارا کی جانب سے وکیلِ صفائی کے فرائض ادا کروں۔"

جج نے کہا "یہ وکالت نامہ درست ہے لیکن بیرسٹر کی جو شناختی تصویر لگی ہوئی ہے' اس سے آپ کا چہرہ مختلف ہے۔ آپ شوکو آساہارا دکھائی دیتے ہیں۔"

ایک بیرسٹر نے آکر چند کاغذات پیش کرتے ہوئے کہا "میری صورت شوکو آساہارا جیسی نہیں ہے۔ آپ یہ کاغذات اور شناختی تصویر دیکھ لیں اور مجھے وکیلِ صفائی کے فرائض ادا کرنے کی اجازت دیں۔"

جج نے اجازت دے دی۔ وکیلِ صفائی نے کہا "یہاں عدالت کے کمرے میں جگہ نہیں ہے اس لیے باہر تقریباً تین ہزار شوکو آساہارا کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ کیس عدالت میں اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک کہ اصلی شوکو آساہارا کو گرفتار نہ کیا جائے۔"

سرکاری وکیل نے کہا "قانون کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے ہزاروں شوکو آساہارا پیدا کردیے گئے ہیں۔ ایسے میں اصلی مجرم کو....."

وکیلِ صفائی نے کہا "آبجیکشن می لارڈ! جب تک جرم ثابت نہ ہو ہمارے مذہبی گرو کو مجرم نہ کہا جائے۔"

جج نے اس کے اعتراض کو درست تسلیم کیا۔ سرکاری وکیل نے کہا "میں مجرم نہیں' ملزم کہہ سکتا ہوں اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی ملزم کو چھپانا بھی جرم ہے۔ یہ جتنے شوکو آساہارا نظر آرہے ہیں یہ سب ملزم کا چہرہ بنا کر اسے چھپا رہے ہیں۔ لہٰذا ان سب پر ملزم کو چھپانے کا جرم عائد ہوسکتا ہے۔"

وکیلِ صفائی نے کہا "ہرگز نہیں' ہمارے ملک جاپان میں بدھ مذہب عام ہے۔ بدھ مذہب کے بھکشو ہزاروں کی تعداد میں اپنے سر منڈواتے ہیں اور گیروے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں۔ ایسا وہ اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق کرتے ہیں۔ اسی طرح اس نئے مذہب اوم شن رکیو کے جتنے عقیدت مند عبادت اور کٹھن ریاضت کے بعد نروان حاصل کرلیتے ہیں تو اپنے مذہبی گرو شوکو آساہارا کے ہم شکل بن جاتے ہیں۔ یہ تمام ہزاروں ہم شکل کسی پلاسٹک سرجری کے ذریعے نہیں بلکہ روحانیت کے ذریعے قدرتی طور پر شوکو آساہارا بن چکے ہیں۔ آپ ان ہزاروں ہم شکلوں کو لیبارٹری میں لے جائیں' طب اور سائنس کے تمام طریقے آزمالیں' نتیجہ یہی نکلے گا کہ ان کے چہروں پر پلاسٹک سرجری نہیں کی گئی ہے۔"

سرکاری وکیل نے کہا "یہ روحانیت نہیں ڈھونگ ہے۔ میں عدالت سے درخواست کرتا ہوں کہ تمام ہم شکل افراد کو حراست میں لے کر جدید آلات کے ذریعے ان کے چہروں کو چیک کرنے کا حکم صادر کیا جائے۔"

وکیلِ صفائی نے کہا "ہم شکل ہونا کوئی جرم نہیں ہے۔ لہٰذا انہیں حراست میں لینے کا حکم نہ دیا جائے۔ یہ رضاکارانہ طور پر خود کو قانون کے سامنے پیش کرنے آئے ہیں۔ ان سب کو ضرور چیک کیا جائے۔ لیکن یہ بھی اعلان کیا جائے کہ اگر پلاسٹک سرجری ثابت نہ ہوئی اور ہزاروں ہم شکل ہونے کی وجہ مادہ پرست لوگوں کی سمجھ میں نہ آئے تو پھر ذرائع ابلاغ سے تسلیم کیا جائے کہ یہ روحانیت ہے اور ہمارے مذہبی گرو شوکو آساہارا یہی روحانیت کو عام کررہا ہے۔ لہٰذا حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ امریکا اور یورپ وغیرہ میں صنعتی مال کی منڈیاں بنانے سے زیادہ ہماری روحانیت کا پرچار کرے۔ ہم جاپانیوں کو صنعتی مال یعنی مادیت کی برتری نہیں بلکہ روحانی برتری چاہیے۔ ہمارا مذہبی گرو جاپانی قوم کا نجات دہندہ ہے۔ وہ ہمیں روحانیت کے ذریعے تمام سپر پاور ملکوں سے برتر و بالا کرے گا۔"

جج نے ان ہزاروں شوکو آساہارا کے چہروں کو چیک کرنے کا حکم دیا اور انہیں کیس کے آخری فیصلے کی تاریخ دو ماہ بعد دی۔

جاپان کے اکابرین اور دیگر ذمے دار افسران سمجھ رہے تھے کہ اس ملک کی صنعتی ترقی کو روکنے کے لیے پچھلے کئی برس سے نت نئے مذہب ابھرتے رہے اور ڈوبتے رہے۔ سب کا یہی مقصد تھا کہ ساری جاپانی قوم کو کسی طرح محض روحانیت کی طرف مائل کردیا جائے۔ بالکل اسی طرح جیسے جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی پلاننگ ہوتی ہے کہ ان کی اولاد انگلش میڈیم کے جدید تقاضوں کے مطابق اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے یورپ اور امریکا جائے اور باقی عوام کے بچے صرف ایسے مدرسوں اور اسکولوں میں تعلیم حاصل کریں جن کی دیواریں اور چھتیں گرتی رہتی ہیں۔ وہ مذہبی معلومات کے سوا سائنس اور ٹیکنالوجی کی طرف رخ نہ کرسکیں۔

انسان کے لیے روحانیت لازمی ہے۔ کیونکہ جسم تو ایک ساکت شے ہے۔ وہ روح کے بغیر متحرک نہیں ہوسکتا۔ اسلام میں دینی مکمل معلومات کے علاوہ دنیاوی علوم کو حتیٰ کہ پوری کائنات کو سمجھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مسلمانوں کو کسی بھی مثبت علم کو حاصل کرنے سے منع نہیں کیا گیا ہے۔

امریکا اور یورپ کے لیے مسلمانوں کا ایمان اور روحانیت وبالِ جان تھی۔ وہ بڑے اسلامی ممالک کو کسی طرح روحانیت سے دور رکھ کر جدید ٹیکنالوجی کی طرف مائل کررہے تھے تاکہ اسلامی ممالک ان کے صنعتی مال کی منڈیاں بنے رہیں۔ اس کے برعکس جاپانی قوم کی صنعتی ترقی کو خاموش سازشوں کے ذریعے کمزور کرکے انہیں روحانیت کی طرف مائل کرنا چاہتے تھے۔

ایسے وقت جاپان کے ذہین اکابرین اور ان کے مشیروں نے اپنا ایک وفد بابا صاحب کے ادارے میں بھیجا۔ انہوں نے تبریزی صاحب کو کانے شوکو آساہارا کے متعلق بتایا اور یہ بھی شبہ ظاہر کیا کہ یہ امریکا اور یورپی ممالک کی سازش ہے۔ اس کانے مذہبی گرو کے کیس کا فیصلہ سنانے کے لیے دو ماہ بعد کی تاریخ دی گئی ہے جس میں سے ایک ہفتہ گزر چکا ہے۔ یہ ثابت نہیں کیا جاسکے گا کہ ہزاروں ہم شکل افراد نے پلاسٹک سرجری کرائی ہے۔ اس طرح اس کانے مجرم کی جھوٹی روحانیت جاپانی عوام کے دل و دماغ پر بہت زیادہ اثر کرے گی۔ جو مزدور اور کاریگر صنعتی ملوں اور فیکٹریوں میں کام کرتے ہیں' وہ مادیت کو چھوڑ کر نروان حاصل کرنے کے لیے اس فراڈ شوکو آساہارا کی طرف مائل ہوجائیں گے۔

جناب علی اسد اللہ تبریزی کو پہلے سے علم تھا کہ وہ وفد کیوں آیا ہے؟ اور ان سے کیا چاہتا ہے؟ انہوں نے کہا "آپ حضرات فکر نہ کریں۔ اس کیس کا فیصلہ ہونے میں ابھی ایک ماہ اور تین ہفتے ہیں۔ اس سے پہلے ہی جھوٹے کا جھوٹ منظرِ عام پر آجائے گا۔"

وفد کے سربراہ نے کہا "صرف ہم ہی نہیں' دشمن بھی جانتے ہیں کہ آپ کی بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔ آپ ہدایات دیں کہ اس دوران ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

"جو فریبی ہے' اس کے ساتھ فریب کریں۔ لوہے کو لوہے سے کاٹیں۔ جن ہم شکل لوگوں کو چیک کیا جارہا ہے ان کے نتائج صیغۂ راز رکھیں اور بیانات دیتے رہیں کہ مقررہ تاریخ کو جج صاحب ایک چونکا دینے والا فیصلہ سنائیں گے۔ جاپان کی صنعتی ترقی ... میں رکاوٹیں ڈالنے کے لیے جو سازشیں ہورہی ہیں ان کا سراغ مل گیا ہے۔ اس سلسلے میں دو بڑی ہستیاں ہماری نظروں میں آگئی ہیں باقی تین ہستیاں فیصلے کی تاریخ تک بے نقاب ہوجائیں گی۔"

انہوں نے خوش ہو کر کہا "آپ واقعی ہمارے لیے نجات دہندہ ہیں۔ ہمارے یہاں آنے کا علم دشمنوں کو ہوچکا ہوگا۔"

"ہاں لیکن انہیں یہ نہیں معلوم ہوگا کہ آپ حضرات کی ملاقات مجھ سے ہوئی ہے اور وہ یہ بھی نہیں جان سکیں گے کہ میں نے کس طرح کے مشورے دیے ہیں۔"

ایک نے کہا "بزرگ محترم! ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے دماغوں میں گھس کر بہت کچھ معلوم کرسکتے ہیں۔"

"آپ حضرات مطمئن ہو کر جائیں۔ وہ کانا روحانیت کا فریب دے کر روحانیت کا مذاق اڑا رہا ہے۔ لہٰذا دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہماری روحانی ٹیلی پیتھی کچھ جاننے کا موقع نہیں دے گی۔"

—— وہ سب مطمئن ہو کر وہاں سے چلے آئے۔ ان کے دوسرے

دن ہی تبریزی صاحب کی ہدایت کے مطابق ثانی اور علی جاپان پہنچ گئے۔ وفد کے آنے جانے پھر علی اور ثانی کے وہاں پہنچتے تک سپر ماسٹر کو' اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اور دیوی شی تارا کو معلوم ہوگیا کہ جاپانی حکومت بابا صاحب کے ادارے سے تعاون حاصل کررہی ہے۔

امریکا' اسرائیل اور دوسرے یورپی ممالک کا مسئلہ صنعتی تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ جاپان ان سے زیادہ اعلیٰ کوالٹی کا فروخت ہونے والا مال تیار کرے۔ لیکن دیوی کا مسئلہ مذہبی تھا۔ وہ نئے مذہب کے مذہبی گرو شوکو آسا ہارا کی حمایت کرنے اور مدد کرنے کے لیے تیار ہوگئی کیونکہ کانے کا مذہب بدھ مذہب کی طرز پر تھا اور اس نے نئے مذہب کی ٹریننگ کوہِ ہمالیہ کے دامن میں حاصل کی تھی۔ یہی جگہ تھی جہاں دیوی نے اپنا بچپن اور جوانی کے ابتدائی ایام گزارے تھے۔

ان دنوں وہ پرنس آئی لینڈ میں تھی۔ پارس اس کی ڈمی کے اندر برادر کبیر کا سایہ بن کر سمایا ہوا تھا اور ایسی کوئی تدبیر سجھائی نہیں دے رہی تھی کہ اپنی ڈمی کو اس سائے سے کیسے نجات دلائے۔ اسے ڈمی کو دن رات یوں پیش کرتے رہنا تھا کہ برادر کبیر اسے سچ مچ دیوی ہی سمجھتا رہے۔ اس کے لیے لازمی تھا کہ ڈمی کو بھی ٹیلی پیتھی کا علم آجائے اور جس طرح پچھلے چار برس سے پارس ڈی شی تارا سے اس کی ٹیلی پیتھی کے باعث دھوکا کھاتا رہا تھا اسی طرح برادر کبیر ڈی دیوی سے فریب کھاتا رہے۔

اس مقصد کے لیے اس نے اپنے بھارتی روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے کو جزیرے میں بلایا اور کہا "میری ڈی امریکا جانے والی ہے۔ تم اس کی عدم موجودگی میں اس جزیرے کے غیر قانونی دھندوں کو سنبھالو گے اور محل میں رہا کرو گے۔"

دیوی کا خیال تھا کہ برادر کبیر کا سایہ ڈمی کے اندر رہ کر ہزاروں میل دور امریکا نہیں جائے گا۔ کیونکہ ایم آئی ایم کا ہیڈ کوارٹر استنبول میں کہیں تھا۔ وہ ہیڈ کوارٹر کو چھوڑ کر شاید نہ جاتا۔ سائے کے سلسلے میں یہ پتا نہیں چلتا تھا کہ وہ ڈمی کے اندر کب موجود رہتا ہے اور کب کسی ضرورت کے تحت باہر کہیں چلا جاتا ہے۔

دیوی کی یہ مشکل خود برادر کبیر نے آسان کردی۔ وہ ہر رات ڈمی کے ساتھ رہتا تھا۔ اس نے ایک رات ڈمی سے کہا "تمہیں پناہ حاصل کرنے کے لیے یہ بہت اچھا جزیرہ مل گیا ہے۔ تم یہ جگہ چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔ میں کچھ دنوں کے لیے جاپان جارہا ہوں۔ کوشش کروں گا کہ ایک ہفتے کے اندر واپس آجاؤں۔"

ڈمی کے اندر رہنے والی دیوی خوش ہوگئی۔ لیکن بظاہر اداسی سے بولی "کیا مجھے تنہا چھوڑ کر جاؤ گے۔ تمہارے ساتھ دو چار راتیں گزارنے کے بعد میں تمہاری عادی ہوگئی ہوں۔ تمہارے بغیر مجھے یہ بستر کانٹوں کا لگے گا۔"

وہ بولا "میں بھی تمہارا عادی ہوگیا ہوں۔ میں ایم آئی ایم کے سربراہ کی حیثیت سے اب تک صرف مجاہدانہ زندگی گزارتا رہا ہوں۔ میری زندگی میں تم سے پہلے کوئی عورت نہیں آئی۔ میرے نصیب میں یہی لکھا تھا کہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں پر حکومت کرنے والی دیوی میری آغوش میں رہا کرے گی۔"

"میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر حکومت نہیں کرتی ہوں۔ مثلاً تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک کبھی نہ پہنچ سکی۔ فرہاد کے خیال خوانی کرنے والوں سے کتراتی ہوں۔ ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنا ہی دانشمندی ہے۔"

"پھر بھی تم امریکا' اسرائیل اور بھارت کے خیال خوانی کرنے والوں پر غالب رہتی ہو۔"

دیوی نے جھوٹ کہا "ہاں۔ مگر ان میں سے بھی دو چار ٹیلی پیتھی جاننے والے میری گرفت سے نکل چکے ہیں۔ ویسے تم جاپان کیوں جارہے ہو؟"

"ٹویوٹا کار خریدنے جارہا ہوں۔"

"مجھے اصل مقصد نہیں بتانا چاہتے؟"

"کیا تم کبھی اپنے مقاصد اور منصوبے مجھے بتاتی ہو؟ اور کیا میں کبھی تم سے تمہاری مصروفیت کے بارے میں پوچھتا ہوں؟ یہ مان لو کہ ہماری دوستی ایک دوسرے کے خفیہ معاملات سے تعلق نہیں رکھتی ہے۔"

"یہ حقیقت ہے۔ میں مان لیتی ہوں۔ ہمارا صرف دلوں کا اور محبت کا رشتہ ہے۔ ویسے تم کب جارہے ہو؟"

"کل صبح اس جزیرے سے استنبول جاؤں گا۔ وہاں اپنے مجاہدین کو چند ضروری ہدایات دوں گا۔ پھر کل رات کی فلائٹ سے چلا جاؤں گا۔"

وہ احمق بنانے والی محبت کا اظہار کرتے ہوئے بولی "آہ! یہ ہماری جدائی کی رات ہے۔ کل سے میں تنہا تمہارا انتظار کرتی رہوں گی۔"

وہ دونوں دیر تک پیار بھری باتیں کرتے رہے۔ پھر سو گئے۔ دوسری صبح وہ بولا "میں جارہا ہوں۔ اس بیڈ روم کی تنہائی میں ہم زبان سے گفتگو کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ میرے جانے کے بعد تم خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے رابطہ رکھو گی۔"

"میں ہر رات تمہارے دماغ میں آیا کروں گی۔ جب تک تم سے گفتگو نہیں کروں گی' نیند نہیں آیا کرے گی۔"

دن کی روشنی میں دیوی نے اپنی ڈمی کے ذریعے سائے کو دیکھا۔ وہ ڈمی کے بستر سے اٹھ کر اس کے بیڈ روم سے باہر چلا گیا تھا۔ وہ پوری طرح اطمینان کرنا چاہتی تھی کہ وہ جزیرے سے استنبول کی طرف جارہا ہے۔ اس لیے ایک گھنٹے بعد اس سے دماغی رابطہ کیا۔ پھر پوچھا "تم کہاں ہو' مجھے تمہارے اطراف تاریکی نظر آرہی ہے۔"

وہ بولا "ظاہر ہے کہ میں سایہ ہوں اور ابھی لانچ کے اسٹیورڈ کے اندر ہوں۔ جس کے بھی اندر رہوں گا اس کے جسم کے اندر سورج کی روشنی نہیں رہے گی۔"

"تم ذرا اسٹیورڈ کے اندر سے نکل کر دکھاؤ۔ کیا واقعی لانچ میں ہو؟"

"تعجب ہے۔ تمہیں یقین کیوں نہیں آرہا ہے؟ بہرحال میں چند سیکنڈ کے لیے باہر نکل رہا ہوں' زیادہ دیر باہر رہوں گا تو لانچ کا عملہ یا کوئی مسافر ایک سائے کو دیکھ کر سہم جائیں گے۔ لو دیکھو۔"

دیوی نے اس کے دماغ میں رہ کر سمندر کو دیکھا۔ لانچ ساحل پر تھی اور وہاں سے روانہ ہونے والی تھی۔ اس نے پوچھا "کیا اب تمہیں یقین آیا؟"

"ہاں' اب جب تم استنبول پہنچو گے تو میں تم سے رابطہ کروں گی۔"

"اس وقت بھی میں کسی کے جسم کے اندر رہوں گا۔ لیکن تمہاری فرمائش پر باہر نہیں نکلوں گا۔ ایسا کرنے سے تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ میں استنبول کے کس علاقے میں ہوں اور ہمارا ایم آئی ایم کا خفیہ اڈا کہاں ہے؟ ہماری دوستی کی ایک حد ہے۔ ہم اسی حد میں رہیں گے۔"

وہ پھر اسٹیورڈ کے جسم میں داخل ہوگیا۔ دیوی اس کے دماغ سے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی وہ اسٹیورڈ کے جسم سے نکل کر مختلف لوگوں کے اندر چھپتا ہوا پھر محل میں ڈمی دیوی کے اندر آگیا۔ اصل دیوی یا کسی بھی خیال خوانی کرنے والے کو یہ نہیں معلوم ہوسکتا تھا کہ وہ جس کے دماغ میں ہے' وہ کہاں ہے؟ البتہ اس کے چند خیالات پڑھ کر اس جگہ کا علم ہوجاتا۔ دیوی کے لیے مشکل یہ تھی کہ پارس کا دماغ عجوبہ تھا' وہ اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتی تھی۔ لہٰذا اسے یقین کرنا پڑا کہ برادر کبیر لانچ کے ذریعے استنبول جاچکا ہے اور وہاں سے جاپان جانے والا ہے۔

جب سے یہ معلوم ہوا تھا کہ ایک جاپانی وفد بابا صاحب کے ادارے میں گیا تھا تب سے امریکا' اسرائیل اور بھارت نے یہ رائے قائم کی تھی کہ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے اور ایم آئی ایم والے ضرور جاپان جائیں گے اور حکومتِ جاپان کے دوست بن کر نئے مذہب کے گرو شوکو آسا ہارا کو بھی بے نقاب کریں گے اور جاپانی حکومت سے دوستی مستحکم کرکے وہاں دیوی وغیرہ کی چالوں کو آئندہ بھی ناکام بناتے رہیں گے۔

دیوی نے سب سے پہلے جزیرے میں اپنے ذاتی طیارے کے ذریعے ڈمی کو یونان بھیجنے کے انتظامات کیے۔ پھر یونان سے وہ اسے واشنگٹن بھیجنا چاہتی تھی تاکہ جلد سے جلد اپنی ڈمی کو ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ایسی مکمل دیوی بنادے کہ برادر کبیر کے علاوہ سارے دوست اور دشمن بھی اسے اصلی دیوی سمجھتے رہیں۔

اس نے بھارتی فوج کے کمانڈر ان چیف سے رابطہ کرکے کہا "آپ فوراً ہی چھ ایسے ذہین' صحت مند اور دلیر فوجی جوانوں کا انتخاب کریں جو روبوٹ خیال خوانی کرنے والے بنائے جاسکیں۔ آپ چوبیس گھنٹوں کے اندر انہیں بھارت سے واشنگٹن روانہ کریں۔ ایک کیسٹ میں ان سب کی آوازیں ریکارڈ کریں۔ میں بعد میں آکر وہ آوازیں سنوں گی اور ان کے لیے ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے کا موقع فراہم کروں گی۔"

وہ جلد سے جلد نئے مذہبی گرو شوکو آسا ہارا کے پاس جاکر معلوم کرنا چاہتی تھی کہ بابا صاحب کے ادارے اور ایم آئی ایم کی تنظیم سے کتنے خیال خوانی کرنے والے وہاں پہنچے ہوئے ہیں اور کیا وہ لوگ شوکو آسا ہارا کے راستے میں رکاوٹیں بن رہے ہیں؟

لیکن اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ کرنا بھی ضروری تھا اور سپر ماسٹر کے ذریعے شوکو آسا ہارا کی آواز سن کر اس کے پاس پہنچنا بھی تھا۔ لہٰذا وہ خاموشی سے سپر ماسٹر کے اندر پہنچی۔ وہ تین اعلیٰ فوجی افسران سے اسی سلسلے میں کہہ رہا تھا "ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والا پاشا ہے' وہ احمق ہے۔ کبھی کبھی غیر معمولی سماعت و بصارت کے معاملے میں کام آجاتا ہے۔ ہمارے دو نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے ڈی لنکاسٹر اور بوبی بیکر ذہین ہیں مگر ہم نے اب تک عملی میدان میں ان کی ذہانت کو نہیں آزمایا ہے۔ کیا ان دونوں کو جاپان کے معاملے میں آزمانا چاہیے؟"

ایک فوجی اعلیٰ افسر نے کہا "اس طرح آزمایا جاسکتا ہے کہ وہ دونوں یہیں ہیڈ کوارٹر میں رہ کر خیال خوانی کے ذریعے شوکو آسا ہارا کی مدد کریں۔"

دوسرے افسر نے کہا "یہی مناسب ہوگا اور میں تو چاہتا ہوں کہ ہم مزید دو یا تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ کرلیں۔ اگر ہم ہر ماہ دو تین کا اضافہ کرتے رہیں گے تو ہمارے پاس فرہاد کی ٹیم سے بھی زیادہ خیال خوانی کرنے والوں کی ایک فوج بنتی جائے گی۔"

ایک فوجی جوان نے ان کے دفتری کمرے میں آکر سلیوٹ کیا۔ پھر کہا "میں اپنے ملک امریکا کا وفادار مائیک ہرارے بول رہا ہوں۔ میں نے دروازے کے باہر کھڑے اس فوجی جوان کے دماغ میں رہ کر یہ سنا ہے کہ آپ حضرات ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ لوگوں نے بارہا میری شاطرانہ ذہانت کی داد دی ہے۔ میں مشورہ دیتا ہوں کہ اضافہ کرنے سے نقصان ہوگا۔ پہلے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی باغی ہوکر ہمارے ملک سے چلے جاتے تھے اور کبھی دشمن انہیں ٹریپ کرلیتے تھے۔ یا وہ مارے جاتے تھے۔ اب تو ایک ایسی دیوی آگئی ہے جو کسی کے بھی دماغ میں گھسی چلی آتی ہے۔ اسی لیے میں ابھی لہجہ بدل کر بول رہا ہوں تاکہ وہ میرے اندر نہ آسکے۔"

سپر ماسٹر نے کہا "تم ہم سے دور ہوجانے کے بعد ہمارے ملک سے وفاداری کا دعویٰ نہ کرو۔ ویسے اب ہم ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے عام ٹیلی پیتھی جاننے والے نہیں بلکہ روبوٹ قسم کے ٹیلی

پیتھی جاننے والے پیدا کررہے ہیں۔ دیوی کبھی ہمارے خیال خوانی کرنے والوں کے اندر نہیں پہنچ سکے گی۔"

مائیک ہرارے نے کہا "ذرا عقل سے سوچیں' کیا وہ آپ لوگوں کے اندر نہیں آتی ہوگی۔ جب کہ وہ دوسرے یوگا جاننے والوں کے اندر پہنچ جاتی ہے۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ دیوی ہمارے کس قدر کام آرہی ہے۔ پچھلی بار اس نے بڑی چالاکی سے انقرہ کے اجلاس میں ایم آئی ایم کے سربراہ کو بے نقاب کیا تھا۔ وہ سایہ بن کر چھپا ہوا تھا مگر دیوی سے نہ چھپ سکا۔ گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہوگیا۔ وہ لازمی گرفتار ہوجاتا لیکن اپنی چالاکی سے بچ نکلا۔"

"میں مانتا ہوں کہ دیوی بھارت کی طرف سے ہمارے کام آرہی ہے۔ کیا عقل یہ نہیں کہتی کہ وہ ہمارے کام آکر ہم سے فائدہ اٹھارہی ہے؟ پہلے بھارت میں شی تارا کے سوا کوئی خیال خوانی کرنے والا نہیں تھا۔ لیکن اب وہاں کچھ پیدا ہوگئے ہیں۔ آخر وہ سب کہاں سے پیدا ہوگئے؟"

شاید وہ مائیک ہرارے کے اس سوال کا جواب نہ دے پاتے لیکن سپر ماسٹر نے دیوی کی مرضی کے مطابق کہا "تمہیں دیوی کے بارے میں زیادہ معلوم نہیں ہے۔ اسے آتما شکتی حاصل ہوگئی ہے۔ وہ ایسی شکتی کے ذریعے بھارت کے کسی بھی ذہین اور کام آنے والے شخص کو ٹیلی پیتھی ایسے سکھا دیتی ہے جیسے ہماری ٹرانسفارمر مشین سکھایا کرتی ہے۔"

"پھر تو وہ اور زیادہ خطرناک ہے۔ ہم یہاں مشین کے ذریعے دو پیدا کریں گے تو وہ آتما شکتی کے ذریعے دس پیدا کرے گی۔ ہمیشہ ہم سے برتر رہا کرے گی۔"

"اتنی عقل ہمیں بھی ہے کہ اسے برتری حاصل ہے۔ لیکن وہ فرہاد اور براور کبیر کی طرح ہماری دشمن نہیں ہے۔ وہ ایسی زبردست ہے کہ جلد ہی ہمارے دشمنوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردے گی۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر ہرارے! تم جب چاہتے ہو' ہمارے کسی فوجی جوان کے ذریعے ہماری خفیہ میٹنگ میں چلے آتے ہو۔ دروازے پر دستک بھی نہیں دیتے۔ پھر یہ کہ اتنے عرصے سے تم ہمارے کیا کام آرہے ہو؟"

"آپ مجھے کوئی کام دیں۔ میں اسے بحسن و خوبی انجام دوں گا۔"

"تو پھر ہم تمہیں جاپان کے ایک نئے مذہبی گرو شوکو آساہارا کے بارے میں بتاتے ہیں۔ وہ وہاں روحانیت کا پرچار کررہا ہے اور ہمارے مقابلے میں جاپان کی صنعتی ترقی میں رکاوٹیں پیدا کررہا ہے۔ اگر تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی مدد کروگے تو ہمارے ملک کی صنعتی پیداوار بڑھے گی اور ہمارا مال دنیا کی تمام منڈیوں میں زیادہ فروخت ہوگا۔"

مائیک ہرارے نے کہا "آپ الٹی باتیں کررہے ہیں۔ ہمارے ملک کے صنعت کاروں کو اتنی عمدہ اور اعلیٰ کوالٹی کا مال تیار کرنا چاہیے کہ وہ صنعتی دوڑ میں جاپان سے آگے نکل جائیں۔ لیکن آپ اپنے ملک میں صنعتی پیداوار کا معیار بڑھانے کے بجائے جاپان کی صنعتوں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں آپ اپنے کمتر کوالٹی کا مال بنانے والے صنعت کاروں کو لالچی اور منافع خور بنارہے ہیں۔"

ایک افسر نے کہا "دنیا کے تمام ممالک پر ہمیں کس طرح مسلط ہونا ہے یہ ہم تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ فی الحال ہمارے معاملات میں مداخلت نہ کرو۔ ہمارے پاس نہ ابھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی ہے اور نہ آئندہ ہوگی۔ ہم تمہارے محتاج نہ اب ہیں اور نہ آئندہ رہیں گے۔ لہٰذا یہاں سے جاؤ۔"

مائیک ہرارے یہ کہتا ہوا چلا گیا "نصیحت اور نیک مشورے صرف ان کے لیے ہوتے ہیں' جو تکبر اور انا پرستی کو بالائے طاق رکھ کر عقل سے سوچنا' غور کرنا اور پھر عمل کرنا جانتے ہیں۔ آپ حضرات ایک دن بہت پچھتائیں گے۔"

اس کے جانے کے بعد دیوی کو اطمینان ہوا۔ وہ کام بگاڑنے آیا تھا۔ اگر وہ موجود نہ ہوتی تو ہرارے اس کے خلاف ضرور سپر ماسٹر وغیرہ کو بھڑکاتا۔ ایک افسر نے دوسرے فوجی جوان کو بلا کر کہا۔ "دفتر کے باہر چار جوانوں کی ڈیوٹی لگاؤ۔ تم بھی ان کے ساتھ رہو اور یہ تاکید کرو کہ تم میں سے کوئی یہاں اندر آنا چاہے گا تو وہ یہ سمجھ لیں کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن اسے ہمارے پاس لا رہا ہے۔ لہٰذا اسے فوراً روک دیا جائے اور ہمیں اطلاع دی جائے کہ تم میں سے کوئی یہاں جبراً آنا چاہتا ہے۔"

وہ فوجی جوان حکم کی تعمیل کے لیے چلا گیا۔ ایک افسر نے اٹھ کر دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ اب کوئی نہیں آسکتا تھا۔ بڑی خوش فہمی تھی۔ دیوی تو بہت پہلے سے ان کے درمیان تھی۔ بس دکھائی نہیں دیتی تھی۔

انہوں نے فیصلہ کیا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے بوبی بیکر کو بلا کر شوکو آساہارا کی آواز آڈیو کیسٹ کے ذریعے سنائی جائے اور اسے ہدایات دی جائیں کہ وہاں خیال خوانی کے ذریعے کس طرح فرائض انجام دینے ہیں۔ پھر اسرائیلی حکام سے کہا جائے کہ وہ بھی اپنا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا وہاں بھیج دیں۔ وہ دیوی سے بھی توقع کررہے تھے کہ اس معاملے میں وہ خود دلچسپی لے گی یا پھر اپنے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو شوکو آساہارا کے پاس بھیج دے گی۔ دیوی سے اس لیے توقع تھی کہ بابا صاحب اور ایم آئی ایم کی تنظیم کے خلاف امریکا' اسرائیل اور بھارت کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیشہ متحد ہوجایا کرتے تھے۔

پھر انہوں نے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرنے کے سلسلے میں فیصلہ کیا کہ اڑتالیس گھنٹوں کے اندر اپنے تین قابل اور ذہین

فوجی افسروں کو مشین سے گزارا جائے گا۔ دیوی کے لیے بھی اڑتالیس گھنٹے کافی تھے۔ اس وقت تک اس کی ڈی اور بھارت کے چھ فوجی جوان واشنگٹن پہنچ سکتے تھے اور وہ سپر ماسٹر اور اعلیٰ فوجی افسروں سے اپنی مرضی کے مطابق اس مشین سے کام لے سکتی تھی۔ وہ ٹرانسفارمر مشین جتنے ذمے دار افسران کے چارج میں تھی وہ سب دیوی کے معمول اور تابعدار تھے۔

وہاں سپر ماسٹر کا ٹیلی پیتھی جاننے والا بوبی بیکر آگیا تھا۔ اسے شوکو آسا ہارا کی آواز آڈیو کیسٹ کے ذریعے سنائی جارہی تھی۔ یہ آواز دیوی بھی سن رہی تھی۔ اس کے بعد سپر ماسٹر نے فون کے ذریعے شوکو آسا ہارا سے رابطہ کیا اور پوچھا "کیسے ہو؟ کوئی پریشانی تو نہیں ہے؟"

شوکو آسا ہارا نے کہا "ابھی تک میں بازی لے جارہا ہوں۔ آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی تک میرے پاس نہیں آئے۔"

"آرہے ہیں۔ ابھی ایک آرہا ہے۔ اس کا نام بوبی بیکر ہے۔ تم کوئی کوڈ ورڈ بتاؤ تاکہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے تم دھوکا نہ کھاسکو۔"

وہ بولا "جاپان کا الٹ ناپاج ہے اور میرے نام کے پہلے لفظ کا الٹ وکوش ہے۔ تمہارے آدمی بوبی بیکر کا الٹ بیوب ریکب ہے۔ وہ میرے اندر آکر کہے گا' ناپاج کے وکوش کو سلام! میں جواب میں کہوں گا' بیوب ریکب کو خوش آمدید۔"

سپر ماسٹر نے دیوی کی مرضی کے مطابق کہا "ایک دیوی جی بھی تمہارے پاس آئیں گی اور کوڈ ورڈز کے طور پر کہیں گی نام الٹے لو مگر چال الٹی نہ چلو ورنہ الٹ جاؤ گے۔ تھوڑی دیر بعد اسرائیل کا ایک ذمے دار افسر برین آدم بھی تم سے فون پر رابطہ کرے گا۔ تم اس کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کوڈ ورڈز طے کرلینا ویٹس آل۔"

فون کا رابطہ ختم کرنے کے بعد سپر ماسٹر نے بوبی بیکر کوڈ ورڈز بتائے۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر شوکو آسا ہارا کے دماغ میں پہنچتے ہی کوڈ ورڈز ادا کئے۔ وہ بھی کوڈ ورڈز کا جواب دے کر بولا۔ "ہم نے قانون اور عدالت کو تو الٹا لٹکا دیا ہے۔ کئی ہزار شوکو آسا ہارا کی موجودگی میں کوئی مجھ اصل تک نہیں پہنچ سکے گا۔ لیکن یہ اندیشہ ہے کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے مجھ تک پہنچنے کا راستہ نکال لیں گے۔"

اس وقت دیوی' بوبی بیکر کے اندر موجود تھی اور ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ بوبی بیکر نے دیوی کی مرضی کے مطابق کہا "ہمیں معلوم ہے کہ جاپانی حکومت مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا تعاون حاصل کررہی ہے۔ جس طرح تمہارے ہزاروں ہم شکل ہیں اسی طرح تمہاری آواز اور لہجے میں بولنے والے بھی تمہارے سیکڑوں عقیدت مند ہیں اور یوگا کے ماہر بھی ہیں۔ تمہارے لہجے میں ایک معمولی سی تبدیلی کے باعث ہم تمہارے اندر پہنچتے رہیں گے۔ اس معمولی سی تبدیلی کا علم دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نہیں ہوگا۔ فی الحال اطمینان رکھو۔ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے ہم شکل اور ہم آواز عقیدت مندوں کے دماغوں میں بھٹکتے پھریں گے۔"

"میں بھی اسی پہلو سے سوچ رہا ہوں کہ میرے اور عقیدت مندوں کے لہجوں میں معمولی سا فرق ہونے کے باعث دشمن میرا سراغ نہیں لگاسکیں گے۔ میرے چار عقیدت مند مجھے بتاچکے ہیں کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی (ثانی) ان کے اندر آنا چاہتی تھی۔ لیکن انہوں نے سانس روک لی تھی۔"

"یہ بات غور طلب ہے کہ جب تمہارے ہزاروں ہم آواز ہیں تو وہ صرف چار عقیدت مندوں کے اندر کیوں محسوس کی گئی۔ باقی دوسروں نے اسے محسوس کیوں نہیں کیا؟"

شوکو آسا ہارا نے کہا "شاید ان چاروں کے لہجے بھی دوسروں سے ذرا مختلف ہوں گے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ عقیدت مندوں کے لہجے مختلف ہوتے رہیں گے تو دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے یونہی بھٹکتے بھٹکتے تمہارے قریب پہنچ جائیں گے۔ پھر یہ کہ ہر انسان کی کوئی نہ کوئی چھوٹی بڑی کمزوری ہوتی ہے۔ تم ذرا سوچ کر بتاؤ۔ کیا تمہاری ایسی کوئی کمزوری ہے جس سے دشمن فائدہ اٹھاسکیں؟"

"نہیں۔ میرے اندر کوئی کمزوری نہیں ہے۔"

"ایسا ہر انسان سمجھتا ہے کہ وہ کمزوریوں یا خامیوں سے پاک ہے۔ صرف چند لوگ اپنی کسی کمزوری کو سمجھتے ہیں اور جو لوگ اپنی کمزوری کو سمجھ کر اس کا اعتراف کرتے ہیں' وہ اس کمزوری کو دور کرلیتے ہیں۔"

شوکو آسا ہارا نے کہا "میرا بہت بڑا درجہ ہے۔ ایک نئے مذہب کا بانی ہوں اور مذہبی گرو کہلاتا ہوں۔ مجھ میں کوئی کمزوری ہو ہی نہیں سکتی۔"

دیوی اتنی دیر میں اس کے چور خیالات پڑھ چکی تھی۔ بوبی بیکر نے اس کی مرضی کے مطابق پوچھا۔ "کیا تم حسن پرست نہیں ہو؟ کیا اپنے عقیدت مندوں سے چھپ کر اپنی پسند کی کسی حسینہ کو ٹریپ نہیں کرتے ہو؟"

وہ چونک کر بولا "میں یہ بھول گیا تھا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کوئی راز چھپایا نہیں جاسکتا۔ لیکن بات کمزوری کی ہورہی ہے۔ حسن پرستی میرا شوق ہے' کمزوری نہیں۔"

"یہ دنیا کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ عورت بڑے بڑے شہ زور کو اس طرح کمزور بناتی ہے کہ پانی سر سے گزرنے کے بعد اس شہ زور کو اپنی کمزوری کا پتا چلتا ہے۔"

اس نے قہقہہ لگا کر کہا "تمہیں میرے خیالات سے یہ بھی معلوم ہوچکا ہوگا کہ میری تنہائی میں آنے والی کوئی عورت ایسی نہیں ہے جو میری تنہائی سے واپس جانے کے بعد مجھے یاد رکھتی ہو۔ وہ مجھے بھول جاتی ہے۔"

"ہمیں پتا ہے کہ جو حسینہ تمہیں پسند آتی ہے تم اس پر پہلے تنویمی عمل کرتے ہو۔ اسے غائب دماغ بنادیتے ہو۔ وہ تنویمی عمل کے زیر اثر تمہارے مقرر کردہ وقت پر تنہائی میں آتی ہے اور جب واپس اپنے گھر پہنچتی ہے تو اس عمل کا اثر ختم ہوجاتا ہے اور وہ پریشانی سے سوچتی رہ جاتی ہے کہ اپنی مرضی کے خلاف کہاں گئی تھی اور کہاں سے واپس آرہی ہے؟"

"بالکل یہی بات ہے۔ کوئی حسینہ ایسی نہیں ہے' جو بعد میں مجھے پہچان کر یہ الزام دے سکے کہ وہ ایک بدکار مذہبی گرو کے ساتھ گناہ آلود لمحات گزار چکی ہے۔"

"ہم تمہیں دشمنوں سے محفوظ رکھنے آئے ہیں۔ جب تک عدالت اور قانون کے محافظ بے بس ہو کر تمہاری حمایت میں فیصلہ نہ سنائیں' تب تک تم کسی کے قریب نہ جاؤ اور نہ ہی اس پر تنویمی عمل کرکے اپنی تنہائی میں بلاؤ۔"

"شہر ٹوکیو کی عدالت میں فیصلہ سنایا جائے گا اور میں اس شہر سے دو سو کلو میٹر دور ہوں۔ یہاں کے نامی گرامی جاسوس ہزاروں شوکو آسا ہارا کے درمیان مجھے تلاش کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ وہ کبھی میرے خفیہ اڈے تک نہیں پہنچ سکتے۔"

وہ درست کہہ رہا تھا۔ اس نے اپنے ایک درجن ہم شکلوں پر تنویمی عمل کرکے ان کے ذہنوں پر روحانیت کے سلسلے میں ایسی ایمان افروز تقریریں نقش کردی تھیں' جو سراسر مادیت پرستی یا صنعتی ترقی کے خلاف تھیں۔ وہ ایک درجن ہم شکل شوکو آسا ہارا مختلف شہروں میں تھے۔ ان میں سے ہر ایک مذہبی گرو بن کر ہزاروں کے مجمع میں تقریر کرتا تھا اور روحانیت کی حمایت میں نیک مشورے یا ہدایات دے کر صنعت کاروں پر لعنتیں بھیجتا تھا۔

پھر کسی صنعت کار کے خلاف اس کی تباہی کے بارے میں پیش گوئی کرتا تھا تو وہ آئندہ درست ثابت ہوتی تھی اور جاپانی عوام کو متاثر کرتی تھی۔ عوام اور دانشور کشمکش میں مبتلا رہتے تھے کہ پوری قوم کے لیے روحانیت لازمی ہے۔ اگر لازمی ہے تو کیا اس کی خاطر صنعتی ترقی کو پسِ پشت ڈال دیا جائے؟

دوسری بار دیوی اس کے دماغ میں آکر خاموش رہی۔ اس وقت بوبی بیکر جاچکا تھا۔ شوکو آسا ہارا سوچ رہا تھا کہ اس ٹیلی پیتھی جاننے والے نے دانشمندانہ مشورہ دیا ہے۔ اسے عدالت کا فیصلہ سننے تک نہ تو کسی حسینہ کی طرف مائل ہونا چاہیے اور نہ ہی کسی بینک میں یا کسی ارب پتی صنعت کار کی تجوری پر ڈاکا ڈالنا چاہیے۔

مذہبی گرو شوکو آسا ہارا کو ارب پتی بننے کے علاوہ ہیرے جواہرات جمع کرنے کا شوق تھا۔ وہ کبھی کسی بینک کے اعلیٰ افسر پر کبھی کسی بڑے تاجر پر تنویمی عمل کرتا تھا۔ وہ لوگ اس عمل کے زیر اثر رہ کر بینک سے اس کی مطلوبہ رقم لاتے تھے اور جو تاجر اس کا معمول بن جاتا تھا وہ اپنی تجوری سے ہیرے جواہرات نکال کر خود اس کے پاس حاضر ہو کر اسے وہ قیمتی نذرانے پیش کرتا تھا۔ پھر بعد میں وہ لوگ بھول جاتے تھے کہ انہوں نے غائب دماغ رہ کر اپنا کتنا بڑا نقصان کیا ہے۔

اب یہ معلوم ہوچکا تھا کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے بھی اس کی تاک میں لگے ہوئے ہیں تو اسے عدالتی فیصلے تک چوری ڈکیتی کی واردات نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن ان دنوں ایک حسینہ پر وہ بری طرح مرمٹا تھا اور اسے اپنی تنہائی میں لانا چاہتا تھا۔ عقل سمجھا رہی تھی کہ وہ صبر کرے مگر جذبات بھڑکا رہے تھے اور یہ سوچنے پر مجبور کررہے تھے کہ وہ بڑی رازداری سے ایسا کرے گا تو دشمن تو کیا دوستوں کو بھی خبر نہیں ہوگی۔

دیوی نے کہا "یہی تمہاری بھول ہے۔"

شوکو آسا ہارا نے گھبرا کر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔ پھر بولا "یہ...... یہ میری مرضی کے خلاف کون میرے اندر آکر بول رہی ہے؟ تم کون ہو؟"

"میں بلائے ناگہانی ہوں۔ تمہیں بڑی خوش فہمی ہے کہ بڑی رازداری سے اپنا منہ کالا کروگے۔ کیا میری موجودگی میں رازداری قائم رکھ سکو گے۔"

وہ حیران اور پریشان ہو کر بولا "میں یوگا کا زبردست ماہر ہوں۔ پندرہ منٹ تک سانس روک لیتا ہوں۔ کسی کی بھی سوچ کی لہروں کو محسوس کرلیتا ہوں۔ پھر کیا بات ہے کہ تمہیں میں نے محسوس نہیں کیا ہے؟"

"اس لیے کہ میرے پاس آتما شکتی ہے۔ اور تم تبت کے لامہ سے جو کچھ سیکھ کر آئے ہو' وہ آتما شکتی نہیں' محض جادو ہے۔ تم نے جس حد تک جادو سیکھا ہے' وہ سب مجھ پر آزماؤ اور مجھے اپنے اندر سے بھگاؤ۔"

"وہ دراصل میں عام لوگوں کو متاثر کرنے کے لیے نہ سمجھ میں آنے والے جادو کی تماشے کرتا ہوں اور وہ سمجھتے ہیں کہ روحانیت کا کمال دکھا رہا ہوں۔ مگر تم تو اس معاملے میں میری ماں ثابت ہورہی ہو۔"

وہ غصے میں بولی "کُتّے کے بچے! میں کوئی بوڑھی نہیں ہوں کہ تو مجھے ماں کہے۔ آئندہ محتاط رہ کر گفتگو کرنا ورنہ کھوپڑی میں ایسا زلزلہ پیدا کروں گی کہ کئی دنوں تک بستر سے اٹھ نہیں سکے گا۔"

وہ بولا "آج تک کسی میں اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ میری شان میں گستاخی کرے۔ مگر تم نے مجھے کُتّے کا بچہ کہہ دیا اور میں برداشت کررہا ہوں۔ تمہارے سامنے اپنی بے بسی کو سمجھ رہا ہوں تمہارا رویّہ بتارہا ہے کہ تم کوئی دشمن خیال خوانی کرنے والی ہو۔ کیا میں درست سمجھ رہا ہوں؟"

دیوی نے سپر ماسٹر کے ذریعے اپنی آمد کے سلسلے میں جو کوڈ ورڈز سنائے تھے' ان کوڈ ورڈز کو دہرادیا پھر کہا "میں وہی دیوی ہوں جس کا ذکر سپر ماسٹر تم سے کرچکا ہے۔ میں نے پہلے سوچا تھا کہ اپنی آتما شکتی تم پر ظاہر نہ کروں اور عام خیال خوانی کرنے والی کی طرح کوڈ ورڈز ادا کرکے آؤں۔ لیکن تمہارے چور خیالات سے تمہاری خوش فہمی کا پتا چلا۔ تم سمجھتے ہو کوئی بھی غلط کام رازداری سے کرلو گے۔ لیکن تمہیں فرہاد کے خیال خوانی کرنے والوں کی مکاری کا

اندازہ نہیں ہے۔ ان کے علاوہ ایم آئی ایم کے خیال خوانی کرنے والے بھی اپنے سربراہ برادر کبیر کی طرح شاطر ہیں۔ اگر میں تمہارے لیے ڈھال نہ بنوں تو وہ سب کے سب تمہیں ایک پھونک میں اڑا دیں گے۔"

وہ بولا "اب تمہاری باتوں سے اندازہ ہو رہا ہے کہ تم دشمن نہیں ہو۔ میرے سامنے ڈھال بننے کے لیے آئی ہو۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ عدالتی فیصلے تک روپوش رہوں گا۔"

"تمہیں یہی کرنا چاہیے۔ لیکن مجھے اس حسینہ کے متعلق بتاؤ جس کے لیے تم پاگل ہو رہے ہو۔"

"وہ کوئی غیر ملکی ہے۔ یورپ کی گوری گوری گلابی گلابی سی ہے۔ پہلے میں نے اسے عیسائی انگریز سمجھا تھا مگر وہ مسلمان ہے۔"

"کیا تمہیں اتنی عقل نہیں آئی کہ وہ مسلمان حسینہ تمہارے لیے ناگن ثابت ہو سکتی ہے۔ یہاں تمہارے خلاف جتنے خیال خوانی کرنے والے آئے ہوں گے' وہ سب مسلمان ہوں گے۔"

"تمہاری باتیں سن کر عقل آ رہی ہے۔ شاید وہ لوگ اس حسینہ کے ذریعے جال بچھا رہے ہیں۔"

"تمہارے خیالات نے بتایا ہے کہ تم اس کا نام' پتا اور فون نمبر جانتے ہو۔ میں اس کی آواز سننا چاہتی ہوں۔ مگر تم اسے فون نہیں کرو گے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی فون کالیں ٹیپ کی جا رہی ہوں۔ اگر تمہارے خفیہ اڈے کے فون کا نمبر ٹریس ہو جائے گا تو پولیس والے تمہاری شہ رگ تک پہنچ جائیں گے۔"

"میں سمجھ گیا۔ ابھی میں اپنے ایک مرید کو فون کر رہا ہوں۔ آپ اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے ذریعے فون پر اس حسینہ کی آواز سنیں گی۔"

اس نے یہی کیا' اپنے مرید کو فون کر کے اس کی خیریت دریافت کی۔ مرید نے کہا "میں اس لیے خیریت سے ہوں کہ آپ کا ہم شکل نہیں ہوں۔ پولیس والے مجھ پر شبہ نہیں کر رہے ہیں۔ وہ ان سب کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جو آپ کی طرح مذہبی گرو نظر آتے ہیں۔"

دیوی نے اس مرید کے اندر پہنچ کر اس حسینہ سے فون پر رابطہ کرایا۔ دوسری طرف سے ایک سُریلی آواز سنائی دی۔ "ہیلو کون ہے؟"

مرید نے کہا "میں انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ سے بول رہا ہوں۔ تم اپنے ملک سے اپنی جو شناختی دستاویزات لائی تھیں وہ ہمارے ڈپارٹمنٹ کی فائل سے گم ہو گئی ہیں یا کسی نے چرا لی ہیں۔ کیا تمہارے پاس دستاویزات کی دوسری کاپیاں ہیں۔"

"جی ہاں۔ میں یوکوہاما سلائی مشین بنانے والی کمپنی میں کوالٹی چیکر ہوں۔ آپ اس کمپنی سے میری دستاویزات کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں حاصل کر سکتے ہیں۔"

"کیا تمہارے میڈیکل فٹنس کے سرٹیفکیٹ بھی موجود ہیں؟"

"جی ہاں۔ پہلے میں سانس کی مریضہ تھی۔ دمے کے ابتدائی

اسٹیج پر تھی مگر یہاں آ کر زیرِ علاج رہنے کے باعث اب مکمل طور پر صحت یاب ہوں۔"

مرید نے ریسیور رکھ دیا۔ دیوی کے لیے یہ اطلاع کافی تھی کہ وہ پہلے دمے کی مریضہ رہ چکی ہے۔ ایسی مریضہ صحت یاب ہونے کے بعد یوگا میں مہارت حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ اگر کرنا چاہتی تو کافی عرصہ لگ جاتا۔ پھر دیوی کے لیے یوگا جاننے والوں کی کیا اہمیت تھی۔ وہ تو کسی کے بھی دماغ میں پہنچ جاتی تھی۔

وہ حسینہ کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ اس کا نام ماریہ احمد تھا۔ وہ کمپنی کے دیے ہوئے ایک کوارٹر میں رہتی تھی۔ اسے ایک نوجوان سے محبت تھی۔ اس کا نام علی جوزف تھا وہ بھی یوکوہاما سلائی مشین بنانے والی کمپنی میں مشین کے پرزے تیار کرتا تھا۔ وہ ماریہ احمد سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ ماریہ نے کہا تھا کہ ابھی وہ صحت یاب ہوئی ہے' چند ماہ بعد شادی کرے گی۔ علی جوزف بھی کمپنی کے کوارٹر میں اس کے پڑوس میں رہتا تھا۔

ماریہ کے چور خیالات بھی یہی کہہ رہے تھے۔ دیوی نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر علی جوزف سے فون پر بات کرائی۔ دوسری طرف سے علی جوزف نے پوچھا "ہیلو ماریہ! خیریت سے تو ہو۔ اتنی رات کو فون کیسے کیا؟"

ماریہ نے کہا "مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ میرے دل نے کہا' تم بھی میری جدائی میں جاگ رہے ہو۔"

"تمہارا دل میرا دوست ہے۔ سچ کہتا ہے۔ میں ابھی یہ سوچ رہا تھا کہ ہماری جدائی بھی عجیب ہے۔ ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں مگر دو قدم چل کر ملن کی گھڑیاں نہیں لا سکتے۔ پتا نہیں کب ہماری شادی ہو گی۔"

دیوی ان کی گفتگو کے دوران علی جوزف کے بھی چور خیالات پڑھ رہی تھی اور خیالات بتا رہے تھے کہ وہ پچھلے تین برس سے یوکوہاما سلائی مشین کی کمپنی میں ملازم ہے اور ماریہ پچھلے ایک برس سے ملازمت کر رہی تھی۔ ان دونوں کے چور خیالات نے دیوی کو مطمئن کر دیا۔ کیونکہ وہ دونوں شوکو آساہارا کے نئے مذہب کی ابتدا سے پہلے آئے تھے۔ انہیں صرف اپنی ملازمت سے اور ایک دوسرے کی ذات سے دلچسپی تھی۔ چونکہ دونوں مسلمان تھے اس لیے شوکو آساہارا کے نئے مذہب سے صرف اس حد تک دلچسپی تھی کہ آئندہ عدالت میں اس نئے مذہب کے بانی کے بارے میں کیا فیصلہ سنایا جانے والا ہے۔ ان کی طرح جاپان کے تمام باشندے بھی عدالتی فیصلے کے منتظر تھے۔

دیوی نے شوکو آساہارا کے پاس آ کر کہا "وہ حسینہ بے ضرر ہے۔ کسی دشمن کی آلۂ کار نہیں ہے۔ اسے ایک نوجوان سے محبت ہے اور وہ بہت جلد اس سے شادی کرنے والی ہے۔"

وہ بولا "جب وہ حسینہ دشمن نہیں ہے اور کسی کی آلۂ کار بھی نہیں ہے تو پھر میں اسے ٹریپ کر سکتا ہوں۔"

"ہرگز نہیں۔ اس کا محبوب اس کا پڑوسی ہے۔ تم حسینہ کے کوارٹر میں جا کر اس پر تنویمی عمل نہیں کر سکو گے۔ اگر اسے اغوا کر کے دوسری جگہ پہنچا کر عمل کرنا چاہو گے تو اس کا پڑوسی محبوب اسے اغوا ہوتے دیکھ سکتا ہے اور تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچ سکتا ہے جہاں تم اس پر تنویمی عمل کرنا چاہو گے۔"

وہ بولا "کوئی ضروری تو نہیں ہے کہ اس کا محبوب چوبیس گھنٹے اس کی نگرانی کرتا ہو۔"

"اور یہ بھی کوئی ضروری نہیں ہے کہ تم عدالتی فیصلے سے پہلے ایسی کوئی حرکت کرو۔ ہماری توقع کے خلاف کچھ ہو جائے گا تو ہم سب کی محنتوں پر پانی پھر جائے گا۔"

وہ شکست خوردہ انداز میں بولا "میں زندگی میں پہلی بار اپنی مرضی کے خلاف کسی کی باتیں ماننے پر مجبور ہوں۔ ٹھیک ہے۔ میں صبر کر لوں گا۔"

دیوی نے اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ اسے اپنی ڈمی دیوی اور بھارت سے واشنگٹن پہنچنے والے چھ فوجی جوانوں کی طرف دھیان دینا تھا۔ ڈمی جزیرے سے اور وہ چھ جوان بھارت سے روانہ ہو چکے تھے' شام کو امریکا پہنچنے والے تھے۔ سپر ماسٹر اور تینوں فوجی اعلیٰ افسران نے یہ طے کر لیا تھا کہ دوسرے دن اپنے تین منتخب ذہین جوان افسروں کو ٹرانسفارمر مشین سے گزاریں گے۔ یہ انہوں نے سوچا تھا لیکن مرضی دیوی کی چلتی تھی۔ اس مشین سے تین امریکی نہیں' سات بھارتی بھی گزرنے والے تھے۔

ثانی تھوڑی دیر تک بستر پر لیٹی رہی۔ پھر خیال خوانی کے ذریعے علی کے پاس آ گئی۔ وہ اس کے پڑوس کے ایک کوارٹر میں تھا۔ اس نے کہا "دیوی آئی تھی۔ میرے چور خیالات بھی پڑھ رہی تھی۔"

ثانی نے کہا "میرے پاس بھی آئی تھی۔ یہی معلوم کر کے گئی ہے کہ میرا نام ماریہ احمد اور تمہارا علی جوزف ہے اور ہم دونوں ایک سلائی مشین کمپنی میں ملازمت کر رہے ہیں۔"

علی نے کہا "تبریزی صاحب کی روحانی ٹیلی پیتھی نے ہماری اصلیت چھپا لی۔ وہ آتما شکتی والی ہمیں پہچان نہ سکی۔ پارس نے اسے جزیرے میں الجھائے رکھا تھا۔ پھر وہ کم بخت اس معاملے میں بھی کچھ دلچسپی لے رہی ہے؟"

"شاید وہ ایک آدھ گھنٹے کے لیے شوکو آساہارا کی مدد کرنے آئی ہو گی۔ جب اسے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے کہیں مصروف ہیں تو وہ ضرور معلوم کرنے آتی ہے کہ ہم کیا کرتے پھر رہے ہیں۔"

"بہر حال ہم نے یہاں آنے کے بعد اس مذہبی گرو کی جو وڈیو فلم تیار کی ہے وہ جاپانی ٹی وی اسٹیشن سے دکھائی جانے والی ہے۔ ہمیں بہت جلد اس وڈیو فلم کا ردِ عمل معلوم ہو گا۔"

ثانی اور علی نے جاپانی حکومت کے اکابرین کے تعاون سے ایک وڈیو فلم تیار کی تھی۔ وہاں پہنچ کر انہیں پولیس اور انٹیلی جنس والوں سے معلوم ہوا تھا کہ اب تک تین بار مختلف بینکوں سے کروڑوں ین (جاپانی کرنسی) اچانک غائب ہو گئے۔ انہیں چوری اور ڈکیتی نہیں کہا جا سکتا تھا۔ وہ تمام رقم پراسرار طور پر بینکوں کے سیف سے کہیں چلی گئی تھی۔ پھر دو تاجروں کا بیان تھا کہ ان کی ذاتی تجوریوں سے بھی کروڑوں ین کے ہیرے جواہرات پراسرار طور سے غائب ہو گئے ہیں۔ چار عورتوں نے بیان دیے کہ وہ ایک ایک رات کے لیے غائب دماغ ہو گئی تھیں۔ صبح گھر پہنچنے کے بعد انہیں پتا چلا کہ وہ کہیں سے اپنی عزت لٹا کر آئی ہیں۔

ان سے سوالات کیے گئے تھے کہ وہ غائب دماغ رہنے کے دوران پیش آنے والی کوئی بات یاد کر سکتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا تھا کہ دھندلی سی کچھ یادیں ہیں' ایک دھواں دھواں سا چہرہ ہے جو یادداشت کے خانے میں آتے آتے رہ جاتا ہے۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ جو کچھ ہوا وہ واقعات لاشعور میں جا کر گم ہو گئے تھے۔ اسے ٹیلی پیتھی جاننے والے چور خیالات کے ذریعے معلوم کر سکتے تھے اور ثانی نے ایسی عورتوں سے مل کر معلوم کر لیا تھا۔ پھر اس نے بینکوں کے افسران اور دونوں تاجروں کے بھی چور خیالات پڑھے تو پتا چلا کہ واردات سے پہلے شوکو آساہارا ان کے پاس آیا تھا اور اس نے ان سب پر مختلف اوقات میں تنویمی عمل کیا تھا اور انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا کر ایسی وارداتیں کی تھیں۔

علی نے انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسران سے ملاقات کی اور کہا۔ "جو حربہ وہ کانا مذہبی گرو آزما رہا ہے وہی حربہ ہم اس کے خلاف آزمائیں گے۔ ہمیں اسی قد اور جسامت کا ایک اچھا اداکار چاہیے۔ پھر یہ کہ ٹی وی کیمرے وغیرہ کا مکمل انتظام کریں۔ ہم اس کانے کی وڈیو فلم تیار کریں گے۔"

علی کی ضرورت کی تمام چیزیں مہیا کی گئیں۔ اس نے ایک اداکار کے چہرے پر شوکو آساہارا کا میک اپ کیا۔ اس فلم میں چند عورتوں اور چند مردوں نے بھی اداکاری کی۔ فلم تیار ہونے کے بعد جب اسے ٹی وی پر دکھایا گیا تو جاپان کے تمام باشندوں نے دیکھا کہ وہ مذہبی گرو کیسی کیسی وارداتیں کرتا ہے۔ فلم کی ابتدا میں شوکو آساہارا کہتا ہے "میں ابھی ٹی وی کے سامنے ہوں اور خود کو دیکھ رہا ہوں۔ میں نہ خوبصورت ہوں نہ بدصورت ہوں۔ مگر یہ سب سے بڑا عیب ہے کہ میری ایک آنکھ بینائی سے محروم ہے۔ میں حسن پرست ہوں اور یہ خوب جانتا ہوں کہ دنیا کی کوئی بھی حسین عورت اپنی مرضی سے اور محبت سے کبھی میری تنہائی میں نہیں آئے گی اس لیے مجھے جو حسینہ پسند آتی ہے اس پر میں تنویمی عمل کر کے اسے اپنی معمولہ بنا کر اپنے پاس آنے پر مجبور کرتا ہوں۔"

وہ کس طرح کسی حسینہ پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنے پاس بلاتا ہے یہ مناظر ٹی وی اسکرین پر دکھائے گئے۔ پھر اس نے بتایا کہ وہ کس طرح بینک منیجروں کو اور تاجروں کو لوٹتا ہے اور نقد رقم اور ہیرے جواہرات حاصل کرتا ہے۔

جن بینکوں سے اور تاجروں کے سیف سے ہیرے جواہرات

پراسرار طور پر غائب ہوئے تھے' انہوں نے اور لٹ جانے والی عورتوں نے بھی یہ بیان دیا تھا کہ وہ دس بارہ گھنٹوں کے لیے تنویمی عمل کے اثر سے غائب دماغ ہو جایا کرتے تھے۔

پھر بندرگاہ کسٹم کے اعلیٰ افسر نے بیان دیا کہ ایک چھوٹے سائز کی وہیل مچھلی امریکا ایکسپورٹ کی جارہی تھی۔ شبہ ہونے پر اس کا پیٹ چاک کیا گیا تو وہ وڈیو کیسٹ برآمد ہوا جو ابھی ٹی وی اسکرین پر دکھایا جارہا ہے۔ شوکو آساہارا اتنا نادان نہیں ہے کہ اپنے جرائم کے ایسے ثبوت تیار کرے اور کسی موقع پر اپنی گردن پھنسائے۔ لیکن وہ ایسا کرنے پر اس لیے مجبور تھا کہ امریکا اور یورپ کی چند کمپنیوں نے شوکو آساہارا کو کرائے پر حاصل کیا تھا اور یہ جانتے تھے کہ وہ کانا ہپناٹزم اور جادو وغیرہ کے ذریعے روحانیت کا فریب دینے میں کامیاب ہوگا۔ وہی کانا امریکا اور یورپ کی کمپنیوں کو بھی بلیک میل کرے گا۔ فی الوقت اسے ماہانہ پانچ لاکھ ڈالر ملتے ہیں۔ بعد میں وہ کامیابی کی منزلیں طے کرتے ہوئے پانچ کروڑ ڈالر کا بھی مطالبہ کرسکتا تھا۔

لہٰذا وہ کمپنیاں اس کانے کی بھی کمزوریاں اپنے پاس رکھتی تھیں۔ ان کمپنیوں کے جاسوس کانے کو مجبور کرتے تھے۔ وہ جتنی وارداتیں کرتا تھا اس کی وڈیو فلمیں وہ جاسوس تیار کرتے رہتے تھے۔ پھر وہ فلمیں جاپان سے امریکا اور یورپ کی کمپنیوں کے پاس بڑی رازداری سے بھیجتے تھے۔ ایسی ہی ایک فلم بندرگاہ کے ایک کسٹم افسر کے ہاتھ لگ گئی تھی۔

پھر جس مرید نے ثانی سے فون پر رابطہ کیا تھا اور اس کے ذریعے دیوی نے ثانی کے پاس پہنچ کر اسے ماریہ احمد سمجھا تھا وہ مرید اس مذہبی گرو کے خاص معتمد ارکان میں سے تھا اور گرو کے بہت سے رازوں کو جانتا تھا۔ ثانی نے اس معتمدِ خاص کے چور خیالات پڑھے۔ پھر علی کے ذریعے انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسران کو بتایا کہ وہ مسلح پولیس فورس اور ٹی وی کیمرے لے کر ٹوکیو شہر سے ۱۷۵ کلو میٹر کے فاصلے پر کامی کو تیشکی کے علاقے میں جائیں اور وہاں ایک چھوٹی سی عمارت کا محاصرہ کرکے وہاں کے مکینوں کو گرفتار کریں۔ اس عمارت کے اندر انہیں بہت سے ثبوت ملیں گے۔ اور تہ خانے میں ہیرے اور جواہرات ملیں گے اور مختلف بینکوں سے لوٹی ہوئی رقم بھی ملے گی۔

وہاں کے پولیس اور انٹیلی جنس والے فوراً ہی حرکت میں آگئے۔ دوسری شام پھر ٹی وی اسٹیشن سے وہ وڈیو فلم پورے جاپان میں دکھائی گئی۔ کامی کو شیکی کی وہ عمارت اس کانے مذہبی گرو کا خفیہ اڈا تھی۔ وہاں ۵۰ چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔ جہاں کئی عقیدت مند کمبل اوڑھے لیٹے ہوئے تھے۔ ان میں اٹھنے کی سکت بھی نہیں تھی۔ وہ اپنے مذہبی گرو کی ہدایات کے مطابق کئی مہینوں سے اتنا کم کھاتے تھے کہ جسمانی طور پر لاغر ہوگئے تھے۔ نروان یا ساتوری کے درجے تک پہنچنے کے لیے ایسا کرنا لازمی تھا۔ پھر ایسے تابوت کھولے گئے جس میں کئی خواتین پچھلے ایک ہفتے سے لیٹی ہوئی تھیں۔ ان تابوتوں میں ہوا جانے کے لیے اور سانس لینے کے لیے صرف ایک ایک بڑے سوراخ بنائے گئے تھے۔

وہ تمام عورتیں اور مرد "عرفانِ حقیقت" یعنی ساتوری حاصل کرنے کے لیے ایسا کررہے تھے۔ دراصل وہ کانا مذہبی گرو شوکو آساہارا یہ آزما رہا تھا کہ اس کے نئے مذہب کو ماننے والوں میں قوتِ برداشت کتنی ہے؟ جو آزمائش پر پورے اترتے تھے وہ انہیں اپنے معتبر مریدوں میں شامل کرلیتا تھا۔

پھر اس وڈیو فلم میں اس عمارت کا تہ خانہ دکھایا گیا تھا جہاں بینکوں سے اور تاجروں کے سیف سے غائب کئے جانے والے ہیرے جواہرات اور اربوں جاپانی ین چھپا کر رکھے گئے تھے۔ وہ لاکھوں ڈالر بھی تھے جو اسے امریکا اور یورپ سے ملا کرتے تھے۔

شوکو آساہارا کا آدھا خون خشک ہوگیا تھا۔ اسے پہلے ہی خبر مل چکی تھی کہ اس کے ایک بہت ہی اہم خفیہ اڈے پر چھاپا مارا گیا ہے۔ اسے عقیدت مندوں کے گرفتار ہونے کی پروا نہیں تھی۔ فکر اور صدمہ یہ تھا کہ تہ خانہ خالی ہوگیا تھا۔ اور وہ بالکل کنگال ہوکر رہ گیا تھا۔ پھر اسی شام اس نے ٹی وی اسکرین پر پولیس اور انٹیلی جنس والوں کی کارروائی دیکھی۔ اپنی بے تحاشا رقم کے علاوہ ہیرے جواہرات سے بھی خود کو محروم ہوتے دیکھا تھا۔

اس نے سوچا کہ اپنے مغربی آقاؤں کو اس المیے کی رپورٹ دے۔ ایسے ہی وقت بوبی بیکر نے اس کے پاس آکر الٹے کوڈ ورڈز ادا کئے پھر کہا۔ "تم جیسے الٹے ہو' ویسے ہی تمہارے کوڈ ورڈز اور تمہاری چالیں الٹی ہیں۔ تمہارے ملک میں ہماری جو خفیہ ایجنسی ہے اس نے سپر ماسٹر کو اطلاع دی ہے کہ تم نے بڑی کامیابی حاصل کرتے کرتے کام بگاڑ دیا ہے۔ تم سے جواب طلب کیا گیا ہے۔ بتاؤ تم سے ایسی کون سی غلطی ہوگئی تھی کہ وہاں کے پولیس والے صرف خفیہ اڈے میں ہی نہیں' تمہارے تہ خانے میں بھی پہنچ گئے؟"

"میں سچ کہتا ہوں کہ میرے خلاف اچانک اتنی زبردست کارروائیاں کیسے ہورہی ہیں' یہ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ اس سے پہلے میری بینک ڈکیتی اور حسن پرستی کی وڈیو فلم دکھائی گئی۔ امریکا اور یورپ کی کمپنیوں کو الزام دیا گیا کہ انہوں نے مجھے کرائے پر حاصل کیا ہے اور مجھے اپنا پابند بنائے رکھنے کے لیے ایسی وارداتوں کی وڈیو فلمیں تیار کی گئی ہیں تاکہ میں مغرب والوں سے بغاوت کروں یا بلیک میل کروں تو وہ فلمیں میرے خلاف پیش کی جاسکیں۔ یہ تو ایسی چالیں چلی گئی ہیں جن کی ہم کبھی توقع نہیں کرسکتے۔"

"میں تمہارے چور خیالات سے معلوم کررہا ہوں کہ تم سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے۔ دراصل ہمارے مقابلے پر بابا صاحب کے ادارے اور ایم آئی ایم کی تنظیم سے جو افراد آئے ہیں' وہ بہت ہی شاطر اور چالباز ہیں۔ انہوں نے تمہاری چال تم ہی پر آزمائی ہے۔ تم نے ہزاروں اپنے ہم شکل پیدا کئے۔ انہوں نے تمہارا صرف ایک ہم شکل پیدا کرکے تمہارے خلاف جاپانی عوام کے دلوں میں نفرت پیدا کی ہے۔ جو لوگ اب بھی تم سے نفرت نہیں کرتے ہوں گے' وہ تم پر کم از کم شبہ کرنے لگے ہوں گے۔"

دوسرے دن کے اخبارات میں عوام سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ اس عیبی کانے گرو کے فریب کو سمجھیں' وہ جاپان کی صنعتی ترقی کے خلاف نفسیاتی طور پر متاثر کرنے والا ایک ہتھیار بنا کر بھیجا گیا ہے۔ پھر عوام کا ردِ عمل بھی سامنے آرہا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ نئے مذہب کا بانی اور روحانیت کا پرچار کرنے والا شوکو آساہارا سچا ہے اور اس سے کوئی جرم سرزد نہیں ہوا ہے تو وہ خود کو عدالت میں پیش کرے۔

وزیرِ داخلہ کی طرف سے حکم جاری ہوا تھا کہ اگر چوبیس گھنٹوں کے اندر اصلی شوکو آساہارا نے خود کو قانون کے مطابق پیش نہیں کیا تو اس کے تمام ہم شکل افراد کو ایک مجرم کی پشت پناہی کے الزام میں گرفتار کرکے جیل میں پہنچا دیا جائے گا۔

سپر ماسٹر کی طرف سے بوبی بیکر اور اسرائیل کی طرف سے داؤد منڈولا خیال خوانی کے ذریعے اس مذہبی گرو کے پاس آرہے تھے اور اسے مشورے دے رہے تھے کہ اسے یا تو عدالت میں حاضر ہونا پڑے گا۔ یا پھر جاپان چھوڑ کر بھاگنا پڑے گا تیسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔

وہ بولا "تیسرا راستہ ہے۔ اگر آپ میں سے کوئی میرے کسی ہم شکل کے اندر پہنچ کر اس پر تنویمی عمل کرے تو وہ میرا ہم شکل اندر سے یعنی دماغ کی گہرائیوں سے اصلی شوکو آساہارا بن جائے گا۔"

داؤد منڈولا نے کہا "ہاں ایسا ہوسکتا ہے۔ مگر دشمن خیال خوانی کرنے والے بہت ہی چالاک اور چالباز ہیں۔ وہ نقلی شوکو آساہارا کے دماغ کی جڑوں تک پہنچ کر اس کے جھوٹ کا پول کھول دیں گے۔"

بوبی بیکر نے کہا "ویسے تم مجرم ثابت ہوچکے ہو۔ اپنے نئے مذہب کے ذریعے روحانیت کا فراڈ جاری نہیں رکھ سکو گے۔ دوسرے لفظوں میں ہمارے مقاصد کی تکمیل نہیں کرسکو گے۔ تم مشین کا بے کار پرزہ بن گئے ہو۔ ہم تمہارے لیے اپنا وقت ضائع نہیں کریں گے۔ صرف ایک دیوی جی سے امید ہے کہ شاید وہ اپنی آتما شکتی سے تم پر عائد ہونے والے الزامات کو غلط ثابت کرسکیں اور تم پھر سے روحانیت کا فریب وہاں کے عوام کو دے سکو۔ ہم دیوی جی سے رابطہ کرکے تمہارے لیے کچھ کریں گے۔"

لیکن وہ اس روز کسی کے لیے کچھ نہیں کرسکتی تھی۔ کیونکہ وہ اپنے چھ بھارتی جوانوں اور اپنی ڈمی کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارنے کے سلسلے میں مصروف تھی۔ سپر ماسٹر کے بھی تین فوجی افسران اس مشین سے گزرنے والے تھے۔ وہ اور فوج کے تین اعلیٰ افسران ایسے وقت مشین کے پاس ان سب کی نگرانی کررہے تھے۔ لیکن چھ بھارتی افراد اور ایک ڈمی دیوی کی وہاں موجودگی کو سمجھنے کے باوجود اعتراض نہیں کررہے تھے۔ کیونکہ وہ سب دیوی کے معمول اور تابعدار تھے اور اس کی مرضی کے مطابق ان بھارتی افراد کو بھی اپنے ہی آدمی سمجھ رہے تھے۔

دیوی نے امریکی اور اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغ میں یہ بات نقش کردی تھی کہ ان میں سے کوئی خیال خوانی کے ذریعے اس سے یا سپر ماسٹر وغیرہ سے شام تک رابطہ نہ کرے۔ اگر کوئی کسی ضرورت سے مجبور ہوکر رابطہ کرتا تب بھی ٹرانسفارمر مشین کے پاس بھارتی جوانوں کو دیکھ کر اعتراض کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ کیونکہ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی دیوی کے معمول اور تابعدار تھے۔

اور اب جو نئے رنگروٹ اس مشین سے گزرنے والے تھے' انہیں بھی آئندہ دیوی کا معمول اور تابعدار بن کر رہنا تھا......

چونکہ ہر معاملے میں کہا جاتا ہے کہ لیڈیز فرسٹ یعنی پہلا احترام عورت کا ہو۔ یا عورت کو پہلے موقع دیا جائے۔ اس کہاوت کے مطابق سپر ماسٹر نے دیوی کی ڈمی کو اس ٹرانسفارمر مشین کے ایک بیڈ پر لیٹنے کا حکم دیا۔ دوسرے بیڈ پر پاشا کو لٹایا گیا تاکہ پاشا کی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت کے علاوہ غیر معمولی سماعت و بصارت اور حیرت انگیز جسمانی اور دماغی قوتیں بھی اس ڈمی کے اندر منتقل ہوجائیں۔

شیطان پھر شیطان ہوتا ہے۔ اس کا راستہ بھلا کون روک سکتا ہے؟ دیوی نے اپنی بھرپور ذہانت اور حکمتِ عملی سے برادر کبیر کے سائے کو اپنی ڈمی کے اندر سے نکالا تھا۔ اپنی دانست میں شیطانوں کے اس شیطان کو فریب دے کر جزیرے سے استنبول بھیج دیا تھا۔ اور اپنی ڈمی کو ٹرانسفارمر مشین تک لے آئی تھی۔ لیکن اس حقیقت سے بے خبر تھی کہ وہ سایہ ڈمی کے اندر ہے اور اس کے ساتھ ٹرانسفارمر مشین کے عمل سے گزر رہا ہے۔

سایہ گوشت پوست کا نہیں تھا۔ مگر سائے میں زندگی تھی۔ وہ بولتا تھا۔ آدمی تب ہی بولتا ہے جب دماغ کام کررہا ہوتا ہے۔ گویا وہ سایہ اپنے دل و دماغ اور سانس لیتی ہوئی زندگی کے ساتھ ڈمی کے اندر تھا۔

ٹرانسفارمر مشین سے ایک وقت میں ہمیشہ ایک ہی فرد کو گزارا جاتا ہے۔ ایسا پہلی بار ہورہا تھا کہ مشین سے گزرنے والی ایک نظر آرہی تھی۔ مگر دو افراد بیک وقت گزر رہے تھے۔

جب دو افراد ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں تو ان دونوں کے سائے بھی ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اس ٹرانسفارمر مشین سے ڈمی کا دماغ جو کچھ حاصل کررہا تھا وہ سب کچھ سائے کا زندہ دماغ بھی حاصل کرتا جارہا تھا۔

دیوی جی کو کبھی کسی نے یہ نہیں سمجھایا تھا کہ درخت کے سائے میں بیٹھو مگر شیطان کے سائے میں کبھی نہ بیٹھو۔ وہ پھر اٹھنے کی مہلت نہیں دیتا۔

آدمی سوچتا کچھ ہے' ہوتا کچھ ہے۔ دیوی کے خواب و خیال میں بھی یہ بات نہیں آئی تھی کہ جس سائے سے وہ پیچھا چھڑا چکی ہے' وہ بدستور اس کی ڈمی کے اندر آرام فرماتا ہوا ٹرانسفارمر مشین سے گزر گیا ہے۔

دراصل اپنی اپنی سوچ اور اپنی اپنی پلاننگ ہوتی ہے۔ دیوی کی عقل نے اسے سمجھایا تھا کہ برادر کبیر نے ایم آئی ایم کی بڑی ذمے داریاں سنبھالی ہوئی ہیں۔ وہ ہمیشہ سایہ بن کر اس کی ڈمی کے اندر نہیں رہ سکے گا۔ اسے کسی ضروری مشن پر کسی دوسرے ملک میں بھی جانا ہوگا۔ پھر کچھ ایسا ہی ہوا۔ دیوی کو پتا چلا کہ جاپان میں ایک نیا مذہب ابھرا ہے۔ وہ مذہب اپنے معتقدین کو جاپان کی صنعتی ترقی کے خلاف ایسی روحانیت کی طرف لے جارہا ہے' جو دراصل روحانیت نہیں تھی بلکہ کالا جادو' ہپناٹزم اور ایسی ہی دوسری بازی گری کے تماشے تھے۔

حکومتِ جاپان نے باباصاحب کے ادارے سے تعاون حاصل کیا تھا کہ اس نئے مذہب کے فراڈ کو منظرِ عام پر لایا جائے اور عوام کو فریب سے بچایا جائے۔ چونکہ امریکا اور یورپ والے مسلمانوں کو انتہا پسند اور دہشت گرد کہتے ہیں اس لئے یہ سمجھتے ہیں کہ جہاں روحانیت کے خلاف اقدامات کئے جاتے ہیں وہاں ایک نہیں' کئی اسلامی تنظیمیں میدان میں آجاتی ہیں۔

دیوی کا بھی یہی خیال تھا کہ ایم آئی ایم کا سربراہ بھی اپنے مجاہدین کے ساتھ وہاں جائے گا۔ جب وہ اپنی ڈمی کو بڑی رازداری سے امریکا روانہ کررہی تھی' تب ہی اس نے خیال خوانی کے ذریعے برادر کبیر سے دماغی رابطہ کرکے پوچھا تھا "تم کہاں ہو؟ مجھے تمہارے اطراف تاریکی نظر آرہی ہے۔"

وہ بولا "میں سایہ ہوں اور لانچ کے ایک اسٹیورڈ کے اندر ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ جسم کے اندر سورج کی روشنی نہیں پہنچتی۔"

"تم ذرا اسٹیورڈ کے اندر سے نکل کر دکھاؤ کہ واقعی لانچ میں ہو۔"

"تعجب ہے! تمہیں یقین کیوں نہیں آرہا۔ بہرحال میں چند سیکنڈ کے لئے باہر نکل رہا ہوں۔ زیادہ دیر باہر رہوں گا تو لانچ کا عملہ یا کوئی مسافر سائے کو دیکھ کر سہم نہ جائے۔ لو دیکھو۔"

دیوی نے اس کے دماغ میں رہ کر سمندر کو دیکھا۔ لانچ ساحل پر تھی اور وہاں سے روانہ ہونے والی تھی۔ اس نے پوچھا "کیا اب تمہیں یقین آگیا؟"

"ہاں' جب تم استنبول پہنچو گے تو تم سے رابطہ کروں گی۔"

"اس وقت بھی میں کسی کے جسم کے اندر ہوں گا لیکن تمہاری فرمائش پر باہر نہیں نکلوں گا۔ ایسا کرنے سے تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ میں استنبول کے کس علاقے میں ہوں اور ایم آئی ایم کا خفیہ اڈا کہاں ہے۔ ہماری دوستی کی ایک حد ہے۔ ہم اسی حد میں رہیں گے۔"

وہ پھر اسٹیورڈ کے جسم میں داخل ہوگیا۔ دیوی اس کے دماغ سے چلی گئی۔ اسے پوری طرح اطمینان ہوگیا کہ وہ جزیرے کو چھوڑ کر استنبول چلا گیا ہے اور اب وہاں سے جاپان جارہا ہے۔ یوں مطمئن ہونے کے بعد اس نے اپنی ڈمی کو ایک طیارے میں امریکا روانہ کردیا۔ اپنی ڈمی کے دماغ میں وہ پہلے ہی نقش کرچکی تھی کہ وہ ڈمی نہیں اصلی دیوی شی تارا ہے اور شی تارا کے نام کو شاید صرف فرہاد اور اس کی فیملی والے جانتے ہیں کہ جو ڈمی شی تارا تھی وہ تو ہاتھ سے نکل کر پوجا کے ساتھ برادر کبیر کی پناہ میں چلی گئی تھی اور وہ زیرِ زمین رہنے والی دیوی اصلی شی تارا ہے۔

اس نے اپنی ڈمی کے ذہن میں اپنی معلومات کے متعلق ہر بات نقش کردی تھی لیکن خود جو حقیقت نہیں جانتی تھی وہ یہ تھی کہ پہلے اس نے پارس سے فراڈ کرنے کے لئے ڈمی شی تارا بنائی تھی اب برادر کبیر کو فریب دینے کے لئے اس کے ساتھ دیوی کی ڈمی کو لگا چکی تھی اور اس حقیقت سے بے خبر تھی کہ پارس اور برادر کبیر ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔

پارس دوسری بار ڈمی سے دھوکا نہ کھاتا۔ لیکن وہ مقدر بیگ کی باتوں میں آگیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مقدر اسے بھٹکا رہا ہے۔ اصلی دیوی ہوٹل کے کمرے میں ہے اور ڈمی جزیرے کے محل میں ہے۔ جب مقدر بیگ نے اسے یقین دلا دیا کہ اصلی دیوی محل میں ہے تو وہ ہوٹل میں اصلی کو چھوڑ کر نقلی کے پاس چلا گیا تھا۔

یہ فریب زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا۔ پارس کو پہلے تو یہ شبہ ہوا کہ جب وہ محض دکھاوے کے لئے استنبول جانے کے لیے لانچ میں آیا تو دیوی نے اس کی روانگی کی تصدیق کرنے کے لئے دماغی رابطہ قائم کیوں کیا؟ کیا اس لئے کہ اس کے استنبول جاتے ہی وہ بھی جزیرے سے فرار ہوکر اس سے ہمیشہ کے لئے پیچھا چھڑالے؟ یوں بھی وہ پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا۔ وہ بڑی رازداری سے پھر اس ڈمی کے اندر چلا آیا تھا جسے دیوی سمجھ رہا تھا۔

اس کا یہ شبہ درست نکلا کہ دیوی فرار ہورہی ہے۔ وہ اسی رات ایک طیارے سے یونان گئی۔ پھر دوسرے دن امریکا روانہ ہوگئی۔ روانگی سے پہلے بھی تصدیق کی تھی کہ برادر کبیر کا سایہ اس کی ڈمی کے اندر نہیں ہے۔

اب وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ دیوی اس سے پیچھا چھڑا کر امریکا کیوں جارہی ہے۔ اس نے بڑے صبر و تحمل سے انتظار کیا۔ تب معلوم ہوا کہ جسے وہ دیوی سمجھ رہا ہے' وہ ٹرانسفارمر مشین سے گزاری جارہی ہے۔ اس عمل نے ظاہر کردیا کہ وہ اب تک سایہ بن کر اصلی دیوی کے اندر نہیں تھا۔ اصلی تو ٹیلی پیتھی جانتی تھی اسے بھلا ٹرانسفارمر مشین سے گزر کر ٹیلی پیتھی سیکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ دیوی کا فراڈ ظاہر ہوگیا کہ اس نے اپنی ایک ڈمی جزیرے کے محل میں رکھی ہوئی تھی اور اسے دھوکا دینے اور اصل

راہ سے بھٹکانے میں مقدر بیگ نے بھی دیوی کا ساتھ دیا تھا۔

صرف کاتبِ تقدیر ہی مقدر کا حال جانتا ہے۔ پارس مقدر بیگ کی باتوں میں آکر اصل راہ سے بھٹک کر ڈمی کے ساتھ ٹرانسفارمر مشین سے گزر گیا تھا۔ یعنی وہ دیوی کی چالبازیوں کے باوجود نقصان میں نہیں رہا تھا۔ جن غیر معمولی علوم کے متعلق وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا' وہ تمام علوم اسے حاصل ہوگئے تھے۔ اسے ٹیلی پیتھی کا ہنر آگیا تھا۔ وہ پہلے ہی شہ زور' ذہین اور حاضر دماغ تھا لیکن اب پاشا کی جسمانی اور ذہنی غیر معمولی توانائیاں بھی حاصل ہوگئی تھیں۔ وہ حیرت انگیز قوتِ سماعت سے ہزاروں میل دور کی آوازیں سن سکتا تھا اور گہری تاریکی میں واضح طور پر دیکھ بھی سکتا تھا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کسی کے مقاصد نیک ہوں تو بھٹکانے والے راستے بھی اسے گھما پھرا کر ان نیک مقاصد کی تکمیل کے لئے ایسی راہ پر لے آتے ہیں جہاں اسے مددگار ملتے ہیں یا پھر غیر متوقع طور پر نت نئے ایسے ہتھیار مل جاتے ہیں جو اینٹ کا جواب پتھر بن کر پاس رہتے ہیں۔

جن افراد کو ٹرانسفارمر مشین سے گزارا جاتا ہے انہیں دو چار دنوں تک آرام کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اور کئی ڈاکٹر ان کا میڈیکل چیک اپ کرتے رہتے ہیں۔ پارس نے سب سے پہلے جناب تبریزی سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ قائم کیا۔ انہوں نے مسکرا کر کہا "مبارک ہو' میں جانتا ہوں تم کیا کہنے آئے ہو۔ یہ تمہیں جو کچھ بھی ملا ہے' اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ تم اپنے طور پر جو چاہتے ہو کرتے رہتے ہو۔ اب بھی جو چاہو کرو۔ کبھی غلط کرو گے تو تمہیں ٹوک دوں گا۔ ویسے میں تو ایک ناچیز بندہ ہوں' خدا تمہارے ساتھ ہے۔"

"آپ سے ایک تعاون چاہتا ہوں کہ جو میں ڈمی دیوی کو محسوس کراؤں وہی وہ محسوس کرے اور ڈاکٹر بھی طبی معائنے کے بعد اس کے احساسات کی تصدیق کرے۔"

"ٹھیک ہے' تم جو چاہو گے' وہی ہوگا۔ خدا حافظ۔"

رابطہ ختم ہوگیا۔ اس نے میرے دماغ پر آکر دستک دی۔ میں نے پوچھا "کون ہے؟"

"آپ کا برخوردار پارس علی ہوں۔ کیا آپ یقین فرمائیں گے؟"

میں نے کہا "اچھا تو میرے بیٹے پارس کا لب و لہجہ اختیار کرکے آئے ہو۔ ابھی سانس روک لوں تو ہوا ہوجاؤ گے۔"

"آپ کے چور خیالات بتارہے ہیں کہ آپ پس و پیش میں ہیں اور جناب تبریزی سے یا میری ماما (آمنہ) کی روحانی ٹیلی پیتھی سے میری اصلیت معلوم کریں گے۔"

"اچھا تو تم میرے چور خیالات بھی پڑھ رہے ہو؟"

"پاپا! وقت ضائع نہ کریں۔ پلیز ماما سے تصدیق کریں۔"

میں نے آمنہ سے رابطہ قائم کیا۔ وہ بولی "میں عبادت میں مصروف ہوں۔ ہمارا پارس درست کہہ رہا ہے۔ ابھی وہ تمہارے اندر ہے۔ خدا حافظ۔"

آمنہ نے رابطہ ختم کردیا۔ میں نے حیرانی سے پوچھا "یہ تم نے ٹیلی پیتھی کا علم کیسے حاصل کرلیا؟"

"پاپا! آپ صرف اپنے ہی آپ کو باپ نہ سمجھیں اور یہ کہاوت یاد رکھیں کہ بچہ آدمی کا باپ ہوتا ہے۔"

"اچھا میرے باپ! فوراً یہ بتادے کہ یہ قصہ کیا ہے؟"

پارس نے اپنے مختصر حالات بتائے۔ میں نے سن کر کہا "خدا مخالفین پر رحم کرے۔ تم تو پہلے ہی طوفان اور زلزلہ تھے اب تو ہر لمحہ قیامت بن کر رہا کرو گے۔"

"پاپا! آپ نے اور ماما نے بڑے بڑے علوم حاصل کئے اور مما (سونیا) نے صرف ذہانت اور حاضر دماغی سے بڑے بڑے شاطر دشمنوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا۔ ہمارے جیسے جہاد کرنے والے ازل سے شیطانوں کے سر کچلتے آئے ہیں۔ اس کے باوجود شیطان اور اس کے چیلے قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ ہنرمندی اور صلاحیتیں اس لئے دیتا ہے کہ ہم جہاد جاری رکھیں اور شیطان کو کبھی سربلند نہ ہونے دیں۔"

"درست کہتے ہو بیٹے! خدا کا شکر ہے کہ تمہیں مزید صلاحیتیں حاصل ہوگئی ہیں۔"

"میں چاہتا ہوں' آپ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو میرے متعلق بتادیں۔ ورنہ ہر ایک کو اپنی روداد سناتے سناتے میری زبان گھس جائے گی۔ میں یہاں مصروف رہنا چاہتا ہوں۔ اس لئے کسی سے رابطہ نہیں کرسکوں گا۔"

"اوکے برخوردار! تم اپنا کام کرتے رہو۔"

"ایک اور بات' استنبول میں شی تارا اور پوجا بور ہورہی ہوں گی۔ انہیں یا تو اپنے پاس بلالیں۔ یا کسی ایسے مشن پر لگادیں کہ وہ بھی اپنی ذہانتوں اور صلاحیتوں کو آزماتی رہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں انہیں بھی کسی مشن پر آزمالوں گا اور ان کی راہنمائی بھی کرتا رہوں گا۔"

"تھینک یو پاپا!" رابطہ ختم ہوگیا۔ میں نے ایک خاص کوڈ ورڈ مقرر کردیا تاکہ پارس ہمارے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے یا عزیز و اقارب کے پاس کبھی جائے تو وہ سب یقین کرلیں کہ وہ پارس ہی ہے اور کوئی دشمن انہیں فریب دینے نہیں آیا ہے۔

پارس جانتا تھا کہ سپر ماسٹر اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران یوگا کے ماہرین ہیں۔ عام ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں میں نہیں پہنچ سکتے تھے صرف دیوی ان کے اندر آتما شکتی کے ذریعے جاتی آتی رہتی تھی۔

اس نے جناب تبریزی سے رابطہ کیا پھر پوچھا "میرے محترم استاد! میں یہ پوچھنے آیا ہوں کہ کیا دیوی کی طرح مجھے بھی ایسی روحانی قوت حاصل ہوگئی ہے کہ میں یوگا جاننے والوں کے اندر بھی

پہنچ سکوں؟"

انہوں نے جواب دیا "ہونے کو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ تم نے بچپن سے سونیا اور میرے پاس خاص تربیت حاصل کی ہے۔ میں نے تمہارے دماغ کو عجوبہ بنا دیا ہے۔ کوئی تمہارے چور خیالات پڑھ نہیں سکتا۔ کوئی تمہارے اصل لب و لہجے تک پہنچ نہیں سکتا اور نہ ہی تمہاری بدلتی ہوئی شخصیات کو پہچان سکتا ہے لیکن بیٹے! گناہ یا جسمانی ناپاکی کے برعکس جو تقدس اور پاکیزگی ہوتی ہے اسے روحانیت کہتے ہیں۔ دیوی شی تارا اب تک گناہ اور جسمانی ناپاکی سے محفوظ ہے۔ وہ پاک صاف رہ کر پوجا بھگتی میں مصروف رہتی ہے۔ اس نے چار برس کی تپسیا یعنی ریاضت کے بعد تھوڑی بہت آتما شکتی حاصل کی ہے۔ اگر اس کی پوجا اور تپسیا جاری رہی تو اس کی آتما شکتی میں مزید توانائیاں حاصل ہوتی رہیں گی لیکن تمہارا مزاج کچھ اور ہے۔ تم عبادت اور ریاضت میں سالہا سال نہیں گزار سکو گے اس لئے تمہیں روحانی قوتیں حاصل نہیں ہو سکیں گی۔"

انہوں نے ایک ذرا توقف کے بعد کہا "ہم روحانیت میں ڈوبنے والے صرف قدرت کے اشاروں کے منتظر رہتے ہیں۔ اگر ہمیں اشارہ یا اجازت ملتی ہے تو ہم تم سب کے کام آتے ہیں۔ ورنہ تمہارے دنیاوی معاملات میں مداخلت نہیں کرتے۔ پھر یہ کہ تمہیں یوگا کے ماہرین کے دماغوں میں بھی پہنچنے والی قوت حاصل ہو گئی تو تم دیوی کے اندر بھی پہنچ سکو گے اور یہ ابھی تقدیر کو منظور نہیں ہے۔ اسی لئے جزیرے میں مقدر بیگ نے تمہیں بھٹکا دیا تھا۔ ویسے تم ابھی سپرماسٹر کے اندر جانا چاہتے ہو تو ضرور جاؤ۔ اس کے اندر دیوی موجود ہے اس لئے سپرماسٹر کا دماغ تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔"

یہ سنتے ہی وہ اس کے اندر آیا۔ واقعی اس نے ایک اجنبی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ اس کے اندر دیوی تھی لیکن خاموش تھی۔ سپرماسٹر فوج کے تینوں اعلیٰ افسران سے کہہ رہا تھا۔ "ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں اب غیر معمولی صلاحیتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ ایک اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی ہمارے خیال خوانی کرنے والے بوبی بیکر کے ساتھ جاپان کے اس آلۂ کار کے اندر پہنچا تھا جس کا نام شوکو آساہارا ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہوں۔ شوکو آساہارا نے ایک نئے مذہب کی ابتدا کی تھی اور بڑی کامیابی سے وہاں کے عوام کو فراڈ روحانیت کی طرف لا رہا تھا اور جاپان کی صنعتی ترقی کو زوال کی طرف لے جا رہا تھا لیکن وہاں اچانک ہی بابا صاحب کے ٹیلی پیتھی جاننے والے پہنچ گئے۔"

دوسرے افسر نے کہا "یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے دشمن خیال خوانی کرنے والوں کی خصوصیات کیا ہیں؟ وہ بھی انسان ہیں۔ وہ کوئی آسمان سے اتر کر نہیں آئے پھر وہ کس طرح ہمیں ناکام بنا دیتے ہیں؟"

تیسرے افسر نے کہا "میری تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ وہ لوگ سب سے پہلے ہمارے لوگوں کی خرابیاں یا کمزوریاں تلاش کرتے ہیں اس کے بعد عملی قدم اٹھاتے ہیں۔"

سپرماسٹر نے کہا "بالکل یہی بات ہے۔ نئے مذہب کا گرو شوکو آساہارا بڑی کامیابی سے ہمارے مقاصد پورے کر رہا تھا۔ امریکا اور یورپ کی منڈیوں میں جاپان کے مال کی کھپت کم ہو رہی تھی۔ وہاں کی ملوں اور فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدور اور کاریگر روحانیت کی طرف مائل ہو رہے تھے لیکن وہ کمبخت شوکو آساہارا حسین عورتوں کا دلدادہ تھا۔ اسے خوش فہمی تھی کہ وہ اپنی من پسند حسینہ پر تنویمی عمل کرے گا، اسے اپنی تنہائی میں بلائے گا تو دشمنوں کو خبر نہیں ہوگی۔ اس کی یہی کمزوری اسے لے ڈوبی۔"

تب دیوی نے کہا "میں سپرماسٹر کی زبان سے بول رہی ہوں۔ بے شک وہ کمبخت شوکو آساہارا حسن پرست تھا۔ دشمنوں نے شوکو آساہارا کا حربہ خود اس پر آزمایا۔ اس نے ہزاروں ہم شکل شوکو آساہارا پیدا کر کے قانون اور عدالت کو خوب چکر دیا تھا لیکن دشمنوں نے شوکو آساہارا کا ایک ہم شکل پیدا کر کے چند حسین عورتوں کے ساتھ اس کی وڈیو فلم بنائی۔ لوگ اسے دیوتا سمجھتے تھے۔ اس دیوتا کا اثر زائل ہونے لگا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ دشمن ہمارے آلۂ کار شوکو آساہارا کے خفیہ اڈوں تک اور تہ خانے میں چھپائے ہوئے خزانوں تک کیسے پہنچ گئے؟"

ایک افسر نے کہا "یہی تو سب سے حیرانی کی بات ہے۔ آخر وہ لوگ تمام خفیہ اڈوں اور تہ خانوں تک کیسے پہنچ گئے؟"

دیوی نے کہا "یہ کارنامہ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے نہیں کیا ہے۔ یہ اس کمبخت برادر کبیر کا کیا دھرا ہے؟"

"کیا واقعی؟"

"جی ہاں۔ اسی لئے میں شوکو آساہارا سے دور رہی۔ میں جانتی تھی، اس برادر کبیر کو مجھ جیسی آتما شکتی والی نہیں روک سکتی تو تمہارے اور اسرائیل کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھلا کیا روک سکیں گے۔"

"آخر اس ایم آئی ایم کے سربراہ کے پاس ایسا کیا جادو ہے کہ آپ جیسی دیوی بھی مجبور ہو گئی تھی؟"

"آپ لوگ بھول رہے ہیں کہ وہ کمبخت سایہ بن جاتا ہے اور کسی کے بھی جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ کیا ہم سائے کو کچل سکتے ہیں؟ گولی مار سکتے ہیں یا کسی بھی تدبیر سے اسے نابود کر سکتے ہیں؟"

"نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ وہ سایہ شوکو آساہارا کے اندر موجود رہا تھا اور اس طرح اس کے تمام راز معلوم کئے تھے۔"

"میں یہی کہہ رہی ہوں۔ پتا نہیں اس کے پاس اور کتنی

گولیاں رہ گئی ہیں اور وہ سایہ بن کر ہمارے لئے کب تک پرابلم بنتا رہے گا۔"

"اس کے پاس تو ایسی گولیاں تیار کرنے کے فارمولے بھی ہیں۔"

"ہاں یہ بھی ایک پرابلم ہے۔ آپ سب یہ سوچ رہے تھے کہ میں اس شوکو آساہارا کی مدد کیوں نہیں کر رہی ہوں۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں نے پہلے ہی ناکامی کو سمجھ لیا تھا۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ جاپان کی صنعتی ترقی کو روکنے یا محدود کرنے اور خود تمام دنیا کی مارکیٹوں پر چھا جانے کے لئے دوسرے منصوبے تیار کریں اور شوکو آساہارا کے نئے مذہب کا باب بند کر دیں۔ آئندہ پیشی میں وہ اپنے لاکھوں ہم شکل پیش کرے گا تب بھی برادر کبیر کا سایہ اس کے اندر رہ کر اس کی اصلیت ظاہر کر دے گا۔"

ایک افسر نے کہا "وہ عدالت میں ظاہر ہو گا تو تمام راز اگل دے گا کہ اسے امریکا اور یورپ والوں نے آلۂ کار بنایا تھا اور اسے بڑی بڑی رقمیں دی جاتی تھیں۔ میرا مشورہ ہے کہ اسے عدالت میں پہنچنے سے پہلے گولی مار دی جائے۔"

دیوی اور سپرماسٹر نے اس مشورے کی تائید کی۔ انہوں نے ایک فوجی جوان کے ذریعے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے بوبی بیکر کو بلایا۔ اس کا بنگلا دفتر کے سامنے ہی تھا۔ وہ فوراً چلا آیا۔ سپرماسٹر نے کہا "ہم نہیں چاہتے کہ شوکو آساہارا آئندہ عدالت میں پہنچے۔ وہ ہمارے خلاف بہت کچھ اگل سکتا ہے۔ ابھی جاؤ اور کسی طرح بھی اس کا کام تمام کر دو۔"

وہ "یس سر" کہہ کر حکم کی تعمیل کے لئے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ سپرماسٹر نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو کون ہے؟"

دوسری طرف سے آواز آئی "میں مائیک ہرارے بول رہا ہوں۔ پچھلی بار آپ نے اور تینوں افواج کے اعلیٰ افسران نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کے کسی فوجی جوان کو آلۂ کار بنا کر آپ کے دفتر میں نہ آؤں۔ یوں تو مجھے کوئی آنے سے نہیں روک سکتا۔ لیکن میں باغی نہیں ہوں۔ اپنے ملک سے محبت کرتا ہوں اور آپ حضرات کو اعلیٰ عہدیدار تسلیم کرتا ہوں۔ اس لئے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں۔ میں نے کسی کو آلۂ کار نہیں بنایا ہے۔ فون کے ذریعے رابطہ کیا ہے۔"

سپرماسٹر نے کہا "تم خود کو محب وطن اور ہمارا وفادار ثابت کرنے میں اپنا اور ہمارا وقت ضائع کر رہے ہو۔ اب ہمارے پاس غیر معمولی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی نہیں ہے۔ ہم نے مزید پیدا کر لئے ہیں۔"

"آپ ہزاروں پیدا کر لیں۔ پھر بھی میں ایک امریکی کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرتا رہوں گا۔ ابھی آپ کو ایک لرزہ خیز خبر ملنے والی ہے۔ شہر اوکلاہوما میں زبردست بم کا دھماکا ہوا ہے۔ وہاں جو نو منزلہ عمارت ایلفریڈ پی مورا بلڈنگ تھی وہ تقریباً تباہ ہو گئی ہے۔ کئی انسانی جانیں ضائع ہو چکی ہیں اور کئی ہزار افراد زخمی اور اپاہج ہو چکے ہیں۔"

سپرماسٹر نے حیران اور پریشان ہو کر "او مائی گاڈ" کہا پھر ریسیور کو کریڈل سے الگ رکھ کر بڑے سے ٹی وی کو آن کیا اور تینوں فوجی افسران کو بتانے لگا کہ مائیک ہرارے کی رپورٹ کے مطابق شہر اوکلاہوما کی ایک نو منزلہ بلڈنگ بم کے دھماکے سے تباہ ہو گئی ہے۔

ٹی وی اسکرین پر ایک لیڈی اناؤنسر بھی یہی کہہ رہی تھی اور دھماکے سے جو تباہی ہو چکی تھی اسکرین پر اس تباہ شدہ بلڈنگ کو بھی دکھایا جا رہا تھا۔ اس فیڈرل بلڈنگ کا نام امریکا کے سرکٹ کورٹ کے ایک جج ایلفریڈ پی مورا کے نام پر رکھا گیا تھا۔ اس میں ۵۰۰ وفاقی ملازمین کام کرتے تھے۔ ان کے علاوہ وہاں بے شمار بچوں کا ڈے کیئر سینٹر بھی قائم کیا گیا تھا۔

ٹی وی اسکرین پر نظر آ رہا تھا کہ عمارت کے ملبے کے نیچے سے صرف لاشیں ہی لاشیں نکل رہی تھیں یا پھر ایسے زخمی تھے جو اپاہج بن چکے تھے۔ دوسرے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ سپرماسٹر نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے آواز آئی "میں اسرائیل کے اینٹی ٹیررسٹ ماہرین کا انچارج بول رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اور فوجی افسران اوکلاہوما میں تباہی کا منظر دیکھ رہے ہوں گے۔"

"ہاں ہم دیکھ رہے ہیں۔ تم کچھ کہنا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔ دو برس پہلے ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں ایسا ہی دھماکا ہوا تھا۔ وہاں کے بیسمنٹ کار پارکنگ اور اوکلاہوما کی فیڈرل بلڈنگ کے بیسمنٹ کار پارکنگ میں ہونے والے دھماکے میں مماثلت ہے۔ آپ یہ جانتے ہیں کہ ایک اسلامی گروہ صرف ہم اسرائیلیوں کے خلاف نہیں بلکہ ہمیں امداد دینے والے امریکا کے خلاف بھی سر پر کفن باندھ کر نکلا ہوا ہے۔ یہ بے شک و شبہ انتہا پسند مسلمانوں کی دہشت گردی ہے۔"

سپرماسٹر نے کہا "ایسا ہو سکتا ہے لیکن ہم جن کرسیوں پر بیٹھے ہیں وہاں سے صرف شک و شبے پر گرفتار نہیں کیا جا سکتا۔ ثبوت اور گواہ لازمی ہیں۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ انتہا پسند مسلمانوں کو ختم کیا جائے۔ اگر آپ کے ماہرین ان کے خلاف ثبوت پیش کریں گے تو ہمارے لئے بڑی آسانیاں پیدا ہو جائیں گی۔"

سپرماسٹر نے پہلا ریسیور کریڈل سے ہٹا کر رکھا تھا۔ اس میں سے مائیک ہرارے کی آواز آئی "سر! میں نہیں جانتا کہ آپ کس سے فون پر بات کر رہے ہیں مگر یہ آپ کی دانشمندی ہوگی کہ کسی ثبوت کے بغیر مسلمانوں کے خلاف قدم نہ اٹھائیں۔"

اس نے دوسرا ریسیور کریڈل پر رکھا۔ پھر پہلا ریسیور اٹھا کر بولا "مسٹر ہرارے! میں کہہ چکا ہوں کہ ہمیں تمہارے مشوروں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ویسے بھی مسائل میں الجھتے جا رہے ہیں۔ تم

اور نہ الجھاؤ۔ ناؤ گیٹ لاسٹ۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ دیوی نے کہا "اصولاً دیکھا جائے تو اصل مجرموں کو گرفتار کرنا چاہئے اور انہیں ضرور گرفتار کیا جائے گا لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھا کر انتہا پسند مسلمانوں کے خلاف ضرور کارروائی کرو۔"

"ہم مسلمان تنظیموں کو اتنے بڑے معاملے میں ضرور ملوث کریں گے لیکن ہمیں یہ معلوم کرنا ہو گا کہ دنیا کے سب سے طاقتور ملک میں کون ایسے دھماکے کر رہا ہے۔ پہلے ایک زبردست دھماکا ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں ہوا۔ اور آج اوکلا ہوما میں ہوا ہے۔"

دیوی اس سے جو کچھ بولتی تھی وہ اس کا جواب زبان سے دیتا تھا تاکہ تینوں افواج کے اعلیٰ افسران سن سکیں کہ دیوی سے کیا باتیں ہو رہی ہیں۔

ایک افسر نے کہا "بے شک ہمارا ملک دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور ہے۔ لیکن ہمیں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ جہاں طاقت ہوتی ہے' وہاں دہشت اور تخریب کاری بھی ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں سب سے زیادہ اسلحہ تیار ہوتا ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں ہمارا اسلحہ فروخت ہونے کے باوجود اس قدر بچ جاتا ہے کہ یہ ہمارے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک عام لوگوں کو آسانی سے دستیاب ہو جاتا ہے۔ جب یہ ہاتھوں میں آجاتا ہے تو بے روزگار جوان' معاشرے میں خود کو کمتر سمجھنے والے لوگ اور زیادہ سے زیادہ آسائشیں اور دولت حاصل کرنے کی خواہش کرنے والے ملک دشمن تنظیموں کے آلۂ کار بن جاتے ہیں۔"

دوسرے افسر نے کہا "واقعی ہمیں حقائق سے کترانا نہیں چاہئے۔ پچھلے برس ایک محتاط اندازے کے مطابق ہمارے ملک میں دو ہزار سے زیادہ بموں کے دھماکے ہو چکے ہیں۔"

دیوی نے سپر ماسٹر کی زبان سے کہا "میں مانتی ہوں کہ اتنے بڑے ملک میں ایسا ہو رہا ہے۔ اگر ایسا مسلمان نہیں کر رہے ہیں تو پھر روسی ایجنٹ پس پردہ رہ کر منتشر مزاج رکھنے والے امریکیوں کو بھاری رقمیں دے کر ایسا کروا رہے ہیں یا پھر یہ اسرائیلی جس تھالی میں کھا رہے ہیں اسی میں چھید کر رہے ہیں۔ ہمیں ہر ایک کا محاسبہ کرنا ہو گا۔ اصل مجرموں کو ضرور سزائیں دی جائیں لیکن مسلمانوں کو ضرور دہشت گرد قرار دیا جائے اور میں تو ایم آئی ایم کے سربراہ برادر کبیر سے بے زار ہو گئی ہوں۔ پچھلی بار بڑی مشکلوں سے اس سے پیچھا چھڑایا تھا۔ اس کی تنظیم کو ضرور اس معاملے میں ملوث کرنا چاہئے۔"

ایک افسر نے کہا "لیکن دیوی جی! ہم نے انقرہ کے اجلاس میں یہ تسلیم کیا تھا اور معاہدے پر دستخط کئے تھے کہ آئندہ ایم آئی ایم تنظیم کو دہشت گرد کبھی نہیں کہیں گے۔"

"ہم نے معاہدے پر دستخط کئے تھے۔ لیکن اس تنظیم کے خلاف کسی طرح ایسے ثبوت تیار کئے جائیں جو بالکل سچ ثابت ہوں تو تم سب کو اور مجھ کو ایک دردِ سر سے نجات مل جائے گی۔"

پارس ایسے وقت دیوی کی ڈمی کے اندر تھا۔ صرف خیال خوانی کے ذریعے سپر ماسٹر کے اندر پہنچا ہوا تھا۔ وہاں ہیڈ کوارٹر کے ایک اسپتال میں ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے والے اور ٹیلی پیتھی سیکھنے والے مختلف کمروں میں تھے۔ ایک کمرے میں دیوی کی ڈمی بھی بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ ہر کمرے کے باہر ایک مسلح فوجی جوان پہریدار کے طور پر تھا۔

پارس نے ڈمی کے کمرے والے فوجی جوان کی آواز سنی ہوئی تھی۔ وہ اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اسے وہاں سے چلا کر تین کمروں کے سامنے سے گزرتا ہوا چوتھے کمرے کے پہریدار کے پاس گیا۔ پھر ایک سگریٹ منہ سے لگا کر بولا "کیا تمہارے پاس لائٹر ہے؟"

وہ بولا "لائٹر تو ہے مگر ڈیوٹی کے وقت سگریٹ نوشی ممنوع ہے۔"

"مجھے پتا ہے۔ دور سے کسی افسر کو آتا دیکھوں گا تو سگریٹ بجھا دوں گا۔"

وہ لائٹر سے سگریٹ سلگا کر واپس ڈمی والے کمرے کے دروازے پر آگیا۔ پارس اسے چھوڑ کر لائٹر والے فوجی جوان کے اندر گیا۔ پھر اسے وہاں سے چلاتا ہوا کاؤنٹر کے پاس آیا۔ وہاں کاؤنٹر گرل سے پوچھا "میرا کوئی فون آیا تھا؟"

وہاں ایک جونیئر ڈاکٹر کاؤنٹر گرل کو آغوش میں لئے رومانس میں مصروف تھا۔ اس نے بے زاری سے کہا "کوئی فون نہیں آیا تھا۔ پلیز ڈسٹرب نہ کرو۔"

وہ جوان واپس اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا۔ پارس نے جونیئر ڈاکٹر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ لڑکی سے بولا "تم جاؤ۔ میرے کمرے میں انتظار کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

لڑکی چلی گئی۔ ڈاکٹر نے ریسیور اٹھا کر سپر ماسٹر کے نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ جلد ہی قائم ہو گیا۔ پارس نے آواز بدل کر ڈاکٹر کی زبان سے کہا "ہیلو ماسٹر! تم تو ماسٹر نہیں پکے غلام ہو۔ ایک دیوی تم پر حکمرانی کرتی ہے۔"

وہ غصے سے بولا "کون ہو تم؟ میرا فون نمبر تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"یہ فضول سا سوال ہے۔ میں اس دیوی سے مخاطب ہوں جو ابھی تمہارے اندر ہے۔ اگر نہیں ہے' جا چکی ہے تو بتا دو۔ میں فون بند کرتا ہوں۔"

دیوی نے اس کی زبان سے کہا "میں موجود ہوں۔ یہ جاننا چاہوں گی کہ تمہیں یہاں میری موجودگی کا علم کیسے ہو گیا؟"

"تم چیز ایسی ہو کہ جہاں چھپو گی' وہاں سے تمہاری خوشبو ملے گی۔ ابھی تو میں تمہیں سمجھانے آیا ہوں کہ یہودیوں کی طرح مسلمانوں سے دشمنی نہ کرو۔ انصاف کے تقاضے پورے کرو۔ اپنے تمام معمول اور تابعداروں سے کہو کہ صحیح طور پر بم دھماکے کی تفتیش کریں اور اصلی مجرموں کو گرفتار کریں۔ خواہ مخواہ کسی بھی اسلامی تنظیم کے خلاف جھوٹے ثبوت حاصل کر کے مسلمانوں کو ساری دنیا میں بدنام کرنا چاہو گی تو میں تمہیں اس زمین پر رہنے نہیں دوں گا۔ تمہیں پھر سے زیرِ زمین جانے پر مجبور کر دوں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے ڈاکٹر سے ریسیور رکھوا دیا۔ پھر سپر ماسٹر کے اندر پہنچ گیا۔ وہ ریسیور کان سے لگائے ہیلو ہیلو کہہ رہا تھا۔ دیوی نے کہا "وہ مجھے دھمکی دے کر جا چکا ہے۔ آپریٹر سے معلوم کرو۔ یہ فون کہاں سے آیا تھا۔"

سپر ماسٹر نے معلوم کیا۔ پتا چلا کہ اسپتال کے کاؤنٹر والے فون سے کسی نے بات کی تھی۔ فوراً ہیڈ کوارٹر کے دو جاسوسوں سے رابطہ کر کے کہا گیا "معلوم کرو۔ ابھی دس منٹ کے اندر اسپتال کے کاؤنٹر والے فون سے کس نے گفتگو کی ہے اور وہاں کس کی ڈیوٹی ہے؟"

دونوں جاسوس اپنے کام سے لگ گئے۔ دیوی نے سپر ماسٹر سے کہا "میں تھوڑی دیر پہلے کہہ رہی تھی کہ اصل مجرموں کے علاوہ انتہا پسند مسلمانوں کو بھی اس کیس میں ملوث کیا جائے اور خاص طور پر میں ایم آئی ایم کے سربراہ کے خلاف بول رہی تھی۔ اس کے پانچ منٹ کے اندر ہی کسی اجنبی نے مجھے دھمکی دے دی۔"

سپر ماسٹر نے کہا "میں حیران ہوں۔ اسے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ میرے اندر موجود ہیں۔"

دیوی نے کہا "اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اجنبی خیال خوانی جانتا ہے اور تمہارے اندر رہ کر ہماری تمام گفتگو سن چکا ہے اور شاید اس وقت بھی وہ موجود ہے۔"

سپر ماسٹر نے پریشان ہو کر پوچھا "اگر وہ میرے اندر ہے تو میں اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیوں نہیں کر رہا ہوں؟"

"اس لئے کہ میں موجود ہوں۔ ابھی میرے جاتے ہی تم اسے محسوس کرنے لگو گے۔"

یہ سنتے ہی پارس اس کے اندر سے نکل آیا۔ دماغی طور پر اپنے سائے کے اندر موجود رہا۔ اب اس نے غیر معمولی سماعت سے کام لیا۔ اپنی تمام توجہ سپر ماسٹر پر مرکوز کی۔ اس کی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ کہہ رہا تھا "دیوی جی! کیا آپ جا چکی ہیں؟ میں اس اجنبی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا ہوں۔"

باہر سے ایک فوجی جوان اندر آیا۔ دیوی نے اس کی زبان سے کہا "میں اس جوان کے اندر ہوں۔ اگر تم اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہے ہو تو اس کا مطلب ہے وہ بہت چالاک ہے۔ تمہارے اندر سے نکل چکا ہے۔ اسے جو کہنا تھا' وہ کہہ کر جا چکا ہے۔"

"لیکن آپ کچھ اندازہ تو کر سکتی ہیں کہ آپ کو دھمکی دے کر جانے والا کون ہو سکتا ہے۔"

"وہ آواز میرے لئے اجنبی تھی۔ یا پھر اس نے آواز بدل کر مجھے مخاطب کیا تھا۔ وہ فرہاد کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا یا پھر ایم آئی ایم کا کوئی مخلص ہو گا۔"

"کیا وہ برادر کبیر نہیں ہو سکتا؟"

وہ بولی "یہ بچکانا سی بات ہے۔ برادر کبیر ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔"

دونوں جاسوس اس جونیئر ڈاکٹر اور کاؤنٹر گرل کو لے کر اندر آئے۔ ایک جاسوس نے کہا "سر! یہ ڈاکٹر اپنے چیمبر میں اس لڑکی سے مستیاں کر رہا تھا۔ جو وقت آپ نے بتایا ہے اس وقت کاؤنٹر کے فون کے پاس کوئی نہیں تھا۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "ڈاکٹر! تم یہاں ڈیوٹی کر رہے تھے یا عشق؟"

ڈاکٹر نے کہا "سر! معافی چاہتا ہوں۔ آئندہ ایسی غلطی نہیں ہو گی۔"

دیوی ڈاکٹر کی آواز سنتے ہی اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ وہاں پارس پہلے سے موجود تھا اور ڈاکٹر کی آواز اور لہجے میں سوچ رہا تھا "یہ مجھ سے کیا حماقت ہو گئی؟ میں اس لڑکی کے پیچھے پاگل ہو گیا تھا۔ میں نے اس لڑکی کو کاؤنٹر چھوڑ کر اپنے چیمبر میں چلنے کو کہا۔ یہ میری غلطی تھی۔"

دیوی نے اس کی سوچ میں سوال کیا "کیا میں تھوڑی دیر کے لئے غائب دماغ ہو گیا تھا۔ یا میں نے کسی کو فون کیا تھا اور مجھے یاد نہیں رہا؟"

پارس نے اس کی سوچ میں کہا "بھلا میں غائب دماغ کیسے ہو سکتا ہوں۔ ایک ڈاکٹر ہوں۔ نارمل ہوں۔ اگر کسی کو فون کرتا تو ضرور یاد رکھتا۔ میری یادداشت کمزور نہیں ہے۔"

دیوی نے طرح طرح سے معلومات حاصل کرنے کی کوششیں کیں پھر بولی "انہیں جانے دو۔"

دونوں جاسوس انہیں لے کر چلے گئے۔ دیوی نے کہا "کسی دشمن خیال خوانی کرنے والے نے تمہارے ہیڈکوارٹر کے کسی فوجی جوان یا افسر کے دماغ میں جگہ بنالی ہے۔ اس نے ڈاکٹر اور لڑکی کے چیمبر میں جانے کا فائدہ اٹھایا ہوگا اور یہاں اپنے کسی آلۂ کار کے ذریعے اسی کاؤنٹر والے فون سے باتیں کی ہوں گی۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "ہمیں سراغ لگانا ہوگا کہ کس دشمن نے ہمارے کس جوان یا افسر کو آلۂ کار بنایا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ ہمارے ہیڈکوارٹر کے اندر پہنچنے کا راستہ بنا چکا ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "یہ ایک نیا مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔ وہ دشمن یہ معلوم کرلے گا کہ ہم نے کئی نئے خیال خوانی کرنے والے تیار کئے ہیں اور وہ اس اسپتال میں ہیں۔ وہ ہمارے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے یا انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا سکتا ہے۔"

سپرماسٹر نے انٹرکام کے ذریعے اپنے ایک نائب کو حکم دیا "اسپتال میں جو عملہ ابھی ڈیوٹی پر ہے اسے فوراً تبدیل کرو۔ ایک وارڈ بوائے سے لے کر بڑے ڈاکٹر تک کو بھی وہاں سے نکال کر دوسرے ڈاکٹر وغیرہ کو حاضر ہونے کا فوراً حکم دو۔ جتنے مسلح جوان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اسپیشل وارڈ میں ہیں' انہیں بھی بلا تاخیر وہاں سے ہٹا کر نئے جوانوں کو پہرے پر لگادو۔ یہ کام دس پندرہ منٹ کے اندر ہو جانا چاہئے۔"

پھر اس نے ملٹری انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کرکے کہا۔ "کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن ہمارے فوجیوں کو اپنا آلۂ کار بناتا پھر رہا ہے۔ آپ اپنے تمام ماتحتوں کو یہاں ہیڈکوارٹر کے تمام شعبوں میں پھیلادیں۔ آپ کے تمام جاسوس ہمارے فوجیوں کے چہروں اور ان کی حرکتوں سے معلوم کرسکیں گے کہ ان میں سے کتنے افراد آلۂ کار بن کر ایک یا کئی دشمنوں کے زیر اثر آچکے ہیں۔"

سپرماسٹر نے انٹرکام کو آف کردیا۔ ایک فوجی اعلیٰ افسر نے کہا۔ "یہ ٹیلی پیتھی جاننے والے جہاں چاہتے ہیں وہاں پہنچ کر خفیہ راز معلوم کرلیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے' دشمن اب سے پہلے بھی یہاں چپکے سے آتے رہے ہوں۔ آج پہلی بار ایک شخص نے خفیہ طور پر ہماری تمام گفتگو سننے کے بعد خود کو ظاہر کیا ہے۔"

دیوی نے کہا "مسلمانوں کی حمایت میں بولنے والا اور مجھے چیلنج کرنے والا وہ کوئی مسلمان ہی ہو سکتا ہے۔ میں نے سوچا' شاید ہمارے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اور خصوصاً کسی یہودی نے مسلمان بن کر ہمیں دھوکا دیا ہوگا۔ اس خیال سے میں تمام یہودی خیال خوانی کرنے والوں کے چور خیالات پڑھ آئی ہوں۔ میں نے اپنے ہندو اور عیسائی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی پرکھ لیا ہے۔ میرے زیر اثر رہنے والے کسی بھی شخص نے ہمیں دھوکا نہیں دیا ہے۔ اگر وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ابھی یہاں موجود ہے تو میں اس سے کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔ سب انتظار کرنے لگے کہ کچھ دیر پہلے جو شخص خیال خوانی کے ذریعے آیا تھا اور پھر فون کے ذریعے گفتگو کی تھی' وہ شاید جواباً کچھ کہے گا لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ دیوی نے ایک فوجی جوان کی آواز بھی سنائی تاکہ وہ اس کے دماغ میں آکر اس کی زبان سے گفتگو کرے۔ مگر اسے جو کہنا تھا وہ کہہ کر جا چکا تھا۔

دیوی نے پوچھا "اوکلا ہوما میں مسلمانوں کی تعداد کتنی ہوگی؟"

سپرماسٹر نے کہا "وہاں تقریباً پانچ ہزار مسلمان ہیں اور وہیں ان کا ایک اسلامک سینٹر قائم ہے۔ ان سینٹروں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ اوکلا ہوما کے سب سے قریبی ٹاؤن نورمان میں ۲۰۰ اسلامک سینٹر اور ایک مسجد ہے۔ ایک ٹیلی وژن نیٹ ورک کے ذریعے اسلامی پروگرامز بھی پیش کئے جاتے ہیں۔"

دیوی نے کہا "یہ تو ایک شہر اور اس کے قصبے کی بات ہے۔ کیا اس سے اندازہ نہیں ہوتا کہ امریکا میں مسلمانوں کی صرف تعداد ہی نہیں بڑھ رہی ہے بلکہ ان کی سرگرمیاں بھی تسلسل سے جاری ہیں۔"

"یہی تو تشویش ناک مسئلہ ہے۔ برسوں پہلے جب پیرس کے مضافات میں بابا فرید واسطی نے اپنا اسلامی ادارہ قائم کیا تھا تو اسے ایک معمولی سا ادارہ سمجھا گیا تھا۔ مگر وہ جسے ذرّہ سمجھا گیا تھا وہ آفتاب ہوگیا۔ آج پورے فرانس کی دوسری بڑی آبادی مسلمانوں کی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ تمام اسلامی ممالک سے تبلیغی جماعتیں آتی ہیں۔ بعض دولت مند ممالک کی جماعتیں کسی نہ کسی شہر میں ایک مسجد اور اسلامک سینٹر ضرور قائم کرتی ہیں۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "ایسے تمام اسلامی ممالک سے ہمارے مستحکم سفارتی تعلقات ہیں۔ اس لئے ہم تبلیغی جماعتوں کو یہاں آنے سے نہیں روک سکتے۔ ہم پابندی عائد کریں گے تو وہ اسلامی ممالک میں بھی ہمارے عیسائی مشن پر پابندی لگائیں گے اور انہیں چرچ وغیرہ تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

"کچھ بھی ہو۔ اس تیز رفتار اسلامی گھوڑے کو لگام دینا چاہئے۔"

"یہی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اسی مقصد کے لئے قاہرہ کانفرنس منعقد کی گئی تھی۔ لیکن سعودی عرب' ایران' عراق اور براعظم افریقہ کے چند اسلامی ممالک نے اس کانفرنس کا بائیکاٹ کیا۔ پاکستان جیسے چند ممالک نے اس میں اس لئے شرکت کی کہ انہیں بڑی مالی امداد کا لالچ دیا گیا تھا۔ وہ زیادہ سے زیادہ امداد حاصل کرنے کے لئے اپنے ملک کی آبادی کو کم سے کم کرنے کے پروگراموں پر عمل کررہے ہیں گویا مسلمانوں کی تعداد کم کرتے جارہے ہیں۔"

یوں دیکھا جائے تو بڑھتی ہوئی آبادی کسی بھی ملک کے لئے وبالِ جان ہے۔ بے شک آبادی کم ہونا چاہئے لیکن انصافاً یہ بھی طے پانا چاہئے کہ کس مذہب کی آبادی کتنی ہو۔ اگر آج مسلمانوں کی آبادی ایک ارب ۲۵ کروڑ ہے تو دنیا کے مسائل کم کرنے کے لئے ۲۵ کروڑ مسلمان کم کردیے جائیں گے۔ بلکہ کشمیر' بوسنیا اور صومالیہ میں کم ہوتے جارہے ہیں لیکن عیسائی' یہودی اور ہندو اپنی آبادی کس تناسب سے کم کریں گے؟

تمام یورپ' امریکا اور بھارت میں جنسی بے راہ روی اور آزادی ہے۔ ان ممالک میں جائز اور ناجائز بچے پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں۔ ان کے ہاں یقیناً خاندانی منصوبہ بندی کا پرچار ہوتا ہے لیکن بچوں کی پیدائش میں کمی نہیں ہوتی۔ ہندو' یہودی اور عیسائی اپنی تعداد بڑھا رہے ہیں۔ ایسی ناقابلِ تردید حقیقت کے پیش نظر خاندانی منصوبہ بندی مسلمانوں کے خلاف سیاسی چال ہے۔ پاکستان میں اگر صرف تعلیمی استعداد اور زرعی پیداوار بڑھائی جائے زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانے نکالنے کی طرف اتنی زیادہ توجہ دی جائے جتنی خاندانی منصوبہ بندی کی طرف دی جاتی ہے تو مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی زحمت نہیں' رحمت بنتی جائے گی لیکن جہاں بھی چند سیاستداں لوٹ کھسوٹ کے ذریعے ملکی خزانہ خالی کریں گے' وہاں غیر مسلموں سے مالی امداد حاصل کرنے کے لئے مسلمان آبادی کے قاتل بنتے رہیں گے۔ صرف چھ ماہ کے اندر ملک کے مختلف حصوں میں تقریباً چار ہزار پاکستانی مسلمان کم ہوچکے ہیں۔

یہ ایک پرانا مگر مبنی بر حقیقت شعر ہے کہ

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

مذکورہ شعر کے مصداق اصلی مجرم گرفتار ہوگئے۔ وہ گوری نسل کے امریکی مسیحی تھے۔ ان کا تعلق مسلح تنظیم مشی گن ملیشیا سے تھا اور انہوں نے اوکلا ہوما میں ہونے والے بم دھماکے کی ذمے داری قبول کرلی تھی۔

مغربی ذرائع ابلاغ نے اس سے پہلے بڑے زور و شور سے انتہا پسند مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کیا تھا۔ انہیں بم دھماکے کا ملزم ٹھہرایا تھا۔ اب سی این این سمیت تمام ذرائع ابلاغ کو مشی گن ملیشیا کی تخریب کاری تسلیم کرنی پڑی۔

دو برس پہلے ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں بم کا جو دھماکا ہوا تھا اس کی بھی ذمے داری مسلمان تنظیموں پر عائد کی گئی تھی۔ اس جھوٹے الزام کو ثابت کرنے کے لئے یوسف رمزی کو خفیہ طور سے اسلام آباد پہنچایا گیا۔ پھر وہاں سے گرفتار کرکے امریکا بھیج دیا گیا۔ یہ چال بڑی زبردست تھی مگر چالیں خواہ کتنی ہی شاطرانہ ہوں' وہ سچائی سے زیادہ زبردست نہیں ہوتیں۔

چالبازوں کو احساس ہوا کہ ان سے کہیں غلطی ہوگئی ہے۔ اس غلطی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بات پھیلائی گئی کہ یوسف رمزی کے خلاف جو ریکارڈ تھا وہ فائل گم ہوگئی ہے یا چوری ہوگئی ہے۔ اس طرح یوسف رمزی کا معاملہ کھٹائی میں ڈال دیا گیا ہے۔

پارس کا سایہ رات کے وقت ڈی کے اندر سے نکل کر اسپتال سے باہر آیا۔ وہ تاریکی میں چلتا رہا تاکہ کسی کو نظر نہ آئے۔ اگر نظر آنے کا خدشہ ہوتا تو وہ کسی کے بھی جسم میں سما جاتا۔ لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ وہ بڑی آسانی سے سپرماسٹر کے بنگلے کے اندر پہنچ گیا۔ وہاں ایک ڈرائنگ روم اور دو بیڈ روم تھے۔ جس طرح اس کے دفتر میں کئی ٹیلی فون تھے' اسی طرح بنگلے کے ہر کمرے میں ایک ٹیلی فون تھا۔ پارس نے ایک خالی بیڈ روم میں آکر وہاں کے فون کا ریسیور اٹھایا۔ پھر دوسرے بیڈ روم کے نمبر ڈائل کئے۔ دوسرے بیڈ روم میں سپرماسٹر سو رہا تھا۔ گھنٹی کی آواز پر بیدار ہوگیا' ریسیور اٹھا کر بولا "ہیلو۔"

پارس نے کہا "میں وہی ہوں جو دو روز پہلے دیوی کی موجودگی میں تمہارے اندر آیا تھا۔ پھر فون کے ذریعے دیوی کو چیلنج کیا تھا۔ وہ نصیب والی ہے کہ کسی بھی دھماکے کے سلسلے میں مسلمان بدنام نہیں ہوئے۔ اگر ہوتے تو اسے پھر زمین کے اندر گھر آباد کرنا پڑتا۔"

"تم کون ہو؟ اس روز تم نے کہا تھا کہ میں سپرماسٹر ہوں مگر ایک دیوی کا غلام ہوں۔ تمہاری یہ بات کڑوی ہے مگر سچی ہے۔ کیا تم مجھے غلامی سے نجات دلا سکتے ہو؟"

"تمہیں ایسا سوچنا بھی نہیں چاہئے کیونکہ دیوی جب بھی تمہارے اندر آئے گی' تمہارے چور خیالات سے معلوم کرلے گی کہ تم اس کے خلاف مجھ سے مدد حاصل کررہے تھے۔"

"میں صرف اتنا پوچھتا ہوں' کیا میرے اپنے دماغ میں دیوی کے آنے کا راستہ روکنے کی تدبیر کرسکتے ہو۔"

"سوال پیدا ہوتا ہے' تدبیر کیوں کروں؟ کیوں تمہیں اس کی غلامی سے نجات دلاؤں۔ کیا تم میرے سگے ہو؟ اور مسلمانوں کے

ہمدرد ہو؟"

"مجھ سے کوئی سی بھی قسم لے لو۔ میں غلامی سے نجات حاصل کرتے ہی صرف مسلمانوں کی حمایت کرتا رہوں گا۔"

"اگر ایسی بات ہے تو اپنی بیوی کی قسم کھاؤ۔"

"میری بیوی نہیں ہے۔ میں نے ابھی تک شادی نہیں کی ہے۔"

"تعجب ہے تم نے ابھی تک ایک بیوی کی غلامی قبول نہیں کی۔ دنیا کے نوّے فیصد مرد اپنی بیوی یا داشتہ کے غلام ہوتے ہیں۔ نوّے فیصد میں تمہارا نام بھی ہونا چاہئے۔ لٰہذا جب تک ایک بیوی کی غلامی قبول نہیں کرو گے تب تک تمہیں دیوی کا غلام بن کر رہنا پڑے گا۔"

"یہ کیا فضول سی بات کر رہے ہو۔ پلیز سنجیدگی سے گفتگو کرو۔"

"میں نہایت سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں کہ میں اپنی عورت کا یعنی کہ بیوی کا غلام ہوں۔ اگر میں تمہیں دیوی سے نجات دلاؤں گا تو میری بیوی میرے خلاف عورتوں کا جلوس نکالے گی اور سب مل کر کہیں گی۔ ہائے ہائے میں نے بغاوت کی ہے اور ایک سپر ماسٹر کو ایک عورت کی غلامی سے نجات دلائی ہے۔"

وہ جھنجلا کر بولا "کیا تم پاگل ہو؟"

"اگر میں پاگل ہوتا تو ایک سپر پاور کہلانے والے ملک کے سپر ماسٹر کے بنگلے تک کیسے پہنچ جاتا۔ ہیڈ کوارٹر کے ایکسچینج سے معلوم کرو۔ میں جا رہا ہوں۔"

وہ ریسیور رکھ کر بنگلے سے باہر چلا گیا۔ سپر ماسٹر نے فوراً ہی آپریٹر سے پوچھا "ابھی کوئی شخص کس فون سے مجھ سے باتیں کر رہا تھا؟"

آپریٹر نے حیرانی سے کہا "سر! آپ کے ایک بیڈ روم کے فون سے باتیں کی جا رہی تھیں۔ ہمیں آپ کا فون سننے کی ممانعت ہے۔ لٰہذا میں سمجھا آپ کے بنگلے کا سیکیورٹی افسر آپ سے ضروری گفتگو کر رہا ہو گا۔"

سپر ماسٹر نے ریسیور رکھ کر سیکیورٹی ٹی وی کنکشن کے ذریعے سیکیورٹی افسر کو بلایا۔ وہ فوراً حاضر ہو گیا۔ اس نے پوچھا "میرے دوسرے بیڈ روم میں کون آیا تھا؟"

"سر! کوئی نہیں آیا تھا۔ میرے تمام گارڈز مستعدی سے پہرا دے رہے ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں بھی جاگ رہا ہوں۔"

"ابھی کسی نے دوسرے بیڈ روم کے فون سے مجھے مخاطب کیا تھا۔ یہ آپریٹر بھی کہہ رہا ہے۔ جاؤ پورے بنگلے کی تلاشی لو۔ وہ کہیں چھپا ہو گا۔"

اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ بنگلے کے ایک ایک حصے کو دیکھا گیا۔ وہ نظر نہیں آیا تو یہی رائے قائم کی گئی کہ اس ٹیلی پیتھی جاننے والے نے سیکیورٹی افسر یا کسی اور گارڈ کو آلۂ کار بنا کر بنگلے کے اندر بھیجا تھا اور اس کے اندر رہ کر گفتگو کی تھی۔

پارس نائٹ ڈیوٹی کرنے والے ایک ڈاکٹر کے دماغ میں آگیا تھا۔ اس ڈاکٹر نے پارس کی مرضی کے مطابق ایک بڑی سی سرنج میں زہریلی دوا بھری۔ اس کے بعد اس وارڈ میں آیا جہاں ہر کمرے میں ایک نیا ٹیلی پیتھی جاننے والا سو رہا تھا۔ پہرا دینے والے فوجی جوان اس ڈاکٹر کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔ لٰہذا اسے اندر جانے سے نہیں روکا۔

پارس اسے چھ بھارتی فوجی جوانوں کے کمرے میں باری باری لے گیا۔ انہیں دیوی نے ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر روبوٹ ٹیلی پیتھی جاننے والے ناقابل شکست بھارتی سورما بنایا تھا۔ ڈاکٹر نے ان میں سے ہر ایک کے جسم میں اسی ایک سرنج کے ذریعے تھوڑی تھوڑی سی دوا انجکٹ کی۔ پھر اپنے چیمبر میں واپس آگیا۔ اس نے دیوی کی ڈمی اور سپر ماسٹر کے تین نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے جسموں میں زہر انجکٹ نہیں کیا۔ ویسے ڈاکٹر نے جو بھی کیا' اسے خبر نہیں تھی کہ اس نے کیا کیا ہے؟

پارس وہاں سے سپر ماسٹر کے دفتر میں آیا۔ وہاں اس کی کرسی پر بیٹھ کر ایک قلم اٹھا کر ایک کاغذ پر لکھنے لگا "تمہیں دیوی جی لکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ میں نے تمہاری جیسی بدچلن دیوی نہیں دیکھی۔ تم نے ابھی تک شادی نہیں کی۔ لیکن جب بھی تمہارے جذبات بھڑکتے ہیں' تم ٹیلی پیتھی جاننے والے بچے پیدا کرلیتی ہو۔ پہلے تمہارے تین بچے اجے' وجے کمار اور راجیش مارے گئے۔ ایک رگھوناتھ بچ گیا۔ یہاں اسپتال میں تمہارے چھ بچے تھے۔ میں نے انہیں مار ڈالا ہے۔ صرف ایک عورت کو اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ میں عورتوں پر ظلم نہیں کرتا۔ آئندہ بے حیائی نہ کرنا۔ بچے پیدا کرنے کا شوق ہے تو پہلے شادی کرو۔ شادی سے پہلے جب بھی تم ایسی کوششیں کرو گی' میں ان تمام بھارتی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حرام موت مارتا رہوں گا۔ آزمائش شرط ہے۔ فقط تم اینٹ' میں پتھر......"

وہ اس کاغذ پر ایک پیپر ویٹ رکھ کر آرام سے سونے کے لئے دیوی کی ڈمی کے پاس چلا گیا۔

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات ۳۳ ویں حصے میں ملاحظہ فرمائیں
جو کہ ۱۵ ستمبر ۱۹۹۶ء کو شائع ہو گا